ردِّ قادیانیّت

رسائل

○ حضرت مولانا عبدالحیٔ کوہاٹیؒ
○ حضرت مولانا سلطان محمود دہلویؒ
○ حضرت مولانا سید محمد اویس سکوڈھویؒ
○ حضرت مولانا عتیق الرحمن آرویؒ
○ جناب صفوۃ الرحمانؒ
○ جناب عبدالرحیم قریشیؒ
○ حضرت مولانا ابوالبیان محمد داؤد پسروریؒ
○ حضرت مولانا مفتی محبوب سبحانی واعظ
○ حضرت مولانا محمد حسین سرحدیؒ

احتسابِ قادیانیّت

جلد ۵۱

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان - فون : 061-4783486

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

نام کتاب : احتساب قادیانیت جلد اکاون (۵۱)

مصنّفین : حضرت مولانا عبدالحیٔ کوہاٹیؒ

حضرت مولانا سلطان محمود دہلویؒ

حضرت مولانا سید محمد اویس سکروڈھویؒ

حضرت مولانا عتیق الرحمٰن آرویؒ

جناب صفوۃ الرحمٰنؒ

جناب عبدالرحیم قریشیؒ

حضرت مولانا ابوالبیان محمد داؤد سپرویؒ

حضرت مولانا مفتی محبوب سبحانی واعظ

حضرت مولانا محمد حسین سرحدیؒ

صفحات : ۵۶۸

قیمت : ۳۵۰ روپے

مطبع : ناصر زین پریس لاہور

طبع اوّل : مئی ۲۰۱۳ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست رسائل مشمولہ......احتساب قادیانیت جلد۵۱

☆...... عرض مرتب	حضرت مولانا اللہ وسایا	۴
۱...... آئینہ مرزا، یا مرزائی ناول	حضرت مولانا عبدالحیؒ کوہاٹیؒ	۷
۲...... ضرورت رسالت (حصہ اوّل)	حضرت مولانا سلطان محمود دہلویؒ	۲۵۱
۳...... ضرورت رسالت (حصہ دوم)	// // //	۲۹۵
۴...... صدع النقاب عن جساسة الفنجاب	حضرت مولانا سید محمد اویس سکروڈھویؒ	۳۴۳
۵...... اسلام اور مرزائیت	حضرت مولانا عتیق الرحمٰن آرویؒ	۳۷۱
۶...... فتنہ قادیانیت	جناب صفوۃ الرحمٰنؒ	۴۱۱
۷...... قادیانی مسلمان نہیں؟	جناب عبدالرحیم قریشیؒ	۴۳۷
۸...... آسمانی کڑک	حضرت مولانا ابوالبیان محمد داؤد سپروریؒ	۴۷۵
۹...... کارزار قادیان	حضرت مولانا مفتی محبوب سبحانی واعظ	۵۳۵
۱۰...... کلمہ حق	حضرت مولانا محمد حسین سرحدیؒ	۵۵۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

عرض مرتب

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۰ امابعد!

محض اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے احتساب قادیانیت کی جلد اکاون (۵۱) پیش خدمت ہے۔اس جلد میں دس عدد کتابیں شامل اشاعت ہیں۔جن کی تفصیل یہ ہے:

۱...... آئینہ مرزا یا مرزائی ناول:

حضرت مولانا عبدالحئیؒ کوہاٹی اس کے مصنف ہیں۔ ناول کی طرز پر اس کتاب کو لکھا ہے۔قادیانی فتنہ سے متعلق جدید انداز تفہیم اپنایا گیا ہے۔ابتداء میں یہ کتاب سٹیم پریس راولپنڈی میں باہتمام مہتہ کشن چند موہن پرنٹر کے ہاں شائع ہوئی۔ پاکستان بننے سے بہت پہلے کی شائع شدہ ہے۔کتاب خوب دلچسپ ہے۔ پہلے ایڈیشن کے ۲۴۰ رصفحات تھے۔ اب دوسرا زیرنظر ایڈیشن جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اس کے صفحات ۲۴۲ ہیں۔گویا طابق النعل ہوگیا۔کم وبیش پون صدی بعد اس کتاب کی دوبارہ اشاعت ہم اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔

۲...... ضرورت رسالت (حصہ اوّل):

۳...... ضرورت رسالت (حصہ دوم):

ان کے مؤلف حضرت مولانا سلطان محمود صاحب ہیں جو مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی کے صدر مدرس تھے۔ بہت پہلے کی شائع شدہ ہے۔اس کے پہلے ایڈیشن کے ٹائٹل پر یہ تعارف شائع کیا گیا تھا۔’’اس رسالہ میں مسئلہ نبوت ورسالت کے تمام پہلو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے واضح کئے گئے ہیں اور اس رسالہ کے دو حصے کر دیئے گئے ہیں۔ حصہ اول میں مطلق نبوت ورسالت کی تشریح کی گئی ہے جو مشترک ہے تمام انبیاء علیہم السلام میں، اور حصہ دوم میں خاص جناب رسول اللہ ﷺ کے افضل الرسل وخاتم الانبیاء ہونے کی تشریح ہے اور ان دونوں حصوں میں اصل مسئلہ کی تشریح کے علاوہ مخالفین اسلام کی تردید بھی نہایت مدلل طریقہ سے کی گئی ہے۔ خصوصاً مرزائیوں اور عیسائیوں کی۔‘‘

۴...... صدع النقاب عن جساسة الفنجاب:

اس رسالہ کے مرتب حضرت مولانا سید محمد ادریس سکروڈھوی مدرس دارالعلوم دیوبند

ہیں۔رسالہ کا نام اس خوبصورتی سے تجویز کیا کہ کمال کردی۔’’صدع النقاب‘‘ ابجد کے حساب سے ۱۳۴۳ھ بنتے ہیں۔جو کتاب کی اشاعت کا سن ہجری ہے اور’’جساسة الفنجاب‘‘ سے ابجد کے حساب سے ۱۹۲۵ء بنتے ہیں۔ جو کتاب کی اشاعت کا سن عیسوی ہے۔حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی تالیف’’اکفار الملحدین فی شئی من ضروریات الدین‘‘میں ایک قصیدہ بزبان عربی قطعہ انجازیہ نظم فرمایا تھا۔حضرت مولانا سید محمد ادریس سیکروڈھوی جو حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔آپ نے اس قصیدہ کو بمع ترجمہ وتشریح کے اس رسالہ میں شائع فرمایا۔خوب علمی تحفہ ہے۔کاش ہمارے رفقاء اس عربی قصیدہ کو یاد کریں۔

۵...... اسلام اور مرزائیت:

یہ مضمون حضرت مولانا عتیق الرحمٰن آرویؒ کا مرتب کردہ ہے۔جو دارالعلوم دیوبند کے مبلغ تھے۔آپ کا یہ مضمون رسالہ’’قاسم العلوم‘‘ دیوبند میں قسط وار ۸قسطوں میں شائع ہوا۔جو بعد میں پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا گیا۔اس جلد میں پیش خدمت ہے۔

۶...... فتنہ قادیانیت:

جناب صفوۃ الرحمٰن صابر حیدرآباد انڈیا آندھرا پردیش کے تھے۔آپ نے یہ رسالہ ترتیب دیا۔جو اس جلد میں پیش خدمت ہے۔

۷...... قادیانی مسلمان نہیں؟:

اس کے مؤلف جناب محمد عبدالرحیم قریشی ہیں جو کل ہند مجلس تعمیر ملت کے سیکرٹری جنرل اور آل انڈیا مسلم لاء بورڈ کے سیکرٹری ہیں۔آپ نے یہ رسالہ اکتوبر ۱۹۹۰ء میں شائع کیا۔تبلیغ اسلام سوسائٹی مدینہ منشن حیدرآباد سے یہ شائع ہوا۔قادیانیوں نے حیدرآباد انڈیا میں پر نکالے۔مولف نے یہ رسالہ تالیف کر کے شائع کیا۔قادیانیت بے پروبال ہوگئی۔

۸...... آسمانی کڑک:

اس کے مؤلف حضرت مولانا ابوالبیان محمد داؤد پسروری ہیں۔ جو حضرت مولانا نوراحمد چوک فرید امرتسر کے صاحبزادہ تھے۔آپ نے مرزا قادیانی کی تردید میں یہ عمدہ کتاب تالیف کی جو ہر لحاظ سے قابل قدر ہے۔

۹...... کارزار قادیان:

یکم/اپریل ۱۹۳۶ء میں یہ رسالہ اوّلاً شائع ہوا۔حضرت مولانا مفتی محبوب سبحانی واعظ

کا مرتب کردہ ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کا یار غار مولوی محمد علی لاہوری کے درمیان ۸۵ زبردست اصولی اختلافات اس میں قلمبند کئے گئے۔ پڑھیں کہ خوب معرکۃ الاراء چیز ہے۔ ستتر سال قبل شائع شدہ رسالہ کا اس جلد میں شائع ہونا ہم مسکینوں پر فضل ایزدی ہے۔ فلحمدللّٰہ!

۱۰...... کلمہ حق:

مولانا محمد حسین سرحدی فاضل دیوبند سیالکوٹی نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے قریب قریب میں یہ رسالہ ترتیب دیا۔ حضرت علامہ خالد محمود صاحب نے تقریظ لکھی۔ ہم اسے جلد میں اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس جلد میں ۹ حضرات کے دس رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ ترتیب پھر تازہ کریں:

۱......	حضرت مولانا عبدالحئی کوہاٹیؒ	کی	۱	کتاب
۲......	حضرت مولانا سلطان محمود دہلویؒ	کے	۲	رسائل
۳......	حضرت مولانا سید محمد اویس سکروڈھویؒ	کا	۱	رسالہ
۴......	حضرت مولانا عتیق الرحمٰن آرویؒ	کا	۱	رسالہ
۵......	جناب صفوۃ الرحمٰنؒ	کا	۱	رسالہ
۶......	جناب عبدالرحیم قریشیؒ	کا	۱	رسالہ
۷......	حضرت مولانا ابوالبیان محمد داؤد سپروریؒ	کی	۱	کتاب
۸......	حضرت مولانا مفتی محبوب سبحانی واعظ	کا	۱	رسالہ
۹......	حضرت مولانا محمد حسین سرحدیؒ	کا	۱	رسالہ

....

گویا ۹ حضرات کے کل ۱۰ رسائل وکتب

احتساب قادیانی کی جلد (۵۱) میں شامل اشاعت ہیں۔ فلحمدللّٰہ علیٰ ذالک!

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۱۲؍جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ

بمطابق ۲۵؍مارچ ۲۰۱۳ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

آئینہ مرزا

یا

مرزائی ناول

حضرت مولانا عبدالحئی کوہاٹی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس مصنف

میں مصنف اس کتاب کا حلفاً بیان کرتا ہوں کہ یہ کتاب میں نے محض اسلام اور اہل اسلام کے درد سے لکھی ہے اور نہایت عجز وادب سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کو پڑھتے ہوئے ذہن کو تعصب سے پاک کرلیں۔ پھر اگر اس کو گمراہی سے بچانے والی اور راہ راست پر قائم رکھنے والی پائیں تو میرے حق میں عاقبت بخیر کی دعا کریں۔ مصنف!

دیباچہ

شہر لندن کے جنوب مشرق ٹوکیو دارالخلافہ جاپان کے غرب، دمشق کے شرقی منارہ اور قریباً من السیالکوٹ یعنی عین شہر سیالکوٹ میں ایک بابو صاحب رہتے تھے۔ جو سسرال کی طرف سے بھی اچھے نسب سے تھے۔ دین سے بہت رغبت رکھتے تھے۔ مگر دینی تعلیم سے بوجہ نوتعلیم یافتہ ہونے کے کورے تھے۔ موٹی عقل والے مگر مالدار تھے۔ بیوی ان کی ایک پرانے تعلیم یافتہ کی بیٹی اور اچھی لکھی پڑھی تھی۔ نام ان کے کچھ اور تھے۔ لیکن پیار سے ایک دوسرے کو گاماں اور گھسیٹی کہہ کر پکارتے اور جواب دیتے تھے۔ مکان رہائشی خاصا وسیع تھا۔ برآمدہ کے مشرقی کنارے پر ایک مختصر سا کمرہ تھا۔ جس کا دروازہ برآمدہ میں تھا اور تینوں طرف شیشوں کی کھڑکیاں تھیں۔ جنوبی کھڑکی مکان کے غسل خانہ میں کھلتی تھی۔ اس کمرہ میں ایک مختصر میز ایک کرسی، ایک الماری کے سوا ایک شیشم کا صندوق تھا۔ جس کو ایک بڑا وزنی قفل لگا رہتا تھا اور اس پر جلی حروف میں پرانے کاغذات لکھا ہوا تھا۔ بابو صاحب محکمہ بارکماسٹری میں ملازم تھے۔

ایک دن بیوی نے معلوم کیا کہ وہ اپنے ہاتھ کی انگوٹھی غسل خانہ میں بھول آئی ہیں۔ غسل خانہ میں جو گئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ بابو صاحب نے وہ صندوق کھولا۔ اس میں ایک پلندہ نوٹوں کا نکالا۔ اس میں سے چند نوٹ نکال کر باقی اسی طرح صندوق میں مقفل کر کے میز پر آبیٹھے۔ نوٹوں کو ایک خط میں لپیٹ کر او رلفافہ میں ڈال کر اس پر مکتوب الیہ کا پتہ لکھ رہے تھے کہ بیوی اوپر آگئیں اور بولیں کہ کیا آج کھانا نہیں کھاؤ گے؟ بابو صاحب نے جھٹ اس لفافہ کو پیڈ پر الٹ دیا اور اس پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ گویا پتہ کو خشک کر رہے ہیں اور کہنے لگے چلو کھانا نکالو میں آیا۔ بیوی نے لفافہ پر موضع قادیاں دیکھ لیا تھا۔ کہنے لگیں بہت خوب۔ مگر کھانے سے پہلے میں

معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ یہ خط تم نے کس کو لکھا ہے اور کیا لکھا ہے۔ بابو صاحب نے بہت سے حیلے بہانے کئے اور عذرات پیش کئے مگر تریا ہٹ کے سامنے کچھ پیش نہ گئی۔ بلکہ ان عذرات نے بیوی کو اور برافروختہ کردیا۔ آخر بابو صاحب نے خط کھولا اور یوں پڑھنا شروع کیا۔ بحضور جناب اہوں ارسال ہیں۔ اہوں اہوں دعا کے واسطے برائے کتب دس روپے۔ برائے چھاپہ خانہ تین روپے۔ برائے توسیع مکان اہوں۔

بیوی...... میاں گاماں آج تمہارے حلق میں نزلہ کا بہت زور ہے۔ بابو صاحب نہیں گھسیٹی جی اہوں۔ اہوں روپیہ لنگر خانہ کے واسطے پانچ روپے برائے خط وکتابت متعلق مذہبی تحقیقات چندہ اخبارات ارسال ہوچکا ہے اور بہشتی مقبرہ کا کا چندہ انشاءاللہ! بماہ آئندہ بھیجا جاوے گا۔

بیوی...... بس بابو صاحب! ہاں بس۔

بیوی...... آپ نے یہ خط پڑھا تو سہی مگر موٹی موٹی رقمیں نزلہ کے نیچے دبا گئے۔ اچھا خیر۔ مگر خط کی پشت پر تمہاری انگلیوں کے نیچے جوتی کا کیا ذکر ہے۔

بابو صاحب...... ورق الٹ کر اور کھسیانے سے ہوکر۔ نہیں جوتی کا کچھ ذکر نہیں۔ یہ پیلی بھیت کے ایک بنئے آڑھتی کا نام ہے۔ جوتی پرشاد۔

بیوی...... اس خط میں ایک ہندو کا کیا ذکر آ گیا۔

بابو صاحب...... اس سے کچھ منگوایا تھا۔

بیوی...... کیا منگوایا تھا؟

بابو صاحب...... چاول۔

بیوی...... کس کے واسطے اور کتنے؟

بابو صاحب...... جھنجھلا کر، معلوم نہیں تم عورتوں کا خمیر خدا نے کس چیز سے بنایا ہے۔ ہر ایک بات کو کھودتی ہو۔ خواہ تمہارا اس سے کچھ تعلق ہو نہ ہو۔ اگر تمہارا اس بات کے معلوم کئے بغیر دم نکل جائے گا تو سن لو اور جو کرنا ہے کرلو۔ حضرت صاحب کے واسطے یہ چاول منگوائے جاتے تھے۔ کیونکہ وہ معمولی اس ملک کے چاول پسند نہیں فرماتے تھے۔ ان چاولوں کا ڈیڑھ سو روپیہ بقایا میرے ذمہ چلا آ رہا تھا۔ میں نے اس خط میں لکھ دیا ہے کہ جوتی پرشاد کی رقم میں نے ادا کردی ہے۔

بیوی...... تم تو کہا کرتے ہو کہ مرزا قادیانی آنحضرت ہی تھے۔ کوئی اور نہ تھے۔ پھر جو کیوں نہیں کھاتے تھے؟

بابوصاحب...... چلو چلو بکواس نہ کرو۔ کھانا نکالو۔ بیوی نے جس کے غصے کی انتہا باقی نہ رہی تھی۔ کانپتے کانپتے ہاتھوں سے کھانا نکالا اور بابوصاحب کے آگے رکھ کر یوں گویا ہوئیں یہ میرے ہاتھ کا آج آخری کھانا کھاؤ۔ بابوصاحب نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور خاموشی سے کھانا زہر مار کرتے رہے۔ کھانے سے فارغ ہوکر کہنے لگے۔ یہ کیا معاملہ ہے کہ تم اس قدر برافروختہ ہوگئی ہو۔ اگر روپیہ قاضیاں بھیجنے پر تم ناراض ہو تو تمہیں خوب معلوم ہے کہ میں اپنی پوری تنخواہ اور سفرخرچ تمہارے حوالے کر دیتا ہوں اور کبھی نہیں پوچھتا کہ تم نے کیا خرچ کیا اور کہاں کیا اور جو کچھ میں قاضیاں بھیجتا ہوں وہ اپنی بالائی آمدنی سے بھیجتا ہوں۔ اس کی بابت تمہیں بھی نہیں پوچھنا چاہئے کہ کیا آمدنی ہوئی اور کہاں خرچ ہوئی۔

بیوی...... تمہارا یہ نوٹوں کا پلندہ اگر بالائی یعنی ناجائز آمدنی کا ہے تو ناپاک شے ہے۔ خدا اس میں سے ایک پیسہ بھی میرے نصیب نہ کرے اور جدھر جانا چاہتا ہے جاوے۔ اس میں کیا شک ہے کہ تم مرزا قادیانی کو نبی ماننے کی وجہ سے اسلام سے خارج ہو۔ پس جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ تم مسلمان ہو۔ میرا تمہارا بیوی خاوند والا تعلق نہیں ہوسکتا اور نہ میں تمہارے گھر رہ سکتی ہوں۔

بابوصاحب...... اس میں کچھ شک نہیں اور میں آج تم سے صاف صاف کہے دیتا ہوں کہ میں حضرت اقدس جناب مرزا قادیانی بموجب ان کے اپنے فرمان امام الزمان، مجدد، مسیح موعود، مہدی معہود اور بموجب فرمان خداوندی نبی برحق مانتا ہوں۔ فرمان خداوندی سے میری مراد یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات میں خدا نے ان کو نبی کہہ کر پکارا ہے اور میرے تمہارے گزارہ کی اب صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ اس معاملہ پر بحث کی جاوے۔ بحث سے اگر حضرت اقدس توبہ معاذ اللہ، توبہ معاذ اللہ جھوٹے ثابت ہوں تو میں تمہارا مذہب اختیار کرلوں اور اگر خدا ان کی سچائی ثابت کرے جو ضرور پکارے گا تو تم میرا مذہب اختیار کرو۔

بیوی...... بالکل ٹھیک۔ مجھے یہ بات بڑی خوشی سے منظور ہے۔ میں خدا سے اور کیا مانگتی تھی۔ مگر بحث ایک منصف کے سامنے ہونی چاہئے اور وہ ایسا شخص ہو جس کو ہم دونوں میں سے کسی کے مذہب سے تعلق نہ ہو۔ دوم عالم ہو اور سوم میرا اس سے پردہ نہ ہو۔

بابوصاحب...... اچھا تو تم ہی بتاؤ ایسا شخص کون سا ہے؟

بیوی...... تھوڑی دیر ماتھے پر ہاتھ رکھ کر، قاضی احسان اللہ بی اے مولوی فاضل، مذہب کے رو سے شیعہ۔

بابوصاحب...... منظور ہے۔لو میں انہیں ابھی طلب کرتا ہوں۔گاموں (نام ملازم) جا، جاکے قاضی احسان اللہ ہوراں نوں دوڑ کے بلالے آ تو اونہاں دی کوٹھی ڈٹھی ہوئی اے ناں؟

گاموں...... جی آہ، ڈٹھی ہوئی اے۔آدھ گھنٹہ نہیں گزرا کہ قاضی صاحب ایک گول سیاہ ٹوپی پہنے ہوئے آپہنچے۔

قاضی صاحب...... سلام علیک کے بعد۔حضرات خیر تو ہے۔مجھ ناکارہ کی آج کیا ضرورت پڑ گئی؟

بابوصاحب...... آپ کو معلوم ہے یا نہیں کہ ہم دونوں کے مذہبی خیالات میں مشرق اور مغرب کا بُعد ہے۔آج صبح سے انہوں نے فساد مچا رکھا ہے۔فیصلہ یہ ہوا کہ اس معاملہ پر تبادلہ خیالات کر کے دونوں ایک مذہب پر ہوجاویں اور آپ کو اس وجہ سے تکلیف دی ہے کہ آپ طرفین کے دلائل سن کر فیصلہ دیں۔

قاضی صاحب...... خیر یہ کام تو ایسا نہیں جس میں مجھے کچھ دقت پیش آوے مگر مرزا قادیانی کی کتابوں کا ہونا ضروری ہے۔بابوصاحب دفتر میں جاکر الماری میں سے ایک بڑا ذخیرہ کرم خوردہ کتابوں کا نکال لائے اور بڑا افسوس ظاہر کیا کہ ابھی میں نے ان کتابوں کو چھوا بھی نہیں اور یہ ضائع ہوگئیں۔

قاضی صاحب...... کتابوں کا ملاحظہ کر کے۔واقعی سوا، درثمین اور کشتی نوح کے تمام کی تمام کتابیں کوری ہیں۔کسی نے ان کے ورقے نہیں کاٹے۔

بیوی...... تو انہیں رہنے دیجیے۔میں اپنی کتابیں لاتی ہوں۔یہ کہہ کر بیوی صاحبہ اٹھیں اور گاموں کی مدد سے ایک کتابوں کا انبار اٹھا لائیں جن میں جگہ جگہ چٹیں رکھی ہوئی تھیں۔

قاضی صاحب...... اچھا بسم اللہ کیجئے اور سوال وجواب شروع کیجئے۔

اصول بحث

بیوی...... قاضی صاحب!قبل اس کے کہ سوال وجواب شروع ہوں۔بابوصاحب سے اقرار لے لیں۔اول یہ کہ جو اصول مرزا قادیانی نے اختیار کیا ہو۔ہمارا حق ہوگا کہ ہم بھی وہ اصول اختیار کریں۔

قاضی صاحب...... کیوں بابوصاحب منظور ہے؟

بابوصاحب...... اگر آپ کو منظور ہے تو مجھے بھی منظور ہے۔

قاضی صاحب...... بابو صاحب! میں تو ثالث ہوں۔ مجھے منظوری غیر منظوری سے کیا تعلق۔ ہاں اتنا کہے دیتا ہوں کہ بات معقول ہے۔

بابو صاحب...... اچھا چلو منظور ہے۔

بیوی...... دوم یہ کہ جس کتاب یا مصنف کے حوالہ سے مرزا قادیانی نے کوئی اپنے مطلب کی بات ثابت کی ہوگی۔ ہمارا حق ہوگا کہ اسی کتاب یا مصنف کو ہم بھی اپنے ثبوت میں پیش کریں۔

قاضی صاحب...... کیوں بابو صاحب! منظور ہے؟

بابو صاحب...... یہ کچھ پیچیدہ باتیں ہیں۔ اچھا چلو چلو۔ اس وقت دیکھی جائے گی۔ کونسا تم دونوں مل کر مجھے پھانسی دلا دو گے۔

قاضی صاحب...... بابو صاحب یہ نہیں ہوسکتا کہ اس وقت دیکھی جائے گی۔ ہاں یا نہ کرو۔

بابو صاحب...... اچھا ہاں سہی۔ بس؟

قاضی صاحب...... اچھا اب جو فریق سوال کرنا چاہے وہ سوال کرے اور دوسرا فریق جواب دے۔

بابو صاحب...... سوالات میں کروں گا۔ قاضی صاحب اور بیوی بہ یک زبان۔ بہت خوب!

غیر احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انیس سو سال سے زندہ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ قیامت کے قریب آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ پس سوال یہ ہے کہ وہ زندہ آسمان پر کیوں کر چڑھ گئے۔ کیونکہ نئے اور پرانے فلسفے کے مطابق کوئی شخص طبقہ زمہریرہ تک پہنچ کر زندہ نہیں رہ سکتا۔ دوم ایک انسان بغیر کھانے پینے کے اس قدر مدت تک کس طرح زندہ رہ سکتا ہے۔ پھر اس کے سونے کے لئے بستر اور چارپائی کہاں سے آتی ہے؟

جواب۔ بیوی...... جناب قاضی صاحب! آپ کے بابو صاحب نے ایسا مسئلہ چھیڑا جس سے میرے ان کے جھگڑے کا کچھ تعلق نہیں۔ سرسید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے بلکہ دوبارہ آنے کے بھی قائل نہ تھے تو کیا ہم ان کو اسلام سے خارج سمجھتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ اس بارے میں خود مرزا قادیانی کا قول موجود ہے۔ یہ پڑھئے (ازالہ حصہ اول ص۱۴۰، خزائن ج۳ ص۱۷۱) ’’جاننا چاہئے کہ نزول مسیح کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیت کی کوئی جز و یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔‘‘ پس بابو صاحب اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ نہ مانیں تو نہ مانیں۔ مجھے اس سے کچھ پرخاش نہیں۔ جھگڑا تو مرزا قادیانی کے مسیح اور نبی ہونے میں ہے۔

دوم! یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کون کہتا ہے کہ وہ خود آسمان پر چڑھ گئے؟ جبکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ صاف فرما رہا ہے کہ اٹھا لیا اس کو اللہ نے اپنی طرف۔ مرزائیوں کا اس

پراعتراض آیات ’’ان اللّٰہ علی کل شئی قدیر ‘‘اور’’اذااراد شئی ان یقول لہ کن فیکــــون ‘‘ سے صریح انکار ہے۔قاضی جی یہ پڑھئے۔سرمہ چشم آریہ کا(ص۱۱۶،خزائن ج۲ ص۱۶۴) کیا اس کے تمام کام بالاتر از عقل نہیں ہیں؟ آگے یہاں سے پڑھئے’’بھلا وہ خدا کیسا ہو جس کی ساری قدرتوں پر ایک ذرا مخلوق محیط ہوجاوے۔‘‘ آگے (ص۱۱۷،خزائن ج۲ص۱۶۵) پڑھئے’’اور یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ کی وہی قدرت قابل تسلیم ہے۔جو ہماری سمجھ میں آجائے۔ہم نہیں جانتے کہ اس کا نام جہالت رکھیں یا تعصب یا دیوانگی۔‘‘ آگے پڑھئے (ص۱۱۷،خزائن ج۲ص۱۶۵)’’پھرانجام کار(عقل کے پیرو) بہت خوار اور ذلیل ہوکراس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی بے انتہا عجیب وغریب قدرتوں کا احاطہ کرنا انسان کا کام نہیں۔‘‘ اور پڑھئے (برکاۃ الدعاص۲۳،خزائن ج۶ص۲۹)اور’’یہ بات کہ گو وہ قادر ہومگر کرنا نہیں چاہتا۔یہ عجیب بیہودہ الزام ہے جبکہ اس کی صفات میں کل یوم ھو فی شان بھی داخل ہےاور ایسے تصرفات کہ پانی سے برودت دور کرے۔یا آگ سے خاصیت احراق زائل کردیوے۔اس کی صفات کاملہ اور مواعید صادقہ کے منافی نہیں ہیں۔‘‘فلسفہ کی نسبت مرزا قادیانی کا فیصلہ(حقیقت الوحی ص۱۱۷،خزائن ج۲۲ص۱۲۱) پر پڑھئے’’کوئی شخص فلسفیوں کی کشتی سمندر طوفان شبہات سے نجات نہیں پاسکتا بلکہ ضرور غرق ہوگا۔‘‘

آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے اگر آنحضرتﷺ کے فرمان کے مطابق اگر اللہ تعالیٰ عبادت میں مجھے کھانا کھلا دیتا ہےاور پانی پلا دیتا ہے۔اس وجہ سے میں روزانہ روزہ رکھ سکتا ہوں۔عبادت کی خوراک کافی نہیں تو معمولی خوراک بہم پہنچا دینا بھی اس کی قدرت و طاقت سے باہر نہیں۔انہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت قرآن میں ذکر ہے کہ اپنے حواریوں کی درخواست پر آپ نے خدا سے دعا مانگی کہ اے اللہ ہمارے اتار ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اتاروں گا وہ خوان تم پر(پارہ۷رکوع۵)سوا مجاہدؒ اور حسن بصریؒ کے سب سلف کا قول ہے کہ وہ خوان اترا۔اس میں طرح طرح کے کھانے تھے۔خوان بالفرض نہ بھی اترا ہوتو اس میں تو ایک ذرہ شک نہیں کہ خدا نے اس کے اتارنے کا وعدہ فرمایا یہ تو نہیں فرمایا کہ آسمان پر یہ چیزیں ہیں ہی نہیں۔

شق القمر کے ثبوت میں مرزا قادیانی نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ چاند وسورج میں حیوانات کی آبادی ہے۔پس اس سے ثابت ہے کہ آسمان پر گوشت،سبزی،غلہ اور پانی میسر آسکتا ہے۔بستر اور چارپائی کی بابت عرض ہے کہ اول تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا میں بھی ان

چیزوں کو ضروری نہیں سمجھا اور مرزا قادیانی نے اپنے نفس پر قیاس کر کے ان کو ضروری سمجھا ہے۔ بستر اور چارپائی اسی کارخانہ تیار میں ہوجاتے ہوں گے۔ جس کارخانہ میں مرزا قادیانی کے خیال میں گرونانک صاحب کا چولہ (چوغہ) تیار ہوا تھا۔ قاضی جی! یہ پڑھیے اور (ست بچن ص ۶۸، خزائن ج۱۰ ص۱۹۲) ''درحقیقت وہی آسمانی چولہ قدرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا ازلی ہادی کے فضل سے ان کو ملا تھا۔''

میرے میاں نے اگرچہ اپنے سوال میں سنت اللہ کا ذکر نہیں کیا۔ مگر مرزا قادیانی نے جگہ جگہ اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ خدا کر تو سب کچھ سکتا ہے۔ لیکن اپنی سنت یعنی دستور کے خلاف نہیں کرتا۔ کیونکہ قرآن میں آیا ہے کہ لن تجد لسنة اللّٰه تبديلا (تحفہ گولڑویہ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۹۵) مرزا قادیانی کے اس قول کی تردید کی حاجت نہیں۔ کیونکہ یہ دیکھو (سرمہ چشم آریہ ص۵۰، خزائن ج۲ ص۹۸) پر وہ خود ہی لکھتے ہیں کہ ''سنت اللہ ہمیشہ سے ہے کہ کثیر الوقوع کے ساتھ نادر الوقوع امر بھی ہوتے رہتے ہیں۔'' مگر میں جتادینا چاہتی ہوں کہ مرزا قادیانی کو یا تو قرآن سے مس نہ تھا اور یہ الہام ان کا جھوٹا اور بناوٹی تھا کہ ''الرحمن علمه القرآن'' خدا نے مجھے قرآن سکھادیا۔ یا مسیح بننے کے لئے آیات کے غلط معنے کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتے تھے اور جو بات اپنے فائدہ کی دیکھتے تھے۔ اس کو بطور اصول پیش کرتے تھے۔ قرآن شریف میں اول سے آخر تک جہاں جہاں کہیں سنت اللہ کا ذکر ہے وہ منکرین وغیرہ کے عذاب کے متعلق ہے اور تبدیلا کے معنے ہیں کہ کوئی دوسری ہستی اس کو بدل نہیں سکتی۔ یعنی خدا فرماتا ہے کہ میرے بھیجے ہوئے عذاب کو نہ کوئی بدل سکتا ہے، نہ ٹال سکتا ہے اور ابھی میں نے مرزا قادیانی کا کلام (برکات الدعا ص۲۳، خزائن ج۶ ص۲۹) پر بتادیا کہ وہ خدا کو ''کل یوم هو فی شان'' مانتے ہیں۔

علاوہ بریں محی الدین عربیؒ جن کا کلام مرزا قادیانی اپنی اغراض منوانے کے لئے جگہ جگہ ہمارے پیش کرتے ہیں مثلاً دیکھو (کتاب البریہ ص۴، خزائن ج۱۳ ص۲۲،۲۳) وہ اپنی کتاب فصوص الحکم میں لکھتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھایا جہاں وہ قلب الافلاک یعنی فلک الشمس میں رہتے ہیں اور بعدس شہر بعلبک کی طرف بھیجا۔'' پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا خلاف عادت خداوندی بھی نہ رہا۔ اب یا تو مرزا قادیانی محی الدین ابن عربیؒ کے کلام کے حوالہ سے بروزی بننا چھوڑ دیں اور یا حضرت ادریس علیہ السلام کا آسمان پر جانا وہاں زندہ رہنا، پھر زمین پر اترنا بھی تسلیم کریں۔

مرزا قادیانی (تحفہ گولڑویہ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۹۵) پر لکھتے ہیں کہ ''سچ کی یہی نشانی ہے

کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے۔“ اگرچہ یہ قول ان کا سراسر غلط ہے۔ کیونکہ کیا ہم خدا کو نہ مانیں، آسمان کو نہ مانیں، زمین کو نہ مانیں، قرآن کو نہ مانیں۔ لیکن اب تو مرزا قادیانی کے ہی مانے ہوئے شخص کی کلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کی نظیر پیدا ہوگئی۔ بابو صاحب اگر آپ کی مرضی ہو تو میں محی الدین ابن عربیؒ کے کلام کو جو بروز کے متعلق ہے۔ سچا مان لوں اور جو حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق ہے جھوٹا۔ مگر بابو صاحب ماتھے پر ہاتھ رکھ کر کسی خیال میں ایسے مستغرق ہوئے کہ انہوں نے نہ یہ آخری کلمہ سنا نہ اس کا کچھ جواب دیا۔

قاضی صاحب...... نہیں! بیوی جی ایسا کب ہوسکتا ہے۔ یہ تو بحث کے مقرر کردہ اصول کے خلاف ہوگا۔ بابو صاحب کو یا تو دونوں باتیں سچی ماننی پڑیں گی یا دونوں جھوٹی یعنی اگر مسئلہ بروز صحیح تو حضرت ادریس علیہ السلام کا آسمان پر جانا بھی صحیح اور اگر ان کا آسمان پر جانا غلط تو مسئلہ بروز بھی غلط۔

بیوی...... بابو صاحب اس معاملہ پر اگر آپ نے کچھ اور کہنا ہے تو کہئے ورنہ دوسرا سوال پیش کیجئے۔

بابو صاحب...... ہاتھ ماتھے پر پھیرتے ہوئے نہایت دھیمی آواز میں۔ نہیں! آج میں کوئی اور سوال پیش نہیں کروں گا۔

قاضی صاحب...... اچھا تو اب میں جاسکتا ہوں؟

بابو صاحب...... اچھا اللہ حافظ!

قاضی صاحب...... کل میں ۱۰بجے آجاؤں گا۔ السلام علیکم، وعلیکم السلام۔

بابو صاحب (بیوی سے مخاطب ہوکر) کتابوں کو چھوڑ دو۔ گاموں اندر رکھ دے گا۔ تم رات کے کھانے کی فکر کرو اور ایک دو چیزیں زیادہ پکالو۔ شاید میں کھانا باہر منگواؤں۔

بیوی...... مگر میں تم سے کیا کہہ چکی؟

بابو صاحب...... تمہاری آج کی تقریر سے اتنا تو مجھ پر کھل گیا کہ مرزا قادیانی کا مذہب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخاصمت تھا۔ گرونانک صاحب کے واسطے سلا سلایا آسمان سے چوغہ اترنا تو مانتے ہیں۔ بلکہ قدرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا بھی۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کے لئے وہاں بستر پیدا ہونا محالات سے سمجھتے ہیں۔ تم شوق سے کھانا پکاؤ اور دیکھو خدا کو کیا منظور ہے۔

بیوی (تسلی پاکر) اچھا کیا کیا پکاؤں؟

بابو صاحب (تھوڑی دیر موچھ کو بل دے کر) آلو گوشت کی دور کا بیاں ہوں۔ مرغ پلاؤ۔ ایک پلیٹ حلوے کی کچھ اچار چٹنی دو پیالیوں میں۔ دستر خوان دھلا ہوا نکال لینا۔

دوسرے دن بابو صاحب کھانا کھا کر ہاتھ دھو رہے تھے کہ دروازہ پر دستک پڑی۔

بابو صاحب...... گاموں دیکھ کون ہے۔ قاضی صاحب ہوں تو ان کو اندر بلا لے۔

قاضی صاحب...... السلام علیکم بابو صاحب! وعلیکم السلام آیئے تشریف لایئے۔ قاضی صاحب کھانے سے فارغ ہو لئے؟

بابو صاحب...... جی ہاں! اور آپ نے کھانا کھایا ہے یا نہیں؟

قاضی صاحب...... جی ہاں! میں بھی کھا آیا ہوں۔

بابو صاحب...... کچھ تو کھایئے گا۔

قاضی صاحب...... بہت بہتر حکم کی تکمیل کئے دیتا ہوں۔

بابو صاحب...... گاموں باہر کرسیاں بچھا اور کل والی تمام کتابیں میز پر رکھ دے اور حقہ بھر لا۔

گاموں (کرسیاں بچھاتے ہوئے) بے بے جی راتیں جے میں روٹی کھڑی ہئی تے چبارے وچ بڑی کھپ پئی ہوئی سنی اک جنا بڑی ہندوستانی مارے تے بھوں چوں کے آکھے میں تین سو روپیہ دیتا ہاں پنج سو روپیہ دیتا ہاں۔

بیوی...... میاں وہ کون سے سیٹھ صاحب تھے؟

بابو صاحب...... اجی وہی تھا دہلی والا۔ اس کی ایسی ہی باتیں ہوا کرتی ہیں۔ ایک دفعہ نقصان بھی اٹھا چکا ہے مگر اپنی عادت سے مجبور ہے۔

قاضی صاحب...... لیجئے میں حقہ پی چکا۔ اب اپنا دوسرا سوال یا اعتراض پیش کیجئے۔

بابو صاحب...... ہاں دوسرا سوال میرا یہ ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا میری امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسا شخص پیدا کرے گا جو ان کے دین کو تازہ کرتا رہے گا۔ پس بتایا جائے کہ اس صدی کا مجدد اگر مرزا قادیانی نہیں تو کون ہے؟

بیوی...... قاضی جی میرے میاں اگر مرزا قادیانی کو نبی اور مسیح نہ مانیں تو صرف مجدد مانیں تو میری ان سے جدائی لازم نہیں آتی۔ وہ شوق سے جسے مجدد سمجھیں۔ مجدد مانیں مگر میں چاہتی ہوں کہ مرزا قادیانی کی مجددیت کی بھی قلعی کھول دوں۔ قاضی جی کل جو میں نے دو اصول لکھوائے تھے۔ وہ آپ کے پاس ہیں۔

قاضی صاحب...... جی ہاں یہ میرے پاس موجود ہیں۔

بیوی...... اچھا تو سنئے۔ امام بخاریؒ اپنی صحیح کی نسبت فرماتے ہیں کہ میں نے اس میں وہی حدیثیں درج کی ہیں۔ جن کی صحت ثابت ہوگئی اور بہت سی صحیح احادیث بھی طوالت کی وجہ سے درج نہیں کیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ضروری نہیں کہ جو حدیث صحیح بخاری میں نہ ہو وہ جھوٹی یا ضعیف ہی ہو۔ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منارہ دمشق پر اترنے کی حدیث کو اس لئے ضعیف قرار دیتے ہیں کہ وہ صحیح مسلم میں تو ہے مگر بخاری میں نہیں۔

یہ دیکھئے (ازالہ اوہام حصہ اول ص۲۲۰، خزائن ج۳ ص۲۰۹) ''یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے۔ جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسمٰعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے۔'' قاضی جی فرمایئے کہ ہم کس قدر ضعیف سمجھیں۔ اس مجدد والی حدیث کو جو نہ بخاری میں ہے نہ مسلم میں۔ بلکہ صحاح ستہ میں سے پانچ میں نہیں۔ ہمارے مطلب کی حدیث کو مرزا قادیانی اس وجہ سے قابل حجت نہیں سمجھتے کہ اس کو امام مسلمؒ نے لیا۔ امام بخاریؒ نے نہیں لیا اور اپنے مطلب کے واسطے ایسی حدیث پیش کرتے ہیں۔ جس کا صحیحین میں نشان نہیں ہے اور صحاح ستہ میں سے پانچ نے اس کو نہیں لیا۔ یہ کیسی خودغرضی اور بے انصافی ہے۔ کیا ایسے شخص کو ہم مجدد ہونے کا رتبہ دیں۔ پھر غضب یہ کہ اپنے مطلب کے واسطے اسی صحیح مسلم کی حدیثیں ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ دیکھو (نزول المسیح ص۴۴، خزائن ج۱۸ ص۴۲۲) پر لکھتے ہیں ''مسلم کی ایک حدیث میں صاف لکھا ہے۔'' ہائے غضب پوچھنے والا کوئی نہیں۔ ابھی ہمارے واسطے صحیح مسلم ناقابل اعتبار تھی۔ ابھی ہمارے خلاف قابل اعتبار ہوگئی۔

اگر یہ کہا جائے کہ مرزا قادیانی کا بوجہ حکم ہونے کے اختیار تھا کہ جس حدیث کو چاہیں خدا سے اطلاع پا کر صحیح قرار دیں اور جس کو چاہیں غلط قرار دیں تو ہمارا تجربہ اس کی تردید کرتا ہے۔ کیونکہ احادیث کا جو مطلب مرزا قادیانی ہمیں بتاتے رہے وہ غلط ثابت ہوتا رہا۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو:

۱...... (ایام الصلح ص۱۶۹، خزائن ج۱۴ ص۴۱۷) پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے مسیح موعود اور دجال کو آن واحد میں طواف کعبہ کرتے دیکھا۔ اس لئے میرے حج کا وقت وہ ہوگا۔ جب دجال یعنی پادری ایمان لاکر میرے ساتھ حج کرنے جائیں گے۔'' اور چونکہ نہ کوئی پادری ایمان لایا اور نہ مرزا قادیانی کے ساتھ حج کو گیا۔ تو صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی حدیث کے معنے نہیں سمجھے۔ یا وہ مسیح موعود نہ تھے۔ نہ پادری صاحبان دجال۔

۲...... (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷ حاشیہ) پر محمدی بیگم آسمانی

منکوحہ کی نسبت مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''اس پیشین گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشینگوئی فرمائی ہے کہ ''یتزوج ویولدله'' لیکن چونکہ نہ مرزا قادیانی کا محمدی بیگم سے نکاح (زمینی) ہوا۔ نہ اس کی اولاد ہوئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے اس حدیث کو نہیں سمجھا اور اس کے غلط معنے کر کے غلط جگہ استعمال کیا اور حقیقت میں مرزا قادیانی آنے والا مسیح نہ تھے۔

پھر دیکھئے (آئینہ کمالات ص۴۵۸، خزائن ج۵ ص۴۵۸) پر مرزا قادیانی اس دمشقی منارہ والی حدیث کے غلط ہونے کی وجہ میں لکھتے ہیں: ''ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت کے وقت میں دمشق میں کوئی منارہ تھا۔'' اس سے پایا گیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اگر کوئی منارہ بنا تو وہ سند نہیں ہے۔ بہت خوب! میں پوچھتی ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے وقت سنہ ہجری نہ تھا۔ خلافت دوم میں بنا تو اس حدیث سے سنہ ہجری کا سر مرزا جی کس طرح لے کر صدی کے سر پر تشریف لاتے ہیں۔ آنحضرتؐ کے وقت میں عامۃ الفیل یعنی سنہ فیل مروج تھا اور اس سنہ کا سنہ ہجری سے ۵۳ سال کا فرق ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے سنہ فیل میں۔ ۴۰ سال کی عمر میں نبوت ملی۔ اس سے بارہ، تیرہ سال بعد آپؐ نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت فرمائی۔ گویا ۵۳ فیل میں اور یہ سنہ ہجری کا جب وہ حضرت عمرؓ کے وقت میں مقرر کیا گیا، پہلا سال قرار دیا گیا۔ اگر دمشق کے منارہ والی حدیث اس وجہ سے غلط ہے کہ مرزا قادیانی نے کسی کتاب میں نہیں پڑھا کہ آنحضرتؐ کے وقت میں دمشق میں کوئی منارہ بھی تھا تو آنحضرتؐ کے وقت میں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ہجری نہ تھا۔ پھر مرزا قادیانی اس حدیث میں صدی سے سنہ ہجری کی صدی کیونکر لیتے ہیں۔ قاضی صاحب اس حدیث میں ہے ''من یجد دلهادینها'' یعنی وہ مجددین کی تجدید کیا کریں گے۔ اگر بابو صاحب بیان کردیں کہ مسلمانوں نے چودھویں صدی میں دین اسلام کا فلاں رکن بھلا دیا تھا اور مرزا قادیانی نے اس کو دوبارہ زندہ کردیا تو میں کیا میری اولاد بھی مرزا قادیانی کو مجدد مان لے گی۔ ورنہ اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام قائل نہیں ہے قبلہ کسی شیخ وشاب کا۔

قاضی صاحب...... بابو صاحب! سوال نہایت معقول اور فیصلہ کن ہے۔ ہمت کیجئے ورنہ میدان ہاتھ سے جاتا ہے۔

بابو صاحب...... قاضی صاحب! میں نے آج تک کبھی اس بات پر غور نہیں کیا اور یہ سوال میرے لئے بالکل نیا ہے۔ اس لئے اس کے جواب کے لئے مہلت درکار ہے۔

قاضی صاحب...... کیوں بیوی صاحبہ! آپ کی کیا رائے ہے؟

بیوی...... قاضی صاحب! آپ کو وہ عربی مقولہ یاد ہوگا کہ بھاگنے کے وقت بھاگ جانا فتح میں داخل ہے۔ مجھے ان مرزائیوں کا حال خوب معلوم ہے۔ جب یہ جواب سے عاجز ہو جاتے ہیں تو کبھی مہلت مانگتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ اس کا جواب الفضل دے گا۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ قادیاں چلو اور اپنا شک رفع کرلو۔ کوئی ان بھلے مانسوں سے یہ نہیں پوچھتا کہ تیر نہ کمان میاں کاہے کے پٹھان؟ اگر تم نے مرزا قادیانی کو ہر پہلو سے پرکھ نہیں لیا تو تمہیں ان پر ایمان لے آنے کی کیا جلدی تھی؟ اچھا جواب کے لئے مہلت منظور لیکن میں ساتھ ہی یہ بھی عرض کرتی ہوں کہ مرزا قادیانی نے شرک کی تعلیم دی کہ مجھے خدا نے ''کن فیکون'' کے اختیار دے دیئے۔ توحید کی بیخ کنی کی۔ لکھتے ہیں ''آنحضرتﷺ اور خدا گویا ایک ہوگئے اور مقام وحدت تامہ ہے۔'' (توضیح مرام ص۲۷، خزائن ج۳ ص۶۴) ''دوسرے نبیوں نے بھی آنحضرت کو خدا کہہ کر پکارا ہے۔'' (توضیح مرام ص۲۸، خزائن ج۳ ص۶۵) ''خدا نے تمام لوگوں کو آپ کے بندے ٹھہرایا ہے۔''

قل یا عبادی یعنی کہہ کہ اے میرے (آنحضرت کے) بندو (کتاب البریہ ص۸۰، خزائن ج۱۳ ص۱۰۵) حالانکہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ صاف فرماچکا کہ کسی انسان کو تو یہ بات شایان ہے نہیں کہ خدا اس کو اپنی کتاب اور عقل سلیم اور پیغمبری عطاء فرماوے اور وہ لوگوں سے لگے کہنے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بنو۔ قاضی صاحب پارہ ۲۴ رکوع ۳ کے شروع میں یہ جو آیت ہے ''قل یعبادی الذین اسرفوا الخ'' اس کی نسبت مرزا قادیانی کی یہ تعلیم کہ عبادی کی ''ی'' آنحضرت کی طرف پھرتی ہے۔ کیسی مخالف ہے خدا کے اس صریح حکم کے، کہ کسی پیغمبر کا یہ کام نہیں کہ وہ لوگوں کو کہے کہ تم میرے بندے بنو۔

قاضی صاحب...... معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی نظر اس آیت پر نہیں پڑی۔ اگر پڑی ہوتی تو ایسے صریح حکم کے خلاف ایسی تعلیم نہ دیتے۔

بیوی...... قاضی صاحب! مرزا قادیانی کو دوزخ کی طرف لے جانے والی تعلیموں میں سے ایک یہ تعلیم سہو وخطا پر محمول کر کے آپ معاف کریں تو کریں۔ مگر میں تو اس میں مرزا قادیانی کی بڑی بھاری چالاکی مرکوز پاتی ہوں۔

بابو صاحب...... وہ کیا؟

بیوی...... وہ یہ کہ جب ہم (توبہ معاذ اللہ) آنحضرتﷺ کے بندے ہوئے اور مرزا قادیانی آنحضرت ہی ہیں (استغفر اللہ، استغفر اللہ) تو مرزا قادیانی کے ہم بندے ہوئے۔

ترااے کا شکے مادر نمے زاد
اگر مے زاد کس بیثرت نمیداد

تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہنے کے بعد بیوی پھر بولیں مرزا قادیانی نے تثلیث قائم کی۔ لکھتے ہیں ''یہی پاک تثلیث ہے'' (توضیح مرام ص۲۲، خزائن ج۳ص۶۲) مرزا قادیانی نے چیف کورٹ میں مقدمے ہارے جس سے ثابت ہے کہ وہ بیگانے مال پر دانت تیز کرتے تھے۔ مرزا قادیانی نے ایک فضول منارہ کی عمارت پر غریب مسلمانوں کا بیس، پچیس ہزار روپیہ لگا کر فضول خرچی کا نمونہ امت کے لئے قائم کردیا اور آیات ''ان اللّٰہ لایحب المسرفین'' اور ''ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین'' کے صریح خلاف کیا۔ بیوی کو معلق رکھ کر خدا کے حکم ''فتذروھا کالمعلقہ'' کا خلاف کیا اور اپنے متبعین کے لئے بیویوں کے حق میں ایک زہریلا نمونہ قائم کرگئے۔ خدا کے صریح حکم کے خلاف کہ ''لاتسبوا الذین یدعون من دون اللّٰہ'' عیسائیوں اور ہندوؤں کے بزرگوں اور معبودوں کو گالیاں دے کر گندا سے گندا لٹریچر اسلام اور بانی اسلام کی نسبت لکھوا گئے۔ خدا کے صریح فرمان کے خلاف کہ خدا بیٹا پکڑنے سے پاک ہے۔ الہام اتارا کہ تو (مرزا قادیانی) میرے بیٹے کی جگہ ہے۔ خلاف شریعت تصاویر بنوانا، بیچنا اور عزت سے گھر میں رکھنا سکھلا گئے۔ قرآن کریم کی صریح اور صاف تعلیم کو توبہ معاذ اللہ پشت پا مار کر مسلمانوں میں تفرقہ ڈال گئے۔ پنڈت لیکھرام کے قتل کا ملزم بن کر آریوں کو مسلمانوں کا دشمن بنا گئے۔ سرکار انگلشیہ کی توجہ اس طرف دلاتے رہے کہ مسلمان بغاوت کی کھچڑی پکاتے رہتے ہیں اور خونی مہدی کے منتظر ہیں اور سرکار سے خطاب ملنے کے لئے ایسے سخت منتظر رہے کہ الہام بھی اتر آیا کہ ''لک خطاب العزت'' بابو صاحب! ان خلاف شریعت اعمال کے مقابلہ میں آپ ان کا کوئی ایسا کام بتادیں گے جس سے وہ اس صدی کے تمام دنیا کے مسلمانوں سے بہتر اور افضل ثابت ہوکر اس صدی کے مجدد مان لئے جائیں۔؟

اچھا اس کام کے لئے آپ کو اور کل مرزائیوں کو قیامت تک کی مہلت ہے۔ قاضی صاحب میں اپنے میاں سے ایک سوال پوچھتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود بننے کے مدعی ہوئے۔ مسیح موعود کا کام تھا کہ دجال کو قتل کرنا جو دعویٰ خدائی بھی کرے گا۔ دجال مرزا قادیانی نے بتایا پادریوں کے گروہ کو بلحاظ دجل اور کلیں ایجاد کرنے والوں کو بلحاظ دعوے خدائی اور قتل کرنے سے مراد لی دلائل سے ان کو ہرانا۔ پادری آتھم صاحب اور ان کے ہمراہی پادریان کے مقابلہ میں جو کچھ مرزا قادیانی کا حشر ہوا وہ کس کو معلوم نہیں۔ لیکن بفرض محال اگر ہم ایک منٹ

کے واسطے یہ تسلیم کرلیں کہ مرزا قادیانی نے پادریوں کو دلائل سے لاجواب کردیا اوران کو مغلوب کرلیا۔ تب بھی یہ ثابت ہوگا کہ مرزا قادیانی نے نصف دجال قتل کرڈالا۔ جو دجل کا مرتکب تھا۔ لیکن باقی نصف دجال جو خدائی کا دعویٰ کرنے والا تھا۔ وہ اسی طرح زندہ اور دن دگنی رات چوگنی ترقی کررہا ہے۔

اور اگر ہم مرزا قادیانی کے اس فرمان کو بھی (ازالہ حصہ اول ص۱۴۶، خزائن ج۳ ص۱۷۴) پر درج ہے، حساب میں لیں اور وہ یہ کہ ’’ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجال سے مراد بااقبال قومیں ہوں۔‘‘ تو صرف تیسرا حصہ دجال کا قتل ہوا ہے۔ پس جبکہ دجال مکمل قتل نہیں ہوا تو مرزا قادیانی مسیح موعود کیونکر۔ کیا دجال والی حدیث میں یہ بھی ہے کہ دجال کا نصف یا تیسرا حصہ قتل کیا جائے گا۔ کہتے ہیں کہ کسی میری بہن کو بارش ہوتی دیکھ کر گلگلوں کا شوق پیدا ہوا تو کہنے لگی کہ گڑ ہوتا تو گلگلے پکاتی۔ آٹا قرض لے آتی مگر افسوس کہ تیل گھر میں نہیں۔ مرزا قادیانی کی خاطر اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ انہوں نے پادریوں کو قتل کرڈالا۔ تو باقی دو قوموں کی نسبت کیا جواب ہے؟

قاضی صاحب...... بابو صاحب! آپ اس کا کچھ جواب دیں گے؟

بابو صاحب...... قاضی جی میں نے یہ مباحثہ تحقیق حق کے خیال سے شروع کیا ہے اور اگر میں اپنے بھائیوں کی طرح اناپ شناپ ہر ایک بات کا جواب دیتا جاؤں کہ ملاآں باشد کہ چپ نہ شود تو میرا مطلب فوت ہو جائے گا۔ انہوں نے یہ سوال نہایت معقول کیا ہے اور کم سے کم میرے پاس اس کا جواب نہیں۔ یعنی دجال مجموعہ ہو تین گروہوں کا۔ ان میں سے ایک گروہ کے پیچھے مرزا قادیانی تالیاں پیٹ کر کہہ دیں کہ وہ ہار گئے۔ ہار گئے اور مان لیا جائے کہ دجال قتل ہوگیا۔

قاضی صاحب...... اچھا پھر کوئی اور سوال کرنا ہو تو کیجئے۔

بیوی...... قاضی صاحب! اگر پادریوں کو لاجواب کرنے سے ہی مرزا قادیانی مسیح موعود ہونے کا عمامہ سر پر لپیٹتے ہیں تو ایسے تو بہت سے مسیح اسلام میں وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہے۔ پھر مرزا قادیانی سے ہی اس نام کی خصوصیت کیا ہے؟ دیکھو (سرمہ چشم آریہ ص۲، خزائن ج۲ ص۳۱۲) پر مرزا قادیانی کے اپنے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں ’’اور جس قدر ان پادری صاحبان نے اہل اسلام پر مختلف قسم کے اعتراضات کر کے اور بار بار ٹھوکریں کھا کر اپنے خیالات میں پلٹے کھائے ہیں اور طرح طرح کی ندامتیں اٹھا کر پھر اپنے اقوال سے رجوع کیا ہے۔ یہ بات اس شخص کو بخوبی معلوم ہوگی کہ جو ان کے اور فضلا اسلام کے باہمی مباحثات کی کتابوں پر ایک محیط نظر ڈالے۔‘‘

بابو صاحب...... تیسرا سوال میرا یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مہدی کے واسطے

رمضان کے مہینے میں سورج گرہن اور چاند گرہن ہوگا اور مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور مہدی بھی ہوں۔ اس لئے میرے وقت میں رمضان شریف کے مہینے میں سورج اور چاند گرہن ہونے سے ثابت ہے کہ میں مہدی ہوں مسیح ہوں۔

بیوی...... قاضی صاحب! یہ روایت اس طرح پر ہے:''عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمهدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلة من رمضان تنکسف الشمس فی النصف منه ولم تکونا منذ خلق السموات والارض ''یعنی عمرو بن شمر جابر سے اور جابر محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں اور وہ ایسے ہیں جیسے زمین اور آسمان پیدا ہوئے ان کا ظہور نہیں ہوا۔ چاند گہن ہوگا۔ رمضان کی پہلی رات میں اور سورج گہن ہوگا رمضان کے نصف میں اور یہ گہن ایسے ہیں کہ جیسے زمین وآسمان پیدا ہوئے۔ کبھی نہیں ہوئے۔

اب میری عرض یہ ہے کہ یہ روایت صحیح بخاری میں تو کجا صحاح ستہ میں سے کسی ایک میں بھی نہیں۔ یہ دیکھو (نجم الہدیٰ ص۲۲، خزائن ج۱۴ص۱۱۷) پر مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ ''یہ حدیث دارقطنی میں ہے۔'' پھر یہ ہمارے کیوں پیش کی جاتی ہے۔ دوم اس کے تین راویوں میں سے پہلا راوی عمرو بن شمر محدثین کے نزدیک بڑا جھوٹا ہے۔ جھوٹی حدیثیں روایت کیا کرتا تھا۔ میزان الاعتدال میں اس کی نسبت لکھا ہے۔ لاشے۔ گمراہ کرنے والا۔ جھوٹا۔ رافضی۔ صحابہ کو گالیاں دینے والا۔ حدیثیں خود بنا کر ثقہ لوگوں کے نام سے بیان کرنے والا۔ منکر الحدیث۔ متروک الحدیث۔ سوم! الفاظ کے لحاظ سے یہ قول صریحاً باطل ہے۔ کیونکہ چاند گہن پہلی رات کو نہیں ہوسکتا اور مہینے کا نصف کوئی دن نہیں۔ اگر مہینہ ۲۹ کا ہو تو ۱۵ تاریخ وسط ہوگی نہ کہ نصف اور اگر مہینہ ۳۰ دن کا ہو تو اس کے دو نصف ہوں گے۔ ایک یکم سے ۱۵ تک اور دوسرا ۱۶، سے ۳۰ تک۔ اس حساب سے سورج گہن مہینہ کے کسی دن بھی ہو۔ اس کے ایک نصف میں ضرور ہوگا۔ پس یہ پیشین گوئی کیا ہوئی۔ کسی مجنوں کی بڑ ہوئی۔

چہارم یہ حدیث صریح خلاف ہے آنحضرتﷺ کی صحیحین والی حدیث کے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ ''کسوف وخسوف اس لئے نہیں ہوتے کہ کوئی بڑا شخص مرگیا یا کوئی بڑا شخص پیدا ہوا۔ ان کا ہونا اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی قدرت کی دلیل ہے۔ پنجم مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ سورج گہن ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ تاریخوں میں ہوتا ہے۔ اس لئے نصف کے معنے ہیں۔ اٹھائیسویں سراسر غلط

اور باطل ہے۔ مرزا قادیانی کی ایسی ہی رکیک تاویلات اور کھینچا تانیوں نے ان کو لوگوں کی نظروں میں حقیر کر دیا ہے۔ ۲۸ تاریخ ۲۷،۲۸،۲۹ کی نصف نہیں بلکہ ان کی وسط ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں میں سے بیچ کی نماز یعنی نماز عصر کی بابت فرمایا ہے ''حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطی'' صلوٰۃ نصف نہیں فرمایا۔

ششم جب مرزا قادیانی کو یوز آف دی گلوب کے حوالہ سے جواب دیا گیا کہ جیسے گہن آپ کے زمانے میں ہوئے۔ یہ ہمیشہ ہوتے چلے آئے اور اس روایت میں دو دفعہ اول اور آخر میں مذکور ہے کہ ایسے گہن جیسے زمین وآسمان پیدا ہوئے نہیں ہوئے۔ تو مرزا قادیانی نے یہ بات بنائی کہ میرے زمانے کے گہنوں میں یہ اعجاز ہے کہ میں مدعی مہدویت موجود ہوں۔ اس کے جواب میں ان کی خدمت میں عرض ہوا کہ اول تو اس روایت میں سے ثابت نہیں کہ یہ اعجاز اس وجہ سے ہوگا کہ اس وقت مدعی مہدویت موجود ہوگا۔ دوم ابھی ایک سال ہوا کہ یہی ماہ رمضان کے کسوف وخسوف امریکہ میں ہوئے جہاں پادری ڈوئی مدعی مسیحیت اور بقول مرزا قادیانی کہ مہدی اور مسیح کوئی علیحدہ علیحدہ دو ہستیاں نہیں۔ مدعی مہدویت موجود تھا۔ پھر ڈاکٹر مولوی عبدالحکیم خان نے اپنی کتاب الذکر الحکیم (کانا دجال) میں تیرہ سو سال ہجری کے ماہ رمضان کے چاند اور سورج گہنوں کی فہرست درج کر دی۔ جو دو صفوں پر ہے اور ان گہنوں کے وقت جو جو مدعی مہدویت تھے۔ ان کے نام بحوالہ کتب تواریخ درج کر دیئے۔ حاصل کلام یہ کہ: اپنے الفاظ کے لحاظ سے یہ روایت بالکل لغو ہے اور معنی کے لحاظ سے اب تک پوری نہیں ہوئی۔ ایسی تاویلات جاہلوں پر تو اپنا اثر کر جاتی ہیں لیکن آنکھوں والے ان کو تاویل کنندہ کے کاذب ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں۔

گاموں...... ہماتڑتے جاہل ہوے پر اتنا تے پیا سمجھیندا اہے۔ جے بے بے جی بابو ہوراں نوں لے دے گئے۔ [1]

بابو صاحب...... چپ رہ شیطان بے ہدایتیا۔ تجھے کس نے منہ لگایا ہے اور جمائی لے کر

جب تدبیر کرتا ہوں تو پھر تقدیر ہنستی ہے

قاضی صاحب...... بابو صاحب آپ نے یہ کیا پڑھا؟ ذرا پھر پڑھئے گا۔

بابو صاحب...... اجی کچھ نہیں۔ یہ مرزا قادیانی کے والد مرحوم کے ایک شعر کا ایک مصرعہ ہے جو مجھے اس وقت یاد آ گیا جب تدبیر کرتا ہوں تو پھر تقدیر ہنستی ہے۔

[1] میں اگرچہ جاہل ہوں۔ مگر اتنا تو سمجھ رہا ہوں کہ اماں جی نے بابو جی کی ترکی تمام کر دی۔

قاضی صاحب...... اس مصرعہ پر مجھے مرزا قادیانی کا ایک مصرعہ زلزلہ کے متعلق یاد آ گیا۔اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۲۰، خزائن ج۲۱ ص۱۵۱) مگر افسوس کہ اب نہ ان کی اولاد میں کوئی ایسا شاعر ہے۔نہ اصحاب میں۔

بابو صاحب...... حضرت یہ نہ فرمایئے۔گزشتہ دسمبر میں جو میں قادیاں گیا اور حضرت یعقوب علی قادیانی سے ملنے کا اتفاق ہوا تو انہوں نے ایسے ایسے شعر سنائے کہ میں دنگ رہ گیا۔

قاضی صاحب...... ان میں سے کوئی یاد ہو تو مجھے بھی محظوظ کیجئے گا۔

بابو صاحب...... کیا مضائقہ ہے۔سنئے شعر

بگیر رسم تعلق ولا زمرغابی بود درآب
چو برخاست خشک پر برخاست

قاضی صاحب...... واہ واہ، واہ واہ! کمال ہے۔غضب ہے۔مگر یہ فرمایئے کہ ان کے اشعار کہیں سے مل بھی سکتے ہیں۔

بابو صاحب...... یہ کہنا تو مشکل ہے۔مگر شاید ڈاکٹر محمد اقبال صاحب یا نظام حیدرآباد سے مل جاویں۔کیونکہ وہ نظمیں وغیرہ کے واسطے ان کے اشعار کے مسودے ہی منگوا لیتے ہیں۔

قاضی صاحب...... مجھے اجازت دیجئے۔میری طبیعت یک بیک بگڑ گئی ہے۔شائد قے آوے۔السلام علیکم!

دوسرا دن...... دروازہ پر دستک۔بابو صاحب دروازہ پر جاکر۔آیئے تشریف لایئے۔ وعلیکم السلام۔فرمایئے! اب طبیعت کا کیا حال ہے؟

قاضی صاحب...... اللہ کا فضل ہے۔بالکل خیریت ہے۔

بابو صاحب...... قے تو نہیں ہوئی تھی؟

قاضی صاحب...... نہ صاحب۔میں نے جاتے ہی کچھ شعر استاد غالب کے کچھ خواجہ حالی صاحب کے پڑھ لئے اور طبیعت سنبھل گئی۔

بابو صاحب...... (قہقہہ لگا کر) تم مولوی فاضلوں کی بیماریاں عجیب اور علاج عجیب تر۔

قاضی صاحب...... (پان وغیرہ کھا کر) بابو صاحب جلدی کیجئے اور کوئی سوال ہو تو پیش کیجئے۔

بابو صاحب...... چوتھا سوال میرا یہ ہے کہ رفعہ اللہ الیہ کے معنے آپ آسمان پر اٹھائے جانے کے کیوں کرتے ہیں۔عزت دیئے جانے کے کیوں نہیں کرتے؟

بیوی...... اگر آپ یا کوئی دوسرے قادیانی صاحب یہ ثابت کردیں کہ تمام قرآن میں کسی ایک

جگہ بھی جہاں لفظ ’’رفــــع ‘‘عزت دینے کے واسطے خدا نے استعمال کیا ہے۔تو اس کے ساتھ ’’الیٰ‘‘ کا صلہ آیا ہے۔تو میں مان لوں گی۔ ورنہ لغت کی کتابوں کو جو قرآن سے چار پانچ سو سال بعد بنی ہیں۔قرآن کے معنے حل کرنے کے لئے ماننے کو میں تیار نہیں۔قرآن کا حل قرآن سے ہی ہونا چاہئے کہ یہ مسلمہ بہترین طریقہ ہے اور اس کام کے واسطے آپ کو ۶ ماہ کی مہلت۔

بابو صاحب...... پانچواں سوال میرا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی حدیثوں میں نزول کے لفظ کے اوپر سے اترنے کے ہی معنی کیوں لئے جاتے ہیں۔کیا قرآن شریف میں لوہے کے واسطے یہ لفظ نہیں آیا؟ کیا مسافر کو نزیل نہیں کہتے؟

بیوی...... نزول سے ہم اس کے اصلی اور حقیقی معنی اس لئے لیتے ہیں کہ ان کے واسطے احادیث میں لفظ ’’ھبــوط‘‘ بھی آیا ہے۔حاکم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہﷺ نے ’’لیھبطن عیسیٰ ابن مریم حکما واماما مقسطا ‘‘لوہے کی بابت مرزا قادیانی کے مانے ہوئے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ تین چیزیں آسمان سے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اتریں۔اہرن، سنہی اور ہتھوڑا اور یہ نہایت قرین قیاس ہے۔علاوہ بریں فلسفہ جدید نے ثابت کیا ہے کہ لوہا نہایت باریک ذرات میں آسمان سے اترتا ہے اور زمین کے مسامات میں داخل ہوجاتا ہے۔دیکھو شیعوں کے مجتہد مولوی عبدالعلی صاحب کی مواعظ حسنہ اور توزک جہانگیری۔ میں مانتی ہوں کہ نزیل کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے واسطے آتا ہے۔مگر کیا اس میں اوپر سے نیچے آنے کا مفہوم نہیں ہے۔ مسافر جہاں کہیں شب باش ہونے کو اپنے گدھے،گھوڑے، خچر، اونٹ وغیرہ وغیرہ سے اترا نزیل کہلایا۔اسی لحاظ سے فارسی میں فروکش ہونا اور اردو میں اترنا کہتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے جو(کتاب البریہ ص۱۹۲، خزائن ج۱۳ص۲۲۵ حاشیہ)پر لکھا ہے کہ ’’ہمارے ملک کا بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں۔آپ کہاں اترے ہیں۔‘‘ یہ بالکل غلط ہے۔اس سوال سے یہ غرض ہوتی ہے کہ آپ اپنی سواری سے کہاں اترے ہیں۔کیونکہ مسافر اپنی سواری سے وہیں اترتا ہے جہاں اس نے ڈیرہ کرنا ہوتا ہے اور مرزا قادیانی تو اس لفظ کے ایسے پیچھے پڑے کہ اس کو بے معنے کر کے چھوڑا۔ چنانچہ(سرمہ چشم آریہ ص۱۳۳)پر فرماتے ہیں ’’جس کی آنکھوں پر نزول الماء اتر آیا ہو۔ ہمارا یہ مذہب نہیں کہ کوئی لفظ مجازی معنوں میں نہیں آتا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک لفظ کے حقیقی معنے مقدم ہیں۔ہاں جہاں حقیقی معنے نہ بنتے ہوں وہاں مجازی معنے لینے پڑیں گے۔ یداللہ خدا کا ہاتھ خدا کے چونکہ حقیقی معنے

بنتے ہیں۔ اس لئے خدا کے خدا کے ہی معنے لیں گے۔ لیکن چونکہ خدا کو ہم ہاتھ پاؤں والا نہیں مانتے۔ اس لئے ہاتھ کے مجازی معنے طاقت لیں گے۔ مرزا قادیانی کی تعلیم کے مطابق اگر ہم یہ مان لیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہر جگہ لفظ نزول عزت کے لئے استعمال کیا تو ثابت ہوگا کہ آنے والا مسیح آنحضرت کا غلام (غلام احمد) نہیں ہے۔ بلکہ وہی مسیح ابن مریم ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے علاتی بھائی اور یا یہ ماننا پڑے گا کہ آنحضرتؐ نے ہر جگہ نزول کو مجازی معنے میں استعمال کر کے بڑا بھاری دھوکہ اپنی امت کو دیا۔ کفار عرب تو آنحضرتؐ کو جہالت سے مجنوں کہا کرتے تھے۔ (معاذ اللہ) مگر جو معنی احادیث کے مرزا قادیانی خود غرضی سے ہم سے منوانا چاہتے ہیں۔ ان سے شک باقی نہیں رہتا کہ کفار آنحضرت ﷺ کو مجنون کہنے میں واقعی سچے تھے۔ (مرزا قادیانی) مرزا قادیانی آنحضرتؐ کی کلام ہمیں یوں سمجھاتے ہیں:

عیسیٰ ابن مریم سے مراد	غلام احمد قادیانی
روح اللہ سے مراد	غلام احمد قادیانی
نبی اللہ سے مراد	غلام احمد قادیانی
رجل فارس سے مراد	غلام احمد قادیانی
حارث حراث سے مراد	غلام احمد قادیانی
دمشق سے مراد	قادیان
یروشلم سے مراد	قادیان
بیت المقدس سے مراد	قادیان
مسجد اقصیٰ سے مراد	قادیان
کدعہ سے مراد	قادیان
باب لد سے مراد	لدھیانہ اور لاٹ پادری بھی
ہبوط اور نزول کے معنے	پیدا ہونا
زعفرانی دو چادروں سے مراد	ذیابیطس اور دوران سر
قتل خنزیر سے مراد	قتل لیکھرام
دجال سے مراد	پادری کلیں ایجاد کرنے والے دولت مند انگریز
خر دجال سے مراد	ریل
سر کے قطرات سے مراد	حقائق ودقائق اسلام

دابۃ الارض سے مراد	(۱) علمائے اسلام (۲) طاعون
یہود سے مراد	علمائے اسلام
ریح نفس سے مراد	دلائل وحجج
قتل دجال سے مراد	دلائل سے مغلوب کرنا
یاجوج ماجوج سے مراد	انگریز اور روس
سیروسیاحت سے مراد	جلد شہرت پانا
دولت دینے سے مراد	حقائق۔ دقائق
مہدی سے مراد	مسیح موعود

اب اس میں کوئی کسر باقی رہ گئی کہ مرزا قادیانی نے آنحضرت کی کلام کے یہ معنے کر کے ثابت کر دیا کہ کفار عرب آنحضرت کو مجنون کہنے میں بالکل حق پر تھے۔ (معاذ اللہ)

ترا اے کاشکے مادر نمے زاد
وگر میزاد کس شیرت نمیداد

مرزا قادیانی مسلمانوں کو کہتے تھے کہ میں آنحضرت کا جلال ظاہر کرنے آیا ہوں۔ قاضی صاحب! خدا لگتی کہئے گا ہمارے رسول مقبولؐ خدانخواستہ ایسے ہی مجنون تھے کہ ہمیں ایسے دھوکوں میں ڈال گئے۔ کہ فرمائیں دمشق اور مراد اس سے لیں قاضیاں۔ ہائے خود غرضی تیرا بھلا نہ ہو۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مرزا قادیانی کے ملی بھگت حکیم نور الدین دی گریٹ سے سوال کیا کہ ابن مریم کا لفظ قرآن اور آنحضرت کی کلام میں اور عام لوگوں کی کلام میں جب کبھی بولا جاتا تھا تو اس لفظ کے اصلی معنے کیا سمجھے جاتے تھے۔ آیا وہی حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی یا کوئی اور معنی بھی کسی کے خیال میں آتے تھے۔ اس کے جواب میں دی گریٹ صاحب نے فرمایا کہ:

’’قرآن مجید میں جہاں ابن مریم آیا ہے وہاں وہی عیسیٰ ابن مریم سمجھے جاتے ہیں۔ احادیث میں جو ابن مریم بولا گیا ہے اس کی تشریح صحابہ کرامؓ کی جانب سے میں نے نہیں دیکھی۔ یہ اس شخص کا جواب ہے جس کے کتب خانہ کی قیمت تیس ہزار سے زیادہ بیان کی جاتی ہے۔ جب اتنے بڑے کتب خانے والے نے نہیں دیکھی تو کیا اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ تھی ہی نہیں اور ہوتی کس طرح کوئی اور مسیح ابن مریم ہوتا تو ہوتی اور دیکھتے۔‘‘ (اشاعۃ السنۃ نمبر۵ جلد۲۳ ص۱۶۳)

بابو صاحب...... چھٹا سوال میرا یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد اگر کوئی نبی نہیں ہوگا تو حضرت عائشہؓ نے کیوں فرمایا کہ آنحضرتؐ کو خاتم النّبیین تو کہو مگر یہ نہ کہو کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔اس کا کیا مطلب ہے؟

بیوی...... اس کا مطلب تو بالکل صاف ہے۔خاتم النّبیین کے معنے آخری نبی۔تو مرزا قادیانی بھی مانتے ہیں۔دیکھئے (ازالہ دوم ص۵۲۲، خزائن ج۳ ص۳۸۰) پر وہ لکھتے ہیں کہ: ’’مسیح کیونکر آتا۔ خاتم النّبیین کی دیواریں اسے آنے سے روکتی ہے۔‘‘ اس عبارت پر خوب غور کرلو کہ دیواریں سے سوا اس کے کچھ اور مراد ہوسکتی ہے کہ بعد آنحضرتؐ کے کوئی اور نبی نہیں۔پس حضرت عائشہؓ کا یہ فرمانا کہ آنحضرتؐ آخری نبی بھی ہیں اور ان کے بعد نبی بھی ہے۔اسی حالت میں صحیح ہوسکتا ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد جو نبی آئے گا وہ آنحضرتؐ سے پہلے کا نبی ہوگا۔کیوں قاضی صاحب؟

قاضی صاحب...... شک نہیں کہ یہ عقدہ تو اسی طرح حل ہوسکتا ہے۔

بابو صاحب...... مرزا قادیانی بھی تو کسی نئے نبی کا آنا نہیں مانتے۔وہ تو کہتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ ہی ہوں۔بروزی اور ظلی طور پر۔

بیوی...... میرے میاں آنحضرتؐ کے بعد جتنے جھوٹے نبی گزرے وہ آنحضرتؐ کو آخری نبی مانتے ہوئے کوئی نہ کوئی وجہ اپنی نبوت کی تراشتے رہے۔چنانچہ ایک عورت نے نبوت کا دعویٰ کرکے یہ وجہ بیان کی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی (مرد) نہیں۔یہ تو نہیں فرمایا کہ کوئی عورت بھی نبی نہ ہوگی۔

مرزا قادیانی چونکہ ایک اچھی سوجھ والے کنبے کے فرد تھے۔انہیں یہ سوجھی کہ تو یہ کہہ دے کہ میں تو آنحضرت ہی ہوں۔کوئی اور نہیں۔اس طرح لانبی بعدی اور خاتم النّبیین دھرے کے دھرے رہ گئے اور مرزا قادیانی نبی بن گئے۔مشاہدہ کہہ رہا ہے کہ دنیا میں ایسا کوئی جھوٹا، مکار، فریبی پیدا نہیں ہوا جس نے کوئی وعدے کیا ہو اور ایک فریق نے اس کو مان نہ لیا ہو۔یہاں تک کہ ایک شخص نے ماں، بہن، بیٹی سے جماع جائز کردیا۔اس کے ماننے والے بھی بہت پیدا ہو گئے۔کسی نے پوچھا کہ تمہاری ماں کا تم سے کیا تعلق ہے۔تو جواب دیا کہ جب میں اپنے باپ کی پشت میں تھا تو وہ میری بیوی تھی۔جب میں اس کے رحم میں گیا تو اس کا جزو بدن ہوگیا اور کچھ مدت بعد اس سے علیحدہ ہوگیا۔اب کیا تھا۔ایسی فلسفیانہ تقریر سن کر جوق در جوق لوگ آکر اس کے مذہب میں داخل ہوگئے۔ایک دوسرے نے کہا سنو لوگو! اگر تم بادشاہ کے پاس جاؤ اور بادشاہ تم کو کچھ دے تو تم کیا کرو گے؟ لے لو گے یا واپس کردو گے؟ سب نے کہا ہم خوشی سے قبول کریں

گے۔ تو اس نے کہا بس! خدا ہمارا بادشاہ ہے۔ جو کچھ اس نے دنیا میں پیدا کیا ہے۔ ہمارے لئے پیدا کیا ہے اور یہ بڑی گستاخی ہے کہ ہم یہ کہیں کہ فلاں چیز یا فلاں جانور ہم نہیں کھاتے وہ حرام ہے۔ ہر ایک چیز جو خدا نے ہمارے واسطے پیدا کی ہے، حلال ہے۔ کوئی چیز حرام نہیں۔ اس کے ہزاروں لاکھوں نہیں کروڑوں مرید اور پیرو ہوگئے۔ چودھویں صدی میں مرزا قادیانی نے پنجابیوں کو للکارا کہ اگرچہ آنحضرتﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس کو میں بھی مانتا ہوں۔ مگر میں تو بروزی طور پر آنحضرت ہی ہوں۔ کوئی غیر نہیں۔ کسی نے نہ پوچھا کہ حضرت بروز کسے کہتے ہیں؟ کس جانور کا نام ہے؟ آمنا وصدقنا کے نعرے ہر گوشہ سے بلند ہوگئے اور مرزا قادیانی نبی بجنے لگ گئے۔ کسی نے تو بہشت کی کنجیاں اپنی امت کو دینا شروع کی تھیں۔ مگر مرزا قادیانی نے سوچا کہ بعض اوقات کنجی سے قفل نہیں بھی کھلا کرتا۔ کنجی کے غلط ہونے یا قفل میں زنگ لگ جانے کی وجہ سے۔ میرے مرید چندہ دینے والے کھلے بندوں بہشت میں داخل ہو جاویں۔ ایک اور بہشتی مقبرہ مقرر کر کے اعلان کر دیا کہ جو بہشتی ہوگا اس میں مدفون ہوگا۔ یا دوسرے الفاظ میں جو اس میں مدفون ہوگا۔ وہ بہشتی ہوگا۔ میرے میاں مجھے بتادیں کہ بروز سے وہ کیا سمجھے ہیں۔ شاید میں بھی اس مسئلہ بروز کو سمجھ کر ہدایت پا جاؤں۔

بابو صاحب...... تم اس بروز براز کے جھگڑے کو چھوڑو اپنا کام کئے جاؤ۔ قاضی صاحب آپ بحیثیت منصف انہیں منع کریں کہ اپنے جوابات میں مجھ سے سوالات کیوں کرتی جاتی ہیں۔ سوال کرنے تو میں نے شروع کئے ہیں۔ پھر مجھ سے ہر جواب میں سوالات کرنے کیا؟

قاضی صاحب...... بابو صاحب میں افسوس کرتا ہوں کہ میں آپ کے ارشاد کی تعمیل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں کوئی بات ان کو ایسی کرتے نہیں دیکھتا جو قواعد مناظرہ کے خلاف ہو۔ ہاں! آپ جو مرزا قادیانی کو بروزی طور پر آنحضرت ہی مانتے ہیں۔ کیا مہربانی سے بتائیں گے کہ اس کے کیا معنے ہیں؟ کیا اہل ہنود کی طرح اوتار یا اواگون (تناسخ) بے ادبی معاف۔ میں یہ بروز یا بروزی اس لئے آپ سے سمجھنا چاہتا ہوں کہ قرآن واحادیث میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔ میرے لئے بھی یہ ایک نئی بات ہے۔

بابو صاحب...... یہ دونوں باتیں نہیں۔

بیوی...... اچھا تو مشابہت۔

بابو صاحب...... غالباً!

بیوی...... اچھا تو فرمایئے کہ مرزا قادیانی کس بات میں آنحضرتﷺ سے مشابہ تھے؟ آیا صرف

اس بات میں کہ آنحضرت کی تعریف وتوصیف میں جو جو آیات قرآن نازل ہوئیں۔ وہ سب کی سب مرزا قادیانی نے اپنے الہاموں کے ذریعے اپنے لئے دہرالیں یا کسی اور بات میں بھی۔ لو بس اسی پر فیصلہ ہے۔ آپ مرزا قادیانی کی مشابہتیں آنحضرتﷺ سے بیان فرمائیے اور میں بڑے دعوے سے ڈنکے کی چوٹ کہتی ہوں کہ آپ قیامت تک بھی کوئی مشابہت اس کملی پوش صائم الدہر سے بیان نہیں کر سکیں گے۔ تھوڑی دیر نہایت حیرت انگیز خاموشی طاری رہنے کے بعد:

قاضی صاحب...... کیوں بابو صاحب! کوئی مشابہت بیان فرمائیں گے؟

بابو صاحب...... قریباً ایک منٹ سر کھجلا کر۔ قاضی صاحب بدقسمتی سے کہو یا خوش قسمتی کہو۔ میں نے اس فرقے میں داخل ہونے سے پہلے آنحضرتﷺ کی ایک سوانح عمری پڑھی تھی اور ایسے شوق اور دلچسپی سے پڑھی تھی کہ اب تک مجھے یاد ہے۔ اس لئے میں مرزا قادیانی اور آنحضرتﷺ میں کوئی ایک مشابہت بھی بیان کرنے کے ناقابل ہوں۔

قاضی صاحب...... نہیں بابو صاحب! آپ جواب میں اتنی جلدی نہ کریں۔ خوب سوچ لیں۔ اتنے میں حقہ پی لوں۔ گاموں جا حقہ بھر لا۔ حقہ پینے کے بعد بابو صاحب! فرمائیے کوئی مشابہت ذہن میں آئی؟

بابو صاحب...... قاضی صاحب مجھ سے جھوٹ نہ کہلوائیے۔ میرے ذہن میں تو کوئی مشابہت نہیں آتی۔

بیوی...... قاضی صاحب! میں ان کے ساتھ ایک اور رعایت کرتی ہوں اور وہ یہ کہ دینی معاملہ میں نہ سہی۔ دنیاوی معاملات میں ہی کوئی مشابہت بیان کریں؟

بابو صاحب...... اس طرف بھی میں تمہارے کہے بغیر نظر مار چکا ہوں۔ اگر کوئی ہوتی تو میں بیان کر دیتا۔ اتنے میں کسی نے دروازہ پر دستک دی۔

بابو صاحب...... گاموں دیکھ کون ہے؟ کوئی ایرا غیرا ہو تو ٹال دے۔ گاموں واپس آکر جی چٹھی رساں ہے۔ کہندا اے اس پارسل دے پیسے دے دیو تے اس تے دستخط کر دیو۔

قاضی صاحب...... یہ تو کوئی کتاب معلوم ہوتی ہے۔ کھول لوں؟

بابو صاحب...... ہاں بڑی خوشی سے۔

قاضی صاحب (کتاب کھول کر) او ہو لیجئے۔ یہ تو حیات النبی آگئی۔ اسے پڑھئے۔ اس میں ضرور مرزا قادیانی کی آنحضرتﷺ سے مشابہتیں بیان کی گئی ہوں گی۔

بابو صاحب...... مجھے خوب معلوم ہے کہ یعقوب علی تراب قادیانی کو بھی کوئی مشابہت نہیں

ملی۔طبیعت کا زور تو اس نے ان کے بیٹے کو خوش کرنے کو بہت لگایا ہے اور بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں مگر مشابہت ایک بھی بیان نہ کرسکا۔ یہ دیکھئے ص۹۱

قاضی صاحب...... قریباً پانچ منٹ اس پر نظر مار کر۔ لاحول ولاقوۃ۔ بابو صاحب! آپ کا فرمانا بالکل سچ ہے۔اب تو شک باقی نہیں رہا کہ مرزائی مشابہت بیان کرنے سے عاجز ہیں اور یہ ایک بہت بڑا پوائنٹ ہے۔ جو مرزا قادیانی کی بروزی نبوت کی بیخکنی کرتا ہے۔اچھا بابو صاحب اب کوئی اور سوال کیجئے۔

بیوی...... نہیں قاضی صاحب! ابھی میرا جواب ختم نہیں ہوا۔ مجھے ابھی یہ دکھلانا ہے کہ مرزا قادیانی کو آنحضرتؐ سے تشبیہ دینا آنحضرتؐ کی سخت توہین اور ہتک کرنا ہے۔ دیکھئے (نزول المسیح ص۳۹، خزائن ج۱۸ص۴۱۶) پر مرزا قادیانی دابۃ الارض کے معنے طاعون کا کیڑا کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف میں جہاں کہیں یہ مرکب لفظ آیا ہے اس سے مراد کیڑا لیا گیا ہے۔مثلاً یہ آیت ''فلما قضینا علیه الموت ما دلهم علی موته الادابة الارض تاکل منسئاته (سباء:۱٤)''اب

(۱) اب چونکہ قرآن شریف میں سوا اس آیت کے دابۃ الارض کا لفظ نہیں آیا۔اس لئے مرزا قادیانی ''جہاں کہیں''اور''مثلاً'' لکھنا جھوٹ ہے۔

(۲) چونکہ یہ جھوٹ قرآن شریف کے مطلب بیان کرنے میں بولا گیا ہے۔اس لئے یہ ایک ناپاک جھوٹ ہے۔

(۳) چونکہ یہ جھوٹ ارادۃ اپنی غرض یعنی مسیح موعود بننے کے واسطے بولا گیا۔اس لئے یہ ایک شرمناک جھوٹ ہے۔ کیونکہ اس سے لوگوں کا ایمان خراب کرنا مقصود ہے۔ قاضی صاحب! غضب خدا کا ہم پر بجلی کیوں نہیں گرتی اور آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا کہ ہم اس شخص کو رسول اللہ کا مظہر اتم مان رہے ہیں۔

بابو صاحب...... چلو چلو اپنا جواب ختم کرو۔ بدزبان نہ بنو۔

قاضی صاحب...... بابو صاحب یہ تو درست نہیں۔ یا تو آپ اس الزام کو مرزا قادیانی سے رفع کریں۔ یا مرزا قادیانی کو آنحضرت کا مظہر اتم ماننے سے ابھی توبہ کریں اور اگر دونوں باتیں نہ کریں تو ثابت ہوگا کہ آپ کو آنحضرتؐ کی عزت کا احساس اور پاس نہیں۔ایک شخص صریح جھوٹا اور دھوکہ دینے والا ثابت ہوتا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اس کو آنحضرتؐ کا مظہر اتم مانتے ہیں۔ان کو برا نہ کہو۔ یہ عجب آنحضرتؐ کی عزت کرنا ہے؟

بابوصاحب...... قاضی صاحب! آپ تواپنے منصب سے تجاوز کر کے مدعی بن گئے۔

قاضی صاحب...... اول تو میں نے اپنے منصب سے بڑھ کر کوئی بات نہیں کی۔ دوسرے آپ مجھے منصف مانیں یا نہ مانیں مگر مجھ سے بے غیرت بننے کی توقع نہ رکھیں۔

بیوی...... قاضی صاحب! بس آپ خاموش ہو جائیں۔ میں اس سے بڑھ کر کچھ بیان کرتی ہوں۔ مرزا قادیانی خدا کی قسم کھا کر جھوٹ بولا کرتے تھے۔ سنئے! یہ کس کو معلوم نہیں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان بیس سال تک مرزا قادیانی کے مرید رہ کر توبہ گار ہوئے اور مرزا قادیانی کے سخت مخالفوں میں ہوگئے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کو بذریعہ نورالدین دی گریٹ اطلاع دی کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ مرزا غلام احمد آج سے تین سال کے اندر فوت ہو جائے گا۔ اس خبر کے پانے پر مرزا قادیانی آگ بگولا ہوگئے اور ایک بڑی ضخیم کتاب (حقیقت الوحی) لکھ ماری اور ڈاکٹر صاحب کو بتلایا کہ معمولی تھرڈ کلاس کے الہام تو ہر کسی کو ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک رنڈی کو اپنے یار کی بغل میں ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ لاشے ہوتے ہیں۔ ان پر فخر نہیں کرنا چاہئے اور اعلیٰ درجے کے اور سچے الہام ایسے درجہ کے لوگوں کو ہوتے ہیں جیسا کہ میں ہوں۔ پھر ڈاکٹر صاحب کی عربی شعروں میں خبر لی۔ یہ اشعار (حقیقت الوحی ص۳۵۰، خزائن ج۲۲ ص۳۶۳) پر درج ہیں اور ان کا ترجمہ مرزا قادیانی کا اپنا کیا ہوا اس طرح ہے:

”اے عبدالحکیم تو نے ہمارے مقابل پر جو باتیں کی ہیں۔ تو ایک روڑہ کی طرح ہیں۔ جو چلایا جاتا ہے۔ مقابل اس تلوار کے جو کاٹتی ہے۔“

بخدا کہ خدا تعالیٰ کا عزیز رسوا نہیں ہوگا اور بخدا کہ تو غالب نہیں ہوگا اور رسوا کیا جائے گا یہ خدا کی طرف سے خبر پختہ ہے۔ محکم ہے۔ بس سن رکھ اور اس کا قرارداده وقت آرہا ہے۔ اور بخدا ہر ایک مکر کا دھاگہ توڑ دیا جائے گا۔ خواہ وہ نرم مکر ہے اور خواہ وہ سخت مکر ہے۔

اب یہ کوئی مخفی راز نہیں کہ مرزا قادیانی اسی تین سال کی میعاد کے اندر ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں زیر زمین ہوگئے اور خدا کی ان جھوٹی قسموں کا عذاب اپنی گردن پر لے گئے۔ کیا خدا کی جھوٹی قسمیں کھانے والا شیخی باز آنحضرتﷺ کا مظہر اتم ہے؟ بابوصاحب، بابوصاحب میری طرف دیکھئے۔ یہی شخص آنحضرتﷺ کا مظہر اتم اور عکس ہے۔ ہاتھ ملتے ہوئے۔ ہائے تم لوگوں کی غیرت اور حمیت کہاں گئی۔ کیا ہمارے حضرتﷺ ایسے ہی تھے؟ سچ کہو تمہارا ضمیر اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ آنحضرتﷺ خدا کی جھوٹی قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ یہ خدا کی طرف سے خبر پختہ ہے۔ محکم ہے اور وہ خبر خود ساختہ ہوتی تھی؟

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

گر مسلمانی ہمیں است کہ حافظ دارد
وائے گراز پس امروزیو دمردائے

بابو صاحب...... مرزا قادیانی اگر جھوٹ بولتے تھے یا خدا کی جھوٹی قسمیں کھاتے تھے تو اپنی عاقبت خراب کرتے تھے۔ مگر ہمیں وہ یہ تو نہیں سکھاتے تھے کہ چوری کرو۔ یا زنا کرو۔ یا شراب پیو۔ یا جواء کھیلو۔ ہمیں تو وہ یہی سکھاتے تھے کہ نماز پڑھو۔ روزے رکھو زکوٰۃ سے میری کتابیں خریدو، یعنی زکوٰۃ دو۔ جھوٹ بولنا ایک قسم کا شرک ہے۔ جھوٹ بولنا گوہ کھانے کے برابر ہے۔ حرام کا مال نہ کھاؤ۔ حج کرو۔

بیوی...... میاں رہنے بھی دو۔ یہ مرزائیوں والے جھانسے کسی اور کو دو۔ کون سا مسلمان ہے جو یہ نہیں جانتا کہ نماز پڑھنا اچھا کام ہے اور چوری کرنا مذموم فعل ہے۔ یہ باتیں تو کسی تعلیم کی محتاج نہیں۔ خدا نے اچھے برے کاموں کی تمیز انسان کے ضمیر میں رکھ دی ہے۔ ہاں ہم لوگ جو کسی بزرگ کی صحبت میں بیٹھتے ہیں یا اس سے بیعت کرتے ہیں تو اس غرض سے کہ اس کی کلام اور اس کی صحبت کے اثر سے برائیاں چھوٹ جائیں اور نیک کاموں کی طرف رغبت پیدا ہو جس شخص کا فعل اس کے قول کے مطابق نہ ہو۔ اس کی کلام میں کیا تاثیر ہوگی؟ اور جو شخص جھوٹ بولے۔ اس کی صحبت میں بیٹھ کر جھوٹ سے کیا نفرت ہوگی؟ زبان سے وہ ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ کہے کہ جھوٹ بولنا گوہ کھانے کے برابر ہے۔ جو شخص خود حج نہ کرے۔ اس کا کیا منہ ہے کہ دوسروں کو حج کی ترغیب دے۔ جو شخص خود مغلوب الغضب اور بدزبان ہو اس کی صحبت میں کوئی اخلاق کہاں سے سیکھے گا اور میرے میاں آپ نے جو فرمایا کہ مرزا قادیانی نے ہمیں کوئی بری بات نہیں سکھائی۔ یہ آپ کی احکام خداوندی سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

تمام قرآن مجید اس حکم سے بھرا ہوا ہے کہ مسلمانو تم ایک ہو جاؤ۔ مسلمانو تم فرقہ بندی نہ کرو ورنہ تمہاری ہوا جاتی رہے گی۔ مسلمانو اگر تم میں سے دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو اس میں صلح کرا دو اور ہم پر خدا اپنا احسان جتاتا ہے کہ تم دوزخ میں گرنے والے تھے۔ مگر ہم نے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ غرض ہمیں جگہ جگہ یہ حکم ہے کہ مسلمانو! تم فرقے چھوڑ کر ایک ہو جاؤ اور بھائی بھائی بن جاؤ۔ اس میں تمہاری بھلائی ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے دنیا میں اپنا نام قائم رکھنے کے لئے احکام خداوندی کے صریح خلاف اپنے نام کا ایک علیحدہ فرقہ جاری کر کے بیٹے کو باپ اور بھائی کو بھائی سے جدا کر دیا اور یہ تفرقہ کفار میں نہیں۔ آنحضرتﷺ کی امت ہی میں ڈالا۔ یہ کتنا بڑا بھاری ثبوت اس بات کا ہے کہ مرزا قادیانی آنحضرت ہی تھے کچھ اور نہ تھے اور تیرہ سو سال کے بعد اپنی

امت میں تفرقہ ڈالنے آئے تھے۔ یہاں تک بیان کر کے بیوی صاحبہ اپنے جوش کو ضبط نہ کر سکیں اور دوپٹے کا آنچل منہ میں رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں اور اس گریہ میں یوں گویا ہوئیں قاضی صاحب! میں اور میری بہنیں جو مرزائیوں کے عقد نکاح میں ہیں اور مرزائی مذہب اختیار نہیں کرتیں۔ ان پر ایسے ظلم کئے جارہے ہیں۔ جو شریعت میں ''لا اکراہ فی الدین'' کو تو چھوڑو زانیہ عورتوں کے واسطے بھی روا نہیں۔

بابو صاحب...... مرزا قادیانی پر سراسر یہ اتہام ہے کہ انہوں نے اپنے نہ ماننے والے مسلمانوں کو کافر کہہ کر اپنے سے علیحدہ کر دیا ہے۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ چونکہ مجھے مسلمان کافر کہتے ہیں۔ اس لئے وہ بموجب اس حدیث کے کہ اگر کسی مسلمان کو کوئی کافر کہے اور وہ مسلمان حقیقت میں کافر نہ ہو تو فتویٰ کفر کا کافر کہنے والے پر عائد ہوتا ہے۔ خود کافر ہو گئے۔ کیونکہ میں مسلمان ہوں۔

بیوی...... بے ادبی معاف! اس حدیث سے بھی مرزا قادیانی نے اپنے مریدوں کو فریب دیا ہے۔ حدیث کے یہ معنے نہیں کہ اگر دلیل شرعی سے علمائے دین کسی پر کفر کا فتویٰ لگا دیں اور وہ شخص فی الحقیقت کافر نہ ہو تو علمائے دین بمعہ کل امت محمدیہ کافر ہو جائیں گے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو عداوت اور دشمنی سے بلا حجت شرعی کافر کہے تو یہ لفظ کافر کا تکفیر کرنے والے کی طرف عود کرے گا۔

مرزا قادیانی نے جب اپنے معتقدین کے اعتقاد کے بھروسہ پر اپنے جامہ سے نکل کر ڈینگیں مارنی شروع کیں کہ عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم (ازالہ اوہام ص۱۵۸، خزائن ج۳ ص۱۸۰) اور جادہ شریعت سے باہر نکل گئے۔ تو علمائے دین امت محمدیہ کو کفر اور ضلالت سے بچانے کے لئے مجبور ہوئے کہ اس کی نسبت وہ فتوے دیں جس کا اس نے اپنے آپ کو ازروئے شریعت مستحق ثابت کیا۔ اگرچہ یہ شخص مجدد اور نبی بن کر لوگوں کو بیعت کے لئے نہ بلاتا۔ بلکہ کوئی مجذوب فقیر ہوتا تو اس فتوے کی بھی ضرورت نہ پڑتی۔ لیکن ایسی حالت میں جبکہ وہ کفر بک رہا ہے اور مسلمانوں سے بیعت لے رہا ہے۔ علمائے دین کا فرض اتم تھا کہ وہ مسلمانوں کو آگاہ کر دیتے کہ یہ شخص مسلمان نہیں۔ اس شخص کی بیعت کر کے اپنے آپ کو دوزخ کا ایندھن نہ بناؤ اور اگر ایسا نہ کرتے تو پھر وہ کس مرض کی دوا تھے؟

علمائے دین کو مرزا قادیانی سے کچھ عداوت نہ تھی۔ کیونکہ اگر انہوں نے ٹکڑہ چھینا تھا تو سجادہ نشینوں اور پیروں کا نہ کہ علماء دین کا۔ بلکہ ان کفریات کے بکنے سے پہلے علماء دین ان کے ثنا

خوان تھے۔ دیکھو براہین احمدیہ کا ریویو جو مولوی محمد حسین ان کے مکفر نے لکھا۔ اس میں انہوں نے کس قدر مرزا قادیانی کی اس کتاب کی تعریف کی اور کس قدر ثبوت ان کی نیک نیتی کا ہے یہ مانی ہوئی بات ہے کہ شریعت ظاہر ہے۔ باطن نہیں۔

چنانچہ مرزا قادیانی بھی یہ دیکھئے (حقیقت الوحی ص۱۸۰، خزائن ج۲۲ ص۱۸۶) پر لکھتے ہیں ''شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔'' علمائے اسلام نے جب ظاہر حال مرزا قادیانی کا شریعت دیکھا تو کفر کا فتویٰ دینے کے لئے مجبور ہوئے اور یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ ہمیشہ سے ایسا ہوتا چلا آیا۔ مگر یہ کبھی نہیں ہوا کہ کسی نے اس حدیث کے حوالہ سے اپنے مکفرین علماء کو کافر قرار دے دیا ہو۔ چہ جائیکہ کل امت محمدیہ کو۔ اگر باور نہ ہو تو ابھی ابھی کا تازہ معاملہ سرسید مرحوم کا تمہارے سامنے ہے۔ کیا سرسید کی نظر سے یہ حدیث چھپی ہوئی تھی؟ ہرگز نہیں۔ مگر انہوں نے علماء دین کو ظاہری حال پر کفر کا فتویٰ دینے میں حق بجانب سمجھا اور آنحضرتؐ کے جانشینوں اور ان کی پیاری امت کو کافر کہنے سے ان کی روح کانپی۔ کیونکہ آنحضرتؐ سے ان کو محبت تھی اور باطن مسلمان تھا۔ ماسوا اس کے اس حدیث کا عذر پیش کرنا فضول ہے جبکہ مرزا قادیانی نے اپنے نہ ماننے والے کو صاف الفاظ میں کافر کہہ دیا۔ میرے بابو صاحب کو دیگر مرزائیوں کی طرح مرزا قادیانی کے لٹریچر پر عبور نہیں۔

بابو صاحب...... (شرمندگی کے غصہ میں) اچھا دکھا۔ اس نے ایسا کہاں لکھا ہے؟

بیوی...... یہ پڑھئے (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵) ''کفر دو قسم پر ہے۔ اول ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرتؐ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ا؎ ہی قسم میں داخل ہیں۔'' اب بابو صاحب کو کاٹو تو بدن میں خون نہیں۔

قاضی صاحب...... بابو صاحب آج کی بحث یہیں تک رہنے دیجئے۔ مجھے ایک کام بھی ہے۔ ایک دوست کوہاٹ سے آرہا ہے۔ اسے لانے کے لئے اسٹیشن تک جاؤں گا۔ ہاں آج تک کی بحث پر اگر میرا فیصلہ چاہتے ہو تو میں عرض کئے دیتا ہوں۔

بابو صاحب...... نہیں قاضی صاحب! آج کی ان کی تقریر نے تو خود ہی میری آنکھیں کھول دیں۔ ہمیں آنحضرتؐ کی امت کو اور اس کے بزرگان دین کو کافر کہنے میں اس حدیث کا بڑا

ا؎ مرزا جی پر جب علمائے اسلام نے کفر کا فتویٰ دیا تو (ازالہ حصہ دوم ص۵۹۷، خزائن ج۳ ص۴۲۲) پر لکھا اور کیا خوب لکھا مسلمانو! آؤ خدا سے شرماؤ اور یہ نمونہ اپنی مولویت اور تفقہ کا مت دکھاؤ۔ مسلمان تو آگے ہی تھوڑے ہیں۔ تم ان تھوڑوں کو اور نہ گھٹاؤ۔''

دھوکہ دیا گیا۔ میرا ضمیر پہلے سے نہیں مانتا تھا کہ میں کسی ایسے شخص کو جو دل سے خدا کو مانتا ہوا اس کے رسول کو مانتا ہو۔ قرآن وحدیث کو مانتا ہو۔ صرف اس وجہ سے کافر جانوں کہ وہ چودھویں صدی کے مجدد ہونے کے مدعی کو نہیں مانتا۔ اس امت میں کتنے اولیاء، غوث، قطب ہوں گے۔ ان سب کو کافر کہہ دینا اپنا گھر دوزخ میں بنانا نہیں تو اور کیا ہے؟ لیکن قبل اس کے کہ میں اپنا آخری فیصلہ سنادوں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مولوی غلام نبی سے جو اتفاقاً گوجرانوالہ سے آ گئے ہیں۔ ان کے اعتراضات بھی سن لوں اور ان کے جوابات کا وزن کرلوں۔ کل انشاء اللہ میں ان کے اعتراضات پیش کروں گا۔ جو آج رات میں ان سے لکھ لاؤں گا۔

بیوی...... قاضی جی کوہاٹ سے آپ کے کون سے دوست آ رہے ہیں؟ کیا وہی تو نہیں ''یکے از کوہاٹ''

قاضی صاحب...... جی ہیں تو وہی۔ مگر تم انہیں کیسے جانتی ہو؟

بیوی...... اجی میں تو ان کے ہاتھوں میں چھوٹی بڑی ہوئی ہوں۔ میں انہیں کس طرح نہ جانوں۔

قاضی صاحب...... تو کیا کل انہیں بھی ساتھ لیتا آؤں؟

بیوی...... ان سے اس مباحثہ کا ذکر کر دیجئے گا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ وہ ایسا شخص ہے کہ آپ سے پہلے یہاں پہنچے گا اور آپ اور وہ دونوں کل صبح کا کھانا یعنی ماحضر یہیں تناول فرمائیے گا۔

قاضی صاحب...... بہت خوب! تو لیجئے اب میں مرخص ہوں۔ السلام علیکم وعلیکم السلام۔ حوالہ اخدا .... دوسرے دن دروازے پر دستک ہوئی۔

بابو صاحب...... گاموں دیکھ کون ہے؟ قاضی صاحب ہوں تو بلا لے۔

گاموں...... (دروازہ کھول کر) آیئے

مولوی صاحب...... تسی کدھر، نو وارد۔ اہ ہو غلام احمد تکڑا ہیں جوڑ ہیں راضی ہیں۔

گاموں...... تہاڈی مہربانی ہے۔ چلو لنگھ چلو بلاندے جے۔

(قاضی صاحب اور نو وارد اندر داخل ہو کر) السلام علیکم!

بابو صاحب...... (اپنی نشست سے اٹھ کر) وعلیکم السلام! اہ ہو بابو صاحب! آپ کس طرح سیالکوٹ آ گئے؟

نو وارد...... اجی کیا عرض کروں؟ قاضی صاحب کی کشش لے آئی اور آپ کا یہاں ہونا تو گویا نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا۔ میرا تو خیال تھا کہ آپ میراں شاہ میں ہیں۔

بابو صاحب...... جی ہاں! میں تھا وہیں۔ مگر میں نے صحت کی خرابی کی وجہ سے اپنی تبدیلی کرالی۔

نووارد...... مگر وہ بڑی آمدنی کی جگہ تھی۔

بابو صاحب...... جی ہاں! آمدنی تو وہاں بہت تھی۔ مگر جان کا وہاں ہر وقت خطرہ تھا۔ ہمارے حضرت صاحب ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ جان ہے تو جہان ہے اور روپیہ تو ہزاروں کمایا اور اب اس کا پتہ بھی نہیں۔

نووارد...... بابو صاحب بے ادبی معاف! آپ دو محکموں میں بھرتی ہیں۔ ایک دینے والا ایک کھینچنے والا۔ نتیجہ یہی ہونا تھا۔ مگر شکر ہے کہ آپ خیریت سے وہاں سے نکل آئے۔ کسی نے کہا کہ جان بچی لاکھوں پائے۔

بیوی...... (اندر سے نکل کر) بابو جی السلام علیکم!

نووارد...... وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ! راضی تو ہو؟

بیوی...... جی ہاں خدا کا شکر ہے۔ زندہ ہوں اور مرگ کے دن پورے کر رہی ہوں۔ الحمد للہ علی کل حال۔

نووارد...... مگر تم تو پہچانی نہیں پرتیں۔ وہ جسم تمہارا کہاں گیا؟ آنکھوں میں تمہارے گڑھے پڑ گئے۔ سر میں ایسی جلدی سفید آ گئے۔ یہ کنپٹیاں تمہاری کہہ رہی ہیں۔

بیوی...... جی ہاں! مگر انسان بڑا بے شرم ہے۔ موت اپنے ہاتھ میں نہیں کہ انسان مرجاوے:

چار باید زیستن ناچار باید زیستن

بابو صاحب...... لو چھوڑو ان باتوں کو اور کھانا نکالو۔ گاموں پانی لا اور ہاتھ دھلا۔

نووارد...... غلام احمد ادھر بابو صاحب کے ہاتھ دھلا۔ میرے ہاتھ تو دھلے ہوئے ہیں۔

بیوی...... (کھانا چن کر) کیوں بابو جی آپ کیوں کھانا نہیں کھاتے؟ قاضی صاحب آپ نے انہیں اطلاع نہیں دی تھی؟

قاضی صاحب...... جی میں نے ان کو اطلاع تو دے دی تھی۔ مگر انہوں نے نہ مانا اور کچھ کیک ویک جو ساتھ لائے تھے۔ وہی چائے کے ساتھ کھانے کی جگہ کھائے ہیں۔

بابو صاحب...... جی کیک سے کیا ہوتا ہے۔ آپ آگے بڑھیں اور کم از کم ہمارے شریک تو ہو جاویں۔

بیوی...... بابو صاحب آپ اصرار نہ کریں۔ میں ان کی عادت سے واقف ہوں۔ ایک دفعہ جب یہ اپنا کھانا کھالیں تو پھر کوئی سونے کا نوالہ بھی دے تو یہ نہیں کھایا کرتے۔ مگر یہ انہوں نے ظلم کیا کہ جب ان کو ہماری طرف سے اطلاع پہنچ چکی تھی تو پھر کھانا کھا کر کیوں آئے؟

نووارد...... اس کی وجہ یہ ہے کہ گو میں زاہد اور متقی نہیں۔ سراسر گناہ گار ہوں اور بعض ممنوعات کو استعمال کر لیتا ہوں۔ مگر میرا ضمیر اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کھانا ایسی کمائی کا پکا ہوا کھاؤں جو حرام ہو یا حلال حرام کا مرکب ہو۔

بابو صاحب...... (نہایت غصہ میں) کیا ہمارا کھانا وسکی سے بھی زیادہ پلید ہے؟

نووارد...... جی ہاں! ترسم کہ صرفہ نہ بروز بازخواست۔ نان حلال شیخ ز آب حرام ما وسکی بے چاری تو بعض حالتوں میں جائز بھی ہے۔ مگر بیگانہ مال کھانا کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔

بیوی...... بابو جی! اگر آپ نے ہمارا کھانا محض اسی خیال سے نہیں کھایا تو غلطی کی۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ گھر کا خرچ تنخواہ اور سفر خرچ سے چلتا ہے اور بالائی آمدنی کچھ تو چندوں میں چلی جاتی ہے اور کچھ بہشتی مقبرہ میں سیٹ خریدنے کے لئے بابو صاحب کے پاس موجود ہے۔

قاضی صاحب...... چندے کیسے؟

بیوی...... یہی قادیان کا لنگر خانہ وغیرہ کے لئے۔

قاضی صاحب...... کیوں بابو صاحب! ایسا ہی روپیہ لنگر خانہ میں خرچ ہوتا ہے؟

بابو صاحب...... قاضی صاحب لنگر خانہ کے لئے کوئی خاص قسم کا روپیہ تو مقرر نہیں ہو سکتا۔ جیسا ہم نے بھیج دیا۔ اسی میں سے کم وبیش خرچ ہو گیا۔

قاضی صاحب...... تو کیا ایسی ہی کمائی کھا کر مرزا قادیانی مستجاب الدعوات ہونے کے مدعی ہیں؟

بیوی...... قاضی صاحب میں آپ کا قطع کلام کرتی ہوں۔ آپ نے مرزا قادیانی کی دعا کوئی منظوری ہوئی دیکھی سنی بھی؟ بلکہ لدھیانہ کے مباحثہ میں جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ میرے حق میں مرزا قادیانی کی دعا قبول ہوگئی تو مرزائی مرزا قادیانی کی دعاؤں کے قبول نہ ہونے کے خلاف ثبوت پیش کرتے رہے۔ جس پر سردار بچن سنگھ ثالث نے اپنے فیصلہ میں حیرت ظاہر کی۔ ہاں کوئی کام ہو جاتا تھا تو کہہ دیتے تھے کہ یہ میری دعا سے ہوا۔ جیسے طاعون، زلزلے، شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کی چیف کورٹ سے بریت وغیرہ وغیرہ۔

بابو صاحب...... لنگر خانہ کے ہزارہا روپیہ کی آمد وخرچ کے حساب نہ رکھنے کا الزام تو بے شک مرزا قادیانی پر عائد ہوا۔ جس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ میں کوئی بنیہ نہیں کہ حساب کتاب رکھوں۔ مگر یہ میں نے نہ کبھی دیکھا نہ سنا کہ انہوں نے لنگر خانہ کا کھانا کھایا ہو۔

بیوی...... بہت خوب آپ صاحبان کھانے سے فارغ ہولیں۔ میں آپ کو ابھی دکھلا دیتی ہوں۔

قاضی صاحب...... لے گاموں ہاتھ دھلا۔

بیوی...... (کھانے کے برتن دسترخوان سے اٹھاتے ہوئے) لو جی میں ابھی پانچ منٹ میں حاضر ہوئی۔ کھانا کھانے اور ملازموں کو دینے کے بعد بیوی۔ بھلا میاں اگر میں آپ کو دکھادوں کہ مرزا قادیانی لنگر خانہ سے کھانا کھایا کرتے تھے تو پھر؟

بابو صاحب...... تو پھر جو کہو۔

بیوی...... اچھا اتنا مان لوگے کہ رسال دار کا پانسو روپیہ ہضم کر لینے کے بعد بھی اس کے ہاں بیٹا نہ ہونا۔ محمدی بیگم کے واسطے ایڑیاں رگڑنے اور ناک گھسانے کے بعد بھی اس کا اب تک مرزا سلطان احمد کے گھر یولدلہ کرنا۔ مرزا قادیانی کے معہ الخیر زیر زمین ہو جانے کے بعد مولوی ثناء اللہ، ڈاکٹر عبدالحکیم، مولوی محمد حسین، مولوی ابراہیم اور مولوی عبدالحق صاحبان مرزا قادیانی کے اشد دشمنان کا گلی کوچوں میں پھرتے چلتے نظر آنا، اسی وجہ سے تھا۔

بابو صاحب...... اگر تم ثبوت دوگی تو میں مان لوں گا کہ مرزا قادیانی کبھی لنگر خانہ سے بھی کھانا کسی مہمان کی خاطر سے کھالیتے ہوں گے۔ باقی جھگڑے فضول ہیں۔ قاضی صاحب غضب خدا کا ہم تو مرزا قادیانی کے پیلی بھیت والے چاولوں کے بل ادا کرتے کرتے تھک گئے اور یہ یہی راگ الاپ رہی ہیں کہ مرزا قادیانی لنگر خانہ سے کھانا کھایا کرتے تھے۔

بیوی...... یہ دیکھئے (روئیداد مقدمات قادیانی پر بیان حکیم نورالدین دی گریٹ روبرو تاج الدین صاحب تحصیل دار بمقدمہ عذرداری انکم ٹیکس ص ۶ مرزا قادیانی اکثر لنگر خانہ سے کھانا کھالیا کرتے ہیں۔ کیوں جی اب تو مان گئے؟ اور یہ بھی مانتے ہو کہ لنگر خانہ کے چندہ کا روپیہ محض جائز آمدنی کا ہی نہیں ہوتا۔ اس میں ہر طرح کا روپیہ شامل ہوتا ہے اور غالباً آپ نے پڑھا یا کم ازکم سنا ہوگا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک مرتبہ سخت پیاس کی حالت میں ایک عورت کی پیش کردہ دودھ کی لسی پی لی۔ پینے کے بعد آپ کی دریافت پر کہ دودھ حرام تھا یا حلال، آپ کو معلوم ہوا کہ بکری ایسے درختوں، بوٹوں کے پتے کھاتی تھی جن کے مالک سے اجازت نہیں لی ہوئی تھی۔ تو آپ نے حلق میں انگلی مار کر تے کردی۔ مرزا قادیانی کی اپنی خوراک تو یہ اور مریدوں سے شاباش حاصل کرنے کے لئے اوروں کی نسبت فرماتے ہیں:

حلت و حرمت کی کچھ پروا نہیں باقی رہی
ٹھونس کر مردار پیٹوں میں نہیں لیتے ڈکار

اب کون ہے جو مرزا قادیانی کو حلال خور نہ سمجھے؟

قاضی صاحب...... وقت جاتا ہے۔ اب سوالات شروع ہونے چاہئیں۔

نووارد...... بابو صاحب اگر اجازت ہوتو آپ کے آج کے سوالات کے جواب میں عرض کروں؟

بابو صاحب...... کیا مضائقہ ہے۔ بشرطیکہ آپ تہذیب سے باہر نہ جائیں۔

نووارد...... بھلا بابو صاحب اگر ایک معزز شخص کسی سے پوچھے کہ آپ کی مالی حالت کیا ہے اور وہ شخص جواب میں کہے کہ جو شخص اپنی دختر کا نسبت ناطہ کسی سے کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس کی جائداد اور مالی حیثیت کو دیکھا کرتا ہے۔ آپ فرماویں کہ یہ جواب اس کا تہذیب کے اندر ہے یا اس سے باہر؟

بابو صاحب...... بالکل باہر اور کسی بازاری آدمی کا۔

نووارد...... بابو صاحب یہ آپ کے نبی کا کلام ہے۔ جس کو اس کے خدا نے الہام کیا تھا کہ ’’انک علی خلق عظیم‘‘ تو خلق عظیم پر ہے۔ یہ دیکھئے (روئیداد مقدمات قادیانی حصہ دوم ص۵)

گاموں...... بے بے جی اہ تے تسی کل قرآن وچہ پئے پڑھدے سو۔ (اماں جی یہ تو تم کل قرآن میں پڑھ رہی تھیں)

بیوی...... مرزا قادیانی نے اپنے الہام قرآن سے ہی لئے ہیں تاکہ (۱) کوئی مسلمان دم نہ مار سکے۔ (۲) مرزا قادیانی آنحضرتﷺ سے کم نہ رہیں۔

بابو صاحب...... سنئے اب میرے سوالات سنئے۔ اول قرآن شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو فرمایا: ’’یعیسی انی متوفیک ورافعک الی‘‘ اس کے معنے ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھے مارنے والا ہوں اور عزت دینے والا ہوں۔ اس وجہ سے کہ

۱...... قرآن شریف میں جس جگہ وفات کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جہاں خدا فاعل ہے اور انسان مفعول اس جگہ اس کے معنے موت کے ہی ہیں۔

۲...... حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے متوفیک کے معنے ممیتک کے کئے ہیں۔

۳...... متوفیک اور رافعک کے درمیان جو واؤ ہے۔ اس کو اگر ترتیب کے واسطے نہ بھی مانا جائے اور محض عطف کے واسطے مانا جاوے۔ تب بھی متوفیک کو کسی دوسرے فقرہ کے بعد رکھنے سے بات نہیں بنتی۔ اگر رفع کے بعد رکھو تو ماننا پڑے گا کہ تطہیر نہیں ہوئی۔ حالانکہ ہوچکی۔ اگر مطہرک کے بعد رکھو تو ماننا پڑے گا کہ غلبہ متبعین ابھی تک نہیں ہوا حالانکہ ہوچکا اور اگر سب سے اخیر یوم القیامۃ کے بعد رکھو تو ماننا پڑے گا کہ قیامت تک حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوں گے۔

دوم...... دوسری آیت ’’واذقال اللّٰہ یعیسی ابن مریم أأنت قلت للناس الخ (المائدہ ۱۱۶)‘‘ اس میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ آیا عیسائیوں کا تثلیث کا غلط عقیدہ

اوران کا بگڑنا حضرت مسیح کی تعلیم سے اور آپ کی زندگی میں ہوا ہے۔ یا آپ کی وفات کے بعد مسیح کے جواب دعویٰ سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا بگڑنا پیچھے ہوا ہے اور حضرت عیسیٰ کی وفات پہلے۔

سوم...... آنخضرتﷺ حدیث کوثر میں فرماتے ہیں کہ ''اقول کماقال عبدالصالح ''یعنی ''فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم (بخاری ج۲ ص۶٦٥) '' کون نہیں جانتا کہ آنخضرتﷺ فوت ہوکر زمین میں مدفون ہیں؟

چہارم...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران:۱٤٤) ''یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں۔ آپ سے پہلے بھی ایسے رسول ہو گزرے۔ اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ آنخضرتﷺ سے پہلے جس قدر رسول ہوئے۔ وہ گزر گئے یعنی مر گئے۔

پنجم...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''ماالمسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقه کانایاکلان الطعام (المائدہ:۷۵) ''اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ وہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ جس سے ماضی کا قرینہ صاف اس بات کا مظہر ہے کہ آپ فوت ہو گئے۔ اگر زندہ ہوتے تو فرمایا جاتا کہ وہ اب تک کھانا کھاتے ہیں۔

ششم...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''وماجعلنا لبشر من قبلك الخلد (انبیاء:۳٤) ''اس سے بھی پایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔ کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ آنخضرتﷺ سے پہلے کسی بشر کے لئے خلد نہیں بنایا گیا۔

ہفتم...... اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ ''فیها تحیون وفیها تموتون ومنها تخرجون (اعراف:۲۵) '' ﴿زمین میں ہی زندگی بسر کروگے اور اسی میں مروگے اور اسی میں سے قیامت کے دن دوبارہ نکال کھڑے کئے جاؤ گے۔﴾ یہ آیت منافی ہے اس بات کی کہ کوئی انسان آسمان پر زندگی بسر کرے۔

ہشتم...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''ومن نعمره ننکسه (یٰسین:۶۸) '' ﴿جس کو ہم زیادہ عمر والا کرتے ہیں۔ اس کو اوندھا کردیتے ہیں﴾ اس سے پایا جاتا ہے کہ بہت بڑی عمر پاکر انسان کسی کام کا نہیں رہتا۔ یہ ہیں میرے آٹھ سوال۔ ان کے جواب دیئے جاویں۔

نووارد...... بابو صاحب یہ سوالات کا کاغذ مجھے دے دیجئے اور جواب سنتے جایئے۔

اوّل...... توفی کے معنے ہیں کسی چیز کو پورا پورا لے لینا اور مجازی طور پر جہاں موت کے معنے لینے کے واسطے قرینہ موجود ہو۔ موت کے معنے بھی لئے جاتے ہیں۔ قرآن شریف میں بھی جہاں کہیں

اس لفظ سے موت کے معنے لئے گئے ہیں۔ وہاں قرینہ موجود ہے اور اگر توفی کے معنے موت کے ہی ہوتے تو آپ لوگوں کو یا مرزا قادیانی کو فاعل اور مفعول کی شرط ساتھ لگانہ نہ پڑتی۔ آیات ’’ان من اهل الکتاب الالیؤمنن به قبل موته (نساء:۱۵۹)‘‘ اور ’’وانه لعلم للساعة‘‘ یعنی ایسا کوئی نہ ہوگا۔ اہل کتاب سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آوے اور تحقیق وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نشانی ہیں قیامت کی۔ پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ حدیثیں کھول کھول کر بیان کر رہی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ مثلاً ’’ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة (تفسیر ابن کثیرج ۱ ص۳۶۶)‘‘ کہا آنحضرتﷺ نے یہود سے کہ تحقیق عیسیٰ نہیں مرے اور بیشک وہ رجوع کرنے والے ہیں تمہاری طرف دن قیامت سے پہلے۔ دلائل قویہ موجود ہیں۔ مثلاً بل کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کے بعد جو بات ہو وہ ضد ہو، اس بات کی جو اس سے پہلے بیان ہوئی۔ مثلاً میں نے اسے بھوکا نہیں رکھا بلکہ رجا دیا۔ میں نکما نہیں رہا۔ بلکہ تمام دن کام کرتا رہا۔ خدا فرماتا ہے ’’ماقتلوه یقینا بل رفعه الله الیه (نساء:۱۵۸)‘‘ ﴿یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا﴾ رفع کے معنی یہاں عزت کے اس وجہ سے نہیں لے سکتے کہ اوّل تو تمام قرآن شریف میں عزت کے واسطے رفع الیہ نہیں آیا۔ دوسرے بل سے پہلے ہے قتل کا لفظ اور بل کے بعد ہے رفع۔ اگر اس رفع کے معنے عزت کے لیں تو قتل اور عزت میں ضد نہیں بلکہ مذہب اسلام میں خدا کی راہ میں قتل ہونے سے بڑھ کر کوئی عزت نہیں اور اگر یہ کہا جاوے کہ چونکہ بموجب حکم توریت یہود کا یہ خیال تھا کہ جو پھانسی دیا جاوے وہ لعنتی ہے۔ تو کیا یہود کی اس بات سے تسلی ہوسکتی ہے کہ تم نے تو اسے پھانسی دے ہی دیا۔ مگر ہم نے اس حکم کے خلاف جو ہم نے توریت میں دیا۔ اسے الٹی عزت دے دی۔ نہیں بلکہ یہود کی تردید اسی طرح پر ہوسکتی تھی۔ جو اللہ تعالیٰ نے کی۱ کہ اے یہود تم نے تو مکر کیا اور اپنی طرف سے۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے دیا۔ لیکن ہم مکر کرنے والوں کے استاد تھے۔ ہم نے۳ تمہارا ہاتھ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پڑنے نہ دیا اور جسے تم نے پھانسی دیا وہ کوئی اور ہی تھا۔ جسے تم۴ عیسیٰ سمجھ گئے۔

۱ ’’ومکرواومکرالله والله خیر الماکرین (پ۳ع۱۳)‘‘
۲ ’’واذکففت بنی اسرائیل عنك(پ۷ ع۵)‘‘
۳ ’’وماقتلوه وماصلبوه ولکن شبه لهم (پ۶ع۲)‘‘

قرآن شریف میں جو صحف اولیٰ کی باتیں اللہ تعالیٰ نے دوبارہ بیان کی ہیں۔ ان کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم باور نہیں کرتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو۔ لیکن اس کے برعکس یہ نہیں فرمایا کہ جو کچھ ان صحیفوں میں ہے۔ وہ سب درست ہے۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرتﷺ سے عرض کیا کہ یا حضرتﷺ توریت میں بھی تو اچھی اچھی باتیں ہیں۔ کیا وہ نہ لکھی جاویں؟ تو آپ نے غصہ سے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری شریعت کی متابعت کرنا پڑتی اور صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ اہل کتاب کو نہ سچا کہو نہ جھوٹا۔ بلکہ کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور ان باتوں پر جو قرآن میں ہیں۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ توریت، زبور، انجیل کی جو باتیں دوبارہ قرآن میں آ گئیں۔ وہ ہمارا ایمان ہے اور اور جو نہیں آئیں۔ انہیں نہ ہم سچی کہہ سکتے ہیں نہ جھوٹی۔

پس لازم آیا کہ قرآن کریم کی کسی آیت کے مطلب ومعانی میں اگر کوئی تحریف کرے۔ تو ہم اسے صحف اولیٰ کی طرف لے جاویں اور ان سے پوچھیں کہ تم کیا کہتے ہو؟ اس معاملہ کی نسبت ایک انجیل کہتی ہے کہ جس کو پھانسی دیا گیا۔ اس نے یہ کہتے ہوئے جان دی کہ اے اللہ تو نے مجھے کیوں بھلا دیا اور ترک کر دیا۔ دوسری انجیل برنباس کہتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو اس بات پر یقین ہے کہ جو شخص مجھے بیچے گا وہ میرے ہی نام سے قتل کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ مجھ کو زمین سے اوپر اٹھالے گا اور بے وفا کی صورت بدل دے گا۔ یہاں تک کہ اس کو ہر ایک یہی خیال کرے گا کہ میں ہوں۔ مگر جب مقدس محمدؐ رسول آئے گا۔ وہ اس بدنامی کے دھبہ کو مجھ سے دور کرے گا (فصل ۱۱۲ آیات:۱۴،۱۵،۱۶) اور یہ انجیل برنباس وہ انجیل ہے کہ عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے مرزا قادیانی اسی کو بغل میں لے کر میدان میں نکلے تھے۔ دیکھو صفحات (ص۶ چشمہ مسیحی حاشیہ، خزائن ج۲۰ ص۳۴۱، کشف الغطاء ص۲۶، خزائن ج۱۴ ص۳۱۱، سرمہ چشم آریہ ص۲۳۹،۲۴۰، خزائن ج۲ ص۲۸۷،۲۸۸) وغیرہ۔

قرآن شریف فرماتا ہے کہ ہم نے یہود پر اس وجہ سے بھی لعنت بھیجی کہ انہوں نے کہا ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو جو رسول خدا ہونے کا دعویٰ کرتے تھے، قتل کر ڈالا اور حقیقت حال یہ ہے کہ نہ تو انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی چڑھایا۔ واقعہ میں وہ کسی اور کو سولی دے رہے تھے۔ مگر ان کو ایسا ہی معلوم ہوا کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے رہے ہیں اور جو اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی تو اس معاملہ میں یہ لوگ ناحق کے شک میں پڑے ہیں۔ ان کو اس کی واقعی خبر تو ہے نہیں۔ مگر صرف اٹکل کے

پیچھے دوڑے جارہے ہیں اور یقیناً عیسیٰ علیہ السلام کو لوگوں نے قتل نہیں کیا۔ بلکہ ان کو اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے (ترجمہ: مولوی نذیر احمد صاحب)

مرزا قادیانی اپنے مریدوں کو یہ معاملہ یوں سمجھاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے پکڑ کر سولی پر چڑھادیا۔ لیکن جب وہ سولی سے اتارے گئے تو ان میں جان باقی تھی اور وہ کشمیر کی طرف بھاگ گئے اور ۸۶ سال تک وہاں زندہ رہ کر فوت ہوگئے اور ان کی جگہ میں آ گیا۔ بابو صاحب اب آپ ہی خدا کو حاضر ناظر جان کر فیصلہ کریں کہ بموجب فرمان خداوندی کہ ''فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (نحل:٤٣)'' جب ہم نے اس مسئلہ کا حل اہل الذکر سے چاہا تو انہوں نے قرآن کی ان آیات کے ان معنوں کی تائید کی جو ہم مانتے ہیں یا ان معنوں کی جو مرزا قادیانی ہمارے منہ میں دیتے اور دماغ میں ٹھونستے ہیں کہ ہم انہیں مسیح ابن مریم مان لیں۔

۲...... اور یہ بات کہ حضرت ابن عباسؓ نے متوفیک کے معنی ممیتک کے کئے ہیں کہ اول تو اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت اللہ کے ہی ہاتھ میں ہے۔ جب یہودی مشورہ کرنے لگے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر سولی پر چڑھادیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں تسلی دی کہ اے عیسیٰ تیری موت تو میرے ہاتھ میں ہے۔ یہود کے ہاتھ میں نہیں اور جو تجھ پر میں مہربانیاں کروں گا۔ وہ بھی سن لے۔ میں تجھے زندہ آسمان پر اٹھالوں گا۔ کافروں کی گندی صحبت سے پاک کروں گا اور تمہارے ماننے والوں کو تمہارے نہ ماننے والوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

حضرت ابن عباسؓ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت قبل از نزول کے قائل نہیں ہیں۔ صحابہؓ میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی کی زیادہ تر روایات حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیں چنانچہ ایک ان میں سے یہ ہے: ''لما اراد الله ان يرفع عيسىٰ الى السماء خرج الى اصحابه وفى البيت اثنا عشر رجلا الخ (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۹)'' ﴿جب ارادہ کیا اللہ نے تو یہ کہ اٹھاوے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف۔ نکلے حضرت عیسیٰ اپنے یاروں کی طرف اور گھر میں ۱۲ امرد تھے۔﴾

۳...... اس سوال کی سب ٹانگیں پہلے اور دوسرے سوالات کے جوابات میں ٹوٹ چکیں۔ دوم اس سوال میں صرف لفظ توفیتنی کے معنے کا جھگڑا ہے۔ ہم اس کے یہ معنے کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ خدایا جب تک میں ان میں رہا۔ ان کے حالات سے واقف رہا۔ لیکن جب تو نے میرے دنیا میں رہنے کے دن پورے کر کے مجھے ان میں سے اٹھالیا تو پھر تو ہی ان کے

حال سے واقف رہا اور مرزا قادیانی اس کے یہ معنے کرتے ہیں کہ جب تو نے مجھے مار دیا تو پھر مجھے خبر نہیں کہ انہوں نے کیا کیا۔ بہت خوب۔ اب سنئے اور کان دھر کر اور غور وانصاف سے سنئے۔ پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے یعنی ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کرے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تم نے لوگوں سے یہ بات کہی تھی کہ خدا کے علاوہ مجھ کو اور میری والدہ کو بھی دو خدا مانو۔ عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے پروردگار! تیری ذات پاک ہے۔ مجھ سے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ میں تیری شان میں ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو میرا کہنا تجھ کو ضرور ہی معلوم ہوا ہوگا۔ کیونکہ تو تو میرے دل تک کی بات جانتا ہے اور میں تیرے دل کی بات نہیں جانتا۔ غیب کی باتیں تو تو ہی خوب جانتا ہے۔ تو نے جو مجھ کو حکم دیا تھا۔ پس وہی میں نے ان لوگوں کو کہہ سنایا تھا کہ اللہ جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے۔ اس کی عبادت کرو اور جب تک میں ان لوگوں میں موجود رہا۔ میں ان کا نگران رہا۔ فلما توفیتنی تو تو ہی ان کا نگہبان تھا۔'' (پ۷ ع۶ ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب)

مرزا قادیانی (تحفہ گولڑویہ ص۱۲۷، خزائن ج۱۷ ص۳۱۱) پر لکھتے ہیں کہ ''حدیثوں سے ثابت ہے کہ عیسیٰ نے ۱۲۰ برس عمر پائی۔'' اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ واقعہ صلیب اس وقت ہوا تھا جب آپ کی عمر ۳۳ برس ۶ ماہ کی تھی اس سے پایا گیا کہ اس واقعہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۸۶ سال اور ۶ ماہ اور زندہ رہے۔ تواریخ سے ثابت ہے کہ اس واقعہ صلیب سے ۸۱ سال بعد بوس یہودی نے یہ خرابیاں تثلیث وغیرہ کیں۔ عیسائی مذہب میں ڈال دیں۔ دیکھو (احسن التفاسیر میں پ۶ رکوع ۳ ص۱۳ سورہ النساء)۔

اور مرزا قادیانی بھی (ضمیمہ انجام آتھم ص۳۷، خزائن ج۱۱ ص۳۲۱) پر لکھتے ہیں: ''درحقیقت حواریوں کے زمانہ میں ہی عیسائی مذہب میں شرک کی تخم ریزی ہوگئی تھی۔ ایک شریر یہودی پولوس نام جو یونانی زبان سے بھی کچھ حصہ رکھتا تھا۔ جس کا ذکر مثنوی رومی میں بھی ہے۔ حواریوں میں آملا اور ظاہر کیا کہ میں نے عالم کشف میں عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ اس شخص نے عیسائی مذہب میں بہت فساد ڈالے۔ ان باتوں سے ثابت ہوا کہ مذہب عیسوی میں یہ خرابیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی پڑ گئی تھیں۔'' پھر مرزا قادیانی (ستارہ قیصرہ ص۱۰، خزائن ج۱۵ ص۱۲۳) پر لکھتے ہیں: ''اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا کہ آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کے راہ سے افغانستان میں آئے اور ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر کشمیر میں آئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سری نگر میں آپ کا انتقال ہوا۔''

اہل اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں رہنے کے دو زمانے مانتے ہیں۔ پہلا زمانہ تبلیغ کا دوسرا بعد نزول قتل دجال اور قیام امن کا اور اللہ پاک کے اس سوال کو زمانہ تبلیغ کے متعلق مانتے ہیں اور مرزا قادیانی تو مانتے ہی ہیں کیونکہ وہ ان کے دوسرے زمانہ کے قائل ہی نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جوابات کا خلاصہ یہ ہے:

اوّل...... جب تک میں ان میں رہا۔ ان کے حالات کا نگران رہا۔ یعنی میرے زمانے میں وہ نہیں بگڑے۔

دوم...... فلما توفیتنی[۱] تو میری نگرانی ختم ہوگئی۔ پھر تو ہی انکا نگران حال رہا۔

اب اگر توفیتنی کے معنی کیئے جاویں کہ جب تو نے مجھے ماردیا تو پایا جائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے مرنے تک کابل اور کشمیر میں بیٹھے ہوئے اپنے حواریوں کے حالات کے نگران رہے۔ کیونکہ نگرانی کا خاتمہ موت نے کیا اور یہ جواب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سراسر غلط ہوگا۔ کیونکہ اس زمانہ میں کسی تار برقی یا ٹیلی فون وغیرہ بلکہ ڈاک تک کا وجود کشمیر و کابل اور ملک شام کے درمیان ثابت نہیں۔ جس کے ذریعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کابل و کشمیر میں بیٹھے ہوئے ۸۶ سال چھ ماہ تک اپنے حواریوں کے حالات کی نگرانی کرتے رہے اور پھر جبکہ پولوس نے بوجہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عمر ۱۲۰ سال ہونے کے حضرت کی زندگی میں ہی حواریوں میں شرک کی تخم ریزی کردی۔ تو یہ جواب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا غلط کہ میرے زمانے میں وہ نہیں بگڑے اور جب یہ مانا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں بیٹھے اپنے حواریوں کی نگرانی نہیں کرسکتے تھے اور نگرانی ختم توفیتنی سے ہوئی۔ تو شک نہ رہا کہ توفیتنی کے معنے کچھ بھی لو۔ یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ وہ فعل ایسے زمانے میں واقعہ ہوا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں میں موجود تھے اور وہ وقوعہ سوائے واقعہ صلیب کے کوئی دوسرا نہیں۔ پس فلما توفیتنی کے معنی ہم تین سے زیادہ نہیں لے سکتے۔ (۱) جب تو نے مجھے کشمیر کی طرف روانہ کردیا۔ (۲) جب تو نے مجھے ماردیا۔ (۳) جب تو نے میرے دنیا میں رہنے کے دن پورے کردیئے۔ پہلے معنے کسی طرح بھی لفظ توفیتنی سے نہیں نکلتے۔ دوسرے معنوں کی قرآن بڑے زور سے تردید کرتا ہے کہ ''ماقتلوہ یقینا'' اور مرزا قادیانی بھی نہیں مانتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر فوت ہوئے۔ پس تیسرے معنے ہی صحیح ہیں اور ان کے بغیر چارہ نہیں۔

[۱] مرزا قادیانی کے مذہب کے مطابق نگرانی تو ختم کی۔ کابل و کشمیر چلے جانے نے اور عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ نگرانی ختم کی میری موت نے یعنی ۸۶ سال بعد

سوم...... توفی کے معنے جب ہوئے دنیا میں رہنے کے دن پورے کر دینے کے تو آنحضرتؐ کے اس بیان پر کوئی اعتراض نہ رہا۔ خاص کر جب کہ مخاطب دونوں پیغمبروں کا خوب جانتا تھا کہ اس کے دن میں نے کس طرح پورے کئے اور اس کے کس طرح پورے تو باقاعدہ تنویع اگر آنحضرتؐ نے وہی الفاظ استعمال کئے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے تو اس میں کیا حرج واقعہ ہوا۔ لیکن بابو صاحب آپ کے اس سوال سے ایک خرابی واقعہ ہوئی۔ جس کو آپ قیامت تک رفع نہیں کر سکیں گے۔ پوری حدیث کو ثر اس طرح ہے ﴿روایت ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ خطبہ پڑھا رسول اللہؐ نے، پس فرمایا اے لوگو! بیشک تم جمع کئے جاؤ گے۔ اللہ کی طرف ننگے پاؤں، ننگے بدن، بغیر ختنہ کئے﴾ پھر پڑھی یہ آیت ''کما بدانا اول خلق نعیده وعدا علینا انا کنا فاعلین (انبیاء:۱۰۴)'' پھر فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ سب مخلوق سے پہلے قیامت کے دن حضرت ابراہیم کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ آگاہ ہو جاؤ اور بیشک لائے جاویں گے چند مرد میری امت میں سے پھر لے جاویں گے ان کو بائیں طرف۔ پھر کہوں گا میں اے رب! یہ میرے چھوٹے اصحاب ہیں۔ پس کہا جائے گا بیشک تو نہیں جانتا ہے کہ کیا نئی چیزیں نکالیں انہوں نے بعد تیرے۔ پس کہوں گا میں مانند اس کی کہ کہا بندہ صالح یعنی عیسیٰ نے ''وما کنت علیهم شهيدا مادمت فيهم فلماتوفيتنى كنت انت الرقيب عليهم (مائده:۱۱۷)'' پس کہا جائے گا کہ بیشک یہ لوگ پھر گئے اپنی ایڑیوں پر جیسے کہ چھوڑا تو نے ان کو۔

اب میں یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو مرزا قادیانی بڑے جھوٹے اور مفتری تھے۔ کیونکہ اس حدیث سے پایا جاتا ہے کہ قیامت کے دن آنحضرتؐ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے سامنے یہ بیان دیں گے کہ جب تک ہم ان میں رہے۔ اپنی امتوں کے حال سے باخبر رہے۔ لیکن اے اللہ! جب تو نے ان میں سے ہم کو اٹھالیا۔ پھر ہمیں خبر نہیں کہ انہوں نے کیا کیا اور مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''آنحضرتؐ کی نسبت لوگ آنحضرتؐ کی حدیثیں زید وعمر سے ڈھونڈتے ہیں اور میں بلا انتظار آپ کے منہ سے سنتا ہوں۔''

(دافع الوساوس ص۲۵، خزائن ج۵ ص۲۵)

''میں نے کئی دفعہ آنحضرت کو اسی بیداری میں دیکھا ہے۔ باتیں کی ہیں۔ مسائل پوچھے ہیں۔ (جنگ مقدس ص۱۲۹، خزائن ج۶ ص۲۲۳)

یا رسول اللہ برویت عہد دارم استوار عشق تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیرخوار
در دو عالم نسبتے دارم بتو از بس بزرگ پرورش دادی مرا خود ہمچو طفلے درکنار

یادکن وقتیکہ درکشفم نمودی شکل خویش ۔۔۔ یاد کن ہم وقت دیگر کامدی مشتاق وار
یادکن آن لطف ورحمتہا کہ بامن داشتی ۔۔۔ واں بشارتہا کہ میدادی مرا از کردگار
یاد کن وقتیکہ جو بنموی بہ بیداری مرا ۔۔۔ آن جمالے آن رخے آن صورتے رشک بہار

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۷،۲۸، خزائن ج۵ ص ایضاً)

ترجمہ

اے رسول اللہ تجھ سے میراپکا عہد ہے ۔۔۔ شیر خواری کے زمانہ سے میں تیرا عشق رکھتاہوں
دو جہانوں میں مجھے تجھ سے بڑی بھاری نسبت ہے ۔۔۔ تو نے خود مجھے بچے کی طرح گود میں پالاہے
وہ وقت یادکر جب تو نے مجھے اپنی شکل کشف میں دکھائی ۔۔۔ اور وہ وقت بھی جب تو میرا مشتاق بن کر میرے پاس آیا
ان مہربانیوں اور رحمتوں کو یاد کر جو تو میرے ساتھ کرتا تھا ۔۔۔ اوران خوش خبریوں کو یادکر جو تو خدا کی طرف سے لاکر مجھے دیا کرتا تھا
وہ وقت یاد کر جب تو نے بیداری میں مجھے ۔۔۔ اپنا جمال، اپناچہرہ اوراپنی صورت جس پر بہار رشک کرتی تھی، دکھائی

’’ایک دن میں رات کی نماز کے فرض اور سنتیں ادا کر چکا تھا۔ جاگ رہا تھا۔ نہ نیند میں تھا۔ نہ غنودگی میں بیدار تھا۔ اس حالت پر میں نے دروازہ پر دستک کی آواز سنی۔ جب میں نے اس طرف نظر کی تو دیکھا کہ دستک دینے والے جلدی جلدی میری طرف آرہے ہیں اور جب وہ میرے قریب آگئے تو میں نے پہچان لیا کہ پنجتن پاک ہیں یعنی حضرت علی بمعہ دونوں بیٹوں اور بیوی کے اور رسول اللہ کے (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) تو میں نے نیند میں دیکھا کہ آنحضرتؐ نے آکر وہ کتاب مجھ سے لے لی اوران مقامات پر انگلی رکھ کر تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ میرے لئے اور یہ میرے اصحاب کے واسطے۔‘‘ (دافع الوساوس ص۵۶۳، خزائن ج۵ ص۵۶۳)

(دافع الوساوس ص۵۵۰، خزائن ج۵ ص۵۵۰) جب میں کتاب دافع الوساوس (دوسرا نام آئینہ کمالات) لکھ رہا تھا اوراس میں آنحضرتؐ اور آپ کے اصحاب کی تعریف لکھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت

’’میرے پر کشفاً ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کواس کی خبر دی گئی۔ تب ان کی روح روحانی نزول کے لئے حرکت میں آئی اوراس نے جوش میں آکر اوراپنی امت کو ہلاکت کا مفسدہ پرداز پاکر زمین پر اپنا قائم مقام اور شبیہہ چاہا جواس ایسا ہم طبع ہو کہ گویا وہی ہو۔‘‘ (دافع الوساوس ص۲۵۴، خزائن ج۵ ص۲۵۴)

ہائے توبہ یہ مسلمانوں کے پیغمبر جن کو وہ دو جہاں کا بادشاہ اور کل پیغمبروں کا سردار اور اپنا شفیع مانتے ہیں۔ (معاذ اللہ) خاکم بدہن کیسے تھے کہ ایک حقہ کش اور نماز روزہ کے غیر پابند شخص

کے بیٹے کو (حیات النبی ص۴۰) گود میں پالتے ہیں۔ خدا سے بشارات لالا کر دیتے ہیں۔ بیداری میں حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ اپنی بیٹی، داماد اور نواسوں کو آپ کے سلام کے واسطے دائرہ دولت پر لاتے ہیں۔ دروازہ پر دستک (طلب اجازت) دے کر اندر داخل ہوتے ہیں۔ کتاب میں وہ آپ کی اور آپ کے اصحاب کی تعریف لکھتا ہے تو مطلع ہو کر خواب میں آ کر خوشنودی ظاہر کرتے ہیں۔ کیونکہ اپنی تعریف سننے کا آپ کو بہت شوق تھا اور آج تک کسی نے کی نہ تھی۔ لیکن قیامت کے دن جب خدا فرمائے گا کہ میں آپ کے ان اصحابوں کو اس وجہ سے دوزخ میں ڈالتا ہوں کہ آپ کی وفات کے بعد انہوں نے نئی نئی باتیں دین میں نکالیں۔ تو آپ صاف فرمائیں گے کہ اپنی وفات کے بعد تو مجھے خبر ہی نہیں انہوں نے کیا کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام والا جواب دیں گے کہ جب تک میں ان میں رہا۔ ان کے حالات سے باخبر رہا۔ لیکن جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھالیا تو پھر مجھے خبر نہیں کہ انہوں نے کیا کیا اور پھر اس ایک سو بیس سال کے بوڑھے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھو اس سفید ریشی کے ساتھ اللہ میاں کے سامنے کیسا جھوٹ بولتا ہے۔ (معاذ اللہ) یعنی خود ہی تو عیسائیوں کی کرتوتوں سے جوش میں آ کر ان کی اصلاح کے لئے اور ان کے فتنہ کو فرو کرنے کے لئے اپنا مثنیٰ حضرت مرزا قادیانی جیسی ذات شریف کو بھیجتا ہے اور خدا کو کہتا ہے کہ جب میں کشمیر چلا گیا تو مجھے خبر ہی نہیں کہ انہوں نے یعنی امت نے کیا کیا۔ بابو جی کچھ سمجھے؟

بابو جی...... جی ہاں سمجھ گیا۔

نووارد...... کیا سمجھے؟

بابو صاحب...... اتنا تو سمجھ گیا ہوں کہ مرزا قادیانی کی تحریر کے مطابق دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے۔ اس کا آنحضرتﷺ کو علم ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ قادیان میں ایک کتاب اردو میں لکھی جاتی ہے تو آپﷺ کو خبر ہو جاتی ہے کہ اس میں کیا لکھا جا رہا ہے اور اسی طرح پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت سے پہلے عیسائیوں کے حالات معلوم ہو چکے۔ لیکن قیامت کے دن یہ دونوں پیغمبر خدا کے سامنے ایسی واقفیتوں سے انکاری ہو جائیں گے۔ پس یا یہ حدیث غلط یا مرزا قادیانی ان کل بیانات میں سراسر جھوٹے۔

نووارد...... تمہارے بچے جیتے رہیں۔ انصاف کی بات کہی۔ اب فرمایئے کہ مرزا قادیانی کی ان خرافات کو ماننے والوں کا بھی منہ ہے کہ اس حدیث کوثر کو کسی کے پیش کریں؟

قاضی صاحب...... آپ آپس میں جھگڑیں یا سر پھٹول کریں۔ مگر مرزا قادیانی کی تحریر سے میرا ایک ایسا سوال حل ہو گیا جو آج تک نہیں ہوا تھا اور وہ یہ کہ پنجتن میں یہ بھی طاقت ہے کہ وہ

زندہ انسان بن کر ہمیں آملیں۔ مگر مرزا قادیانی نے پنجتن پاک سے بڑی بے اعتنائی کی کہ کچھ مدت انہیں اپنا مہمان رکھ کر اپنے مریدوں سے ان کی ملاقات نہ کرادی۔ ایسے مہمانوں کی مہمان داری میں کچھ خرچ بھی نہ ہوتا۔ نان شعیر (جو کی روٹی) اور کچھ کھجوریں کافی تھیں۔ پیلی بھیت کے چاول اسی طرح محفوظ رہتے۔ قہقہہ۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ شیعہ لوگوں کو اگر مرزا قادیانی کے طفیل پنجتن پاک کی زیارت ہوجاتی تو مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کے شیعے بے داموں مرزا قادیانی کے غلام بن جاتے۔

چہارم...... خلت کے معنے ہیں گزر گئے۔ جیسے ''قد خلت سنت الاولین یا اذاخلو الی شیا طینهم (حجر:۱۳)'' وغیرہ وغیرہ۔ پس اس میں داخل ہیں کل نبی خواہ وہ اپنی موت مرے یا قتل کئے گئے۔ یا کسی اور طرح پر دنیا سے چلے گئے۔

پنجم...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو خدا ماننے والوں کی تردید میں اللہ تعالیٰ شہادت پیش کرتا ہے کہ تم نے یعنی تمہارے باپ دادوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ پھر تم ان کو خدا کس طرح مانتے ہو۔ خدا تو کھانا نہیں کھاتا۔ اس کی ذات ان باتوں سے پاک ہے۔ اگر خدا یہ فرماتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھانا کھاتے ہیں۔ جبکہ وہ آسمان پر ہیں تو یہ بذات خود ایک علیحدہ دعوے محتاج شہادت ہوجاتا۔

ششم لغایت ہشتم...... یہ تینوں سوالات یا اعتراضات عام وخاص کے ماتحت آتے ہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خاص طور پر ان میں ذکر نہیں اور قرآن شریف سے اگر ثابت ہوجائے کہ ہر عام کے لئے کوئی خاص اور ہر قاعدہ کے لئے کوئی استثناء ہوا کرتا ہے۔ تو یہ کل اعتراضات ایک کوڑی کے نہیں رہیں گے۔ اور اگر ایسا ثابت نہ ہو تو ہم جھوٹے اور مرزا قادیانی اور ان کے معتقدین سچے۔ کہیے بابو صاحب! آپ کو یہ فیصلہ منظور ہے یا نہیں؟

بابو صاحب...... قرآن کریم سے جو بات بالبداہت ثابت ہو جاوے۔ وہ ہمارا ایمان ہے۔ اس سے کب انکار ہوسکتا ہے؟

نووارد...... شاباش، شاباش! جزاک اللہ! لیجئے! تو اب سنئے! اور صرف مختصر طور پر، بہت مثالوں کی ضرورت نہیں۔ قرآن شریف میں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کیا آپ مانتے ہیں کہ خدا اپنے جیسا دوسرا خدا پیدا کرسکتا ہے؟ سورۃ القصص کے اخیر میں ہے: ''کل شئی ھالك الا وجھه'' اس کی ذات کے سوا سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں۔ کیا آپ اس فنا سے عرش وکرسی اور بہشت ودوزخ کو مستثنیٰ نہیں مانتے؟

پارہ۱۱رکوع۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:’’اذا مس الانسان ضر دعانا لجنبه او قاعدا او قائما‘‘ ﴿جب انسان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچ جاتی ہے تو پڑا یا کھڑا یا بیٹھا ہم کو پکارے جاتا ہے﴾ بابو صاحب! آپ کو معلوم ہے کہ دنیا میں صغیرسن بچے کتنے ہیں؟ دیوانے کتنے ہیں؟ وحشی کتنے ہیں؟ خدا کو نہ ماننے والے دہرئے وغیرہ کتنے ہیں؟ کیا یہ لاکھوں کروڑوں انسان اس حکم سے باہر نہیں رہ جاتے؟ اگر خدا نے باوا آدم کو کہہ دیا کہ بہشت سے اتر جاؤ۔ تم زمین میں ہی رہو گے۔ زمین میں ہی مرو گے۔ تو یہ ایسا کلیہ قائدہ بن گیا کہ پدمہا انسانوں میں سے ایک بھی عارضی طور پر آسمان پر نہیں رہ سکتا۔ حالانکہ وہ زمین میں رہا ہے۔ زمین میں رہے گا۔ زمین میں ہی فوت ہوگا اور قیامت کے دن زمین سے ہی اٹھے گا۔

پس آپ یاد رکھیں کہ کل کے معنی اکثر کے ہوا کرتے ہیں۔ نہ کہ کل سے کوئی فرد خارج ہی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ پ۲۷ع۵ میں فرماتا ہے’’ام للانسان ماتمنی‘‘ ﴿کہیں انسان کو من مانی مراد بھی ملی ہے؟﴾ یعنی نہیں ملی اور مرزا قادیانی (اربعین نمبر۲ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۳۶۴) پر لکھتے ہیں’’کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ خدا تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔‘‘ دیکھو مرزا قادیانی کے واسطے خدا نے اپنا قاعدہ ساری مرادیں پوری نہ کرنے کا توڑ دیا۔ پ۲۵ع۶ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿کسی آدمی کی تاب نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دوبدو ہو کر کلام کرے، مگر الہام کے ذریعہ سے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو اس کے پاس بھیج دیتا ہے اور وہ خدا کے حکم سے جو اس کو منظور ہوتا ہے۔ پیغام خدا پہنچا دیتا ہے۔﴾ اور مرزا قادیانی (ضرورۃ الامام ص۱۳، خزائن ج۱۳ ص۴۸۳) پر لکھتے ہیں:’’خدا ان سے کسی قدر پردہ اپنے چہرے سے اٹھا کر کلام کرتا ہے۔‘‘ یہاں خدا نے مرزا قادیانی کی خاطر پردے کے پیچھے سے کلام کرنے کا قاعدہ توڑ دیا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے بھی اگر خدا نے اپنے قاعدے میں ذرہ سی ترمیم کر دی تو اس سے مرزا قادیانی کیوں سیخ پا ہوتے ہیں؟

بابو صاحب...... آپ نے مرزا قادیانی پر یہ کیسا بے جا حملہ کیا ہے کہ ان کا باپ حقہ بہت پیتا تھا اور نماز روزے کا پابند نہ تھا۔

نووارد...... حضرت میں نے کوئی اتہام نہیں لگایا۔ یعقوب علی تراب نے جو مرزا قادیانی کی حیات النبی لکھی ہے۔ اس کا ص۷۰ کھول کر دیکھ لیں۔

گاموں یعقوب علی بھی کچھڑ بہکے داڑھی کھون والا ہے۔

۱؎ گود میں بیٹھ کر داڑھی نوچنے والا۔

بابوصاحب...... گاموں نوچپ، بابوصاحب میں یہ نہیں کہتا کہ آپ نے جھوٹ بولا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ کسی کو یہ طعنہ دینا کہ تو ایک ایسے شخص کا بیٹا ہے۔ یہ بالکل درست نہیں۔ کیونکہ اس کی زد انبیاء علیہم السلام تک پہنچتی ہے۔ کیا حضرت ابراہیم خلیل اللہ بت پرست کے بیٹے نہ تھے؟

نووارد...... بابوصاحب! میں اس فعل کو آپ سے بھی زیادہ برا سمجھتا ہوں۔ مگر میں نے مرزاقادیانی پر یہ حملہ دیدہ دانستہ آپ سے یہ کلمات کہلوانے کے لئے کیا۔ کیونکہ مرزاقادیانی اس برے فعل کے مرتکب ہوئے ہیں۔

بابوصاحب...... (نہایت غصہ سے) یہ مرزاقادیانی پر تیرا دوسرا اتہام ہے۔

نووارد...... بابوصاحب! خفا نہ ہو جائیں۔ میں اتہام لگانے والا شخص نہیں۔ فرمائیں تو میں ابھی ان کی کتابوں میں دکھا دیتا ہوں۔

بابوصاحب...... اچھا دکھا ورنہ میں تجھ سے کلام کرنا روا نہ رکھوں گا۔

نووارد...... قاضی صاحب یہ کتاب انجام آتھم مجھے دیجئے۔ بابوصاحب اس کی ابتداء میں یہ ہے اشتہار مباہلہ اس کا صفحہ ۵۹، خزائن ج۱۱ ص۵۹ دیکھئے۔ اس کا حاشیہ منشی سعد اللہ صاحب نومسلم کی نسبت لکھتے ہیں: ''اس ہندوزادہ کی خباثت فطرتی اس لئے سب سے بڑھ کر ہے۔'' کہ بابوصاحب کتاب زمین پر پٹخ کر، اس شخص کے مغلوب الغضب ہونے نے ہمیں ہر جگہ شرمایا۔ کہیں عبدالحکیم خان کے الہام کے جواب میں غصہ میں آکر بے شمار الہام قرآنی آیات میں اتار دیئے۔ کہیں مولوی ثناء اللہ کی موت کے واسطے دست بدعا ہوگیا۔ کہیں آتھم کی موت کی پیشینگوئی کر دی۔ اچھا اب مباحثہ ختم۔ آج رات میں یہ جوابات مولوی صاحب کو سناؤں گا۔ دیکھوں وہ حضرت کیا کہتے ہیں۔ کسی ہندو کو جو خدا سے ہدایت پا کر کلمہ رسول اللہ پڑھ لے۔ ہندوزادہ ہونے کا طعنہ دینا اور اس کو بدفطرت کہنا۔ یہ کہاں کی نبوت ہے۔ اگر تمہارا مذہبی خیالات واعتقادات میں کچھ اختلاف ہے۔ تو اس کو رفق[1] اور نرمی سے طے کرو۔ نہ کہ گالیاں دو اور وہ بھی ایسی کہ انبیاء تک پہنچیں۔

بیوی...... مگر یہ مولوی صاحب آپ کے تو وہی ہیں کہ ہمیشہ مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ سے مباحثوں میں لاجواب ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی قائل نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنی فتح کا ڈنکا بجایا کرتے ہیں۔ ان سے آپ کو کلمہ حق کہنے کی کیا توقع ہے؟ آپ اپنے ضمیر سے کام لیں یا حسب قرارداد فیصلہ قاضی صاحب سے لیں۔

[1] مولوی ظہیر الدین صاحب مرزاقادیانی کو نئی شریعت والا رسول ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مرزاقادیانی کے الہاموں میں لفظ رفق آیا ہے۔ جو آنحضرت کے واسطے قرآن میں نہیں آیا۔

بابو صاحب...... مگر قاضی جی تو نہایت متحیر اور متفکر نظر آرہے ہیں۔ خدا خیر کرے قاضی صاحب! بابو صاحب آپ کا قیافہ بالکل درست ہے۔ میرا خیال تواریخ کی کتابوں کی طرف چلا گیا تھا اور میں اس بات سے حیرت میں تھا کہ آنحضرتؐ کے بعد جو جھوٹے نبی بنتے رہے۔ انہوں نے کس قدر دماغ سوزی کی اور کیسے کیسے مکروں اور فریبوں سے جہلا ہی کو نہیں اچھے اچھے پڑھے لکھوں کو اپنا معتقد بنالیا۔ یہ لوگ اصل میں خدا اور رسول کے منکر ہوتے ہیں۔ لیکن ایک قوم کے لیڈر بننے اور عیش وعشرت سے زندگی بسر کرنے کے لئے اسلام کی آڑ لے لیتے ہیں۔ کیونکہ آنکھوں کے اندھے اور گٹھڑی کے پورے انہیں اسی مذہب میں نظر آتے ہیں۔ مگر میں ان مسلمانوں کی حالت پر آنسو بہاتا ہوں جو مذہب اسلام کے شوق میں ان لوگوں کے پیچھے لگ کر سر منڈوا لیتے ہیں اور اسی قدر نہیں۔ بلکہ بقول شخصے کل عالم دے بیٹے بھنگی جان ومال سے اس بات کے کوشاں ہو جاتے ہیں کہ اور لوگ بھی ہمارے ہم خیال ہو کر ہمارے مذہب کے دائرہ میں آجاویں۔ خواہ وہ اسلام کو دو کوڑی کا فائدہ نہ پہنچادیں اور ہزاروں روپیہ ٹفن اور ڈنر کی صورت میں اجاڑ دیں۔

بیوی...... لیجئے بابو صاحب! اب آپ نے قاضی صاحب کا فیصلہ سن لیا۔ اب آپ حسب قرارداد اپنے اس عقیدہ سے رجوع کریں اور میرے ہم خیال ہو جائیں۔ قادیانی چندوں سے نجات پائیں۔ بلکہ آئندہ یہ ناپاک روپیہ جو آپ لنگر خانہ اور بہشتی مقبرہ کے لئے لیتے ہیں۔ لینا ہی بند کردیں۔

کیں رہ کہ تو میروی بتر کستانست

غریب مزدوروں کا پیٹ کاٹ کر ٹھیکہ داروں سے آنکھیں نیچی کر کے سرکاری عمارات کی تعمیر میں بے ایمانی کرنے کی ٹھیکہ داروں کو اجازت دے کر جو روپیہ آپ نے کمایا اس سے اگر آپ بہشتی مقبرہ خریدنا چاہیں تو:

ایں خیال است و محال است وجنوں

نووارد...... بیوی جی! ابھی ان سے توبہ نہ کراویں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ خام مسلمان رہ کر لاہوری پارٹی میں مل جائیں۔ کل کا دن اور صبر کریں۔ کل میں ان کی مجددیت پر روشنی ڈالوں گا۔

گاموں...... بے بے جی! بابو ہوری اس گل توں ڈردے ہن جے توبہ کیتی تے مرجائی اخباراں چھاپ دین گے جے فلانا مرتد ہوگیا۔

۱؎ اماں جی بابو صاحب اس بات سے ڈر رہے ہیں کہ اگر توبہ کی تو مرزائی اخباروں میں چھاپ دیں گے کہ فلاں مرتد ہوگیا۔

بابو جی...... تو اپنی باتوں سے باز نہ آیا۔
بیوی...... بابو صاحب لڑکے نے تو سچ کہا۔ یہ انہوں نے بڑی دھمکی رکھی ہوئی ہے۔ مگر اس دھمکی میں کون آتے ہیں؟ صرف کمزور ایمان والے۔ غلام احمد جا جا کر حقہ بھرلا اور پاندان مجھے دے میں پان بنادوں۔ قاضی صاحب اور نووارد پان کھا کر اور حقہ پی کر لیجئے اب اجازت دیجئے۔ رات خیریت سے گزرے تو انشاءاللہ کل حاضر ہوں گے۔ السلام علیکم وعلیکم السلام!

دوسرے دن دروازے پر دستک

بیوی...... گاموں دیکھ آج صبح ہی صبح کون آن ٹپکا؟
گاموں...... (دروازے کھولتے ہی) آیئے آیئے، آؤ لنگھ آؤ۔ قاضی صاحب اور نووارد صحن میں داخل ہوکر ''السلام علیکم!''
بیوی...... وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ رحبت لکما الدار مرحباً۔
قاضی صاحب...... کیا بابو صاحب ابھی بیدار نہیں ہوئے؟
بیوی...... رات باہر سے بہت ناوقت آ کر سوئے۔ ابھی بیدار ہوئے ہیں۔ غسل خانہ میں ہیں۔
بابو صاحب...... (تولیہ گردن پر ملتے ہوئے باہر آ کر) اجی آج ایسے سویرے بابو صاحب کو شاید اپنی کامیابی کی خوشی میں رات نیند نہیں آئی۔ مگر قاضی صاحب آپ کو خلاف معمول اس قدر سویرے اٹھنا پڑا۔
نووارد...... بابو صاحب! واقعی آپ کا خیال بالکل درست ہے۔ کچھ تو کامیابی کی خوشی اور کچھ میں اس فکر میں رہا کہ آج کی تقریر کو کس طرح ایسا مختصر کروں کہ ایک دن میں تمام ہو جائے۔
بابو صاحب...... رات تو مولوی صاحب نے مجھے بڑی ملامت کی کہ تو نے قادیان سے اجازت لئے بغیر یہ بحث کیوں شروع کی۔ میں نے کہا کہ حضرت آپ کو کیا خبر کہ میری زندگی کیسی تلخ گزر رہی ہے؟ مرنے کے بعد بہشتی مقبرہ تو خدا جانے نصیب ہو یا نہ ہو۔ میں ملازم آدمی خدا جانے دم کس ملک اور کس شہر میں نکل جائے اور پھر خدا جانے کوئی احمدی ڈاکٹر وہاں ہو یا نہ ہو کہ تصدیق کردے کہ یہ کسی متعدی مرض سے نہیں مرا کہ میرا جنازہ قادیان پہنچ سکے۔ مگر گھر مرزا قادیانی کی مہربانی سے دوزخی مقبرہ بنا ہوا ہے۔ میں احمدی اور میری بیوی محمدی ہر وقت تنازعہ، ہر وقت جھگڑا۔ جب زندگی نہایت تلخ ہوگئی تو ناچار یہ فیصلہ کیا کہ اس روزروز کی چخ چخ کا خاتمہ کروں اور بیوی سے تبادلہ خیالات کر کے جو حق ثابت ہو، اس پر دونوں قائم ہو جائیں۔ اس پر مولوی صاحب فرمانے لگے کہ تبادلہ خیالات بیوی سے تو کرتے۔ مگر اس یکے از کوہاٹ کو کیوں اجازت

دی کہ زہریلہ مادہ تمہارے کانوں میں ڈالے۔ میں نے کہا کہ میں ایسے تنگ خیالات کا آدمی نہیں کہ قرآن وحدیث اور معقول بات کو کان نہ دوں۔ اگر یہ مذہب ایسا ہے کہ قرآن وحدیث سے اسے ٹھیس لگتی ہے۔ تو اس آٹے کے چراغ کی ہم کہاں تک حفاظت کریں گے کہ باہر رکھو تو کوے کھائیں اور اندر رکھو تو چوہے۔

مولوی صاحب فرمانے لگے کہ یہ فتنے فساد تو گھروں میں آنحضرتؐ کی وجہ سے بھی پڑے ہوں گے۔ میں نے کہا کہ حضرت بڑا افسوس ہے کہ آپ نے لکھے پڑھے ہوکر بلکہ مولوی کہلوا کر جاہلوں کی سی بات کی۔ کہاں آنحضرتؐ کا زمانہ کہ چاروں طرف کفار ہی کفار اور کہاں یہ زمانہ جہاں دیکھو دین دار مسلمانوں کے گھر میں ہی یہ فساد ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس علیحدہ فرقہ بننے سے سوا اس کے کہ مرزا قادیانی کا نام دنیا میں قائم رہے۔ اسلام کو کیا فائدہ پہنچا؟ اچھا قاضی صاحب اپنے دوست کی تقریر شروع کرائیں۔

نو وارد...... بابو صاحب آج کی میری تقریر اس بات پر ہوگی کہ بالفرض محال اگر ہم ایک منٹ کے واسطے تسلیم کرلیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے اور آنے والا مسیح آنحضرتؐ کی امت میں سے ہوگا۔ نہ کہ ان کی اپنی امت میں سے تو بھی ہمیں اس عیسیٰ ابن مریم کی تلاش قادیان سے دور فاصلہ پر کرنی ہوگی۔ یہ قادیان ہرگز ہرگز اس لائق نہیں کہ اس کو مہدی، نبی مسیح اور مجدد تو کیا مسلمان بھی مانا جاوے۔ کیونکہ ہمارے رسول مقبول ﷺ فداہ ابی وامی ہادی برحق نے اپنی امت کو جھوٹے نبیوں کے چکموں سے بچانے کے لئے صاف فرمادیا کہ خبردار ہو جاؤ۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور آنے والے مسیح کا پورے طور تعین کردیا کہ روح اللہ نبی اللہ۔ ابن مریم۔ پھر ان کا حلیہ بیان کیا۔ ان کا لباس ان کی جائے نزول اور ان کے کام بیان کرکے ان کے وقت میں دنیا کا جو رنگ ہوگا۔ وہ بھی بیان فرمادیا کہ لڑائیوں اور جنگوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔ دولت اس قدر ہوگی کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ملے گا۔ آپس میں عداوتیں جاتی رہیں گی۔ حسد جاتا رہے گا۔ زہریلے جانوروں کا زہر جاتا رہے گا۔ زمین صلح سے بھر جائے گی۔ دودھ میں برکت ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ ان احادیث کو مرزا قادیانی نے بھی صحیح مانا ہے۔ چنانچہ انہی نشانوں کے ساتھ اپنا آنا ظاہر کرنے کے لئے فرماتے ہیں:

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کردے گا التوا
جب آ جائے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند
کھیلیں گے بچے سانپوں سے بےخوف و بےگزند
یعنی وہ وقت امن کا ہو گا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر وتفنگ کا

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۷، خزائن ج۱۷ص۷۸)

ان اشعار کے ماتحت مرزا قادیانی کے مسیح ہونے نہ ہونے کے امتحان کے لئے اول اس بات کو دیکھنا ہے کہ مرزا قادیانی کا زمانہ کب سے شروع ہوا اور کب ختم ہوا۔ ابتداء اس کی اگر مرزا قادیانی کی پیدائش سے لیں تو جنگ ذیل ان کے زمانہ میں داخل ہیں۔

۱۸۵۷ء	غدر دہلی ومیرٹھ
۱۸۶۳ء	جنگ سرکادی بنیر (سرحد)
۷۶،۷۷ء	جنگ جوا کی
۷۸ء	جنگ کابل
۸۰،۸۱ء	جنگ سوڈان

اگر ابتداء اس وقت سے لیں جب وہ بقول خود مبعوث ہوئے تو جنگ ذیل ان کی مہدویت اور مسیحیت میں ہوئیں۔

۸۵،۸۷ء	جنگ برہما
۸۸،۸۹ء	جنگ کالاڈھاکہ (سرحد)
۱۸۹۰ء	جنگ بزوٹی (سرحد)
۱۸۹۱ء	جنگ سمانہ (سرحد)
۱۸۹۵ء	جنگ ملاکنڈ (سرحد)
۹۷،۹۸ء	جنگ تیراہ
۱۸۹۹ء	جنگ وزیرستان

۱۹۰۱،۱۹۰۲ء جنگ چین وجنگ ٹرنسوال

۱۹۰۱ء جنگ مہمند(سرحد)

اب رہا زمانہ تک کا کہ ان کا زمانہ کب تک تھا یا ہے۔

مرزائیوں سے جب ہم پوچھتے ہیں کہ تمہارے مرزا قادیانی نے (چشمہ معرفت ص۸۲، خزائن ج۲۳ص۹۰) پر لکھا ہے: ''میرے زمانہ میں تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں گی اور ایک ہی مذہب اسلام ہو جائے گا۔'' لیکن ایسا تو نہ ہوا۔ تو وہ ہمیں جواب دیتے ہیں کہ جو زمانہ گزر رہا ہے۔ یہ بھی انہی کا زمانہ ہے اور یورپ اور امریکہ میں اب لوگ اسلام قبول کرنے لگ گئے ہیں۔ پس اگر مرزا قادیانی کا زمانہ ان کی زندگی تک ہی مانا جائے تو یہ دعویٰ ان کا یا پیشین گوئی ان کی سراسر جھوٹی ثابت ہوتی ہے اور اگر ان کی وفات کے بعد کا زمانہ بھی انہی کا زمانہ سمجھا جائے تو جنگ ذیل بھی انہی کے زمانے میں ہوئے۔

۱۹۱۴،۱۹۱۸ء جنگ جرمن جس کی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی

۱۹۱۹ء جنگ افغان یعنی افغان وار

۱۹۲۲ء جنگ محسود وزیر

ان جنگوں میں سے جنگ یورپ یا دوسرے الفاظ میں جنگ جرمن وہ جنگ ہے کہ جب سے خدا نے زمین اور آسمان پیدا کئے۔ ایسی جنگ دیکھنے سننے میں نہیں آئی بالآخر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ یہ تھا کہ میں تمام دنیا کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ پس اگر ان کے آنے سے جنگوں کا خاتمہ ہونا تھا۔ تو تمام دنیا کے جنگوں کا خاتمہ ہونا چاہئے تھا۔ لیکن میں نے مرزا قادیانی کی رعایت کر کے تمام دنیا کی جنگوں کو نہیں لیا۔ صرف انہی جنگوں کو لیا ہے جن میں وہ بادشاہ ایک فریق تھا۔ جس کی مسیح صاحب اور مہدی صاحب رعیت میں تھے اور ان کل جنگوں میں سوا تین جنگوں کے فریق دوم مسلمان اور آنحضرتﷺ کی امت اور اگر مرزا قادیانی آنحضرت ہی تھے۔ تو مرزا قادیانی کی ہی امت۔ پس مرزا قادیانی اگر مسیح تھے۔ (خاکم بدہن) تو انہوں نے کس کو جنگ سے روکا اور کون سی جنگیں بند کرائیں۔ عیسائیوں کی جنگ مسلمانوں سے یا عیسائیوں کی جنگ عیسائیوں یا عیسائیوں کی جنگ بدھ مت والوں سے؟ آخر کس کی کس سے؟ اگر کہا جائے ہندوؤں کی مسلمانوں سے یا ہندوؤں کی ہندوؤں سے تو وہ کب تھیں؟

مرزا قادیانی کے زمانہ میں دنیا میں سانپوں کے کاٹنے سے بچوں کا نہ مرنا اور شیروں کا بھیڑوں کو چھوڑ کر چنے چبا کر یا گھاس کھا کر گزارہ کرنا۔ اموات پیدائش اور تلفی حیوانات درندہ کے

نقشہ جات سے معلوم ہوسکتا ہے۔ روپیہ کی افراط محکمہ انکم ٹیکس کے قائم ہونے سے معلوم ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس مدعی مسیحیت اور مہدویت نے خود اپنے انکم ٹیکس کی عذرداری کی کہ میں انکم ٹیکس ادا نہیں کرسکتا اور وہ منظور بھی ہوگئی۔ زکوٰۃ کے لئے مسیح صاحب نے مسلمانوں کے آگے خود ہاتھ دراز کیا کہ زکوٰۃ سے میری کتابیں خریدو۔ دودھ میں اتنی برکت ہوئی کہ گھی طبیبوں کے نسخوں میں لکھے جانے کے لائق ہوگیا۔ زمین صلح سے بھر جائے گی کے معنی زمین فتنہ وفساد سے بھر جائے گی۔ حسد وبغض اور تو کہیں سے رفع نہیں ہوا۔ شاید مرزا قادیانی کی امت کی جو تین چار پارٹیاں ہیں۔ ان سے رفع ہوگیا ہو۔

گاموں...... (چائے میز پر رکھتے ہوئے) بادشاہ ہو جد توڑی ہتھ وچ تلوار نہ ہووے، قلم نال وی کدے جنگ بند ہوئے ہن؟

نووارد...... نہیں گاموں تو یہ کیا کہتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ یورپ والوں نے یورپ کا فساد رفع کرنے کے لئے مرزا قادیانی کی کتابیں طلب کی ہیں اور وائسرائے نے ایک ہاتھی ان کے اشتہاروں اور کتابوں کا لاد کر بذریعہ تار ولایت بھیجا ہے۔ قہقہہ

بیوی...... قاضی صاحب آج آپ چائے کیوں نہیں پیتے؟

قاضی صاحب...... چائے کی پیالی اٹھا کر اور منہ کے قریب لاکر، بیوی جی! اس مباحثہ نے تو مجھے پاگل کردیا۔ ایک شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اپنے نبی ہونے کے ثبوت میں کہتا ہے کہ اے لوگو! میرے زمانہ میں کل مذاہب باطلہ اسلام میں جذب ہوکر اسلام ہی اسلام رہ جائے گا۔ جنگ ایسے بند ہوں گے کہ تیر وتفنگ چلانا ہی لوگ چھوڑ دیں گے۔ زمین صلح سے بھر جائے گی۔ شیر اور گوسفند ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے۔ بچے سانپوں سے کھیلیں گے وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں مسلمانوں کو فرماتا ہے کہ میرا رسول جو تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں منع کرے باز رہو۔ رسول مقبول بآواز بلند فرمارہے ہیں کہ اے مسلمانو! میری امت میں ۳۲ جھوٹے رسول پیدا ہوں گے۔ ان سے بچنا۔ توریت کہہ رہی ہے کہ جس نبی کی ایک پیشین گوئی بھی جھوٹی نکلے اسے قتل کردو۔ اب میں اپنی آنکھوں دیکھ رہا ہوں کہ اس نبی کی تمام پیشین گوئیاں جھوٹی ہی نہیں ثابت ہوئیں بلکہ قدرت ان سب کا ضد عمل میں لاتی ہے۔ لیکن قرآن مجید اور حدیث اور حکم توریت کے خلاف بھی لوگ ہیں کہ اس کو نبی مان رہے ہیں اور اتنا ہی نہیں بلکہ جان مار رہے ہیں کہ اور لوگ بھی اسے نبی مانیں۔

بابو صاحب...... مگر جنگوں سے تو مرزا قادیانی کی مراد جہاد ہیں۔

نووارد...... اجی لاحول ولاقوۃ۔ یہ تو گورنمنٹ کے خوش کرنے کے لئے بات بنائی گئی۔ اصل حدیث کولو جس کا اس نظم میں حوالہ دیا گیا ہے اور جہاد کو مرزا قادیانی نے خود دفاعی جنگ مانا ہے۔ علاوہ بریں ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیجئے کہ زمین صلح سے بھر گئی یا بدامنی سے اور دین کی لڑائیاں مرزا قادیانی نے کب اور کہاں بند کر دیں؟

قاضی صاحب...... (چائے کی پیالی میز پر رکھ کر) بابو صاحب!

حیف باشد چو مرغے واسیر قفسے

آپ جیسے شخص کا اس دام میں اسیر ہونا نہایت شرمناک ہے۔

بابو صاحب...... جواب کو ایک بناوٹی ڈکار میں ٹال کر گاموں! برتن اٹھا۔ اچھا بابو کچھ اور......

نووارد...... بابو صاحب! مرزا قادیانی آنجہانی اپنی کتاب (ضرورۃ الامام ص ۲۴، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۵) پر بڑے جلی حروف میں لکھتے ہیں: ''امام الزمان میں ہوں۔'' اور اسی رسالہ کے (ص ۱۱، خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۱، ۴۸۲) پر امام الزمان کی تعریف یوں کرتے ہیں: ''مصیبتوں اور ابتلاؤں کے وقت اور نیز اس وقت جب سخت دشمن سے مقابلہ آپڑے اور کسی نشان کا مطالبہ ہو اور یا کسی فتح کی ضرورت ہو اور یا کسی کی ہمدردی واجبات سے ہو۔ خداتعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں کہ ان کے صدق اور اخلاص اور محبت ووفا اور عزم لاینفک سے بھری ہوئی دعاؤں سے ملاء اعلیٰ میں ایک شور پڑ جاتا ہے اور ان کی محویت کی تضرعات سے آسمانوں میں ایک دردناک غلغلہ پیدا ہوکر ملائکہ میں اضطراب ڈالتا ہے...... ان کے اقبال علی اللہ کی حرارت یعنی خداتعالیٰ کی طرف سخت توجہ کی گرمی آسمان پر کچھ بنانا شروع کر دیتی ہے اور تقدیریں بدلتی ہیں۔ الخ

میں پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی ایسی بدعا بھی ہوگی جو اپنے منہ امام الزمان نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی کی نسبت جنہوں نے آپ کی زندگی تلخ کر کے ناک میں دم کر رکھا تھا، کی نہ ہو اور مرزا سلطان احمد غاصب آسمانی منکوحہ کی نسبت رات کو چارپائی پر کروٹیں لیتے ہوئے جس قدر گرم بدعائیں بے اختیار مرزا قادیانی کے جسم ودل سے نکلتی ہوں گے۔ وہ تو حسب محاورہ انگریزی بیان کرنے کی نسبت قیاس میں اچھی آسکتی ہیں۔ مگر کیا ہوا نہ ملاء اعلیٰ میں شور پڑا۔ نہ آسمان پر کوئی دردناک غلغلہ پیدا ہوا۔ نہ کوئی تقدیر بدلی۔ اب اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت اس بات کا ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی امام الزمان ہونے کے دعوے میں بھی جھوٹے تھے۔

اگر یہ کہا جائے کہ مرزا قادیانی کو الہام ہوا تھا کہ میں تیری سب دعائیں قبول کروں گا۔ سوائے ان کے جو تیرے شریکوں کی نسبت ہوں۔ سو اول تو یہ شریکوں پر جھوٹے دعوے کر کے مقدمات ہارنے کے احتمال کے لئے پیش بندی تھی۔ دوسرے مرزا سلطان احمد سے تو شراکت پیدا ہوگئی تھی۔ مگر دیگر صاحبان سے بقول مرزا قادیانی مجھ کو سمجھ نہیں آتی کہ کیا شراکت تھی اور یہ الہام بھی بالکل خلاف قیاس ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ یہ الہام کرتا کہ سب سے زیادہ برے تیرے اپنے رشتہ دار ہیں۔ کوئی چوڑھوں کا بنی بنتا ہے۔ کوئی ہیجڑوں کا سردار بنتا ہے۔ کوئی عیسائی ہو جاتا ہے۔ کوئی سماج میں داخل ہو جاتا ہے۔ کوئی تجھے ٹھگ اور دکاندار اسمجھ کر اپنی وہ لڑکی تجھے نہیں دیتا۔ جس کا ہم نے تیرے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔ ان کی نسبت تو جو دعا یعنی خواہش کرے گا۔ میں اسے قبول کر لوں گا۔ لیکن علمائے دین کی نسبت قبول نہ کروں گا کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں۔ بپابندی شریعت کر رہے ہیں۔ تو ایسا الہام ماننے کے لائق ہوتا۔

بابو صاحب مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میری وحی قرآن کی طرح خطا سے پاک ہے۔ (نقل کفر کفر نباشد) شعر

آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاء ہا ہمین است ایمانم

(درثمین فارسی ص۱۷۲، نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

اور اپنی پیشین گوئیوں کی نسبت فرماتے تھے۔ ہمارے صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشین گوئی سے بڑھ کر کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔ (آئینہ کمالات ص۲۸۸، خزائن ج۵ ص۲۸۸، اربعین نمبر۲ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۳۶۸) پر مرزا قادیانی اپنا ایک الہام درج کرتے ہیں: ’’خدا تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ تیرے لئے میں نے دن اور رات پیدا کیا۔ اب بحیثیت آنحضرتﷺ کے بروز ہونے کے مرزا قادیانی کی آرزو یہ ہونی چاہئے تھی کہ اے اللہ مجھے غریب رکھ، غریب مار اور غریبوں میں اٹھا نہ یہ کہ اے اللہ میرا گھر ناپاک دولت سے بھر دے۔ ان کی مراد یہ ہونی چاہئے تھی کہ خدا کل دنیا پر رحم کر کے عیسائیوں، یہودیوں، بدھوں، دہریوں کو آنحضرتﷺ کا کلمہ پڑھوادے۔ نہ کہ پانچ لاکھ کم چالیس کروڑ مسلمان کافر ہو جائیں اور دنیا قحطوں، جنگوں اور بیماریوں سے تباہ ہو جائے۔

ان کی مراد یہ ہونی چاہئے تھی کہ مذہب دجال پر زوال آئے۔ نہ یہ کہ ہزارہا مسلمان بزور شمشیر عیسائی بنائے جائیں یا قتل کئے جائیں یا زندہ جلا دیئے جائیں۔ بلکہ دفنا دیئے جائیں۔ مرزا قادیانی کی مراد یہ ہونی چاہئے تھی کہ میں حج کروں اور جس کا بروز ہوں اس کے روضہ مبارک کی زیارت سے اپنی آنکھیں مسرور کروں۔ نہ یہ کہ ان باتوں سے محروم رہ کر بغیر ادائے فریضہ حج اس جہاں سے چل دوں اور کوئی وصیت بھی نہ کرسکوں۔ تجھے ہم ۸۰ سال زندہ رکھیں گے یا اس کے قریب یا اس سے بھی چند سال زیادہ (اربعین نمبر۳ ص۳۱، خزائن ج۱۷ ص۳۸۰) نعمت اللہ ولی کی پیشین گوئی میں ہے کہ وہ مبعوث ہونے کے وقت سے چالیس برس تک عمر پاوے گا۔

(نشان آسمانی ص۴، خزائن ج۴ ص۳۶۴)

مرزا قادیانی ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۸ء میں فوت ہوگئے۔ اس حساب سے ۶۸ سال زندہ رہے۔ پس اربعین والا الہام بھی جھوٹا اور نعمت اللہ ولی کی پیشین گوئی کو اپنے پر چسپاں کرنا بھی جھوٹے نبی ہونے کی دلیل۔ کیونکہ ۴۰ سال کی عمر میں آپ بقول خود مبعوث ہوئے اور اس کے بعد ۴۰ سال نہیں صرف ۲۸ سال زندہ رہے۔

’’ترد الیك انوار الشباب‘‘ یعنی جوانی کے نور تیری طرف عود کریں گے۔ (حقیقت الوحی ص۳۰۶، خزائن ج۲۲ ص۳۱۹) جس کے ایک سال بعد آپ اس جہان سے رفو چکر ہوگئے۔ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۰، خزائن ج۱۷ ص۶۷) اب مرزا قادیانی کی بیماریاں سن لو۔

۱...... ’’یہ عاجز ضعیف اور دائم المرض اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے۔‘‘

(برکات الدعا ص۳، خزائن ج۶ ص۳)

۲...... ’’ایک دفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا میرا بے حس ہوگیا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۳۴، خزائن ج۲۲ ص۲۴۵)

۳...... ’’ایک دفعہ قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۳۴، خزائن ج۲۲ ص۲۴۶)

۴...... ’’ایک دفعہ بباعث مرض ذیابیطس جو قریباً بیس سال سے مجھے دامن گیر ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۰۶، خزائن ج۲۲ ص۳۱۹)

۵...... ’’لیکن اتفاقاً مجھے درد گردہ شروع ہوگیا...... اس سے پہلے مجھے ایک دفعہ دس دن برابر درد گردہ رہی تھی اور میں اس سے قریب موت ہوگیا تھا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۴۵، خزائن ج۲۲ ص۳۵۸)

۶...... ’’مجھے دو بیماریاں مدت سے تھیں۔ ایک شدید دردسر جس سے میں نہایت بے تاب ہوجاتا تھا۔ یہ مرض تقریباً پچیس برس تک دامن گیر رہی اوراس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہوگیا...... دوسری مرض ذیابیطس جو قریباً ۲۰ برس سے ہے اورابھی تک ۲۰ دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۶۳، خزائن ج۲۲ص۳۷۷)

۷...... ’’اورعلاوہ ذیابیطس اوردوران سر اورتشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر بھی بکلی رفع نہیں ہوا تھا۔‘‘ (نزول المسیح ص۲۰۹، خزائن ج۱۸ص۵۸۷)

۸...... ’’ایک دفعہ مجھے مرض ذیابیطس کے سبب بہت تکلیف تھی۔ کئی دفعہ ۱۰۰، ۱۰۰ مرتبہ دن میں پیشاب آتا تھا۔‘‘ (نزول المسیح ص۲۳۵، خزائن ج۱۸ص۶۱۳)

۹...... بیان صاحب سول سرجین گورداسپور مندرجہ صفحہ ۵۸ مرزا قادیانی پر مقدمہ کتاب روئیداد مقدمات قادیانی۔ دوسری دفعہ میں نے مرزا قادیانی کو۱۶ فروری ۱۹۰۴ء میں دیکھا۔ اس کو اس وقت پرانی کھانسی کی تیزی کا دورہ تھا۔

بابو صاحب ایماناً کہئے کسی ہسپتال میں آپ نے اپنی عمر میں کوئی ایسا بیمار دیکھا جس کی تختی پراتنی بیماریاں درج ہوں؟ قہقہہ

اب اس الہام کے جھوٹے ہونے میں تو کچھ شک باقی نہیں رہا کہ ذیابیطس جیسا خبیث مرض ہو۔ بیس سال سے ہو۔ دن میں سوسو دفعہ پیشاب آوے اورالہام یہ ہو کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھے گا۔ لیکن خرابی ایک اور پیدا ہوگئی یعنی مرزا قادیانی نے لکھا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو دو زعفرانی چادروں میں ملبوس ہوں گے۔ ان دو چادروں سے مراد میری دو بیماریاں ہیں اوراب جبکہ دو بیماریوں کا تعین نہ رہا تو وہ بناوٹی تشبیہ بھی کافور ہوگئی۔ اب یا تو حدیث میں دو چادروں کی جگہ دس چادریں پڑھو یا مرزا قادیانی کو چادروں سے بیماریاں مراد لینے میں مکار سمجھو۔ عجب تماشہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بیان میں آنحضرتﷺ اترنے کا طریق بیان فرمارہے ہیں۔ اترنے کی جگہ بیان فرمارہے ہیں اور بجائے ان کے لباس بیان فرمائیں کہ آپ کس لباس میں ہوں گے۔ بیماریاں بیان کرتے ہیں۔ بھلا یہ بیماریاں بیان کرنے کا کیا موقعہ تھا؟ ہائے خودغرضی تیرا ستیاناس

’’اس واقعہ سے بہت پہلے میرے پر خدا نے ظاہر کیا کہ منشی الٰہی بخش ان خیالات فاسدہ پر قائم نہیں رہے گا اورآخران خیالات سے رجوع کرے گا۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ص۵۳۹)

''انی ساخبرہ فی الاخرالوقت انک لست علی الحق ''میں مولوی محمد حسین بٹالوی کو آخروقت میں خبر دے دوں گا کہ تو حق پر نہیں ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ص۱۰۶)

بابو صاحب فرمایئے! کس کے سامنے منشی الٰہی بخش مرحوم نے رجوع کیا اور کس دن مولوی محمد حسین مرزا قادیانی پر ایمان لائے؟ ان کا جنازہ بھی مولوی ثناء اللہ صاحب نے امرتسر سے جاکر پڑھا۔ اب اس میں کچھ شک باقی ہے کہ یہ الہام جھوٹے تھے۔

بابو صاحب...... کوئی ایسا الہام مرزا قادیانی کا بیان کیجئے جس کا جھوٹا ہونا دو اور دو چار کی طرح صاف ہو؟

نووارد...... بہت بہتر! ڈاکٹر عبدالحکیم خان۔

بابو صاحب...... اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی نسبت میں خود تسلیم کر چکا ہوں کہ غصہ کی حالت میں اتارا گیا۔

قاضی صاحب...... نہیں بابو صاحب! اسے بھی بیان کرنے دیجئے۔ آپ کو تو معلوم ہوگا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا الہام تھا اور اس کا کیا انجام ہوا؟ بیوی جی نے جو قصہ ڈاکٹر صاحب کا بیان کیا وہ تو مرزا قادیانی کا خدا کی جھوٹی قسمیں کھانا ظاہر کرتا تھا۔ ہاں مولوی صاحب فرمایئے۔

نووارد...... قاضی صاحب میں کیا عرض کروں؟ مرزا قادیانی کا یہ اشتہار پڑھ لیجئے۔ جو حقیقت الوحی (اشتہار خدا سچے کا حامی ص۱، خزائن ج۲۲ص۴۰۹) میں درج ہے۔

قاضی صاحب...... (حقیقت الوحی ہاتھ میں لے کر)''بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ''اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب جو تخمیناً ۲۰برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے۔ چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہوکر سخت مخالف ہوگئے ہیں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افتراء کرنے والا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمہ نہیں لگایا۔ گویا جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ ان تمام بدیوں کا مجموعہ میرے سواء کوئی نہیں گزرا اور پھر اسی پر کفایت نہیں کی۔ بلکہ پنجاب کے بڑے شہروں کا دورہ کر کے میری عیب شماری کے بارہ میں لیکچر دیئے اور لاہور اور امرتسر اور پٹیالہ اور دوسرے مقامات میں انواع واقسام کی بدیاں عام جلسوں

میں میرے ذمہ لگائیں اور میرے وجود کو دنیا کے لئے ایک خطرناک اور شیطان سے بدتر ظاہر کر کے ہر ایک لیکچر میں مجھ پر ہنسی اور ٹھٹھا اڑایا۔ غرض ہم نے اس کے ہاتھ سے وہ دکھ اٹھایا۔ جس کے بیان کی حاجت نہیں۔''

نووارد...... بابو صاحب خیال رکھئے گا امام الزمان صاحب کی حالت زار کا، اور پھر میاں عبدالحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیشین گوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائے گا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیونکہ کذاب اور مفتری ہے۔ میں نے اس کی ان پیشین گوئیوں پر صبر کیا۔ مگر آج ۱۴/اگست ۱۹۰۶ء ہے۔ پھر اس کا ایک خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی نور الدین صاحب کے نام آیا۔ اس میں بھی میری نسبت کئی قسم کے عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲/جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص کے ہلاک ہونے کی خبر مجھے دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائے گا۔ جب اس حد تک نوبت پہنچ گئی تو اب میں بھی اس بات میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا[1] نے اس کی نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے۔ میں بھی شائع کروں اور درحقیقت اس میں قوم کی بھلائی ہے کیونکہ اگر میں درحقیقت خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس سال سے دن رات خدا پر افتراء کر رہا ہوں اور اس کی عظمت وجلال سے بے خوف ہو کر اس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور اس کی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ میں لوگوں کا مال بددیانتی اور حرام خوری کے طریقہ سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تاکہ لوگ

[1] آپ کے ان اشعار کی یہاں قلعی کھل گئی کہ:

آنچہ من بشنوم زوحی خدا...... بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم ...... از خطاہا ہمین است ایمانم

(درثمین ص۱۷۲، فارسی)

مثل مشہور ہے آپ نے ڈبیوں با ہمنا حجان بھی نالے، خود تو مرزا قادیانی علیہ ما علیہ جھوٹے تھے۔ مگر قرآن کو بھی ساتھ لے ڈوبے اپنے منہ میاں مٹھو بنتے تھے۔ جھوٹی قسمیں کھا کر بندے خدا کے تیرے سے سمجھے۔

میرے فتنہ سے نجات پائیں اور اگر میں ۱؎ ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبدالحکیم خان نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا کہ میرے ۲؎ آگے بھی لعنت ہو اور پیچھے بھی۔'' (حقیقت الوحی اشتہار خدا سچے کا حامی ص۱،۲، خزائن ج۲۲ ص۴۰۹، ۴۱۰)

گاموں...... اچھا بابو جی مرجانہاں تناں سالاں وچ مویا کہ پچھوں۔

نووارد...... (ایک بڑا قہقہہ لگا کر) گاموں! میں ڈرتا ہوں کہ بابو صاحب اس سوال کے جواب میں ناراض ہو جائیں گے۔ کیونکہ اس میں ایک بڑا سخت کلمہ آگے پیچھے لعنت لے کر مرنے کا ہے۔

بابو صاحب...... مگر اس نسبت تو میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ یہ سب کچھ مرزا قادیانی نے غصہ کی حالت میں کہا۔

نووارد...... گاموں مرزا قادیانی اسی تین سال کی میعاد میں ہی فوت ہوئے، ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو۔

گاموں...... اتے ایہ ڈاکٹر کدوں مویا؟

نووارد...... یکم جولائی ۱۹۲۰ء کو یعنی مرزا قادیانی سے ۱۲ برس بعد۔

قاضی صاحب...... گاموں خاموش۔ میں خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں۔ مجھے کون جانتا ہے۔ مگر وہی اس لئے میں اس وقت دو پیشین گوئیاں یعنی میاں عبدالحکیم خان کی میر نسبت پیشین گوئی اور اس کے مقابل پر جو خدا نے میرے ۳؎ پر ظاہر کیا ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدائے ۴؎ قادر پر چھوڑتا ہوں اور وہ یہ ہیں: میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیشین گوئی جو اخویم مولوی نورالدین صاحب کی طرف اپنے خط میں لکھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے خلاف ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا مصرف، کذاب اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔ اس کے مقابل پر وہ پیشین گوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی

۱؎ تو ایسا ہے کیسے نہیں ذرا صبر تو کر ابھی تیری نبوت اور مسیحیت اور الہاموں کی قلعی کھلتی ہے۔

۲؎ ذرا صبر کر ایسی ہی موت سے تو مریدوں کی آمنا وصدقنا پر اپنے جامہ سے باہر نکل گیا ہے اور اپنے آپ کو کچھ سمجھ بیٹھا ہے۔

۳؎ مرزا قادیانی مع الخیر خود ہی خدا تھے۔ جو کچھ کہنا چاہتے تھے کہہ دیتے تھے۔ مجھے یہ الہام ہوا کہ مجھ پر خدا نے یہ ظاہر کیا ہے آمنا وصدقنا والو خدا تم سے وہ سلوک کرے جس کے تم مستوجب ہو۔

۴؎ بھلے مانس سارا جھگڑا تو یہ ہے کہ خدا کو ہی نہیں مانتا تھا۔ خدا اور رسول پر تیرا ایمان دکھاوے کے لئے تھا۔ غریب مسلمانوں سے چندہ لے کر عیش وعشرت کے لئے۔

نسبت مجھے معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں: ’’خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ مگر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ ’’رب فرق بین صادق وکاذب انت تری کل مصلح وصادق۔‘‘ (حقیقت الوحی اشتہار خدا سچے کا حامی ص۲، خزائن ج۲۲ ص۴۱۰،۴۱۱)

اشتہار تو ختم ہوگیا اس کے نیچے کچھ نوٹ ہیں۔ کیا وہ بھی پڑھوں؟

نووارد...... ضرور۔

قاضی صاحب...... ’’خدائے تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ یہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے عبدالحکیم خان کے اس فقرہ کا رد ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دے کر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور میں شریر اور خدائے تعالیٰ اس کے رد میں فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ذلت کی موت، ذلت کا عذاب ان کو نصیب نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جائے اور صادق اور کاذب میں کوئی امر فارق نہ رہے۔‘‘

☆...... ’’اس فقرہ میں عبدالحکیم مخاطب ہے اور فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار سے آسمانی عذاب مراد ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتھوں کے ظاہر ہوگا۔‘‘

☆...... ’’یعنی تو نے یہ غور نہ کی کہ اس زمانہ میں اور اس نازک وقت میں امت محمدیہ کے لئے کسی دجال کی ضرورت ہے یا کسی مصلح اور مجدد کی۔‘‘

☆...... ’’یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق دکھلا۔ تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے؟ اس فقرہ الہامیہ میں عبدالحکیم خان کے اس قول کا رد ہے۔ جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ پس چونکہ وہ اپنے تئیں صادق ٹھہراتا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ تو صادق نہیں ہے۔ میں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤں گا۔‘‘ (المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی ۱۶؍اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ، حقیقت الوحی اشتہار خدا سچے کا حامی ص۲، خزائن ج۲۲ ص۴۱۱)

قاضی صاحب...... بابو صاحب مرزا کے سچے اور جھوٹے ہونے کا جب بموجب ان کے الہام کے خدا نے ہی فیصلہ کر دیا تو نعوذ باللہ خدا کے فیصلہ کے سامنے میرا فیصلہ کیا وقعت رکھے گا۔ خدا نے فیصلہ کر دیا کہ مرزا جھوٹا تھا اور جو کچھ وہ کہتا تھا سب جھوٹ تھا۔ برخلاف اس کے ڈاکٹر عبدالحکیم خان سچا تھا اور جو کچھ اس نے کہا سب سچ تھا۔ مگر مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کے اس فقرہ کا مطلب نہیں سمجھا کہ ’’خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور پیچھے بھی۔‘‘

نووارد...... قاضی صاحب ڈاکٹر صاحب نے حکیم نورالدین کے ذریعہ مرزا قادیانی کو اطلاع دی کہ ۱۲/جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا نے مجھے بذریعہ الہام اطلاع دی ہے کہ مرزا قادیانی آج سے تین سال کے اندر ہلاک ہو جائیں گے۔ امام الزمان کو معہ اس کے الہام کنندہ کے یہ لفظ الہام نہایت سخت اور ناقابل برداشت معلوم[1] ہوا۔

اس لئے مرزا قادیانی نے اس اشتہار میں لکھا کہ اگر میں ڈاکٹر صاحب کے الہام کے مطابق مروں تو وہ موت میرے لئے ایسی ہوگی گویا میں آگے بھی لعنت اور پیچھے بھی لعنت لے کر مرا اور الہام کنندہ نے فوراً سے پہلے الہام اتار دیا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم جھوٹا ہے اور تو صادق ہے۔ کاذب صادق کی زندگی میں مرے گا ورنہ دنیا کے کل کاروبار خراب ہو جائیں گے۔

بابو صاحب...... قاضی صاحب اوّل تو میں اس الہام کی بابت خود تسلیم کرتا ہوں کہ یہ مرزا قادیانی نے غصہ میں اتارا۔ دوسرے یہ کہ مرزا قادیانی نے بیان کر دیا تھا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ میری موت قریب ہے۔ اس کی خبر ڈاکٹر عبدالحکیم نے پا کر شائع کر دیا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ مرزا قادیانی ۱۲/جولائی ۱۹۰۶ء سے تین سال کے اندر فوت ہو جائیں گے۔ یعنی آپ کا وصال ہو جائے گا۔

قاضی صاحب...... آپ نے یہ کیا فرمایا؟ قرآن شریف میں جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ’’ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا اوقال اوحی الی ولم یوح الیه شیئی (پ۷ ع۱۷)‘‘ یعنی اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔ جو خدا پر افتراء کرے یا کہے کہ مجھے وحی ہوتی ہے۔ حالانکہ اس کی طرف وحی نہ ہوتی ہو۔ تو وہاں خدا نے کسی غصیل کو معافی بھی دی ہے؟ مفتری علی اللہ کو تو خدا سب سے بڑا ظالم قرار دیتا ہے اور عام ظالم پر اللہ لعنت بھیجتا ہے۔ تو مفتری علی اللہ کتنی لعنتوں کا مستحق ہونا چاہئے؟ اور دوسرا عذر آپ کا بھی فضول ہے کہ مرزا قادیانی کے موت کے الہام کی خبر پا کر ڈاکٹر صاحب نے کہہ دیا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ مرزا قادیانی تین سال کے اندر فوت ہو جائیں گے۔ کیونکہ اس اشتہار میں مرزا قادیانی نے اس اپنے الہام کا ذکر تک نہیں کیا اور اس میں کچھ شک ہے کہ مرزا قادیانی کو موت کا الہام پہلے ہوا اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی الہامی میعاد کے اندر نہ مرنے کا بعد میں اور جائے تعجب ہے کہ مرزا قادیانی کو جو موت کا الہام ہوا اس میں کوئی دن یا مہینہ یا سن یا میعاد نہ ہو، بالکل بے معنے ہوا اور ایک غیر شخص کو مرزا قادیانی کی

[1] یہاں مرزا قادیانی امام الزمان کو اپنا وہ قول بالکل بھول گیا کہ ایک متدین عالم کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ الہام اور کشف کا نام سن کر چپ ہو جائے اور لمبی چون وچرا سے باز آجائے۔ (ازالہ اوّل ص۱۴۸، خزائن ج۳ ص۱۷۵)

موت کا الہام ہو تو اس میں موت کی میعاد مقرر ہو اور پھر وہ میعاد ایسی صحیح ثابت ہو کہ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں جتنی الہامی پیشین گوئیاں کسی کی موت کی کی ہوں۔ ایسی صحت کے ساتھ پوری نہ ہوئی ہوں۔ مثال کے طور پر دیکھئے پنڈت لیکھرام کے آسمانی عذاب کی میعاد چھ سال قتل کیا گیا۔ ۴ سال میں مرزا احمد بیگ کی موت کا الہام تین سال کے اندر فوت ہوگیا ۶ ماہ میں اور ڈاکٹر صاحب کی پیشین گوئی میں پہلے یہ تھا کہ ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء سے تین سال کے اندر اور کچھ مدت بعد ڈاکٹر صاحب نے مرزا قادیانی کو پھر لکھا کہ چونکہ آپ نے آج تک توبہ نہیں کی لہٰذا خدا نے آپ کی عمر اور گھٹا دی اور آپ ۴؍اگست [1] ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جائیں گے۔ جس کا جواب مرزا قادیانی نے (چشمہ معرفت ص۳۲۱، خزائن ج۲۳ ص۳۳۶) پر یوں دیا: ''ایسا ہی کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہو کر ہلاک ہوئے اور ان کا نام ونشان نہ رہا۔ ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴؍اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا۔ یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے...... مگر خدا نے اس کی پیشین گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔'' مثل مشہور ہے کہ ''سو دن چور کا اور ایک دن شاہد کا'' مرزا قادیانی جیسا خرانٹ ہر روز تو نقب پر سے نہیں پکڑا جا سکتا تھا۔ لیکن اب جو خدا نے اسے پکڑوا دیا تو سخت بے حیائی ہے کہ تعصب اور ضد سے آپ کچھ نوٹس نہ لیں اور یہ کہہ کر معاف کر دیں کہ اس سے غصہ میں ایسا ہوا۔

نو وارد...... قاضی صاحب اس قصہ کو چھوڑیئے۔ آپ اپنا قیمتی دماغ ایسے لوگوں پر کیوں ضائع کرتے ہیں؟ یہ تو یہی کہا کرتے ہیں اور ان کا اصول یہی ہے کہ چونکہ ہم نے مرزا قادیانی کو مان لیا ہے۔ اس واسطے وہ سچے ہیں۔ میں نے ایک مرزائی سے پوچھا کہ کیا تم اس بات کو باور کرتے ہو کہ مرزا قادیانی اللہ میاں کے پاس مثلیں دستخط کرانے لے گئے اور اللہ میاں نے قلم پر زیادہ روشنائی لگ جانے کی وجہ سے جو قلم کو جھاڑا تو وہ سرخ روشنائی مرزا قادیانی کے کرتے پر پڑ گئی اور خدا کی بے تمیزی کا وہ نشان مرزا قادیانی سے ایک مرید نے تبرکاً لے لیا۔ (معاذ اللہ) تو اس نے جواب میں کہا کہ جب میں مرزا قادیانی کو سچا مانتا ہوں تو اس کی ہر ایک بات سچی مانتا ہوں۔ اس کے بعد پھر میں نے اس سے کبھی کلام نہ کی۔

[1] مرزا قادیانی فوت ہوئے ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو۔

بابوصاحب...... مرزا قادیانی مغل تھے۔ اس لئے ان میں غصہ زیادہ تھا۔ اس کی کچھ تو رعایت ہونی چاہئے۔

نووارد...... یہ بھی غلط۔ یہ دیکھئے (حقیقت الوحی ص۷۷، خزائن ج۲۲ ص۸۱) کے حاشیہ پر وہ لکھتے ہیں: ’’ان تمام کلمات الہیہ سے ثابت ہے کہ اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے۔ نہ مغلیہ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہوگیا۔‘‘

بیوی...... اجی یہ رجل فارس بننے کے لئے کارروائی کی گئی ہے۔

بابوصاحب...... بابوصاحب آپ میری طرف اتنی بدگمانی نہ کریں۔ میں حق بات سے انکار کرنے والا نہیں اور میں اس بات کو بھی نہیں مانتا کہ خداوند کریم دستخط کرتا ہے اور قلم دوات کا محتاج ہے۔

نووارد...... بابوصاحب آپ کیا حق پسند کریں گے اور کیا توبہ کریں گے۔ میں تو مان گیا کہ اندھوں کے آگے رونا اپنی آنکھیں ضائع کرنا ہے۔ اچھا میں آپ کی حق پسندی دیکھتا ہوں۔ یہ فرمائیے کہ اگر میں مرزا قادیانی کے ایسے الہاموں کی اور مثالیں بیان کروں۔ جو بالکل ٹھنڈی طبیعت میں اتارے گئے اور سراسر جھوٹے نکلے۔ تب تو آپ اس چور کو پولیس کے سپرد کر دیں گے۔

بابوصاحب...... بہت نہیں۔ اگر ایک بھی بیان کر دیں گے تو میں توبہ گار ہو جاؤں گا۔

نووارد...... بہت خوب! لیجئے سنئے اور غور سے سنئے (گاموں حقہ آگے کرنے کے بہانے سے اور نزدیک سرک آیا اور بیوی صاحبہ بھی نزدیک تر آ بیٹھیں۔ دونوں کی آنکھوں میں خوشی کے مارے پانی آ گیا تھا اور بابوصاحب سخت متحیر تھے کہ نووارد کیا معاملہ پیش کرے گا اور قاضی صاحب فیصلہ دینے کا وقت قریب سمجھ کر دل میں اسے گھڑ رہے تھے) ہاں بابوصاحب سنئے۔ مرزا قادیانی اپنا رسالہ (الوصیت ص۲، خزائن ج۲۰ ص۳۰۱) اس طرح شروع کرتے ہیں:

’’امابعد چونکہ خدائے عزوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارہ میں اس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میری کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں۔ سو پہلے میں اس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہوں۔ جس نے مجھے میری موت کی خبر دے کر میرے لئے یہ تحریک پیدا کی اور وہ یہ ہے جو عربی زبان میں ہوئی اور بعد میں اردو کی وحی بھی لکھی جائے گی ’’قرب اجلك المقدرو

لا نبقی لك من المخزیات ذكر اقل میعاد ربك ولا نبقی لك من المخزیات شیئا واما نرینك بعض الذی نعدهم او نتو فینك تموت وانا راض منك جاء وقتك ونبقی لك الایات باهرات جاء وقتك ونبقی لك الایات بینات قرب ماتوعدون واما بنعمة ربك فحدث انه من یتق الله ویصبر فان الله لا یضیع اجر المحسنین ”(ترجمہ) تیری اجل قریب آ گئی ہے اور ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام ونشان نہیں چھوڑیں گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔ تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے اور ہم ایسے تمام اعتراض دور اور دفع کر دیں گے اور کچھ بھی ان میں سے باقی نہیں رکھیں گے۔ جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو اور ہم اس بات[1] پر قادر ہیں کہ جو کچھ مخالفوں کی نسبت ہماری پیشین گوئیاں ہیں۔ ان میں سے تجھے کچھ دکھا دیں۔ یا تجھے وفات دے دیں۔ تو اس حالت میں فوت ہوگا۔ جو میں تجھ سے راضی ہوں گی اور ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے۔ جو وعدہ کیا گیا وہ قریب ہے۔ اپنے رب کی نعمت کا جو تیرے پر ہوئی۔ لوگوں کے پاس بیان کر۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے۔ تو خدا ایسے نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔“

پھر لکھتے ہیں: ”اس جگہ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ہم تیری نسبت ایسے ذکر باقی نہیں چھوڑیں گے۔ جو تیری رسوائی اور ہتک عزت کے موجب ہوں۔ اس فقرہ کے دو معنے ہیں۔ (۱) اوّل یہ کہ ایسے اعتراضات کو جو رسوا کرنے کی نیت سے شائع کئے جاتے ہیں۔ ہم دور کر دیں گے اور ان اعتراضات کا نام ونشان نہ رہے گا۔ (۲) دوسرے یہ کہ ایسے شکایت کرنے والوں کو جو اپنی شرارتوں کو نہیں چھوڑتے اور بدذکر سے باز نہیں آتے۔ دنیا سے اٹھا لیں گے اور صفحہ ہستی[2] سے معدوم کر دیں گے۔ تب ان کے نابود ہونے کی وجہ سے ان کے بیہودہ اعتراض بھی نابود ہو جائیں گے۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ نے میری وفات کی نسبت اردو زبان میں مندرجہ ذیل کلام کے ساتھ مجھے مخاطب کر کے فرمایا: ”بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ بعد اس کے تمہارا واقعہ ہوگا۔ تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔“

۱؎ آنحضرتؐ کی وحی یعنی قرآن کی نقلیں لگا رہا ہے۔ ہائے توبہ ہائے توبہ!
۲؎ واقعی جو شخص اس نبی پر ایمان نہ لائے۔ اس کی نجات غیر ممکن ہے۔

ایک جملہ معترضہ

ہرایک سمجھدار انسان جب کسی سے کلام کرتا ہے تو مخاطب کی مادری زبان میں کرتا ہے تاکہ اس پر اس کا سمجھنا آسان ہو۔ اگر متکلم مخاطب کی مادری زبان نہ بول سکتا ہو تو وہ اپنی مادری زبان میں کلام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر مخاطب متکلم کی مادری زبان نہ سمجھتا ہو تو پھر وہ کوئی زبان اختیار کرتا ہے۔ جس کو دونوں بول اور سمجھ سکتے ہوں۔ مگر مرزا قادیانی کے ساتھ ان کے خدا کا کلام کرنے کا طریقہ جہان سے نرالا ہے۔ ابھی عربی میں کلام کر رہا ہے اور وہ بھی قرآن سے مدد لے کر۔ ابھی بلاوجہ اردو میں شروع ہوگیا اور طرفہ یہ کہ کبھی دجال کی زبان میں حالانکہ یہ تینوں زبانیں مرزا قادیانی کی مادری نہیں۔ اگر وہ چین کے تھے۔ تو ان کی زبان چینی تھی۔ اگر فارس کے تو فارسی اور اگر دمشق کے شرقی منارہ یعنی اسلام پور (قادیان کا اصلی اور پورا نام) قاضی ماجھی کے تو پنجابی مگر بہت اکھڑ۔ جملہ معترضہ ختم۔

اچھا بابو صاحب! آپ کو معلوم ہے کہ اس وحی مقدس کے نزول کے وقت سال ۱۹۰۵ء مرزا قادیانی پر ہتک آمیز اعتراض کرنے والے کون کون تھے؟

بابو صاحب...... مجھے پوری طرح معلوم نہیں۔

نووارد...... مجھ سے سنئے!

۱...... یہی ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب جو بموجب مرزا قادیانی کے اشتہار ''خدا سچے کا حامی ہو۔'' (ملحقہ حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۴۰۹ تا۴۱۱) کے مرزا قادیانی کو کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور، خائن، شکم پرست، نفس پرست، مفسد اور مفتری کہتے تھے اور ان کے خلاف لیکچر دیتے اور ہتک آمیز تصانیف شائع کرتے تھے۔ جن میں مرزا قادیانی کو کانا دجال کے نام سے تعبیر کرتے تھے۔

۲...... مولوی محمد حسین بٹالوی جن کی نسبت مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''ڈپٹی کمشنر نے اپنے چٹھہ انگریزی میں لکھ دیا کہ محمد حسین مرزے کا سخت دشمن ہے۔'' (البریہ ص۱۷، خزائن ج۱۳ ص۳۶)

''مولوی محمد حسین بٹالوی نے جب جرأت کے ساتھ زبان کھول کر میرا نام دجال رکھا اور میرے پر فتویٰ کفر لکھوا کر صدہا پنجاب ہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں اور مجھے یہود اور نصاریٰ سے بدتر قرار دیا اور میرا نام کذاب مفسد، دجال، مفتری، مکار، ٹھگ، فاسق، فاجر، خائن رکھا۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۲۱، خزائن ج۲۲ ص۴۵۳)

''جس قدر اس شخص نے مجھے گندی گالیاں دیں اور محمد بخش جعفر زٹلی سے دلائیں اور

طرح طرح کے افتراء سے میری ذلت کی۔ اس میں میری فریاد جناب الٰہی میں ہے۔‘‘
(کشف الغطاء ص۴، خزائن ج۲۲ ص۴۵۳)

’’میاں صاحب کے ناحق کے ظلموں، جو انہوں نے اس عاجز کی نسبت روا رکھے۔ ایک یہ بھی ہے کہ بٹالوی کو انہوں نے بکلی کھلا چھوڑ دیا اور اس بات پر راضی ہوگئے کہ وہ ہر ایک طرح کی گالیوں اور لعن طعن سے اس عاجز کی آبرو پر دانت تیز کرے۔ سو وہ میاں صاحب کا منشاء پاکر حد سے گزر گیا اور آیت کریمہ ’’لا یحب اللّٰہ الجهر بالسوء‘‘ کی پرواہ نہ کرکے ایسی گندی گالیوں پر آگیا کہ چوڑھے چماروں کے بھی کان کاٹے۔‘‘ (آسمانی فیصلہ ص۶، خزائن ج۴ ص۳۱۸)

’’اس شخص کا بغض میری نسبت انتہا تک پہنچ گیا ہے۔ اس شخص سے خدا کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ ورنہ یہ شخص میری جان اور آبرو کا سخت دشمن ہے۔‘‘ (کتاب البریہ ص۱۶، خزائن ج۱۳ ص۳۵)

۳...... مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں جھوٹی کرنے کو کہ مولوی ثناء اللہ کبھی قادیان نہیں آئے گا۔ شیر کی طرح قادیان جا پہنچے اور مرزا قادیانی کو للکارا کہ آ مباحثہ کے لئے میدان میں آ۔ مگر مرزا قادیانی گھر سے باہر نہ نکلے۔ دیکھو صفحات (۱۲۱ الغائۃ ۱۳۴، الہامات مرزا) ان کی نسبت مرزا قادیانی (تتمہ حقیقت الوحی ص۳۰، خزائن ج۲۲ ص۴۶۲) پر لکھتے ہیں: ’’مولوی ثناء اللہ صاحب جو کہ آج کل ٹھٹھے اور ہنسی اور توہین میں دوسرے علماء سے بڑھے ہوئے ہیں‘‘ اور جن سے تنگ آکر آخر الامر آپ نے اپنے خدا سے فریاد کی اور اس سے فیصلہ چاہا۔ جو حسب ذیل ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب وتفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس کا دعوے مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی سخت لفظ نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤں گا۔ کیونکہ

میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہوجاتا ہے۔

اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں۔ تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں۔ بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشین گوئی نہیں۔ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے۔ جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد وکذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے۔ حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے۔ جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھ کو دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العٰلمین! میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت ''لا تقف مالیس لك به علم'' پر عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ، دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیری ہی تقدس ورحمت کا دامن پکڑ

کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو وہ تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو، مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین! ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین! بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ دایَد

مرقوم تاریخ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء یکم/ربیع الاوّل ۱۳۲۵ھ۔

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸،۵۷۹)

۴...... مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی جو مرزا قادیانی کا اس قدر ناک میں دم کر رہے تھے کہ مرزا قادیانی کی دارالامان قادیان سے بغرض تبدیل آب وہوا پایہ تخت دجال یعنی لاہور کی طرف تشریف لے جانے کی خبر پا کر عزرائیل علیہ السلام سے بھی ایک دن پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر سوال پیش کیا کہ آپ تو فرماتے ہیں کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر بڑی بے عزتی کر کے سولی پر چڑھا دیا۔ تو قرآن شریف کی اس آیت کے کیا معنی ہیں؟ کہ: ’’واذ کففت بنی اسرائیل عنک ‘‘یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! ہم نے تم پر اور تمہاری والدہ پر جو جو احسان کئے۔ ان کو یاد کرو۔ ایک یہ احسان دوسرا یہ احسان اور ساتواں یہ احسان کہ ہم نے بنی اسرائیل کا ہاتھ تم پر پڑنے نہ دیا۔ اگر یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر اور ان کی ممکن سے ممکن بے عزتی کر کے سولی پر چڑھایا اور ان کے ہاتھوں اور پیروں میں میخیں ٹھوکی گئیں۔ تو خدا کا یہ احسان کیا معنی رکھتا ہے۔ مرزا قادیانی نے بہت غور اور خوض کے بعد فرمایا کہ اس کا جواب کل دیا جائے گا۔ لیکن افسوس کہ دوسرے دن آپ راہی ملک عدم ہوگئے۔ یہ کون سی تاریخ تھی؟ ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء

بابو صاحب...... اب مرزا قادیانی پر اعتراض کرنے والوں اور ان کی ہتک کرنے والوں کا حشر بھی سن لیں۔

اول ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب یکم جولائی ۱۹۲۰ء کو فوت ہوئے۔ مرزا قادیانی سے ۱۲ سال بعد اور ان سے زیادہ عمر پا کر۔

دوم مولوی محمد حسین صاحب ۲۹ رجنوری ۱۹۲۰ء کو فوت ہوئے۔ مرزا قادیانی سے ۱۲ سال بعد اوران سے ۱۷سال زیادہ عمر پاکر یعنی ۸۵سال کی عمر میں۔

سوم مولوی ثناءاللہ صاحب بفضل خدا زندہ سلامت اور ہشاش بشاش ہیں اور مرزا کے الہام کو کہ انی مہین من اراد اھانتک (حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ ص۷۰) پیروں کے نیچے کچل رہے ہیں۔ یعنی دن دگنی اور رات چوگنی عزت پارہے ہیں۔ اللھم زد فزد!

چہارم مولوی ابراہیم صاحب شہر دہلی پایہ تخت ہند میں براجمان رہے ہیں اور دینی بہترین کام یعنی تعلیم حدیث انجام دے رہے ہیں۔ اللہ ان کی عمر میں برکت کرے۔

گاموں...... بے بے جی۔ نعرہ تکبیر! سب نے بیک زبان ہوکر اللہ اکبر اس کے بعد بیوی صاحبہ کو سب نے مبارک باد دی۔

بیوی...... لواٹھو اب اندر چل کے کچھ ناشتہ کرلو۔ کھانے میں ابھی بہت دیر ہے۔

نووارد...... بیوی جی اک دو منٹ مجھے ایک لطیفہ سا یاد آ گیا ہے۔

بیوی...... دو منٹ نہیں۔ آپ کے لطیفے کے واسطے چار منٹ بلکہ پانچ منٹ۔

نووارد...... بابو صاحب مرزا قادیانی کی اس بالتواتر اور مقدس وحی کے بعد ان کے دو اشد دشمنوں اور ہتک کرنے والوں کا آج تک زندہ رہنا تو بڑی بات ہے ہی مگر باقی دو کا مرزا قادیانی سے بارہ بارہ سال بعد فوت ہونا بھی کچھ تھوڑی بات نہیں۔ اگر مرزا قادیانی کو مسیح بننے کے لئے بارہ سال سے ایک لمبا زمانہ لینے کی ضرورت پڑتی۔ تو آپ دیکھتے کہ وہ اس کو کتنا لمبا زمانہ قرار دیتے۔ کہیں کہتے کہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے فلاں کتاب میں لکھا ہے کہ بارہ برس دہلی میں رہے۔ بھاڑ جھونکتے رہے۔ اس سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ برس ایک طویل زمانہ ہے۔ کبھی کہتے کہ کل صوفیاء نے اس پر مہر لگادی ہے کہ بارہ برس جد خدا روڑی کی بھی سنتا ہے۔ اس لئے یہ زمانہ لمبا زمانہ خیال کیا گیا۔ کہیں کہتے کہ سکھوں کا اس پر اجماع ہے کہ ایک لمبا زمانہ ہے۔ کیونکہ وہ اپنی بولیوں کا ابتداء اس سے کرتے ہیں کہ بارہیں برسیں سنگھ کھٹ کے آیا کھٹ کے لیایا فلانی چیز یعنی بارہ برس کے بعد تو سنگھ پردیس میں کما کے آیا اور کما کے یہ لایا۔

بیوی...... (منہ پر کپڑا رکھ کر اور ہنسی کو روک کے) لواٹھو اب چلو۔ کمرہ میں داخل ہوکر۔

نووارد...... بیوی جی یہ کیا حساب کتاب ہے؟

بیوی...... بابو صاحب آپ مہربانی کریں اور منظور کریں۔ یہ غریب گاموں نے اس خوشی میں آپ صاحبان کے لئے اپنا نقصان کیا ہے۔

قاضی صاحب...... بیوی جی گاموں نمک حلال نوکر ہے۔ آپ دونوں صاحبان کا فساد رفع ہونے سے جس قدر میں اس کو خوش پاتا ہوں۔ اگر اس سے ہوسکتا تو اس سے بڑھ کر کر گزرتا۔

بابو صاحب...... قاضی صاحب میں اتنی مدت کوہاٹ میں رہا۔ میں نے تو یہی دیکھا کہ آپ کے دوست کو سب وہاں بابو صاحب کہتے تھے۔ آپ ان کو مولوی صاحب کہتے ہیں

قاضی صاحب...... جی ہاں! جو لوگ ان سے ملازمت کی حالت میں واقف ہوئے۔ وہ تو ان کو بابو صاحب ہی کہتے ہیں اور جو لوگ ان کے والد مرحوم کو جانتے ہیں۔ وہ انہیں مولوی کا بیٹا ہونے کی وجہ سے مولوی صاحب کہتے ہیں۔

بابو صاحب...... کیا آپ نے ان کے والد مرحوم کو دیکھا ہے؟

قاضی صاحب...... جی نہیں! میں نے انہیں دیکھا تو نہیں لیکن سید محمود علی شاہ صاحب تحصیل دار سے جو ان کے شاگرد ہیں اور آج کل پنشن لے کر ثمن برج میں رہتے ہیں۔ میں نے ان کے حالات سنے ہیں۔ آپ بڑے جید عالم اور اہلحدیث تھے۔ تمام عمر اشاعت توحید میں گزاری۔ لالچ آپ کے خیال میں بھی نہیں گزرا تھا۔ بلکہ پیسہ کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ کوئی اپنی خوشی سے کچھ دیتا یا پیش کرتا تھا تو لینے سے انکار کر دیتے تھے۔ حکام ان کی اور مولویوں کے مقابلہ میں جو زیادہ عزت کرتے تھے۔ اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ آپ بالکل بے طمع تھے۔ آپ کا نام نامی ہادی بختیار تاریخی تھا۔ محمود علی شاہ صاحب سے جو میں نے بعض اشعار ان کے قصائد کے سنے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعری میں بھی کمال رکھتے تھے۔

بیوی...... قاضی صاحب کوئی شعر ان کا؟

قاضی صاحب...... ان کے ایک قصیدہ کے ابتدائی دو شعر تو مجھے یاد ہیں جو یہ ہیں:

سپیدہ دم چوگزارم قدم بردن زسرا......ہجوم غصہ گلو میفشام ردم بجفا

کہ اے اسیر منہ پابروں زیست حزن......درآ درون سرا نغمہ ہائے غم بسیرا

بیوی...... قاضی جی واقعی یہ اشعار داد دینے کے قابل ہیں۔ آپ نے بھی تو جہاں کے چیدہ چیدہ اشعار یاد کر رکھے ہیں۔

بابو صاحب...... مولوی صاحب آپ کے والد رہنے والے کہاں کے تھے؟

نووارد...... دہلی کے اور امام صہبائی کے شاگرد تھے۔ بلکہ امام صہبائی ثانی کہلاتے تھے۔ شادی آپ نے کنج پور ضلع کرنال میں کی تھی۔ میرے نانا کنج پور کے قاضی تھے اور ایک بزرگ خاندان سے تھے۔ غدر میں والد مرحوم دہلی چھوڑ کر پنجاب کی طرف چلے آئے۔ کچھ مدت پٹھان کوٹ اور

کانگڑہ رہ کر سکونت ہشیار پور میں اختیار کی۔ ایک مدت وہاں رہ کر ۲۰/ستمبر ۱۸۸۷ء آپ نے انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہیں۔

بابو صاحب...... اس فرقے کے رد کا شوق آپ کو کیونکر پیدا ہوا۔

نووارد...... ہم تین بھائی ہیں۔ مجھ سے چھوٹا احسان الحق انبالہ چھاؤنی میں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ اس کو چنداں مذہب کا خیال نہیں۔ میرے بڑے بھائی احمد حسین شہر انبالہ میں پولیس سے پنشن پاتے ہیں۔ انہوں نے اپنا چال چلن بہت اچھا رکھا۔ یہاں تک کہ تمام عمر حقہ بھی نہیں پیا۔ لیکن مرزا قادیانی کے بڑے ثناء خوان اور اٹھنا بیٹھا ان کا اور میل ملاپ مرزائیوں سے آخر باپ کی تاثیر نہیں منکر بھی تو کسی بیٹے میں ہونی چاہئے تھی۔ میں نے اپنی عمر مرزا قادیانی اور ان کے مخالفین کی کتابیں پڑھنے میں صرف کردی۔ دماغ صرف کردیا۔ آنکھیں صرف کردیں۔ روپیہ اتنا صرف کیا کہ جس قیمت پر کوئی کتاب ملی۔ میں نے خریدی۔ چنانچہ انجام آتھم ڈیڑھ روپے قیمت کی کتاب میں نے انجمن احمدیہ مردان سے ۲۰ روپیہ میں خریدی اور آخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مرزا قادیانی مذاہب[1] باطلہ کی کتابیں پڑھ کر دہریہ ہوگئے تھے اور ان کو یقین ہوگیا تھا کہ مذہب پیغمبری الہام اور وحی یہ سب ڈھکوسلے ہیں۔ روپے کی ان کو سخت ضرورت تھی۔ اس لئے انہوں نے جھوٹی نبوت کا پیشہ اختیار کیا۔ مگر اسلام کی آڑ میں پیشین گوئیوں کو اپنا معیار بنایا۔ پیشین گوئیاں موت کی شروع کیں۔ اس میں دو فائدے تھے۔ ایک تو یہ کہ موت ہی ایک ایسی بات ہے کہ ضرور واقعہ ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ وعید کی پیشین گوئی صدقہ خیرات اور ڈر جانے سے ٹل جاتی ہے۔ اس کام کے واسطے علمی معلومات کے علاوہ جھوٹ بولنے اور حیا ترک کرنے کی بھی ضرورت انہوں نے محسوس کی اور اس لئے آپ نے سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا کہ جھوٹ بولنا بڑا بھاری گناہ ہے۔ جھوٹ بولنا ایک قسم کا شرک ہے۔ جھوٹ بولنا گوہ کھانے کے برابر ہے۔ یہ اس بات کی ناکہ بندی کہ خواہ کتنا بھی میں جھوٹ بولوں۔ میری طرف سے جھوٹ بولنے کا کسی کو گمان ہی نہ ہو اور حیا کا برقعہ بالکل منہ سے اتار پھینکا۔ چنانچہ ایک شخص کی نسبت آپ لکھتے ہیں کہ اگرچہ وہ میعاد میں نہیں مرا۔ مگر مر تو گیا۔

[1] (براہین احمدیہ ص۹۵ خزائن ج۱ ص۸۵) پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں: نظم!

بہر مذہبے غور کردم بسے ...... شنیدم بدل حجت ہر کسے
بخو اندم زہر ملتے دفترے ...... بدیدم زہر قوم دانشورے
ہم از کودکی سوئے ایں تاختم ...... دریں شغل خودر ابینداختم
جوانی ہمہ اندریں باختم ...... دل از غیر ایں کار پرد ختم

خیال کیجئے کہ کس قدر بے حیائی کا کلمہ ہے۔ اگر موت کی پیشین گوئی اپنی میعاد میں پوری نہیں ہوتی تو وہ کیا پیشین گوئی ہے؟ کون سا ذی روح ہے جس نے مرنا نہیں اور اس کے ثبوت میں آپ مثال کیسی بے حیائی سے دیتے ہیں۔ کہتے میعاد[1] کو نہیں دیکھنا چاہئے۔ نفس واقعہ کو دیکھنا چاہئے۔ اگر کسی شخص کی نسبت کہا جائے کہ وہ پندرہ ماہ تک کوڑھی ہو جائے گا۔ پس اگر بجائے پندرہ کے بیسیوں مہینے مجذوم ہو جائے اور اس کے عضاء گر جائیں تو کیا یہ کہا جائے گا کہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی۔ بابو صاحب دیکھئے یہ مسیح موعود صاحب کا کیسا بے حیائی کا کلمہ ہے۔ کہاں موت کی پیشین گوئی اور کہاں کوڑھی ہو جانے کی۔ جب میں مرزا قادیانی کی تہ کو پہنچ گیا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ مرزا قادیانی کے مرید اپنی جماعت کو بڑھانے کے لئے جان مار رہے ہیں اور رات دن سادہ لوح مسلمان ان کی کنڈی میں پھنسے جا رہے ہیں۔ تو میرے دل میں اخوت اسلامی نے جوش مارا اور میں نے مسلمانوں کو اس گڑھے میں گرنے سے بچانے کے لئے اور جو گر چکے۔ ان کو باہر نکالنے کے لئے اخبار اہلحدیث میں مضامین دینے شروع کئے۔

چو مے بنی کہ نابینا وچاہ است ...... اگر خاموش بنشینی گناہ است

بابو صاحب...... گاموں لے۔ اب اپنا خوان نعمت زیادہ کر اور جانو کو کہہ دے کہ یہ صاحب بھی کھانا یہیں کھائیں گے۔ اس کے بعد سب نے ہاتھ اٹھا کر خدا کا شکر ادا کیا اور گاموں کے حق میں دعائے خیر کی گئی۔

بابو صاحب...... قاضی صاحب میرے خیال میں اب باہر جانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ بہتر ہے کہ یہ سلسلہ گفتگو یہیں جاری رہے۔ کیوں مولوی صاحب؟

نووارد...... جیسا منشاء عالی مجھے تو اندر اور باہر یکساں ہیں۔

بابو صاحب...... میں مرزا قادیانی کے اس الہام کو کہ تیری موت قریب ہے۔ سمجھ تو گیا کہ سراسر جھوٹا تھا۔ لیکن آپ اس پر کچھ مزید روشنی ڈالیں۔ آج ہمارے پاس وقت کافی ہے۔

نووارد...... بابو صاحب! چونکہ یہ مرزا قادیانی کی سفید ریشی کے زمانہ کا الہام مرزائی مذہب کی بیخ کنی کرنے والا ثابت ہوا ہے۔ اس لئے آپ کہیں نہ کہیں میں اس پر بہت کچھ کہوں گا اور اس کا سراسر جھوٹا اور من گھڑت ہونا دو اور دو چار کی طرح ثابت کروں گا۔ یہ الہام جھوٹا تھا۔ اس وجہ سے کہ:

[1] ہم لوگ کیسے بدقسمت ہیں کہ اسی شخص کے مریدوں کو جب کہتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی پیشین گوئی مرزا قادیانی کی موت کی نسبت پوری ہوگئی۔ تو کہتے ہیں نہیں ہوئی۔ اللہ اللہ کیا تقویٰ ہے۔ کیا دین ہے۔ کیا انصاف ہے۔

اول...... یہ الہام کبھی پورا ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں

۱...... ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام ونشان نہیں چھوڑیں گے۔ جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔ اس وعدہ کو مرزا قادیانی کا الہام کنندہ اسی حالت میں پورا کر سکتا تھا کہ:

الف...... مرزا قادیانی کی تمام تصنیفات کو جہان سے گم کر دیتا۔

ب...... مرزا قادیانی کے مخالفوں کے اشتہاروں، رسالوں، کتابوں اور اخباروں کو دنیا سے اٹھا دیتا۔

ج...... جو کچھ وعدے مرزا قادیانی سے کر چکا تھا کہ تیری زندگی میں ہم ایسا کر دیں گے ان سب کو پورا کر دیتا۔

د...... موجودہ انسانوں کے دماغ سے اعتراضات بھلا دیتا۔

ہ...... آئندہ انسانوں کی پیدائش بند کر دیتا۔

۲...... تو اس حالت میں فوت ہوگا کہ میں تجھ سے راضی ہوں گا۔ بابو صاحب اگر ہم مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی خاطر اپنے رسول مقبولﷺ کی اس حدیث سے آنکھیں بند کر لیں کہ نبی اسی جگہ فوت ہوتا ہے۔ جہاں اس نے دفن ہونا ہوتا ہے۔ تو بھی جہان جانتا ہے کہ پردیس کی اور غربت کی موت بہت بری ہوتی ہے۔ ہر کس وناکس ایسی موت سے ناراض ہے اور خدا سے دعا مانگتا ہے کہ خدایا پردیس کی موت نہ دیجو۔ مرزا قادیانی سے ان کے خدا نے اچھی رضامندی ظاہر کی کہ آرام سے گھر میں بیٹھے ہوئے کو لاہور لے جا کر اور زبان بند کر کے مارا اور شہر کے لڑکوں سے ان کے جنازہ کی بے حرمتی کرائی۔ اگر کوئی مرزائی ڈاکٹر وہاں موجود نہ ہوتا تو بہشتی مقبرہ سے بھی محروم رہتے۔ جیسے آنحضرتﷺ کی بغل میں مدفون ہونے سے محروم رہے۔

۳...... تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔

کوئی مرا جیتا مرزائی ہے۔ جو ہمیں بتادے کہ ۲۰؍دسمبر ۱۹۰۵ء تاریخ تحریر رسالہ الوصیت اور ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء تاریخ وفات مرزا قادیانی کے درمیان کیا کیا عجائبات قدرت خدا نے دکھلائے؟

دوسری وجہ اس الہام کے جھوٹے ہونے کی بیان کرنے سے پہلے میں آپ سے مرزا قادیانی کے اشتہار تبصرہ کی بابت کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ یہ اشتہار ۵؍نومبر ۱۹۰۷ء (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۸۵،۵۹۲) یعنی مرزا قادیانی کی موت سے ۶ ماہ اور ۲۲ یوم پہلے کا ہے۔ اس کی لمبائی ایک فٹ ۵ انچ اور چوڑائی ایک فٹ ڈیڑھ انچ ہے اور اس کی ۴۲ سطریں ایسی گنجان لکھی ہوئی

ہیں۔ گویا ایک رسالہ کو اشتہار کی شکل میں چھاپا ہے۔ اس کے عنوان پر قوس کی صورت میں بڑے جلی خط میں لکھا ہوا ہے: ''ہماری جماعت کو لازم ہے کہ اس پیشین گوئی کو خوب شائع کریں اور اپنی طرف سے چھاپ کر مشتہر کریں اور یادداشت کے لئے اشتہار کے طور پر اپنے گھر کی نظر گاہ میں چسپاں کریں۔'' بابو صاحب اگر اس اشتہار کو بہ تمام وکمال اگر آپ پڑھنا چاہیں تو فرصت کے وقت پڑھیں۔ میں اس کے صرف چند اقتباسات بیان کرنا چاہتا ہوں۔ شروع یوں ہوتا ہے:

''مجھے اس تحریر کے لئے اس بات نے مجبور کیا ہے کہ میں مامور ہوں کہ امر معروف اور نہی منکر کروں اور سننے والوں کو ان امور پر قائم کروں جن سے ان کا ایمان قوی اور معرفت زیادہ ہو اور صراط مستقیم پر قائم ہو جاویں۔ واضح ہو کہ میں نے اس ہفتہ کے اخبار عام میں اس کے پہلے کالم میں یہی پڑھا ہے کہ بعض کوتہ اندیش لوگوں نے میرے فرزند مبارک احمد کی وفات پر بڑی خوشی ظاہر کی ہے۔ بلکہ دوسرے بعض اخباروں میں بھی بڑے زور سے اس واقعہ کو ظاہر کر کے یہ رنگ اس پر چڑھایا ہے کہ گویا ان میں سے کسی کا مباہلہ میں فتح یاب ہونا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم اس جگہ زیادہ لکھنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ جھوٹ کی سزا دینے کے لئے خداتعالیٰ کافی ہے۔ واضح ہو کہ میں نے کسی سے ایسا مباہلہ نہیں کیا۔ جس سے کسی دوسرے فریق کی اولاد کو اس طرح پر معیار صدق وکذب بنایا جائے کہ اگر اس فریق کا لڑکا مر گیا تو وہ جھوٹا ٹھہرے گا۔ بلکہ میں ہمیشہ یہی چاہتا ہوں کہ وہی شخص نابود ہو جس کا گناہ ہے۔ جس نے خدا پر افتراء کیا ہے یا صادق کو کاذب ٹھہراتا ہے۔'' اور بابو صاحب اب تو یہ عذر بھی مرزا قادیانی کا باقی نہ رہا۔ کیونکہ اس تحریر کے بعد خود مولوی عبدالحق صاحب کی زندگی میں جن سے ان نے مباہلہ کیا تھا، فوت ہو گیا۔ آگے لکھتا ہے کہ ''لڑکے کی موت کی خبر دو دفعہ مجھے خدا نے دی تھی اور یہ الہام ہوا تھا کہ ''انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا'' یعنی اے اہل بیت! خدا تمہیں ایک امتحان کے ذریعہ سے پاک کرنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ حق پاک کرنے کا۔

اس بارے میں ان دنوں میں کچھ خداتعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے وہ پیشین گوئیاں لکھتا ہوں۔ چاہئے کہ میری جماعت یاد رکھے اور اس کو اپنے گھروں کے نظارہ گاہ جگہوں پر چسپاں کریں اور اپنی عورتوں اور لڑکوں کو اس سے اطلاع دیں اور جہاں تک ممکن ہو نرمی اور آہستگی سے اپنے واقف کاروں کو اس امر پر مطلع کریں۔ کیونکہ یہ دن آنے والے ہیں اور خدا نے سب کچھ دیکھا ہے اور اب وہ ہم میں اور ہمارے ان مخالفوں میں جو تکفیر اور گالیوں سے باز نہیں آتے، فیصلہ کرے گا۔ وہ حلیم ہے۔ مگر اس کا غضب سب سے بڑھ کر ہے اور وہ سزا دینے میں دھیما ہے۔ مگر

اس کا قہر بھی ایسا ہے کہ فرشتے بھی اس سے کانپتے ہیں اور اس پیشین گوئی میں ہمارے مخاطب صرف وہ لوگ ہیں جنہوں نے حد سے زیادہ مجھے ستایا اور گالی دینے اور بدزبانی میں حد سے زیادہ بڑھ گئے۔

بلکہ بعض نے ان میں سے میرے قتل کے فتوے دیئے کہ وہ سب لوگ چاہتے ہیں کہ میں قتل کیا جاؤں اور زمین سے نابود کیا جاؤں اور میرا تمام سلسلہ پراگندہ اور نابود ہو جائے۔ مگر خدا جو میرے دل کی حالت کو جانتا ہے۔ وہ وہی فیصلہ کرے گا۔ جو اس کے حکم کے موافق ہو۔ اس نے مجھے اپنے فیصلہ سے خبر دی ہے اور وہ یہ ہے ''الم ترکیف فعل ربك باصحاب الفيل الم يجعل كيدهم في تضليل انك بمنزلة رحى الاسلام اثر تك واخترتك'' (ترجمہ) تو نے دیکھ لیا یعنی تو ضرور دیکھے گا کہ اصحاب الفیل یعنی وہ جو بڑے حملہ والے تھے اور جو آئے دن تیرے پر حملہ کرتے ہیں اور جیسا کہ اصحاب فیل نے خانہ کعبہ کو نابود کرنا چاہا تھا......

پھر فرمایا ''وينصرك رجال نوحي اليهم من السماء ياتون من كل فج عميق'' یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم الہام کریں گے۔ وہ دور دراز جگہوں سے تیرے پاس آئیں گے۔ اس جگہ استعارہ کے رنگ میں خدا تعالیٰ نے مجھے بیت اللہ سے مشابہت دی۔ کیونکہ آیت ''ياتون من كل فج عميق'' خانہ کعبہ کے حق میں ہے اور پھر فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ اسلام کی چکی کے ہے اور اس چکی میں جو پڑے گا وہ آخر کو پیسا جائے گا۔ یعنی تجھ سے لڑنے والے اور تیرے پر حملہ کرنے والے سلامت نہیں رہیں گے اور پھر فرمایا کہ تیرے مخالفوں کا اخزاء اور افناء تیرے ہی ہاتھ سے مقدر تھا۔ یعنی جو لوگ تجھے رسوا اور ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ وہ آپ ہی رسوا اور ہلاک ہوں گے اور پھر فرمایا: ''انى انا ربك الرحمن ذوالعزوالسلطان من عاد وليّالى فكانما خرّمن السماء انى موجود فانتظر سينالهم غضب من ربهم وما كان معذبين حتىٰ نبعث رسولا قد افلح من زكها وقد خاب من دسها قل انى امرت لكم فافعلوا ماتؤ مرون، اليوم يوم البركات يا عبدالله انى معك والضحى والليل اذاسجٰى ما ودعك ربك وما قلى'' یعنی میں رحمٰن ہوں صاحب عزت اور سلطنت جو شخص میرے ولی سے دشمنی کرے۔ گویا وہ آسمان پر سے گر گیا۔ میں موجود ہوں۔ پس میرے فیصلہ کا منتظر رہ جو لوگ عداوت سے باز نہیں آتے۔ عنقریب ان پر غضب الٰہی نازل ہوگا۔ ہم عذاب نازل نہیں کیا کرتے۔ مگر اس حالت میں

کہ جب پہلے رسول[1] آ جائے یعنی دنیا پر عذاب شدید نازل ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول آ گیا ہے اور پھر فرمایا کہ عذاب سے وہ لوگ نجات پائیں گے جنہوں نے دلوں کو پاک کیا اور وہ لوگ سزا پائیں گے جنہوں نے اپنے نفسوں کو گندہ کیا اور پھر فرمایا کہ میں تیری نسل کو جڑ سے معدوم نہیں کروں گا۔ بلکہ جو کچھ کھویا گیا۔ وہ تجھے خداوند کریم واپس[2] دے گا۔ ان کو کہہ دے کہ میں تمہارے لئے مامور ہو کر آیا ہوں۔

پس وہی کرو جو میں حکم کرتا ہوں۔ یہ برکت کے دن ہیں۔ ان کا قدر کرو اے خدا کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں۔ مجھے روز روشن کی قسم ہے اور اس رات کی جو تاریک ہو۔ جو تیرے رب نے تجھے دشمن نہیں پکڑا اور پھر اردو میں فرمایا کہ ہر ایک حال میں تمہارے ساتھ موافق ہوں اور تیرے منشاء کے مطابق اور پھر فرمایا: ’’لکم البشریٰ فی الحیاة الدنیا خیرو فتح ونصرت انشاء اللہ تعالیٰ وفلعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك ورفعنالك ذكرك انی معك ذكر تك فاذكرنی وسع مكانك حان ان تعان وترفع بين الناس انی معك يا ابراهيم انی معك ومع اهلك انك واهلك انی انا الرحمن فانتظرقل ياخذك الله ‘‘یعنی تمہارے لئے دنیا اور آخرت میں بشارت ہے۔ تیرا انجام نیک ہے۔ خیر ہے اور نصرت اور فتح انشاء اللہ تعالیٰ! کہ ہم تیرا بوجھ اتار دیں گے جس نے تیری کمر توڑ دی اور تیرے ذکر کو اونچا کر دیں گے۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔ میں نے تجھے یاد کیا ہے۔ سو تو مجھے بھی یاد کر اور اپنے مکان کو وسیع کر دے۔ وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جائے گا اور لوگوں میں تیرا نام عزت اور بلندی سے لیا جائے گا۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اے ابراہیم اور ایسا ہی تیری اہل کے ساتھ اور تو میرے ساتھ ہے اور ایسا ہی تیرے اہل۔ میں رحمٰن ہوں۔ میری مدد کا منتظر رہ اور اپنے دشمن کو کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا اور پھر آخر میں اردو میں فرمایا میں تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔

[1] یہ الہام قابل توجہ مولوی محمد علی صاحب امیر لاہوری پارٹی ہے۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ وہ یہ کہہ دیں گے کہ مرزا قادیانی کے مخاطبین پر کب غضب نازل ہوا تھا یا عذاب آیا کہ ہم انہیں رسول مانیں۔

[2] مرزائیو! اس الہام سے تو ۷ ماہ بعد مرزا قادیانی فوت ہوگئے۔ کوئی نعم البدل مبارک احمد کا بعد وفات مرزا قادیانی پیدا ہو؟

یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشین گوئیاں کرتے ہیں۔ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔تا کہ معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔ یہ عظیم الشان پیشین گوئی ہے جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب وعقوبت کا وعدہ کیا ہے۔مگر میری نسبت لکھا[۱] ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے ا اور نصرت وفتح تیرے ساتھ شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے۔ وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہو جائے گا۔ خدا ایک قہری تجلّی کرے گا اور وہ جو جھوٹ اور شوخی سے باز نہیں آتے۔ان کی ذلت اور تباہی ظاہر کرے گا۔مگر میری طرف ایک دنیا کو جھکا دے گا اور میرا نام عزت کے ساتھ دنیا کے ہر ایک کنارہ میں پھیلا دیگا۔سو چاہئے کہ میری جماعت کے لوگ اس پیشین گوئی کے منتظر رہیں اور تقوے اور طہارت سے پاک نمونہ کھادیں۔‘‘

خاکسار مرزا غلام احمد ۵/نومبر ۱۹۰۷ء (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۸۵ تا ۵۹۲)

صاحبان میری اس سے بحث نہیں کہ اس اشتہار کے چھاپہ خانہ کے حروف کو جو لوہے یا سکے کے بنے ہوئے ہوتے ہیں، وزن کیا جائے۔تو پانچ سیر پختہ جھوٹ اور افتراء علی اللہ ثابت ہوگا۔یا اگر مولوی محمد علی صاحب لاہور میں اس کا امتحان کیمیائی کرادیں تو ایک رائی کے دانہ کے برابر سچ اس سے برآمد نہ ہوگا۔مگر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اشتہار خدا سچے کا حامی ہو۔ مورخہ ۱۶/اگست ۱۹۰۶ء پڑھ کر اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ مورخہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء۔

اور یہ اشتہار تبصرہ مورخہ ۵/نومبر ۱۹۰۷ء پڑھ کر انسان کے ذہن میں آ سکتا ہے کہ ان اشتہارات دینے والے کو دسمبر ۱۹۰۵ء میں موت نہایت قریب ہونے کے پے در پے الہام ہوئے تھے۔جنہوں نے اس کی ہستی کی بنیاد کو ہلا دیا تھا اور الوصیت بھی لکھ چکا تھا۔یعنی وصیت کر چکا تھا۔ اب اس میں کچھ شک باقی نہیں رہا کہ مرزا قادیانی کو الہام موت ہوا ہی نہ تھا۔اگر ہوتا تو اشتہار خدا سچے کا حامی ہو، میں ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کو بجائے اس کے یہ لکھتے کہ میں ایسی موت نہیں مروں گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور پیچھے بھی۔ یہ دیکھتے کہ بھائی صاحب آپ تو یہ لکھتے ہیں کہ میں آج سے تین سال بعد فوت ہو جاؤں گا۔لیکن مجھے تو تین روز زندہ رہنے کی بھی امید نہیں۔

[۱] مرزا قادیانی الہام گھڑتے گھڑتے چوک گئے۔شاید کسی کتاب سے کچھ نقل کر رہے تھے۔

آنحضرتؐ نے (جنکا میں بروز ہوں) ایک روز اپنے صحابہ سے پوچھا کہ تم زندگی کی کتنی امید رکھتے ہو۔ایک نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں صبح کی نماز پڑھ لیتا ہوں تو یہ یقین نہیں ہوتا کہ ظہر تک زندہ رہوں گا اور ظہر کی نماز نصیب ہوگی یا نہیں۔ دوسرے نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ میں ظہر کی نماز پڑھ لیتا ہوں تو مجھے یہ یقین نہیں ہوتا کہ عصر کی نماز نصیب ہو جائے گی۔ اسی طرح جب سب بیان کر چکے تو اخیر میں آپؐ نے فرمایا ''میں داہنی طرف سلام پھیرتا ہوں۔ تو مجھے یقین نہیں ہوتا کہ بائیں طرف بھی پھیر سکوں گا'' اور علاوہ اس کے بروز ہونے کے مقدس وحی نے ۱۹۰۵ء میں مجھے پے در پے ایسے تواتر کے ساتھ میری موت قریب ہونے کی اطلاع دی کہ جس نے میری زندگی کی بنیاد ہلا دی ہے اور میں وصیت بھی کر چکا کہ موت وحیات خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جس دن آپ کے دنیا میں رہنے کے دن پورے ہوگئے۔ آپ مر جائیں گے۔ جس دن میرے پورے ہوئے میں مر جاؤں گا اور الہام پر تو میرا ایمان ہے۔ میں یوم بعثت سے یہی تلقین کرتے کرتے تھک گیا کہ الہام کا نام سن کر چون وچرا نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے۔

بدگمانی شقی لوگوں کا شیوہ ہے۔ میں آپ کے الہام سے کس طرح انکار کروں۔ خاص کر جب آپ کا الہام میرے الہام سے صاف اور زیادہ واضح ہے۔ کیونکہ آپ کے الہام میں میری موت کی میعاد مقرر کر دی گئی ہے اور میرا الہام گول مول ہے۔ شاید فریضہ حج ادا کرنے کے لئے یہ اشارہ ہوا ہے۔ خدا نے ایسا کوئی قاعدہ مقرر نہیں کیا کہ جو پہلے مرے وہ جھوٹا اور جو پیچھے مرے وہ سچا۔ جس کی جتنی عمر روز ازل سے خدا نے مقرر کر دی۔ اتنی بھگت کر اس نے دنیا سے چل دینا ہے۔ نہ یہ کہ مرزا قادیانی الہام کا نام سن کر نعل در آتش ہو کر اس الہام کی تردید میں ایک ضخیم فضول کتاب (حقیقت الوحی) لکھ کر اور پانچ روپے اس کی قیمت وصول کر کے لوگوں کا پیسہ، وقت اور ایمان ضائع کرتے۔

بابو صاحب...... ڈاکٹر صاحب کے الہام کی نسبت قادیان سے سالانہ جلسوں میں ہمیں یہ تعلیم ملتی رہی کہ مرزا قادیانی نے چونکہ مشتہر کر دیا تھا کہ مجھے موت قریب ہونے کا الہام ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے خبر پا کر ایک تک لگا دیا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ مرزا قادیانی فلانی تاریخ سے تین سال کے اندر ہلاک ہو جائیں گے۔ مگر یہ الہامی تحریرات ان کی شمہ بھر بھی ظاہر نہیں کرتیں کہ درحقیقت انہیں اپنی موت قریب ہونے کا کوئی الہام ہوا تھا۔ بلکہ برخلاف اس کے آج یہ معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کو لگاتار عربی اور اردو میں یہ الہام ہوئے کہ ہم تیری عمر بڑھا دیں گے اور تیرے دشمنوں اور

تیری موت چاہنے والوں کو تیری زندگی میں فنا کر دیں گے۔ گویا موت کا الہام اگر مرزا قادیانی کو ہوا بھی تھا تو وہ منسوخ اور کالعدم ہوگیا۔

نو وارد...... اچھا بابو صاحب مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کی نسبت آپ کو قادیان سے کیا تعلیم ملی؟

بابو صاحب...... مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت بدعا کی بابت ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ مولوی صاحب نے اسے منظور نہیں کیا تھا۔

نو وارد...... بابو صاحب مرزا قادیانی نے جو (ضرورت الامام ص۱۱، خزائن ج۱۳ ص۴۸۲) پر امام الزمان کی دعاؤں کی نسبت لکھا ہے کہ ''آسمان میں غلغلہ ڈال دیتی ہیں۔'' وغیرہ وغیرہ! وہاں کیا یہ بھی لکھا ہے کہ بشرطیکہ فریق مخالف ان کی توہین اور تذلیل کرنے والا ان کو دکھ دینے والا۔ ان کے فرض منصبی میں روڑے اٹکانے والا منظور بھی کرلے۔ دوئم مولوی صاحب کی منظوری یا نامنظوری کی گنجائش ہی مرزا قادیانی نے کہاں چھوڑی؟ انہوں نے تو اپنی دعا ختم کر کے صاف لکھ دیا کہ مولوی صاحب جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ یعنی فیصلہ انسانی ہاتھوں سے نکل کر خدا کے ہاتھ میں چلا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کی تردید میں مرزا قادیانی نے سیروں سیاہی خرچ کردی کہ سنت اللہ نہیں بدلتی اور اس دعا میں یہ بھی تھا کہ اور اگر میں مفتری اور کذاب نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ کیا اس سنت اللہ کے اجراء کے لئے بھی مولوی صاحب کی منظوری نامنظوری کی ضرورت تھی؟ کیا مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کی تکذیب سے توبہ کرلی تھی کہ اس سنت اللہ کا مولوی صاحب پر اجراء نہ ہوا۔

قرآن مجید تو فرماتا ہے: ''فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین (پ۴ ع۵)'' یعنی مکذبین کو اسی جہان میں سزا دی گئی۔ اگر مرزا قادیانی سچے مامور تھے اور مولوی صاحب خدا کے سچے مامور کو جھوٹا کہنے والے تھے تو یہ کیا ہوگیا کہ مامور کو مار دیا اور مکذب کی عزت میں دن دگنی رات چوگنی ترقی۔ بابو صاحب قادیان کی جن تاویلات سے مرزائیوں کی تسلی ہو جاتی ہے۔ صاحب نظر کی نظروں سے وہی تاویلات اس مذہب کو گرا دیتی ہیں۔ آپ خدا لگتی کہیں کہ اس دعا کے بعد خدانخواستہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہیضہ سے بھی نہیں کسی معمولی بیماری سے مرزا قادیانی کی زندگی میں فوت ہو جاتے تو کیا مرزائی زمین آسمان سر پر نہ اٹھا لیتے؟ اور اگر

ہم یہی عذر پیش کرتے کہ مولوی صاحب نے اس کو قبول نہیں کیا تھا۔ تو وہ یہ نہ کہتے کہ مرزا قادیانی چونکہ علم غیب کے گھوڑے پر سوار تھے۔ انہوں نے یہ فرما کر کہ مولوی صاحب جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ایسے نامعقول عذرات کی پہلے سے ناکہ بندی کر دی تھی۔ مرزا قادیانی کا اپنا اسی قسم کا فیصلہ موجود ہے۔ پنڈت لیکھرام کی نسبت کسی نے مرزا قادیانی سے کہہ دیا کہ اس کا قتل کیا جانا ایک اتفاقی امر تھا۔ اس پر مرزا قادیانی (استفتاء ص۱۰، خزائن ج۱۲ص۱۱۸) پر لکھتے ہیں:

''ایسا عظیم الشان مقدمہ جس کے نتیجہ کی دو بڑی بھاری قومیں منتظر تھیں وہ خدا کے علم اور ارادہ کے بغیر یونہی اتفاقیہ طور پر ظہور میں آ گیا۔ گویا جو مقدمہ خدا کو سونپا گیا تھا۔ وہ بغیر اس کے جو اس کے فیصلہ کرنے والے فرمان سے مزین ہو یونہی اس کی لاعلمی میں داخل دفتر ہوگیا۔ اگر ایسے خیالات بھروسہ کرنے کے لائق ہیں۔ تو پھر تمام نبوتوں کا سلسلہ اور شریعتوں کا تمام نظام یک دفعہ درہم برہم ہوجائے گا۔'' اور (حقیقت الوحی ص۳۳۰، خزائن ج۲۲ص۳۴۳ حاشیہ) پر لکھتے ہیں: ''مولوی اسماعیل نے اپنے رسالہ میں میری موت کے لئے بددعا کی تھی۔ پھر بعد اس دعا کے جلد مر گیا اور اس کی بددعا اسی پر پڑ گئی۔''

مرزا قادیانی اسی مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ میں دعویدار ہیں کہ میں خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں۔ پس ان کا یہ دعویٰ اگر سچا تھا تو ان کو چاہئے تھا کہ اپنے خدا سے خبر پا کر دنیا کو اطلاع دے دیتے کہ چونکہ مولوی صاحب نے منظوری نہیں دی۔ اس لئے یہ ساری انشاء پردازی کالعدم۔ لیکن خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے قریباً ہر روز مشرف ہونے والے نے جبکہ ایسے اہم معاملہ کے فیصلہ۔ فیصلہ کی قبل از وقت خبر نہیں دی۔ تو خدا کے ساتھ مکالمہ کا دعویٰ سراسر جھوٹ اور ہماری طرف سے وہی الفاظ جو مرزا قادیانی نے (استفتاص۱۰، خزائن ج۱۲ ص۱۱۸) پر لکھے: ''ہمیں ایسی عبارت آرائی کرنا کہاں آتی تھی۔ مگر خدا نے ہمیں بنی بنائی عبارت دے دی۔'' والحمدلله علی ذالك''

ہاں اس میں صرف اس قدر ترمیم کر کے کہ جو کی جگہ کہ بابو صاحب اس خدا کے ساتھ قریباً ہر روز مکالمہ کرنے والے اور تمام تمام دن اور تمام رات سوال و جواب کرنے والے کا حال یہ ہے کہ پیشین گوئیاں کر دینی اور جب دیکھنا کہ اس کی میعاد گزر گئی اور پوری نہیں ہوئی تو کہہ دینا کہ یہ دل میں ڈر گیا تھا۔ اس کی نانی ڈر گئی تھی۔ یہ ہوا تھا۔ وہ ہوا تھا۔ پوچھنے والا کوئی نہیں کہ حضرت سلامت آپ تمام تمام رات اور تمام تمام دن جو خدا کے ساتھ باتیں کرتے ہیں۔ وہ اگر آپ کے

مشن اور آپ کی پیشین گوئیوں کے متعلق جن کو آپ نے اپنے صدق وکذب کا معیار ٹھہرایا ہے، نہیں ہوتیں تو کس کے متعلق ہوتی ہیں؟ آیا امتحان مختاری میں پاس کرادینے کے متعلق۔ محمدی بیگم کو بیوہ کر کے آخر آپ کی طرف واپس کرنے کے متعلق ’’بکر وثیب‘‘ یعنی یا تو کنواری مل جائے گی ورنہ بعد ازالہ بکارت اے مرزے کے خدا مرزے کی جگر کو دیکھ اور تجھ پر بھی اپنی وعدہ خلافی کی بدعادت کو دیکھ۔ رشتہ داروں سے مقدمات جیتنے کے متعلق۔ آپ کی پنج وقتہ نماز کے بعد مرض طاعون کے دفع ہونے کے لئے آپ کی دعاؤں کے متعلق۔ حج نہ کرنے کے متعلق۔ زکوٰۃ مانگنے کے متعلق۔ خدا سے باتیں کر کے آپ نے مسئلہ کون سا حل کر دیا۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب میں اچھی طرح نہیں سمجھا کہ یہ کثیر التعداد الہامات کس کس کی نسبت ہیں اور مرزا قادیانی کا روئے سخن کس کس کی طرف ہے اور بقول پنجابی کس کس کی بیڑی میں بٹے ڈال رہے ہیں۔

گاموں...... جی آپنی وچ! قہقہہ

نووارد...... مرزے کے بیٹے کے مرجانے کو اپنے مباہلہ کا اثر بیان کرنے کا اشارہ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کی طرف ہے۔ گالیاں دینے والا اور چودہ ماہ کی میعاد کے اندر مارنے والا ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب۔ تکفیر کرنے والا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ حد سے زیادہ ستانے والا مولوی ثناءاللہ صاحب ومولوی ابراہیم صاحب۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب ان علماء دین میں سے کوئی مرزے کی زندگی میں مرا۔

نووارد...... ایک بھی نہیں قاضی صاحب ان میں سے کسی پر کوئی آفت آئی۔

نووارد...... بالکل نہیں! اللہ کا فضل رہا اور ہے۔

قاضی صاحب...... جب یہ مرزا قادیانی کے پانچ سیر پختہ الہام قرآن کی آیات کی نقل ایسی بری طرح پر جھوٹ ثابت ہوئے تو یہ تو دو اور دو چار کی طرح ثابت ہوگیا کہ وہ خدائے پاک کی طرف سے نہ تھے۔ لیکن سوال یہ باقی رہا کہ وہ کس کی طرف سے تھے۔ ان کے گھڑنے اور بنانے والا کون تھا؟ اور اس کی دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ یا وساوس شیطانی یا اپنی مشین؟

بابو صاحب...... میرا خیال ہے کہ شیطان کا اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ مرزا قادیانی خود گھڑتا تھا۔ کیونکہ ان میں بڑی بڑی حکمتیں ہوتی تھیں اور جنگلی چوہے کے بل کی طرح نکل بھاگنے کے لئے ایک سے زیادہ سوراخ ہوتے تھے۔ سوائے معدودے چند کے جو خود کہہ رہے ہیں کہ ہم غصہ کی حالت میں گھڑے گئے۔

بیوی...... میرا خیال ہے کہ یہ الہامات شیطانی تھے۔ کیونکہ جن جن پیشین گوئیوں کو مرزا نے عظیم الشان قرار دیا۔ انہی میں اس نے نیچا دیکھا۔

قاضی صاحب...... اگر یہ الہام شیطانی تھے۔ تو شیطانی تھے ہی اور اگر مرزا قادیانی خود گھڑ کر ان کو خدا کی طرف منسوب کرتا تھا۔ تب بھی ایک طرح کے شیطانی ہی تھے۔ کیوں مولوی صاحب؟

نووارد...... قاضی صاحب سچ فرماتے ہیں۔ مگر ان میں فرق کچھ نہ کچھ ضرور ہے اور میرا پختہ یقین ہے کہ مرزا قادیانی اپنے الہام خود گھڑتا تھا۔ وجہ یہ ہے کہ شیطان کا تو یہ کام ہے کہ انسان کو عبادت سے روکے اور برے کاموں کی طرف ترغیب دے۔ اس کا یہ کام نہیں کہ کسی کے دل میں ایسے وسوسے ڈالے جن سے اس کا گھر دولت سے بھر جاوے۔ مرزا قادیانی کے جتنے الہام تھے۔ ذاتی فائدے کے تھے۔ نہیں مانتے تو ان کے الہام ایک ایک کر کے میرے پیش کرتے جایئے اور مجھ سے ان کے فوائد سنتے جایئے۔

گاموں...... مرجے نے[1] تے شیطان دی بادشاہی کھولئی سی۔ پھر اس نے مرجے نوں کی کھٹاناسی۔

قاضی صاحب...... بابو صاحب اب اس قصہ کو تمام کیجئے۔ مولوی صاحب یہ تو آپ نے ثابت کر دیا کہ مرزا قادیانی کا دسمبر ۱۹۰۵ء کا موت کا الہام بالکل جھوٹا اور خود ساختہ تھا۔ کیونکہ اس کے بعد اشتہار خدا سچے کا حامی ہو۔ مورخہ ۱۶/اگست ۱۹۰۶ء میں اور اشتہار مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ مورخہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء میں اور اشتہار تبصرہ مورخہ ۵/نومبر ۱۹۰۷ء میں جن میں مرزا قادیانی نے اپنے دشمن علماء دین سے سرکی بازی لگائی ہے۔ کہیں اشارہ بھی اس بات کا نہیں کہ ان کو موت کا الہام ہو چکا ہے۔ بلکہ اپنے دشمنوں کی زندگی میں نہ مرنے پر ایسے اکڑ رہے ہیں کہ کوئی مسلمان بغیر ایسی موت کے الہام ہونے کے بھی نہ اکڑتا۔ تو اب سوال یہ ہے کہ یہ جھوٹا الہام موت کے قریب ہونے کا مرزا قادیانی نے کیوں گھڑا۔ اس سے ان کو کیا فائدہ پہنچا۔

نووارد...... قاضی صاحب آپ نے سوال نہایت معقول کیا اور اس کا جواب دینا میرا فرض ہے۔ کیونکہ میں دعویٰ کر چکا ہوں کہ کوئی الہام مرزا قادیانی کا میرے سامنے لاؤ میں مرزا کا ذاتی فائدہ اس سے ثابت کروں گا۔

[1] مرزے نے تو شیطان کی بادشاہی چھین لی تھی۔ پھر شیطان نے مرزے کو کیا فائدہ پہنچانا تھا۔

اوّل...... وجہ تو آپ وہ سمجھ لیں جو اسی رسالہ الوصیت میں مرزا قادیانی نے ظاہر کر دی ہے۔ یعنی بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھ کر اس میں مدفون ہونے کے خواہش مندوں سے ٹکے وصول کرنے۔ چنانچہ اپنے دیگر الہامات بیان کرتے کرتے (ص۱۵، خزائن ج۲۰ ص۳۱۶) پر پہنچ کر پھر لکھتے ہیں: ’’اور فرمایا کہ تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضرور ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا[1] پر کچھ حوادث پڑیں اور کچھ عجائبات قدرت ظاہر ہوں...... پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی۔ کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی۔ اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں...... اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا: ’’انزل فیھا کل رحمت‘‘ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق اور راست بازی کامل کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں۔ سو وہ تین شرطیں ہیں...... (۱) پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے۔ وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے...... (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا۔ جو یہ وصیت کرے۔ جو[2] اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کی اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔

قاضی صاحب...... مگر یہ تو مرزا قادیانی نے اسلام میں ایک بالکل نئی بات نکالی۔

نووارد...... اس اعتراض کا جواب مرزا قادیانی نے (الوصیت ص۱۹، خزائن ج۲۰ ص۳۲۱) پر بطور حاشیہ دے دیا ہے۔ لکھتے ہیں ’’کوئی نادان اس قبرستان اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے۔ کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے۔ انسان کا اس میں دخل نہیں۔‘‘ سن لیا؟

[1] جھوٹے نبیوں والی چالاکیاں۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا بھی وقت گزرتا ہے کہ اس میں کوئی حادثہ واقع ہوتا ہو۔

[2] ہندوستانی ایسی اردو بولنے والوں کو پنجابی ڈھگے کہا کرتے ہیں۔

دوسرا فائدہ...... قاضی صاحب آپ نے کبھی اندرسبھا کا تماشہ دیکھا ہے؟
قاضی صاحب...... جی ہاں! دیکھا ہے اور متواتر کئی رات دیکھا ہے۔
نووارد...... آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ تماشے کے اخیر ایک ایکٹر پردہ اٹھا کر حاضرین وناظرین کو کیا کہا کرتا ہے۔
قاضی صاحب...... (ایک قہقہہ لگا کر) میں آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ یعنی جس طرح وہ ایکٹر ہر روز کل آخری تماشہ ہوگا۔ کہا کرتا ہے تاکہ جو لوگ سستی کررہے ہیں۔ وہ آخری تماشہ سن کر تماشہ دیکھنے چلے آویں۔ اسی طرح بیعت کرنے میں سستی کرنے والوں کو یہ الہام قادیان کی طرف سے دوڑا دے گا۔
نووارد...... جزاک اللہ!
قاضی صاحب...... بابو صاحب انہی الہاموں کی زنجیروں میں جکڑے جاکر آپ نے اپنی عمر دولت اور ایمان جیسی چیز برباد کردی۔
بابو صاحب...... (ایک بڑی آہ بھر کر اور سر پر ہاتھ مار کر) قاضی صاحب میں آپ سے کیا عرض کروں۔ انسان کا شیطان انسان ہوتا ہے۔ مجھے ایک دوست نے جو چھپا مرزائی تھا۔ مجبور کیا کہ میں اخبار الحکم کا خریدار بنوں۔ اس میں مرزا قادیانی کی تعریفیں پڑھ پڑھ کر میں اس مذہب کی طرف راغب ہوگیا اور اس کے سریلے فقروں میں آ گیا۔
قاضی صاحب...... مگر آپ اتنی مدت کوہاٹ میں رہے۔ کبھی مولوی صاحب سے آپ نے تبادلہ خیالات نہ کیا؟
بابو صاحب...... اجی ان کو دیکھ کر تو میں اخبار بھی بند کر کے چھپا دیا کرتا تھا کہ کہیں اس کی وجہ سے مرزے کا ذکر نہ شروع کردیں۔ کیونکہ ہماری پارٹی کی طرف سے مجھے ہدایت تھی کہ عام طور پر ہر کسی سے اور خاص طور پر ان سے مذہبی گفتگو نہ کروں۔
بیوی...... کھانا تیار ہے۔ پہلے اس سے نمٹ لو۔ یہ ارمان تو تمام عمر کیا کرو گے۔
بابو صاحب...... گاموں پانی لے آ ہاتھ دھلا۔
نووارد...... (کھانے پر بیٹھ کر) بیوی جی آپ نے غضب کیا۔ اس قدر کھانا پکوا ڈالا۔ یہ کون کھائے گا؟
بابو صاحب...... سچ تو یہ ہے کہ آپ کے لائق کھانا تو ہم سے پک ہی نہیں سکا۔ کوہاٹ کی پارٹی نے آپ کا نام شیطان رکھا ہوا تھا۔ مگر آپ تو گمراہوں کے لئے رحمت کا فرشتہ ثابت ہوئے

ہیں میں اور میری بیوی جب تک زندہ رہیں گے۔ آپ کا یہ احسان فراموش نہیں کر سکیں گے اور قاضی صاحب نے جو اپنا قیمتی وقت ہمیں دیا اور تکلیف برداشت کی۔ اس کا شکریہ بھی پورا پورا ادا کرنا محال ہے۔

قاضی صاحب...... اجی میری تکلیف کا تو آپ نام نہ لیں۔ میں تو یہاں ایسا آرام پاتا رہا کہ مجھے اپنا گھر بھی بھول گیا اور اس مباحثہ کے نتیجے سے مجھے ایسی خوشی ہوئی ہے جس کا ذکر میں نہیں کر سکتا۔ بغیر کسی اصولی فرق کے جو مرزے نے مسلمانوں میں یہ فتنہ کھڑا کر دیا۔ یہ کہاں کی مجددیت اور مسیحیت، مہدویت اور نبوت تھی۔ بھائی کا بھائی سے فساد ہے۔ باپ بیٹے میں نزاع، خاوند اور بیوی کی زندگی تلخ۔ مسجد بنانے پر کشمکش ہے۔ نماز پر جھگڑا ہے۔ جنازہ پر فساد ہے۔ مردے دفن کرنے پر لٹھ چلتے ہیں۔ فسخ نکاح کے مقدمات عدالتوں میں جارہے ہیں۔ اسلام کمزور ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کا پیسہ برباد ہو رہا ہے۔ یہ سب کچھ کیوں؟ محض اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں ساڑھے ۸۶ سال کسی غار میں چھپے رہ کر گمنامی کی حالت میں فوت ہو گئے۔ کیونکہ کشمیر میں کسی عیسائی کا نام ونشان تک نہیں تو مرزا قادیانی کو مسیح کیوں نہیں مان لیا جاتا؟ اور مرزا قادیانی کو الہام ہوا ہے کہ وہ مسیح ہیں؟

بابو صاحب...... قاضی صاحب کھانے پر مرزے کے الہاموں کا نام نہ لیجئے۔ ورنہ کھانا مجھ سے رہ جائے گا۔

قاضی صاحب...... بابو صاحب غضب خدا کا مسیلمہ اور پادری ڈوئی اور مرزا قادیانی کے تو چند سالوں میں ہزاروں نہیں لاکھوں معتقد ہو جائیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر پر ساڑھے ۸۶ سال میں ایک متنفس بھی ایمان نہ لائے اور مرزا قادیانی کی طرح کل کشمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو قابل نفرت سمجھے:

ترا اے کاشکے مادر نمیزاد
وگر میزاد کس شیرت نمیداد

میرے خیال میں جو شخص انسانوں میں فساد ڈالے۔ وہ اگر آسمان پر اڑ کر بھی دکھادے تب بھی وہ جھوٹا ہے۔ چہ جائے کہ مسلمانوں کا سر آپس میں ٹکرانے والے کو ہم سچا مان لیں۔ میں اگرچہ شیعہ ہوں۔ مگر ایسے شیعوں کو بہت برا سمجھتا ہوں جو ایسا کلمہ منہ سے نکالے جس سے ہم میں اور اہل سنت والجماعت میں ناراضگی پیدا ہو۔

نووارد...... قاضی صاحب بخدا آپ نے جو کچھ فرمایا بالکل بجا فرمایا۔ ”بدش گفتی ودر

سفتی افاك اللّٰہ نکو گفتی ’’اب کھانے سے فارغ ہوکر اپنا فیصلہ سنا دیجئے۔

قاضی صاحب...... گاموں پانی دے۔پانی پی کر اور ایک اچھی مضبوط ڈکار لے کر بابو صاحب میرا فیصلہ تیار موجود ہے اور میں خوش ہوں کہ مجھے خود بنانا نہیں پڑا، بنا بنایا مل گیا۔میرے ایک دوست صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس کے دفتر میں ہیں۔وہ فرمایا کرتے ہیں کہ دہریئے خدا کو تو نہیں مانتے۔مگر اخلاق کے سخت پابند ہوتے ہیں۔مرزا قادیانی دہریہ ہوکر اخلاق کا پابند نہیں۔اسی نتیجہ پر میں پہنچا ہوں اور یہی میرا فیصلہ ہے۔

بابو صاحب...... گڈ گڈ۔آپ نے تو دریا کوزہ میں بھر دیا۔گاموں بس تالیاں بجانا چھوڑ کھانا زیادہ کر۔

گاموں...... (کھانا دسترخوان سے اٹھاتے ہوئے) واہ اوئے مرجیا چنگا توں مہدی تے مسیح بن کے آیوں۔(واہ رے مرزے تو اچھا مسیح اور مہدی بن کر آیا)

نو وارد...... کیوں غلام محمد مرزا قادیانی نے کیا کیا؟

گاموں...... جی[۱] مرجا مہدی سی تے کسے یہودی نوں رسول اللہ دا کلمہ پڑھواوندا۔مسیح سی تے دو چار ہزار پادریاں، عیسائیاں نوں شرک تے توبہ کرادندا۔ہڈوں پیغمبر سی تے لکھ دو لکھ بت پرستاں نوں خدا اگے جھکادندا۔اہ کاہدہ پیغمبر سی جے اپنی چالی کروڑ امت نوں کافر کر گیا۔

نو وارد...... میاں غلام محمد تم نے بالکل سچی اور ایمان کی بات کہی۔مولوی محمد حسین مرحوم ومغفور نے جب مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ لگایا تو مرزا قادیانی نے بھی انہیں یہی کہا تھا:’’گر کنی تکفیر قوم خود چہ کارے کردہ...... رو اگر مردی جہودے را با سلام اندر آر‘‘ (درثمین فارسی ص۹۱)

یعنی اگر تو نے ایک مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگایا تو کیا تیر مارا۔اگر مرد ہے تو جا کسی یہودی کو مسلمان کر کے دکھا۔

گاموں...... قربان[۲] جائیے مرجے وے جے اس سارے یہودی مسلمان بنادتے اتے اک مسلمان نوں بھی کافر ناں آکھیا۔

۱؎ اجی مرزا قادیانی مہدی تھے تو کسی یہودی کو رسول اللہ کا کلمہ پڑھاتے، مسیح تھے۔تو دو چار ہزار پادریوں اور عیسائیوں کو شرک سے توبہ کراتے اگر پیغمبر صاحب ہی تھے تو لاکھ دو لاکھ بت پرستوں کو خدا کے آگے جھکاتے۔یہ کاہے کا پیغمبر صاحب بنتا ہے کہ اپنی ہی امت کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر کر دیا۔

۲؎ صدقے ہوں مرزا قادیانی کے کہ انہوں نے کل یہودی مسلمان کر دیئے اور کسی ایک مسلمان کو بھی کافر نہ کہا۔

نووارد...... گاموں خدا نے تو مرزا قادیانی کو (چشم بدور) کن فیکون کے اختیار بھی دے دیئے تھے۔ مگر ضرورت زمانہ کی وجہ سے ان کی توجہ کلھا روپیہ حاصل کرنے کی طرف ہی رہی اور موت نے انہیں اتنی فرصت نہ دی کہ غیر مذاہب والوں کو مسلمان بنانے کی طرف راغب ہوتے۔ مسلمانوں میں سے انہوں نے اپنے ہم خیال اپنی طرف کھینچ لئے اور باقی ماندوں کو کافر کہہ دیا۔

گاموں...... جی سنیا ہے جے محمدی بیگم نوں خدا نے اٹھواں پتر دتا ہے (اجی سنا ہے کہ محمدی بیگم کو خدا نے آٹھواں لڑکا دیا ہے)

نووارد...... بیوقوف یہاں کسی کے آٹھویں، ساتویں لڑکے کا کیا ذکر؟

گاموں...... (سر کھجلاتے ہوئے) جی ایویں منہ چوں نکل گیا۔

نووارد...... غلام محمد میں تیرا مطلب سمجھ گیا۔ تیرا مطلب یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی کو خدا نے کن فیکون کے اختیار دے دیئے تھے۔ تو کیا وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کی آسمانی منکوحہ کو جس کی نسبت خدا نے قرآنی آیت میں مرزا قادیانی کو الہام کیا کہ ''انا زوجنکھا'' (انجام آتھم ص۶۰، خزائن ج۱۱ ص۶۰) مرزا سلطان احمد ان کی آنکھوں کے سامنے باجوں گاجوں کے ساتھ آتش بازی چلا کر ڈولی میں ڈال کر لے گیا اور مرزا قادیانی کن فیکون کے اختیارات والے کھڑے تماشہ دیکھتے رہے۔ اتنی غیرت بھی نہ کی کہ ایک مٹھی بھر کنکر ان پر چلا دیتے کہ ساری برات ہلاک ہو جاتی۔ بلکہ یہ بھی ثابت نہیں کہ مرزا قادیانی نے سر راہ کھڑے ہو کر دو چار گالیاں ہی ان کو دی ہوں۔ مطلب تمہارا یہ ہے کہ مرزا قادیانی اگر اس الہام میں سچے تو بے غیرت اور اگر غیرت والے تو الہام میں جھوٹے۔ کیوں گاموں تیرا یہی مطلب ہے یا کچھ اور؟

گاموں...... جی ایہی۔

نووارد...... گاموں سن میں اس الہام کا راز تجھے بتائے دیتا ہوں۔ میں بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے لٹریچر کو جس غور وخوض سے میں نے پڑھا ہے۔ کم کسی نے پڑھا ہوگا اور ان کے لٹریچر کو پڑھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان کی سب سے زیادہ کوشش وصولی دولت کے بعد یہ تھی کہ فضیلت اور بڑائی کی کوئی ایسی بات نہ ہو۔ جو دنیا میں کسی پیر فقیر قطب ولی نبی رسول حتیٰ کہ آنحضرتؐ سے وہ منسوب ہوتی ہو اور میں اس کو اپنے لئے بیان نہ کر جاؤں۔ انہوں نے ایک کتاب میں پڑھا کہ ایک بزرگ سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت آپ جو خدا کو قادر مطلق مانتے ہیں۔ آپ کے خدا میں یہ بھی طاقت ہے کہ اپنے اختیارات کن فیکون کسی کو بخش دے (ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا) تو انہوں نے کہا کہ ہاں! خدا اس پر بھی قدرت رکھتا ہے۔ مرزا قادیانی نے

جو یہ پڑھا۔ تو ان کے کان کھڑے ہوگئے کہ اہ ہو یہ بڑائی تو مجھ سے رہ جاتی ہے۔ سیویاں بنانے کی طرح الہام بنانے کی مشین گھر میں موجود تھی۔ فوراً قرآنی الفاظ میں الہام اتر آیا کہ یہ تیرا حکم ہے۔ جب تو کہے گا۔ ہو جا پس ہو جائے گا۔ ’’العظمت للہ‘‘ ہندو مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں سالہا سال کھچے پھرتے ہیں اور ڈاکٹری سرٹیفکیٹ بھیجتے ہیں کہ مجھے پرانی کھانسی کا دورہ ہے۔ اگر میں قادیان سے ذرا بھی باہر نکلا تو مر جاؤں گا۔ مجھے حاضری عدالت سے معاف رکھا جائے اور اختیارات کن فیکون۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب آپ نے جو فرمایا ہے کہ روپیہ کمانے سے دوئم درجہ مرزا قادیانی کا یہ شوق تھا کہ بڑائی اور فضیلت کی ایسی کوئی بات نہ ہو جس کو میں اپنی طرف منسوب نہ کر لوں۔ اس دعوے پر آپ کوئی دلیل دے سکتے ہیں؟

نو وارد...... ایک یا ایک ہزار؟

قاضی صاحب...... نہ ایک نہ ایک ہزار۔ چند مگر پتہ کی۔

نو وارد...... اچھا، لیجئے۔ سنئے!

۱...... ’’وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے۔ اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار۔‘‘ (درثمین ص۱۳۹، خزائن ج۲۱ ص۱۴۷) آنحضرتﷺ تک پر حملہ بوجہ ہزاروں۔

۲...... ’’میرا نام اوّل المومنین رکھا اور مجھے سمندر کی طرح حقائق اور معارف سے بھر دیا۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۳۱، خزائن ج۱۳ ص۵۰۲) گویا مرزا قادیانی سے پہلے کے مسلمان مومن نہ تھے۔

۳...... ’’قرآن کریم خدا کی کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔‘‘ (ص۷۳، ایام الصلح، خزائن ج۱۴ ص۳۰۸) یہ دعویٰ رسول اللہؐ نے بھی نہیں کیا۔ بلکہ برعکس حکم دیا کہ آیات حدیث سے خلط ملط نہ ہو جائیں۔

۴...... ’’میں روح القدس سے بولتا ہوں۔‘‘ (کشف الغطاء ص۲۱، خزائن ج۱۴ ص۲۰۳)

۵...... ’’اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلافصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی ہے۔‘‘ (دافع الوساوس ص۹۳، خزائن ج۵ ص۹۳)

۶...... ’’میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے۔‘‘ (برکات الدعا ص۸، خزائن ج۶ ص۱۱)

۷...... ’’بعض وقت ملائکہ کو دیکھتا ہوں۔‘‘ (برکات الدعا ص۲۱، خزائن ج۶ ص۲۶)

۸...... ’’اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح

ابن مریم سے کم نہ رہتا۔‘‘ (ازالہ ص۳۱۰ حصہ اوّل، خزائن ج۳ ص۲۵۸)

یہ کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کی نسبت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائے اور کس کا کلام ہے اسی شخص کا جو اپنے آپ کو جہلاء کی نظر میں مسلمان اور قرآن پر ایمان رکھنے والا ثابت کرنے کے لئے کہہ چکا کہ:

معجزات انبیائے سابقین
آنچہ درقرآن بیانش بالیقین
برہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

(درثمین فارسی ص۱۱۴)

قاضی صاحب...... مولوی صاحب بے ادبی معاف۔ ذرا ٹھہرئے گا۔ بابو صاحب آپ نے مرزے کا ایمان معلوم کرلیا؟

بابو صاحب...... جی ہاں! معلوم کرلیا۔ وہ مکروہ اور قابل نفرت بھی ہے اور ان پر مرزا قادیانی کا جان ودل سے ایمان بھی ہے۔

قاضی صاحب...... بابو صاحب میرا فیصلہ صحیح نکلا یا غلط کہ وہ دہریہ تھا؟

نووارد...... بابو صاحب مرزے نے اپنے اسی ایمان کا ذکر ان شعروں میں بھی کیا ہے کہ:

آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچوقرآں منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

اور آپ کی الوصیت کی وحی مقدس کی قلعی بعد میں تین اشتہاروں نے کیسی کھول دی۔

قاضی صاحب...... اچھا مولوی صاحب! مرزا قادیانی کی جھوٹی لن ترانیاں شروع رہیں۔

نووارد...... (۹)’’بارہا عالم بیداری میں مقدس لوگ نظر آتے ہیں۔‘‘

(ازالہ حصہ دوئم ص۴۷۴، خزائن ج۳ ص۳۵۴)

۱۰...... ’’جو کچھ اس عاجز کو رویاء صالحہ اور مکاشفہ اور استجابت دعا اور الہامات صحیحہ صادقہ سے حصہ وافر نبیوں کے قریب قریب دیا گیا ہے۔ وہ دوسروں کو تمام حال کے مسلمانوں میں سے ہرگز

نہیں دیا گیا۔‘‘ (ازالہ حصہ دوم ص ۷۰۲، خزائن ج ۳ ص ۴۷۸)

۱۱…… ’’آنحضرتؐ کے لئے صرف چاند کو خسوف ہوا (شق القمر) میرے لئے چاند اور سورج دونوں۔‘‘ (قصیدہ اعجازیہ ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۲)

۱۲…… ’’میرے وقت کی فتح آنحضرتؐ کے وقت کی فتح سے اعظم اور اکبر اور اظہر ہے۔‘‘

(خطبہ الہامیہ ص ۱۹۳، خزائن ج ۱۶ ص ۲۸۸)

۱۳…… ’’اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اسے تمام انسانوں اور جنوں کا سردار اور حاکم بنایا۔ پھر ان کو شیطان نے بہکایا اور جنت سے نکالا اور حضرت آدم کی حکومت شیطان کو ملی اور اس لڑائی میں آدم کو ذلت اور رسوائی ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تاکہ آخری زمانہ میں شیطان کو ہزیمت دے۔ یہ وعدہ خداوندی قرآن میں لکھا ہوا ہے۔‘‘

(خطبہ الہامیہ کا حاشیہ درحاشیہ ص ت، خزائن ج ۱۶ ص ۳۱۲) قاضی صاحب کیا سمجھے؟

قاضی صاحب…… جی ہاں سمجھ گیا کہ (۱) آنحضرتؐ کی فتوحات مرزا قادیانی کی فتوحات سے کچھ لگا نہیں کھاتیں۔ (۲) آنحضرتؐ کے اور دیگر ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے زمانہ میں جن وانس پر شیطان حکمرانی کرتا رہا اور مرزا قادیانی نے قادیان میں جنم لے کر شیطان کی بادشاہی چھین لی۔

نو وارد…… قاضی صاحب اس سچ میں کچھ جھوٹ تو نہیں؟

قاضی صاحب…… نہ نہ بالکل نہیں۔ یہ مرزا قادیانی جیسے آدمی کا ہی کام تھا۔ شیطان پر سبقت لے جانا۔ قہقہہ۔

گاموں…… شیطان غریب نوں اتنے جھوٹ بنانے کتھے آوندے سن۔ جے مرجے دے سامنے کھلوندا۔ (شیطان غریب کو اتنے جھوٹ بنانے کہاں آتے تھے؟ کہ مرزا قادیانی کے مقابلہ میں قائم رہتا؟)

۱۴……

کربلا ایست سیر ہر آنم
صد حسین ست در گریبانم

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

مرزا قادیانی سو حسین جیب میں ڈالے پھرتے ہیں۔

۱۵...... ''اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسینؓ کو میرے سے کیا نسبت ہے۔''
(نزول المسیح ص۴۸، خزائن ج۱۸ص۴۲۷)

۱۶......

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہان بہ پیراہنم

(نزول المسیح ص۱۰۰، خزائن ج۱۸ص۴۷۸)

۱۷......

آنچہ داد است ہر نبی راجام
داد آن جام را مرا بتمام

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

فرداً فرداً جو کل نبیوں کو دیا گیا وہ سب کچھ مجھے اکیلے کو دیا گیا۔

۱۸...... ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔'' (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ص۲۳۳)

۱۹...... ''دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے اور اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔'' (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ص۲۳۳)

قاضی صاحب...... مولوی صاحب بس کیجئے۔ اس مضمون کو اس سے زیادہ سننے کی مجھ میں طاقت نہیں رہی۔

نو وارد...... قاضی صاحب میں خود ان کلمات کو بادل ناخواستہ بیان کر رہا ہوں۔ صرف ایک اور ایک بات اور سن لیجئے۔ پھر اس الف لیلہ کو میں ختم کروں گا۔

قاضی صاحب...... اچھا۔

نو وارد...... پنڈت لیکھرام اپنی کتاب نسخہ خبط احمدیہ کے ص۳۵۰ پر لکھتے ہیں۔ مرزا قادیانی ایک معزز سید صاحب کو اپنے ایک خط میں (جو اصل ہمارے پاس موجود ہے) ذیل کے فقرات لکھتے ہیں: ''مجھ کو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت دی ہے اور علیؓ سے کچھ کم میرے پر فضل نہیں کیا۔ بلکہ جیسا اس نے علیؓ پر فضل کیا ایسا ہی اور اس کے برابر مجھ پر کیا۔ اگر علی زندہ ہوتا تو وہ میری بہت تعظیم کرتا۔ سو لازم ہے کہ جو اس کی سچی اولاد ہے۔ وہ بھی

میری تعظیم کرے۔ علیؓ کو شرف صحبت جناب رسول اللہﷺ سے جو حاصل ہے۔ وہ چھوڑ کر سب کمالات کو ظلی طور پر اللہ جل شانہ نے مجھ کو عطا کیا اور مجھ کو بارہا بذریعہ الہام فرمادیا ہے کہ ہر شخص سید ہو یا کوئی اور ہو۔ جو تیری اطاعت اور فرمانبرداری غلامی کی طرح کرے گا۔ اسی پر میرا افضل ہوگا ورنہ درحالت انحراف وحسد سید ہونا کسی کام نہیں آئے گا۔

غرض آپ کے لئے سید ہونے کی یہی نشانی ہے کہ میرے فرمانبردار خادموں میں داخل ہو جائیے۔ ایسا ہی اللہ نے الہام سے مجھے مطلع کیا ہے۔ سو خدا کرے کہ آپ میں سچے سادات کی سچی نشانی پائی جائے۔ میں دیکھتا ہوں کہ صدہا سید نیک بخت میری کفش برداری پر فخر کرتے ہیں اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ سو خدا کرے کہ آپ میں بھی یہ سچی نشانی سید ہونے کی پیدا ہو جائے۔ مورخہ ۱۱/اپریل ۱۸۸۶ء راقم غلام احمد۔ غلامی میں ہی اولاد سے بڑھ گئے۔ شاباش غلام ہوں تو ایسے ہوں۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب! آپ نے یہ مثل سنی ہے کہ منہ لگائی ڈومنی گائے آل پتال۔ اس مرزے کو جو چند جوشیلے مسلمانوں نے پادریوں اور ان کے عیسیٰ مسیح کو گالیاں دیتے پاکر مجدد وقت مان لیا۔ پھر کیا تھا۔ اپنے آپے سے باہر ہو گئے۔

نووارد...... قاضی صاحب۔ میری ابتداء سے یہی رائے ہے کہ اس کو اس کے مان لینے والوں نے بگاڑا۔ وہ ایسے اندھا دھند اس کی باتوں میں آمنا وصدقنا کہتے گئے۔ گویا آنحضرت کا یہ فرمان کہ میری امت میں جھوٹے نبی پیدا ہوا کریں گے۔ ان سے بچنا۔ انہوں نے کبھی سنا بھی نہ تھا۔ یہ لوگ اگر مٹی کا حقہ دلی دروازہ سے خریدتے ہیں۔ تو دس دفعہ ٹھوک بجا کر دیکھتے ہیں مگر دین جیسے معاملہ میں پیسے پلے سے دے کر پیٹھ لگوا لیتے ہیں۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب افسوس! کہ مرزے کی یہ تحریرات مرزے کی زندگی میں میری نظر سے نہ گزریں ورنہ آپ دیکھتے۔

نووارد...... قاضی صاحب کیا دیکھئے۔

قاضی صاحب...... آپ یہ دیکھتے کہ یا تو میں آج آپ لوگوں میں نہ ہوتا۔ یا مرزے کی موت قریب ہونے کا مقدس اور متواتر الہام ۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک پڑا سڑا نہ کرتا اور آج آپ اس الہام کو اس کرسی پر بیٹھ کر جھوٹا ثابت نہ کرتے۔ مجھے علماء دین پر افسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اس پر کفر کا فتویٰ لگانے میں اتنی دیر کیوں لگائی۔

نووارد...... قاضی صاحب! یہاں آپ زبردستی کرتے ہیں۔ جس شخص نے اپنا ظاہر مسلمانوں کا

سار کھا ہوا ہو۔ اس کو بغیر حجت شرعی کے کافر کہہ دینا بڑی بھاری ذمہ داری اپنے اوپر لینا ہے۔ کیونکہ شریعت ظاہر ہے باطن نہیں اور قاضی صاحب اس میں شک نہیں کہ مرزا قادیانی نے جولکھا ہے کہ دیکھا آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔ نیز یہ کہ علی کو شرف صحبت رسول اللہ سے جو حاصل ہے۔ وہ چھوڑ کر سب کمالات ظلی طور پر اللہ جل شانہ نے مجھ کو عطا کئے۔ اس سے آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔ مرزا جھوٹ کہنے والا آدمی نہ تھا۔ سچ کا پتلا تھا اور جیسا اس کو الہام و وحی کے ذریعہ معلوم ہوتا تھا۔ راست راست بے کم و کاست کہہ دیتا تھا۔ خواہ کسی کو بھلا معلوم ہو یا برا۔ اس کی سخاوت کا حال تو آپ نے سینکڑوں کتابوں میں پڑھا ہوگا۔ ایک بیوی کو باغ کا باغ ہی بخش دیا۔ باقی رہی شجاعت۔ اس کا حال بھی سن لیں۔ نبی کی حیثیت سے آپ ایک مدت تک اپنے الہامات شائع کرتے رہے۔ لیکن جب مولوی محمد حسین صاحب مرحوم نے آپ کو عدالت کی طرف کھینچا کہ یہ شخص لوگوں کی موت کے الہام بیان کر کے ان کے دلوں کو مشوش کرتا ہے اور مجسٹریٹ نے آنکھ دکھائی۔ تو آپ نے یہ اقرار نامہ لکھ دیا:

۱...... میں ایسی پیشین گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا۔ جس کے یہ معنی ہوں کہ ایسے معنے خیال کئے جائیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۲...... میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد و درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو (یعنی وہ مسلمان ہو یا ہندو وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے، یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۳...... میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا۔ جس کا یہ منشاء ہو یا جو ایسا منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی) ذلت اٹھائے گا۔ یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۴...... میں اس امر سے باز رہوں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں یا کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع کروں جس سے ان کو درد پہنچے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ ان کی ذات کی نسبت یا ان کے کسی دوست یا پیرو کی نسبت کوئی لفظ مثل دجال، کافر، کاذب نہیں لکھوں گا۔ میں ان کی پرائیویٹ زندگی یا ان کے خاندانی تعلقات کی نسبت کچھ شائع نہیں کروں گا۔ جس سے ان کو تکلیف پہنچنے کا عقلاً احتمال ہو۔

۵...... میں اس بات سے بھی پرہیز کروں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو اس امر کے مقابلہ کے لئے بلاؤں کہ وہ خدا کے پاس مباہلہ کی درخواست کریں تا کہ وہ ظاہر کرے کہ فلاں مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ نہ میں ان کو یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو کسی شخص کی نسبت کوئی پیشین گوئی کرنے کے لئے بلاؤں گا۔

۶...... جہاں تک میرے احاطہ قدرت میں ہے۔ تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ اثر یا اختیار ہے، ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے خود اسی پر عمل کریں۔ جس طریق پر کاربند ہونے کا میں نے دفعہ ۱،۲،۳،۴،۵،۶ میں اقرار کیا ہے۔ قاضی صاحب فرمایئے مرزا قادیانی کا یہ فرمانہ کہ حضرت امام حسینؓ سے بڑھ کر ہوں اور ظلی طور پر حضرت علیؓ کے کل کمالات رکھتا ہوں۔ کچھ جھوٹ ہے۔

گاموں...... جی حاکم کجہ نا کیتا جے اک دب ہور چاڑہدے تے مرجے ہوراں کی توبہ کڈہ دینی سی۔ (اجی صاحب مجسٹریٹ نے کچھ نہ کیا اگر ذرا سا دباؤ اور ڈالتا تو مرزا قادیانی الہاموں سے قطعی توبہ گار ہو جاتے۔)

نو وارد...... گاموں تو غلط کہتا ہے۔ مرزا قادیانی نے (ازالہ حصہ اوّل ص۱۵) پر فرمایا ہے: ''غیر اللہ کا خوف شرک میں داخل ہے۔'' پھر خدانخواستہ مشرک تھے کہ اپنے فرض نبوت ادا کرنے میں کسی سے ڈرتے۔ بابو صاحب ظہر کا وقت ہوگیا۔ چلئے کہ نماز پڑھ آئیں۔

بیوی...... کیا مرزا قادیانی کے دعوؤں کا سلسلہ آج ختم کر چکے۔

نو وارد...... بیوی جی قاضی صاحب ان کے زیادہ دعوے سننا پسند نہیں کرتے۔ مگر ایک آپ کی خاطر اور سنائے دیتا ہوں۔ مرزا قادیانی (آئینہ کمالات ص۳۴۸، خزائن ج۵ ص۳۴۸) پر لکھتے ہیں: ''مجھے قطعی طور پر بشارت دی گئی ہے کہ میں مخالف پر غالب آؤں گا۔ کیا اس میں کچھ جھوٹ ہے؟

قاضی صاحب...... بس مولوی صاحب بس! مجھے خوف ہے۔ گاموں ہنستے ہنستے پاگل نہ ہو جائے۔ اس کے بعد بابو صاحب اور نو وارد مسجد کی طرف روانہ ہوگئے۔ مسجد میں داخل ہو کر......

بابو صاحب...... (بوٹ کے تسمے کھولتے ہوئے) الحمد للہ۔ آج اٹھارہ سال بعد اس مسجد کا منہ دیکھا۔ عمر بالاخانوں میں ٹکریں مارتے گزر گئی۔ نماز کے بعد جو بابو صاحب اور نو وارد گھر کی طرف روانہ ہوئے تو جو مسلمان بابو صاحب کا واقف ملتا ہے۔ مبارکباد دیتا ہے۔ ایسا معلوم ہوا کہ ادہر تو بابو صاحب اور نو وارد نماز کے لئے نکلے۔ ادھر گاموں نے بابو صاحب کی مرزائیت سے توبہ کی خبر بجلی کی طرح شہر میں پھرا دی۔ واپس مکان پہنچ کر۔

نووارد...... بیوی صاحبہ لو۔اب اپنے میاں تمہیں مبارک ہوں۔خدا نے اپنا بڑا فضل کیا کہ ان کو ہدایت بخشی۔اللہ اس پر استقامت بخشے اوران کے گزشتہ گناہوں سے درگزر کرے۔

بیوی...... (چشم پر آب ہوکر) مولوی صاحب خدا کے اس فضل وکرم کا شکریہ تو میں کیا ادا کر سکوں گی۔آپ کی اس ہمدردی اور محنت کا شکریہ بھی میں ادانہیں کرسکتی۔میری طرف سے یہ ناچیز چیز (لنگی وکلاہ) منظور فرمادیں۔

نووارد...... بیوی صاحبہ یوں تو مجھے آپ سے کوئی شے لے لینے میں کوئی عذر نہیں۔آپ کو خوب معلوم ہے۔ہمارے آپ کے تعلقات کیسے رہے ہیں؟ مگر اس کام کے عوض میں جو میری تمام بد کرداریوں کے مقابلہ میں ایک ہی یہ کام ہے۔جس پر میں نے خداوند کریم سے اپنے گناہوں کی بخشش کی امید رکھی ہوئی ہے۔کوئی معاوضہ لینا نہیں چاہتا اور نہ کبھی لوں گا معاف فرمادیں اور برا نہ جانیں۔ہاں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کام میں اور بھی ہمت دے اور اپنے رسول مقبول (فداہ ابی وامی) کے طفیل سے میرے ناپاک گناہوں سے درگزر کرے۔

بیوی...... اجی یہ دعا تو جب تک ہم جیتے رہیں گے۔ہمارے دلوں سے نکلتی رہے گی۔

نووارد...... بس یہی میرے لئے کافی ہے۔ہاں بابو صاحب! آپ کی خدمت میں مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔قاضی صاحب بھی سن رہے ہیں اور وہ یہ کہ آپ کے مرزائیت سے توبہ گار ہونے کی خبر تو آندھی کی طرح شہر میں پھیل گئی ہے۔اس سے مرزائیوں پر کچھ نیک اثر تو ہونے سے رہا۔وہ جان ماردیں گے کہ آپ ان کے ہاتھ آئیں۔تو پھر آپ کو اپنا سا بنالیں۔میں تو یہاں ہوں گا نہیں اور نہ وہ مجھ سے کلام کرنا روا رکھتے ہیں۔پس اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ آپ پھر ان کے بہکانے میں نہیں آئیں گے؟

بابو صاحب...... مولوی صاحب! میں آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ میں صرف اخبار الحکم میں مرزا قادیانی کی تعریفیں پڑھ پڑھ کر اس فرقہ کی طرف مائل ہوگیا تھا اور حقیقت حال سے بالکل بے خبر رہا اور رکھا گیا۔اب مجھے مرزا قادیانی کی اپنی کتابوں اور اشتہاروں سے ثابت ہوگیا کہ مرزے کا یہ دعویٰ کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔بالکل جھوٹا تھا اور جب یہ ثابت ہو چکا۔تو اب کوئی دعویٰ بھی اس کا سچا نہیں ہوسکتا۔کیونکہ وہ جو کچھ بنا اسی طرح بنا کہ مجھے یہ الہام ہوا ہے اور جب میرا دل مان چکا اور گواہی دے چکا کہ وہ ملہم ہونے کے دعوے میں سراسر جھوٹا تھا۔تو اب یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ مفتری علی اللہ کو اس سے بعد میں مسلمان بھی مانوں۔غضب خدا کا ۱۹۰۵ء میں کہتا ہے کہ وحی مقدس اور متواتر نے کہ میری موت قریب ہے۔میری ہستی کی بنیاد ہلادی اور

۱۹۰۶ء ۱۹۰۷ء میں اپنے مخالفوں کے بعد تک زندہ رہنے کو اپنی صداقت کا نشان بتارہا ہے اور قرآنی آیات و الفاظ میں الہامات اتاراتار کر ان کو ڈرا اور دھمکا رہا ہے کہ تمہارا اخزا اور افنا میرے ہی ہاتھ سے مقدر تھا۔ مجھے خدا خانہ کعبہ کہتا ہے اور تم کو اصحاب فیل سبحان اللہ اصحاب فیل تو زندہ صحیح سلامت اور ہشاش بشاش اور خانہ کعبہ صاحب زیرزمین اور طرفہ یہ کہ نہ کسی الہام میں موت کے الہام کا کچھ ذکر۔ نہ مرزا قادیانی کی طرف سے اس کی طرف کچھ اشارہ۔

اب کون سا احمق ہے کہ ان باتوں کے ہوتے ہوئے یہ سمجھے گا کہ مرزا قادیانی کو ۱۹۰۵ء میں ایک دفعہ بھی موت کا الہام ہوا تھا اور جب یہ الہام موت کا جھوٹا ثابت ہوا تو رسالہ الوصیت کے جتنے الہام ہیں۔ سب جھوٹے اور بہشتی مقبرہ بنانے اور اس کے واسطے چندہ لینے کے لئے ثابت ہوئے۔ کیونکہ معمولی قبرستان میں مدفون ہونا آپ کی شایان شان نہ تھا۔ جب تک کہ مرید چندہ کر کے اس میں کنواں کھدوا کر باغ نہ بنوادیں اور جب رسالہ الوصیت کے تمام الہامات جھوٹے تو مرزا کے کل الہام جھوٹے۔ پس میرا قاضی صاحب کے فیصلے سے بکلی اتفاق ہے کہ مرزا دہریہ تھا اور اس نے اس مسلمانی جامہ میں مسلمانوں کو لوٹا۔ خود عیش سے زندگی بسر کر گیا اور اولاد کے واسطے کل ہند سے قادیان روپیہ اور نقد و جنس آنے کے لئے پختہ سڑک بنا گیا۔ ہزاروں روپیہ ہم سے کھینچا گیا اور کھینچا جارہا ہے۔ جو پوچھو کہ یہ روپیہ کدھر جاتا ہے۔ تو جواب ملتا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام ہورہی ہے۔ ہم نے آج تک کسی امریکہ یا یورپ کے نومسلم کو نہ دیکھا کہ اسلامی معاملہ میں اس کے کان پر جوں تک چلی ہو۔ ہمارے روپیہ کے ٹفن اور کھانے کھائے اور کھلائے جاتے ہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ڈھل مل یقین لوگوں کی تلاش میں پھرتے ہیں کہ ہماری تعداد بڑھ جائے تو ہم بھی کسی قطار میں آجائیں اور ہمارے بیوقوف بھائی سمجھتے ہیں کہ وہ خدمت اسلام کررہے ہیں۔ حقیقت میں وہ اسلام کے دشمنوں کی تعداد بڑھارہے ہیں۔ مولوی صاحب میں آپ سے کیا عرض کروں اگر میں ان لوگوں سے سر نہ منڈوا بیٹھتا تو آج میں اپنے دونوں لڑکوں کو تعلیم کے لئے ولایت بھیج سکتا تھا۔

مولوی صاحب میرے خیال میں آپ ان تبلیغ کنندوں سے لاکھ درجہ بہتر ہیں کہ اپنے دست و بازو کی کمائی حق حلال کی کھا کر اس کام میں اپنا پیسہ اپنی طاقت، اپنی صحت اپنی بینائی، اپنا دماغ خرچ کررہے ہیں اور کسی مسلمان کی جیب کو خبر تک نہیں

قاضی صاحب...... بابو صاحب! واقعی آپ درست فرمارہے ہیں۔ میں نے بھی اس معاملہ پر بہت غور و فکر کیا اور میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ میں تو مرزا

قادیانی صاف لکھتے ہیں کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشین گوئی نہیں پس ایسی مقدس اور متواتر وحی کے نازل ہوجانے کے بعد جس کے سچے اور یقینی ہونے نے مرزا قادیانی کی ہستی کی بنیاد کو ہلا دیا ہو اور مرزا قادیانی نے اپنی چاندی کی قبر بھی اپنی آنکھوں دیکھ لی ہو۔ مرزا قادیانی کا مولوی صاحب سے بلا الہام و وحی ایسی ٹکر لگانا صاف کہہ رہا ہے کہ مرزا قادیانی کی موت کی وحی نہیں ہوئی تھی۔ اگر ہوتی تو ایسے فیصلے کے لئے مولوی صاحب کے اصرار کرنے پر بھی مرزا قادیانی انہیں یہ جواب دیتا کہ ہاں آپ کو معلوم ہوگیا کہ مجھے موت قریب ہونے کا الہام متواتر ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے آپ مجھ سے یہ فیصلہ چاہتے ہیں۔ میں بعد اس الہام کے ایسا فیصلہ آپ کے ساتھ ہرگز نہیں کرسکتا۔ کیا ایک ایسے شخص کا جس کو نبض وغیرہ دیکھ کر حکیم حاذق نے کہہ دیا ہو کہ تو عنقریب مرنے والا ہے۔ کسی ہٹے کٹے تندرست و جوان آدمی سے اس قسم کی شرط لگانا اس کی حماقت میں داخل نہ ہوگا اور اگر وہ ایسا کرے تو اس کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو ڈاکٹر نے اسے ایسا کہا ہی نہیں اور اگر کہا ہے تو وہ اس ڈاکٹر کو ڈاکٹر نہیں سمجھتا۔

بیوی...... مولوی صاحب مجھے اپنے میاں کی بات پر اعتبار ہے اور میں یقین نہیں کرتی کہ مرزائیوں کا کوئی جادو منتر ان پر اثر کرے۔ مگر پھر بھی میں نہایت مشکور ہوں گی کہ اگر آپ چندروز اور یہاں قیام فرما کر مرزا قادیانی کے کنبہ سے ان کو واقف کردیں۔ میں دیکھتی ہوں کہ اس کام کے واسطے آپ سا دوسرا کوئی ہمارے مہربانوں میں نہیں اور آج ابھی وقت بہت ہے۔ چلتے چلتے ان کے کانوں میں کچھ ڈالتے جایئے۔

نووارد...... بہت بہتر جناب اس کام کے لئے میں دل وجان سے حاضر ہوں۔ سنئے جو کام مرزے نے کیا۔ وہ کسی سیدھے سادھے آدمی کے کرنے کا نہ تھا۔ اس کے لئے ایک خارق عادت دماغ بکار تھا۔ دیکھئے کہ وہ اپنی بزرگی اور بڑائی کیونکر مسلمانوں کے ذہن نشین کرتا ہے کہ ظاہراً اسلام کی عظمت بیان کر رہا ہے اور باطناً اپنی پٹڑی جما رہا ہے:

۱...... ’’ہم حضرت عیسیٰ کی اس زندگی کی خصوصیت کو ہرگز نہیں مانتے...... ہمارے نبیؐ سب سے زیادہ حیات، اقویٰ اور اعلیٰ رکھتے ہیں اور کسی نبی کی ایسی اعلیٰ درجہ کی حیات نہیں ہے جیسے آنحضرتؐ کی۔ چنانچہ میں نے کئی دفعہ آنحضرتؐ کو اس بیداری میں دیکھا ہے۔ باتیں کی ہیں۔ مسائل پوچھے ہیں۔‘‘ (جنگ مقدس ص۱۲۹، خزائن ج۶ ص۲۲۳)

۲...... ’’عیسائیوں کے خلاف خدا نے مسلمانوں کو یہ معجزہ دیا کہ اپنے اس بندہ کو اپنے الہام وکلام اور اپنی برکات خاصہ سے مشرف کر کے اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرۂ کامل بخش کر

مخالفین کے مقابل پر بھیجا اور بہت سے آسمانی تحائف اور علوی عجائبات اور روحانی معارف اور دقائق ساتھ دیئے۔'' (فتح اسلام ص۶، خزائن ج۳ص۶)

۳...... ''ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرتﷺ کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہوگئی اور معجزات نابود ہوگئے۔ ان کی امت خالی اور تہی دست ہے۔ صرف قصے ان لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے۔ مگر آنحضرتﷺ کی وحی منقطع نہیں ہوئی اور نہ معجزات منقطع ہوئے۔ بلکہ بذریعہ کاملین امت جو شرف اتباع سے مشرف ہیں۔ ظہور میں آتے ہیں۔ اسی وجہ سے مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے...... چنانچہ اس زمانے میں بھی اس شہادت کے پیش کرنے کے لئے یہ بندہ حضرت عزت موجود ہے۔ اب تک میرے ہاتھ پر ہزار نشان ظاہر ہوچکے ہیں اور خداتعالیٰ کے پاک مکالمہ سے قریباً ہر روز میں مشرف ہوتا ہوں۔'' (چشمہ مسیحی ص۱۸، خزائن ج۲۰ص۳۵۱)

۴...... ''مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اپنے خدائے پاک کے یقینی اور قطعی مکالمہ سے مشرف ہوں اور قریباً ہر روز مشرف ہوتا ہوں۔''

(چشمہ مسیحی ص۲۳، خزائن ج۲۰ص۳۵۳)

۵...... ''مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر بھی ہوسکتا ہے۔'' (چشمہ مسیحی ص۱۶، خزائن ج۲۰ص۳۵۴)

۶...... ''اسلام میں خود خداتعالیٰ ہر ایک زمانہ میں اپنے انا الموجود کی آواز سے اپنی ہستی کا پتہ دیتا ہے۔ جیسا کہ اس زمانہ میں بھی وہ مجھ پر ظاہر ہوا۔'' (چشمہ مسیحی ص۲۵، خزائن ج۲۰ص۳۵۵)

۷...... ''یہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں۔ ہمارے سید و مولیٰ کی ہتک کرتے ہیں۔ جب کہتے ہیں کہ اس امت میں عیسیٰ بن مریم کا مثیل کوئی نہیں آسکتا...... اس اعتقاد سے دوگنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ ان کو یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تیس برس تک موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت پایا۔ اس کے مقابل پر اگر کوئی شخص بجائے ۳۰سال کے پچاس سال بھی آنحضرتﷺ کی پیروی کرے تب بھی وہ مرتبہ نہیں پاسکتا۔''

(حاشیہ چشمہ مسیحی ص۶۷، خزائن ج۲۰ص۳۸۱،۳۸۲)

''اور پھر دوسری طرف آنحضرتﷺ کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرتﷺ نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں ہیں۔ بلکہ مردہ چراغ ہیں۔''

(چشمہ مسیحی ص۷۳، خزائن ج۲۰ص۳۸۸)

۸...... ''گزشتہ مذہبوں میں عورتوں کو بھی الہام ہوا۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی ماں اور مریم

کومگر تم مرد ہو کر ان عورتوں کے برابر بھی نہیں۔ بلکہ اے نادانو اور آنکھوں کے اندھو! ہمارے نبیؐ اور ہمارے سید ومولیٰ (اس پر ہزار سلام) اپنے افادہ کی رو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں۔ آپ کے سایہ میں پرورش پانا ایک ادنیٰ انسان کو مسیح بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ اس نے اس عاجز کو بنایا۔'' (چشمہ مسیحی ص۵۷، خزائن ج۲۰ ص۳۸۹)

۹...... ''میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریمؐ سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے اور اس کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۶۱، خزائن ج۱۱ ص۳۴۵)

بابو صاحب...... ''العظمت للہ'' مطلب یہ کہ آنحضرتؐ اس جسم مرئی کے ساتھ بازاروں میں پھرتے رہتے ہیں۔ مگر اس کا ثبوت اپنے منکرین کو نہیں۔ اپنے آپ کو ہی دیتے ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی تو غیر نہیں وہی ہیں۔ مرزا قادیانی کو صاحب وحی ومعجزات ماننے سے آنحضرتؐ ایک بڑے معجزہ والے ثابت ہوں گے۔ مرزا قادیانی کو صاحب نشانات ماننے سے اسلام ایک زندہ مذہب ثابت ہوگا۔ مرزا قادیانی کو توبہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فوقیت دینے سے آنحضرتؐ کی عظمت ثابت ہوگی۔ مرزا قادیانی سے خدا ہر روز باتیں کر کے اپنی ہستی کا ثبوت دے رہا ہے۔ درد کہیں دوا کہیں۔ خدا کی ہستی کے منکر تو دہریئے اور ثبوت دیا جارہا ہے قائل کو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت موسوی کی پیروی سے نبی بن گئے۔ لاحول ولاقوۃ

نو وارد...... بابو صاحب خیال فرمایئے۔ یہ قول مرزے کا کیسا صریح خلاف ہے۔ آیت ''انی عبداللہ اتنی الکتاب وجعلنی نبیا (پ۱۶ ع۵)'' یعنی خداوند کریم تو قرآن میں فرماتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی کہا کہ میں ناجائز اولاد نہیں۔ بلکہ نبی اور صاحب کتاب ہوں اور مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ عیسیٰ شریعت موسوی کی پیروی کرنے سے مقرب بنا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے ہم اچھے ہیں۔ کیونکہ وہ عورتیں تھیں اور ہم مرد ہیں۔ مرزا قادیانی کو ملہم ماننے سے (مگر ڈاکٹر عبدالحکیم خان اور منشی الٰہی بخش کو نہیں) اسلام کی اعلیٰ درجہ کی صداقت ثابت ہوگی۔ پس اے مسلمانو! اسلامی غیرت دکھاؤ اور جلد مرزا قادیانی کو صاحب مکالمہ باخدا۔ صاحب وحی۔ صاحب کرامات۔ صاحب معجزات ونشانات اور عالم الغیب اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل مان لو۔ ورنہ نہ خدا کی ہستی کا کوئی قائل ہوگا۔ نہ اسلام کی شوکت نہ بانی اسلامؐ کی کچھ عظمت باقی رہے گی۔

نووارد...... بیوی جی خدا کا فضل وکرم دیکھئے کہ اس قلیل عرصہ میں ہی تمہارے میاں کے خیالات کیسے صحیح ہوگئے اور وہ کیسے مرزا قادیانی کی تہ کو پہنچنے لگ گئے۔

بیوی...... میں خوب سمجھ رہی ہوں۔ آپ وقت کو غنیمت جانیں۔

نووارد...... بیوی صاحبہ یہاں ایک مثال مرزا قادیانی کے قریباً ہر روزہ مکالمہ ومخاطبہ کی بیان کرنی لطف سے خالی نہ ہوگی۔

آسمانی نکاح کے ایک عربی الہام کا ترجمہ

’’اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے۔ کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں گے اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کوئی فریب یا پکا جادو ہے۔‘‘ (آسمانی فیصلہ ص۴۰، خزائن ج۴ ص۳۵۰)

بابو صاحب یہ الہام یا خدا کا مکالمہ اور مخاطبہ قرآنی آیات کا مجموعہ ہے اور اس کے سات فقرے ہیں۔ فرمایئے کہ اس عالم الغیب کی طرف سے جس کو اول سے آخر تک کا تمام حال روشن ہے۔ یا خود غرض جھوٹے نبی کی گھڑنت ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کے باور کر لینے کے لئے قرآنی آیات کو جمع کر دیا ہے۔ دیکھئے یہ شخص قرآنی آیات سے کام لے رہا ہے اور جب اس نکاح کے انتظار میں طاقت رجولیت جاتی رہی اور عمر ۶۷ برس کو پہنچی اور آپ کے دل نے گواہی دی کہ اب تو اگر محمدی بیگم بیوہ بھی ہو جاوے تو اس سے نکاح بوالہوسی سے زیادہ ثابت نہ ہوگا۔ تو (حقیقت الوحی کے تتمہ ص۱۳۲، خزائن ج۲۲ ص۵۷۰) پر آپ نے کھسیانے ہوکر عذر گناہ بدتر از گناہ یوں کیا۔ لکھتے ہیں: ’’کیا آپ کو خبر نہیں کہ ’’یمحواللّٰہ مایشاء ویثبت‘‘ نکاح آسمان پر پڑھا گیا یا عرش پر مگر آخر وہ سب کارروائی شرطی تھی۔ بابو صاحب اس عذر کے لغو اور بیہودہ ہونے میں کلام نہیں کیونکہ

۱...... آپ ہی ایمان سے کہہ دیں اس الہام کے سات فقروں میں کوئی ایسا فقرہ بھی ہے۔ جس سے نکاح کا شرطیہ ہونا پایا جائے؟

۲...... اس الہام کا ایک ایک فقرہ پکار پکار کر نہیں کہہ رہا کہ نکاح قطعی اور بلاشرط ہے۔

۳...... یہ آیت پ۱۳ ع۱۲ کی جو مرزا قادیانی نے بیان کی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ اس سے پہلے کی آیت سن کر کفار (قریش) نے آپس میں چرچا کیا کہ محمدﷺ ہر وقت عذاب الٰہی سے جو ڈراتے تھے۔ اب معلوم ہوگیا کہ ان کے اختیار میں کچھ نہیں ہے اور یہ بھی چرچا کرتے تھے کہ محمدﷺ

اپنی طرف سے ایک بات کہہ دیتے ہیں۔ پھر جب جی چاہتا ہے تو اس کی جگہ دوسری بات کہہ دیتے ہیں۔اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور قریش کو دھمکایا کہ اگرچہ اللہ کی بارگاہ میں ہر کام کا وقت ہے۔ مگر جس نے وہ وقت ٹھہرایا ہے۔ وہی اس وقت کے بدل ڈالنے اور وقت سے پہلے تم کو ہلاک کر دینے پر قادر ہے۔اس آیت کو اس نکاح سے جو محمدی بیگم کے لئے موجب برکات ہونا تھا۔ کچھ بھی تعلق نہیں۔اس میں اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی سے پختہ وعدہ فرما چکا تھا اور علاوہ اس کے تمام قرآن ایسی آیات سے بھرا پڑا ہے کہ خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ جناب مرزا قادیانی کے ہی الفاظ وعدہ خداوندی کے نسبت سن لیں۔

الف...... ''چونکہ مجھے خدا تعالیٰ کے وعدوں پر وثوق تھا۔'' (استفتاء ص۳، خزائن ج۱۲ ص۱۱۱)

ب...... ''وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا۔'' (الوصیت ص۱۶، خزائن ج۲۰ ص۳۰۶)

ج...... ''جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور...... ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے۔''
(درثمین ص۱۴)

د...... ''پہاڑ ٹل جاتے ہیں۔ دریا خشک ہو سکتے ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں۔ مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا۔ جب تک پورا نہ ہولے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

ہ...... ''خدا اگرچہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ لیکن وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔''
(ازالہ حصہ دوم ص۹۴۳، خزائن ج۳ ص۶۲۲ حاشیہ در حاشیہ)

و...... ''ایک بیٹا نہیں اگر ہزار بیٹے بھی صلیب پر کھینچے جاویں تب بھی وعدہ میں تخلف نہیں ہو سکتا۔'' (جنگ مقدس ص۱۶۹، خزائن ج۶ ص۲۶۷)

دہائی ہے خدا کی اگر یہ الہام بھی سچا ہے۔ تو خدایا ہمیں اس جھوٹی دنیا سے اٹھا لے۔ اسلام کے دشمنوں نے اسلام و بانیٔ اسلام کو خاکم بدہن جھوٹا ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر ان کو ناکامی نصیب ہوئی۔ اس شخص نے آنحضرتﷺ کا ظل اور بروز بن کر اور آیات قرآن میں جھوٹے الہام گھڑ کر اسلام و بانیٔ اسلام کو ایسا جھوٹا ثابت کرایا کہ اگر ہمارے علمائے دین اس کو کافر قرار دے کر اسلام سے خارج نہ کر دیتے تو آج ہمیں کسی کو منہ دکھانے کی جگہ نہ رہتی۔

قاضی صاحب...... مگر یہ عجیب تماشہ ہے کہ ادھر تو مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے۔ یعنی خدا ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ جس بات کو وہ کہے کہ یہ میں ضرور کرتا ہوں اور ادھر فرماتے ہیں کہ یمحو اللہ ویثبت۔ جسے خدا چاہے مٹا دے جسے چاہے قائم رکھے۔

نووارد...... قاضی صاحب اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ خدا نے یہ آیت اس غرض سے اتاری ہے کہ

جسے میں چاہوں منسوخ کردوں۔ جسے چاہوں قائم رکھوں۔تب بھی یہ فرمان خدائی احکام کی نسبت ہوگا نہ کہ خدا کے وعدوں کے متعلق۔ اپنے احکام کو خدائے پاک کیا ایک دنیاوی بادشاہ بھی منسوخ کرسکتا ہے۔مگر اپنے وعدوں کو منسوخ کرنا اوراس پر قائم نہ رہنا ایک جنٹلمین کا کام نہیں چہ جائیکہ اللہ پاک جیسے زورآور حاکم کا۔کیونکہ وعدہ خلافی کمزوری اور بے چارگی کی نشانی ہے اور قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا۔مثلاً ''فلا تحسبن اللّٰہ مخلف وعدہ رسلہ'' ﴿اے پیغمبر ایسا خیال نہ کرنا کہ خدا جو اپنے پیغمبروں سے وعدہ کرچکا ہے،اس کے خلاف کرے گا﴾

''ان اللّٰہ لایخلف المیعاد۔لایخلف اللّٰہ وعدہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون'' ﴿بیشک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔اللہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے﴾

مرزاقادیانی کے نکاح کی بشارت کوئی حکم شرعی نہ تھا کہ اللہ نے منسوخ کردیا۔ بلکہ وہ ایک وعدہ تھا کہ ''انا زوجنکھا'' ہم نے اس کا تیرے ساتھ نکاح کردیا۔یہ آیت بھی قرآن سے چرائی ہوئی ہے۔قرآن کی عظمت وصداقت ثابت کرنے کو یا مخالفین سے اس پر ٹھٹھے کرانے کو۔باقی رہا قاضی صاحب آپ کا یہ اعتراض کہ مرزاقادیانی نے ایک جگہ یہ کہا اور ایک جگہ یہ کہا۔ یہ آپ کی مرزاقادیانی کی کلام سے ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے۔مرزاقادیانی کے لٹریچر پر جن کو عبور ہے۔وہ خوب جانتے ہیں کہ مرزاقادیانی جس بات سے اپنا مطلب نکلتا پاتے تھے۔اسی کو بطور قاعدہ کلیہ فرمادیا کرتے تھے۔باور نہ ہو تو سنیں:

ا...... ''اگر یہ کہا جائے کہ کیوں بطور معجزہ جائز نہیں کہ حضرت مسیح اذن اور ارادہ الٰہی سے حقیقت میں پرندے بنالیتے ہوں اور وہ پرندے ان کی اعجازی پھونک سے پرواز کر جاتے ہوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اذن اور ارادہ سے کسی شخص کو موت وحیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں بناتا۔ نبی لوگ دعا اور تضرع سے معجزہ مانگتے ہیں۔معجزہ نمائی کی ایسی قدرت نہیں رکھتے جیسا کہ انسان کو ہاتھ پیر ہلانے کی قدرت ہوتی ہے۔'' (ازالہ اوّل ص۳۱۴، خزائن ج۳ ص۲۶۰)

برخلاف اس کے دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''آنحضرتﷺ نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں۔ بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی۔ مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھائی اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرتﷺ کا جو شق القمر ہے۔اسی الٰہی طاقت کے ظہور سے آیا تھا۔کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی۔ کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے

جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی۔ وقوع میں آ گیا تھا اور اس قسم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں۔'' (آئینہ کمالات ص۶۵، خزائن ج۵ ص۶۵)

قاضی صاحب...... لاحول ولاقوۃ۔ لاحول ولاقوۃ۔ استغفراللہ۔

بیوی...... لو چاء پیو۔ لاحول پیچھے پڑھنا۔

گاموں...... (چاء پیالیوں میں ڈالتے ہوئے) مولوی جی مرجے نے جے اس محمدی بیگم والے الہام وچ رب دی قسم کھادی ہے۔ اس دا کفارہ مرجے دتا ہوسی یا مرجے دے خدا؟

(مولوی صاحب مرزے نے جو اس محمدی بیگم والے الہام میں خدا کی جھوٹی قسم کھائی ہے۔ اس کا کفارہ مرزے نے دیا ہوگا یا اس کے خدا نے؟)

نووارد...... مرزا قادیانی کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ وہ آنحضرتﷺ کی کمال پیروی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر اور خدا کے مقرب ہوگئے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا ایک الہام یہ بھی ہے کہ ''میں عرش پر تیری حمد کررہا ہوں۔'' (تذکرہ ص۴۷) ایسے نیک اور مقبول بندوں کے ذریعہ قادیانی اسلام میں خدا اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔ میرے خیال میں اس قسم سے مرزا قادیانی کے خدا کی غرض ومنشاء صرف یہ تھی کہ اپنی ہستی کا ثبوت دے کہ میں ہوں اور وہ غرض پوری ہوگئی۔

بابو صاحب...... (چاء کی پیالی منہ سے ہٹا کر) مولوی صاحب مجھے تو ایسا یقین آ گیا جیسا میں اپنے خدا اور اس کے رسولﷺ پر رکھتا ہوں کہ مرزا ملہم ہونے کے دعوے میں سراسر جھوٹا تھا۔ الہام خود گھڑ لیتا تھا اور اکثر قرآنی آیات میں تاکہ کوئی مسلمان اس میں شک نہ کرے اور یہی وجہ تھی کہ وہ جھوٹ بولنے کو اس قدر مبالغہ سے بڑا سخت گناہ بیان کرتا رہا اور مسلمانوں کو تعلیم دیتا رہا کہ الہام کا نام سن کر سر تسلیم خم کر دینا چاہئے اور بدظنی بڑا سخت گناہ ہے۔ اس کے سوا اس نے اور ہمیں کیا بتایا۔

قاضی صاحب...... بیوی جی میں تمہیں اس بات پر ہزار ہزار مبارک باد دیتا ہوں کہ خدائے عزوجل نے بابو صاحب پر اپنا اتنا بڑا فضل وکرم کیا کہ اٹھارہ سال بعد ان کی ظاہر ہی نہیں باطن کی آنکھیں کھول دیں۔

نووارد...... لیجئے چاء تو پی لی گئی۔ اب دعا کیجئے۔ اس پر سب نے ہاتھ اٹھائے اور نووارد نے دعا کرنی شروع کی۔

''اللہ! تیرا ہزار ہزار شکر واحسان کہ تو نے ہمیں مسلمان بنایا۔ اے اللہ! تیرا ہزار ہزار شکر واحسان کہ تو نے اپنے پیارے نبیﷺ کی پیاری امت کے ایک فرد کو ازسر نو ہدایت بخشی۔ اے اللہ!

تو رحیم وکریم ہے۔ ہمارے دوسرے پیارے اور سادہ لوح بھائیوں کو بھی اسی طرح ہدایت بخش۔ پھر سب نے کہا، آمین! اور چائے کے برتن اٹھائے گئے۔

قاضی صاحب...... (ایک ڈکار لے کر) مولوی صاحب آپ کی آج کی تقریر سے تو بخدا لطف آ گیا۔ کوئی اور مثال بھی مرزا قادیانی کی متضاد باتوں کی یاد ہو تو سنایئے۔

نووارد...... قاضی صاحب ایک یا ایک ہزار۔

قاضی صاحب...... نہیں مولوی صاحب ہزار نہیں صرف چند ایک مگر مزیدار۔

نووارد...... اچھا لیجئے! سنئے یہ میں بیان کر چکا ہوں کہ مرزا قادیانی نے (آئینہ کمالات ص۶۵، خزائن ج۵ص۶۵) پر لکھا ہے کہ: ''اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرتﷺ کا جو شق القمر ہے۔ اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا۔ کوئی دعا اس کے شامل نہ تھی۔ کیونکہ صرف انگلی کے اشارے سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی، وقوع میں آ گیا تھا۔''

۲...... اب دیکھئے! اب اس شق القمر کی بابت (نزول المسیح ص۱۲۸، ۱۲۹، خزائن ج۱۸ص۵۰۶، ۵۰۷) پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''اس وقت کافروں نے شق القمر کے نشان کو ملاحظہ کر کے جو ایک قسم کا خسوف تھا۔ یہی کہا تھا کہ اس میں کیا انوکھی بات ہے۔ قدیم سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ کوئی خارق عادت امر نہیں۔''

۳...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چڑیوں کی بابت (دافع الوساوس ص۶۸، خزائن ج۵ص۶۸) پر لکھتا ہے: ''اور حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے۔ مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھیں۔''

اور (ازالہ حصہ اوّل ص۳۰۹، ۳۰۸، خزائن ج۳ص۲۵۸، ۲۵۷) پر یوں درافشان ہے: ''اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے۔ اگر یہ عاجز اس امر کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو ان اعجوبہ نمایوں میں حضرت عیسیٰ سے کم نہ رہتا۔''

دیکھئے ایک جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چڑیوں کا اڑنا قرآن شریف کی رو سے معجزہ بیان کرتا ہے اور دوسری جگہ اس خدا کے فرمائے ہوئے معجزے کو ایسا مکروہ اور قابل نفرت بیان کرتا ہے کہ اس کا دکھانا اپنی شایان شان نہیں سمجھتا۔

ستر بی بی از بے چادری است

بی بی صاحبہ اس لئے ستر میں بیٹھی ہیں کہ چادر نہیں رکھتیں کہ اوڑھ کر باہر نکلیں۔ اگر مرزا

قادیانی ایسی باتیں کر دکھانے کی طاقت رکھتے تھے۔ تو کم از کم ایک دفعہ تو کر دکھاتے اور پھر کہتے کہ میں اس کو قابل نفرت سمجھتا ہوں۔ میری شان اس سے بالاتر ہے کہ میں ہمیشہ ایسے مکروہ کام کروں۔ کیونکہ جو فعل حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے الوالعزم پیغمبر سے خدا نے کرایا اور اس کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر احسان رکھا۔ وہ ایسا بد نہیں ہوسکتا تھا کہ مرزا قادیانی اس کے ایک دفعہ مرتکب ہونے سے کلنکی یا قطعی جہنمی ہو جاتے۔ بلکہ اس سے بڑا فائدہ یہ ہوتا کہ آج ہم مرزا قادیانی کو جھوٹے نبیوں میں شمار نہ کر سکتے اور ایک عالم ان کے مثیل مسیح اور بہتر از مسیح ہونے کا قائل ہو جاتا۔ مرزا قادیانی کی اس کلام سے یہ تو ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی مسمریزم جانتے تو تھے۔ یعنی یہ علم انہوں نے سیکھا ہوا تو تھا۔ مگر سوا تجربہ بتایا استاد کے سامنے کرنے کے غیر اور نامحرم کے سامنے کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے اور ان کے اس اقبال نے ان کے تمام معجزوں اور نشانوں کی قلعی کھول دی۔ بس ہو چکی نماز مصلیٰ اٹھائیے۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب آپ اپنے فیصلہ پر مکرر نظر ڈالیں۔ کیا آپ مرزا قادیانی سے بے انصافی نہیں کر رہے؟

نووارد...... نہیں ہرگز نہیں۔ آپ مجھے بتلا دیں کہ آپ مرزا قادیانی کو بحیثیت تعلیم اور خاندان اعلیٰ طبقہ کے انسانوں میں شمار کرتے ہیں۔ درمیانی طبقہ کے یا ادنیٰ طبقہ کے۔

قاضی صاحب...... اس میں شک نہیں کہ تعلیم وخاندان کے لحاظ سے میں مرزا قادیانی کو اعلیٰ طبقہ کے انسانوں میں شمار کرتا ہوں۔

نووارد...... آپ کے بچے جیتے رہیں۔ اب آپ اپنی بی اے اور مولوی فاضلیت کی قسم کھا کر فرمائیں کہ اوّل طبقہ کے انسانوں میں کوئی ایسا انسان آپ نے دیکھا یا سنا کہ اس کسی فن یا ہنر کی بابت بغیر اس میں کمال رکھنے کے ایسی ڈینگ جاری ہو۔ یعنی بغیر جاننے اس فن کے۔ قاضی صاحب! بس مولوی صاحب بس میں اپنا اعتراض واپس لیتا ہوں اور ساتھ ہی آپ کے دماغ کی داد دیتا ہوں میں مان گیا کہ اس طبقہ کا انسان جب تک کسی فن یا ہنر میں مہارت کامل نہیں رکھتا۔ وہ کبھی اپنی زبان سے یہ نہیں نکالتا کہ اگر فلانی بات مانع نہ ہوتی تو میں اس فن میں یہ کچھ کر دکھاتا۔ کیونکہ ہر ایک دماغ ہر فن کے لئے موزوں نہیں ہوتا۔ مثال کے لئے دور نہ جائیے۔ مرزا قادیانی ہی کو لیجئے کہ باوجودیکہ الہام اتارنے میں دماغ ان کا کسی اور جھوٹے نبی سے دوم درجہ نہیں رہا۔ پھر بھی بیرسٹری میں نہیں وکالت میں نہیں۔ مختار کاری کے امتحان میں فیل ہوگئے۔ پس جب تک وہ قانون میں اعلیٰ درجہ کی مہارت حاصل نہ کر لیتے تو وہ کبھی نہ کھسکتے کہ اگر میں خدا سے نہ

ڈرتا۔ تو راٹیگن وکیل سے جھوٹے مقدمے بھی جیت لیتا۔ آپ کا خیال بالکل درست ہے کہ اعلیٰ طبقہ کے انسان میں جب تک کسی فن کی قابلیت نہ ہو۔ وہ اس فن کے ماہرین کے مقابلہ کی ڈینگ نہیں مار سکتا۔ ہاں ادنیٰ درجہ کے طبقہ کے لوگ شیخی میں آ کر سب کچھ کہہ گزرتے ہیں اور ان پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

پس مرزا قادیانی بغیر جاننے مسمریزم کے یہ کبھی نہیں کہہ سکتے تھے کہ اگر میں اس فن کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو میں علم مسمریزم سیکھ کر ایسی ایسی اعجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ انہیں کیا خبر تھی کہ اس فن میں ایسا کمال حاصل کر سکیں گے؟ یہ کوئی الہام یا مکالمہ ومخاطبہ باخدا کا معاملہ نہ تھا کہ لوگوں کے حواس خمسہ سے چھپا رہتا۔ ان کو تو میدان میں آ کر دکھانا پڑتا اور ہمیں اس کی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ مرزا قادیانی نے لوگوں کے خلط ملط پیسے کو تو شیر مادر سمجھا اور اس علم میں کیا قباحت دیکھی کہ اس کو مکروہ اور قابل نفرت قرار دیا۔

نو وارد...... اس کی وجوہات میں عرض کروں۔ ایک طرف تو وہی جھوٹ کو شرک اور گوہ کھانے کے برابر قرار دینے کی کہ مرزا قادیانی کی طرف کوئی مسمریزم جاننے کا گمان نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ جب مرزا قادیانی کو نبی بننے کا شوق ہوا تو اس کے لئے دو باتوں کی ضرورت انہیں نظر آئی۔ ایک الہام و وحی۔ دوسری معجزات وخوارق عادت۔ پہلے کام میں تو انہوں نے جھٹ پٹ مہارت حاصل کر لی۔ لیکن دوسرے کام میں عاجز رہ گئے۔ اس کے لئے انہوں نے یہ تجویز سوچی کہ ان کا کھنڈن ہی کر دو۔

چنانچہ آنحضرتؐ کے معراج کو آپ نے کشف قرار دیا۔ شق القمر کو ایک قسم کا چاند گرہن اور باقی معجزات انبیاء کی نسبت یوں فرمایا اور ان کی یوں تحقیر کی:

۱...... ’’سچے نبی کی شناخت کے لئے قرآن اور توریت نے کرتب مقرر نہیں کئے۔ بلکہ پیشین گوئیاں مقرر کی ہیں۔‘‘ (نشان آسمانی ص۳۱، خزائن ج۴ ص۳۹۴) گویا آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام ودیگر انبیاء وغیرہ کو بازیگر فرمارہے ہیں۔

۲...... ’’اگر حضرت مسیح سے درحقیقت معجزات ظہور میں آتے تو ان کے حواریوں کا ایسا بد انجام ہرگز نہ ہوتا۔‘‘ (آئینہ کمالات ص۲۰۲، خزائن ج۵ ص۲۰۲)

۳...... ’’اگر واقعی طور پر حضرت مسیح نے کوئی معجزہ دکھایا ہے۔ یا اگر کوئی اعجازی صفت حضرت موصوف کے کسی قول یا فعل یا دعا یا توجہ میں پائی جاتی ہے۔ تو بلاشبہ وہ صفت کروڑہا اور انسانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۷۰، خزائن ج۱۷ ص۲۰۷)

۴...... ’’کسی نبی کا کوئی معجزہ یا اور کوئی خوارق عادت امر ایسا نہیں ہے۔ جس میں ہزارہا اور لوگ شریک نہ ہوں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۶۹، خزائن ج۱۷ ص۲۰۴)

۵...... ’’ایسے نشانات دکھلانے کا دم مارنا بھی میرے نزدیک کفر ہے۔‘‘

(جنگ مقدس ص۶۸، خزائن ج۶ ص۱۵۷)

۶...... ’’بہرحال یہ معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا۔‘‘

(ازالہ اوّل ص۳۲۲، خزائن ج۳ ص۲۶۳)

۷...... ’’راست باز بندے دنیا میں اس لئے نہیں آتے کہ لوگوں کو تماشہ دکھائیں۔‘‘

(ازالہ حصہ دوئم ص۴۴۳، خزائن ج۳ ص۳۳۵)

۸...... ’’سورۃ بقرہ میں گائے کا قصہ، مسمریزم کا ایک شعبہ تھا۔‘‘

(ازالہ حصہ دوئم ص۷۵۰، خزائن ج۳ ص۵۰۴)

۹...... ’’قرآن شریف میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے۔ یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے۔‘‘ (ازالہ حصہ دوم ص۷۵۳، خزائن ج۳ ص۵۰۶)

۱۰...... ’’قصوں کو پیش کرنا تو ایسا ہے جیسا کہ ایک گوبر کا انبار۔‘‘

(نزول المسیح ص۸۴، خزائن ج۱۸ ص۴۶۲)

قاضی صاحب مرزا قادیانی معجزات کو جادو کہنا چاہتا تھا۔ لیکن ایسا سخت لفظ کہنے سے اسے خوف ہوا کہ کہیں جال کی چڑیاں بھی نہ اڑ جائیں۔ اس لئے اس نے انبیاء کے معجزات کو مسمریزم سے تعبیر کیا۔ مگر نہ مرزا قادیانی کو معلوم تھا۔ نہ ان کے کسی حواری کو کہ میسمر صاحب موجد اس علم کا تو ۵؍مئی ۱۷۳۴ء کو پیدا ہوا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس علم کے موجد کی پیدائش سے ۱۷۰۰ سال پہلے ہی کیونکر مہارت پیدا کر لی؟

قاضی صاحب...... یہ قصہ تو بخوبی طے ہو گیا اور مرزا قادیانی کی نبوت کا ہمیں حال معلوم ہو گیا۔ اب مرزا قادیانی کی وہی متضاد باتیں سنایئے کہ لطف دیتی ہیں۔

نو وارد...... لیجئے سنئے!

گورونانک صاحب کے چولہ (چوغہ) کی نسبت مرزا قادیانی کے یہ اشعار ہیں:

یہ نانک کو خلعت ملا سرفراز
خدا سے جو تھا درد کا چارہ ساز

ہوا غیب سے ایک چولہ عیاں
خدا کا کلام اس پہ تھا بیگماں

(درثمین ص۲۲،۲۶)

(ست بچن ص۶۸،خزائن ج۱۰ص۱۹۲) پر لکھتا ہے ’’ہم باوا صاحب کی کرامت کو اس جگہ مانتے ہیں اور قبول کرتے ہیں کہ وہ چولہ انہیں غیب سے ملا اور قدرت کے ہاتھ نے اس پر قرآن شریف لکھ دیا۔‘‘

(نزول المسیح ص۲۰۵،خزائن ج۱۸ص۵۸۳) پر لکھتا ہے: ’’کہ اسلام میں چولے رکھنا اس زمانہ میں فقیروں کی ایک رسم تھی۔ پس یہ بات بہت صحیح ہے کہ باوا صاحب کے مرشد نے جو مسلمان تھا۔ یہ چولہ ان کو دیا تھا۔‘‘ اور اسی کتاب کے (ص۲۰۶،خزائن ج۱۸ص۵۸۴) پر لکھتا ہے: ’’باوا صاحب کا یہ لکھنا اپنے چولہ پر کہ اسلام کے بغیر کسی جگہ نجات نہیں۔ اگر سکھ لوگ اس پر توجہ کرتے تو۔‘‘ قہقہہ

۵...... اسی چولہ کی نسبت (ست بچن ص۴۷،خزائن ج۱۰ص۱۵۷) پر لکھتا ہے: ’’بعض لوگ انگد کی جنم ساکھی کے اس بیان میں تعجب کریں گے کہ یہ چولہ آسمان سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ مگر خدا کی بے انتہا قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ اس کی قدرتوں کی کسی نے حد بست نہیں کی۔‘‘ اور حضرت عیسیٰ کی دو زعفرانی چادروں کا ذکر جو آنحضرتﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے۔ تو دو زعفرانی چادروں میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ ان کی نسبت حاشیہ (توضیح مرام ص۵،خزائن ج۳ص۵۳) پر لکھتا ہے: ’’یہ پارچات از قسم پشمینہ یا ریشم ہوں گے۔ جیسے چوڑیا گلبدن، اطلس، کمخواب، زربفت زری، لاہی یا معمولی کپڑے جیسے نین سکھ، تنزیب، چکن، گلشن، ململ، جالی، خاصہ، ڈوریہ، چارخانہ اور کس نے آسمان پر بنے اور کس نے سیئے ہوں گے؟‘‘ شرم شرم کے نعرے۔

۶...... ’’شیخ سرہندی جیسے بزرگ نے لکھا کہ یہ ضروری ہے کہ مسیح موعود اور علماء وقت میں نزاع پڑ جائے گی۔‘‘ (ایام الصلح ص۸۵،خزائن ج۱۴ص۳۲۱)

’’تمام مستند علمائے اسلام میرے ساتھ ہیں اور ۴۰ کے قریب ہیں اور فریق ثانی کے ساتھ اکثر ایسے ہیں۔ جو صرف نام کے مولوی۔‘‘ (سچائی کا اظہار ص۶،خزائن ج۶ص۷۴)

۷...... ’’اوّل تو یہ جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیت کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔‘‘ (ازالہ حصہ اول ص۱۴۰،خزائن

ج۳ص۱۷۱)اور(حاشیہ ص۱۷۲البریہ،خزائن ج۱۳ص۲۰۶)پر لکھتا ہے:''علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص اس پیشین گوئی کا انکار کرے۔اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔''

۸...... ''میرے نہ ماننے والا ویسا ہی کافر ہے جیسے اسلام اور آنحضرت کا منکر۔''

(حقیقت الوحی ص۱۷۹،خزائن ج۲۲ص۱۸۵)

۹...... ''الدجال بجز مسیح دجال کے اور کسی کو نہیں کہا جاتا۔''

(ازالہ حصہ دوم ص۱۹۹،خزائن ج۳ص۳۵۶)

''الدجال میں وحدت شخصیہ نہیں وحدت نوعیہ ہے۔بمعنی اتحاد الآرا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۵۴،خزائن ج۵ص۵۵۴)

۱۰...... ''زید کوئی گناہ کرے اور بکر کو سولی پر کھینچا جائے یہ عدل ہے یا رحم۔''

(نور القرآن ص۳۰،خزائن ج۹ص۳۶۸حاشیہ)

''اگر مرزا احمد بیگ محمدی بیگم کا غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آئے۔تو پھر اسی روز سے عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔'' (نکاح مرزا ص۲۱،کلمہ فضل الرحمانی ص۱۲۷)

۱۱...... ''بدگمانی سخت ممنوعات شرعیہ سے ہے۔'' (فتح الاسلام ص۳۱،خزائن ج۳ص۱۹حاشیہ)

''مسجدوں میں حاضر ہونے سے کراہت ہی کرتا ہوں۔مساجد کا حال نہایت ابتر ہے۔ان کے اماموں کے پیچھے نماز ہونے میں مجھے شبہ ہے۔انہوں نے امامت کا پیشہ اختیار کررکھا ہے۔ایک دکان ہے......حرام خوری کا ایک مکروہ طریقہ ہے۔''(فتح اسلام ص۴۳،خزائن ج۳ص۲۵)

''اے لوگو!صوفیوں کی مجلس سے پرہیز کرو۔جو کہتے ہیں کہ ہم چشتی ہیں اور قادری ہیں۔ظاہری صورت میں بھیڑوں کی طرح مسکین نظر آتے ہیں اور سیرت اور سریرت میں گرگ درندہ ہیں۔'' (آئینہ کمالات ص۴۱۵،۴۱۶،خزائن ج۵ص۴۱۵،۴۱۶)

''علماء اپنے علم کی شیخی اور تکبر میں گرفتار ہیں۔فقراء کو دیکھو تو ان کی حالت اور ہی قسم کی ہورہی ہے۔ان کو اصلاح نفس سے کوئی بھی غرض نہیں۔'' (تقریریں ص۲۱)

بابو صاحب دیکھا تمام جہاں سے بدگمانی کرنا۔لیکن مرزا قادیانی اگر کہیں کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ میں مریم بھی ہوں اور ابن مریم بھی تو فوراً مان لینا اور ہرگز ہرگز بدگمانی نہ کرنا۔کیونکہ بدگمانی سخت ممنوعات شرعیہ سے ہے اور قرآن کریم میں بھی اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ:''ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا ''یعنی اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس پر غور کرلیا کرو۔

۱۲...... ”دابتہ الارض کے معنے تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی وہ طاعون ہے اور یہی وہ دابتہ الارض ہے۔ جس کی نسبت قرآن میں وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں ہم اس کو نکال لیں گے اور وہ لوگوں کو اس لئے کاٹے گا کہ وہ ہمارے نشانوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”واذاوقع القول علیھم اخرجنالھم دابة من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بایتنا لایوقنون“ (نزول المسیح ص۳۸، خزائن ج۱۸ص۴۱۶)

”دابتہ الارض سے مراد کوئی لایعقل جانور نہیں۔ بلکہ بقول حضرت علیؓ آدمی کا نام ہی دابتہ الارض ہے اور اس جگہ دابتہ الارض سے ایک ایسا طائفہ انسانوں کا مراد ہے۔ جو انسانی روح اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اس لئے چہرہ ان کا تو انسانوں کا ہے۔ مگر بعض اعضاء ان کے بعض دیگر حیوانات سے مشابہ ہیں۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے: ”واذ وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابة من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بایتنالا یوقنون“ یعنی وہ علماء ظاہر ہوں گے۔ جن کو علم کلام اور فلسفہ میں یدطولیٰ ہوگا۔“

(ازالہ حصہ دوم ص۵۰۳، خزائن ج۳ص۳۷۰)

بابو صاحب آپ نے بڑی غلطی کی کہ قرآن شریف کے معنے اور مطالب مرزے سے نہ سمجھ لیئے۔

بابو صاحب...... جی ہاں واقعی میں نے بڑی غلطی کی کہ ان سے صبح کے وقت دابتہ الارض کے معنے طاعون کا کیڑا اور شام کو علماء اسلام نہ پڑھ لئے۔

قاضی صاحب...... مگر میں حیران ہوں کہ مرزے کی ان باتوں کو دماغ کی تنزلی پر محمول کروں یا دماغ کی کمزوری پر۔

نووارد...... ان سب باتوں میں اگر ہمارے بھلے کی کوئی بات ہے تو ممکن ہے ضعف دماغ کی وجہ ہو اور اس کو یاد نہ رہتا ہو کہ میں پہلے کیا کہہ چکا ہوں۔ لیکن اگر یہ سب کچھ مثیل مسیح اور مسیح موعود بننے کے لئے ہے۔ تو ضعف ایمان اور تنزلی دماغ نہیں تو اور کیا ہے؟

۱۳...... ”میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا سے ڈرو۔“

(مرزا قادیانی کا خط ص۱۲۶ کلمہ فضل رحمانی)

”ورنہ مجھے خدا کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ رشتے ناطے توڑ دے گا۔“ ایضاً

۱۴...... ”ایک گروہ مسلمانوں کا ایسا فلسفہ ضالہ کا مقلد ہوگیا کہ وہ ہر ایک امر کا عقل سے ہی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔“ (ازالہ حصہ دوم ص۶۵۲، خزائن ج۳ص۴۵۲)

’’نیا اور پرانا فلسفہ اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶)

قاضی صاحب...... مولوی صاحب! اس مضمون کو چھوڑیئے۔ اب مرزا قادیانی کی کوئی اور خوبی بیان کیجئے۔

نووارد...... قاضی صاحب اگر آپ کو اس بات کو مان لینے میں کچھ شک رہا ہو کہ مرزا قادیانی کا سارا کارخانہ جھوٹ پر قائم تھا تو میں مرزا قادیانی کے کوئی صریح اور صاف جھوٹ بھی بیان کردوں؟

قاضی صاحب...... شک تو کس کافر کو رہا ہے۔ مگر یہ بیان بھی لطف سے خالی نہ ہوگا۔

نووارد...... اچھا تو بہت بڑی خوبی مرزا قادیانی کی یہ تھی کہ وہ جھوٹ سے بہت کام نکالتے تھے۔ سنئے

مولوی عبدالحق صاحب غزنوی سے آپ نے مباہلہ کیا اور جب مولوی صاحب موصوف کا بال بھی بیکا نہ ہوا اور آپ کا ایک فرزند لبند فوت ہوگیا۔ تو آپ نے (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۰،۲۱ خزائن ج۱۱ ص۳۰۴،۳۰۵) پر لکھا کہ ’’وہ مباہلہ میری درخواست سے نہیں تھا اور نہ ہی میں نے بعد مباہلہ کبھی اس بات کی طرف توجہ کی اور نہ میں نے اپنے دل کے جوش کو اس طرف توجہ دیا۔‘‘ حالانکہ (ص۱۹۴ نزول المسیح، خزائن ج۱۸ ص۵۷۲) پر لکھا ہے:

’’صدہا مخالف مولویوں کو مباہلہ کے لئے بلایا گیا تھا۔ جن میں سے عبدالحق غزنوی میدان میں نکلا۔‘‘ بابو صاحب دیکھئے! اس کلام میں کتنے جھوٹ ہیں۔

۱...... جب مباہلہ کرلیا تو پھر ایں چہ معنی دارد کہ میں نے اس کو بلایا نہیں تھا۔

۲...... جب مباہلہ کرلیا اور طرفین سے جھوٹے کے واسطے خدا کی درگاہ میں بددعائیں ہو گئیں۔ تو پھر یہ کیا عذر ہے کہ مباہلہ کے بعد اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ کیا مباہلہ میں بعد کی توجہ کو بھی دخل ہے؟

۳...... خود ہی مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ جن مولویوں کو ہم نے مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔ ان میں سے صرف مولوی عبدالحق ہی میدان میں آگئے اور پھر کہتے ہیں کہ میں نے ان کو بلایا ہی نہیں تھا۔

۴...... نجران کے پادری جب اپنے بال بچے لے کر آنحضرتﷺ کے ساتھ مباہلہ کے لئے اس میدان میں نہ آئے۔ جہاں رسول اللہ اپنے بال بچوں کو ساتھ لے کر کھڑے تھے۔ تو آنحضرتﷺ نے قسم کھا کر یہ فرمایا کہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو ضرور آسمان سے آگ برستی اور یہ لوگ وہیں

جنگل میں جل کر بھسم ہو جاتے۔ قاضی صاحب ہم اس شخص کو آنحضرتﷺ کا بروز اور آنحضرتﷺ ہی مانیں۔ جو یہ عذر تراش رہا ہے کہ مباہلہ کے بعد میں نے اس طرف توجہ نہیں کی تھی۔ دل کے جوش کو ادھر متوجہ نہیں کیا تھا۔ میں نے اس کو بلایا نہیں تھا۔ حالانکہ مولوی غلام دستگیر صاحب کی موت کو اپنی کرامت کا نشان اور مباہلہ کا اثر ظاہر کرتے ہوئے (حقیقت الوحی ص۲۴۷، خزائن ج۲۲ص۲۵۹) پر لکھتا ہے: ''پھر مولوی غلام دستگیر قصوری وہ بزرگ تھے۔ جنہوں نے میرے کفر کے لئے مکہ معظمہ سے میرے کفر کے فتوے منگوائے تھے۔ وہ بھی اپنے یکطرفہ مباہلہ کے بعد انتقال کر گئے۔'' گویا جو کوئی مرزا قادیانی کی زندگی میں مرجائے۔ اس کی بددعا[1] بھی یکطرفہ مباہلہ اور جو دو طرفہ مباہلہ کر کے بھی نہ مرے۔ تو وہ مباہلہ ہی نہیں۔ مرزا قادیانی نے اسے بلایا ہی نہیں تھا۔ مرزا قادیانی نے مباہلہ کے بعد توجہ ہی نہیں کی تھی۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب معلوم ہوا کہ نبی بننے کے لئے علاوہ جھوٹ کے بے حیائی بھی لوازمات میں سے ہے۔

نووارد...... اس میں شک ہی کیا ہے۔ لیجئے! اس کے علاوہ مرزا قادیانی کی بے حیائی کی اور مثالیں سن لیں:

۱...... ڈپٹی آتھم صاحب والے صریح وصاف معاملہ میں جس کی نسبت پنجاب ہندوستان کے کل مذاہب والوں نے بیک زباں کہہ دیا کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی۔ مرزا قادیانی حیاء کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اس کی نسبت کیا کہتے ہیں:

الف...... ''منجملہ اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان نشانوں کے آتھم والا نشان ہے۔''

(نزول المسیح ص۱۶۳، خزائن ج۱۸ص۵۴۱)

ب...... ''آنکھ کھول کر دیکھو کہ آتھم والی پیشین گوئی اپنی تمام چمکوں کے ساتھ پوری ہوگئی۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ص۳۰۵)

ج...... ''تیسواں نشان آتھم کی نسبت ہے۔ جو بہت صفائی سے پورا ہوا۔''

(حقیقت الوحی ص۲۱۲، خزائن ج۲۲ص۲۲۱)

[1] یہ بھی مرزا قادیانی کا جھوٹ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے سالہا سال سے اشتہار دے رکھا ہے اور ہمیشہ اس کی طرف مرزائیوں کی توجہ دلاتے رہتے ہیں کہ میں پانچ صد روپیہ انعام اس مرزائی کو دوں گا۔ جو ثابت کر دے کہ مولوی غلام دستگیر مرحوم نے اپنی کتاب میں یہ لکھا تھا کہ جو جھوٹا ہوگا۔ وہ پہلے مرے گا۔

د...... ’’بعض نادان کہتے ہیں کہ آتھم اپنی میعاد میں نہیں مرالیکن وہ جانتے ہیں کہ مرتو گیا۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۱۸، خزائن ج۲۲ص۵۵۴)

ہ...... ’’اوراس بات کوکسی نے نہ سوچا کہ پیشین گوئی کا اصل مدعا تو یہ تھا کہ کاذب صادق کی زندگی میں مرے گا۔‘‘ (نزول المسیح ص۱۶۹، خزائن ج۱۸ص۵۴۷)

قاضی صاحب...... مولوی صاحب یہ تو بالکل فضول اور لغو کلمات ہیں۔

نو وارد...... ہاں قاضی صاحب برخلاف کلام بزرگان دین اسلام مرزا قادیانی کی کلام میں لغویات بھی بہت ہوتے تھے۔ سنئے:

۱...... ’’دمشق کے لفظ سے دمشق ہی مراد رکھنا دعوے بے دلیل اور التزام مالم یلزم ہے۔‘‘

(ازالہ حصہ اوّل ص۶۱، خزائن ج۳ص۱۳۳)

۲...... ’’ہماری جماعت میں سے بعض لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا بھی ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ آنحضرتﷺ کے بعض صحابہ لڑائیوں میں شہید ہوئے تھے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۱، خزائن ج۲۲ ص۵۶۸ حاشیہ) حالانکہ (تقریریں ص۳۶) پر لکھتا ہے کہ ’’جو لوگ خدا کے بتلائے ہوئے صراط مستقیم پر چلیں گے۔ وہی محفوظ رہیں گے۔ خدا کا وعدہ ایسے ہی لوگوں کی حفاظت کا ہے۔ جو سچی تبدیلی اپنے اندر کرتے ہیں۔‘‘ پھر (حقیقت الوحی ص۲۲۴، خزائن ج۲۲ص۲۳۵) پر لکھتا ہے: ’’حمامۃ البشریٰ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لئے دعا کی ہے۔ اور یہ شعر اسی کا ہے:

شکر ﷲ میری بھی آہیں نہیں خالی گئیں

کچھ بنیں طاعون کی صورت کچھ زلازل کے بخار

(درثمین ص۸۸)

اب مرزے کا یہ مذکورہ بالا کلام لغو ہے کہ ادھر تو کہتا ہے کہ میں نے گویا حضرت نوح علیہ السلام کی طرح اپنے پر ایمان نہ لانے والوں کے لئے بددعا کی اور جب اعتراض ہوا کہ پھر تجھ پر ایمان لائے ہوئے کیوں طاعون سے ہلاک ہوئے؟ تو کیسا بیہودہ اس معاملہ کو آنحضرتﷺ کے اصحاب کے دینی لڑائیوں میں شہید ہونے سے مشابہت دیتا ہے۔

۳...... ’’اگر یہ عاجز مسیح ہونے کے دعوے میں غلطی پر ہے تو پھر آپ لوگ کچھ کریں کہ مسیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے۔ انہی دنوں میں آسمان سے اتر آوے۔‘‘

(ازالہ حصہ اوّل ص۱۵۴، خزائن ج۳ص۱۷۹)

ہمارا بیان یہ ہے کہ ﷲ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

قیامت کی نشانی ہیں۔ یعنی ان کا نزول ثابت کرے گا کہ قیامت آئی۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہ جب قیامت قریب ہوگی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ مسیح تو میں آ گیا۔ اگر مجھے نہیں مانتے تو اس شخص کو آسمان سے اتارلو جس کی نسبت تمہارا عقیدہ ہے کہ خدا اس کو قیامت کے قریب اتارے گا۔ قاضی صاحب اس سے بڑھ ہرزہ سرائی کیا ہوسکتی ہے؟ کیا مرزا قادیانی یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت قائم کردینا ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے اتارلیں۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب اس کو مختصر کریں۔

نووارد...... نہیں قاضی صاحب! آپ سینہ پر پتھر رکھیں اور سنیں کیونکہ یہ میرے بیانات بابو صاحب پر مرزا قادیانی کی اصلیت روشن کرنے کے لئے ہیں۔ آپ کو اگر تے آئے تو باہر جا کر کر آئیں۔ ورنہ طبیعت بحال کرنے کے لئے الائچی موجود، پان موجود۔

قاضی صاحب...... اچھا بیوی صاحبہ! اگر مولوی صاحب اس مضمون کو ختم نہیں کرتے تو مجھے ایک الائچی والا پان بنادیں اور تھوڑا سا تمباکو بھی اس میں ڈال دیں۔

نووارد...... (۴) ''اگر اس میں میں جھوٹا نکلوں تو جو سزا آپ تجویز کریں خواہ سزائے موت ہی کیوں نہ ہو مجھے منظور ہے۔'' (جنگ مقدس ص۶۸، خزائن ج۶ ص۱۵۷) مرزا قادیانی گو امتحان مختار کاری میں فیل ہی ہو چکے تھے۔ اتنا تو جانتے ہوں گے کہ کسی شخص کی موت پر راضی ہو جانے پر بھی انگریزی قانون کے مطابق کوئی اس کو ہلاک نہیں کرسکتا۔ پھر اگر یہ کلام اشد درجہ کا لغو نہیں تو اور کیا ہے؟ ہاں سکھوں کے زمانہ کی سزا کہ یا پانچ سیر پیاز کھا یا دو من بوجھ سر پر رکھ کر تمام دن کھڑا رہ۔ یا پانچ سو درے (سزا دینے کے لئے ایک چمڑی کی چیز) انگریزی عملداری میں بھی اگر کوئی منظور کرے تو سرکار اس میں دست اندازی نہیں کرتی۔

قاضی صاحب اب تو آپ نے پان کھالیا اور طبیعت بہتر ہوگئی۔ ایمان سے فرمائیے کہ اگر مرزا قادیانی سچا ہوتا تو کیا پیشین گوئی پوری نہ ہونے کی صورت میں ایسی سزا اپنے لئے تجویز کرتا؟ جس کو کوئی معزز شریف آدمی عملداری سرکار میں عمل میں نہ لاسکتا اور حالکے لونڈے ایک فرضی مسیح موعود بنا کر اس پر اپنے دل کے حوصلے نکالتے۔

۵...... ''سچے مسیح اور مہدی کا نہ آسمان پر کچھ پتہ چلتا ہے نہ زمین پر۔ ہزار جتن کرو وہ دونوں گم شدہ جواب ہی نہیں دیتے کہ زندہ ہیں یا مردہ اور کدھر ہیں اور کہاں ہیں؟''

(نزول المسیح ص۳۴، خزائن ج۱۸ ص۴۱۲)

۶......

گر کہے کوئی کہ یہ منصب تھا شایان قریش
وہ خدا سے پوچھ لے میرا نہیں یہ کاروبار

(درثمین ص۸۷)

۷...... کیا اس میں کچھ جھوٹ ہے کہ جو ابن مریم کی خاصیتیں رکھتا ہے۔ وہ ابن مریم ہی ہے۔ قاضی صاحب اگر مرزا قادیانی بغیر باپ کے پیدا ہوتے،

گھوارہ میں باتیں کرتے
غربت اور مسکینی میں عمر بسر کرتے
عمر بھر کوئی عمارت نہ بناتے
شادیاں نہیں شادی کرتے
دیہہ بدیہہ پیدل پھر کے تبلیغ توحید کرتے
جنگل میں پتے وغیرہ کھا کر گزارہ کرتے

لباس کمبل یا ٹاٹ کا پہنتے۔ جوتیوں کی جگہ درختوں کی چھال پیروں سے لپیٹتے۔ سر میں نہ تیل ڈالتے نہ کنگھا کرتے۔ تو مسلمان خود بخود کہہ اٹھتے کہ یہ شخص مسیح ثانی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی تو لکھتے ہیں: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ اپنے منسوب یوسف نجار کے ساتھ گھر سے باہر چکر لگایا کرتی تھیں۔'' (ایام الصلح ص۶۶، خزائن ج۱۴ ص۳۰۰ حاشیہ)

''یوسف کی ایک بیوی موجود تھی اور شریعت موسوی میں ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری بیوی جائز نہ تھی۔ لیکن قوم کے بزرگ مجبور ہوئے کہ عین حمل میں بعد از حمل مریم کا نکاح یوسف سے کرادیں اور بعد نکاح کے جتنی اولاد مریم کی یوسف سے ہوئی۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سگے بہن بھائی تھے۔'' (خلاصہ مضمون ص۱۶ کشتی نوح، خزائن ج۱۹ ص۱۸،۱۹)

دوسرا نام اس کتاب کا تقویۃ الایمان مطلب یہ کہ حضرت عیسیٰ حرامی تھے اور والدہ ان کی زانیہ تھیں اور باقی کل اولاد حضرت مریم کی بھی ناجائز نکاح کی اولاد تھی۔ یعنی حرامی تھی۔ (معاذ اللہ) کیا مرزا قادیانی اس مسیح کے مثیل تھے؟

اس وقت کا نظارہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ اول تو سب توبہ توبہ پکار اٹھے۔ پھر جو جس کے منہ میں آیا اس نے صرفہ نہ کیا۔ بابو صاحب جو تھوڑی مدت پہلے نووارد سے تہذیب میں رہنے پر مصر تھے۔ گاموں سے درجہ دوم پر تھے اور مرزے نے یہ آڑ لے کر کہ انہوں نے غدر کرایا جتنی

گالیاں علمائے اسلام کو دے کر دل خوش کیا تھا۔ وہ قاضی صاحب کی تبرّہ بازی کی عشر عشیر نہ تھیں اور اس وقت محفل ایسی بیمزہ ہوگئی کہ نووارد اور قاضی صاحب بلا انتظار منظوری اجازت اٹھ کر چل دیئے۔ دوسرے دن دروازہ پر دستک۔

گاموں...... آؤ جی لنگھ آؤ۔ بابو جی مسیتی نماز پڑھن گئے ہوئے ہن۔ ہنے آجاندے جے۔

نووارد اور قاضی صاحب اندر داخل ہوکر السلام علیکم!

بیوی...... وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ! چلئے اندر تشریف لے چلئے۔ وہ بھی صبح سے آپ صاحبان کا انتظار کرتے کرتے ابھی آدھ گھنٹہ ہوا نماز کے واسطے گئے ہیں۔

بابو صاحب...... (گھر میں وارد ہوکر) گاموں جا دیکھ کیا معاملہ ہے؟ آج وہ کیوں نہیں آئے؟

بیوی...... (نووارد سے) لو وہ آگئے اور بآواز بلند اجی وہ آئے بیٹھے ہیں۔

بابو صاحب...... (اندر داخل ہوکر) السلام علیکم!

نووارد قاضی صاحب...... وعلیکم السلام!

بابو صاحب...... (کپڑے اتارتے ہوئے) کیوں جی آج خیر تو ہے؟

نووارد...... قاضی صاحب قیلولہ کے عادی ہیں۔ انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ ظہر کی نماز کے بعد حاضر ہوا کریں گے۔ ظہر سے عصر یا مغرب تک آج کل کافی وقت ہوتا ہے۔

بابو صاحب...... مولوی صاحب جس قدر زیادہ وقت آپ مجھے دیں۔ وہ آپ کی مہربانی میں داخل ہوگا۔ آپ نے تو میری عاقبت سنوار دی۔

بیوی...... مولوی صاحب! میں ان کو مرزائی مذہب میں دیکھ کر سوچتی تھی کہ خدایا کیا تو نے چاند کو گرہن لگا دیا۔

نووارد...... بیوی جی! میرے غصہ کی بھی کچھ حد نہیں رہتی جب میں دیکھتا ہوں کہ اس فرقہ میں ایسے ایسے نیک اور زاہد اور عابد شامل ہیں کہ ان کے مقابلہ میں مرزے کا بناوٹی اور دکھلائے کا اتقاء کچھ شے نہیں اور اس وقت میں خدا کی قدرت پر حیران ہوتا ہوں کہ جو شخص دل سے مسلمان اور خدا اور رسول کا سچا عاشق وہ اس دہریئے اور بناوٹی مسلمان کی کفش برداری پر فخر کرے۔

بابو صاحب...... مولوی صاحب چلئے کل کا اپنا مضمون ختم کیجئے۔

نووارد...... ہاں! بابو صاحب کل کا میرا مضمون یہ تھا کہ مرزے نے کہا ہے کہ کیا اس میں کچھ جھوٹ

ہے؟ کہ جو ابن مریم کی خاصیتیں رکھتا ہے۔ وہ ابن مریم ہی ہے۔ ہماری کتابوں سے جو ابن مریم کی خاصیتیں ثابت ہیں۔ وہ میں نے کل بیان کر دیں۔ اب میں ابن مریم کی وہ خاصیتیں بیان کرتا ہوں جو مرزے نے بیان کیں۔ ایک تو میں کل بیان کر چکا کہ توبہ نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حرامی تھے اور والدہ ان کی زانیہ اور بہن بھائی ناجائز نکاح کی اولاد۔

۲...... ’’سخت کلامی کی وجہ سے منہ پر طماچے کھائے۔‘‘ (ازالہ اول ص۱۶، خزائن ج۳ ص۱۱۰)

۳...... ’’عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔‘‘

(ازالہ اوّل ص۳۰۹، خزائن ج۳ ص۲۵۷)

۴...... ’’مسیح کا یہ کہنا ہے کہ میں نیک نہیں ہوں۔‘‘ (ازالہ اوّل ص۵، خزائن ج۳ ص۱۰۸)

۵...... ’’ایلی ایلی کہتے جان دی۔ بصد حسرت اس عالم کو چھوڑا۔‘‘ (تذکرہ ص۹۱ طبع سوم)

۶...... ’’ذلت کے ساتھ پکڑا گیا۔ سولی پر کھینچا گیا۔ ناکامی اور نامرادی سے ماریں کھاتا کھاتا مر گیا۔ حوالات میں ہوکر...... ہتھکڑی ہاتھ میں۔ زنجیر پاؤں میں۔ چند سپاہیوں کی حراست[1] میں چالان ہوکر جھڑکیاں کھاتا ہوا گلیل کی طرف روانہ ہوا۔‘‘ (ست بچن ص۱۶۰، خزائن ج۱۰ ص۲۸۴ ملخص)

۷...... ’’اور اس سے عجیب تر یہ کہ کفارہ یسوع کی نانیوں دادیوں کو بھی بدکاری سے نہ بچا سکا۔ حالانکہ ان کی بدکاریوں سے یسوع کے گوہر فطرت پر داغ لگتا تھا اور یہ دادیاں نانیاں صرف ایک دو نہیں۔ بلکہ تین ہیں۔ چنانچہ یسوع کی ایک بزرگ نانی جو ایک طور سے دادی بھی تھی یعنی راحاب کسبی یعنی کنجری تھی۔‘‘ دیکھو (یسوع ۲،۱) اور دوسری نانی جو ایک طور سے دادی بھی تھی۔ اس کا نام ثمر ہے۔ یہ خانگی بدکار عورتوں کی طرح حرام کار تھی۔ دیکھو پیدائش (۳۸، ۱۶، ۳۰) ایک نانی یسوع کی جو ایک رشتہ سے دادی بھی تھی۔ بنت سبع کے نام سے موسوم ہے۔ یہ وہی پاک دامن تھی۔ جس[2] نے داؤد کے ساتھ زنا کیا تھا۔ دیکھو (سموئیل ۱۱،۲)

’’دیکھو وہ کیسے شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ حالانکہ اس کو مناسب نہ تھا۔ یہی حرکت تھی جس کی وجہ سے ایسا نادم ہوا کہ جب ایک شخص نے نیک کہا تو اس نے روکا کہ مجھے کیوں نیک کہتا ہے؟‘‘ (ست بچن ص۱۲۹، ۱۲۸، خزائن ج۱۰ ص۲۹۲، ۲۹۳ ملخص)

۱؎ سنا ہے مثیل مسیح صاحب بھی لاہور جایا کرتے تھے تو وہاں گارڈ اور پولیس ہمراہ رہتی تھی۔

۲؎ بھلے مانس ریش سفید ہوگئی۔ فاعل مفعول کی شناخت نہ آئی۔ عورت فاعل ہوا کرتی ہے یا مفعول؟ کیا یہ کوئی قادیانی اصطلاح ہے؟

بابو صاحب میں کچھ یہاں جملہ معترضہ کے طور پر اور بھی بیان کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ دروغگو را حافظہ نباشد کے کیا معنی ہیں؟ مرزے کی تقریریں کے ص۱۰ کو ملاحظہ کیجئے۔ اس معاملہ کو کس طرح بیان کرتا ہے: ’’یہی امر ہے کہ جب حضرت عیسیٰ کو کہا گیا کہ اے نیک استاد تو چونکہ ان کو علم تھا کہ جب تک خدا تعالیٰ کسی کو نیک نہ کرے۔ وہ نیک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے فوراً انکار کیا اور اسے کہہ دیا کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ میں نیکی کو اپنی طرف منسوب کرتا ہوں۔ حقیقی نیکی تو خدائے تعالیٰ کے پاس ہے۔ وہ جب چاہے۔ اپنے فضل سے عطاء کرے۔ جب چاہے شامت اعمال کے سبب سلب کرے۔ حالانکہ حضرت مسیح نے بہت ہی لطیف بات کہی تھی جو انبیاء علیہم السلام کی فطرت کا خاصہ ہے۔

۸...... ’’مرگی کے مبتلا اکثر شیاطین کو اسی طرح دیکھا کرتے ہیں۔ یسوع دراصل مرگی کی بیماری میں مبتلا تھا اور اسی وجہ سے ایسی خوابیں[۱] دیکھا کرتا تھا۔‘‘ (ست بچن ص۱۵، خزائن ج۱۰ ص۲۹۴)

۹...... ’’ایسے عامل ہمیشہ شراب اور پلید چیزیں استعمال کرتے رہتے ہیں اول درجہ کے شرابی اور کھاؤ پیو ہوتے ہیں۔‘‘ (ست بچن ص۱۷۱، خزائن ج۱۰ ص۲۹۵)

۱۰...... ’’بات یہ ہے کہ کبوتر کا رنگ سفید ہوتا ہے اور بلغم کا رنگ بھی سفید ہوتا ہے۔ سو وہ بلغم کبوتر کی شکل پر نظر آ گئی[۲]۔‘‘

بابو صاحب میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نقشہ جو مسلمانوں نے کھینچا ہوا ہے۔ وہ بھی بیان کر دیا۔ جو مرزا قادیانی نے کھینچا ہے وہ بھی بیان کر دیا۔ اب کسی مرزائی سے پوچھیں کہ مرزا قادیانی کون سے مسیح سے مشابہت رکھتے تھے اور کس کس بات میں۔ کیونکہ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ میں اور مسیح ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ ہاں اس بات کا خیال رہے کہ تقویت الایمان میں آپ حضرت مسیح کو حرامی ثابت کر چکے ہیں اور ست بچن میں ان کی نانیوں، دادیوں کی بدکاریوں کی وجہ سے ان کے گوہر فطرت پر داغ لگا چکے ہیں۔

بابو صاحب...... اس سوال کا نصف جواب تو میں آپ کو دے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پہلی قسم کے مسیح سے قیامت تک بھی کوئی مشابہت مرزے کی ثابت نہیں ہو سکے گی۔ باقی نصف کا جواب مرزائیوں کے ذمہ ہے۔

۱؎ مرزا قادیانی آپ اردو کی مٹی کیوں پلید کر رہے ہیں۔ آخر اس بے چاری کا کچھ قصور؟

۲؎ مرزا قادیانی بے ادبی معاف آپ اردو دیکھ رہے ہیں یا پنجابی۔ اگر اردو نہیں جانتے تو اپنی قادیانی میں کیوں نہیں لکھتے؟

۱۸...... ’’آگ آگ کو معدوم کردیتی ہے۔‘‘

(قادیاں کے آریہ اور ہم ص۴۷، خزائن ج۲۰ ص۴۴۸)

۱۹...... ’’یادرکھنا چاہئے کہ اس درجہ کا انسان فقط اس انسان کی طرح ہے کہ جو ایک اندھیری رات میں دور سے ایک آگ کا دھواں دیکھتا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰، خزائن ج۲۲ ص۱۳)

قاضی صاحب...... مرزا قادیانی اپنی کلام کو مبالغہ سے بھی لغو کردیتے تھے۔ اس کلام میں دور سے دھواں دیکھتا ہے۔ کہنا کافی تھا۔ لیکن انہوں نے اندھیری رات کے بیچ ساتھ لگا کر کلام کو بے معنی کردیا۔

نووارد...... قاضی صاحب یہاں تو اپنے اشد دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی نسبت مرزا قادیانی فرما رہے ہیں کہ اس کے الہام اور خواب ایسے ہیں اور ضد اور عداوت میں تو انسان کو بے شک سارا ہی زور لگا دینا چاہئے۔ لیکن مرزا قادیانی معمولی باتوں میں بھی مبالغہ کرنا بہت پسند کرتے تھے۔ مثلاً ’’مرہم عیسیٰ کا قریباً طب کی ہزار کتاب میں ذکر ہے۔‘‘ (ایام الصلح ص۴۲، خزائن ج۱۴ ص۲۷۳)

﴿۱﴾ ’’میں وہ ہوں جس کی بعض پیشین گوئیوں اور معجزات کے کروڑہا انسان گواہ ہیں۔‘‘

(نزول المسیح ص۸۳، خزائن ج۱۸ ص۴۶۱)

’’میں سچ سچ کہتا ہوں میری جماعت کی ایسی ترقی ہوئی جیسے ایک قطرہ سے دریا بن جاتا ہے۔‘‘ (قادیان کے آریہ اور ہم ص۱۳، خزائن ج۲۰ ص۴۲۶)

’’اس غم سے میں محسوس نہیں کرسکتا تھا کہ میں زندہ ہوں یا مرگیا۔‘‘

(قادیان کے آریہ اور ہم ص۲۸، خزائن ج۲۰ ص۴۳۶)

’’بلکہ سچ تو یہ ہے کہ امت محمدیہ میں کئی کروڑ ایسے بندے ہوں گے۔ جن کو الہام ہوتا ہوگا۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۴، خزائن ج۱۳ ص۴۷۴)

’’دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑہا انسان مرجاتے ہیں۔‘‘

(تقویت الایمان ص۳۷، خزائن ج۱۹ ص۴۱)

قربان جایئے اس مجدد کے اور اس کی تقویت الایمان کے۔ ساری دنیا کی آبادی ڈیڑھ ارب ہے۔ یعنی ۱۵۰ کروڑ۔ دن رات کے گھنٹے ۲۴۔ کروڑہا کے معنی اگر صرف دو کروڑ لیں۔ تو ایک دن اور رات میں ۴۸ کروڑ انسان مر کر چار دن میں حضرت انسان کا صفایا سطح زمین سے ہوگیا۔ اور جوان چار دنوں میں بچے زندہ اور پورے ۹ ماہ کے ہوکر پیدا ہوئے۔ وہ بھی بلا حفاظت اور بلا خوراک رہ جانے کی وجہ سے چوتھے دن کی شام تک بھوک سے ہلاک ہوگئے۔ یا درند،

جانوروں کے پیٹ میں چلے گئے۔ قاضی صاحب دیکھئے مرزا قادیانی کھرے خاصے لال بجھکڑ ہیں یا نہیں۔ جن کو آپ کی زبان میں کا کا گنی کہتے ہیں کہ ساری مخلوق خدا کی چار دن میں ماردی۔ مگر امام الزمان صاحب کی بلا جانے کہ تمام دنیا کی آبادی ہے کتنی؟ آیا یہ درست نہیں کہ ''قریباً دس کروڑ کتابیں رد اسلام میں تالیف ہوئیں۔'' (ایام الصلح ص۹۰،۹۱، خزائن ج۱۴ص۳۲۵)

''جس کو تم ایک سیکنڈ میں ہزار ہا ہزار سجدے کر رہے ہو۔''

(فتح اسلام ص۲۷، خزائن ج۳ص۴۳)

قاضی صاحب...... مولوی صاحب بس کیجئے۔ بس کیجئے! کہیں یہ عادت ہم میں نہ سرایت کر جائے۔

نو وارد...... اچھا اس مضمون کو جانے دیجئے اور سنئے۔ مرزا قادیانی آیات کے معنے اپنے مطلب کے نکال لیا کرتے تھے۔ مثلاً

(ایام الصلح ص۱۶۸، خزائن ج۱۴ص۴۱۵،۴۱۶) پر مرزا قادیانی نے اس اعتراض کے جواب میں کہ باوجود استطاعت کے حج کیوں نہیں کرتے۔ لکھتے ہیں:''کہ چونکہ مسلمان اہل مکہ سے میری نسبت کفر کا فتویٰ لکھا لائے ہیں۔ اس لئے بموجب آیت:''ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ''یعنی دانستہ اپنے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ میں حج کو نہیں جا سکتا۔''اب میری عرض سنیں:

اوّل تو مرزا قادیانی (کشف الغطا ص۱، خزائن ج۱۴ص۱۷۹) پر لکھتے ہیں:''ملک عرب میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں۔''اور (ص۷ سچائی کا اظہار، خزائن ج۶ص۷۵) پر لکھتے ہیں کہ:''عرب کے متبرک مقامات مکہ اور مدینہ کے جگر گوشہ اور فاضل مستند اس عاجز کے ساتھ شامل ہوتے جاتے ہیں۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۱۴۰، خزائن ج۱۷ص۱۵۴) پر لکھتے ہیں:''عرب خوشی سے اچھلنے لگے کہ اب مہدی پیدا ہو گیا۔''اور (قادیان کے آریہ اور ہم ص۷ حاشیہ، خزائن ج۲۰ص۴۲۲) پر لکھتے ہیں:''اس رسالہ کے لکھنے کے وقت ملک مصر سے یعنی مقام اسکندریہ سے کل ۲۳/جنوری ۱۹۰۷ء کو ایک خط بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا۔ لکھنے والا ایک معزز بزرگ اس شہر کا ہے۔ یعنی اسکندریہ کا جن کا نام احمد زبیری بدر الدین''خط محفوظ ہے۔ جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں آپ کو یہ خوش خبری دیتا ہوں کہ اس ملک میں آپ کے تابع اور آپ کی پیروی کرنے والے اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ جیسے بیاباں کی ریت اور کنکریاں اور لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں کوئی ایسا باقی نہیں، جو

آپ کا پیرو نہیں ہو گیا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۲۷۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۸۷) پر لکھتے ہیں: ’’نبی بہادر ہوتے ہیں۔‘‘

’’اشجع الناس‘‘ اور’’ واللہ یعصمك من الناس‘‘ کے الہام والے کو وہاں کچھ خطرہ نہ تھا۔ لیکن میرا مطلب یہ سب کچھ عرض کرنے کا یہ ہے کہ مرزے نے اس آیت سے لوگوں کو دھوکہ دیا اور مجھے اس بات کی مرزے سے سخت شکایت ہے کہ آیات قرآن سے وہ ہمیشہ لوگوں کو فریب دیتا رہا اور ان کا ناجائز استعمال کرتا رہا۔ اگر وہ مسلمان ہوتا تو ہرگز قرآنی آیات میں جھوٹے الہام نہ گھڑتا اور نہ آیات کی تحریف کرتا۔

یہ آیت پارہ ۲ رکوع ۸ میں ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو جو جہاد کے لئے گھر سے باہر جانے سے جی چراتے تھے۔ تہدید کرتا ہے کہ جہاد سے باز رہ کر اپنے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ یعنی اگر تم جہاد کے لئے نہ نکلو گے تو سمجھو کہ تم نے خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا اور مرزا قادیانی بجائے اس آیت سے شرمانے کے اس کو حج کے واسطے باہر نکلنے کے عذر میں پیش کر رہے ہیں۔

بابو صاحب...... قاضی صاحب خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو مختلف قسم کے دماغ دے دیئے۔ اگر ایک کو جھوٹے نبی بننے کے لئے دیا تو ایک کو اس کو پکڑنے کے لئے دیا۔ مگر خندہ کر کے۔ میرا آپ کا ان دونوں کاموں کے لئے نہیں۔

نو وارد...... بابو صاحب سنئے! مرزا قادیانی بزرگوں کی ہتک میں بڑے بے باک تھے۔ مثلاً

’’تمام مردے خدا میرے پیروں کے نیچے ہیں۔ یعنی قبروں میں۔‘‘

(اشتہار بعد ضمیمہ انجام آتھم، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۶)

گویا کل اہل قبور آپ کے پاؤں کے نیچے ہیں۔

’’ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، خزائن ج ۱۱، ص ۲۸۹)

قاضی صاحب آپ شاید نہ جانتے ہوں کہ یسوع کون تھا؟ اس لئے مرزا قادیانی کے ہی الفاظ میں آپ کو سناتا ہوں۔ (اعلان اخیر تتمہ حقیقت الوحی ص ۸، خزائن ج ۲۲ ص ۶۲۰) پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’اے پادری صاحبان...... اس محبت کو یاد دلاتا ہوں اور قسم دیتا ہوں جو آپ لوگ اپنے زعم میں حضرت یسوع مسیح ابن مریم سے رکھتے ہیں۔‘‘ بابو صاحب یہ الفاظ شریر و مکار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں سن لیں اور پھر اس کے ساتھ دعویٰ اسلام کا بھی ہے۔

’’حضرت عیسیٰ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹)

اس سے پایا گیا کہ یا تو اسلام کا اتنا بڑا پیغمبر شرک جیسے گناہ کا عادی تھا اور یا جھوٹ بولنا گناہ ہی نہیں۔

بابو صاحب...... مولوی صاحب ہم بھی کیسے بے غیرت ہیں کہ اس شخص کو مرزا صاحب کہتے ہیں۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر کو شریر، مکار اور جھوٹا کہتا ہے اور اپنے سے پہلے مدفونوں کو اپنے پاؤں کے نیچے بیان کرتا ہے۔

نووارد...... بابو صاحب آج کے بعد انشاء اللہ آپ میرے منہ سے یہ لفظ اس شخص کے واسطے کبھی نہیں سنیں گے۔ ایک مثال اور لیجئے۔ ’’پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۹، خزائن ج۶ ص۲۹۳)

قاضی صاحب...... بڑے جوش وخروش میں لیجئے۔ بابو صاحب اس شخص کے واسطے خدا نے غیب سے ایک اور بنابنایا فیصلہ دے دیا۔ یہی ہم سب کا فیصلہ ہے اس شخص کے حق میں سب طرف سے بیشک کی آواز۔

قاضی صاحب...... گاموں بس تالیاں بجانا چھوڑ اور مولوی صاحب کے واسطے ایک چلم بھر لا۔ حقہ بھی ٹھنڈا کر لا۔

نووارد...... قاضی صاحب خدا بڑا بے نیاز ہے۔ ہمیشہ آپ کو بنے بنائے فیصلے دے دیتا ہے۔ مگر مجھے اسی قسم کی بزرگوں کی توہین کی ایک اور مثال یاد آ گئی۔ قاضی صاحب اسے ضرور سنئے گا۔

(نزول المسیح ص۴۵، خزائن ج۱۸ ص۴۲۳، ۴۲۴) پر لکھتا ہے: ’’امام حسینؓ سے تو زید ہی اچھا رہا۔ جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔‘‘

قاضی صاحب...... تھوڑی دیر ہونٹوں میں کچھ کہہ کر۔ میں حیران ہوں کہ یہ شخص اپنی بڑائی تو کرتا تھا۔ مگر ہمارے بزرگوں کی تحقیر کیوں کرتا تھا؟

نووارد...... قاضی صاحب اس کی وجہ آپ نہیں سمجھے۔

قاضی صاحب...... یہ کارروائی میری سمجھ میں تو نہیں آئی۔

نووارد...... تو میں آپ کو بتاؤں، سنئے! ایک شخص نے یہ دیکھ کر کہ ایک زمیندار اپنے کھیت میں سے بڑی محبت سے گھاس چن چن کر نکال رہا ہے۔ اس سے دریافت کیا کہ اس فعل عبث پر کیوں

اتنی محنت کر رہا ہے۔ زمیندار نے جواب دیا کہ یہ گھاس اس زمین کا حقیقی بیٹا اور جو کچھ میں نے اس میں بیجا ہے۔ وہ سوتیلا۔ پس جب تک اس کا حقیقی بیٹا قائم ہے۔ سوتیلے بیٹے کی پرورش پورے طور محال۔ مرزے کو بھی یہی خیال تھا کہ جب تک ان لوگوں کے دلوں میں اپنے بزرگوں کی عزت وعظمت قائم ہے۔ میری عزت جیسی کہ میں چاہتا ہوں۔ ہرگز ہرگز جاگزیں نہیں ہوسکتی۔ اگر ان کی عزت ان کے دلوں میں بدستور قائم رہی۔ تو بہت کریں گے تو مجھے ویسا اور ان کے برابر سمجھیں گے۔ بڑھ کر ہرگز نہ سمجھیں گے۔ اس لئے اس نے آنحضرتؐ کے صحابہ کا پایہ اپنے صحابہ کے برابر قرار دیا۔'' حضرت علیؓ کے بارے میں کہا کہ اگر علی میرے زمانہ میں ہوتا تو میری بڑی عزت کرتا۔''

سادات کو کہا کہ وہ میری کفش برداری پر فخر کرتے ہیں۔ سارے پیغمبروں کا مجموعہ بنا۔

آنچہ داد است ہر نبی رام
داد آں جام را مرا بتمام

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

اور (نزول المسیح ص۴ حاشیہ، خزائن ج۱۸ص۳۸۲) پر لکھتا ہے:'' پس اس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گزشتہ نبی سے مجھے اس نے تشبیہہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدم، ابراہیم، نوح، موسیٰ، داؤد، سلیمان، یوسف، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے۔'' سب باباؤں کی ریش سے بازی کرنے کے بعد آپ کی توجہ آنحضرتؐ کی طرف منعطف ہوئی۔ مگر یہاں صاف صاف اپنی فضیلت آپؐ پر بیان کرنی آپ کو خطرناک معلوم ہوئی اور اس لئے اس کام کے واسطے اینچ پیچ کئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح تو صاف صاف نہ کہا کہ عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بمبرم۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے۔ مگر اس طرح کہ:

'' دنیا میں کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ (حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ص۹۲) پارہ ۱۵ ارکوع ۹ میں اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کو فرماتا ہے:'' عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا '' یعنی تعجب نہیں کہ تہجد کی برکت سے تمہارا پروردگار قیامت کے دن تم کو مقام محمود میں پہنچائے۔'' مرزا قادیانی اپنے الہام (حقیقت الوحی ص۱۰۲، خزائن ج۲۲ص۱۰۵) پر یوں لکھتے ہیں:'' اراد اللہ ان یبعثك مقاما محمودا '' خدا نے ارادہ کر لیا ہے کہ تجھ کو مقام محمود پر پہنچادے۔''

ان دونوں کلاموں میں فرق ملاحظہ ہو۔ وہاں تہجد کی شرط یہاں بلاشرط۔ وہاں صرف

امکان، یہاں وعدہ۔ وہاں قیامت کے دن، یہاں نقد۔ ’’میرا پاؤں وہاں ہے جہاں کل بلندیاں ختم ہوتی ہیں۔‘‘

’’اس کی ایسی مثال ہے کہ مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبیؐ سے ظہور میں آئے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ص۱۵۳)

’’اگر خدائے تعالیٰ کے نشانوں کو جو میری تائید میں ظہور میں آچکے ہیں۔ آج کے دن تک شمار کیا جائے تو وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۴۶، خزائن ج۲۲ص۴۸)

اس کی مثالیں میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ آنحضرتؐ کے واسطے صرف چاند کو گرہن لگا۔ میرے واسطے چانداور سورج دونوں کو وغیرہ وغیرہ۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب آپ کے خیال میں مرزا قرآن کا مطلب اور مضمون سمجھتا تھا یا نہیں؟

نووارد...... ایسا ہی سمجھتا تھا۔ جیسا کہ میں یا آپ ترجمے اور تفسیریں دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اور یہ دعویٰ اس کا بالکل غلط تھا کہ میں قرآن کے حقائق ودقائق بیان کرنے کا معجزہ دیا گیا ہوں۔ یا الرحمٰن علمہ القرآن خدائے رحمٰن نے مجھے قرآن سکھا دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی تردید آپ اپنا فرض اولین سمجھتے تھے۔ ان میں آپ تمام عمر بھنبل بھو سے کھاتے رہے اور ان کی حقیقت نہ بیان کر سکے۔ چڑیوں کی نسبت کبھی کہا کہ تالاب کی مٹی کی تاثیر ہوگی۔ کبھی کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ مدت تک کام کرتا رہا۔ ممکن ہے کسی کل کے دبانے سے وہ اڑتی ہوں اور (حقیقت الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ص۴۰۵ حاشیہ) پر یوں لکھا:

’’یہ واقعہ جو قرآن شریف میں مذکور ہے۔ اپنے ظاہری معنوں پر محمول نہیں۔ بلکہ اس سے کوئی خفیف امر مراد ہے۔ جو بہت وقعت اپنے اندر نہیں رکھتا۔‘‘ اور (ازالہ حصہ اول ص۳۰۴ حاشیہ، خزائن ج۳ص۲۵۵) پر لکھا: ’’مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ امی اور نادان لوگ ہیں۔ جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا رفیق بنایا۔ قرآن شریف میں جو سات زمینیں پیدا کئے جانے کا ذکر ہے۔ اس پر اسلام کے مخالف ہمیشہ سے حملہ کرتے آئے ہیں۔‘‘

مرزے نے (انجام آتھم ص۲۶۳، خزائن ج۱۱ص۲۶۳) پر جو اس کا جواب دیا ہے وہ یہ ہے۔ شاید لفظ ہفت زمین سے اشارہ ہفت اقلیم کی طرف ہو۔ قاضی صاحب کیا خدائے تعالیٰ بھی علم جغرافیہ سے اسی قدر واقف تھا۔ جس قدر کہ یہ دنیا کو ہفت اقلیم میں محدود کرنے والے کہ دونوں کی

رائے نے اتفاق کرلیا۔ قاضی صاحب اگر ایک ترازو لے کر اس کے ایک پلے میں مرزے کے دعوؤں کو ڈال کر دوسرے پلے میں ان کے ثبوت ڈال کر وزن کیا جائے۔ تو دعوؤں کا پلہ تحت الثریٰ تک پہنچے گا اور ان کے ثبوت کا ثریا تک جہاں سے آپ ابن فارس بن کر علم اتار لانے کے مدعی ہیں۔ قہقہہ۔ قاضی صاحب میں آپ کو سناؤں کہ مرزا اپنی کتاب براہین کی نسبت ہمارے کیا ذہن نشین کرتا ہے۔

۱...... ’’خدائے عزوجل براہین احمدیہ میں فرما چکا ہے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۸۳، خزائن ج۲۲ ص۵۱۹)

۲...... ’’کیونکہ براہین احمدیہ میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔‘‘

(دافع البلاص۹، خزائن ج۱۸ ص۲۲۹)

۳...... ’’یہی جواب خدائے تعالیٰ نے میری نسبت براہین احمدیہ میں، مخالفوں کو دیا۔‘‘

(تقویت الایمان ص۴۹، خزائن ج۱۹ ص۵۳)

۴...... ’’کتاب براہین احمدیہ جس کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے مولف نے ملہم اور مامور ہر کر تالیف کیا ہے۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص۲۰۲، خزائن ج۲ ص۳۱۹)

۵...... ’’میں بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑے شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳)

۶...... ’’دیکھو (براہین احمدیہ ص۴۸۸) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کہہ کر پکارا گیا ہے۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷)

لیکن جب آپ پر اعتراض ہوا کہ براہین میں تو خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا تسلیم کیا ہے۔ تو (ازالہ اوہام ص۱۹۷، خزائن ج۳ ص۱۹۶) پر یوں گویا ہوئے: ’’میں نے براہین احمدیہ میں جو کچھ مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کی بابت لکھا وہ صرف مشہور عقیدہ کے لحاظ سے۔‘‘

بابو صاحب...... مولوی صاحب یہ قصہ تو مرزے کی بے حیائیوں کی مد کے نیچے بہت لطف دیتا۔ خیال کیجئے کہ فضولیات تو سب الہامی اور جو اصل بات وہ مرزے کا رسمی عقیدہ۔

نووارد...... بابو صاحب آپ نے راست تو فرمایا مگر اس شخص کے دماغ کو دیکھئے۔ بھول چوک کا کیا عذر بنایا۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب میں آپ کی بات نہیں سمجھا۔

نو وارد...... قاضی صاحب کوہاٹ میں ایک شہزادہ سرسلطان جان کے سی ایس آئی تھے۔ جو شاعر تھے۔ خوش نویس تھے اور مصور بھی تھے۔ ایک دن ذکر کرنے لگے کہ میرا مصوری کا استاد ایک انگریز تھا۔ وہ قلم روشنائی میں ڈبو کر سفید کاغذ پر چھڑک دیتا تھا اور مجھ سے کہتا تھا کہ ان مختلف اشکال کے چھینٹوں سے جو جو شکلیں بن سکتی ہیں۔ بنا ڈالو۔ مرزے نے بھی اسی طرح پہلے براہین احمدیہ وغیرہ میں مختلف مضامین کی آیات قرآنی چھڑکا دیں۔ بعد اس کے جہاں کوئی معاملہ کسی آیت کے مضمون سے ملتا جلتا واقعہ نظر آیا۔ فوراً چلا اٹھا کہ وہ دیکھو خدا نے بیس برس پہلے ہی براہین احمدیہ میں فرمایا تھا کہ ایسا ہوگا۔ کیونکہ ان الہامی آیات میں فلانے لفظ سے یہ مراد تھی اور فلانے لفظ سے یہ مراد تھی۔ مثلاً اس آیت میں جہنم سے مراد طاعون تھا اور اس آیت میں فتنہ سے مراد پادری آتھم کا معاملہ تھا۔

(انجام آتھم ص۱) ''کیا انسان کی طاقت ہے؟ کہ قبل از وقت پیشین گوئی کر دے۔''

براہین احمدیہ لکھنے کے وقت غالباً مرزے کا خیال ایسے عروج پر نہ تھا کہ مسیح موعود بنے۔ اس لئے ملہم اور مامور صاحب نے الہامی کتاب میں لکھ ڈالا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور جب مسیح بننے کا خیال پیدا ہوا تو اس الہامی کتاب کے سہو کا عذر اور اس سے بہتر اور بدتر کیا ہو سکتا تھا کہ اس کو اپنی لکھی ہوئی کتاب مان کر اس اہم معاملہ کو رسمی عقیدہ بیان کرے۔

غضب خدا کا رسول اللہ آپ کو شیر خواری کی حالت میں گودی میں پالتے ہیں۔ خدا سے بشارتیں لالا کر دیتے ہیں۔ خدا خود آپ سے تمام تمام دن اور تمام تمام رات باتیں کرتا ہے۔ ملہم و مامور کر کے آپ سے کتاب لکھواتا ہے۔ پھر نہ آنحضرت ﷺ آپ کو یہ بشارت دیتے ہیں کہ مسیح ناصری فوت ہو چکا ہے اور آنے والے مسیح چشم بدور آپ ہیں نہ خدا ہی مطلب کی بات آپ سے کرتا ہے اور فضول باتوں میں آپ کا اور اپنا وقت ضائع کرتا ہے کہ تجھے میں نے اپنے لئے چن لیا۔ تجھے پیدا نہ کرتا تو زمین و آسمان پیدا نہ کرتا۔ تجھے میں نے کن فیکون کے اختیارات دے دیئے۔ تیرا محمدی بیگم سے نکاح میں نے پڑھ دیا۔ ان فضول باتوں سے مرزے کو کیا فائدہ پہنچا؟

یہ تو وہی مثل ہوئی کہ گھر بار تیرا مگر چکی چولھے کو ہاتھ نہ لگائیو۔! مطلب کی چیز محمدی بیگم تو لے جائے مرزا سلطان احمد اور مرزا قادیانی کن فیکون کے اختیارات پڑے چاٹیں۔ بلند آواز سے قہقہہ۔ ایسے جھوٹے اور کنگال خدا سے جو کہے کہ زمین و آسمان میں نے تیرے لئے پیدا کیا اور محمدی بیگم مرزے کی چاہتا۔ جس کے لئے سجدہ کرتے کرتے مرزے کی ناک آدھی رہ جائے۔ حوالہ کر دے مرزا سلطان احمد کے۔ مولوی محمد حسین صاحب کا ڈپٹی کمشنر بہت اچھا کہ وعدے کچھ

بھی نہ کرے اوردے دیو مربعے۔

’’میں نے کشف میں دیکھا کہ میں نے ایک نئی زمین ونیا آسمان پیدا کیا۔‘‘ حضرت من یہ سات آسمان اور شاید ہفت اقلیم کیا آپ کے واسطے کافی نہ تھے؟ کہ آپ نے ایسے کشفوں کی تکلیف اٹھائی۔ ایک بروزی محمدی بیگم کیوں پیدا نہ کرلی کہ اس پر رحمت اور برکت کے دروازے کھل جاتے اوراس سے اولاد آپ کی وارث ہوتی۔ زمین آسمان اور مصابیح کی نسبت ایک نودس سال کی محمدی بیگم پیدا کرلینی آپ کے لئے کچھ مشکل نہ تھی۔

بیوی...... قاضی صاحب اگر آپ برا نہ مانیں اوراجازت دیں تو میں مولوی صاحب سے درخواست کروں کہ مرزے کے کچھ متضاد کلمات اور بھی بیان کردیں۔

قاضی صاحب...... اگر آپ کوان کے سننے کا شوق ہے تو مضائقہ کیا ہے؟ میں نے تو مولوی صاحب کواس وجہ سے روک دیا تھا کہ ان کی کافی تعداد بیان ہوچکی تھی۔

بابو صاحب...... قاضی صاحب میرا بھی ان سے اتفاق ہے۔

نووارد...... اچھا بیوی جی ایسی مثالیں کتنی ایک سناؤں؟ پہلے تو تضاد کی بابت مرزے کے اپنے ریمارکس سن لیں:

۱...... ’’جو پرلے درجے کا جاہل ہو۔ جو اپنے بیانوں میں متناقض بیانوں کو جمع کرے اوراس پر اطلاع نہ رکھے۔‘‘ (ست بچن ص۲۹ حاشیہ، خزائن ج۱۰ ص۱۴۱)

۲...... ’’ظاہر ہے کہ کسی سچیار (ہندی لفظ) اور عقلمند اورصاف دل انسانوں کی کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل، مجنون اور ایسا منافق۔ الخ!‘‘

(ست بچن ص۳۰، خزائن ج۱۰ ص۱۴۲)

لیجئے بیوی صاحبہ مرزے کی متناقض کلمات کا پورا پورا لطف آپ کو اب آئے گا۔ سنئے:

۱...... ’’تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کی وجہ سے ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کردیتے ہیں۔‘‘ (ازالہ حصہ اوّل ص۷۲، خزائن ج۳ ص۱۳۸ حاشیہ)

’’جس کو یہ خبر نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت تامہ ضروری ہے۔‘‘

(ست بچن ص ب، خزائن ج۱۰ ص۳۰۲)

۲...... ’’عیسیٰ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹)

’’اب ظاہر ہے کہ مسیح جو نبی تھا۔ اس کا قول جھوٹا نہیں ہو سکتا۔‘‘

(کتاب البریہ ص ۱۶، خزائن ج ۱۳ ص ۲۵)

۳...... ’’چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص ۶، خزائن ج ۲ ص ۶۴)

’’شق القمر ایک قسم کا خسوف تھا۔‘‘ (نزول المسیح ص ۱۲۸، خزائن ج ۱۸ ص ۵۰۶)

۴...... ’’کسی نبی کا کوئی معجزہ یا اور کوئی خارق عادت امر ایسا نہیں ہے۔ جس میں ہزار ہا اور لوگ شریک نہ ہوں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص ۷۰، خزائن ج ۱۷ ص ۲۰۴)

’’اور ظاہر ہے کہ جس امر کی کوئی نظیر نہ پائی جائے۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں خارق عادت کہتے ہیں۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص ۱۹، خزائن ج ۲ ص ۶۷)

۵...... ’’اس خدا نے ہی خبر دی کہ جس نے ہمارے نبی کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۴۴، خزائن ج ۲۲ ص ۴۷۷)

’’پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

۶...... ’’میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان۔‘‘

(اربعین نمبر ۲ ص ۲، خزائن ج ۱۷ ص ۳۴۴)

شکر للہ میری بھی آہیں نہیں خالی گئیں
کچھ بنیں طاعون کی صورت کچھ زلازل کے بخار

(درثمین ص ۸۸)

۷...... ’’دور از ادب بات ہے کہ یہ خیال کیا جائے کہ کوئی زہرناک اور وبائی مادہ مسیح کے منہ سے نکل کر کمزور کافروں کو مارے گا۔‘‘ (ازالہ اوّل ص ۳۶۹، خزائن ج ۳ ص ۲۸۹ حاشیہ)

’’لیکن امروہہ بھی مسیح موعود کی محیط ہمت سے دور نہیں ہے۔ اس لئے اس مسیح کا کافر کش دم ضرور امروہے تک بھی پہنچے گا۔‘‘ (دافع البلاء ص ۱۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۸)

۸...... ’’دمشق کے لفظ سے دمشق ہی مراد رکھنا دعوے بے دلیل اور التزام مالا یلزم ہے۔‘‘

(ازالہ حصہ اوّل ص ۶۱، خزائن ج ۳ ص ۱۳۳)

’’سو دیکھو! حضرت موسیٰ کیسی صاف صاف شہادت دے گئے کہ وہ آفتاب صداقت جو فاران کے پہاڑ سے ظہور پذیر ہوگا۔ اس کی شعاعیں سب سے زیادہ تیز ہیں اور وہی توریت ہم کو بتاتی ہے کہ فاران مکہ معظّمہ کا پہاڑ ہے۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص ۲۳۳ حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۲۸۱)

بابو صاحب کیا سمجھے!

بابو صاحب...... جی ہاں! حضرت موسیٰ علیہ السلام تو صاف صاف فرماگئے اور یہ بھی بتاگئے کہ فاران مکہ کا پہاڑ ہے۔ لیکن ہمارے حضرت محمدؐ کو اتنی تمیز نہ ہوئی کہ فرمادیتے کہ دمشق سے مراد قادیان ہے۔ جو آج سے اتنی صدیوں کے بعد بابر بادشاہ کے عہد میں ملک پنجاب میں آباد ہو جائے گا۔

۹...... (دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ص۲۴۰) پر ایک عربی الہام کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: ’’کہ تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا۔‘‘

(ص۱۱ استارہ قیصریہ، خزائن ج۱۵ص۱۲۴) پر لکھتا ہے: ’’خدائے تعالیٰ نے آسمان سے یہ اسباب پیدا کردیئے ہیں کہ دونوں قوموں عیسائیوں اور مسلمانوں میں وہ اتحاد پیدا ہوجائے کہ پھر ان کو دو قوم نہ کہا جائے۔‘‘

۱۰...... ’’یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جاکر فوت ہوگیا۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۴۷۳، خزائن ج۳ص۳۵۳) سبحان اللہ! کیا الہام ہے۔ اس نے سارے ہی دل کے وہم دور کر دیئے۔ یہ تو ہم نے مانا کہ یہ نام مرزا قادیانی نے بیگانی کتاب کا چرایا یا ہتھیایا۔ مگر کتاب اس نام کے لائق تو لکھتے۔

’’جو شخص کشمیر، سری نگر محلہ خان یار میں مدفون ہے۔ اس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۵، خزائن ج۱۸ص۲۳۵)

۱۱...... ’’قرآن کریم آنحضرتﷺ کی دل کی صفائی کی وجہ سے فصیح اور بلیغ ہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۲۹، خزائن ج۱۳ص۵۰۰)

’’یہ بات تو ہم دوبارہ یاد دلاتے ہیں کہ گو کسی قسم کا القاہو۔ الفاظ ہمیشہ ساتھ ہوں گے۔‘‘ (برکات الدعا ص۱۶، خزائن ج۶ص۲۱)

۱۲...... ’’قرآن شریف فصاحت و بلاغت کی وجہ سے معجزہ ہے۔‘‘

(جنگ مقدس ص۱۸۸، خزائن ج۶ص۲۹۱ ملخص)

’’اگر بعض پر بلاغت فقرے اور مثالیں جو قرآن شریف میں موجود ہیں۔ شعرائے جاہلیت کے قصائد دیکھے جائیں۔ تو ایک لمبی فہرست تیار ہوگی۔‘‘

(نزول المسیح ص۵۶، خزائن ج۱۸ص۴۳۴)

۱۳...... ’’میں سلطان روم کو امام نہیں مانتا۔ کیونکہ بموجب حدیث الائمۃ من القریش کے وہ

قریش سے ہونا چاہئے۔‘‘ (کشف الغطاء ص۲، خزائن ج۱۴ ص۴۶۹)

’’اور اپنی نسبت کہتا ہے: ’’گر کہے کوئی یہ منصب تھا شایان قریش، وہ خدا سے پوچھ لے میرا نہیں یہ کاروبار۔‘‘ (درثمین ص۸۷)

۱۴...... ’’اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے۔ کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔‘‘ (ازالہ حصہ دوم ص۶۸۳، خزائن ج۳ ص۴۶۹)

’’کچھ تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ایک عیسائی نے امریکہ میں بھی مسیح ابن مریم ہونے کا دم مارا تھا۔‘‘ (ازالہ حصہ دوم ص۶۸۳، خزائن ج۳ ص۴۶۹)

بابو صاحب اوّل تو اس کلام سے پایا جاتا ہے۔ یعنی مفہوم اس کلام کا یہ ہے کہ جیسے ایک عیسائی نے قادیان میں مسیح ابن مریم ہونے کا دم مارا ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا۔ اسی طرح ایک عیسائی نے امریکہ میں بھی مسیح ابن مریم ہونے کا دم مارا تھا۔ لیکن اسے چھوڑو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر بذاتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ تشریف لا کر اپنی قوم کی ملامت کر کے اور اپنا پیغمبر اور صرف پیغمبر ہونا ان پر ظاہر کر کے ان کو راہ راست پر نہیں لانا اور آنے والا ایک اور شخص ہے۔ جو اس کام کے واسطے چودھویں صدی ہجری میں پیدا ہوگا۔ تو ایسے شخص کا عیسائیوں میں پیدا ہونا زیادہ مفید ہوگا۔ یا عیسائیوں کے مخالف مذہب میں۔

بابو صاحب و جناب قاضی صاحب ایمان سے کہئے گا۔ مشاہدہ اور تجربہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ قوم کس کی بات مانتی ہے۔ یا بالفاظ دیگر کسی مدعی نبوت پر کون لوگ ایمان لایا کرتے ہیں۔ اس کی اپنی قوم کے یا غیر قوم کے۔ پادری ڈوئی نے اگر امریکہ میں مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو اس پر کون ایمان لائے۔ سب بیک زبان عیسائی؟

مرزا قادیانی نے جو مسیح ابن مریم اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ ان پر کون لوگ ایمان لائے؟ سب نے بیکزبان مسلمان! خداوند کریم جو جگہ جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ہم نے فلانی قوم میں ان کے بھائی فلانے کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ فلانی قوم میں ان کے بھائی فلانے کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم نے ہر ایک قوم کے لئے ایسا پیغمبر بھیجا جو ان کی زبان بولتا تھا۔ پارہ ۱۱ ع۷ میں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے پیغمبر! لوگوں سے کہو کہ اس سے پہلے میں مدتوں تم میں رہا ہوں۔ میں نے کبھی وحی کا نام بھی نہیں لیا۔ گویا تم میرے...... سے خوب واقف ہو کہ میں سچ بولنے والا ہوں یا جھوٹ بولنے والا۔ اس کے کیا معنی؟

قاضی صاحب...... اس کلام خداوندی سے تو ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ کو جس قوم کی اصلاح

منظور ہوتی ہے۔ اسی قوم کے ایک فرد کو پیغمبر بنا کر ان کی ہدایت پر مامور کرتا ہے۔ جو ان کی زبان بولتا ہے اور جس کی عمر ان میں گزری ہوتی ہے۔

نو وارد...... اچھا قاضی صاحب! اس میں تو کچھ کلام نہیں کہ مرزے کا مشن یہ تھا کہ کسر صلیب[1] کرنا ویکسر الصلیب۔

پس اگر اس کام کے واسطے۔ یعنی عیسائیوں کی اصلاح کے واسطے کیا خدا کو ایسا شخص بھیجنا چاہئے تھا جو نہ عیسائیوں کی قوم کا ہو نہ ان کی زبان سے مطلق واقف ہو۔ نہ ان میں چھوٹا بڑا ہوا ہو اور اگر مرزا قادیانی کی خاطر ہم یہ مان لیں کہ خدا نے اپنی عادت اور طریق کا خلاف کیا تو نتیجہ کہہ رہا ہے کہ یا تو خدا نے غلطی کی یا مرزا قادیانی اپنے دعوئے مسیحیت میں جھوٹا تھا۔ کیونکہ کسی عیسائی نے اس کے ہاتھ پر شرک اور صلیب پرستی سے توبہ نہیں کی۔ مرزے کے دعوے صرف مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے تھے اور بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ قاضی صاحب (ضرورۃ الامام ص۲۴، خزائن ج۱۳ص۴۹۵) پر مرزا جلی حروف میں لکھتا ہے: ’’امام الزمان میں ہوں۔‘‘ اور اسی کتاب کے (ص۶، خزائن ج۱۳ص۴۷۶) پر لکھا ہے: ’’اب ایک ضروری سوال یہ ہے کہ امام الزمان کس کو کہتے ہیں اور اس کی علامات کیا ہیں اور اس کو دوسرے ملہموں اور خواب بینوں اور اہل کشف پر ترجیح کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام الزمان اس شخص کا نام ہے کہ جس شخص کی روحانی تربیت کا خدائے تعالیٰ متولی ہو کر اس کی فطرت میں ایک ایسی امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے کہ وہ سارے جہاں کے معقولیوں اور فلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں مباحثہ کر کے ان کو مغلوب کر لیتا ہے۔ وہ ہر ایک قسم کے دقیق در دقیق اعتراضات کا خدا سے قوت پا کر ایسی عمدگی سے جواب دیتا ہے کہ آخر ماننا پڑتا ہے کہ اس کی فطرت دنیا کی فلاح کا پورا سامان لے کر اس مسافر خانہ میں آئی ہے۔‘‘ وغیرہ وغیرہ۔

اب مرزا قادیانی کے دلائل سنئے، آریوں کے مقابلہ میں شق القمر کا ثبوت (سرمہ چشم آریہ ص۸۷، خزائن ج۲ص۱۳۵) پر لکھتا ہے: ’’چونکہ اس زمانہ کی فلاسفی اپنی مستحکم رائے ظاہر کرتی ہے کہ شمس وقمر میں ایسی ہی آبادی حیوانات ونباتات وغیرہ ہے۔ جیسے زمین پر ہے اور یہ امر انشقاق و اتصال قمری ثابت کرنے والا ہے۔‘‘ لیکن (انجام آتھم ص۱۱۴، خزائن ج۱۱ص۱۱۴) پر تناسخ کے رد میں لکھتا ہے: ’’آفتاب و ماہتاب میں انسان آباد ہوتے تو ضرور تھا کہ میں بہت سے دوسرے جانور اور کیڑے بھی ہوتے۔ جن میں انسانوں کی روحیں تناسخ کے طور پر داخل ہوئیں۔‘‘

[1] ’’میں صلیب کے توڑنے اور خنزیر کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔‘‘ (فتح اسلام ص۱۷ حاشیہ، خزائن ج۳ص۱۱)

قاضی صاحب اس امام الزمان کے دلائل سمجھے؟

قاضی صاحب...... مولوی صاحب ایک بات سوجھی ہے۔ آیئے کہ مرزا کی ان دلائل پر اس شیطان گاموں کے دماغ کا امتحان کریں۔ کہ یہ کیا سمجھا۔

نووارد...... بات تو معقول ہے۔ مگر اس کو آپ سادہ پنجابی زبان میں سمجھادیں اور پھر مطلب دریافت کریں۔ قاضی صاحب! سلیس پنجابی میں مرزے کے دونوں قولوں کو بیان کر دینے کے بعد اچھا گاموں اب تو کچھ سمجھا۔ بابو صاحب سے بیان کردے۔ گاموں نے جو کچھ سمجھا تھا۔ بابو صاحب سے اپنی زبان میں خنداں خنداں بیان کردیا۔

قاضی صاحب...... اچھا بابو صاحب فرمایئے۔ گاموں مرزے کے ان دو قولوں کا آپ سے کیا مطلب بیان کیا۔

بابو صاحب...... ہاتھ پر ہاتھ مار کے اور قہقہہ لگا کر۔ اجی آپ اس کے دماغ کا کیا امتحان کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں سمجھتا ہے۔ بچپن میں پڑھتا بھی رہا ہے۔ تیسری جماعت تک اس کی تعلیم ہے۔

قاضی صاحب...... اچھا اس نے کیا بیان کیا۔

بابو صاحب...... کہا ہے کہ مرزے کا دین وایمان کچھ نہ تھا۔ ایک جگہ وہ کہتا ہے کہ چاند اور سورج میں حیوانات آباد ہیں اور دوسری جگہ کہتا ہے کہ چاند وسورج میں اگر انسان ہوتے تو مسئلہ اور گوان تب صحیح ہوتا کہ ان میں حیوانات بھی ہوتے یعنی چونکہ چاند وسورج میں حیوانوں آبادی نہیں۔ اس لئے اواگون کا مسئلہ باطل ہے۔ ہر طرف سے نعرہ۔ گاموں شاباش، شاباش، زندہ باد!

نووارد...... بابو صاحب مرزے نے ایک جگہ لکھا ہے کہا ''اسلام کے بڑے بڑے فاضل جو قریباً چالیس کے ہیں۔ وہ میرے ساتھ ہیں اور فریق مخالف کے ساتھ صرف نام کے مولوی ہیں۔'' آج ہم اگر اسی خیالی ترازو کے ایک پلے میں اس تیسری جماعت تک پڑھے ہوئے گاموں کو بٹھائیں اور دوسرے پلے میں ان چالیس علماء وفضلاء کو بٹھائیں جو مرزے کے معتقد ہوکر اس کے ساتھ تھے۔ تو غریب گاموں کا پلہ تو زمین سے ملحق رہے گا اور ان علماء کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی کسی اونچے آسمان پر جانے کا فخر حاصل ہو جائے گا۔ ہاں ایک بات ہے کہ چونکہ وہاں ان کی حجامت کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ اس لئے سکھوں کی طرح ان کے جلد فوت ہوجانے کا احتمال ضرور ہے۔ خدا غریق رحمت کرے۔ آہ! مرزا قادیانی کیا سچ فرما گئے۔

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

(درثمین ص۴)

گاموں...... مولوی جی تساں اہ کی آکھیا؟

نووارد...... گاموں میں نے اس کی بخشش کے لئے اس وجہ سے دعا مانگی کہ وہ اس شعر کے خلاف ایک بات سچی بھی کہہ گیا۔

گاموں...... (متحیر ہوکر) جی اوہ کہڑی؟

نووارد...... یہ کہ اب ایسے کذابوں یعنی پادریوں سے زبانی مباحثات سے کیونکر فیصلہ ہو۔ ہم جھوٹے کو دندان شکن جواب سے ملزم تو کر سکتے ہیں۔ مگر اس کا منہ کیونکر بند کریں۔ اس کی پلید زبان پر کونسی تھیلی چڑھائیں۔ اس کے گالیاں دینے والے منہ پر کون سا قفل لگائیں۔ (انجام آتھم ص۳۸، خزائن ج۱۱ص۳۸) دیکھو گاموں وہ بہشتی یہاں کیا سچ کہہ گیا کہ دجال دلائل سے قتل نہیں ہو سکتا۔ اس کا ایمان لانا تو کیا اس کا منہ بھی بند نہیں کیا جا سکتا۔ گالیاں دیتا ہے۔''

قاضی صاحب...... مولوی صاحب کیا امام الزمان صاحب کو جن کی روحانی تربیت کا خدائے تعالیٰ متولی تھا۔ گالیاں دینی نہیں آتی تھیں؟

نووارد...... قاضی صاحب آپ نے ان کے دلائل وحجج کا نمونہ تو دیکھ ہی لیا اور جب ان سے کچھ نہ بنا۔ جیسا کہ دنیا کی پیدائش سے آج تک دلائل ومباحث کا کبھی کچھ نتیجہ نہیں نکلا۔ تو مرزا قادیانی نے مریدوں کی نبض دیکھ کر اپنے مخالفوں پر گالیوں سے غلبہ پانے کی کوشش کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آریوں اور عیسائیوں نے جو بات نہ کہنے کی تھی۔ وہ بھی آنحضرتﷺ کی نسبت کہی اور امہات المومنین اور نسخہ خبط احمدیہ جیسی کتابیں اسلام اور بانیٔ اسلام کی توہین میں لکھی گئیں۔ ہاں! ان گالیوں سے ذاتی فائدہ ان کو یہ پہنچا کہ جوشیلے اور سادہ لوح مسلمان ان پر لٹو ہوگئے اور ان کے اشارہ پر جیبیں خالی کرنے لگے گئے۔

قاضی صاحب (ص۲۵ حاشیہ کلمہ فضل رحمانی) پر لکھا ہے کہ مرزے کا باپ کشمیر جاکر پانچ روپیہ ماہوار پر ملازم ہوا اور مرزے کا بیٹا بیمار ہوا تو پونے دوسو روپیہ روز ڈاکٹر کی فیس مقرر ہوئی۔ دیکھو اخبار اہلحدیث۔ یہ روپیہ اگر نبوت کی کمائی نہیں، تو کہاں سے آیا؟ قاضی صاحب اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ اشعار مرزا قادیانی کے ہی ہیں:

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء وہی ہے
اور گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

(قادیان کے آریہ اور ہم ص۶۱، خزائن ج۲۰ ص۴۵۸)

اور یہ بھی ان ہی کا فرمودہ ہے کہ ’’اخلاقی معلم کا فرض ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھائے۔‘‘ (چشمہ مسیحی ص۱۱، خزائن ج۲۰ ص۳۴۶) مگر اس میں شک نہیں کہ امام الزمان کو روحانی متولی نے گالیوں سے بہرہ کامل بخشا تھا اور اس فن پر اس قدر حاوی تھے کہ بعض اوقات کہے ہوئے الفاظ کا تکرار کسر شان سمجھتے تھے۔

بابو صاحب...... مولوی صاحب گاموں مرزے کی گالیاں سننے کا مشتاق نظر آتا ہے۔

نووارد...... بابو صاحب نماز پڑھ لیں پھر بعد اس کے زبان گندی ہو تو خیر ہے۔ نماز کے بعد۔ گاموں سن اور غور سے سن کیونکہ یہ آنحضرتؐ کے بروز کے کلمات ہیں۔ جو انہوں نے کمال اطاعت اور پیروی رسول اللہ میں استعمال کئے ہیں۔ زیر الہام ’’انك علی خلق عظیم، وما ینطق عن الھوی ان ھوالاوحی یوحی‘‘ (تذکرہ ص۳۷۸، طبع سوم)

۱...... ’’اس قدر جھوٹ کی نجاست کھائی کہ کوئی نجاست خور جانور اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔‘‘ (نزول المسیح ص۸، خزائن ج۱۸ ص۳۸۶)

۲...... ’’احمق اور جاہل اور کمینہ طبع۔ کتوں کی طرح مرتے ہیں۔ بدبخت شریروں اور جھوٹے۔ دروغ گوئی کی لعنت سے بچ جاتا۔ ایسے گندے اور ناپاک اخبار ایڈیٹر جو اجہل الجہلاء ہیں۔‘‘ (نزول المسیح ص۱۲تا۱۵، خزائن ج۱۸ ص۳۹۰،۳۹۳)

۳...... [[بڑے بڑے خبیث اور شریر ناپاک طبع اور کذاب اور مفتری رہتے ہیں۔ اگر شرم رکھتے ہوں تو اس شرمندگی سے جیتے ہی مرجائیں۔ اس درجہ کی بے حیائی ہے۔ ان لعنتوں کو کیوں آپ لوگوں نے ہضم کیا۔ یہ صرف گوہ کھاتا ہے۔ اے جاہل بے حیاء۔‘‘

(نزول المسیح ص۶۲، خزائن ج۱۸ ص۴۴۰ ملخص)

۴...... ’’اس سے زیادہ کوئی دیوانہ اور پاگل نہیں ہوتا۔ وہ لعنتی کیڑا ہے نہ آدمی۔ اس قسم خبیث طبع۔ ایسے شخص اندھے ہیں۔‘‘ (نزول المسیح ص۶۴، خزائن ج۱۸ ص۴۴۲)

۵...... ''یہ تو بے ایمانی کا طریقہ ہے۔ ایسا نامراد بنایا۔ محمد حسن مردہ بخت۔''
(نزول المسیح ص۶۸،۶۹، خزائن ج۱۸ص۴۴۷)

۶...... ایک مردے کا مضمون چورا کر کفن دوزدوں کی طرح[1]۔ نہ صرف چور بلکہ کذاب بھی ہے۔ اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ پر رکھ دی۔ اس کے مردار کو چورا کر پیر مہر علی شاہ نے اپنی کتاب میں کھایا۔'' (نزول المسیح ص۷۰،۷۱، خزائن ج۱۸ص۴۴۸،۴۴۹)

۷...... ''اس سوال کے جواب میں گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس جاتے ہیں۔''
(ایام الصلح ص۱۳۵)

۸...... ''ملا لوگ خبیث طینت خنزیر سرشت۔ مگر تھوڑے سے مکھیوں کی طینت والے مردار خور۔''

۹...... ''وہ مولوی بھی دجالیت کے درخت کی شاخیں ہیں۔''
(شہادۃ الملہمین ص۸، خزائن ج۴ص۳۶۹)

۱۰...... ''بدسرشت مولویوں کے حکم اور فتوے سنے۔''
(ازالہ حصہ دوم ص۵۹۴، خزائن ج۳ص۴۲۱)

۱۱...... ''ان کے الہامات شیطانی ہیں اور خرب شیطان ہمیشہ مغلوب ہے۔''
(ازالہ حصہ دوم ص۶۳۱، خزائن ج۳ص۴۴۰)

۱۲...... ''نیم ملا دشمن اسلام اس کو روک نہیں سکتے۔ اگر اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے۔ تو ہلاک کر دیئے جائیں گے۔'' (ازالہ حصہ دوم ص۶۷۹، خزائن ج۳ص۴۶۷)

۱۳...... ''ان مولویوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح۔''
(ازالہ حصہ دوم ص۷۲۴، خزائن ج۳ص۴۹۰)

۱۴...... ''جو شرارت اور شیطان کی ذریت تھے۔'' (ازالہ حصہ اوّل ص۴۴، خزائن ج۳ص۱۵۷)

۱۵...... ''دیانند کے خرافات۔'' (ست بچن ص۳، خزائن ج۱۰ص۱۱۵)

۱۶...... ''گرونانک[2] صاحب نیوگ والوں کو سخت بے حیا اور دیوث اور ناپاک سمجھتے تھے۔ اکثر نالائق پنڈت ان کے دشمن ہوگئے تھے۔'' (ست بچن ص۴، خزائن ج۱۰ص۱۱۶)

[1] رجل فارس کی مراد کفن کشوں سے ہے۔ کوئی صاحب غلطی نہ پکڑیں۔

[2] ''اور ہم ایسے الفاظ کو صراحتاً یا کنایتاً اختیار کرنا خبث عظیم سمجھتے ہیں اور مرتکب ایسے امر کو پرلے درجے شریر النفس خیال کرتے ہیں۔'' (براہین احمدیہ ص۸۳)

۱۷...... ’’یہ نالائق ہندو وہی شخص ہے۔‘‘ (ست بچن ص۶، خزائن ج۱۰ص۱۱۸)

۱۸...... ’’وہ دیانند کی طرح جہالت اور بخل کی تاریکی میں مبتلا نہ تھے۔‘‘
(ست بچن ص۷، خزائن ج۱۰ص۱۱۹)

۱۹...... ’’اس ناحق شناس اور ظالم پنڈٹ نے۔‘‘ (ست بچن ص۸، خزائن ج۱۰ص۱۲۰)

۲۰...... ’’اور اپنے خبث مادہ کی وجہ سے۔‘‘ (ست بچن ص۹، خزائن ج۱۰ص۱۲۱)

۲۱...... ’’وہ ناچیز برہموں اور کم ظرف پنڈتوں کی طرح۔‘‘ (ست بچن ص۱۳، خزائن ج۱۰ص۱۲۵)

۲۲...... ’’اس نااہل پنڈت کا ارادہ یہ ہے۔‘‘ (ست بچن ص۱۵، خزائن ج۱۰ص۱۲۷)

۲۳...... ’’اے نالائق آریو! کیوں اس قدر باوا صاحب کی بے ادبی کررہے ہو؟‘‘
(ست بچن ص۴۱، خزائن ج۱۰ص۱۶۱)

۲۴...... ’’ایسا خیال کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجہ کی خباثت بھی ہے۔‘‘
(ست بچن ص۱۷۳، خزائن ج۱۰ص۲۹۷)

۲۵...... ’’اب سوچنا چاہئے کہ کیسی بدذاتی اور بدمعاشی اور بے ایمانی ہے۔‘‘
(حقیقت الوحی ص۲۱۲، خزائن ج۲۲ص۲۲۲)

۲۶...... ’’عمادالدین مرتد نصرانی نے کس قدر گوہ کھائے اور کتنی نجاست نگلی۔‘‘
(ایام الصلح ص۹۲، خزائن ج۱۴ص۳۲۸ ملخص)

۲۷...... ’’اس کی ایسی مثال ہے۔ جیسے کوئی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوکر اور بالغ ہوکر پھر یہ چاہے کہ ماں کے پیٹ میں داخل ہو جائے۔‘‘ (چشمہ مسیحی ص۹، خزائن ج۲۰ص۳۴۴)

۲۸...... ’’محض اوباشانہ لاف گزاف ہے۔‘‘ (ٹائٹل پیج آسمانی فیصلہ ص۳، خزائن ج۴ص۳۵۰)

۲۹...... ’’جھوٹوں اور بے ایمانوں اور بخیلوں اور متعصبوں کی گردن کا ہار کررکھا ہے۔‘‘
(سرمہ چشم آریہ ص۱۹۰)

۳۰...... ’’ان بے غیرتوں اور دیوثوں کو۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص۱۹۹، خزائن ج۲ص۳۱۶)

۳۱...... ’’اور بعض مولوی دنیا کے کتے ان کی ہاں کے ساتھ ہاں ملانے لگے۔‘‘
(استفتاء ص۲۰، خزائن ج۱۲ص۱۲۸)

۳۲...... ’’کبھی سرقہ کا الزام دینا کبھی صرفی نحوی غلطی کا یہ صرف گوہ کھانا ہے، اے جاہل، بے حیا۔‘‘ (نزول المسیح ص۶۳، خزائن ج۱۸ص۴۴۱)

۳۳...... ’’کشف الحقائق بمبئی...... میں اسی پرانی عادت جھوٹ کی نجاست خوری کی وجہ

سے۔‘‘ (انجام آتھم ص۴، خزائن ج۱۱ص۴)

۳۴...... ’’اس عیسائی قوم میں سخت بدذات اور شریر پیدا ہوتے ہیں......ایسی بدذاتی سے بھرے ہوئے جھوٹ بولتے ہیں۔‘‘ (انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ص۹)

۳۵...... ’’یہ لوگ جو پادرایانہ مشرب رکھتے ہیں۔ اکثر وہ جھوٹ کے پتلے اور نجاست خوری کے کیڑے ہیں۔‘‘[۱] (انجام آتھم ص۱۷، خزائن ج۱۱ص۱۷)

۳۶...... ’’ان کی فطرت میں کس قدر قابل شرم خبث بھرا ہوا ہے۔‘‘

(انجام آتھم ص۱۸، خزائن ج۱۱ص۱۸)

۳۷...... ’’اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت چھوڑو گے؟ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا۔ وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ص۲۱)

۳۸...... ’’یہ نیک آدمیوں کا کام ہے۔ یا بدمعاشوں کا۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۳، خزائن ج۲۰ص۲۳)

۳۹...... ’’اگر بدذاتی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے؟‘‘ (انجام آتھم ص۳۲، خزائن ج۱۱ص۳۲)

۴۰...... ’’یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔‘‘ (انجام آتھم ص۴۳، خزائن ج۱۱ص۴۳)

۴۱...... ’’اس نالائق نذیر حسین اور اس کے ناسعادت مند شاگرد محمد حسین۔‘‘

(اشتہار مباہلہ انجام آتھم ص۴۵، خزائن ج۱۱ص۴۵)

۴۲...... ’’اس ہندوزادہ نے وہ الفاظ استعمال کئے تھے۔‘‘ (مباہلہ ص۵۸، خزائن ج۱۱ص۵۸)

۴۳...... ’’اس ہندوزادہ کی خباثت فطرتی۔‘‘ (اشتہار مباہلہ ص۵۹، خزائن ج۱۱ص۵۹)

۴۴...... ’’اور ہر ایک کتے نے اگرچہ وہ سخت بوڑھا کیوں نہ تھا۔ این جانب پر عوعو کرنا یعنی بھونکنا شروع کیا۔‘‘ (دعوت قوم ص۱۵۷ (انجام آتھم) خزائن ج۱۱ص۱۵۷)

۴۵...... ’’گدھے کی طرح اپنی جگہ سے آواز بلند کرتے ہیں۔‘‘

(انجام آتھم ص۲۳۵، خزائن ج۱۱ص۲۳۵)

[۱] کیوں مسیح صاحب دجال کو دلائل اور حجج سے قتل کرنے کی بجائے آپ گالیوں پر کیسے اتر آئے۔ مسیح کے منہ سے زہریلا مادہ نکلتا تو دور از ادب تھا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مثیل مسیح کے منہ سے سخت بدبودار اور متعفن مادہ نکل رہا ہے اور ہمیں مارے بدبو کے اپنی ناک پکڑنی پڑ گئی ہے۔ عقلمند جانتے ہیں کہ گالیاں دینا کمزوری کی نشانی ہے۔

۴۶...... ’’ومن اورابکلمات درد رسانندہ درغضب آوردم و الفاظ دل آزار گفتم تاباشد کہ اوبرائے جنگ من برخیزد۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۴۵، خزائن ج۱۱ص۲۴۵)

۴۷...... ’’اورہم اس رسالہ کوخبیث لوگوں کے زیادہ ذکر سے ناپاک نہیں کریں گے۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۵۴، خزائن ج۱۱ص۲۵۴)

۴۸...... ’’چند کمینے بدمعاش جمع ہوگئے۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۷۴، خزائن ج۱۱ص۲۷۴)

۴۹...... ’’سواگراس ہندوزادہ بدفطرت کی نسبت ایساوقوع میں نہ آیااوروہ نامراداورذلیل اور رسوانہ مراتو سمجھو کہ یہ الہام خدا کی طرف سے نہیں۔‘‘ (اشتہارمباہلہ انجام آتھم ص۵۹، خزائن ج۱۱ص۵۹)

۵۰...... ’’اورلیئموں میں سے میں ایک بدکار مروک کودیکھتاہوں کہ شیطان ملعون اورسفیہوں کے نطفہ سے ہے۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۸۱، خزائن ج۱۱ص۲۸۱)

۵۱...... ’’ومابرایشان درشتی کہ کردیم محض برائے آگاہانیدن کردیم واعمال نزدخدائے تعالیٰ وابستہ بہ نیتہاہستند۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۸۲، خزائن ج۱۱ص۲۸۲)

۵۲...... ’’اوران کے نہایت پلیداور بدذات لوگوں نے گالیاں نکالیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۳، خزائن ج۱۱ص۲۸۷)

۵۳...... ’’چنانچہ پلیددل مولوی۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴، خزائن ج۱۱ص۲۸۸)

۵۴...... ’’مگرشاید بعض بدذات مولوی منہ سے اقرارنہ کریں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۶، ایضاً ص۲۹۰)

۵۵...... ’’یہ مردہ پرست لوگ کیسے جاہل اورخبیث طینت ہیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۸، ایضاً ص۲۹۲)

۵۶...... ’’ان بدبخت مولویوں نے علم پڑھا۔مگرعقل اب تک نزدیک نہیں آئی۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۱، خزائن ج۱۱ص۲۹۵)

۵۷...... ’’فقیری اورمولویت کے شترمرغ۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۸، ایضاً ص۳۰۲)

۵۸...... ’’محض یاوہ گواورژاژخاہیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۹، خزائن ج۱۱ص۳۰۳)

۵۹...... ’’بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔اے مردار خور مولویواورگندی روحو......اے اندھیرے کے کیڑو......سوتم جھوٹ مت بولواوروہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، ایضاً ص۳۰۵)

۶۰...... ’’یہ مولوی اس بیوقوف اندھے کی مشابہت رکھتے ہیں۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۲، خزائن ج۱۱ص ۳۰۶)

۶۱...... ’’مگراب تک بعض بے ایمان اور اندھے مولوی اور خبیث طبع عیسائی۔‘‘

(ایضاً ص۲۲، ایضاً ص ۳۰۶)

۶۲...... ’’ایک پلید ذریت شیطان فتح مسیح نام متعین فتح گڑھ نے۔‘‘

(ایضاً ص۲۴، ایضاً ص ۳۰۸)

۶۳...... ’’یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح مردار کھارہے ہیں۔ (ایضاً ص۲۵، ایضاً ص ۳۰۹)

۶۴...... ’’تمام مخالفوں کا منہ کالا ہوا...... اور مخالفوں اور مکذبوں پر وہ لعنت پڑی جواب دم نہیں مارسکتے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵، خزائن ج۱۱ص ۳۰۹)

۶۵...... ’’اب پھر اسی بحث کو چھیڑنا یا فیصلہ شدہ باتوں سے انکار کرنا محض شرارت اور بے ایمانی ہے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۳۵، ایضاً ص ۳۱۹)

۶۶...... ’’مگر تم نے حق کو چھپانے کے لئے یہ جھوٹ کا گوہ کھایا...... پس اے بدذات خبیث ہمگر تیرا جھوٹ اے نابکار پکڑا گیا۔ وہ بدذات خود جھوٹا اور بے ایمان ہے۔‘‘

(ایضاً ص۵۰، ایضاً ص ۳۳۴)

۶۷...... ’’سو چاہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف...... پہلے سے ہی اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے۔ کیا اس دن ...... سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوجائیں گے۔ نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کردیں گے۔‘‘ (انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ص ۳۳۷)

قاضی صاحب...... مولوی صاحب ٹھہر جایئے۔ مرزا قادیانی کے ’’انك علی خلق عظیم ‘‘ کی مثالیں تو آپ نے کافی زیادہ بیان کردیں۔ مگر یہ سمجھادیجئے کہ یہ بندروں اور سوروں کا کیا ذکر ہے۔

نو وارد...... قاضی صاحب یہ ایک لمبا قصہ ہے۔ جو بہت وقت مانگتا ہے اور اب شام ہونے کو آئی۔ مختصر یہ کہ مرزا کہہ رہا ہے کہ جس دن مرزا سلطان محمد بیگ شوہر محمدی بیگم فوت ہوجائے گا اور محمدی بیگم میرے گھر آجائے گی۔ اس دن ان لوگوں کے چہرے جو میری اس نکاح کی پیشین گوئی کو جھوٹی باور کرکے مزاح اڑا رہے ہیں۔ بندروں اور سوروں کے سے ہوجائیں گے اور ان کی نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔

قاضی صاحب...... جس شخص سے خدا تمام تمام دن یا رات سوال و جواب کرتا رہے اور تقریباً ہر روز خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوتا ہو اور الہامات اس پر بارش کی طرح برستے ہوں۔ اس کے لئے ایسی پیشین گوئی کر دینی ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ گاموں تو خواہ مخواہ ہنس ہنس کر اپنے پیٹ کی شامت لا رہا ہے۔ تو مجھ سے شرط باندھ جس لڑکی سے تو کہے میں بغیر الہام اتارنے کے اس سے شادی کر کے دکھا دیتا ہوں۔

گاموں...... جی الہام بغیر تے شادی اوکھی نہیں۔ سارا جہان پیا کردا ہے۔ میں بھی اک کڑی جنگل خیل چوں کیتی ہوئی ہے۔

قاضی صاحب...... گاموں تیرے جیسا احمق تو میں نے دنیا بھر میں نہیں دیکھا۔ جس نکاح کی بابت خدا کہے کہ میں نے پڑھ دیا اور فلانی کی میں نے تجھ سے شادی کر دی۔ وہ نکاح بھی کبھی رک سکتا ہے۔

گاموں...... قاضی جی میں تے بیوقوف ہاں۔ پر تسی تے سیانے ہو۔ اتنا تے قیاس کرو۔ جے مرجے نوں ایہ الہام خدا نے کیتا ہندا تے مرجا کڑی دے پیو دی اتے اس دی پھپھی نوں عاجزی دیاں اتے دھمکی دیاں چٹھیاں کیوں پاندا۔ تے جے جھوٹے نبیاں دے سارے تک پورے ہو جان تے ساری خلقت نہ گمراہ ہو جاوے۔

بابو صاحب...... گاموں آفرین، آفرین! لے بس اب خاموش ہو جا۔ مولوی صاحب ہمیں مرزے کی ان بدزبانیوں کی نسبت یہ تعلیم ملی تھی کہ اس نے گالیوں کے جواب میں گالیاں دی ہیں۔ اگرچہ یہ بات بھی بزرگوں اور نیک بندوں کی شان سے بہت بعید ہے۔ مگر آج معلوم ہوا کہ مرزے کا خود اقبال ہے کہ میں نے فلانے کو دل آزار کلمات اس لئے کہے ہیں کہ وہ میرے ساتھ جنگ کرے۔

نووارد...... اس میں کیا شک ہے؟ پنڈت پادری اور مولوی تو مرزے سے پہلے بھی بہت گزرے۔ مگر یہ طریقہ لوگوں کو اپنے دین کی طرف لانے کا مرزے کا ہی ایجاد کردہ ہے۔ کیونکہ وہ طبیب اور طبیب کا بیٹا بھی تھا۔ یہ پڑھئے (ازالہ حصہ اوّل ص۲۹، خزائن ج۳ ص۱۱۷)

بابو صاحب...... لائیے میں پڑھتا ہوں: ”اور سخت الفاظ کے استعمال کرنے میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ خفتہ دل اس سے بیدار ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے جو مداہنہ کو پسند کرتے ہیں۔ ایک تحریک ہو جاتی ہے۔ مثلاً ہندوؤں کی قوم ایک ایسی قوم ہے کہ اکثر ان میں سے ایسی عادت رکھتے ہیں کہ اگر ان کو اپنی طرف سے چھیڑا نہ جائے تو وہ مداہنہ کے طور پر تمام عمر دوست بن

کر دینی امور میں ہاں سے ہاں ملاتے رہتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو ہمارے نبیؐ کی توصیف اور اس دین کے اولیاء کی مدح وثناء کرنے لگتے ہیں۔ لیکن دل ان کے نہایت سیاہ اور سچائی سے دور ہوتے ہیں۔ ان کے روبرو سچائی کو اس کی پوری مرارت اور تلخی کے ساتھ ظاہر کرنا اس نتیجہ خیز کا منتج ہوتا ہے کہ اسی وقت ان کا مداہنہ دور ہو جاتا ہے اور بالجہر یعنی واشگاف اور علانیہ اپنے کفر اور کینہ کو بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ گویا ان کی دق کی بیماری محرقہ کی طرف انتقال کر جاتی ہے۔ سو یہ تحریک جو طبیعتوں میں سخت جوش پیدا کر دیتی ہے۔ اگرچہ ایک نادان کی نظر میں سخت اعتراض کے لائق ہے۔ مگر ایک فہیم آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہی تحریک روبحق کرنے کے لئے پہلا زینہ ہے۔ جب تک ایک مرض کے مواد مخفی ہیں۔ تب تک اس مرض کا کچھ علاج نہیں ہوسکتا۔''

قاضی صاحب...... اب تو شک باقی نہ رہا کہ جتنی گالیاں پنڈتوں یا پادریوں نے ہمارے بزرگوں کو دی ہیں۔ یا جتنا گندا لٹریچر بانی اسلام یا آپ کی ازواج مطہرات کی نسبت لکھا گیا اس کے ذمہ دار خیر سے آپ ہی ہیں۔

نووارد...... قاضی صاحب ان گالیوں کا حال بھی اسی شخص کی زبانی سن لیجئے۔ یہ دیکھئے (انجام آتھم ص۳۸، خزائن ج۱۱ ص۳۸)

''ان ظالم پادریوں نے لاکھوں گالیاں ہماری نبی کریمؐ کو دے کر ہمارے دلوں کو زخمی کر دیا۔'' اور دیکھئے (ص۱۶۸ البریہ، خزائن ج۱۳ ص۲۰۱) ''مجھے وہ گالیاں دیں کہ اب تک مجھے کسی دوسرے کی سوانح میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔''

اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ہمارے علماء کرام نے جو خلق نبی کے پابند تھے۔ کیونکہ وہ ہر بات میں پیروی رسول اللہؐ اپنا فرض سمجھتے تھے۔ گالیوں کا جواب بھی کبھی گالیوں میں نہ دیا۔ اسی وجہ سے مرزے کو نظیر نہیں ملتی۔ آنحضرتؐ کی نسبت جو اللہ فرماتا ہے کہ بیشک تمہارے اخلاق بڑے بلند درجہ کے ہیں۔ اس کا تو ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ ہر ایک کافر آ کر بجائے السلام علیکم کے کہتا ہے کہ السام علیک یعنی تجھ پر ہلاکت ہے۔ تو آپ اس کو اس کے جواب میں وعلیک السام بھی نہیں کہتے۔ صرف اتنا فرماتے ہیں وعلیک۔ یعنی تجھ پر بھی اور اس شخص کو دیکھئے کہ میں آنحضرتؐ میں فنا ہو کر آنحضرت ہی ہو گیا اور مجھے خدا نے فرمایا ہے کہ: ''انک لعلی خلق عظیم'' خلاف خلق رسول اللہ اور خلاف حکم خدا کہ ''ولا تسبو الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (پ۷ع۱۹)'' ﴿اور مسلمانو! یہ مشرک خدا کے سوا جن معبودوں کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کو برا نہ کہو کہ یہ لوگ بھی براہ نادانی ناحق خدا کو برا کہہ بیٹھیں گے۔﴾

دیگر مذاہب کے بزرگوں کو گالیاں دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ ان لوگوں نے لاکھوں گالیاں دیں ہمارے نبی کو اور مجھے تو اتنی دیں کہ اب تک مجھے کسی دوسرے کی سوانح میں نظیر نہیں ملی۔ ہائے! شیخ سعدی صاحب کیا فرما گئے: خلاف پیغمبر کسے رہ گزید

قاضی صاحب...... اب اٹھئے کہ چلیں۔ باقی انشاء اللہ کل۔ کھڑے ہو کر۔ اب تخفیف تصدیع ہے۔ میاں بیوی بیک زبان! اچھا اللہ حافظ۔ مگر کل ظہر کی نماز پڑھتے ہی تشریف لے آئیں۔ ظہر کے بعد انتظار نہ کرائیں۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

دوسرا دن دروازہ پر دستک۔ بابو صاحب قاضی صاحب معلوم ہوتے ہیں۔ دروازہ پر پہنچ کر اور کواڑ کھول کر۔ آیئے تشریف لایئے۔ قاضی صاحب اور نووارد اندر داخل ہو کر السلام علیکم، وعلیکم السلام کے بعد کمرہ میں بیٹھ کر۔ بابو صاحب فرمایئے رات خیریت سے گزری؟

بابو صاحب...... جی ہاں! خیریت سے الحمدللہ! مگر مولوی صاحب رات چارپائی پر لیٹ کر میں دیر تک نہ سویا۔ دو تین خیالات ایسے دل پر طاری ہوئے کہ انہوں نے میری نیند اچاٹ کردی۔

نووارد...... بابو صاحب خیر ہو وہ کیا خیالات تھے؟

بابو صاحب...... ہاں خیریت تھی۔ یہ صرف مرزائی مذہب کی نسبت خیال تھے۔ یعنی وسوسے۔

نووارد...... بابو صاحب کوئی وسوسہ ابھی باقی ہے تو اسے جلد بیان کیجئے۔ میں صرف اسی غرض سے یہاں مقیم ہوں۔

بابو صاحب...... وسوسے یہ تھے۔ اوّل آیا مرزے کی تحریرات سے پہلے بھی کسی ہندو یا عیسائی نے ہمارے پیغمبر کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے یا نہیں؟

دوم...... مرزے نے یہ معاملہ بار بار پیش کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب مبعوث ہوئے تو یہودیوں نے ان کو اس وجہ سے نہ مانا کہ مسیح سے پہلے حضرت الیاس علیہ السلام آسمان سے اتر کر آئیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ الیاس علیہ السلام یوحنا آچکا۔ اسی طرح پر جو تم لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے کے منتظر ہو۔ غلطی پر ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ انکی خو بو پر میں آگیا۔

سوم...... یہ کہ ایک حدیث سے پایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۱۲۰ سال کی عمر پا کر فوت ہوگئے۔

نووارد...... میں بڑا خوش ہوں کہ آپ نے اپنے وسوسہ شیطانی مجھ سے بیان کر دیئے۔ اب ان کے جواب سن لیجئے اور دل میں فیصلہ کر لئے۔

اوّل...... ایسا تو شاید کوئی زمانہ نہ گزرا ہوگا جس میں مذہبی جھگڑے نہ ہوئے ہوں۔ ہمارے اس ملک میں بھی یہ جھگڑے ہوتے آئے اور اسلام اور بانیٔ اسلام پر حملے ہوتے آئے۔ مگر ہمارے علماء اسلام ان اعتراضوں کے تحقیقی جواب بڑی متانت سے دیتے رہے کہ آنحضرتؐ نے اس طرح اپنی تمام زندگی اس دنیا میں بسر کی۔ اس پر غور کر کے ہمیں بتایا جائے کہ انہوں نے فریب کس غرض سے کیا۔ فاقہ پر فاقہ برداشت کر کے روزہ پر روزہ رکھ کے۔ ٹاٹ کے بستر پر سو کے۔ لڑائیوں میں زخم پر زخم کھا کے۔ سالہا سال کے جنگوں کا خاتمہ[۱] کر دیا۔ بت پرستی اور شرک کی جگہ خدائے واحد کی پرستش سکھائی۔

شراب، قمار بازی، زنا، سرقے اور ڈکیتیوں کی بیخ کنی نکال دی۔ دختر کشی بند کر دی۔ بیویوں کے حقوق قائم کئے۔ بردہ فروشی، ناروا قرار دی۔ یتیموں پر رحم کرنا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا سکھایا۔ صدیوں کے دشمنوں میں اخوت اور ایثار کی ایسی روح پھونکی کہ ایک مسلمان ایک بکری ذبح کرتا ہے تو اس کا سر ہمسائے کو بھیجتا ہے۔ وہ ہمسایہ اس کو خود کھانے کی بجائے یہ پسند کرتا ہے کہ اس کو اس کا ہمسایہ کھائے اور وہ اس کو اپنے ہمسائے کے گھر بھیج دیتا ہے۔ وہ ہمسایہ بھی اسی طرح کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سر اسی شخص کے گھر پہنچ جاتا ہے۔ جس نے بکری ذبح کی تھی۔ عین جوانی میں کفار مکہ آپ ﷺ کو کہتے رہے کہ ہمارے بتوں کا خلاف چھوڑ دیجئے۔ جس قدر مال و دولت درکار ہو ہم دیتے ہیں۔ اچھی سے اچھی خوبصورت لڑکی جو آپ کو پسند ہو۔ اس سے آپؐ کی شادی کرا دیتے ہیں۔ مگر آپ ﷺ نے اس کو قبول نہ کیا اور طرح طرح کی تکالیف کفار کے ہاتھوں برداشت کرتے ہوئے جوانی ایک مسن عورت کے ساتھ گزار دی۔ باقی جن عورتوں کو آپؐ نے اپنے نکاح میں لیا۔ ان کی وجوہات خالصتاً تبلیغ دین تھیں۔ نہ علماء کرام نے الزامی جواب کی صورت میں ان ہندوؤں کے رہنماؤں پر اینٹ پھینکی۔ نہ ان پر کسی نے پتھر پھینکے۔ معاملہ وہاں کا وہیں رک گیا۔

[۱] اگر مرزا قادیانی آنحضرتؐ میں فنا ہو جانے کی وجہ سے آپ کا بروز تھے اور جنگوں کا خاتمہ کرنے آئے تھے۔ تو ان کے لئے بھی یہی راہ تھی۔ نہ کہ کتابیں اور اشتہار جن کو کسی نے دو کوڑی پر نہ خریدا اور کیونکر خریدتا۔ ایک بنیا کھڑا ہو کر کہے کہ چوہے یا جوئیں یا کھٹمل مارنے اچھے نہیں یا سانپ کا مارنا بڑا پاپ ہے تو اس کی کون سنے گا؟

برخلاف اس کے مرزے نے الزامی جواب کی صورت میں جو کمزوری کی نشانی ہے، مخالفین پر اینٹیں پھینکیں۔ جس کے جواب میں مخالفین نے ایسے پتھر برسائے کہ سمجھدار مسلمانوں نے مرزے کی اس حرکت کو بڑی نفرت سے دیکھا۔ اس بات کی تصدیق کے لئے ملاحظہ ہو(کتاب البریہ ص۱۴۳، خزائن ج۱۳ ص۱۷۳) پر بیان ہنری مارٹن کلارک:

''مولوی عبدالحق صاحب غزنوی نے ایک اشتہار چھاپا(حرف D) جس میں انہوں نے لکھا کہ مرزے نے آریہ وغیرہ سے بزرگوں کو گالیاں دلوائی ہیں۔ پھر قرآن کا اردو ترجمہ پادری عماد الدین صاحب سے کروایا۔ جس سے مولویوں نے مرزا قادیانی کو کہا کہ کیوں مولوی عماد الدین کو ابھارا کہ اس نے ترجمہ کیا ہے۔''

دوم...... آپ کے دوسرے وسوسہ کا جواب یہ ہے کہ اس معاملہ کا نہ تو قرآن میں ذکر ہے نہ احادیث میں اور جن کتابوں سے مرزے نے یہ معاملہ ہمارے پیش کیا ہے۔ ان کتابوں پر خود مرزا کو جس قدر اعتبار ہے۔ اسی کی زبانی سن لیں: ''اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ توریت اور انجیل سے صلح کرے گا۔ بلکہ ان کتابوں کو محرف مبدل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب کتابیں...... ناقص ومحرف ومبدل ہیں۔''

(دافع البلاء ص۱۹، خزائن ج۱۸ ص۲۳۹)

بابو صاحب جو شخص یہ کہے کہ میرا ایمان ہے کہ فلانی کتاب محرف اور مبدل ہے۔ اس کا بھی منہ ہے کہ اپنی کسی غرض کے واسطے اس کتاب کو بطور شہادت پیش کرے۔ اگرچہ بموجب فرمان نبویؐ میرا ایمان ہے کہ صحف اولیٰ کی جو باتیں مکرر قرآن میں آ گئیں۔ وہ برحق ہیں۔ باقی باتوں کو نہ ہم سچی کہیں گے نہ جھوٹی۔ مگر آؤ مرزے کی خاطر اس ایلیا والے معاملہ کو ہم ایک منٹ کے لئے سچا مان لیتے ہیں۔

بابو صاحب! توریت اور انجیل سے مرزا کا زمانہ قریب تھا یا آنحضرتؐ کا؟

بابو صاحب...... ظاہر ہے کہ مرزا آنحضرتؐ سے تیرہ سو سال بعد گزرا۔

نووارد...... بابو صاحب! یہودیوں اور عیسائیوں سے میل ملاپ اور ان کے حالات معلوم کرنے کا موقعہ آنحضرتؐ کو زیادہ تھا یا مرزے کو؟

بابو صاحب...... آنحضرت ﷺ کو، کیونکہ یہودی اور عیسائی عرب میں بکثرت آباد تھے۔

نووارد...... اچھا تو یہ یہود ونصاریٰ کا سب سے بڑا اختلافی مسئلہ مرزے کی نسبت آنحضرتؐ کو بہتر معلوم ہوگا۔

بابوصاحب...... بیشک!

نووارد...... تو گویا آنحضرتؐ کو بخوبی معلوم تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ایک معمہ وار پیشین گوئی نے تمام بنی اسرائیل کو کفر اور ضلالت میں غرق کردیا۔

بابوصاحب...... اس میں کیا شک باقی رہا؟

نووارد...... اچھا تو مرزا ہم سے یہ منوانا چاہتا ہے اور اس کے مرید مان گئے ہیں کہ آنحضرتؐ باوجود اس علم کے اسی پیغمبرؑ کی دوبارہ آمد کی پیشین گوئی اس طرح کرتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرقی منارہ پر اترے گا اور اس وقت دو زعفرانی چادروں میں لپٹا ہوگا اور اس سے مطلب آنحضرتؐ کا اپنی امت کو اس بات سے آگاہ کرنا ہے کہ غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ قادیان میں پیدا ہوگا۔ تو ذیابیطس اور دوران سر کی اسے بیماری ہوگی۔ بابوصاحب آنحضرتؐ کا آنے والے مسیح کا نام بیان کرنا۔ ولدیت بیان کرنا، جائے نزول بیان کرنا، ان کا لباس بیان کرنا اس غرض سے تھا کہ میری امت غلطی نہ کھائے۔ یا دل میں ان باتوں سے کچھ اور مراد رکھ کر اپنی امت کو اور ایسی امت کو جسے آپؐ نے اتنے مصائب برداشت کر کے اور کیسی کیسی قیمتیں جانیں اس کے واسطے دے کر بنایا ہو، دھوکہ دینا۔ بابوصاحب اگر ہم مرزے کی اس بات کو مان لیں۔ تو کیا ہم نے آنحضرتؐ کو خاکم بدہن ایک ناکام نہیں مانا؟

سوم...... اب رہی یہ بات کہ کسی حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۱۲۰ سال کے ہوکر فوت ہوئے۔ پہلے تو یہ بات سن لیں کہ مرزا قادیانی کون سی حدیث مانتا تھا اور کون سی نہیں مانتا تھا؟

۱...... ’’یہ بھی یاد رہے کہ تمام ذخیرہ رطب ویابس کا صحیحین میں نہیں ہے۔‘‘

(ازالہ اوّل ص۴۳، خزائن ج۳ ص۱۲۴)

۲...... ’’امام ابوحنیفہ نے بہت سی حدیثوں کو ردی کی طرح سمجھ کر چھوڑ دیا۔‘‘

(ازالہ اوّل ص۵۳۱، خزائن ج۳ ص۳۸۵)

۳...... ’’اکثر احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو مفید ظن ہیں۔ وان ظن لایغنی من الحق شیئاً۔‘‘

(ازالہ دوم ص۶۵۴، خزائن ج۳ ص۴۵۳)

اور اگر یہ قاعدہ مقرر کیا جائے کہ جو حدیث ہم پیش کریں وہ جھوٹی اور جو مرزا پیش کرے وہ سچی۔ تب بھی یہ حدیث مرزے کو کچھ فائدہ نہیں پہنچاتی۔ مرزا مانتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جواب میں جو فلما توفیتنی ہے۔ اس کے معنی موت کے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ

السلام عرض کریں گے کہ خداوند جب تک میں ان میں رہا۔ ان کے حال کا نگران رہا اور جب تو نے مجھے مار دیا۔ تو پھر ان کے حال سے تو ہی واقف تھا۔ اس سے پایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خواہ کسی عمر میں مرے۔ لیکن مرے نہیں ہیں۔ جن کے حالات کی نگرانی کرنا بیان کرتے ہیں۔ پس یہ قصہ کابل اور کشمیر کا یاروں کی گھڑنت ثابت ہوا:

مصیبت میں پڑا ہے سینے والا جیب وداماں کا
جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا

بابو صاحب...... مولوی صاحب آپ کا یہ تیسرا جواب ختم ہوا یا نہیں؟

نووارد...... بابو صاحب جواب تو ختم ہوگیا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے اسے سنا نہیں۔

بیوی...... (نووارد کے کان میں) جانے دیں۔ خاموش ہی رہیں۔ اس وقت وہ سخت غصہ کی حالت میں ہیں۔ تھوڑی دیر خاموشی طاری رہنے کے بعد بابو صاحب اٹھ کر دفتر کے کمرہ میں چلے گئے اور مرزے کی تمام کتابیں الماری سے نکال کر باہر پھینک دیں اور گاموں کو بلا کر کہا کہ صحن میں ان کا ڈھیر لگادے اور خود واپس آکر۔

بابو صاحب...... قاضی صاحب آپ کی جیب میں ماچس تھی۔ ذرا دیجئے گا۔ دیا سلائی کی ڈبی لے کر۔ آیئے آپ بھی تشریف لایئے۔ مولوی صاحب آپ بھی آیئے۔

بیوی...... (اپنی جگہ سے اٹھ کر) ذرہ ٹھہریئے۔ میں تیل کی بوتل بھی لے آؤں۔

گاموں...... جی اہ حقیقت الوحی بھی ساڑنی ہے؟

نووارد...... کیوں گاموں تو نے یہ کیا سوال کیا؟

گاموں...... جی مرجا مر گیا تے ڈاکدر صاحب جیوندا رہیا تے ایہ تاں آپے سڑ گئی۔ (جی مرزا فوت ہوگیا اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان زندہ رہا تو یہ تو خود ہی جل گئی۔)

قاضی صاحب...... گاموں دیکھنا سب سے پہلے درثمین کو آگ لگانا۔ یہ ریل میں مسافروں کو فریب دینے کے لئے جیبی جمال گوٹہ ہے۔ کتابیں جلا کر واپس اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر۔

بابو صاحب...... غضب خدا کا۔ مولوی صاحب میں آپ سے کیا کہوں۔ رات تمام رات اسی خیال میں میری آنکھ نہیں لگی کہ جب ہمارے پاس ایلیا کی نظیر موجود ہے۔ تو ہم مرزے کو اس کا فائدہ کیوں نہ اٹھانے دیں؟ اور میں اب سمجھا کہ جو لوگ مرزے کی اس کلام پر یقین رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی مراد عیسیٰ علیہ السلام سے غلام احمد اور مریم سے غلام مرتضیٰ تھی۔ ان کی نظر میں آنحضرت ﷺ کی وقعت ایک...... سے (توبہ نعوذ باللہ) زیادہ نہ ہوسکتی۔

نو وارد...... (بابو صاحب کا غصہ فرو کرنے کے خیال سے) بابو صاحب مرزے نے مریم اور ابن مریم بننے میں جو قلم کا زور دکھایا ہے۔ وہ انسان کے پیٹ میں گدگدی بھی پیدا کرتا ہے اور قابل داد بھی ہے۔

قاضی صاحب...... ہاں ہاں! بابو صاحب کو یہ سنائیے۔

نو وارد...... بابو صاحب سنئے! (حقیقت الوحی ص۳۳۶، خزائن ج۲۲ ص۳۵۰) ''جب میں نے کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی۔ تو اس کی چھپائی کے لئے میرے پاس روپیہ نہ تھا۔ میں نے خدا سے دعا کی تو الہام ہوا: ''هزی الیك بجذع النخلة تساقط علیك رطباً جنیّا'' یہ حضرت مریم کو قرآن شریف میں خطاب ہے۔ جب لڑکا پیدا ہونے سے وہ بہت کمزور ہوگئی تھیں اور غذا کے لئے خدا تعالیٰ کی مدد کی محتاج تھیں۔ اسی طرح براہین احمدیہ میرے لئے بطور بچہ کے تھی۔ جو پیدا ہوا۔ یہ بات ہر ایک جانتا ہے کہ تالیفات کی نسبت یہ عام محاورہ ہے کہ ان کو نتائج طبع کہتے ہیں۔ یعنی طبعزاد بچے اور جبکہ براہین احمدیہ میرا بچہ ٹھہرا جو پیدا ہوا تو اس کے پیدا ہونے کے وقت میں بھی مالی طور پر کمزور تھا۔ جیسا کہ مریم کمزور تھی اور اپنے طور پر اس بچہ کی پرورش کے لئے یعنی اس کی طبع کے لئے غذا حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ تو مجھے بھی مریم کی طرح یہی حکم ہوا کہ ''هزالیك بجذع النخلة'' پس اس پیشین گوئی کے مطابق سرمایہ کتاب اکٹھا ہوگیا اور پیشین گوئی پوری ہوگئی اور اس روپیہ کا آنا بالکل غیر متوقع تھا۔ کیونکہ میں گمنام تھا اور یہ میری پہلی تصنیف تھی اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں مجھے عیسیٰ[۱] کے نام سے موسوم کرنے سے پہلے میرا نام مریم رکھا اور ایک مدت تک میرا نام خدا کے نزدیک یہی رہا۔

نو وارد...... بابو صاحب! میں اس فرقہ کے افراد سے ہمیشہ یہی درخواست کرتا رہا کہ خدا کے واسطے تھوڑی دیر کے لئے اس شخص کو ٹھگ تصور کر کے پھر اس کا کلام پڑھو اور پھر دیکھو کہ تمہارا باطن کھل جاتا ہے یا نہیں۔ بابو صاحب! بعض اوقات انسان کو گھر میں نمک یا مرچ کی ضرورت تو اس کے بازار سے آنے میں دیر لگ جاتی ہے۔ مگر مرزے کو اگر الہام کی ضرورت پڑے تو فوراً سے پہلے موجود۔

۱؎ اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں ہے جس کا نام ابن مریم رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے۔ (ازالہ حصہ اوّل ص۴۱۸، خزائن ج۳ ص۳۱۸) براہین (پانچویں آسمانی کتاب) کی رو سے آپ مریم بھی بن چکے۔ ابن مریم بھی بن چکے۔ ابھی ابن مریم کا انتظار بھی ہے۔ دہائی ہے خدا کی اس چھپے ہوئے دہریے نے اسلام پر کیسی ریش خندکی ہے۔

بابوصاحب...... مولوی صاحب چھوڑیئے اس قصہ کو۔
بابوصاحب...... میں تو ایک جاہل آدمی تھا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ جولوگ عالم فاضل ہونے کے مدعی ہیں۔ ان کی تمام باتیں مان رہے ہیں۔

نووارد...... بابوصاحب عیسائی اور اہل ہنود اسلام پر ہمیشہ یہ حملہ کرتے رہتے ہیں کہ یہ عیاشی کا مذہب ہے۔ اس نے چار عورتیں ایک وقت میں جائز کردیں۔ بزرگان دین اس کا یہ جواب دیتے رہے کہ اسلام یہ حکم نہیں دیتا کہ تم ضرور چار عورتیں کرو۔ ہاں اگر ضرورت پڑے۔ مثلاً پہلی بیوی دائم المرض ہو۔ کوڑھی ہوجائے۔ بانجھ ثابت ہو تو تم دوسری اور تیسری اور چوتھی بھی کر سکتے ہو۔ مگر اس شرط پر کہ تم سب سے یکساں سلوک کرو۔ یہ شرط ایسی کڑی ہے کہ ایک سے زیادہ جورو کرنے کو قریباً قریباً ناممکن کردیتی ہے۔ مگر اس شخص نے بلاضرورت ایک سے زیادہ شادیاں کرکے اور ایک بیوی کو معلق رکھ کر عملاً ثابت کر دکھایا کہ اسلام:

زن نوکن اے دوست ہر نوبہار
کہ تقویم پارینہ ناید بکار

کی تعلیم دیتا ہے اور قرآن صبح کے وقت ہل ہل کے پڑھ لینے کے واسطے بنا ہے۔ نہ کہ اس پر عمل کرنے کے لئے۔ بابوصاحب، قاضی صاحب کا ریمارک آپ نے درثمین کی نسبت سنا۔ میں بھی اس کی نسبت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس کتاب کو مرزائی جیب میں رکھتے ہیں اور جہاں انہیں کوئی سادہ لوح مسلمان نظر آیا یہ اسے جیب سے نکال کے پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور لوگ اس کے اشعار سن کر لٹو ہو جاتے ہیں اور یہ نہ سمجھ کر کہ یہ صرف ہاتھی کے دانت ہیں اور محض لوگوں کو اپنا گرویدہ کر لینے کے لئے گھڑے گئے ہیں۔ مرزے کے معتقد ہو جاتے ہیں۔ مثلاً دیکھئے:

یا نبی اللہ فدائے برسر موئے توام
وقف راہ تو کنم گرجان دہندم صد ہزار

(درثمین فارسی ص۹۰)

یعنی اے اللہ کے نبی میں تیرے ایک ایک بال کے صدقے، اگر مجھے خدا لاکھ جانیں بھی دے تو میں تیرے راستہ میں قربان کردوں۔

دل اگر خوں نیست از بہت چہ چیز است آں دے
ورنثار تو نگر دوجاں کجا آمد بکار

(درثمین فارسی ص۹۰)

یعنی جو دل تیری محبت میں پگھل کر خون نہ ہو جائے وہ کیا دل ہے، جو جان تجھ پر قربان نہ ہو وہ کیا جان ہے؟

در راہ عشق محمد ایں سرد جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں درد لم عزم صمیم

(درثمین فارسی ص۷۷)

میری آرزو میری دعا اور میرا پختہ ارادہ یہ ہے کہ آنحضرت کے عشق میں میرا یہ سر چلا جائے اور میری یہ جان چلی جائے۔

خلق از برائے شوکت دنیا چہا کنند
دردا کہ مہر کعبہ چومہر بتاں نماند

(درثمین فارسی ص۹۰)

یعنی دیکھو لوگو خلقت دنیاوی جاہ وجلال کے واسطے کیا کچھ کر رہی ہے، ہائے کعبہ کی محبت بتوں کی سی بھی ان کے دلوں میں نہیں رہی۔

آن منم کا ندررہ آں سرورے
درمیان خاک و خون بینی سرے

(درثمین فارسی ص۱۱۶)

یعنی مجھے جانتے ہو کہ میں کون ہوں۔ میں وہ ہوں کہ آنحضرتؐ کے رستہ میں اگر کوئی سر کٹا ہوا اور خاک وخون میں آلودہ دیکھو تو سمجھو وہ میرا سر ہے۔

تیغ اگر باردبکوئے آں نگار
آں منم کاول کندجاں رانثار

(درثمین فارسی ص۱۱۶)

یعنی اگر حضرت کے کوچہ میں تلوار برسے تو جانتے ہو، سب سے اول اپنی جان کو کون قربان کرے گا؟ یہ بندہ

صدق ورزاں را ہمیں باشد نشاں
کز پئے جاناں بکف دارند جاں

(درثمین فارسی ص۱۱۹)

یعنی صادقوں کا یہی نشان تو ہوتا ہے کہ جس کے وہ عاشق ہوتے ہیں۔اس کے لئے سر ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں۔

براہ یار عزیز از بلانہ پرہیزد
اگرچہ دررہ آں یار اژدہا باشد

سچا عاشق بلا سے نہیں ڈرتا۔خواہ اس کے معشوق کے رستہ میں اژدھا ہی کیوں نہ بیٹھا ہو؟

یا نبی اللہ نثار روئے محبوب توام
وقف راہ تو کردہ ام ایں سر کہ بردوش است بار

(درثمین فارسی ص۹۰)

یعنی اے اللہ کے نبی میں تیرے پیارے منہ کے قربان جاؤں۔میں نے اپنا سر جس کا بوجھ معلوم ہورہا ہے۔تیرے رستہ پر قربان کردیا ہے۔

ہمچنیں عشقم بروئے مصطفیٰ
دل پرد چوں مرغ سوئے مصطفیٰ

(درثمین فارسی ص۱۱۵)

یعنی میں آنحضرتؐ کے چہرہ مبارک کا ایسا عاشق ہوں کہ آپ کی طرف میرا دل مرغ کی طرح اڑا جاتا ہے۔

مے پریدم سوئے کوئے اومدام
من اگر میداشتم بال و پرے

(درثمین فارسی ص۵)

آہ اگر خدا میرے بازوؤں میں پر پیدا کردیتا تو خلقت دیکھی کہ میں ہمیشہ اڑ کر رسول اللہ کے کوچہ میں جاتا۔

مولوی محمد علی صاحب امیر لاہوری پارٹی سے درخواست ہے کہ براہ مہربانی ان اشعار کو ممتحن کیمیا کے دفتر میں لے جاکر ان کا امتحان کرائیں اور ہمیں بتائیں کہ مجدد صاحب کے ان اشعار میں جھوٹ کا من ہے یا صداقت کی رتی؟

دولت سے مجدد صاحب کا گھر اٹا ہوا۔صحت کا یہ حال کہ اولاد کے الہام ہورہے ہیں۔ ریل دروازہ پر ہے۔رسول اللہ کے کوچہ میں جانے کے عشق سے سینہ پر،سر کٹوانے کا بھوت سر پرسوار۔بہادری کا یہ حال کہ اژدہے سے بھی نہیں ڈرتے۔موت قریب ہونے کی وحی مقدس نازل

ہو چکی۔ خدا کی طرف سے اشجع الناس کا خطاب ملا ہوا ہے۔ ’’واللّٰہ یعصمک من الناس‘‘ (تذکرہ ص۲۸۰، طبع سوم) کا وعدہ۔ فرشتے جلو میں۔ عرب بے چارے خوشی سے اچھل اچھل کر تھک گئے کہ مہدی پیدا ہو گئے۔ لیکن مجدد صاحب اور نبی صاحب زیارت روضہ رسول اللہ تو کیا فریضہ حج بھی ادا نہیں کرتے۔

پس معلوم ہو گیا کہ آپ کو خدا اور رسولؐ سے کس قدر تعلق تھا؟ اور یہ اشعار غریب مسلمانوں کی جیبیں خالی کرنے کے لئے بنائے گئے تھے۔ یا کوئی صداقت کی رتی بھی ان میں تھی۔ شیخ مظفر الدین خان مرحوم ومغفور مجھے کبھی کبھی درثمین کے اشعار پڑھ کر ملامت کرتے تھے کہ دیکھ تو ایسے شخص کو جھوٹا اور فریبی کہتا ہے جو رسول اللہ کا ایسا عاشق زار ہے۔

بابو صاحب اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کے چند دعوے بھی سن لیجئے۔

’’میرے پر ایسی رات کوئی کم گزرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۸، خزائن ج۱۷ ص۴۹) ’’ہر ایک بدکاری اور بے ایمانی کی جڑ بزدلی اور نامرادی ہے۔‘‘ (اشتہار انجام آتھم ص۵۶، خزائن ج۱۱ ص۵۶) ’’خدا تجھے دشمنوں سے بچائے گا اور حملہ کرنے والوں پر حملہ کرے گا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶)

حاضرین میرا لحاظ نہ کرنا۔ خدا لگتی کہنا۔ یہ الہام خدا کی طرف سے تھے۔ یا مرزا قادیانی کی اپنی گھڑنت؟ سب نے کلمہ ’’لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ‘‘ پڑھ کر بیک زبان مرزے کی اپنی گھڑنت۔ اگر واقعی الہام ہوتے تو مرزے کو ان پر اعتبار ہوتا۔

قاضی صاحب...... آنحضرتؐ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ تو رات کے وقت آپ کے صحابہ آپ کی حفاظت کے واسطے آپ کا پہرہ دیتے تھے۔ لیکن جس وقت آیت ’’واللّٰہ یعصمک من الناس‘‘ نازل ہوئی۔ تو آپ نے کھڑکی میں سے سر باہر نکال کر پہرہ والوں کو فرما دیا کہ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ۔ پہرہ موقوف! کیونکہ خدا نے میری حفاظت اپنے ذمہ لے لی ہے۔ دیکھئے الہام پر کس قدر یقین ہے کہ اس کے بھروسے پر جان کی حفاظت بند کر دی۔ اگر مرزے کے الہامات اپنے گھڑے ہوئے نہ ہوتے۔ حقیقت میں خدا کی طرف سے ہوتے تو جتنی دیر میں انہوں نے حقیقت الوحی لکھی تھی۔ فریضہ حج ادا کر آتے۔ مگر انہیں تو یہ بات کھا گئی کہ ہیں میرے مقابلہ پر کھڑا ہو کر کوئی اور بھی الہام کا دعویٰ کرے۔

نو وارد...... بابو صاحب انوار سہیلی کا ایک قصہ ہے کہ جنگل کے جانور جمع ہو کر شیر کے پاس گئے کہ

بادشاہ سلامت آپ جو ہر روز شکار کرتے ہیں۔ اس میں آپ کو بھی دوڑ ودھوپ کی تکلیف ہوتی ہے اور ہم بھی اطمینان سے چل پھر نہیں سکتے۔ آپ ہم سے اپنے کھانے کے لئے ایک جانور ہر روز لے لیا کریں اور شکار نہ کیا کریں۔ شیر نے یہ بات منظور کر لی۔ ایک دن جب خرگوش کی نوبت آئی۔ تو وہ شیر کے پاس بہت دیر لگا کر گیا۔ جب شیر کے پاس پہنچا۔ تو شیر اس پر بہت ناراض ہوا کہ اتنی دیر لگا کر کیوں آیا؟ اس نے کہا بادشاہ سلامت! اس جنگل میں ایک اور شیر آ گیا ہے۔ آپ کے واسطے جو راشن بھیجا گیا تھا۔ وہ اس نے کھا لیا۔ اب میں دوسرا جانور آپ کے لئے لایا ہوں۔ شیر یہ سن کر طیش میں آ گیا۔ کہ کیا بکتا ہے۔ اس جنگل میں میرے سوا کوئی اور بھی پیدا ہوا گیا۔ چل بتا کہاں ہے؟ وہ اسے ایک کنویں پر لے گیا اور کہا کہ اس میں رہتا ہے۔ شیر نے جھانک کر دیکھا تو اپنی شکل نظر آئی۔ یہ غرایا تو کنویں والا بھی غرایا۔ مطلب یہ کہ شیر طیش میں آ کر کنویں میں کود پڑا اور جنگلی جانور اس کی دستبرد سے چھوٹ ہو گئے۔

مرزا چونکہ دہریہ تھا۔ وہ الہام کا قائل ہی نہ تھا۔ اس لئے ڈاکٹر عبدالحکیم کے الہامات کو بھی اس نے اپنے الہاموں کی طرح جھوٹے اور بناوٹی سمجھا اور حقیقت الوحی لکھ ماری کہ تھرڈ کلاس کا ملہم ہو کر مجھ فسٹ کلاس ملہم کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس فضول کام کی جگہ اگر مرزا حج کر آتا۔ تو بہت اچھا تھا۔ خدا وعدہ کر چکا تھا کہ میں تیری ساری مرادیں پوری کروں گا۔ مرزا کا حج کے لئے تھوڑا سا خواہش کرنا بھی کافی ہو جاتا۔ بابو صاحب آج میں آپ کو وہ ذریعے سناتا ہوں۔ جن سے مرزا اپنی معلومات اخذ کرتا تھا۔

۱...... ’’خدا تعالیٰ کے پاس مکالمہ سے قریباً ہر روز میں مشرف ہوتا ہوں۔‘‘

(چشمہ مسیحی ص۱۸، خزائن ج۲۰ ص۳۵۱)

۲...... ’’میں نے کئی دفعہ آنحضرتﷺ کو اسی بیداری میں دیکھا ہے۔ باتیں کی ہیں۔ مسائل پوچھے ہیں۔‘‘ (جنگ مقدس ص۱۲۹، خزائن ج۶ ص۲۲۳)

۳...... ’’اس بارہ میں خود یہ عاجز صاحب تجربہ ہے کہ بارہا عالم بیداری میں بعض مقدس لوگ نظر آئے ہیں۔‘‘ (ازالہ حصہ دوم ص۴۷۴، خزائن ج۳ ص۳۵۴)

۴...... ’’مجھے قسم ہے اس ذات کی کہ بارہا عالم کشف میں میں نے ملائکہ کو دیکھا ہے۔ ان سے بعض علوم اخذ کئے ہیں اور ان سے گزشتہ یا آنے والی خبریں معلوم کی ہیں۔ جو مطابق واقعہ تھیں۔‘‘ (آئینہ کمالات ص۱۸۲، ۱۸۳، خزائن ج۵ ص۱۸۲، ۱۸۳) خدا کی قسم کا بھی خیال رہے۔

۵...... ’’مکاشفات میں بعض گزشتہ نبیوں سے ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

امت میں گزر چکے ہیں۔ان سے ملاقات ہوئی۔'' (کتاب البریہ ص۱۶۵،خزائن ج۱۳ص۱۹۸)

۶...... ''ایک دن میں رات کے وقت فرض اور سنتیں ادا کر چکا تھا۔نہ سویا ہوا تھا اور نہ غنودگی میں تھا۔اسی حالت میں میں نے دروازہ پر دستک کی آواز سنی۔جب میں نے اس طرف نظر کی۔تو کیا دیکھتا ہوں کہ دستک دینے والے سرعت کے ساتھ میری طرف چلے آرہے ہیں اور جب میرے قریب آگئے تو میں نے پہچان لیا۔کہ پنجتن پاک ہیں۔یعنی علیؓ بمعہ اپنے دونوں بیٹوں اور بیوی کے اور آنحضرتﷺ۔'' (آئینہ کمالات ص۵۴۹،۵۵۰،خزائن ج۵ص ایضاً)

۷...... ''ایک دفعہ وحی کے ذریعے خدا نے مجھے آواز دی۔میں فوراً لبیک کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور مجھے گزشتہ اور آئندہ زمانے کے حالات سے مطلع کر دیا۔''

(آئینہ کمالات ص۳۸۶،خزائن ج۵ص۳۸۶)

بابو صاحب آؤ کہ اب ہم مرزے کی معلومات کا امتحان لیں کہ آیا یہ جو کچھ کہہ رہا ہے۔سچ کہہ رہا ہے یا اسلام پر ہنسی اڑا رہا ہے اور مسلمانوں کو احمق بنا رہا ہے کہ تمہارے ایسے اعتقادت ہیں۔دہریہ کی شکل میں نہیں مسلمان بن کر۔

اس شخص کا بیان ہے کہ میرا مشن ہے کہ میں لوگوں پر ثابت کردوں کہ جس مسیح کو تم زندہ آسمان پر مانتے ہو۔وہ فوت ہو چکا اور آنے والا مسیح میں آگیا۔کسی شخص کو فوت شدہ یا قتل شدہ ماننے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی نعش برآمد ہو یا اس کی قبر کا پتہ ملے۔یا کسی نے اس کو پانی میں ڈوبتا یا آگ میں جلتا دیکھا ہو۔

علاوہ مذکورہ ذرائع معلومات اس شخص کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ ''میرے پکارنے پر خداتعالیٰ جواب دیتا ہے۔نہ ایک دفعہ نہ دو۔بیس بیس دفعہ یا تیس تیس دفعہ یا پچاس پچاس دفعہ یا قریباً تمام رات یا قریباً تمام دن۔'' (نزول المسیح ص۹۴،خزائن ج۵ص۲۳۲)

اور اس مکالمہ کی بابت (آئینہ کمالات ص۲۳۲،خزائن ج۵ص۲۳۲) پر یہ شخص لکھتا ہے کہ ''مکالمہ باخدا سے غرض یہ ہوتی ہے کہ دعا کے قبول ہونے سے اطلاع دی جائے۔کوئی نئی اور مخفی بات بتائی جائے۔یا آئندہ کی خبروں پر آگاہی دی جائے۔اپنی الہامی کتاب براہین میں اس نے تسلیم کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں اور دوبارہ آئیں گے۔پھر (ایام الصلح ص۴۲،خزائن ج۱۴ص۲۷۱) پر لکھا کہ ''براہین میں میں نے جو توفی کے معنے استیفا دادن کے کئے تھے۔وہ بھی میری غلطی تھی۔اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کا عقیدہ جو میں نے ظاہر کیا تھا۔وہ بھی الہام کی غلطی نہ تھی۔میرے اجتہاد کی غلطی تھی۔''خیر!

اب ہم اس شخص سے پوچھتے ہیں کہ ہمیں اپنے مشن کے متعلق اتنی تو تسلی کراؤ کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے۔ تو ان کی قبر کہاں ہے۔ تو ہمیں ایک مدت تک جواب دیتا ہے کہ ''یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوگیا۔'' (ازالہ حصہ دوم ص۴۷۳، خزائن ج۳ ص۳۵۳) لیکن جب حکیم نوردین نے جو اس نبوت اور مجددیت میں آپ کے شریک تھے۔ آپ کو بتایا کہ سری نگر ملک کشمیر کے محلہ خان یار میں ایک بڑی مزیدار قبر موجود ہے۔ جو یوز آسف کی قبر کہلاتی ہے۔ اگر اس قبر پر ایک اپنا ملازم مرد یا کوئی بڑھیا عورت بٹھادی جائے کہ وہ زائرین اور سیاحوں کو بتاتی رہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ تو (ستارہ قیصرہ ص۱۰، خزائن ج۱۵ ص۱۲۳) پر آپ نے لکھ دیا کہ دلائل[1] قاطع سے ثابت ہوگیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر میں موجود ہے اور پھر جیسا کہ نقل مشہور ہے کہ شیخ سعدی نے کہا کہ نامت چیست گفت حاجی گفت حاجی وحاچی تجنیس خطی، حاچی کمان رامیگویند، کمانو گمان تجنیس خطی، گمان شک رامیگویند رشک وسگ تجنیس خطی، پس تو سگ ہستی۔ آپ نے یوز آسف سے عیسیٰ علیہ السلام بنانے میں قلم کا بڑا زور دکھایا ہے۔

دوسرا سوال آپ کی ذات خاص کے متعلق۔ کیا محمدی بیگم سے آپ کا زمین پر نکاح قطعی اور یقینی ہے؟ جواب ہاں! ''اس پیشین گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہﷺ نے پہلے سے ایک پیشین گوئی فرمائی ہے کہ ''یتزوج ویولد له'' یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ یتزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے۔ جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے۔ جس کی نسبت اس عاجز کی پیشین گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہﷺ ان سیاہ[2] دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷ حاشیہ)

بابو صاحب! کیا اب بھی آپ شک کریں گے کہ اس شخص کے دعوے کہ میں آنحضرتﷺ کی احادیث بلا انتظار ان کے منہ سے سنتا ہوں۔ میں نے کئی مرتبہ آنحضرتﷺ کو بیداری میں دیکھا ہے۔ باتیں کی ہیں۔ مسائل پوچھے ہیں۔ غلط اور جھوٹے تھے۔

[1] پھر بھی مکالمہ اور مخاطبہ کے ذریعہ نہیں بلکہ دلائل سے۔

[2] مرزائیو ایمان سے کہنا سیاہ دل کون ثابت ہوا؟

بابو صاحب...... مولوی صاحب میں یہ حدیث نہیں سمجھا۔

نو وارد...... بابو صاحب یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کی اس طرح پر ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم زمین کی طرف اتریں گے۔ پھر شادی کریں گے اور ان کے اولاد ہوں گی۔ ۴۵ سال دنیا میں رہیں گے۔ پھر فوت ہو کر میری قبر میں میرے پاس دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں گے۔ ہم دونوں ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ہوں گے۔

بابو صاحب...... ایک قبر میں سے کیا مراد ہے؟

نو وارد...... اس حدیث میں اب کوئی جرح ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ مرزے نے اس کو آنحضرتؐ کے منہ سے سن کے صحیح مان لیا ہے۔ مرزا بھی (نزول المسیح ص ۴۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵) پر لکھتا ہے ''مگر ابوبکرؓ اور عمرؓ جن کو حضرات شیعہ کافر کہتے ہیں۔ بلکہ تمام کافروں سے بدتر سمجھتے ہیں۔ ان کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرتؐ سے ایسے ملحق ہو کر دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے'' اور (توضیح المرام ص ۱۴، خزائن ج ۳ ص ۵۸) پر لکھتا ہے: ''بلاغت کا تمام مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے۔''

بابو صاحب...... اس حدیث میں شادی اور اولاد کا کیوں ذکر ہے؟

نو وارد...... صحیح اور ٹھیک معنی کسی حدیث کے تو تب ہی معلوم ہوتے ہیں کہ جب سوال کی نوعیت معلوم ہو کہ صحابہ نے دریافت کیا کیا تھا؟ لیکن اگر اس کے ساتھ سوال کوئی نہ تھا۔ تو ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ اپنی امت کو آنے والے مسیح کی علامات بیان کرتے ہوئے یہ بھی بتا رہے ہیں کہ اس مسیح نے سابقہ زندگی میں تو شادی نہ کی تھی۔ لیکن آئندہ زندگی میں شادی بھی کریں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی۔

تیسرا سوال آپ کی اولاد کے متعلق۔ مرزا قادیانی وہ تین کو چار کرنے والا لڑکا آپ کا کیسا ہوگا؟

(ترجمہ الہام عربی مندرجہ آئینہ کمالات ص ۵۷۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً): ''اللہ نے مجھے بشارت دی اور فرمایا کہ میں نے تیری تضرعات اور دعاؤں کو سنا۔ تحقیق میں تجھے عطاء کروں گا۔ جو کچھ تو نے مجھ سے مانگا ہے اور تو نعمت دیئے گیوں میں سے ہے۔ تو نے نہیں سمجھا میں نے تجھے کیا دیا ہے۔ رحمت اور فضل اور قربت اور فتح اور ظفر پس سلامتی ہو تجھ پر تو ظفریابوں میں سے ہے۔ میں تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتا ہوں۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہے۔ خوبصورت، عقل مند اور میرے مقربوں میں سے۔ آسمان سے آئے گا اور اس کے نازل ہونے سے خدا کا فضل نازل ہوگا۔ وہ نور ہے او طیب ہے اور پاکوں میں سے ہے۔ اس سے برکتیں ظاہر ہوں گی۔ خلقت کو

طیب چیزیں کھلائے گا اور دین کی نصرت کرے گا۔ ترقی کرے گا اور بلند ہوگا اور عروج پائے گا اور اونچا ہوگا اور ہر ایک بیمار اور مریض کا علاج کرے گا۔ اس کے انفاس سے شفا ہوگی اور وہ میری نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوگا اور میری تائید کا ایک نشان ہوگا تا کہ تیری تکذیب کرنے والے جان لیں کہ میں فضل مبین کے ساتھ تیرے ساتھ ہوں۔ اس کے آنے سے حق آ جائے گا اور اس کے ظہور سے باطل جاتا رہے گا۔ میری قدرت کی تجلی کرے گا۔ میری عظمت کو ظاہر کرے گا۔ دین کو بلند کرے گا۔ براہین کو روشن کرے گا۔ قبر والوں کو قبر سے نکال کھڑا کرے گا تا کہ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی کتاب سے انکار کیا۔ وہ جان جاویں کہ وہ غلطی پر تھے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے گی۔ تجھے ایک ذہین لڑکا تیری اپنی پشت اور اولاد اور نسل سے دیا جائے گا اور وہ ہمارے معزز بندوں میں سے ہوگا۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ ہر ایک قسم کی میل کچیل اور عیب سے پاک اور طیب اور کلمۃ اللہ، بزرگ کلمات سے پیدا ہوا ہوا۔ فہیم ذہن اور حسین۔ دل اس کا علم سے بھرا ہوا اور حلم والا ہوگا۔ اس کو نفس مسیحی دیا جائے گا اور روح الامیں سے برکت دیا جائے گا۔ دوشنبہ ہے مبارک ہو یوم دوشنبہ تجھ میں ارواح آویں گی۔ بیٹا صالح کریم کی مبارک مظہر اول و آخر۔ مظہر الحق والعلاء گویا خدا آسمان سے اتر آیا۔

اس کے ظہور سے رب العلمین کا جلال ظاہر ہوگا۔ تیرے پاس نور آتا ہے۔ جو عطر رحمٰن سے ممسوح ہے۔ اللہ منان کے سایہ کے نیچے کھڑا ہے۔ قیدیوں کی گردنیں چھڑائے گا اور ان کو خلاصی دے گا۔ خدا کی شان کو عظمت دے گا۔ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ امام، ہمام، قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ اس کے ساتھ شفاء آئے گی اور بیماریاں باقی نہ رہیں گی۔ خلقت اس سے فائدہ اٹھائے گی اور ایسا جلد جلد بڑھے گا۔ گویا وہ ستون ہے۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔'' وکان امرا مقضیا قدرہ قادر علام فتبارك اللّٰہ خیر المقدرین '' بابو صاحب آپ کو معلوم ہے کہ یہ لڑکا خدا کے پیدا کردہ زمین و آسمان میں ہے؟ یا مرزے کے اپنے پیدا کردہ زمین و آسمان میں؟

بابو صاحب...... جی مجھے معلوم ہے کہ وہ ایک سال چار ماہ کا ہو کر نفسی نقطہ قادیاں میں مدفون ہے۔ اسی پر تو کسی دل جلے نے کہا تھا:

۱؎ اس کلمہ کے کہنے کی ضرورت کیا تھی؟ ہم تو پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ یہ صفات سوا خدا یا پرمیشر کے اوتار کے اور کسی میں ہو نہیں سکتیں۔

بشیر آیا تھا کیا کم کر گیا تھا، تیرا اعزاز اور اکرام

گاموں...... ایہو جہے چھوہر بچڑے نہیں نظر کھاندی ہے۔

نو وارد...... ہاں! اپنے بادشاہ کے متعلق اس کی معلومات بہت صحیح ثابت ہوئیں۔ کیونکہ اس نے فرشتوں سے دریافت کر کے (ازالہ حصہ دوم ص۵۰۸، خزائن ج۳ ص۳۷۳) پر لکھ دیا تھا کہ ''یاجوج اور ماجوج انگریز اور روس ہیں۔ چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کو فتح کر کے آپس میں لڑ پڑیں گے۔'' بیوی جی کیا اب بھی تم تسلیم نہ کرو گی کہ یہ الہام شیطانی نہ تھے۔ خود ساختہ ہوا کرتے تھے۔ اگر نہیں تسلیم کرتیں تو اس قسم کے شیطانی الہام کی کوئی نظیر پیش کرو۔

قاضی صاحب...... میں ہرگز ہرگز باور نہیں کرتا کہ شیطان ایسی عبارت بنانے پر قادر ہو سکے اور اسی شخص کے بیان کے مطابق شیطانی وسوسہ ایک ڈھیلے کی طرح ہوتا ہے۔ جس کو وہ پھینک کر چلا جاتا ہے۔ پس اس طرح پر اتنی لمبی عبارت یاد کیونکر رہ سکتی ہے؟

بیوی...... قاضی صاحب یاد رہنے کی بات تو آپ رہنے دیں۔ یہ کون کہتا ہے کہ شیطان نے بھی الفاظ القاء کئے تھے۔ اسی الہام کو جو مرزے نے اشتہار کے طور پر دہرایا ہے۔ جس کو پنڈت لیکھرام نے تکذیب (براہین احمدیہ ج دوم ص۲۹۳) پر درج کیا ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے تاریخ مرزا کے ص۱۰ پر اس میں ہوشیار پور اور لدھیانہ کے سفر کے مبارک ہونے کا ذکر درج ہے۔ لیکن اصل الہام میں جو (آئینہ کمالات ص۵۷۷، خزائن ج۵ ص ایضاً) پر درج ہے۔ ''سفر کے مبارک ہونے کا ذکر تک نہیں۔''

قاضی صاحب...... مجھے دینا یہ آئینہ کمالات مرزا اور تبسم کرتے ہوئے بابو صاحب اس الہام میں تو واقعی مرزے نے کمال کر دکھایا۔ آپ لوگ ایسے الہام پسند کرتے ہیں جو پورے ہو جائیں اور مجھے وہ پسند آتے ہیں جن کی بندش اچھی ہو۔ ایک ایک بات کو تین تین چار چار پیرایوں میں بیان کیا جائے اور کتاب کھول کر ''وهنانی ربی وقال انا مهلکو بعلها کما اهلکنا اباها'' (آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۶، خزائن ج۵ ص ایضاً)

بیوی...... آپ کون سا صفحہ پڑھنے لگ گئے؟ ۷۶ یا ۷۷؟

قاضی صاحب...... ہاتھ اٹھا کر ٹھہرو! مرزے کا ایک مزیدار الہام مل گیا۔

گاموں...... قاضی جی اہ مینوں سنانا۔

قاضی صاحب...... اچھا میں اردو میں اس کا مطلب سناتا ہوں۔ خدا نے فرمایا میں محمدی بیگم کے خاوند کو اسی طرح ہلاک کر دوں گا۔ جیسا کہ میں نے اس کے باپ کو ہلاک کیا اور محمدی بیگم کو تیری

طرف لوٹالاؤں گا۔ یہ بات تیری رب کی طرف سے سچ ہے۔ پس شک کرنے والوں میں سے مت ہواور ہم اس کو صرف تھوڑی سی ڈھیل دیں گے۔ ان سے کہہ دے کہ وقت مقررہ کا تم بھی انتظار کرواور میں بھی کرتا ہوں۔ اتنا کہہ کر کتاب بند کر کے واپس دے دی اور بابو صاحب سے یوں گویا ہوئے۔ یہ محمدی بیگم کے خاوند کی موت کا الہام اگر خدانخواستہ سچا بھی ثابت ہو جاتا۔ تب بھی میں اس کی تعریف نہ کرتا۔ کیونکہ اس کی بندش اور الفاظ مرزے کے اپنے نہیں قرآنی الفاظ ہیں۔

بابو صاحب...... قاضی صاحب اس بحث کو جانے دیجئے۔ یہ فرقہ اناث جس بات پر اڑ جائے اس سے باز نہیں آیا کرتا۔ راج ہٹ بالک ہٹ تریا ہٹ مشہور مثل ہے۔

قاضی صاحب...... نہ صاحب میں آپ سے اتفاق نہیں کرتا۔ یہ جو کچھ کہہ رہی ہیں۔ اس کا ثبوت دے رہی ہیں۔ مگر مولانا آپ کیوں گنگے کا گڑ کھائے بیٹھے ہیں۔

نووارد...... بھئی مجھ سے پوچھتے ہو تو میں تو قسم کھا کر بھی یہ بات کہنے کو تیار ہوں کہ یہ الہام فرمائشی ہے۔ کسی خاص موقعہ پر والدہ بشیر نے کہا ہوگا کہ آپ تو سب کچھ بن چکے۔ میرے پیٹ سے بھی تو کسی کو کچھ بناؤ۔ اس پر آپ قلم دوات کاغذ لے کر بیٹھ گئے اور بیوی کو خوش کرنے کے لئے ایک طومار باندھ دیا۔

گاموں...... جی مولوی ہوراں سچ آکھیا اے۔ اہ گل میرے دل نوں لگی اے۔

بابو صاحب...... بڑے زور سے خندہ کر کے مولوی صاحب مرزے کی تہہ کو بہت لوگ پہنچے ہوں گے۔ مگر جیسا کہ آپ نے اسے پہچانا ہے۔ کم کسی نے پہچانا ہوگا۔

نووارد...... حضرت میرا یہ دعویٰ تو نہیں مگر اگر آپ کا خیال صحیح ہے تو اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ دیگر علمائے دین کو جنہوں نے مرزے کے لٹریچر کو پڑھا اور مرزے کے خلاف قلم اٹھایا۔ دینی و دنیوی اور مشاغل بہت تھے اور بندہ کا صرف ایک ہی شغل رہا اور دوسری بات ہے کہ ٹھگ کو جیسا ٹھگ پہچانے گا۔ نیک آدمی نہیں پہچان سکتا۔ میں نہایت درد رنج اور افسوس سے دیکھتا ہوں کہ مرزے کی باتوں میں زیادہ تر وہی لوگ آئے جو نہایت نیک اور سیدھے تھے۔ میری عمر مرزائیوں میں گزر گئی۔ ان کی طرف سے نیز میرے اپنے بڑے بھائی کی طرف سے یہ کوشش رہی کہ میں کم از کم اس کو ایک اچھا آدمی مانوں۔ مگر چونکہ میں سمجھ چکا تھا کہ وہ ایک ٹھگ ہے۔ اسلامی لباس میں اس نے ٹھگی کا کارخانہ کھولا ہوا ہے۔ میرے اس یقین کو کوئی متزلزل نہ کر سکا۔ بابو صاحب مجھے اپنے درویشوں اور گدی نشینوں کی سادگی اور حد سے متجاوز حسن ظن پر رونا آتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ فرقہ نشوونما پا گیا۔ یعنی جب کسی مرد مسلمان نے ان سے پوچھا کہ حضرت آپ کیا فرماتے ہیں؟

مرزے قادیانی کے حق میں؟ تو وہ بڑی دلداری سے پوچھتے تھے۔

۱...... وہ خدا کو مانتا ہے؟ جواب جی ہاں مانتا ہے۔

۲...... رسول کو مانتا ہے؟ جواب جی ہاں مانتا ہے۔

۳...... قرآن اور قبلہ کو مانتا ہے؟ جواب جی ہاں مانتا ہے۔

فیصلہ: تو اس کو برا نہ کہو۔ یہ فیصلہ ان کا بعینہ ایسا ہوتا ہے جیسے کسی سادھو فقیر کو دیکھ کر کسی کے دل میں شک گزرے کہ یہ کوئی ٹھگ بناوٹی سادھو بنا ہوا ہے۔ یہ کسی عورت یا کسی عورت کا زیور لے اڑے گا اور وہ کسی پنڈت سے پوچھے کہ پنڈت جی آپ فلانے سادھو کی نسبت کیا فرماتے ہیں؟ تو وہ پوچھے کیا اس نے لٹیں چھوڑی ہوئی ہیں؟ کیا اس کا لباس بھگوان ہے؟ کیا اس نے بدن پر بھبوت ملی ہوئی ہے اور جب اس کو تینوں سوالوں کا جواب اثبات میں ملے کہ ہاں ایسا ہے۔ تو پنڈت فیصلہ دے دے کہ وہ سادھو ہے اور سادہ لوح گدی نشینوں تم پر افسوس کہ جس فیصلہ کے تم اہل نہ تھے۔ تم نے کیوں دیا اور امت رسول کو کیوں گمراہی میں پڑنے دیا؟

بابو صاحب...... مولوی صاحب ٹھگ کی کیا شناخت ہے؟

نووارد...... بابو صاحب ٹھگوں کی صرف ایک ہی قسم نہیں کہ ان کی شناخت عرض کر دی جائے۔ ٹھگ مختلف اور ان کی شناخت کے آثار مختلف۔

بابو صاحب...... مرزا قادیانی کو آپ نے کن وجوہات کی بنا پر ٹھگ سمجھا؟

نووارد...... ہاں یوں سوال کیجئے۔ اب بیان کرنا میرا کام لیکن سمجھنا آپ کا کام۔

بابو صاحب میں کسی اور مسلمان کی نسبت نہیں۔ اپنی نسبت سے عرض کرتا ہوں کہ جب کبھی میرے دل میں کوئی یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ پیغمبر خدا فریبی تھے۔ جھوٹے تھے۔ قرآن کی آیات خود گھڑتے تھے۔ تو میری تسلی اسی اور صرف اسی بات سے ہوتی ہے کہ وہ ایسے بالکل نہ تھے؟ اگر وہ فقیری سے امیر ہو جاتے۔ جھونپڑیوں سے محل بنا لیتے۔ پلاؤ قورمے اڑاتے۔ بیویوں کو زیورات سے لاد دیتے۔ گھر دولت سے بھر لیتے۔ داماد کو جہیز سے نہال کر دیتے۔ تو میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ میں قرآن کو خود بنایا ہوا ماننے کو تیار ہو جاتا۔ مجھے جس بات نے آج تک دائرہ اسلام میں رکھا ہوا ہے۔ وہ آنحضرتﷺ کا چال چلن ہے کہ مصائب وتکالیف ہر طرح کی خود اٹھائیں اور فائدہ ہر قسم کا مخلوق خدا کو پہنچایا۔ روزہ پر روزہ رکھ کر پیٹ پر پتھر باندھ کر ٹاٹ پر سو کر۔ جو کے ان چھنے آٹے کی روٹی کھا کر عمر گزاری۔ مرے تو گھر میں کفن ندارد۔ ایسا شخص ٹھگ نہیں ہوسکتا۔ ٹھگ کی تعریف یہ ہے کہ فریب سے لوگوں سے پیسہ حاصل کر کے مزے اڑائے۔ کیوں بابو صاحب؟

بابو صاحب...... بالکل ٹھیک! اگر آپ خود نقصان اٹھا کر مجھے فائدہ پہنچادیں تو آپ ٹھگ نہیں۔ٹھگ آپ اسی وقت ہیں جب مجھے نقصان دے کر آپ اپنا فائدہ حاصل کریں۔

نو وارد...... اب مرزے قادیانی کو لیجئے۔ جو کہتا ہے مجھے نبی مانو۔ اس لئے کہ میں عین آنحضرتﷺ ہوں۔ مجھے مسیح مانو اس لئے کہ میں اس کی خصلتوں پر آیا۔ میرے مانے بغیر نجات نہیں۔ میں آخری نور ہوں۔ جو مجھے نہ مانے وہ کافر۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے۔ جو تین مہینہ تک چندہ نہ دے، وہ جماعت سے خارج۔ بابو صاحب اس خیال میں میں منفرد نہیں۔ سارا ملک ہند میرے ہم خیال ہے۔ گرونانک صاحب کے پیرو تو صرف سکھ ہیں۔ مگر ملک ہند کی جتنی قومیں ہیں۔ ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ کوہاٹ کی چھاؤنی میں ایک مسلمان ہے۔ جو انڈے مرغیاں بیچتا ہے اور نام اس کا نانک ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا گورونانک نے چندے کر کے ساٹھ ستر ہزار اشتہار ملک میں تقسیم کئے کہ آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے؟ کیا گرونانک صاحب نے ستر اسی کتابیں لکھ ڈالیں کہ میرے سے خدا تمام تمام تمام دن تمام تمام رات باتیں کرتا ہے۔ کیا انہوں نے یہ دعویٰ کیا؟ کہ میری دعائیں قبول ہوتی ہیں؟

نہیں ہرگز نہیں۔ انہوں نے فقیری میں توحید کی تبلیغ کر کے مشرکوں کو موحد بنایا اور کسی فرد بشر کی جیب کو خبر بھی نہیں ہوئی۔ پس جب صدق وکذب کا معیار میرے یا تمام ملک ہند کے خیال کے مطابق یہ ٹھہرا تو اب ایسے شخص کے خلاف جس نے غربت میں عمر بسر کر کے خلق خدا کو ہدایت کی ہو۔ اگر کوئی ہزار عیب بھی بیان کرے۔ تو ہم ان کو پس پشت ڈال دیں گے اور ایسے شخص کے خلاف جو پیشہ نبوت سے مالا مال ہو گیا ہو۔ اگر کوئی ایک عیب بھی بیان کرے تو ہم اس کو بہر دچشم قبول کریں گے اور آدھے راستہ تک اس کے استقبال کے لئے جائیں گے۔

اس شخص نے جو جھوٹ بولنے کو شرک اور گوہ کھانے کے برابر کہا یہ کیوں؟

میری طرف کوئی جھوٹ بولنے کا گمان نہ کرے۔ کیونکہ آپ کے کارخانہ کی بنیاد ہی جھوٹ پر رکھی گئی تھی کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔ پھر آپ نے مسمریزم کو مکروہ اور قابل نفرت کیوں کہا؟ میری طرف کوئی مسمریزم کا گمان نہ کرے۔

(فتح اسلام ص۴، خزائن ج۳ ص۴) پر لکھا: ''اس زمانے میں دنیا کمانے کے لئے مکروفریب حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔'' یعنی میری طرف کوئی ایسا گمان نہ کرے۔ اسلام کی تعریف کے پیرائے میں جو کچھ یہ اپنی تعریفات کر گیا۔ وہ میں پٹڑی جمانے کی مد کے نیچے بیان کر چکا۔

پھر اس شخص نے اپنی کتابوں میں جگہ جگہ اس بات پر بڑا زور دیا کہ براہین احمدیہ میں

میں نے اپنا الہام یا تین من کل فج عمیق اتنے سال پہلے اور ایسے زمانے میں درج کیا ہے جب کوئی مجھے جانتا بھی نہ تھا۔ کیا انسان کی طاقت ہے کہ ایسی پیشین گوئی کر سکے۔ بابو صاحب دیکھئے یہ فقرہ کہ انسان کی طاقت ہے کہ ایسی پیشین گوئی کر سکے۔ کیسا مکروفریب اور جھوٹ سے بھرا ہوا ہے۔ جس شخص کا یہ ارادہ ہو کہ ساٹھ ستر اسی نوے ہزار اشتہار چھپوا کر چار دانگ عالم میں مشتہر کرے کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ میری دعا قبول ہوتی ہے۔ میں آنے والا مسیح ہوں۔ مسلمانو آؤ کہ یہاں نور خدا برس رہا ہے۔ اس کے لئے اس قسم کی پیشین گوئی کسی کتاب میں لکھ رکھنی کہ لوگ دور دور سے تیری طرف آئیں گے۔ کچھ مشکل تھی؟

کیا ایسے اشتہار دیکھ کر مسلمانوں کو بغیر قادیاں آئے صبر آتا؟ کسی بندہ خدا نے اپنے گھوڑے کا سر پچھاڑی کی طرف اور پٹھاتھاں کی طرف کر کے باندھ دیا تو خلقت اس کے دیکھنے کے لئے بھی جمع ہوگئی تھی اور یہاں تو خدا کے نور برسنے اور استجابت دعا کے اشتہار تھے۔ جس نے ہندوستان پنجاب میں گھر گھر مسلمانوں کی گردن میں کسی نہ کسی پیر کی رسی ڈال رکھی ہے۔ ان کو اگر سارے پیروں سے زیادہ خدا کا مقرب اور مستجاب الدعوات کہیں سنائی دے۔ تو کیا وہ اتنا بھی نہیں کریں گے کہ ایک دفعہ اسے دیکھ تو لیں کہ سچا ہے یا جھوٹا۔

کیا زمانہ پکار پکار کر نہیں کہہ رہا کہ تجارت کا گر اشتہار ہیں؟ پھر جس کے اشتہار سب سے زیادہ اس کی تجارت سب سے زیادہ۔ بابو صاحب کہتے ہیں ایک بادشاہ پر غنیم نے چڑھائی کی۔ اس نے اپنے جوتشی کو بلا کر کہا کہ بتاؤ ہماری فتح ہوگی یا شکست؟ جواب تحریر دو اور اگر وہ غلط ثابت ہوا تو تمہاری گردن اڑا دی جائے گی۔ جوتشی جواب کے لئے مہلت مانگ کر گھر آیا اور بڑے فکر میں چارپائی پر لیٹ گیا۔ بیٹی نے باپ کو متفکر پاکر سبب پوچھا تو اس نے معاملہ سنا دیا۔ بیٹی نے کہا بابا یہ تو کچھ بات ہی نہیں۔ تم ایک ذرہ فکر مت کرو۔ بادشاہ سلامت کو لکھ دو کہ تیری فتح ہوگی۔ اگر فتح بادشاہ کی ہوگئی۔ تو تمہارا اعزاز بڑھ جائے گی اور اس کی شکست ہوگئی تو کون ہوگا جو تمہاری گردن اڑائے گا؟

بابو صاحب کیا مرزا بھی یہی چال نہیں چلا؟ اور اگر مرزا قادیانی اس پیشین گوئی کو اس لئے انسان کی طاقت سے باہر سمجھتا ہے کہ اگر یہ صرف دو پہلو رکھنے والی پیشین گوئی پوری نہ ہوتی۔ تو کوئی مرزے کو پکڑ کر پھانسی دے دیتا۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ بعینہ اسی قسم کی دوسری پیشین گوئی پوری نہ ہونے پر مرزے کو کس نے پھانسی دے دیا؟

قاضی صاحب...... وہ کون سی؟

نو وارد...... مرزا (حقیقت الوحی ص۱۶۹، خزائن ج۲۲ص۶۰۹) پر لکھتا ہے: ''اب یقیناً سمجھو کہ آریہ سماجوں کا خاتمہ[1] ہے اور جیسا کہ خدا نے وعدہ کیا تھا۔ وہ پورا ہوا۔ کیا انسان کی طاقت ہے کہ قبل از وقت ایسی پیشین گوئیاں کر سکے۔''

کیوں بابو صاحب! اب تو مرزے کا یہ قول مردود ہو گیا نہ کہ ایسی پیشین گوئیاں کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ پھر میں یہ پوچھتا ہوں کہ سینکڑوں جھوٹی پیشین گوئیوں میں سے اگر خاص اسی پیشین گوئی یا تین من کل فج عمیق کے لئے کوئی مرزے کو پھانسی دینے لگتا تو کیا مرزے کا تاویلات کا تھیلہ ختم ہو گیا تھا؟ وہ ایک اشتہار اس مضمون کا نہ نکال لیتا کہ یہ میری اجتہاد کی غلطی تھی۔ آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ کہ لیکھو[2] کے قتل کے مقدمہ میں پولیس کے سپاہی دور دور سے تیرے مکان کی تلاشی لینے آئیں گے اور یہ عظیم الشان پیشین گوئی بڑے چمکار کے ساتھ پوری ہوئی۔'' فالحمدلله علی ذالك ونحمده ونصلی علی رسوله الكريم والعاقبة للمتقین ''الراقم عبداللہ الاحد الصمد احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ۔

بیوی...... (ہاتھ ملتے ہوئے) ہائے توبہ! غلام احمد سے احمد بن گیا۔

نو وارد...... بیوی جی اول تو غلامی ہے ہی بہت بری چیز خواہ کسی کی بھی ہو۔ دوسرے اپنے یا بیگانے نام کو گھٹا کر لینے میں کسر نفسی بھی پائی جاتی ہے۔ قہقہہ

بیوی...... مگر مرزے نے ۱۳۰۰ کا عدد تو غلام احمد قادیانی سے نکالا تھا۔

نو وارد...... جی ہاں قاضیانی کی جگہ قادیانی لگا کر۔ مگر وہ وقت گزر گیا۔ مرید مان چکے۔ اب ان اعداد جمل کی ضرورت نہیں رہی۔

بیوی...... لو اب اٹھو۔ چائے پی لو اور چائے پر بیٹھ کے۔

قاضی صاحب...... بابو صاحب آپ نے مرزے کے اس قول کی طرف توجہ کی؟ کہ کیا یہ انسان کا کام ہے کہ قبل از وقت ایسی پیشین گوئیاں کرے۔ یعنی آپ خلقت کو جتا اور بتا رہے ہیں کہ یہ ایسی غضب کی پیشین گوئی ہے کہ سوا فرشتہ کے انسان کر ہی نہیں سکتا۔

بابو صاحب...... جی ہاں مرزا قادیانی ایسے ہی کام کیا کرتا تھا۔ جو انسان کیا مرزا سلطان احمد جیسے انسان کی طاقت سے باہر ہوتے تھے۔ قہقہہ۔ قاضی صاحب کو چائے میں اچھو آ گیا۔

نو وارد...... قاضی صاحب چھت کی طرف دیکھئے۔

[1] آریہ اس باغ کے درختوں کی بھی تعداد بڑھا رہے ہیں۔ جس سے وہ اپنے پودے لیتے ہیں۔
[2] پنڈت لیکھرام دیکھو تتمہ حقیقت الوحی ص۱۲۱، خزائن ج۲۲ص۱۲۴ ملخص۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب مجھے ذرا اپنا رومال دیجئے۔
بابو صاحب...... دوسری دفعہ پیالیوں میں چاء ڈالتے ہوئے۔اچھا مولوی صاحب! مرزے کی چالاکیوں کی کوئی اور مثال ہو؟
نووارد...... اچھا میں آپ کے اور قاضی صاحب کے دماغ کا امتحان کرتا ہوں۔ سنئے! مرزا قادیانی کے الہاموں میں جوان کے خدا نے ان کو کئے، یہ دو الہام بھی ہیں۔آپ ان کی غرض مجھے بتادیں۔

۱...... ’’انا انزلناہ قریبا من القادیان‘‘ (ازالہ اوہام ص۷۵، خزائن ج۳ ص۱۳۹)

۲...... ’’انی متوفیك ورافعك الیّ‘‘ (تذکرہ ص۹۶ طبع سوم)

قاضی صاحب کو دوبارہ اچھو ہوتے ہوئے رہ گیا۔مگر پیالی چاء کی پرچ میں رکھ کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں اور بات منہ سے نہیں نکلتی۔
بابو صاحب...... مولوی صاحب آپ نے یہ کیا شگوفہ چھوڑ دیا۔میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا۔
نووارد...... قاضی صاحب ہنسی کو روکئے اور بابو صاحب کو ان الہامات کا مطلب سمجھائیے۔
قاضی صاحب...... (ہنسی کو روک کر) توبہ، لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔بابو صاحب آپ ان الہاموں کا مطلب نہیں سمجھتے کہ کس غرض کے لئے اتارے گئے؟
بابو صاحب...... نہ صاحب۔
قاضی صاحب...... اچھا تو سنئے! ہم مسلمان مرزے کی تکذیب وتردید میں آنحضرتﷺ کی احادیث پیش کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے جہاں کہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا ذکر کیا ہے۔وہاں لفظ نزول استعمال کیا ہے۔اس لئے آنے والا مسیح آسمان سے اترے گا۔کیونکہ نزول کے معنے اوپر سے نیچے اترنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے ثبوت میں یہ آیت پیش کرتے ہیں کہ خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ زمین پر رہنے کے دن پورے کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا۔

مرزے نے یہ دونوں الہام اپنے لئے اتار کر اپنے معتقدین پر ظاہر کیا کہ اگر نزول کے معنی اوپر سے نیچے اتارنے کے ہوتے۔تو خدا مجھے کیوں فرماتا کہ میں نے تجھے قادیان کے قریب نازل کیا اور چونکہ قادیاں میں پیدا ہوا ہوں۔اس لئے ثابت ہوا کہ جیسے اس الہام میں نزول کے معنے پیدا ہونے کے ہیں۔اسی طرح احادیث میں بھی نزول سے مراد واقعی اوپر سے نیچے اترنا

نہیں، بلکہ صرف پیدا ہونا ہے اور آیت میں ''رافعك الیّ''یعنی اپنی طرف اٹھانے والا، سے واقعی اگر یہ مراد ہوتی کہ تجھ کو جسم سمیت اپنی طرف اٹھانے ہوں۔تو میرے لئے وہی الفاظ کیوں استعمال ہوتے۔ کیونکہ میں تو آسمان کی طرف اٹھایا نہیں گیا۔پس رافع الیّ کے معنے یہی ہیں کہ میں تجھے عزت دوں گا۔

نووارد...... قاضی صاحب شاباش شاباش! جزاک اللہ آج میں آپ کے دماغ کا قائل ہوگیا۔

قاضی صاحب...... اور میں مرزے کے دماغ کا۔

بابوصاحب...... اور میں مولوی صاحب کے دماغ کا۔

نووارد...... بابوصاحب! میرے دماغ کی تعریف نہ کیجئے۔میرے خیال میں مرزے نے خود بیان کر دیا ہے کہ رفع الیہ کے معنے اگر جسم سمیت آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے ہوتے تو میرے لئے یہ آیت نہ اترتی۔ ہاں میں نے دوسرے الہام سے ایک نتیجہ نکالا ہے اور وہ یہ کہ خدا عجمی ہے۔ ''ض'' کی جگہ ''د'' بولتا ہے۔ کیونکہ جو لوگ قاضیاں نہیں کہہ سکتے وہ قادیان[1] کہتے ہیں اور اس لئے یہ خدا قرآن اتارنے والا خدا نہیں اور مرزا مجدد نہیں۔ کیونکہ مرور زمانہ سے جو خرابی اس کے گاؤں کے نام میں پڑ گئی تھی۔اس کی اس نے تجدید واصلاح نہ کی۔ بلکہ اس غلطی سے فائدہ اٹھا کر ۱۳۰۰ء نکالا۔یعنی قادیاں سے بجائے قاضیاں کے۔

[1] مرزا (ستارہ قیصرہ ص۶، خزائن ج۱۵ ص۱۱۸، ۱۱۹) پر ملکہ معظّمہ وکٹوریہ کو لکھتا ہے۔''سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا ہے۔تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا نتیجہ ہے۔خدا نے تیرے عہد سلطنت میں دنیا کے دردمندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا اور وہ تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا تاکہ دنیا کے لئے یہ ایک گواہی ہو کہ تیری زمین کے سلسلہ عدل نے آسمان سے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا حق اور باطل کی تفریق کے لئے دنیا پر ایک آخری حکم ہے۔جس کی رو سے مسیح موعود حکم کہلاتا ہے۔اس لئے ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا۔اس مسیح کے گاؤں کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا گیا۔قاضی کے لفظ سے خدا کے اس آخری حکم کی طرف اشارہ ہو جس سے برگزیدوں کو دائمی فضل کی بشارت ملتی رہے اور تا مسیح موعود کا نام جو حکم ہے۔اس کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو اور اسلام پور قاضی ماجھی اس وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا۔جبکہ بابر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ماجھے کا ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ خود مختار ریاست بن گئی اور پھر کثرت استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر اور بھی تغیر پا کر قادیان ہوگیا۔غرض ناصرہ اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایک بڑے پرمعنی نام ہیں۔جو ایک ان میں سے روحانی سرسبزی پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا روحانی فیصلہ پر جو مسیح موعود کا کام ہے۔''

قاضی صاحب جس طرح اس نے جھوٹ اور مسمریزم کو برا کہا ہے۔ افتراء علی اللہ کو بھی بڑے سخت الفاظ میں برا کہا ہے۔ چنانچہ (نشان آسمانی ص۲،خزائن ج۴ص۳۶۲) میں اس نے لکھا: ''اگر ہم بیباک اور کذاب ہو جائیں اور خداتعالیٰ کے سامنے افتراؤں سے نہ ڈریں تو ہزارہا درجے ہم سے کتے اور سور اچھے ہیں۔'' بابو صاحب خدالگتی کہنا کہ خدا کی نسبت یہ کہنا کہ اس نے قاضیاں کا تلفظ قادیاں کیا۔ یہ افتراء ہے یا نہیں؟

بابو صاحب مرزا کہتا ہے کہ مجھے خدا نے الہام کیا کہ ''میں تیری ساری آرزوئیں پوری کروں۔'' اور (آئینہ کمالات ۲،ص۴۳۱،خزائن ج۵ص۴۳۱) میں اس نے مشائخ اور صلحائے عرب کی طرف لکھا ہے: ''من آرزو دارم کہ بلاد شما وبا کات آرامعائنہ کنم وخاکپائے حضرت سید عالم ﷺ راسرمہ دیدہ خود سازم...... واز خدا میخواہم کہ اواز محض کرم این تمنائے مرا کہ بجہت زیارت خطہ دلنشین شما دارم برارد۔

بابو صاحب جن لوگوں کو خدا نے کبھی بھی ایسا الہام نہیں کیا۔ وہ اپنی عمر میں کئی کئی دفعہ جاکر زیارت روضہ رسول اللہ کر آتے ہیں اور اس شخص کو الہام کر کے خدا نے اس کی یہ عظیم الشان دلی آرزو پوری نہ ہونے دی۔ پس اگر زیارت روضہ رسول اللہ مرزے کی آرزو نہ تھی۔ تو مشائخ عرب کی طرف یہ تحریر جھوٹ اور اگر یہ تحریر سچی، تو مرزے کا الہام افتراء۔

بابو صاحب...... کیوں قاضی صاحب! بس۔

قاضی صاحب...... جی اب بھی بس نہ ہو؟

بابو صاحب...... لے گاموں اب برتن اٹھا۔

گاموں...... (تولیہ جس سے وہ مکھیاں اڑا رہا تھا، شانہ پر ڈال کر برتن جمع کرتے ہوئے) مرجے نوں تے اج مولبی ہوراں ڈاہڈا کنڈی وچ پھسایا۔ ہن کوئی مرجائی آوے تے کڈھے۔

نووارد...... قاضی صاحب! آپ نے دیکھ لیا۔ دنیا پیٹ کے واسطے کیا کیا کرتی ہے؟

قاضی صاحب...... توبہ توبہ جن کاموں کے واسطے ایسے سخت لفظ استعمال کرنے وہی کام کرنے، توبہ توبہ لاحول ولاقوۃ۔

نووارد...... صرف اس واسطے کہ اس کی طرف کوئی ان کاموں کا گمان نہ کرے۔ مگر مرزے کے کاموں کی میں آپ کو آسان سی ترکیب بتاؤں۔ جس کام کو یہ بہت ہی برا قرار دے اور اس کے برے ہونے پر بڑا زور دے، تو سمجھ لو کہ یہ کام اس نے ضرور کرنا ہے۔ یا کیا ہے یا کر رہا ہے۔

بابو صاحب...... اب آیئے اور اپنا مضمون شروع کیجئے۔

نو وارد...... بابو صاحب مضمون تو یہ بھی وہی ہے مگر خیر۔ ہاں ٹھہریئے۔ میں نماز کے دو سجدے دے لوں۔ (نماز سے فارغ ہو کر) بابو صاحب! آپ مرزے کی تمام کتابیں اول سے آخر تک پڑھ لیجئے۔ آپ کہیں نہ دیکھیں گے کہ آنحضرتؐ کا کہیں نام آیا ہو اور اس کے واسطے مرزے نے صرف صلعم پر اکتفا کیا ہو۔ بلکہ ہر جگہ پورا ﷺ پاویں گے۔ لیکن دوسرے پیغمبروں کے واسطے مرزے نے بعض اوقات اتنی پرواہ بھی نہیں کی کہ علیہ السلام کا نشانؑ بھی ان کے نام پر لکھے۔ مثلاً دیکھو صفحات (تحفہ گولڑویہ ص۲۶، ۵۶، ۶۷، ۲۶، خزائن ج۱۷ ص۱۳۰، ۱۳۱، ۱۷۴، ۱۹۱) نوٹ (دوم حاشیہ ص۷۲ حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۷۶)

ان کی عزت کے واسطے نہ حضرت کا لفظ ہے نہ جمع کا صیغہ ہے۔ نہؑ ہے۔ ان کے واسطے بالکل انگریزی فیشن اڑا ہے۔ مثلاً ابراہیم کی طرح، نہ حضرت نہ خلیل اللہ نہؑ اس کی کیا وجہ؟ صرف یہ وجہ کہ آپ نے نہ کسی پیغمبر کو پیغمبر مانا نہ ان کی عزت آپ کے دل میں تھی اور ادھر ٹکوں کا مدار آنحضرتؐ کی عزت اور عشق جتانے پر تھا۔ اس لئے دکھلاوے کے واسطے کاپی نویس کو کیسی سخت تاکید و تنبیہ کی گئی ہو؟ مگر ہم تب مانتے کہ آپ کے دادا کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جاتا۔

قاضی صاحب اسلام میں کیسے کیسے بزرگ گزر گئے۔ مگر آپ نے کبھی سنا یا دیکھا کہ انہوں نے اپنی سچائی یا تعریف کے سرٹیفکیٹ لوگوں سے حاصل کر کے اپنی تصنیفات کے ساتھ شامل کئے ہوں۔

قاضی صاحب...... لاحول ولاقوۃ کیا وہ لوگ کتب فروش دکاندار۔

نو وارد...... جو شخص مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کرے اور اپنی کتابوں میں ایسے سرٹیفکیٹ لگائے۔ آپ اسے کیا کہیں گے؟

قاضی صاحب...... کتب فروش دکاندار۔

نو وارد...... ہمارے ہیرو کی کم کوئی ایسی کتاب آپ دیکھیں گے جس میں ایسی سندات درج نہ ہوں اور یہ سندات اپنے منہ سے کہہ رہی ہیں کہ ہم حاصل کردہ ہیں۔ چودھویں صدی کا مسیح جس نے پڑھی ہو اس کو معلوم ہوگا کہ مرزا نے کس قدر زور لگایا کہ شیخ مہر علی صاحب مرحوم و مغفور اس کو سرٹیفکیٹ دیں کہ چیف کورٹ سے میری بریت مرزے کی دعا سے ہوئی۔ مگر انہوں نے خلاف واقعہ بات کی۔

تصدیق کر کے خلقت کو دھوکہ دینا پسند نہ کیا (اللہ ان کو غریق رحمت کرے اور اس کو اجر

عظیم عطا فرمائے، آمین) کسی کتاب میں حکیم نورالدین کا خط درج کیا ہے کہ اگر آپ حکم دیں تو براہین کا تمام چندہ ادا کردہ میں اپنی گرہ سے لوگوں کو واپس کردوں۔ اس سے حکیم نوردین کا اعتقاد ظاہر کیا ہے۔ کہیں کسی عرب کا خط درج کیا ہے کہ آپ کے شعروں جیسے شعر آج تک میرے دیکھنے میں نہیں آئے ہیں۔ ان کو حفظ کروں گا۔ کسی کتاب میں رتڑ چھتڑ کے کسی پیر کا خط درج ہے جو آپ کی مدح سرائی اور تعریف سے مملو ہے۔ کسی کتاب میں عبدالکریم سیالکوٹی کا خط کسی مجہول دوست کے نام درج ہے کہ آؤ کہ نور خدا یہیں پاؤ گے اور یہ وہی عبدالکریم ہے کہ جب مرزے کو الہام ہوا ''انه اوى القرية '' (حقیقت الوحی ص۲۳۲، خزائن ج۲۲ ص۲۴۳) میں تیرے گاؤں کو طاعون سے بچاؤں گا۔ تو اس نے زمین آسمان سر پر اٹھالیا۔ اس کی تحریر کے اقتباسات مولوی ثناءاللہ صاحب نے الہامات مرزا کے (ص۱۱۹، ۱۲۰) پر درج کئے ہیں، جو اس طرح پر ہیں:

''انه اوى القرية '' کا مفہوم صاف لفظوں میں تقاضا کرتا ہے کہ اس میں اور اس کے غیر میں امتیاز ہو...... حضرت مسیح موعود نے اپنی راستی اور شفاعت کبریٰ کا یہ ثبوت پیش کیا ہے کہ قادیاں کی نسبت تحدی کردی ہے کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا اور اپنی جماعت کے علاوہ اس جگہ کے ان تمام لوگوں کو جو اکثر دہریہ[۱] طبع کفار مشرک اور طبع دین حق سے ہنسی[۲] کرنے والے ہیں۔ خدا کے مصالح اور حکمتوں کی وجہ سے اپنے سایہ شفاعت میں لے لیا ہے۔

حضرت ممدوح نے لکھا ہے اور بار بار فرماتے ہیں کہ جہاں ایک بھی راست باز ہو گا۔ اس جگہ کو خدا تعالیٰ اس غضب سے بچا[۳] لے گا...... تم لوگ بھی مل کر ایسی پیشین گوئی کرو۔ جس سے قادیاں کے پیغمبر کا دعویٰ باطل ہو جائے او اس کی دو ہی صورتیں ہیں۔ یا یہ کہ لاہور اور امرتسر طاعون کے حملہ سے محفوظ رہیں۔ یا یہ کہ قادیاں طاعون میں مبتلا ہو جائے۔

خدا نے اس اکیلے صادق کے طفیل قادیاں کو جس میں اقسام اقسام کے لوگ تھے۔ اپنی خاص حفاظت میں لے لیا۔''

قاضی صاحب...... مگر میں نے تو سنا ہے کہ یہ عبدالکریم جس کے پیچھے مرزا نماز پڑھا کرتا تھا۔ طاعون سے ہی قادیاں میں فوت ہوا۔

۱؎ جو اکثر دہریہ طبع ہیں۔ قابل غور ہے۔

۲؎ یہ ہنسی بالآخر بالکل معقول ثابت ہوئی۔

۳؎ جیسے کوہاٹ جس میں یہ عاجز ۳۱ سال سے ہے۔

نو وارد...... جی ہاں! یہ دیکھو (ص۱۲۹الذکرالحکیم) پر ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب مرحوم اور مغفور لکھتے ہیں: ’’مگر خاص ان کے گھر میں بھی عبدالکریم سیالکوٹی اور پیراں دتہ مرزا کا خاص ملازم طاعون سے فوت ہوئے۔‘‘ قاضی صاحب قاضیانی مسیح موعود جو اس حدیث پر اعتراض کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے۔ تو حضرت مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ دیکھو (ازالہ حصہ اوّل ص۴۰، خزائن ج۳ ص۱۲۳) اپنے اسی مہدی کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے۔

اس کے بعد قاضی صاحب اور نو وارد اجازت حاصل کر کے سلام علیک کہتے ہوئے رخصت ہوگئے۔ دوسرے دن دروازہ پر دستک۔ گاموں دروازہ پر پہنچ کر، آؤ جی بسم اللہ لنگھ آؤ۔ اندر داخل ہوکر سلام علیک وعلیکم السلام کے بعد۔

نو وارد...... فرمایئے بابو صاحب، رات کیسے گزری؟

بابو صاحب...... مولوی صاحب! کچھ نہ پوچھئے۔ کل شام جب آپ صاحبان تشریف لے گئے۔ تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ بہت دن ہوئے۔ میں گھر سے باہر نہیں نکلا۔ ذرا باہر کا چکر لگا آؤں۔ چنانچہ غسل کر کے اور کپڑے بدل کر باہر نکل گیا۔ ریل کے اسٹیشن کے قریب پہنچا۔ تو پرانے یار مل گئے۔ سلام علیک وعلیکم السلام کے بعد انہوں نے یہی گفتگو شروع کر دی کہ ہم نے سن لیا ہے کہ اس کوہاٹی مردود ملعون کے بہکانے سے آپ دین حق سے مرتد ہوگئے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہاں واقعی میں ایک ایسے کتاب فروش کو جو ہندوؤں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے علماء کو نجاست خور جانور، خبیث، شریر، لعنتی، خنزیر سرشت، بدسرشت، چور، قزاق، حرامی، ظالم ولدالزنا اور ان کی والدہ صدیقہ کو زانیہ کہتا ہو نہ مجدد، مہدی، مسیح ونبی مان سکتا ہوں، نہ مسلمان۔

وہ بڑے تپے اور کہنے لگے کہ اس بات کا ثبوت ہمیں دے کہ حضرت اقدس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حرامی کہا ہے۔ میں نے ان سے کہا بہت بہتر کل شام کو اسی وقت یہ ثبوت آپ مجھ سے لیں۔ پس آپ آج مہربانی فرما کر قبل اس کے کہ اپنا مضمون شروع کریں۔ مجھے میرے دعوے کا ثبوت بہم پہنچادیں کہ میں ان سے شرمندہ نہ ہوں۔

نو وارد...... یہ مرزے کی کتاب ایام الصلح ہے۔ اس میں وہ افغانوں کو بنی اسرائیل ثابت کرنے کی وجوہات دیتا ہوا (ص۶۶، خزائن ج۱۴ ص۳۰۰) پر لکھتا ہے کہ ’’پانچویں وجہ یہ ہے کہ افغانوں اور یہودیوں کے رسوم وعادات آپس میں ملتے ہیں۔ مثلاً افغان یہودیوں کی طرح نسبت اور نکاح میں فرق نہیں کرتے۔ لڑکیوں کو اپنے منسوبوں کے ساتھ ملاقات اور اختلاط کرنے میں مضائقہ نہیں ہوتا۔ مثلاً مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ اختلاط کرنا اور اس کے ساتھ گھر سے

باہر چکر لگانا۔اس رسم کی بڑی سچی شہادت ہے اور بعضے پہاڑی خواتین کے قبیلوں میں لڑکیوں کا اپنے منسوب لڑکوں کے ساتھ اس قدر اختلاط پایا جاتا ہے کہ نصف سے زیادہ لڑکیاں نکاح سے پہلے ہی حاملہ ہو جاتی ہیں۔'' بابو صاحب اس مضمون کو خوب ذہن نشین کر لیجئے۔اب میں مرزے کی کتاب تقویۃ الایمان سے کچھ پڑھ کر سناتا ہوں۔(ص۱۶، خزائن ج۱۹ص۱۷) مریدوں کو تعلیم وتلقین کے سلسلہ میں:

''اور ہمارے رسول ﷺ نے نہ صرف گواہی دی کہ میں نے مردہ روحوں میں عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ بلکہ خود مر کر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اس سے پہلے کوئی زندہ نہیں رہا۔ پس ہمارے مخالف جیسا کہ قرآن کو چھوڑتے ہیں۔ ویسا ہی سنت کو بھی چھوڑتے ہیں۔ کیونکہ مرنا ہمارے نبیؐ کی سنت ہے۔ اگر عیسیٰ زندہ تھا۔ تو مرنے میں ہمارے رسول کی بے عزتی تھی۔ سو تم نہ اہلسنت ہو۔ نہ اہل قرآن جب تک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو اور میں حضرت عیسیٰ کی شان کا منکر نہیں۔ گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔ لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ میں روحانیت کے رو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لئے خاتم الخلفاء تھا۔ موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں۔ سو میں اس کی عزت کرتا ہوں۔ جس کا ہم نام ہوں اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آئے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں۔ جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے۔ نہ قابل اعتراض۔ ان سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا دلوں کو دیکھتا ہے اور اس کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے۔ اس کو مت کھاؤ۔''

بابو صاحب مرزے کی اس ساری بکواس کا کیا مفہوم یہ نہیں کہ:

۱...... مریم اپنے منسوب یوسف نجار کے ساتھ قبل از نکاح اختلاط کرتی تھی اور اس کے ساتھ گھر سے باہر چکر لگایا کرتی تھی اور قوم افغان میں ایسے اختلاطوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر لڑکیاں قبل از نکاح حاملہ پائی گئیں۔

۲...... یہودیوں میں بموجب شریعت موسوی کے ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری بیوی جائز نہ تھی۔ اس لئے بھی جائز نہ ہوئی۔

۳...... مریم بتول کا یہ ناجائز نکاح یوسف سے باز رہنے پر بزرگان قوم اس لئے مجبور ہوئے اور مریم اس نکاح پر اس لئے راضی ہوگئی کہ وہ حاملہ پائی گئی۔ حاملہ کس سے ہوئی یوسف سے۔ کیونکہ یوسف کے تخم سے اور مریم کے بطن سے جو دو لڑکیاں پیدا ہوئیں وہ حضرت عیسیٰ کی حقیقی بہنیں تھیں۔ حقیقی بہن بھائی انہیں کو کہتے ہیں جو ایک باپ کے نطفہ سے اور ایک ماں کے پیٹ سے ہوں۔ اگر ماں ایک ہو اور باپ مختلف ہوں تو ان کو اخیافی کہتے ہیں اور گر باپ ایک ہو اور مائیں جدا جدا ہوں تو ان کو علاتی کہتے ہیں۔

اب اس مکار کا مکر دیکھئے کہ فلانے کی عزت کرتا ہوں۔ میں ڈھمکے کی عزت کرتا ہوں کہ پیرائے میں کیا کہہ گیا کہ توبہ نعوذ باللہ مریم زانیہ تھیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ولدالزنا۔ اسی غرض سے اس نے (تحفہ گولڑویہ ص۱۱۹، خزائن ج۱۷ ص۲۹۷) پر آیت ''والتی احصنت فوجها'' کے معنی یوں کئے ہیں کہ ''مریم نے جب اپنے اندام نہانی کو نامحرم سے محفوظ رکھا۔''

بابو صاحب یہ انگریزوں کی ہی بادشاہی ہے۔ جس نے مذہبی امور میں لوگوں کو اس قدر آزادی دے رکھی ہے۔ اگر اسلامی بادشاہی ہوتی تو خدا جانے اس کو کیسے کیسے عذابوں سے مارتے؟

قاضی صاحب جہاں قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ یہود کی نسبت فرماتا ہے کہ: ''وقولهم علی مریم بهتاناعظیما'' اور ہم نے یہودیوں پر اس وجہ سے بھی لعنت بھیجی کہ انہوں نے مریم پر بہتان لگایا یعنی زانیہ کہا۔ وہاں یہ بھی دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ مریم صدیقہ کے شکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کیونکر بیان کرتا ہے؟

پارہ ۳ رکوع ۱۳ ترجمہ: ''اور جب فرشتوں نے مریم سے کہا کہ اے مریم صرف خدا کے حکم سے ایک لڑکا تمہارے بطن سے ہوگا سو خدا تم کو اپنے (اس) حکم کی خوش خبری دیتا ہے (اور) اس کا نام ہوگا عیسیٰ مسیح ابن مریم دنیا اور آخرت (دونوں) میں رودار اور (خدا کے) مقرب بندوں

میں سے (ایک مقرب بندہ) اور جھولے میں اور بڑی عمر کا ہو کر لوگوں کے ساتھ (یکساں) کلام کرے گا اور (اللہ کے) نیک بندوں میں سے ایک وہ بھی ہوگا۔ وہ کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار! میرے ہاں کیسے لڑکا ہوسکتا ہے حالانکہ مجھ کو کسی مرد نے چھوا تک نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''کذالك'' اسی طرح جو اللہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جب وہ کسی کام کا کرنا ٹھان لیتا ہے۔ تو بس اسے فرما دیتا ہے کہ ہو اور وہ ہو جاتا ہے۔''

پارہ۱۶ ع۵ ترجمہ: ''اے پیغمبر قرآن میں مریم کا مذکور بھی لوگوں سے بیان کرو کہ جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر پورب رخ ایک جگہ جا بیٹھیں اور لوگوں کی طرف سے پردہ کر لیا تو ہم نے اپنی روح (یعنی جبرائیل) کو ان کی طرف بھیجا تو وہ اچھے خاصے آدمی کی شکل بن کر ان کے رو برو آ کھڑے ہوئے۔ وہ (ان کو دیکھ کر) لگیں کہنے کہ اگر تم پرہیز گار ہو تو میں تم کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں (کہ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ) (جبرائیل بولے) کہ میں تو بس تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ تم کو ایک پاک طینت لڑکا دوں۔ وہ بولیں میرے ہاں کیسے لڑکا ہوسکتا ہے؟ حالانکہ (نہ تو نکاح کے طور پر) مجھ کو کسی مرد نے چھوا اور نہ کبھی میں بدکار رہی۔

''قال كذالك'' جبرائیل نے کہا جیسا میں کہتا ہوں ایسا ہی ہوگا۔ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تمہارے ہاں بے باپ کے لڑکا پیدا کرنا ہم پر آسان ہے اور (اس کے پیدا کرنے سے) غرض یہ ہے کہ لوگوں کے لئے ہم اس کو اپنی قدرت کی نشانی قرار دیں۔

بابو صاحب...... آپ نے سن لیا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بذریعہ اپنے محبوب فداہ ابی وامی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر اور رسول کی پیدائش کا معاملہ کس طرح بیان فرماتا ہے۔ اب اس لفظ ''کذالك'' کا بھی حال سن لیں۔ جو ان کی نسبت خدا نے بذریعہ اپنے فرشتہ کے فرمایا یعنی ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ مرزائیوں نے اس کو بے وقعت کرنے کی کوشش کی ہے۔

قرآن شریف میں یہ لفظ ایسے موقعوں پر تین جگہ آیا ہے۔ ایک جگہ پارہ ۲۶ کے رکوع ۱۹ میں جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دی اور ان کی بیوی نے یہ سن کر اپنا منہ پیٹنا شروع کیا کہ اول تو میں بڑھیا۔ دوسرے بانجھ تو فرشتوں نے کہا ''کذالك'' اور ایک جگہ ''کذالك'' (پارہ۱۶ ع۴) میں جہاں خداوند کریم نے حضرت زکریا کی دعا قبول کر کے فرمایا کہ ہم تم کو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام ہوگا یحییٰ اور اس سے پہلے ہم نے کوئی آدمی اس نام کا پیدا نہیں کیا۔ زکریا علیہ السلام نے بتقاضائے بشریت عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہوسکتا ہے؟ اور حال یہ ہے کہ میری بیوی تو بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی حد غایت کو

پہنچ گیا ہوں تو خدا نے فرمایا ’’کذالك‘‘ اور دو جگہ جیسا کہ میں نے بیان کیا۔ بی بی مریم کے لڑکا پیدا ہونے کے معاملہ میں۔ پس خدا کا یا خدا کی طرف سے فرشتوں کا کذالک کہنا ظاہر کر رہا ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ جس بات کو تم انہونی سمجھتے ہو۔ وہ خدا کے احاطہ قدرت سے باہر نہیں اور اس کے لئے انہونی نہیں اور بی بی مریم کے معاملہ میں چونکہ وہ خاوند نہیں رکھتی تھیں۔ یہ الفاظ زائد کئے کہ خدا جس کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو فرماتا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔

نووارد کا یہ بیان کرنا تھا کہ بابو صاحب نے اپنی پگڑی اتار کر نووارد کے قدموں پر رکھ دی اور عرض کی کہ خدا کے واسطے اس معاملہ کو بھی حل کر دیں جو (تقویۃ الایمان ص۱۵، خزائن ج۱۹ ص۱۷) میں مرزا قادیانی لکھتا ہے: ’’کہ آنحضرت نے شب معراج میں حضرت عیسیٰ کو مردوں کی ارواح میں دیکھا تھا۔‘‘

نووارد...... بابو صاحب میں آپ سے مرزے کی کون کون سی بات کی تردید بیان کروں گا۔ میں کوہاٹ میں اور آپ سیالکوٹ میں۔ میری مختصر عرض اس بارہ میں سن لیں کہ مرزے کا جو کوئی قول بھی کوئی پیش کرے اس کو گوز شتر سے زیادہ وقعت نہ دیں۔ سنئے! اس معراج کی بابت اس شخص کے کیا کیا مختلف بیان ہیں۔ یہاں تو اس نے معراج کو قبول کیا۔ اب دوسرے واقعہ پر کیا کہتا ہے؟

’’معراج کی حدیثوں میں سخت تعارض واقعہ ہے۔‘‘

(ازالہ حصہ دوم ص۹۳۲، خزائن ج۳ ص۶۱۲)

’’معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔‘‘ (ازالہ اوّل ص۴۸، خزائن ج۳ ص۱۲۶)

اب کشف کی تعریف سنئے! ’’کشف میں روحانی امور طرح طرح کے اجسام میں انہی آنکھوں سے دکھائی دیتے ہیں۔ ان روحوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ جو اس عالم سے گزر چکی ہیں۔ اپنے اصلی جسم میں اسی دنیا کے کپڑوں میں سے ایک پوشاک پہنے ہوئے نظر آتے ہیں۔‘‘ (آئینہ کمالات ص۱۴۹، خزائن ج۵ ص۱۴۹) بابو صاحب آپ کو خدا کی قسم ہے سچ کہئے گا۔ اب زندہ اور مردہ کی کوئی شناخت کشف میں باقی رہی؟

بابو صاحب...... مولوی صاحب شک نہیں کہ آپ نے دو اور دو چار کی طرح ثابت کر دیا کہ مرزے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے کرتے صاف کہہ دیا کہ وہ حرامی تھے۔ پس مرزا قادیانی قرآن کا منکر اور کافر ثابت ہوا۔ میں آج یہ دونوں کتابیں لے کر ان کے پاس جاؤں گا۔ دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں؟

نووارد...... اجی اس خیال خام کو دل سے نکالئے۔ وہ ہرگز آپ کی بات نہیں سنیں گے اور اگر آپ نے زبردستی ان کے کانوں میں ڈال دی تو کہیں گے ہوا کیا۔ ہوا کیا۔ یہ بات ہی کیا ہوئی۔ اس کا جواب ہم سے مانگتے ہو۔ ہم ابھی ایک کارڈ قادیاں لکھ دیتے ہیں اور چٹکی بجا کر کہیں گے کہ اتنی دیر میں ''الفضل'' میں اس کا جواب نکل آئے گا اور آپ کو اپنا سا منہ لے کر واپس آنا پڑے گا۔

قاضی صاحب...... یہ تو میرے خیال میں ڈوب کرنے کی بات ہے کہ جب میں سنی مذہب چھوڑ کر شیعہ ہوگیا اور مجھ سے کوئی اس مذہب کی خوبی پوچھے یا اس پر اعتراض کر کے جواب مانگے۔ تو میں اس کو یہ جواب دوں کہ اس کا جواب فلانی اخبار یا رسالہ میں نکل آئے گا۔ مولوی صاحب میری عقل حیران ہے کہ اگر یہ اعتراضات کا جواب نہیں دے سکتے تو اس مذہب کو کیوں اختیار کرتے ہیں؟

نووارد...... قاضی صاحب اس کا جواب آپ بابو صاحب سے طلب کریں۔ وہ مجھ سے بہتر بیان کرسکیں گے۔

بابو صاحب...... سر کھجاتے ہوئے۔ مرزائی ہوجانے کے اسباب بہت سے ہیں۔ مرزائی اخباروں کا پڑھنا اور اپنے مذہب سے ناواقفیت جو میرے مرزائی ہونے کا سبب بنے۔ بعض مفت کی روٹیاں کھانے کے لئے مرزائی بن گئے ہیں۔ بعض سرکاری ملازمت میں ترجیح پانے کے خیال سے۔ بعض درثمین کے اشعار سن سن کر کہ مرزا کیسا عاشق رسول اللہ ہے کہ آپ کے کوچہ میں سر کٹوانے پر ایسا اڑا ہوا ہے کہ کسی کے روکے نہیں رکتا۔ بعض جوشیلے مرزے کے منہ سے پادریوں کو گالیاں سن کر۔ بعض شادیوں کے رجسٹر کی وجہ سے۔ بعض طاعون کا خوف دلانے کی وجہ سے۔ بعض اندھا دھند حکیم نوردین کے مرزائی ہوجانے کی وجہ سے۔ بعض مرزے کے مستجاب الدعوات ہونے کے اشتہاروں کی وجہ سے۔ لیکن سب سے زیادہ میرے خیال میں وہ لوگ اس طرف آئے جنہوں نے اپنے مذہب سے لاعلمی کی حالت میں قادیانی اخبار پڑھے۔ یا جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر موجود ہونا ناممکن نظر آیا اور خدا کو انہوں نے قادر مطلق صرف زبان سے مانا۔

نووارد...... بابو صاحب میری عقل حیران ہے کہ سب سے باریک اور عقل میں نہ آنے والا مسئلہ تو خدا کا نیست سے ہست کرنے پر قادر ہونے کا ہے۔ جس کو کروڑوں انسان نہ مان کر مادہ کو بھی ازلی قرار دیتے ہیں۔ اس کو مرزے نے ایسا مانا ہے کہ اس کا ایک بھونڈا اور بھدا نمونہ بھی اپنے کرتے پر قائم کر کے دکھلایا ہے۔ اس مسئلہ کے بعد خدا کا اپنے آپ کو کسی انسان پر ظاہر کرنے کا مسئلہ ہے اور دنیا کے لوگوں کا ہزاروں مختلف اور متضاد خیال کے مذہبوں میں ہونا۔ بلکہ لامذہب

ہونا اس کی تصدیق کرتا ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا کہ:

حرم و دیر کے جھگڑے ترے چھپنے سے پڑے
تو اگر پردہ اٹھا دے تو تو ہی تو ہو جائے

اس کو بھی یہ شخص منواتا ہے اور کہتا ہے خدا کی کلام سے قریباً ہر روز میں مشرف ہوتا ہوں۔ بعض اوقات تمام تمام دن یا تمام تمام رات خدا مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ کبھی اپنے روشن چہرے سے کسی قدر پردہ اٹھا کر مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ کی دو چادروں کی بابت تو یہ شخص ہنسی اڑا کر کہتا ہے کہ کسی مسلمان یا عیسائی نے ہمیں پتہ نہیں دیا کہ یہ چادریں ریشمی ہوں گی یا سوتی۔ مگر خود اس نے بھی ہمیں پتہ نہیں دیا کہ خدا کے چہرے پر جو پردہ پڑا رہتا ہے۔ وہ ٹاٹ کا ہے یا پٹاپٹی کا۔ لیکن جو بات کہ مرزے کے ذہن اور عقل میں نہیں آتی۔ وہ خدا کا ایک کلمۃ اللہ کا آسمان پر اٹھا لینا ہے اور بس۔ کبھی ان کے لئے چار پائی اور بستر نہ ہونے کا غم اسے کھاتا ہے۔ کبھی ان کے بالوں اور ناخنوں کے بڑھ جانے کا رنج اسے نڈھال کئے دیتا ہے۔ کبھی باورچی خانہ اور پاخانہ آسمان پر نہ ہونے کا رنج اسے ہلاک کئے دیتا ہے۔ کبھی زمین کی حرکت سے زمین کے لوگوں کو ہر وقت گرتے پڑتے دیکھ کر آسمان کی گردش سے ان کا نیچے اوپر ہو جانے کا خیال اسے پنپنے نہیں دیتا۔ کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر ہونے سے آنحضرتﷺ کی ہتک کا درد اس کی روح کو گھٹاتا ہے۔

یہ خیال نہیں کرتا کہ گول چیزوں کا اوپر اور نیچے کیا۔ کیا کل آپ امریکہ کے وحشیوں کے پیروں کے نیچے نہیں گزرے اور مرزا قادیانی پادری ڈوئی کے پیروں کے نیچے زندگی نہیں بسر کرتا رہا۔ یہ خدا نے کتنا بڑا غضب کیا کہ اولیاء اور اقطاب و ابدال امریکہ کے وحشیوں کے پیروں کے نیچے پیدا کئے۔ زندہ رکھے اور مرنے کے بعد مدفون ہونے دیئے۔ کیا امریکہ والوں کا آسمان ہمارے پیروں کے نیچے نہیں اور کیا ہمارا آسمان امریکہ والوں کے پیروں کے نیچے نہیں؟

بابو صاحب قرآن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا بیان کرتا ہے اور مرزا آیت ''رفع اللہ الیہ'' کے معنے کرتا ہے کہ خدا نے اس کو عزت دے دی۔ ہمیں بتلایا جائے کہ ان کی عزت کے نقشے کا کون سا خانہ خالی تھا جو پر کر دیا گیا؟ کون سی عزت ان کو پہلے حاصل نہ تھی جو دی گئی۔ کیا نبوت چھین کر۔ زخمی پیروں سے شام سے کشمیر تک کا سفر کرانا اور ۸۶ سال گمنامی اور جلاوطنی میں گزار کر کسی یوز آسف کی قبر میں مدفون کرانا ان کی عزت بڑھا گیا اور اس میں چار چاند لگا دیا۔ انیس سو سال کے بعد حکیم نوردین نے قبر کا پتہ لگایا۔ تب بھی کسی عیسائی نے اس پر ایک صلیب نصب نہ کی۔ نہ آنحضرتﷺ کی حدیث کے مطابق کسی عیسائی نے اس کو سجدہ گاہ بنایا۔

قاضی صاحب...... بات کہیں کی کہیں پہنچ گئی اور آپ اصل مضمون سے بہت دور چلے گئے۔ ذکر تو مرزے کے فریبوں کا تھا۔

نووارد...... قاضی صاحب میں اس کے فریب کہاں تک بیان کروں۔ اس کے تو بال بال میں فریب تھا۔ مچھلی پکڑنے کے لئے کنڈی پر جو خون یا گوشت یا آٹا یا کیچوا لگایا جاتا ہے۔ اس کو آپ کو معلوم ہے کہ انگریزی میں بیٹ کہتے ہیں۔ مرزے نے جن لوگوں کو بیٹ سے اپنی کنڈی میں پھنسایا وہ یہ تھی کہ ''میرے وقت میں تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں گی اور ایک ہی مذہب اسلام ہو جائے گا۔'' (چشمہ معرفت ص۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۱) مسلمانوں نے اسی خوشی میں آکر آپ کی طرف دوڑنا اور آپ سے سر منڈانا شروع کر دیا۔ آپ ان کی دولت سے اپنا گھر بھر کر اور خوب عیش وعشرت کر کے ان جہاں سے چل دیئے۔ آپ کی بلا سے ہندو اور عیسائی مسلمان ہو جائیں۔ یا مسلمان ہندو اور عیسائی بن جائیں۔ قاضی صاحب آپ نے مداری کا تماشہ تو بہت دفعہ دیکھا ہوگا۔

قاضی صاحب...... جی ہاں بہت دفعہ۔

نووارد...... کبھی اس کی چالاکیوں پر آپ نے غور کیا؟

قاضی صاحب...... کیا تو ہے۔ مگر میں کبھی ان کی تہہ کو نہیں پہنچا۔

نووارد...... اچھا تو مجھ سے سنئے! اور مقابلہ کیجئے۔ جب وہ کسی چورستے یا میدان میں اپنا تماشہ کر کے لوگوں سے کچھ وصول کرنا چاہتا ہے۔ تو پہلے ڈگڈگی بجاتا ہے۔ یعنی ''آؤ لوگو یہیں نور خدا پاؤ گے۔'' کے اشتہار تقسیم کرتا ہے۔ جب لوگ آنے لگ جاتے ہیں۔ تو ان کو تماشے کے شروع کرنے تک خوش رکھنے کے لئے بنسی بجانی شروع کر دیتا ہے ''میں آنحضرتﷺ کا بول بالا کرنے اور اسلام کی شوکت ظاہر کرنے آیا ہوں۔'' پھر ایک کپڑے کا بت سا بنا ہوا تھیلے میں سے نکال کر میدان میں پھینک دیتا ہے اور اس سے غرض اس کی یہ ہوتی ہے کہ اگر کوئی اور کرتب میرا پسند نہ آئے تو تماشائی چلے نہ جائیں۔ بلکہ اس انتظار میں کھڑے رہیں کہ دیکھیں اس گڈے سے یہ کیا بناتا ہے؟ اس سے جو کچھ بھی اس نے بنایا وہ واقعی قابل تعریف کرتب ہوگا۔ ''وہ گڈا یہی تھا کہ میرے زمانہ میں کل مسلمان ہو جائیں گے۔'' اور جس طرح مداری صاحب چند معمولی کرتب دکھا کر پیسے طلب کر کے اس گڈے کو اسی طرح واپس تھیلے میں ڈال کر چل دیتے ہیں۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی اپنے مریدوں کو کل دنیا کے لوگوں کو مسلمان ہوتے دیکھنے کے انتظار میں چھوڑ کر اس جہان سے تشریف لے گئے۔ اب کرلو ان کا جو کرنا ہے۔ کیا کر سکتے ہو؟ بڑے بڑے بینک بیٹھ گئے اور ان کے دیوالئے نکل گئے۔ مگر مرزا قادیانی کے بینک کو روز افزوں ترقی ہے۔

قاضی صاحب قرآن شریف[1] میں اللہ تعالیٰ نے بعض اوقات کسی کے تذکرہ میں جو کچھ اس نے بیان کیا ہوتا ہے۔ اسی طرح بیان کر دیتا ہے۔ مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں بیان کرتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیانہ بنیامین کی بوری میں رکھوادیا۔ پھر ان کے ایماء سے ایک پکارنے والے نے پکارا کہ قافلے والو تم ہی چور ہو۔ انہوں نے دریافت کیا کیا گم ہو گیا؟ تو اس کے جواب میں اس نے کہا کہ شاہی پیانہ نہیں ملتا۔

اسی طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے قصہ میں ہے کہ ان لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ ہمارے بتوں کو کس نے توڑا؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ بڑے بت نے چھوٹے بتوں کو توڑا۔ لیکن مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں جب جھوٹی نکلیں۔ تو آپ نے (پارہ۲۴ رکوع۹) میں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا لوگ ارادہ کرنے لگے تو ایک مرد مومن نے جو اپنے ایمان کو مخفی رکھے ہوئے تھا۔ کہا کہ اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کا عذاب خود اٹھائے گا اور اگر سچا ہے تو جن جن عذابوں کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے۔ ان میں سے کوئی نہ کوئی تو تم پر ضرور آنازل ہوگا، کے حوالے سے مسلمانوں سے یوں فرمانا شروع کیا ”چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا ہے: ”ان یك صادقا“ (نشان آسمانی ص۳۱، خزائن ج۴ ص۳۹۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”وان یك کاذبا“ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۵۶، خزائن ج۲۲ ص۱۶۰) جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ فرماتا ہے: ”وان یك کاذبا“ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۰، خزائن ج۲۲ ص۵۶۷)

اب دیکھو خدا تعالیٰ نے بعض کا لفظ اس جگہ استعمال کیا نہ کل کا (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۱، خزائن ج۲۲ ص۵۶۷) پس نص قرآنی سے ثابت ہے کہ عذاب کی پیشین گوئی کا پورا ہونا ضروری نہیں۔ (ص۱۳۱ تتمہ حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۵۶۸) قاضی جی یہ کتنی بڑی خود غرضی ہے کہ ایک امتی کے قول کو خدا کا قول کہا جاتا ہے۔ وہ غریب اس سے بڑھ کر کیا کہہ سکتا تھا؟

مخفی ایمان لائے ہوئے بھی شاید اس کو جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہوں گے۔ وہ نہ پیغمبر تھا نہ ملہم تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کی جان بچانے کے لئے جو کچھ اس نے اپنی عقل و سمجھ کے موافق کہا وہ اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا۔ خدا نے نہ اس کے لفظ لفظ کی تصدیق کی نہ تکذیب۔ اگر مرزا یوں لکھتا کہ قرآن میں آیا ہے تو بھی دھوکے کی حد تک تھا۔ مگر اس کا یہ کہنا کہ ”جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ فرماتا ہے“، دھوکے سے کچھ بڑھ کر ہے۔

[1] پ۱۶ ع۳ میں ہے کہ ذوالقرنین نے سورج کو کالے کیچڑ کے کنڈ میں ڈوبتے دیکھا

قاضی صاحب مرزا کہتا ہے کہ میں اس وجہ سے بھی مسیح موعود ہوں کہ میرا حلیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملتا ہیں۔ یعنی رنگ گندمی اور بال لمبے ہیں۔ قاضی جی آپ تو علاقہ خٹک میں پھر آئے ہیں۔ پھر اگر ڈپٹی کمشنر صاحب کوہاٹ۔ خان صاحب خٹک کو لکھے کہ آپ کے علاقہ میں ایک گندمی رنگ، لمبے بالوں والا آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حلیہ کا ہے۔ اس کو ہمارے پاس بھیج دو۔ تو سچ بتانا خان صاحب کو کتنے مسیح موعود بھیجنے پڑیں گے؟ پچیس تیس ہزار یا کم وبیش۔

قاضی صاحب...... نہیں آپ غلط کہتے ہیں۔ میری موجودگی میں ایک ایسا حکم آیا تھا۔ تو خان صاحب نے اس پر لکھ دیا تھا کہ میرے علاقہ میں اس حلیہ کا کوئی شخص نہیں۔ تحقیقات ودریافت خفیہ وعلانیہ سے پایا گیا کہ ملک پنجاب میں ایک شخص اس حلیہ کا ضرور ہے۔

نووارد...... گاموں بس بس۔

بیوی...... گاموں اٹھ جا کے چاء لے آ۔ قاضی صاحب نے کتاب ضرورۃ الامام اٹھا کر اس کی ورق گردانی شروع کردی۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب یہ ہے مولوی عبدالکریم صاحب کا خط ایک دوست کے نام۔

نووارد...... جی ہاں یہی ہے۔ (ص۳۲، خزائن ج۱۳ ص۵۰۳)

قاضی صاحب...... اجی لاحول ولاقوۃ اس خط کے آخر کو مرزے نے مولوی لکھا ہے۔ العظمت للہ۔ اس کی تو کوئی سطر غلطی سے خالی نہیں۔

بیوی...... قاضی صاحب اسے چھوڑیئے اب چاء پیجئے۔ گاموں جانو کو کہہ کچھ تھوڑا سا مربہ نکال دے۔

بابو صاحب...... (چاء پیالیوں میں ڈالتے ہوئے) کیوں قاضی صاحب مولوی عبدالکریم کا خط آپ کو پسند نہ آیا؟

قاضی صاحب...... اجی لاحول ولاقوۃ سنا کرتے تھے کہ فلانے نے ایسی عبارت کہی کہ موتی پرو دیئے۔ مگر اغلاط پروئی ہوئی آج ہی دیکھیں۔

نووارد...... قاضی صاحب یدکی اغلاط دیکھ کر ہی گھبرا گئے۔

قاضی صاحب...... کیا پیر کی عبارت میں بھی اسی قسم کے موتی پروئے ہوئے تھے؟

نووارد...... اس میں شک ہی کیا ہے؟

بابو صاحب...... مولوی صاحب یہ آپ تعصب سے کہہ رہے ہیں۔ مرزے کی علمی لیاقت کے سب قائل ہیں۔

نووارد...... بابو صاحب بے ادبی معاف! آپ جیسے ٹل کے ایک اسٹیشن ماسٹر صاحب جو مرزائی تھے۔ درثمین میں دس شرائط بیعت پڑھ رہے تھے تو انہوں نے بنی نوع کو نبی نوح پڑھا۔ ایک اور صاحب نے جو ایک باتری میں ہیڈ کلارک تھے اور ہیں۔ مجھے ایک خط لکھا اس میں یہ شعر لکھا: خشت اوّل چوں نہد معمار کج ......الخ۔ ایسے مریدوں کے لئے تو مرزا واقعی علامہ دہر تھا۔

قاضی صاحب...... بابو صاحب یہ تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے مولوی صاحب کوئی دعوے بے دلیل نہیں کیا کرتے۔

بابو صاحب...... قاضی صاحب اگر آپ سا عالم فاضل یہ دعوے کرے تو لوگ مان لیں۔ لیکن ہمارے مولوی صاحب تو نام کے مولوی ہیں۔ ہمیشہ دفتر انگریزی میں کلرکی کرتے رہے۔

قاضی صاحب...... ہاں! مگر ایسے شخص کا مرزے کی تحریرات میں غلطیاں پکڑنا مرزے کے لئے زیادہ ہی خفت کا باعث ہوگا۔

بابو صاحب...... کیوں مولوی صاحب بس اور قاضی صاحب آپ بھی بس۔ اچھا گاموں اٹھا۔ چاء کے برتن اٹھائے جانے کے بعد۔

بابو صاحب...... اچھا مولوی صاحب اب ہمارا انتظار رفع کرائیں۔

نووارد...... بابو صاحب مرزے کا اردو نہ جاننا کچھ جرم تو نہیں۔ لیکن چونکہ اس میں بھی اس کا ایک جھوٹ ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے میں اس میں اردو کی اغلاط بیان کرتا ہوں۔

اس شخص نے (نزول المسیح ص۵۶، خزائن ج۱۸ ص۴۳۴) پر لکھا: ''کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں۔ تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔'' اور اندر سے تعلیم دینے والے کی بابت (ص۹۳ آئینہ کمالات، خزائن ج۵ ص۹۳) پر لکھتا ہے: ''اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلافصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی ہے۔'' اب مرزے کے روح القدس کی اردو سن لیں۔

سب سے اوّل یہ کہ مرزا نے ہمیشہ کہ بیانیہ کی جگہ ''جو'' جو اردو میں حرف صلہ ہے۔ استعمال اغلاط کیا ہے۔ ''مثلاً یہ عقیدہ رکھتے جو خدا تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں۔'' (چشمہ مسیحی ص۲۸، خزائن ج۲۰ ص۲۲) اس غلطی سے اس کی تمام کتابیں بھری پڑی ہیں۔

دوسری عام غلطی اس کی یہ ہے کہ ''تا کہ'' کی جگہ ''کہ تا'' یا صرف ''تا'' دیکھو:

(سرمہ چشم آریہ ص۱۶۶، خزائن ج۲ ص۲۱۴، آسمانی فیصلہ ص۱۴، خزائن ج۴ ص۳۳۴)

دیگر اغلاط کے کچھ نمونے سنئے:

۱...... ’’اپنی قوم کے لئے وہیں غاریں کھودار ہے ہیں۔‘‘(نشان آسمانی ص۵،خزائن ج۴ ص۳۶۶)غار چاہئے۔

۲...... ’’گیارہ کی جگہ گیاراں۔‘‘

(نشان آسمانی ص۴،خزائن ج۴ص۳۶۴،تتمہ حقیقت الوحی ص۱۵۱،خزائن ج۲۲ص۵۸۹)

۳...... ’’بھیڑ کی جگہ بھیڈ۔‘‘ (آئینہ کمالات ص۳۳،طبع ماہ فروری۱۸۹۳ء)

۴...... ’’ایسا غبار کی جگہ ایسی غبار۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۴۷،خزائن ج۲۲ص۵۰)

۵...... ’’ایسے خواب کی جگہ ایسی خوابیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۴۷،خزائن ج۲۲ص۵۰)

۶...... ’’بارہ کی جگہ باراں۔‘‘ (ست بچن ص۱۵۶لف،۱۶۶،خزائن ج۱۰ص۲۹۰،۱۷۷)

۷...... ’’متلاشی بجائے تلاش کنندہ۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص۲۰،خزائن ج۲ص۲۸۹)

۸...... ’’یدطوبیٰ بجائے یدطولیٰ۔‘‘ (نشان آسمانی ص۴۴،خزائن ج۴ص۴۰۸)

۹...... ’’اوّل الدن بجائے اول القدح کے۔‘‘(درثمین اوّل ص۳۶)الدن دردی آدردی۔

۱۰...... ’’شیشہ کی جگہ آئینہ۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص۱۵۱،خزائن ج۲ص۱۹۹)

تصویر کو آئینہ میں رکھنے سے۔

۱۱...... ’’نہ کرو کی جگہ مت کرو۔‘‘ (کشتی نوح ص۲۲،خزائن ج۱۹ص۲۴)

تمہیں چاہئے کہ’’اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو۔‘‘

۱۲...... ’’مسیح کی پیشین گوئیوں کا سب سے عجیب تر حال یہ ہے۔‘‘

(ازالہ حصہ دوم ص۶۹۰،خزائن ج۳ص۴۷۲)

۱۳...... ترقیات کرسکیں۔(ازالہ حصہ اوّل ص۱۲۷،خزائن ج۳ص۱۶۷)ترقی چاہئے۔

۱۴...... اپنے اندر کو ٹٹولو۔قادیانی اردو (ازالہ حصہ اوّل ص۳،خزائن ج۳ص۱۰۵)

۱۵...... ’’جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔‘‘(حقیقت الوحی ص۲۰۶،خزائن ج۲۲ص۲۱۵)

ایک پنجابی ہے۔

۱۶...... ’’گائیاں بجائے گائیں۔‘‘

(ازالہ اوّل ص۶۱ حاشیہ،خزائن ج۳ص۱۳۳،حقیقت الوحی ص۳۰۹،خزائن ج۲۲ص۳۲۲)

آنحضرتﷺ نے گائیاں ذبح ہوتی دیکھیں۔

۱۷...... ’’جو مرہم حضرت عیسیٰ کے لئے بنائی گئی تھی۔‘‘ بنایا گیا تھا چاہئے۔

۱۸...... ’’آپ دعا کرو۔‘‘(حقیقت الوحی ص۲۳۹،خزائن ج۲۲ص۲۵۱)آپ دعا کریں چاہئے۔

۱۹...... ’’درد گردہ شروع ہوگئی ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۴۵، خزائن ج۲۲ص۳۵۸) درد کی جگہ پیڑ چاہئے۔ ورنہ ہوگیا ہے چاہئے۔

۲۰...... ’’ابھی ان کی انتظار ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۶۴، خزائن ج۲۲ص ۳۷۸) ان کا انتظار چاہئے۔

۲۱...... ’’لکھنے سے مجبور ہوگیا ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۸۶، خزائن ج۲۲ص۴۰۰) لکھنے سے معذور ہوگیا ہوں چاہئے یا لکھنے پر مجبور ہوگیا ہوں۔

۲۲...... عیسائی لوگ (حاشیہ ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ص۴۰۵) لوگ نہیں چاہئے۔

۲۳...... ’’تنکے کا پہاڑ۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۰ حاشیہ، خزائن ج۲۲ص۴۰۵) رائی کا پہاڑ چاہئے۔ یا لکھ دا پہاڑ۔

۲۴...... ’’ان کے مقابل پر۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۵۱، خزائن ج۲۲ص۴۸۵) مقابل کے بعد پر نہیں آتا۔ مقابلہ کے بعد آتا ہے۔

۲۵...... ’’جیسے کسی دریا کا پل ٹوٹ کر اردگرد کی بستیوں کو تباہ کردیتا ہے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۲۹، خزائن ج۲۲ص۵۶۷، آسمانی فیصلہ ص۱۶، خزائن ج۴ص۳۲۶)

۲۶...... ’’کیا اس پر مشکل تھا کہ اس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی اور وقت پر ٹال دے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۳، خزائن ج۲۲ص۵۷۱) منسوخ کے بعد کردے، چاہئے۔

۲۷...... ’’کیا انسان کی طاقت ہے کہ قبل از وقت ایسی پیشین گوئیاں کرسکے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۶۹، خزائن ج۲۲ص۶۰۹) پیشین گوئی کے واسطے قبل از وقت لانا روح القدس کے سوا معمولی آدمی کا کام نہیں۔

۲۸...... ’’یا حدیثوں میں بعض انسانی الفاظ مل گئے ہوں۔‘‘ (کشتی نوح ص۶۰، خزائن ج۱۹ ص۶۵) کیا حدیثیں انسانی الفاظ نہیں؟

۲۹...... ’’اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلاں بن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہیں۔‘‘ (کشتی نوح ص۶۲، خزائن ج۱۹ص۶۷) قاضی صاحب قبلہ کیا اس عبارت میں بھی موتیوں کی جگہ اغلاط نہیں پروئی لیکن اول فلاں کے واسطے اس اسم اشارہ تعین کردینے والا۔ پھر ایک بن میں ایک ہزار شیر اور پھر شیر بھی کیسے معمولی دال چپاتی کھانے والے نہیں خون کھانے والے۔ توبہ توبہ ایسے شیروں سے خدا پناہ میں رکھے۔

قاضی صاحب...... ماتھے پر ہاتھ رکھ کر۔ مولوی صاحب آپ لگے رہئے۔ لطف آج ہی آیا ہے اور میری حیرت کا کچھ ٹھکانہ نہیں رہا۔ روح القدس اور یہ کلام!

۳۰...... ’’ذرہ سوچو سکھو یہ کیا چیز ہے۔ یہ مردے تن کا تعویز ہے۔‘‘(ست بچن ص۴۱، خزائن ج۱۰ ص۱۶۱) اکفا یکے از عیوب کافیہ۔ غیاث اللغات۔

۳۱...... ’’کہو کس سبب تیرا دل تنگ ہے۔‘‘(ست بچن ص۴۳، خزائن ج۱۰ ص۱۶۳) کہو جمع کا صیغہ ہے۔ اس کے واسطے تیرا نہیں آ سکتا۔ تمہارا چاہئے۔ دھوبیوں کی زبان۔

۳۲...... کہ غیروں کے خوفوں سے دل چور تھا۔(ست بچن ص۴۴، خزائن ج۱۰ ص۱۶۴) قاضی صاحب آپ بھی ان خوفوں سے کوفیں کھاتے ہیں یا نہیں؟

۳۳...... یہ نانک نے چولہ بنایا شعار(ست بچن ص۴۶، خزائن ج۱۰ ص۱۶۶) چولہ وثار ہوتا ہے نہ کہ شعار۔

۳۴...... ’’خدا سے تجھے کیوں نہیں ہے خطر۔‘‘(ست بچن ص۴۶، خزائن ج۱۰ ص۱۷۰) خطر چوروں سے ہوتا ہے یا درندہ گزند جانوروں سے ہوتا ہے۔ خدا سے خطر نہیں ہوتا۔ خوف ہوتا ہے۔

۳۵...... ’’میں نے اس ثبوت میں بہت غور کی۔‘‘(ست بچن ص۵۷، خزائن ج۱۰ ص۱۸۱) غور کیا چاہئے۔

۳۶...... ’’مگر ہم اگرچہ دونوں آنکھیں بھی بند کرلیں۔‘‘(ست بچن ص۱۵۸، خزائن ج۱۰ ص۱۸۲) اگر چاہئے یا گو چاہئے۔ اگرچہ بالکل غلط ہے۔

۳۷...... ’’اپنے خونوں کو بہادیا۔‘‘(فتح اسلام ص۳۷، خزائن ج۳ ص۲۲) اپنے خون بہادیئے چاہئے۔

۳۸...... ’’بہتوں کو جو اس کے نیک بندے ہیں۔‘‘(ست بچن ص۱۳۵، خزائن ج۱۰ ص۲۵۹) بہت لوگوں کو جو نیک ہیں چاہئے۔

بابو صاحب...... مولوی صاحب جہاں مرزے نے عیسائی لوگ کہا۔ تو وہاں لوگ کہنا غلط قرار دیا اور یہاں جو اس نے بہتوں کو کہا تو آپ نے کہا کہ بہت لوگ کہنا چاہئے۔ آپ اس کی ہر طرح غلطی پکڑتے ہیں۔

قاضی صاحب...... بابو صاحب مولوی صاحب راستی پر ہیں۔ اس کی وجہ آپ مجھ سے سنئے۔ گائے، بیل، گدھے، گھوڑے نہیں ہوتے اور بہتوں کے لئے ضروری ہے کہ بیان کیا جائے کہ بہت کون؟ اگر آپ کہیں کہ بہتوں نے تکلیف اٹھائی تو سننے والے کو پوری طرح سمجھ نہیں آوے گا کہ کس نے اور کلام ایسا ہونا چاہئے کہ سننے والا اس سے پورے طور ممتع ہو۔

۳۹...... ’’ظاہر ہے کہ اگر باوا صاحب کی عادت نماز پڑھنا نہ ہوتا۔‘‘(ست بچن ص۱۳۸، خزائن ج۱۰ ص۲۶۳) نہ ہوتی چاہئے۔ عادت مونث ہے۔

۴۰...... ’’چنانچہ پانچ انگل کا نشان اب تک موجود ہے۔‘‘ (ست بچن ص۱۳۹، خزائن ج۱۰ ص۲۶۳) پانچ انگلیوں کا چاہئے۔ انگل کا لفظ پیمائش کے معنے دیتا ہے۔

۴۱...... ’’مگر ہمیں سمجھ نہیں آ تا۔‘‘ (ست بچن ص۱۴۲، خزائن ج۱۰ ص۲۶۶) ہماری سمجھ میں نہیں آ تا چاہئے۔

۴۲...... ’’یہ بات بھی مجھے بیان کرنا ضروری ہے۔‘‘ کہ (ست بچن ص۱۵۰، خزائن ج۱۰ ص۲۷۴) بیان کرنی ضروری ہے چاہئے۔

۴۳...... ’’اور پھر تبت کا بھی سیر کیا۔‘‘ (ست بچن ص۵، خزائن ج۱۰ ص۳۰۵) تبت کی بھی سیر کی چاہئے۔

۴۴...... ’’سو وہ بلغم کبوتر کی شکل پر نظر آ گئی۔‘‘ (ست بچن ص۱۷۱، خزائن ج۱۰ ص۲۹۵) نظر آ گیا چاہئے۔

۴۵...... ’’آ نحضرت کو معراج کی رات میں کسی نے نہ چڑھتا دیکھا نہ اترتا۔‘‘ (اربعین نمبر۲ ص۲۳ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۳۷۰) نہ چڑھتے دیکھا نہ اترتے چاہئے۔

۴۶...... ’’مگر میں[1] اس بہتان کے سننے سے خاموش رہا۔‘‘ (کشف الغطاء ص۲۰، خزائن ج۱۴ ص۲۰۳)

قاضی صاحب...... واہ واہ اس میں تو روح القدس صاحب نے کمال ہی کر دکھایا۔

نو وارد...... مگر قاضی صاحب میں اس کو غلطیوں کا نمبر نہیں دیتا۔ کیونکہ اس میں ہاتھ ڈالنے کی جگہ نہیں۔

۴۶...... ’’آپ کے مذہب کا عدل تو مجھے سمجھ نہیں آ تا۔‘‘ (جنگ مقدس ص۶۰، خزائن ج۶ ص۱۴۷) میری سمجھ میں نہیں آ تا چاہئے۔

۴۷...... ’’برائے مہربانی۔‘‘ (جنگ مقدس ص۷۶، خزائن ج۶ ص۱۶۶) براہ مہربانی چاہئے۔

۴۸...... ’’توریت کے کسی مقامات میں۔‘‘ (جنگ مقدس ص۱۱۹، خزائن ج۶ ص۲۱۳) کسی مقام میں چاہئے۔ کسی واحد ہے۔

۴۹...... ’’تجاہل عارفانہ۔‘‘ (جنگ مقدس ص۱۵۴، خزائن ج۶ ص۲۵۱) عارفانہ نہیں چاہئے۔ تجاہل کے ہی معنی ہیں۔ جان بوجھ کر جاہل بننا۔

[1] (انجام آتھم ص۲۳۵، خزائن ج۱۱ ص۲۳۵) پر یہ شخص لکھتا ہے: ’’مراد ربیان شیریں تراز آب شیریں کر دوچنانکه از هادیان مهدیان صاحب همچناں مرا فصح المتکلمین کرد‘‘

۵۰...... ’’اس آیت کے یہ معنے تھے۔ جن کو الٹا کر کے۔‘‘ (چشمہ مسیحی ص۴۷، خزائن ج۲۰ ص۳۸۸) الٹ کرنا چاہئے۔

۵۱...... ’’اپنے اندرون کا نہایت ہی برا نمونہ دکھایا۔‘‘ (آسمانی فیصلہ ص۲، خزائن ج۴ ص۳۱۲) یہ سرے سے اردو ہی نہیں۔

۵۲...... ’’کچھ بھی التفات نہ کی۔‘‘ (آسمانی فیصلہ ص۲، خزائن ج۴ ص۳۱۲) التفات نہ کیا چاہئے۔

۵۳...... ’’ایک ذرا تقویٰ ہوتی۔‘‘ (آسمانی فیصلہ ص۴، خزائن ج۴ ص۳۱۴) تقویٰ ہوتا چاہئے۔

۵۴...... ’’اور دونوں کتاب کا موازنہ ہوکر۔‘‘ (نور القرآن ص۲، خزائن ج۹ ص۳۳۳) کتابوں کا چاہئے۔

۵۵...... ’’ایک خوردتر بیج کی طرح۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص۱۹، خزائن ج۲ ص۶۷) تر نہیں چاہئے۔

۵۶...... ’’مثلاً نباتات میں سے آک کے درخت کو دیکھو کیسا تلخ اور زہرناک ہوتی ہے۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص۵۰، خزائن ج۲ ص۹۸) اس میں تو اردو کے سر پر مرزے نے لٹھ مار دیا۔

۵۷...... ’’اس کے بعد تین معتبر اور ثقہ اور معزز آدمی نے میرے پاس بیان کیا۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص۵۱، خزائن ج۲ ص۹۹) آدمیوں نے چاہئے۔

۵۸...... ’’میرے خیال میں فلسفیوں سے بڑھکر اور کسی قوم کی دلی حالت خراب ہوگی۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص۴۲، خزائن ج۲ ص۱۰۳) اس طرح چاہئے میرے خیال میں کسی قوم کی دلی حالت فلسفیوں سے بڑھ کر خراب نہ ہوگی۔

۵۹...... ’’پھر روح کسی نہ کسی دن مکتی پاکر ختم ہو جائیں گے۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص۷۱، خزائن ج۲ ص۱۱۹) روح واحد مونث کو مرزے نے جمع مذکر کا صیغہ سمجھا ہے۔

۶۰...... ’’اس کے اندر[۱] میں ہی سے کچھ تغیر پیدا ہوکر۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص۸۷، خزائن ج۲ ص۱۳۵) سبحان اللہ وبحمدہ لدھیانہ والے بیچ میں بولا کرتے تھے۔

۶۱...... ’’تو یہ سارا رسالہ ایک بڑی کتاب ہو جائے گی۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص۱۳۶، خزائن ج۲ ص۱۸۴) ہو جائے گا چاہئے۔

۱ (نزول مسیح ص۲۴، خزائن ج۱۸ ص۴۰۲) پر یہ شخص لکھتا ہے: ’’میں خدا کی روح سے بولتا ہوں اور ص۷۶ ادعوۃ اسلام پر لکھتا ہے کہ بدانید کہ فضل خدا با من است وروح خدا ورمن سخنہا میکند، خداوندا کیا پھر بھی تو اس شان کا بندہ دنیا میں پیدا کر سکے گا؟ کیسے خوش قسمت تھے وہ لوگ جو اس کی صحبت میں رہے۔

۶۲ ...... ’’اور کوئی اس کی ہڈیاں اور چمڑے کے فکر میں رہتا ہے۔‘‘(سرمہ چشم آریہ ص۱۴۰، خزائن ج۲ص۱۸۸) ہڈیوں چاہئے۔

۶۳ ...... ’’اور کوئی گائے کے بچوں پر جواء رکھ کر دن رات ان کی جان کو مارتا ہے۔‘‘(سرمہ چشم ص۱۰۹، خزائن ج۲ص۲۰۷) کونہیں چاہئے۔

۶۴ ...... ’’جو ذات کل فیضوں کا مبدا ہونا چاہئے۔‘‘ ہونی چاہئے چاہئے۔ ذات مونث ہے۔

۶۵ ...... ’’اونٹ تو نگلا گیا باقی دم رہ گئی۔‘‘ (ص۱۵۸، خزائن ج۲ص۲۰۷) چھاننے کے واسطے اونٹ اور مچھر آتا ہے اور نگلنے کے واسطے ہاتھی اور دم۔

۶۶ ...... ’’جاگو جاگو آریو نیند نہ کرو پیار۔‘‘(ص۱۹۳، خزائن ج۲ص۳۱۱) یہ اردو نہیں۔ یا نیند کو چاہئے۔ یا پیار کی جگہ پیاری۔

۶۷ ...... ’’سب پرہیزیں توڑ دیتا ہے۔‘‘(سرمہ چشم ص۱۹۹، خزائن ج۲ص۳۱۶) پرہیز چاہئے۔

۶۸ ...... ’’اور بہتیری مصیبتوں کے بیچ میں آکر۔‘‘(پیغام صلح ص۱۹، خزائن ج۲۳ص۴۴۴) بیچ کے ساتھ بھتیر اور درمیان بھی ہوتا تو لطف دوبالا ہو جاتا۔

۶۹ ...... ’’باوا صاحب کا وجود ہندوؤں کے لئے ایک رحمت تھی۔‘‘(پیغام صلح ص۱۲، خزائن ج۲۳ ص۴۴۶) تھا چاہئے۔ وجود مذکر ہے۔

۷۰ ...... ’’ایک ایسی زہر ہے۔‘‘(پیغام صلح ص۲۲، خزائن ج۲۳ص۴۵۲) ایسا زہر چاہئے۔

۷۱ ...... ’’آپ کی زبان بدزبانی سے رکتی نہیں۔‘‘ (استفتاء ص۸، خزائن ج۱۲ص۱۱۶) آپ بدزبانی سے رکتے نہیں یا آپ کی زبان بدکلامی سے رکتی نہیں چاہئے۔ یا افصح المتکلمین چاہئے۔

۷۲ ...... ’’اس پر بھی ہماری طرف سے بڑی توقف ہوئی۔‘‘ (استفتاء ص۱۰، خزائن ج۱۲ص۱۱۸) توقف ہونا چاہئے۔

۷۳ ...... ’’اس میں شک نہیں کہ یہ زمانہ جو جوانی کا زمانہ ہے۔ ایک ایسا کارآمد زمانہ ہے۔‘‘ (ص۴ تقریریں) فصاحت بلاغت کا خاتمہ۔

۷۴ ...... ’’اکثر لوگ بظاہر متقی اور زاہد ہوتے ہیں۔ لیکن جب تک خدا کا فضل ورحم بھی شامل حال نہ ہو۔ تب تک وہ زہد اس کے کام نہیں آسکتا۔‘‘(ص۵ تقریریں) ان کے چاہئے۔

۷۵ ...... ’’پھر تو رات دن اس کی عیب چینی میں گزرتی ہے۔‘‘(ص۷ا تقریریں) عیب جوئی اور نکتہ چینی تو سنتے آئے۔ عیب چینی کبھی نہیں سنا تھا۔

۷۶ ...... ’’راتوں کو اور دنوں کو خوب سوچ کر دیکھو۔‘‘ (ص۳۲ تقریریں) مطلب آپ کا یہ ہے

کہ رات کے وقت اور دن کے وقت سوچ کر دیکھو اور آپ کہہ رہے ہیں کہ رات اور دن میں غور کر کے دیکھو کہ یہ خدا نے کیا بنا دیئے۔ ایک کام کاج کے واسطے اور ایک آرام کے واسطے۔

۷۷...... ’’اس لئے میں تم سب کو گواہ رکھتا ہوں کہ اگر۔‘‘ (ص۳۶ تقریریں) گواہ کرتا ہوں چاہئے۔

۷۸...... ’’یہ تحقیر کی باتیں جوان کے ہونٹوں پر چڑھ رہی ہیں۔‘‘ (نزول المسیح ص۲، خزائن ج۱۸ ص۳۸۰) زبان پر چڑھ رہی ہیں چاہئے۔

۷۹...... ’’اس کی اخبار بند کر دی جائے۔‘‘ (نزول المسیح ص۱۲، خزائن ج۱۸ ص۳۹۰) اس کا اخبار بند کر دیا جائے چاہئے۔

۸۰...... ’’طاعونیں بھی دو قسم کی ہوتی ہیں۔‘‘ (نزول المسیح ص۱۵، خزائن ج۱۸ ص۳۹۳) طاعون بھی دو قسم کا ہوتا ہے چاہئے۔

۸۱...... ’’ورنہ قادیاں سب سے پہلے فنا کرنے کے لائق تھی۔‘‘ (نزول المسیح ص۱۷، خزائن ج۱۸ ص۳۹۵) قاضی جی یہ اگر کوہاٹ سے بیعت کر لیتی تو طاعون سے بچ جاتی۔

۸۲...... ’’کیونکہ جو کچھ مجھے دیا گیا ہے۔ وہ انہیں کا ہے۔‘‘ (نزول المسیح ص۲۳، خزائن ج۱۸ ص۴۰) انہی کا چاہئے۔

۸۳...... ’’اے نادانوں۔‘‘ (نزول المسیح ص۳۳، خزائن ج۱۸ ص۴۰) نادانو چاہئے۔

۸۴...... ’’اپنے ہونٹوں سے اسلام کی شہادت دیں گے۔‘‘ (نزول المسیح ص۴۳، خزائن ج۱۸ ص۴۲۱) اپنی زبان سے چاہئے۔

۸۵...... ’’جو ٹھیک ٹھیک بسیاری عیال کا ترجمہ ہے۔‘‘ (نزول المسیح ص۵۷، خزائن ج۱۸ ص۴۳۵) کثرت عیال کا چاہئے۔

۸۶...... ’’علمی اور دینی کتابیں جو ہزارہا معارف اور حقائق پر مندرج ہوتی ہیں۔‘‘ (نزول المسیح ص۶۲، خزائن ج۱۸ ص۴۴۰) کاتب کی غلطی ہے۔ مشتمل ہونا چاہئے نہ مندرج۔

۸۷...... ’’اور لومڑی کی طرح۔‘‘ (نزول المسیح ص۶۳، خزائن ج۱۸ ص۴۴۱) کاتب کی غلطی ہے۔ لومڑی ہونا چاہئے۔

۸۸...... ’’اس کی طرف ایسا کھینچا گیا کہ کچھ اٹکل نہیں آتی کہ مجھے کیا ہو گیا۔‘‘ (نزول المسیح ص۸۶، خزائن ج۱۸ ص۴۶۴) قاضی صاحب یہ دو نسلی اردو ہے۔ غالباً کاتب کی غلطی۔

۸۹...... ’’یقین اپنے نوروں کے سمیت آتا ہے۔‘‘ (نزول المسیح ص۹۴، خزائن ج۱۸ ص۴۷۲) یہاں بھی نالائق کاتب نے سمیت کے پہلے کے لکھ دیا۔

۹۰...... ’’نورے کے استعمال سے یکدفعہ بال گر جاتے ہیں۔‘‘ (نزول المسیح ص۹۴، خزائن ج۱۸ ص۴۷۲) ہائے رے کاتب تجھے کہاں تک کوسوں۔ یکدم کو یکدفعہ لکھ گیا۔ تجھے کم بخت اتنا بھی معلوم نہیں کہ نورا بیس دفعہ لگاؤ تو بیس دفعہ ہی بال گر جاویں گے۔

۹۱...... ’’کاش میں کسی دف کے ساتھ اس کی منادی کروں۔‘‘ (نزول المسیح ص۹۶، خزائن ج۱۸ ص۴۷۴) کاتب کم بخت کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کاش ماضی پر آتا ہے۔ مثلاً کاش! میں ایسا کرتا۔

۹۲...... ’’مرزا اپنی ایک عربی کی تقریر کی تعریف میں (نزول المسیح ص۲۱۰، خزائن ج۱۸ ص۵۸۸) پر لکھتا ہے کہ ’’میں ہرگز یقین نہیں مانتا کہ کوئی فصیح اور اہل علم اور ادیب عربی بھی زبانی طور پر ایسی تقریر کھڑا ہو کر کر سکے۔ یہ تقریر وہ ہے جس کے اس وقت قریباً ڈیڑھ سو آدمی گواہ ہوں گے۔‘‘ معلوم ہوتا ہے یہ کاتب پنڈت لیکھرام کے قاتل کی طرح کسی دشمن کا تعینات کردہ تھا کہ ادھر تو مرزا قادیانی بڑے مزے میں آکر اپنی تقریر کی فصاحت و بلاغت کی تعریف کر رہا ہے اور ادھر اس نے ان چند سطور کے نقل کرنے میں ہی اتنی غلطیاں کر ماریں کہ اول یقین نہیں کرتا کو یقین نہیں مانتا نقل کر گیا۔ عرب کو عربی لکھ گیا۔ زبانی کو زبانی طور پر نقل کر گیا۔ یہ وہ تقریر ہے کو آگے پیچھے کر کے یہ تقریر وہ ہے لکھ گیا۔ ڈیڑھ کو کمبخت نے ڈہڑہ لکھ مارا۔ اب پڑھنے والے تو یہی کہیں گے کہ جیسے اردو کی تین سطروں میں پانچ غلطیاں ہیں۔ اسی طرح خدانخواستہ اس عربی تقریر میں بھی ہوں گی۔ قاضی صاحب کیا کہوں۔ میری زبان زیب نہیں دیتی کہ یہ کہوں کہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے الہامات مرزا میں اور مہر علی شاہ صاحب نے سیف چشتیائی میں جو مرزا قادیانی کی عربی دانی کی قلعی کھولی ہے۔ وہ آج اس کاتب کی مہربانی سے بالکل راست ثابت ہوئی۔

۹۳...... ’’بلکہ بندگان خودرا برائے ہمیشہ در جہنم انداخت۔‘‘ (دعوت قوم ص۱۲۱، خزائن ج۱۱ ص۱۲۱) دیکھو برائے دوام کی جگہ برائے ہمیشہ کا کیسا مکروہ اور بے محاورہ لفظ نقل کر گیا۔

۹۴...... ’’جو پیچھے سے اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا۔‘‘ (کتاب البریہ ص۱۳۴، خزائن ج۱۳ ص۱۶۴) جو بعد میں چاہئے۔ قاضیاں بے چاری کے واسطے پیچھے سے کا لفظ مکروہ ہے۔

۹۵...... ’’یہودیوں کے سامنے جانا مصلحت نہ تھی۔‘‘ (کتاب البریہ ص۲۳۹، خزائن ج۱۳ ص۲۷۴) مصلحت نہ تھا چاہئے۔ جانا مذکر ہے۔

۹۶...... ’’یسوع کو جسم کے سمیت۔‘‘ (کتاب البریہ ص۲۳۹، خزائن ج۱۳ ص۲۷۴) جسم سمیت چاہئے۔ جسم کے سمیت اردو نہیں۔

۹۷...... ’’اور فقرہ یجد دولہا جو حدیث میں موجود ہے۔ یہ صاف بتلا رہا ہے کہ ہر ایک صدی پر

ایسا مجدد آئے گا۔ جو مفاسد موجودہ کی تجدید کرے گا۔'' (کتاب البریہ ص۲۶۳، خزائن ج۱۳ص۳۰۳)

قاضی جی تمہیں اللہ کی قسم اس فقرہ سے یہ مراد ہے کہ جو شریعت کے احکام مسلمانوں نے بھلا دیئے ہوں گے۔ ان کو از سر نو قائم کرے گا۔ یا یہ کہ جو فساد کی باتیں اس وقت موجود ہوں گی۔ ان کو تازہ کرے گا۔

قاضی صاحب...... مرزا جھوٹ بولنے والا شخص نہ تھا۔ وہ اسی واسطے آیا تھا کہ اسلام میں فساد کو تازہ کرے سو کر گیا۔ قہقہہ۔

۹۸...... ''غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہر دل عزیز تھے۔'' (کتاب البریہ ص۱۴۶، خزائن ج۱۳ ص۱۷۷) اس موقعہ پر ہر دل غلط ہے۔ صرف عزیز تھے چاہئے۔

۹۹...... ''اور میری قلم لکھنے سے رکی رہی۔'' (فتح اسلام ص۱۷ حاشیہ، خزائن ج۳ص۱۱) میرا قلم رکا رہا چاہئے۔

۱۰۰...... چونکہ یہ شخص عبدالقادر بے علم ہے۔ اس لئے اس نے میرے شعروں کے لکھنے میں بھی غلطی کی ہے۔ یہ مصرعہ جس پر نشان لگایا ہوا ہے۔ جو میرے شعر کا مصرعہ ہے۔ اس میں بھی اس نے غلطی کی ہے۔ کیونکہ وہ لکھتا ہے: ''داخل[1] جنت ہوا ہے محترم۔'' حالانکہ یہ مصرعہ اس طرح پر ہے۔ داخل جنت ہوا وہ محترم۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص۴۹ حاشیہ، خزائن ج۲۲ص۴۸۳)

قاضی صاحب! اگر عبدالقادر غریب صرف اس وجہ سے بے علم قرار دیا گیا کہ اس نے داخل جنت ہوا وہ محترم کی جگہ داخل جنت ہوا ہے محترم، لکھ دیا۔ تو کس قدر جاہل اور بے علم وہ شخص ہے۔ جو استاد غالب کے اس لاکھ روپے کے شعر کی کہ حضرت ناصح گر آویں دیدہ و دل فرش راہ، کوئی مجھ کو تو سمجھائے کہ سمجھاویں گے کیا۔ (ضرورۃ الامام ص۳۰، خزائن ج۱۳ص۵۰۱) پر یوں مٹی پلید کرتا ہے کہ حضرت ناصح گر آویں دیدہ و دل فرش راہ، پر کوئی مجھ کو تو سمجھائے کہ سمجھاویں گے کیا۔

قاضی صاحب! شاعری کا دعویٰ اور علم و فضل کی یہ لن ترانیاں کہ بعلم و فضل و کرامت کسے بمن نرسد اور استاد غالب جیسے مشہور شاعر کی ایسی مشہور غزل کے ایسے مشہور شعر کی یہ مٹی پلید کہ ایک ایسا بھدا لفظ مجھ کو تو اس میں ٹھوک کر اس کو بے معنی اور دو کوڑی کا کر دیا۔ بابو صاحب میں نے مرزے کی اردو میں غلطیاں کرنے کا نمبر سو تک پہنچا دیا ہے۔ میرے خیال میں اس کو اور اس کے روح القدس کو زبان اردو سے بے بہرہ سمجھنے کے لئے یہ کافی ہے۔ اگر آپ کا عقیدہ مرزے کے علم و فضل کی نسبت متزلزل نہیں ہوا۔ تو کل کچھ اور بھی عرض کر سکوں گا۔

[1] سارا شعر یوں ہے۔ ابن مریم مرگیا حق کی قسم، داخل جنت ہوا وہ محترم۔ (درثمین ص۱۶)

ہاں اگر میں نے ان اغلاط کے پکڑنے میں تعصب سے کام لیا ہو۔یعنی خواہ مخواہ زبردستی ان کے صحیح الفاظ کو غلط قرار دیا ہوتو قاضی صاحب بیٹھے ہیں۔وہ فیصلہ دیں۔

بابو صاحب...... میں ایسا اجہل بھی نہیں ہوں کہ جو غلطیاں آپ نے پکڑی ہیں۔ان کو نہ سمجھ گیا ہوں۔ بلکہ میں تو اس خیال میں ہوں کہ اگر آپ سے زیادہ لیاقت کا آدمی اس کی غلطیوں کو تلاش کرے گا۔تو وہ کس قدر پاوے گا؟ ہائے بھلا ہوان لوگوں کا جو ہمیں یہ سبق دیتے رہے کہ مرزا علم وفضل میں اپنے زمانہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔

نووارد...... قاضی صاحب اب مرزا قادیانی کی یعنی ابن فارس کی ایک مثال خواجہ حافظ جیسے مشہور شاعر کے شعر کے نقل کرنے کی بھی دیکھئے۔خواجہ صاحب کے اس شعر کو کہ:

فیض روح القدس ارباز ند فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

مرزا(ص۱۳اربعین نمبر۲، خزائن ج۱۷ص۳۵۹) پر یوں نقل کرتا ہے:

فیض روح القدس ارباز مدد فرمائد
ہمہ آں کارکنند آنچہ مسیحا میکرد

قاضی صاحب دہائی ہے خدائی جو شخص استاد غالب جیسے مشہور شاعر کے اردو شعر کے نقل کرنے میں ایسی فحش غلطی کرے اور خواجہ حافظ جیسے شاعر کے شعر کے نقل کرنے میں ایسی فاش غلطی کرے۔وہ راست باز اور نیکوکار آدمی ہے کہ اس کے شعر کے نقل کرنے میں اگر کسی نے وہ کی جگہ ہے لکھ دیا اور اس سے مطلب شعر میں کچھ بھی فرق نہیں آیا تو اتنی بات پر اس کو بے علم قرار دے دے۔

بابو صاحب...... قاضی صاحب مجھے ایک بڑا حصہ اپنی عمر اور کمائی کا اس شخص کی نذر کر دینے سے اس قدر پشیمانی حاصل ہوئی ہے۔جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔اے کاش! میں اپنے دین کی کتابیں پڑھتا۔اس جھوٹے نبی کی تحریروں کو پڑھتا اور بہ نظر تعمق پڑھتا۔اس فرقہ میں داخل ہونے سے پہلے علمائے دین سے مشورہ کرتا۔

نووارد...... بابو صاحب اس لاحاصل پشیمانی کو جانے دیں اور غنیمت سمجھیں کہ خدا نے زندگی میں آپ کو ہدایت دے دی۔مثل مشہور ہے کہ دن کا بھولا اگر رات کو گھر آجاوے تو بھولا نہیں کہلاتا اور روپیہ کا بھی افسوس نہ کریں۔ یہ گندہ روپیہ تھا۔بابو صاحب مجھے لاہور وامرتسر کے بعض مسلمانوں کا یہ تجربہ ہے کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو قادیانی مذہب سے تو کچھ تعلق نہیں۔انہوں نے کہا کہ کچھ نہیں۔اس پر میں نے مرزے کے برخلاف جو کچھ کہنا شروع کیا تو میں نے ان کے چہروں کو

دیکھا کہ ایسے ہیں جیسے نقش بر دیوار اس پر میں نے پوچھا کہ حضرت آپ تو فرماتے تھے کہ مجھے ان سے کچھ تعلق نہیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے میری اس قدر دردسری پر کوئی کلمہ آفرین یا نفرین کا نہ کہا تو انہوں نے کہا کہ ہم مرزے کو نہ جھوٹا کہتے ہیں نہ سچا اور اس کے برخلاف کچھ سننا نہیں چاہتے اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ پنجابیوں پر اس جھوٹے نبی نے اپنا اس قدر جادو ڈالا ہے کہ اول تو ایک یا دوسری پارٹی کی شکل میں اس کے کلمہ گو ہوگئے ہیں۔

اور جو باقی ہیں۔ وہ بھی اس کو برا نہیں سمجھتے اور اپنی اولاد کو ان کے سکولوں میں دھڑا دھڑ بھیج رہے ہیں۔ خاص اس بات سے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہی پنجاب کے مسلمان تھے۔ جنہوں نے کچھ مدت پہلے ان کی تعداد میں اضافہ کیا۔ یہی پنجاب کے مسلمان ہیں۔ جو آریوں اور عیسائیوں کی تعداد بڑھا رہے ہیں اور یہی وہ پنجاب کے مسلمان ہیں جو آج اس فرقہ میں داخل ہو کر اسلام کو ضعف پہنچا رہے ہیں اور اسلام میں پورا پورا فساد اور تفرقہ ڈال دینے کے لئے ترازو کے ہلکے پلے کو وزن دے رہے ہیں۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب مرزے کی اردو کا اور اس کے اندر سے بولنے والے کا تو ہمیں حال معلوم ہوگیا۔ اب اس کی فارسی کا بھی کچھ حال بیان کریں۔ کیونکہ وہ تو اس کی مادری زبان تھی۔

نووارد...... قاضی صاحب جیسا دیکھا سالا ویسی سالے کی بہن جیسی مرزے کی اردو ویسی ہی مرزے کی فارسی۔

قاضی صاحب...... اچھا مولوی صاحب کوئی فارسی کی مثال بھی ہے۔

نووارد...... سر کھجاتے ہوئے۔ فارسی کی مثالیں بھی بہت بکار ہیں یا کوئی ایک آدھ۔

قاضی صاحب...... نہیں بہت بکار نہیں۔ ایک آدھ ہی ہو مگر صاف اور فیصلہ کن ہو۔

نووارد...... اچھا میں آپ کو اس کی الہامی کتاب کا ایک شعر سناتا ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس کا مطلب آپ کو بیان کرنا ہوگا۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب میں یہ وعدہ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس میں لفظی اشکال ہو۔

نووارد...... آپ لفظی اشکال سے نہ ڈریں۔ اس کا لفظی ترجمہ کردینا میرے ذمے۔

قاضی صاحب...... بہت خوب! تو فرمایئے اور جلد فرمایئے کہ شعر کا نام سن کر طبیعت بے قرار ہورہی ہے۔

نو وارد...... اچھا لیجئے سنئے اور غور سے سنئے۔ یہ مرزے کی الہامی کتاب براہین احمدیہ کا ایک شعر ہے جو درثمین ص ۵۹ پر درج ہے۔ یعنی منتخب شعروں میں سے ہے:

ہیچ محبوبے نماند ہمچو یار دلبرم
مہر وماہ را نیست قدرے درد یار دلبرم

دوسرا مصرعہ اگرچہ وزن سے گرا ہوا ہے۔ لیکن ماہ کو مہ لکھنے سے درست ہو جائے گا۔ مگر آپ سے درخواست پہلے مصرعہ کا مطلب بیان کرنے کی ہے اور لفظی ترجمہ اس کا یہ ہے کہ کوئی محبوب مشابہت نہیں رکھتا جیسا میرا یار دلبر مشابہت رکھتا ہے۔ آپ تو دیوان غالب اور اس کی شرح ہمیشہ لے بیٹھا کرتے ہیں۔ اس مصرعہ کے معنے بتا دیں تو ہم جانیں۔

قاضی صاحب...... کیا مرزا قادیانی کے ایسے ادق اشعار کی کوئی شرح نہیں چھپی؟

نو وارد...... اجی شرح ورح کو رہنے دیں۔ آپ اپنا دماغ لڑا دیں تھوڑی دیر بعد وجد وحالت والوں کی طرح شانوں کو داہنے سے بائیں اور بائیں سے داہنے ہلا کر۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب مرزے کا مطلب معلوم ہوگیا۔ اس مصرعہ سے اس نے یہ بیان کرنا چاہا ہے۔ بلکہ بخیال خود بیان کیا ہے کہ ہیچ محبوب بیار دلبرم نماند یعنی کوئی محبوب میرے یار دلبر سے مشابہت نہیں رکھتا۔ ہائے افسوس! صد افسوس! اس غریب کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ مشابہت رکھنے کے معنے میں جب ماندن استعمال ہوتا ہے تو اس کے بعد ب آتی ہے۔ نہ ہمچو۔ مولوی صاحب اس مصرعہ کی صحت کر کے درثمین کے لئے ایک پرچہ تصحیح قاضیاں بھیج دیجئے۔

نو وارد...... لیجئے قاضی صاحب شعر کی صحت ہوگئی۔ ہیچ محبوبے نمی ماند بیار دلبرم مہر ومہ را نیست رونق درد یار دلبرم۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب آپ نے تو کمال کیا کہ ایک تھوڑی سی تبدیلی سے نہ صرف شعر کو صحیح کر دیا۔ بلکہ اس کا پایہ بڑھا دیا۔ قدرے کی ی کیسی بھونڈی معلوم ہوتی تھی اور شاعر کی کمزوری اور بے بسی پر دلالت کر رہی تھی۔ اس کی جگہ رونق کا لفظ لا کر آپ نے شعر میں رونق پیدا کر دی۔ واقعی کمال کیا۔ کمال کیا اور آج مجھ پر ثابت ہوگیا کہ آپ مرزے پر غالب آنے کے لئے ہر طرح پر پورے ہیں۔ افسوس اس لیاقت کے ساتھ آپ نے کلرکی میں عمر صرف کر دی۔

نو وارد...... قاضی صاحب! آپ نے خواہ مخواہ میری گڈی چڑھانی شروع کر دی۔ میں جو کچھ ہوں اور جس لیاقت کا آدمی ہوں۔ میں خود ہی اچھا سمجھتا ہوں اور خدا کا اور ازاں بعد اپنے حکام کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ سفید پوشی میں میری عمر اچھی عزت وآبرو سے گزر گئی۔ باقی رہا دنیا

کمانا سو میں آپ کی اور آپ کی سی اور صد ہا مثالوں کو دیکھ کر بڑے بھروسہ سے یہ بات عرض کر سکتا ہوں کہ دولت راست بازوں کی طرح خواہ وہ کتنے ہی لکھے پڑھے کیوں نہ ہوں۔ رخ کم کرتی ہے۔ آپ نے اور آپ جیسے صد ہا اوروں نے فضیلت کی ڈگریاں حاصل کر کے کیا کمایا۔ مرزے کی طرف دیکھئے کہ ایک امتحان بھی اس سے پاس نہ ہو سکا۔ لیکن اس نے بعلم وفضل وکرامت کسے بمانرسد کی دف بجا کر اور اپنے ملہم اور مستجاب الدعوات ہونے کے اشتہار چار دانگ عالم میں پھیلا کر اور دو اخبارات جاری کر کے جو طرح طرح پر مرزے کی تعریفات میں رطب اللسان رہیں۔ لاکھوں روپیہ کما لیا۔ اگر سو میں سے پچانوے نے اس کو مفتری مانا تو پانچ نے اس کو صادق مان کر تسلیم کر لیا کہ بے شک تو سچا مجدد، سچا مہدی، سچا مسیح اور سچا نبی ہے اور تیرے مانے بغیر نجات نہیں۔

مفتی محمد صادق ایڈیٹر اخبار بدر کا خط جو سنداً مرزے نے (حقیقت الوحی ص۲۷۵، خزائن ج۲۲ ص۲۸۸) پر نقل کیا ہے وہ شروع یوں ہوتا ہے:

''حضرت اقدس مرشدنا ومہدینا مسیح موعود ومہدی معہود والصلوٰۃ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' اور ختم ہوتا ہے ''حضور کی جوتیوں کا غلام، محمد صادق۔

بیوی...... توبہ توبہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ۔ اس کمبخت کو اتنا بھی خیال نہ آیا کہ میرے نام کے ساتھ یہ کس کا نام لگا ہوا ہے۔ العظمت للہ!

بابو صاحب...... (ماتھے پر ہاتھ مار کر) انہی اجرتی خوشامدیوں نے تو مجھے تباہ وبرباد کر دیا۔ اگر یہ بیوی میری بھی میرے ساتھ گمراہ ہو جاتی تو ہم دونوں ہی ڈوب گئے تھے۔

نو وارد...... قاضی صاحب ان اجرتی ثنا خوانوں کا ذکر کچھ مختصر سا ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب مرحوم ومغفور نے اپنی کتاب الذکر الحکیم کے ص۹ پر اس طرح کیا ہے:

مرزا کی مجلسوں میں ذکر خدا اور اصلاح نفوس کی بجائے پھکڑ شاعروں کے قصائد مرزا کی حمد میں پڑھے جاتے ہیں۔ جس میں مرزا کو مظہر نور کبریا۔ سب اولیاء سے افضل۔ بعض انبیاء سے بڑھ کر کہا جاتا ہے۔ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کے نام سے پکارا جاتا اور جھوٹ بکواس مارا جاتا ہے کہ تو نے صلیب کو توڑ دیا۔ شرک وکفر کو مٹا دیا۔ آریاؤں، نیچریوں اور دہریوں کے ناک میں دم کر دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ خود کبھی مشابہ خدا بنتا ہے۔ کبھی بمنزلہ اولاد خدا توحید خدا۔ کبھی کہتا ہے: ''کل لك ولا مرك'' (تذکرہ ص۷۰۶، طبع سوم) ''سرك سری'' (تذکرہ ص۹۴، طبع سوم) ''ظهورك ظهوری'' (تذکرہ ص۷۰۴، طبع سوم) بہشت ودوزخ کا مالک ومختار۔ مظہر خدا نہ دو چار۔ لاکھ عیسائی

مسلمان ہوئے۔ نہ مسلمانوں کا عیسائی بننا بند ہوا۔ نہ ہندوستان سے بت پرستی اور قبر پرستی صاف ہوئی اور بلکہ خود قبر پرستی اور منارہ پرستی کی بنیاد ڈال دی۔ نہ آریاؤں کی ترقی کم ہوئی۔ نہ مسلمانوں کے اندرونی فسادات کم ہوئے۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب مرزا کی عربی کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے۔

نووارد...... قاضی صاحب بچپن میں گو میں نے عربی مقامات حریری تک پڑھی تھی۔ مگر مزاولت نہ رہنے کی وجہ سے بالکل نسیاً منسیاً ہوگئی۔ اس لئے میری اپنی رائے مرزا کی عربی کی نسبت بالکل کچھ وقعت نہیں رکھ سکتی۔ ہاں! میں نے یہ دیکھا ہے کہ علمائے اسلام نے اس کی عربی میں اتنی غلطیاں پکڑیں کہ یہ چیخ اٹھا۔ مولوی محمد حسن صاحب فیضی مرحوم جو عربی کالج کا پروفیسر تھا۔ اس کے ساتھ جو مرزا نے چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ تو وہ ایک ۱۴۱ اشعار کا بے نقطہ قصیدہ لکھ کر مرزا کی تلاش میں نکلا اور اسی شہر سیالکوٹ کی مسجد حکیم حسام الدین میں مرزے کے پیش کر کے درخواست کی کہ اس کو پڑھ کر حاضرین کو اس کا مطلب سمجھایئے۔

مرزا دیر تک اس کو دیکھتا رہا اور جب کچھ سمجھ نہ آیا تو اس کو اپنے ایک فاضل حواری کے حوالے کیا۔ اس نے بعد ملاحظہ مولوی صاحب مرحوم سے درخواست کی کہ آپ اس کا ترجمہ کر دیں۔ اس کا ہم کو تو پتہ نہیں ملتا۔ اس پر مولوی صاحب نے قصیدہ واپس لے لیا اور پھر یہ کل حال بمعہ قصیدہ کے مولوی صاحب مرحوم ومغفور نے اخباروں میں چھپوادیا۔ بیوی جی مجھے یہ دینا کتاب روئیداد مقدمات قادیانی۔ یہ دیکھئے اس کے حصہ ''مرزا قادیانی پر مقدمہ'' کے صفحات ۸،۱۱۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب اب اجازت لیجئے کہ چلیں۔

نووارد...... قاضی صاحب ٹھہریئے! آج بابو صاحب ان مرزائیوں میں جانے والے ہیں۔ انہیں تھوڑی سی تعلیم دے لوں۔ بابو صاحب کیا اس طرف آج تشریف لے جانے کا آپ کا پختہ ارادہ ہے؟

بابو صاحب...... جی انشاءاللہ۔

نووارد...... اچھا اب دو باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ میں پیشین گوئی کئے دیتا ہوں کہ انہوں نے نہ خود ان مواقعات کو پڑھنا ہے نہ آپ سے سننا ہے۔ ہاں جھگڑا آپ سے خوب کریں گے۔ ایک کچھ کہے گا دوسرا کچھ کہے گا۔ پس آپ بھی اگر پیشین گوئی کر سکیں کہ وہ آپ سے کیا پوچھیں گے۔ تو اس کے جواب کے لئے آپ تیار ہو کر جائیں۔

بابو صاحب...... یہ تو میں کیا عرض کروں؟ کہ مجھ سے وہ کس بات پر بحث کریں گے۔ مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ چھوٹتے ہی وہ یہ کہا کرتے ہیں کہ ابن مریم مرگیا حق کی قسم۔

نو وارد...... بابو صاحب آپ غور فرماویں اگر کوئی شخص ہم سے کہے کہ تمہارا کان کتا لے گیا۔ تو ہم اپنے کان کو دیکھیں گے یا کتے کے پیچھے دوڑ پڑیں گے؟ ایک شخص ہمیں کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ۱۸۰۰ سال ہوگئے فوت ہوچکے اور آنے والا عیسیٰ میں ہوں۔ جو اس کی خوبو پر آ گیا۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ۱۸۰۰ سال کے قصہ کو لے بیٹھیں۔ ہم کیوں نہ اس سے کہیں کہ بتا تجھ میں کون سی عیسیٰ کی خوبو ہے کہ جھگڑا فوراً ختم ہوجاوے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کی خوبو وہ اپنے میں بتائے تو ہم اس کو دونوں آنکھوں پر قبول کرلیں اور اگر نہ بتاسکے تو ہم اسے کہیں کہ شکل گم کر تو جھوٹا ہے۔ معاملہ دومنٹ میں طے ہوگیا اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ بالضرور مسلمانوں کے عیسیٰ علیہ السلام والی باتیں اپنے میں ثابت کرکے دکھاوے۔

نہیں، عیسائیوں کے عیسیٰ علیہ السلام میں جو باتیں اس نے ثابت کی ہیں۔ انہی کا ثبوت اپنے میں دیوے۔ تب بھی ہم اسے عیسیٰ مان لیں گے۔ تو ہمارے عیسیٰ علیہ السلام کی خوبو اپنے میں دکھاوے اور اگر عیسائیوں کے مسیح کی خوبو رکھنے کا مدعی ہے تو عیسائیوں کی طرف جاوے۔ ہم سے اس کا کچھ سروکار نہیں۔

بابو صاحب میری اس تقریر سے یہ نہ سمجھ لیجئے گا کہ مسئلہ حیات وممات مسیح میں ہم کمزور ہیں اور مرزائی غالب۔ نہیں نہیں، ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ بیوقوف ہیں کہ یہ مسئلہ ہم سے چھیڑتے ہیں کیونکہ اس بحث میں اپنے دعوے کی جو وہ دلیل دیتے ہیں۔ وہی اس دعوے کا قلع قمع کردیتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا ثابت کرتی ہے۔ میں اس کو پہلے بھی مگر لمبی عبارت میں بیان کرچکا ہوں۔ شاید آپ نہ سمجھے ہوں۔ اب مختصراً آپ کو سمجھاتا ہوں۔ غور سے سنئے! اور عمر بھر یاد رکھئے۔

نو وارد کا یہ کہنا تھا کہ حاضرین سب کے سب ہمہ تن گوش ہوکر نو وارد کے بالکل قریب آ بیٹھے اور قاضی صاحب کو بھی رخصت ہونے کے لئے اجازت طلب کرنا بھول گیا۔

نو وارد...... بابو صاحب مرزے کا دعویٰ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ صلیب سے اتارے گئے۔ تین دن قبر میں مدفون رہے۔ پھر قبر سے نکالے گئے اور حواریوں سے اپنے صلیبی زخمات کا علاج کراکر کابل کے رستہ کشمیر چلے گئے اور ۱۲۰ سال کی عمر پاکر یعنی ساڑھے ۸۶ سال بعد کشمیر میں فوت ہوگئے۔

اور اس دعوے کی دلیل یہ کہ قیامت کے دن جب خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھے گا کہ کیا تو نے ان عیسائیوں کو کہا تھا کہ خدا کے سوا میری اور میری والدہ کی بھی پرستش

کرو۔تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب میں عرض کریں گے کہ خداوند! اگر میں یہ بات کہتا تو تجھے معلوم ہوتا۔ میں جب تک ان میں رہا۔ان کے حال کا نگران رہا۔ پھر جب تو نے مجھے موت دے دی تو تو ہی ان کا نگران حال تھا۔

اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس جواب کے اگر یہ معنے نہیں تو اور کیا ہیں؟ کہ جب تک میں ان میں زندہ رہا۔ان کے حالات کو دیکھتا رہا۔لیکن جب میری زندگی کا خاتمہ ہوگیا تو پھر مجھے خبر نہیں کہ انہوں نے کیا کیا۔

اس جواب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کشمیر جانے کا قصہ تو چاروں خانے چت ہو گیا۔کیونکہ کشمیر جا کر نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان میں رہتے تھے اور نہ وہاں بیٹھ کر شام کے لوگوں کے حالات دیکھتے تھے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت فوت ہوئے۔ جب وہ شام کے لوگوں میں تھے اور ان کے حالات دیکھ رہے تھے۔اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سولی سے زندہ اترنا غلط ثابت ہوا۔پس ان کی اپنی ہی دلیل نے ان کے دعوے کو بنیاد سے اکھاڑ دیا۔ہاں ثابت ہوا تو کیا ہوا کفارہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر مر کر اپنی امت کو بخشوا گئے۔باقی رہ گئے ہم اور ہمارا ساتھی ہمارا قرآن کہ وہ ’’وماقتلوه وماصلبوه‘‘ خدا ہمیں اس پر قائم رکھے اور اس پر مارے۔

اس پر سب نے آمین تو کی۔لیکن خوشی کے مارے حاضرین کا کیا حال تھا وہ بیان سے باہر۔قاضی صاحب نے اس ۶۰،۶۲ سال کے نووارد بوڑھے کا منہ اس شوق سے چوما کہ اس کا بیان کرنا مشکل ہے اور اس کو اٹھا کر صحن میں اس طرح پھرے کہ گویا لکر سنگھ کی بوٹے نے پیٹھ لگادی۔

بابو صاحب...... مہربانی کریں۔میرے پاس بیٹھ کر یہ تقریر اپنی مجھے لکھوا دیں۔

نووارد...... بہت بہتر لکھئے۔

مرزا کا دعویٰ

حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے۔ابن مریم مر گیا حق کی قسم۔

سوال...... کس طرح فوت ہوئے؟

جواب......اس طرح کہ حضرت عیسیٰ کو یہودیوں نے پکڑ کر سولی پر کھینچ دیا۔سولی سے اتارے گئے۔تو جان باقی تھی۔تین دن قبر میں رہے۔پھر مخفی طور پر حواریوں سے صلیبی زخموں پر مرہم لگوا کر کشمیر بھاگ گئے۔وہاں رہ کر ۸۶ سال کے بعد فوت ہوگئے۔

سوال...... اس دعوے کی دلیل؟

جواب...... اس دعوے کی دلیل یہ ہے کہ:

’’قیامت کے دن جب خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے سوال کرے گا کہ کیا آپ نے ان لوگوں (عیسائیوں) کو کہا تھا کہ خدا کے سوا میری اور میری والدہ کی پرستش کرو؟ تو حضرت عیسیٰ عرض کریں گے کہ خداوند! اگر میں نے کہا ہوتا تو تجھے خوب معلوم ہوتا۔ میں جب تک ان میں رہا۔ ان کے حال کا نگران رہا۔ لیکن جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھالیا (اسلامی معنی) دنیا سے اٹھا لیا (مرزائی معنی) موت دے دی تو پھر تو ہی ان کا نگران حال تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جواب کا یہ حصہ کہ جب تو نے مجھے موت دے دی تو پھر تو ہی ان کا نگران حال رہا۔ صاف کہہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی موت تک ان میں اور ان کے نگران حال تھے۔ اس بیان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اپنے حواریوں سے ۸۶ سال غائب رہ کر کشمیر میں فوت ہونے کے قصہ کو بالکل غلط ثابت کر دیا اور جب واقعہ صلیب کے بعد آپ کا کشمیر جانے کا قصہ یاروں کی گھڑنت ثابت ہوا تو آپ کی موت لامحالہ صلیب پر ہی واقعہ ہوئی۔ کیونکہ اور کسی جگہ آپ کا آباد رہنا اور مرنا ثابت نہیں اور موت صلیب پر واقع ہونے سے کفارہ[1] ثابت ہوا۔ یا یہود کا یہ قول کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا۔ چونکہ یہ دونوں باتیں جو ثابت ہوئیں، خلاف ہیں قرآن کریم کے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ توفیتنی سے موت کے معنے لینے والا قرآن کریم کا منکر اور خود غرض جھوٹا مسیح ہے۔

لیجئے! بابو صاحب ہم رخصت ہیں۔ آپ جانیں اور آپ کے مرزائی۔ یہ کہہ کر نو وارد اور قاضی صاحب سلام علیک وعلیکم السلام کہتے ہوئے رخصت ہوئے۔

دوسرا دن دروازہ پر دستک۔

گاموں...... آیئے آیئے آؤ لنگھ آؤ۔ جی آیاں نوں۔

نو وارد...... گاموں بابو صاحب نے چاء پی لی؟

گاموں...... نہیں جی اجے تے جانو نے گائیں بھی نہیں چوئی۔ نو وارد اور قاضی صاحب اندر داخل ہو کر سلام علیک وعلیکم السلام کے بعد۔ آج ہمارا بہت سویرے تکلیف دینا معاف رکھئے گا۔

[1] ’’لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ (پ۸ ع۷)‘‘ ﴿اور کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر نہیں لے گا۔﴾

بابوصاحب...... بہت سویرے؟ ہمارے اسٹیمیٹ کے مطابق تو آپ صاحبان دیر سے تشریف لائے ہیں۔ یہ کہہ رہی تھیں کہ آج مولوی صاحب کو نیند نہیں پڑنی۔

نووارد...... بارکماسٹری والوں کے اسٹیمیٹ تو روپیہ کا سوا روپیہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہم اس سے سویرے کیا آتے کہ چاء بھی پی کر نہیں آئے۔

بابوصاحب...... (مسکراتے ہوئے) گاموں چاء کا جلد بندوبست کر۔

نووارد...... (چاء پر بیٹھ کر) اچھا بابوصاحب فرمائیے۔ ان اعتراضوں کا آپ کو کیا جواب ملا؟

بابوصاحب...... خاک! کل میں ابھی جانے کے لئے تیاری ہی کررہا تھا کہ مولوی صاحب خود ہی تشریف لے آئے۔ پہلے تو وہ اس شیطان نے ان کے ساتھ تمسخر کیا کہ آنحضرت ﷺ کی سنت تھی مرنا اور مرزا قادیانی کی سنت تھی۔ اپنے نام سے لفظ غلام ہٹادینا۔ آپ نے دونوں میں سے ایک سنت بھی ادا نہیں کی۔

نووارد...... خوب خوب! مگر گاموں تجھے کس طرح معلوم تھا کہ ان کے نام میں غلام آتا ہے؟

بابوصاحب...... ان کے دروازے پر دستک دینے پر جو یہ باہر نکلا۔ تو انہوں نے اسے اپنا نام بتایا تھا کہ کہہ دے کہ فلانا آیا ہے۔

نووارد...... خوب خوب! اچھا پھر اس غریب کو کچھ جواب ملا؟

بابوصاحب...... نہیں کچھ نہیں۔ مجھے کہنے لگے کہ آپ نے اپنے نوکر بڑے گستاخ کر رکھے ہیں۔ میں نے اس کی طرف سے معذرت چاہی اور معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ جواب کی نوبت نہ پہنچی۔

قاضی صاحب...... پیالی چائے کی ہٹا کر اس شیطان نے سوال ہی ایسا کیا۔ اگر وہ اپنی لاجوابی کو غصہ میں نہ ٹالتے تو کیا کرتے؟

بابوصاحب...... پھر میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق دونوں مقام نکال کر پیش کئے تو ان کو باربار پڑھا۔ پھر ان کو بند کر کے مطبعے دیکھتے رہے کہ کن کن مطبعوں میں چھپیں اور کس کس سنہ میں۔ پھر بہت دیر خاموش رہنے کے بعد فرمانے لگے کہ میں اپنی کتابیں بھی دیکھ لوں۔ اگر ان میں بھی اسی طرح ہے تو یہ حضور علیہ السلام کی ایک غلطی ہے۔ مولوی صاحب کچھ نہ پوچھئے کہ ان کی ان حرکات وکلمات سے میں ایسا ان سے مایوس ہوا کہ پھر میں نے وہ حیات و ممات والا پرچہ بدل نخواستہ ان کے پیش کیا۔ اس پرچہ کے پڑھنے میں تو ایسے مستغرق ہوئے کہ میں دیکھتا تھا کہ کبھی ان کی بھوئیں ماتھے پر چلی جاتی تھیں کبھی آنکھوں پر آٹھہرتی تھیں۔ کبھی داڑھی میں خلال تھا۔ تو کبھی موچھوں کی شامت تھی۔

اس طرح پر بہت سا وقت گزار کر جو انہیں خیال آیا کہ میں جواب کے لئے منتظر بیٹھا ہوں تو ایک بڑی لاپرواہی سے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس بیان میں خدا نے اختصار سے کام لیا ہے۔ کوئی بات بیچ میں سے چھوڑ دی گئی ہے۔ مگر یہ کہتے ہیں ہی اٹھ کھڑے ہوگئے اور فرمانے لگے کہ اس کا جواب آپ کو کل پہنچ جائے گا۔ میں نے کہا بہت بہتر مگر کس وقت؟ فرمانے لگے کہ مجھے مشاغل بہت ہیں۔ فرصت بہت کم ملتی ہے۔ جس وقت مجھے تھوڑی سی فرصت ملی۔ اس کا جواب آپ کی جیب میں ہوگا۔ یہ کہہ کر تشریف لے گئے۔

نو وارد...... بابو صاحب آپ نے غضب کیا۔ جس وقت انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ اختصار کے لئے کوئی بات بیچ میں سے بیان کرنے سے چھوڑ دی گئی ہے۔ آپ کہتے کہ آپ کے ساتھ رعایت ہے کہ جو عبارت بھی آپ اس میں چھوڑی ہوئی خیال فرمائیں۔ اسے شامل کر کے جواب دیں۔

بابو صاحب...... مولوی صاحب آپ بھی ظلم کرتے ہیں۔ میں اس طرح کہتا تو خدا جانے وہ کیا عبارت اس کے ساتھ شامل کر دیتے۔

نو وارد...... نہیں بابو صاحب آپ نے غور نہیں کیا۔ جب بقول ان کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ خداوند میری نگرانی اس قوم کی میری موت سے تیری طرف منتقل ہوگئی۔ پھر وہ کون سی عبارت ہے کہ آگے یا پیچھے یا بیچ میں لگائی جا کر انہیں فائدہ دے گی۔ یہی بات تھی جو انہیں وہ کلمہ کہتے ہی فوراً سوجھ گئی اور وہ اس خوف سے اٹھ کر روانہ ہوگئے کہ ایسا نہ ہو یہ پوچھیں کہ وہ کون سی بات ہے۔ کیونکہ اگر کوئی فی الحقیقت ایسی بات ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس بیان کی تردید کرتی ہے کہ میری اپنی قوم کی نگرانی کو میری موت نے تیری طرف منتقل کر دیا تو خداوند کریم نے اس بات کے ذکر کو چھوڑ دینے میں اختصار نہیں کیا۔ بلکہ بددیانتی کی۔ (معاذ اللہ) کیونکہ اختصار میں صرف فالتو اور غیر متعلق باتیں چھوڑی جاتی ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ’’لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاریٰ‘‘ کا اختصار ’’لا تقربوا الصلوٰۃ‘‘ کیا جائے۔

قاضی صاحب...... بابو صاحب آپ اور ہم بڑی غلطی کریں گے۔ اگر ان مولوی صاحب کی طرف سے اس اعتراض کے جواب کے منتظر رہیں گے۔

بیوی...... قاضی صاحب نہ ہمیں کسی سے بحث کی خواہش ہے نہ ہار جیت کی۔ میری خواہش تھی تو یہ کہ آپ کے بابو صاحب اپنے اسلام پر ایسے پختہ ہو جائیں کہ پھر کسی کے بہکانے میں نہ آجاویں اور زیادہ خوف مجھے انہی مولوی صاحب کا تھا۔ جنہوں نے اپنا تکیہ کلام یہی بنا رکھا ہے کہ ابن مریم مرگیا حق کی قسم۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب وہ ان کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہے۔

قاضی صاحب...... بیوی جی آپ کے اس مولوی صاحب کے تکیہ کلام بیان کرنے سے مجھے پھر خیال آیا کہ جب مرزا حافظ صاحب اور استاد غالب جیسے چوٹی کے شاعروں کے اشعار کے نقل کرنے میں غلطی کرتا ہے تو وہ کون سے شاعروں کی قطار میں تھا کہ اس کے صحت سے گرے ہوئے وزن سے گرے ہوئے اور اسلام کے خلاف اشعار کو غریب عبدالقادر صحیح طور یاد نہ کر لینے سے بے علم قرار دیا گیا۔

نو وارد...... قاضی صاحب آپ نے اتفاقاً کوئی ایک شعر مرزے کا کاتب کی غلطی سے غلط پالیا۔تو آپ نے اس کو شاعروں سے خارج کر دیا۔مگر اس کے بڑے بڑے زور کے آپ اشعار سنیں تو حیران رہ جائیں گے۔

قاضی صاحب...... مثلاً

نو وارد...... مثلاً ہر برگ صحیفہ ہدایت، ہر جوہر و عرض شمع برادر۔ (درثمین فارسی ص۷۰)

قاضی صاحب...... (ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہوکر) مولوی صاحب آپ نے مجھے بڑا دھوکہ دیا اور ثابت ہوا کہ؟ آپ ہجو ملیح میں یدطولےٰ رکھتے ہیں۔ میں سمجھا تھا کہ آپ واقعی کوئی بڑے پائے کا شعر بیان کریں گے۔مگر اس شعر نے تو مجھے حق الیقین کی طرح ثابت کر دیا کہ وہ تیسرے درجہ کے شاعروں میں بھی شمار کرنے کے لائق نہیں۔غضب خدا کا عرض بفتحین کو عرض بالفتح باندھا۔بیوی جی تمہاری کتابیں کہاں رکھی ہیں؟

بیوی...... گاموں انہیں میری کتابوں کی الماری دکھادے۔قاضی صاحب اندر سے ایک دو کتابیں نکال لائے اور یوں پڑھنے لگے:

نہر الفصاحت ص۱۹ دیگر واجب است کہ لفظ متحرک العین را بجائے ساکن العین، نیاز رند و ہمچنیں بالعکس مانند،عدن کر بسکون دل است بمعنی بہشت بود و عدن بفتح دال نام جزیرہ ایست از دریائے عمان، پس عدن اوّل را بجائے عدن دوم ذکر نباید کرد و دوم را بجائے اول نباید آورد۔

غیاث اللغات عرض بالفتح ظاہر کردن چیزے را بر کسے و پہنائی و متاع ورخت خانہ و بمعنی ملامت و دیوانگی و بفتحین چیزے کہ قائم بچیز دیگر باشد مثل رنگ بر جامہ و حروف بر کاغذ پس جامہ و کاغذ جوہر باشد، چرا کہ بذات خود قائم است و رنگ و حروف عرض چرا کہ قیام آں بوسیلہ جامہ و کاغذ است۔

بابو صاحب...... قاضی جی یہ علمی باتیں چھوڑیں۔مولوی صاحب کوئی مزیدار مضمون شروع کریں اور آپ صاحبان کھانا یہیں کھائیں گے؟

نووارد...... بابو صاحب شاید کبھی کوئی مرزائی آپ سے یہ کہے کہ مرزے کے سے اعلیٰ خاندان کا آدمی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کس طرح کر سکتا تھا۔ تو میں آج اس کے خاندان سے بکلی آپکو انٹر و ڈیوس کرادوں۔ ''مرزا امام دین ہماری برادری کا آریہ سماج میں داخل ہوگیا ہے۔''

(سرمہ چشم آریہ ص۱۹۰، خزائن ج۲ص ۲۳۸)

''میرے بہنوئی کا خالہ زاد بھائی عیسائی ہوگیا۔''

(کتاب البریہ ص۱۴۳، خزائن ج۱۳ص ۱۷۳)

''یہ فریق مخالف جن میں سے مرزا احمد بیگ بھی تھا۔ اس عاجز کے قریبی رشتہ دار مگر دین کے سخت مخالف تھے اور ایک ان میں سے عداوت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اللہ جل شانہ ورسول اللہ ﷺ کو علانیہ گالیاں دیتا تھا اور اپنا مذہب دہریہ[1] رکھتا تھا اور یہ سب مجھ کو مکار خیال کرتے تھے اور نشان مانگتے تھے اور صوم وصلوٰۃ اور عقائد اسلام پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔'' (آئینہ کمالات ص۳۲۰، خزائن ج۵ص ۳۲۰) اور مرزا قادیانی پر مقدمہ کے ص۴ پر یہ رباعی اس خاندان کا حال بیان کر رہی ہے کہ ان کو لیڈر بننے کا کس قدر شوق تھا۔

یک قاطع نسل ویک مسیحائے زمان
یک مہتر لال بیگیان دوران
افتد چوگذر بقا دیانت گاہے
این خانہ تمام آفتاب است بدان

بابو صاحب عیسائی اور آریہ وغیرہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ آنحضرتؐ (توبہ نعوذ باللہ) آیات خود گھڑ لیتے تھے اور ان کا بذریعہ فرشتہ اپنے پر نازل ہونا بیان کرتے تھے اور جاہل عرب ان کے کہے کو سچا مان لیتے تھے۔ ان اعتراضوں کو کوئی صحیح سمجھتا تھا کوئی غلط۔ مگر غلط ماننے والوں کو مرزے نے عملاً کر کے دکھایا کہ تم تو جہالت کے زمانہ کی اس بات کو نہیں مانتے۔ میں اس تعلیم کے زمانہ میں بھی تمہیں وہی کچھ کر کے دکھا دیتا ہوں۔ میں قربان جاؤں ان علمائے دین کے جنہوں نے صاف صاف اس کو مفتری اور جھوٹا نبی ہونے کا فتویٰ دے کر عالم پر روشن کر دیا کہ مسلمان سچے اور جھوٹے نبی میں تمیز کر لینے کی قابلیت بھی رکھتے ہیں۔

[1] خدا کا شکر ہے کہ اس کو آپ جیسی کارروائی نہ سوجھی اور اس نے مخلوق کو مسلمان بن کر گمراہ نہ کیا۔ وہ آپ سے پہلے بخشا جائے گا۔ اگر آپ جیسے بخشے گئے۔

بابو صاحب اس نے نبی بننے کے لئے کیا کیا چالاکیاں کیں۔ ہمارے صدق وکذب جانچنے کے لئے ہماری پیشین گوئیاں معیار ہیں۔ معجزات یعنی کرتب نہیں۔ جانتا تھا کہ پیشین گوئیاں انسان عقل سے کرسکتا ہے۔ لیکن جب آپ کے عقلی ڈھکوسلے غلط ثابت ہونے لگے تو یہ عذرات تراشے:

۱...... ’’پیشین گوئیوں پر استعارات کا رنگ غالب ہوتا ہے۔‘‘
(نزول المسیح ص۴۰، خزائن ج۱۸ ص۴۱۸)

۲...... ’’اجتہادی غلطیاں انبیاء سے بھی ہوجاتی ہیں۔‘‘ (ازالہ ص۶۹۰، خزائن ج۳ ص۴۷۲)

۳...... ’’یہ کہنا کہ سچے نبیوں اور محدثوں کی تمام پیشین گوئیاں عوام کی نظر میں صفائی کے ساتھ پوری ہوتی ہیں، بالکل جھوٹ ہے۔‘‘ (کتاب البریہ ص۲۲، خزائن ج۱۳ ص۴۱)

۴...... ’’پیشین گوئیوں کے اوقات معینہ قطعی الدلالت نہیں ہوتے۔ بسا اوقات ان میں ایسے استعارات بھی ہوتے ہیں کہ دن بیان کئے جاتے ہیں اور ان سے برس مراد لئے جاتے ہیں۔‘‘ (ازالہ دوم ص۵۶۵، خزائن ج۳ ص۴۰۵)

۵...... ’’وعید کی پیشین گوئیوں کا پورا ہونا بموجب نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کے ضروری نہیں۔‘‘
(حقیقت الوحی ص۳۸۹، خزائن ج۲۲ ص۴۰۳)

۶...... ’’کبھی خدا وعدہ کر کے پورا نہیں بھی کرتا۔‘‘
(حقیقت الوحی ص۱۷۷، خزائن ج۲۲ ص۱۸۲ ملخص)

بابو صاحب اب سچی اور جھوٹی پیشین گوئیوں میں کوئی تمیز باقی رہ گئی؟ قہقہہ

بابو صاحب یہ مرزا (آئینہ کمالات ص۴۹۴، خزائن ج۵ ص۴۹۴) پر اپنے نشان لکھتا ہے کہ ’’میری سچائی کی صداقتوں میں سے ہے کہ خدا جل شانہ میری دعائیں قبول کرتا ہے۔ میرے قولوں فعلوں میں برکت دیتا ہے۔ میرے دوستوں کا دوست ہے اور دشمنوں کا دشمن اور لوگوں کی چھپی ہوئی باتوں کی مجھے خبر دیتا ہے۔‘‘ اب اس کی دعاؤں کا حال سن لیجئے۔

سال ۱۸۹۸ء میں جس کو آج ۲۴ سال ہوگئے۔ (ایام الصلح ص۱۰۱، خزائن ج۱۴ ص۳۳۹) پر اس نے لکھا کہ: ’’میں ہمیشہ پانچوں وقت کی نماز میں دعا کرتا ہوں کہ خداتعالیٰ اس بلا یعنی طاعون کو لوگوں کے سر سے ٹال دے۔‘‘ یہ کتاب اگست ۱۸۹۸ء سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔ مرزے کی تاریخ وفات ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء ہے۔ اس حساب سے یکم اگست ۱۸۹۸ء سے ۲۵؍مئی ۱۹۰۸ء تک مرزے نے معمولی طور نہیں۔ نمازوں میں ۱۷۹۲۰ سترہ ہزار نو سو بیس دفعہ دعا کی اور نتیجہ

معلوم۔ پس مرزے کے مستجاب الدعوات ہونے کو نہ ماننا گناہ عظیم ہے۔ کیونکہ یہ اس کا نشان (معجزہ) تھا۔

بابو صاحب آپ شاید یہ کہیں کہ مرزے نے طاعون کے رفع دفع ہونے کے لئے دعا تو بیشک کی۔ مگر خدا نے مرزے کو کچھ جواب تو نہیں دیا تھا۔ اب میں ایک ایسا قصہ سناتا ہوں کہ چودھویں صدی کا مسیح آدھا یا پونا حصہ دجال سے عہدہ برآ ہو کر اپنے خدا کے پاس فریادی گیا اور اس نے تسلی دی کہ میں اس کو آج سے پندرہ ماہ کے اندر ماروں گا۔ بشرطیکہ وہ عیسیٰ کو خدا کہنے یا اس کا بیٹا کہنے سے توبہ نہ کرے۔ بابو صاحب ہمارے مرزے کا دعویٰ تھا کہ میں مسیح اور مہدی ہوں اور دجال کے قتل کے لئے آیا ہوں۔ دجال پادری ہیں اور کلیں ایجاد کرنے والے اور متمول عیسائی اور قتل سے مراد ہے دلائل سے مغلوب کرنا۔ پادری آتھم صاحب کے ساتھ مباحثہ میں ہمارے مسیح موعود کو گویا دجال کے پونا حصہ سے مقابلہ کا اتفاق ہوا۔ پندرہ روز تک یہ مباحثہ جاری رہا۔ جب پونا حصہ دجال نے بھی آپ سے ہار نہ مانی تو آپ یوں گویا ہوئے:

’’آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں۔ تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے۔ اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب پیشین گوئی ظہور میں آئے گی۔ بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔

(پیشین گوئی یعنی جواب خداوندی ختم) اسی طرح پر جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے سو ’’الحمدللہ والمنت‘‘ کہ اگر یہ پیشین گوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظہور نہ فرماتی تو ہمارے یہ پندرہ دن ضائع گئے تھے۔ انسان ظالم کی عادت ہوتی ہے کہ باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتا اور باوجود سننے کے نہیں سنتا اور باوجود سمجھنے کے نہیں سمجھتا اور جرأت کرتا اور سوشوخی کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا ہے لیکن اب میں جانتا ہوں کہ فیصلہ کا وقت آ گیا۔ میں حیران تھا کہ اس بحث

میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا۔ معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں۔ اب یہ حقیقت کھلی کہ اس شان کے لئے تھا۔

میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی۔ یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ پھانسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین وآسمان ٹل جائیں مگر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔

بابو صاحب وقاضی صاحب ہمارا مرزا ہمیں کہہ چکا کہ نص آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ مواعید کی پیشین گوئیاں ٹل جاتی ہیں۔ کبھی خدا وعدہ کر کے پورا نہیں بھی کرتا۔ پھر کیا سبب ہے کہ یہاں ان قاعدوں کو توڑ کر اس وعید کی پیشین گوئی کی نسبت خدا کی قسم کھا کر کہہ رہا ہے کہ یہ ضرور پوری ہوں گی اور اس بات پر اس قدر زور دے رہا ہے کہ زمین آسمان ٹل جائیں گے۔ مگر خدا کا فرمانا نہ ٹلے گا اور یہ بھی کہہ رہا ہے کہ اگر یہ (وعید کی) پیشین گوئی پوری نہ ہو تو مجھے پھانسی دے دو اور یہ کرو اور وہ کرو۔ اپنے ہی اصول کے خلاف یہ تحدی کیوں؟ اس وقت نہ نصوص قرآن وحدیث مرزے کے ذہن میں ہیں۔ نہ حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ۔ نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام والے مرد مومن کا بیان نہ شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب کا قول کہ (استغفر اللہ) کبھی خدا وعدہ کر کے پورا نہیں بھی کرتا۔

بیوی...... بوڑھے ودائم المرض آتھم کے دل میں خوف ڈال کر اس کو پندرہ ماہ میں مار دینے کے لئے۔

نووارد...... آگے فرماتے ہیں: ''اب میں ڈپٹی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ نشان پورا ہوگیا۔ تو کیا یہ سب آپ کی منشاء کے موافق کامل پیشین گوئی اور خدا کی پیشین گوئی ٹھہری گی یا نہیں؟ اور رسول ﷺ کے سچے نبی ہونے کے بارہ میں جن کو اندرونہ بائیبل میں دجال کے لفظ سے آپ نامزد کرتے ہیں۔ محکم دلیل ہو جائے گی یا نہیں ہو جائے گی۔ اب اس سے زیادہ کیا لکھ سکتا ہوں کہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ اب ناحق ہنسی کی جگہ نہیں۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔''

(جنگ مقدس ص۱۸۸، ۱۹۰، خزائن ج۶ ص۲۹۰ تا ۲۹۳)

بیوی...... دیکھئے میری بات کی تصدیق۔ اتنا زور اسی لئے دیا گیا کہ اسے اس بات کا یقین ہو جائے گا۔ تو گویا وہ شرک سے یعنی سچے خدا کو چھوڑ کر عاجز انسان کو خدا بنانے سے توبہ کرے گا اور یا موت کے یقین سے پندرہ ماہ کے لمبے عرصہ میں ہلاک ہو جائے گا۔

قاضی صاحب...... کیا پادری عبداللہ آتھم ہمیشہ بیمار رہتا تھا اور بوڑھا تھا؟

نووارد...... جی ہاں! ایسا کہ ان مباحثہ کے دنوں میں بھی وہ کئی روز بیمار رہا اور عمر اس کی اس وقت ۶۰، ۷۰ سال کے درمیان تھی۔

قاضی صاحب...... اچھا مولوی صاحب پھر کیا ہوا؟

نووارد...... قاضی صاحب پھر یہ ہوا کہ پادری آتھم صاحب نے مرزے کے اس الہام کو بالکل جھوٹا اور خود گھڑا ہوا سمجھا ہاں اس بات کی کہ مرزا ان کو کسی مرید کے ذریعہ اپنا الہام سچا ثابت کرنے کے لئے مروا نہ دے۔ انہوں نے یہ احتیاط کی کہ مرزے اور مرزائیوں سے غائب اور دور فاصلوں پر رہے اور نقل مکانی کرتے رہے اور مخلوق خدا نے اس الہام کے نتیجہ کا بڑے شوق سے انتظار شروع کیا اور جب ۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء کی شام کو یہ میعاد پندرہ ماہ خدا نے بخیر وخوبی ختم کر دی تو اگلے دن پادری عبداللہ آتھم دجال کی ذلت اور مرزا قادیانی مسیح موعود کی عزت حسب پیشین گوئی ان کے خدا کے اس طرح ہوئی کہ اس دن عیسائیوں نے پادری آتھم کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر ہاتھی پر سوار کر کے ان کا جلوس نکالا اور کل ہندوستان کے عیسائیوں نے مرزے کا ایک بروز بنا کر اس کا منہ کالا کر کے اور اس کے گلے میں رسی ڈال کر اسے ریچھ کی طرح نچایا اور اس کے ساتھ کچھ شعر بھی پڑھے گئے۔ دیکھو (ص۲۸، ۱۳۰ الہامات مرزا) ان میں سے چند بطور نمونہ یہ ہیں:

ارے سن او، رسول قادیانی

لعین و بے حیا شیطان ثانی\
نچاوے ریچھ کو جیسے قلندر\
یہ کہہ کہہ کر تیری مر جائے نانی\
نچاویں تجھ کو بھی اک ناچ ایسا\
یہی ہے اب مصمم دل میں ٹھانی

بابو صاحب...... مولوی صاحب یہ پادری آتھم صاحب کب فوت ہوئے؟

نووارد...... ۲۷؍جولائی ۱۸۹۶ء مقام فیروز پور مرزا قادیانی کی عمر میں۔

نووارد...... بابو صاحب اب آپ نے مرزے کی قبول شدہ دعا کا حال دیکھ لیا اور دعا بھی عیسیٰ اور

دجال کے درمیان جنگ میں مگراب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا اگر اپنے اس قول میں جھوٹا نہیں تھا کہ قتل دجال سے مراد تلوار یا نیزہ سے قتل کرنا نہیں بلکہ اس سے مراد ہے دلائل وحجج سے اس پر غالب آنا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آریاؤں سے ٹکر لگائی۔ تو اپنے خدا کے پاس پہنچا اور پنڈت لیکھرام کے قتل کا پروانہ لکھوا دیا اور پادریوں (بقول خود دجال) سے مباحثہ ہوا۔ تو اپنے خدا کے پاس فریادی بھاگا گیا اور دجال کے قتل (موت قبل از اجل) کا حکم حاصل کرلایا۔

لطیفہ...... کہتے ہیں کہ کسی شخص کے گھر میں ایک چور داخل ہوا۔ اسباب چوری کر کے اپنے کمبل میں باندھ رہا تھا کہ مالک مکان بیدار ہو گیا۔ چور یہ دیکھ کر بھاگ پڑا۔ مالک مکان نے اس کا پیچھا کیا۔ اب آگے آگے چور اور پیچھے پیچھے مالک مکان۔ کہ کہتا جاتا ہے کہ لوگو دوڑو پکڑو چور چور ہے۔ چور غصہ میں آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ او بے شرم! چار روپے کا کمبل میرا تیرے گھر رہ گیا۔ ابھی چور میں ہوں؟ غضب خدا کا مرزا قادیانی عیسائیوں سے بحث کرتے ہیں تو ان کے قتل کا حکم حاصل کرتے ہیں۔ آریہ سے ٹکر لگاتے ہیں۔ تو اس کے قتل کا پروانہ لاتے ہیں۔ علماء اسلام سے تنگ آتے ہیں تو ان کی موت اور ذلت کے الہام دھڑا دھڑ اتارتے ہیں۔ کوئی انہیں دختر نہیں دیتا تو اس کی اور اس کے داماد کی موت کے الہام اترتے آتے ہیں۔ طاعون کے قتل عام کو اپنی دعاؤں کا اثر بتاتے ہیں۔ شکر اللہ میری بھی آہیں نہیں خالی گئیں۔ کچھ بنیں طاعون کی صورت کچھ زلازل کے بخار اور سرکار کو کہتے ہیں کہ یہ مسلمان مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ ایک خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ بابو صاحب کوئی مہدی بلا تمیز ہندو، مسلمان، بلا تمیز نیک و بد عورت و مرد، بلا تمیز بوڑھا جوان اتنے خون کرے گا جتنے اس مرزے نے خدا سے طاعون اور زلزلے مانگ کر کرا دیئے۔

قاضی صاحب کسی شاعر نے کہا ہے:

ہوں میں حرف درد جس پہلو سے الٹو درد ہے

اس مرزے کو بھی جس پہلو سے الٹو جھوٹا ہی جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ بابو صاحب آپ کے مکان کی چھت نئی ہے یا پرانی؟

بابو صاحب...... ہنس کر۔ اجی چھت ہے تو مضبوط مگر ان آسمان پھاڑنے والے جھوٹوں کی کہاں تاب لائے گی۔

نو وارد...... بابو صاحب مرزے کے دہلی والے خسر نے اس کی شان میں ایک قصیدہ کہا ہے۔ اگرچہ اس کا ایک ایک شعر قصہ طلب ہے۔ مگر تاہم لطف سے خالی نہ ہوگا۔

قاضی صاحب...... بابو صاحب قصیدہ ضرور سنا دیں۔ خاص کر گھر کے بھیدی کا۔

نو وارد...... اچھا سنئے!

ہے کہیں نوٹس بزرگی کا لگا / آؤ لوگو ہم پہ ہے فضل خدا
ہو ہمارے فضل میں تم بھی شریک / ہم تمہیں دیں فیض تم دوگے بھیک
مال ودولت اور بیٹے پاؤ گے / گر بجاخدمت ہماری لاؤ گے
تم پھلو پھولو گے دشمن ہوں گے خار / تم پہ رحمت ان پہ ہوگی حق کی مار
مال جو دے وہ مرید خاص ہے / اس کے دل میں بالخصوص اخلاص ہے
جو نہ دے کچھ مال وہ کیسا مرید / شمر اس کو جان لو یا ہے یزید
ہے مریدی واسطے پیسوں کے اب / ہائے دنیا میں پڑا کیسا غضب
ہرگھڑی ہے مال داروں کی تلاش / تاکہ حاصل ہو کہیں وجہ معاش
قرض سے ایک دفعہ ہو جاوے نجات / گو ملے صدقہ کہ مل جاوے زکوٰۃ
ہو یتیموں ہی کا یارانڈوں کا ہو / رنڈیوں کا مال یابھانڈوں کا ہو
کچھ نہیں تفتیش سے ان کو غرض / حرص کا ہے اس قدر ان کو مرض
آج کل مکار ایسے پیر ہیں / ان کے حال و قال بے تاثیر ہیں
اور کہیں تصنیف کے ہیں اشتہار / یہ بھی لوگوں نے کیاہے روزگار
پیشگی قیمت مگر لیتے ہیں وہ / خلق کو اس طرح دم دیتے ہیں وہ
بعض کھا جاتے ہیں قیمت سب کی سب / اس طرح کا پڑ گیا یارو غضب
قیمتیں کھا کر نہیں لیتے ڈکار / جیسے آتا تھا کہیں ان کا ادھار
جو کوئی مانگے وہ بے ایمان ہے / وہ بڑا ملعون اورشیطان ہے
بدگمانی کا اسے آزار ہے / سارے بدبختوں کا وہ سردار ہے
ایک تو پلے سے اس نے زر دیا / دوسرے بدنام اپنے کو کیا
کھاگیا جو مال وہ اچھا رہا / کچھ گھٹا اس کا نہ ہرگز اتقا
بدمعاش اب نیک از حد بن گئے / بو مسیلم آج احمد بن گئے
عیسٰی دوران بنے دجال ہیں / ہر طرف ڈالے انہوں نے جال ہیں
ظاہری افعال ان کے نیک ہیں / سارے عالم میں وہ گویا ایک ہیں
عالم وصوفی ہیں اورشب خیز ہیں / مال پر لوگوں کے دنداں تیز ہیں
ہر طرح سے مال ہیں وہ نوچتے / ہیں یہی تدبیر ہر دم سوچتے

جس طرح ہو مال کچھ کھا جایئے
کچھ نیا اب شعبدہ دکھلایئے
ہو کوئی کیسا ہی گرچہ بدمعاش
میوۂ زر کی وہ دے دے ان کو قاش
پھر تو وہ مقبول رحماں ہے ضرور
ان کے دل کو اس نے پہنچایا سرور
متقی ان کو نہ دے تو ہے شقی
جو شقی دے ان کو وہ ہے متقی
ہیں امیروں سے بڑھاتے میل جول
کر کے تعریفیں اڑا لیتے ہیں مول
جو کوئی دے ہاتھ کر دیں گے دراز
اس قدر ہے ان کے دل میں حرص و آز
ہیں امیر اور لیتے ہیں صدقہ زکوٰۃ
دین داری کی نہیں ہے کوئی بات
علم ہے دنیا کمانے کے لئے
دولت دنیا ہے کھانے کے لئے
دل میں اپنے منفعل ہوتے نہیں
ہنستے رہتے ہیں کبھی روتے نہیں
غیظ میں بدمست ہو جاتے ہیں وہ
اپنی چالاکی پر اتراتے ہیں وہ
اپنی تعریفوں سے بھرتے ہیں کتاب
آیت قرآن ہیں گویا ان کے خواب

قاضی صاحب یہ نظم مسدس حالی کی طرح تمام صحیح قصوں اور روایتوں سے پر ہے اور جب تک وہ قصے معلوم نہ ہوں اس کا پورا لطف نہیں آ سکتا۔ الذکر الحکیم کے ص۲۷ پر ڈاکٹر صاحب نے کچھ تھوڑی سے باتوں پر روشنی ڈالی ہے۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب یہ تو گھر کے بھیدی نے لنکا ڈھادی۔ آپ نے جو جو اعتراض مرزے پر کئے ہیں۔ اس نظم نے ان کی تصدیق کر دی۔ یہ نظم میں مقبول کو حفظ کراؤں گا۔

بابو صاحب...... مولوی صاحب کیا پادری آتھم والا قصہ آپ ختم کر بیٹھے؟

نووارد...... بابو صاحب اس پر میں کچھ اور بھی بیان کرتا ہوں۔ مگر اسے جتنا بھی چھانو گے کرکلا ہے۔ سنئے! مرزے کے دعوے یہ تھے:

۱...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا عقیدہ غلط ہے۔ لیکن

۲...... عیسیٰ کے آنے کا قصہ ایسا صحیح ہے کہ اس کا نہ ماننا انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود نہیں آئیں گے۔ ان کی خو بو پر کوئی آئے گا۔

۳...... وہ آنے والا مسیح میں آ گیا۔ جو مجھے نہ مانے وہ کافر ہے۔

احادیث میں جو آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آ کر دجال کو قتل کریں گے۔ سو

۴...... ’’دجال سے مراد پادریوں کا گروہ۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۴۹۶، خزائن ج۳ ص۳۹۶) کلیں ایجاد کرنے والی قوم اور متمول اشخاص ہیں۔

۵...... قتل سے مراد دلائل وحجج سے ان کی صف کو پامال کرنا ہے اور ان کو ساکت کرنا ہے۔

۶...... میں الہام خداوندی سے مشرف ہوں۔

۷...... ’’میں قریباً ہر روز خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوتا ہوں۔‘‘

(چشمہ مسیحی ص۱۹، خزائن ج۲۰ ص۳۵۱)

۸...... ’’میں اپنے الہامات اور وحی کو بخدا قرآن کی طرح خطا سے پاک سمجھتا ہوں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۲۲۰)

۹...... ’’میرے صدق وکذب کا معیار میری پیشین گوئیاں ہیں۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۸، خزائن ج۵ ص ایضاً)

جو الہام سے کی جاتی ہیں۔

۱۰...... ’’میں اس معنے سے نبی ہوں کہ غیب کی خبر پاکر اس سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۰۹)

اب ہم مرزے کے سچے یا جھوٹے ہونے کا امتحان کرتے ہیں اور تنگ نظری سے نہیں بلکہ بڑی کشادہ دلی سے۔ وہ اس طرح کہ ان گیارہ باتوں میں سے آخری نو باتیں یا ان میں سے کوئی ایک سچی ثابت ہوگئی تو ہم مرزا کی پہلی دو باتیں بھی سچی مان لیں گے اور اگر وہ نو کی نو جھوٹی ہیں تو اس کی پہلی دو باتوں کو صحیح ماننا لعنتی بننا ہے۔

پادری آتھم کے ساتھ مرزے کا یہ مباحثہ بقول اس کے مسیح ودجال کی جنگ تھی اور یہ کیسا جنگ تھا۔ اس مسیح کا جس کا انتظار چودہ سو سال سے کرتے کرتے مسلمانوں کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور عرب تک کے مسلمان خوشی سے اچھلنے لگے تھے کہ مہدی پیدا ہوگیا۔ یہ کس کی جنگ تھی۔ جس کو خدا نے اپنا منہ بولا بیٹا بنایا۔ یہ کس کی جنگ تھی۔ یہ کس کی جنگ تھی اس اپنے خلیفہ کا جس کو خدا نے ایک دن بلاکر جہاں کے تمام اگلے پچھلے حالات سے مطلع کردیا تھی۔ یہ کس کے ساتھ جنگ تھا۔ دجال کے ساتھ؟

دجال کس کو کہتے ہیں؟ ’’یہ لوگ جو پادریانہ مشرب رکھتے ہیں۔ اکثر وہ جھوٹ کے پتلے اور نجاست خوری کے کیڑے ہیں۔‘‘ (انجام آتھم ص۱۷، خزائن ج۱۱ ص۱۷) ان کا خدا کون ہے؟ ایک کمزور انسان اس جنگ کا نام کیا ہے؟ جنگ مقدس۔ اس جنگ کا نتیجہ کیا ہونا تھا؟

کسر صلیب جس کے واسطے خدا نے اپنے منہ بولے بیٹے کو بھیجا تھا اور جو اس کا مشن تھا۔ اس کے خدا نے اسے کیا بتایا تھا؟ جب یہ اپنے خدا کے فریادی گیا تو اس نے اس کے آنسو یوں پونچھے کہ جاؤ۔ اگر دجال خدا کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کو خدا بنانے سے توبہ نہ کرے گا۔ تو ہم ان ہزاروں میں سے ایک کو پندرہ ماہ تک کوئی داؤ لگا کر ماردیں گے۔ سردست ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کی عمر کے کئی سال باقی ہیں۔ اچھا اگر وہ پندرہ ماہ میں مرجاتا تو کیا ہوتا؟

مرزے کا خبر دینے والا خدا اور عالم الغیب ثابت ہوتا۔ مسلمانوں میں فرقہ ناجیہ کا پتہ چل جاتا اور خدا کا منہ بولا بیٹا بننے والے کی بےعزتی نہ ہوگی۔ دیکھو یہ خدا کا منہ بولا بیٹا (استفتاء ص۱۹، خزائن ج۱۲ ص۱۲۷) پر لکھتا ہے: ’’چنانچہ سب سے پہلے امرتسر میں انہوں نے محض سفلہ پن کی راہ میں خلاف واقعہ شور مچایا۔ گلی کوچہ میں آتھم کو ساتھ لے کر وہ زبان درازیاں کیں کہ جیسے انگریزی عملداری اس ملک میں آئی ہے۔ اس کی نظیر کسی وقت میں پائی نہیں جاتی اور صرف اسی پر اکتفا نہیں تھی۔ بلکہ پشاور سے لے کر بمبئی، کلکتہ، الہ آباد وغیرہ میں۔‘‘ الخ!

بابو صاحب...... (ہنسی روک کر) اجی کہہ رہا ہے کہ مرزے نے جو لکھا ہے کہ میں حیران تھا کہ اس مباحثہ میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا۔ تو یہ حیرت مرزے کی ۶؍ستمبر کو رفع ہوگئی ہوگی؟

نووارد...... اچھا بابو صاحب اب جبکہ اس مسیح کو اپنے ہی قرارداد دجال کے مقابلہ میں ایسی ذلت نصیب ہوئی کہ عمل داری سرکاری میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ تو فرمائیے کہ اس کی گیارہ پچھلی یا پچھلی نو باتوں میں سے کون سی صحیح ثابت ہوئی۔

بابو صاحب...... ایک بھی نہیں۔

نووارد...... غریب مسلمانوں نے اس پہلوان کو دودھ اور ملائیاں کھلا کھلا کر پالا اور پہلے ہی اکھاڑہ میں چاروں شانے چت کر گیا۔ اگرچہ کمر کی مٹی پونچھ کر اس نے اپنے ساتھیوں کی آنکھوں میں ڈال دی کہ میری پیٹھ نہیں لگی مگر غیر جانبدار ہزارہا اس کشتی کو دیکھ رہے تھے۔ وہ کس طرح مانتے؟

قاضی صاحب...... یہ کس طرح؟

نووارد...... اجی چند روز تک تو شرمندگی اور رنج کے مارے گھر سے باہر نہ نکلا۔ آخر نکلا تو اس کی یہ تاویلات سوچ کر نکلا۔ یعنی کبھی کہا کہ آتھم نے عین مباحثہ میں قریباً ستر آدمیوں کے سامنے اپنا کان پکڑ کر زبان باہر نکال دی تھی کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو اپنی کتاب میں دجال نہیں لکھا۔ یہی اس کی توبہ تھی۔ اس پر خدا نے اسے مہلت دے دی۔ قاضی صاحب میعاد پندرہ ماہ گزر جانے کے بعد ایسا کہنا کیسا نامعقول عذر ہے اور ایمانداری سے کس قدر دور؟

اول تو الہام میں آنحضرت ﷺ کا کچھ ذکر ہی نہیں۔ دوم اگر بات یہی تھی تو جب اس نے توبہ کی تھی تو اسی وقت بھری محفل میں کھڑے ہو کر پکار کر کہہ دینا تھا کہ لوگو! پادری صاحب نے توبہ کر لی ہے۔ اب پندرہ ماہ میں اس کی موت کے منتظر نہ رہنا یا پندرہ ماہ کے اندر اندر اپنے خدا سے جو قریباً ہر روز آپ سے باتیں کرتا تھا۔ پوچھ لینا تھا کہ اس نے تو توبہ کر لی ہے۔ اب اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ جو حکم وہ دیتا وہ چھاپ کر مشتہر کر دیتے۔ یہ کیا کارروائی کہ پندرہ ماہ تک تو اکڑے رہے اور اپنے دوستوں کے منع کرنے سے بھی منع نہ ہوئے۔ نہ ان کے سمجھائے سے سمجھے اور یہی کہتے رہے کہ وہ ضرور مرے گا اور جب پندرہ ماہ گزر گئے تو اب لوگوں کو بتانے لگے کہ اس نے توبہ کر لی تھی۔ یہ کر لیا تھا۔ وہ کر لیا تھا۔

کبھی کہا کہ پادری آتھم دل میں ڈر گیا تھا۔ اس لئے خدا نے اس کو مہلت دے دی۔

اس کا جواب اگرچہ پادری صاحبان بہت عمدہ طور پر مرزے کو دے چکے اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے رسالہ الہامات مرزا میں اس مضمون میں جان ڈال دی ہے۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ پادری آتھم کس سے ڈر گئے؟ اگر خدا سے ڈرتے تو مرزے کے ہاتھ پر آ کر بیعت کرتے نہ کہ مرزے امام الزمان سے کوسوں بھاگتے۔ اگر موت سے ڈرتے تو مرزے کا الہام سچا ہو جاتا اور ۶۴ سال کا بوڑھا ہمیشہ بیمار رہنے والا اس غم سے پندرہ ماہ میں ضرور ہلاک ہو جاتا۔

اگر یہ کہا جاوے کہ پادری صاحب موت سے ڈر گیا تھا۔ تو اس کے خدا نے اس پر رحم کھا کر اپنا حکم منسوخ کر دیا۔ تو یہ بالکل غلط۔ موت سے ڈرنے والے کو نہ دنیا نے کبھی پسند کیا نہ خدا نے۔ نہ اس کے رسولؐ نے۔ تمام قرآن موت سے نہ ڈرنے والے بہادروں کی تعریفوں سے پُر ہے اور موت سے ڈرنے والوں کو خدا مثلاً پ ۵ ع ۸ میں فرماتا ہے: ''کہ تم موت کے ڈر سے پکے پکے گنبدوں میں جا چھپو تب بھی تمہیں موت پا لے گی۔''

گویا موت سے ڈرنے کو خدا ایک فعل لغو قرار دیتا ہے۔ یہ عجب تماشہ ہے کہ ایک شخص خدا کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کو خدا بناتا ہے۔ خدا کا منہ بولا بیٹا یہ شکایت لے کر اس کے پاس فریادی جاتا ہے۔ تو وہ فرماتا ہے کہ اچھا اگر اس نے اس بات سے توبہ نہ کی تو ہم اگرچہ وہ مباحثہ میں بارہ تیرہ روز ہی حاضر رہا ہے۔ لیکن یہ پندرہ دن مباحثہ کے اسی کی گردن پر تھوپ کے پندرہ دن کے حساب سے پندرہ ماہ کے اندر اس کی روح کو قبض کر لیں گے۔ لیکن جب وہ علاوہ مشرک ہونے کے بزدل اور موت سے ڈرنے والا بھی ثابت ہوتا ہے۔ تو خدا خفیہ طور پر اس کو معاف کر دیتا ہے اور بیٹے سے ذکر تک نہیں کرتا کہ میں نے اس کو بزدلی دکھانے کی وجہ سے معاف

کردیا ہے۔اب تم اس کے خون کے پیاسے نہ رہو۔

اگر کوئی شخص موت کے خوف سے فریضہ حج ادا نہ کرے۔تو کیا خدا اس کے اس خوف کرنے سے اس کی عمر بڑھا دے گا۔یا اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔خدا کے واسطے کوئی مرزائی ہمیں یہ تو بتادے کہ پادری آتھم صاحب کس سے ڈر گئے تھے؟

قاضی صاحب ان لغو تاویلات کے قصہ کو چھوڑ کر میں آپ کو مرزے کے (ضرورۃ الامام ص۶، خزائن ج۱۳ص۴۷۷) کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ جہاں وہ امام الزمان کس کو کہتے ہیں کی مد میں لکھتا ہے: ’’جس شخص کی روحانی تربیت کا خدا تعالیٰ متولی ہو کر اس کی فطرت میں ایسی امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے کہ وہ سارے جہان کے معقولیوں اور فلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں مباحثہ کر کے ان کو مغلوب کر لیتا ہے۔ وہ ہر ایک قسم کے دقیق در دقیق اعتراضات کا خدا سے قوت پا کر عمدگی سے جواب دیتا ہے کہ آخر ماننا پڑتا ہے کہ اس کی فطرت دنیا کی اصلاح کا پورا سامان لے کر اس مسافر خانہ میں آئی ہے۔‘‘

اب اس مباحثہ میں اس امام الزمان کے جوابات کا حال سنئے: ’’قرآن شریف کے پ۱۶ع۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ترجمہ: حضرت مریم بولیں۔ میرے ہاں کیسے لڑکا ہو سکتا ہے؟ حالانکہ نہ تو نکاح کے طور پر مجھ کو کسی مرد نے چھوا اور نہ کبھی میں بدکار رہی۔جبرائیل نے کہا جیسا میں کہتا ہوں ایسا ہی ہوگا۔تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تمہارے ہاں بے باپ کے لڑکا پیدا کرنا ہم پر آسان اور اس کے پیدا کرنے کی غرض یہ ہے کہ لوگوں کے لئے ہم اپنی قدرت کی ایک نشانی قرار دیں۔‘‘

اس مباحثہ میں پادری آتھم صاحب نے مرزے سے پوچھا کہ مسیح کی پیدائش معجزہ ہی تھی یا نہیں؟ تو متواتر کئی پرچوں میں مرزے نے اس کا جواب کچھ نہ دیا۔لیکن جب پادری صاحب نے پیچھا نہ چھوڑا اور ہر پرچہ میں اس کی طرف توجہ دلائی اور جواب مانگا تو مرزا قادیانی لکھتا ہے: ’’مسیح کا بن باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام ماں اور باپ دونوں نہیں رکھتے تھے۔اب قریب برسات آتی ہے۔ضرور باہر جا کر دیکھیں کہ کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔‘‘ (جنگ مقدس ص۱۸۰، خزائن ج۶ص۲۸۰،۲۸۱)

قاضی صاحب یہ تو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اس جواب میں مرزا قرآن اور اسلام سے باہر نکل گیا۔اب میں اس کے فلسفہ کا حال آپ پر منکشف کرتا ہوں۔ جس زمانہ میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔اس زمانہ میں کل حیوان مثلاً گائے بھینس، ہاتھی، گدھا، گھوڑا، اونٹ،

بھیڑ، بکری، شیر، چیتا، گیدڑ، لومڑی غرضیکہ درند، چرند، پرند بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام کے بغیر ماں باپ کے پیدا ہونے کو ہم کچھ بھی خصوصیت نہیں دے سکتے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے ایسے زمانہ میں پیدا کیا جب سلسلہ ترقی جنس کا ماں اور باپ دونوں کے ذریعے جاری تھا۔ پس مرزے کا حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ عجیب کہنا بالکل لغو ہوا۔ مزید برآں برسات کے کیڑوں کی پیدائش بھی نظیر ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی۔

بابو صاحب...... جزاک اللہ لیجئے اب ہاتھ دھو لیجئے۔

نووارد...... جناب پہلے دھوئیں۔

بابو صاحب...... دھویئے دھویئے تکلف نہ کیجئے۔ نہیں تو ریل چلی جائے گی۔

نووارد...... قاضی صاحب آپ۔

قاضی صاحب...... نہ صاحب آپ دھوئیں۔

نووارد...... اچھا تو پھر الامر فوق الادب کھانے پر بیٹھ کر قاضی صاحب مولوی صاحب ضرورۃ الامام میں تو مرزے نے بڑی ڈینگ ماری کہ امام الزمان ایسا ہوتا ہے۔ ایسا ہوتا ہے۔ فلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں مباحثہ کر کے ان کو مغلوب کر لیتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ پادری آتھم کے اس ایک سوال کے جواب میں اس نے اول کمزوری دکھائی کہ جواب نہ دیا۔ جواب دینے پر مجبور کیا گیا تو صاف قرآن اور اسلام سے باہر نکل گیا۔ یعنی خدا تو فرماتا ہے کہ ہم اس کو اس لئے بغیر باپ کے پیدا کرتے ہیں کہ اس کو اپنی قدرت کی نشانی قرار دیں اور مرزا کہتا ہے کہ میری نگاہ میں یہ کچھ عجوبہ ہی نہیں ہے۔

سوم حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے اغرب قرار دینے میں اس نے فلسفہ کا خون کر دیا۔ مولوی صاحب جنگ مقدس کے اس سوال و جواب نے بڑا لطف دیا۔ کم از کم اسی قسم کا ایک سوال وجواب تو اور بیان کریں تاکہ مرزے کے امام الزمان ہونے کی قلعی کھل جائے۔

نووارد...... اچھا قاضی صاحب اگر آپ کی یہی خواہش ہے کہ اس جنگ مقدس یعنی مسیح موعود اور اس کے پونے حصہ دجال کے درمیان جنگ کے ضربات اور جوابات کی کوئی اور مثال بھی سنیں تو سنئے! مگر تگڑے ہو کر۔ ایسا نہ ہو کہ فلسفہ کے نشہ سے آپ متوالے ہو جائیں۔

سوال منجانب پادری صاحبان...... ’’جہاں چھ ماہ تک سورج نہیں چڑھتا۔ روزہ کیونکر رکھیں۔‘‘

(جنگ مقدس ص۱۷۷، خزائن ج۶ ص۲۷۷)

جواب منجانب مسیح موعود (امام الزمان)...... ’’اگر ہم نے لوگوں کی طاقتوں پر ان کی طاقتوں کو قیاس کرنا ہے۔ تو انسانی قویٰ کی جڑ جو حمل کا زمانہ ہے۔ مطابق کر کے دکھلانا چاہئے۔ پس ہمارے حساب کی اگر پابندی لازم ہے تو ان بلاؤں میں صرف ڈیڑھ دن میں حمل ہونا چاہئے۔ اگر ان کے حساب کی تو دو سو چھیاسٹھ برس تک بچہ پیٹ میں رہنا چاہئے اور یہ ثبوت آپ کے ذمہ ہے۔ حمل صرف ڈیڑھ دن تک رہتا ہے۔ لیکن دو سو چھیاسٹھ برس تک بچہ پیٹ میں رہنا چاہے اور یہ ثبوت آپ کے ذمہ ہے۔ حمل صرف ڈیڑھ دن تک رہتا ہے۔ لیکن دو سو چھیاسٹھ برس کی حالت میں یہ تو مانناؔ[1] کچھ بعید از قیاس نہیں کہ وہ چھ ماہ تک روزہ بھی رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دن کی یہی مقدار ہے اور اس[2] کے مطابق ان کے قویٰ بھی ہیں۔‘‘

قاضی صاحب...... لاحول ولاقوۃ۔ لاحول ولاقوۃ سوال یہ کہ قرآن سے ثابت ہے کہ روزہ طلوع آفتاب سے پہلے جو صبح صادق ہوتی ہے۔ اس وقت سے رکھنا چاہئے اور اس کو رات پڑ جانے تک تمام کرنا چاہئے۔ پس جس ملک میں چھ ماہ تک سورج نظر نہ آوے۔ یا چھ ماہ تک وہ غروب نہ ہو۔ تو وہاں روزہ کس طرح رکھا جاوے اور جواب یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کے دن اور رات چھ چھ ماہ کے ہیں۔ تو وہاں کے لوگ اپنی ماں کے پیٹ میں بجائے نو مہینے کے دو سو چھیاسٹھ برس رہتے ہوں گے اور چونکہ بچہ جس قدر زیادہ مدت اپنی ماں کے پیٹ میں رہے گا۔ اسی قدر اس کے قویٰ مضبوط ہوں گے۔ اس لئے اس ملک کے لوگ چھ ماہ تک بھوک، پیاس بھی برداشت کر سکیں گے۔ اس جواب میں تو امام الزمان نے کمال کر دکھایا۔ مولوی صاحب مرزے کے امام الزمان اور مسیح ہونے میں اب مجھے ایک رتی برابر بھی شک نہ رہا۔ آپ کھانے کی طرف متوجہ ہوں۔

بابو صاحب...... حق بات یہ ہے کہ مرزے سے اس سوال کا جواب بن نہیں پڑا۔ اس لئے اس نے ایک ایسا لایعقل جواب انہیں دیا کہ مرزے کے حواریوں کی طرح جن میں گریجویٹ بھی تھے۔ پادری صاحبان بھی حیران رہ جاویں نہ اس جواب کو سمجھیں نہ جواب الجواب اب دے سکیں۔

[1] یہ بھی وہی ہوئی کہ پر کوئی مجھ کو تو سمجھاوے کہ سمجھاویں گے کیا؟

[2] مرزا قادیانی کے خیال میں وہاں راون آباد ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

نو وارد...... بابو صاحب مرزے کے حواری خاص کر مولوی محمد علی صاحب تو سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ جواب محض دفع الوقتی ہے۔ مگر انہوں نے اس بھروسہ پر اسے تحریر میں آنے دیا کہ پادری صاحبان کے پلے کچھ نہیں پڑے گا۔

قاضی صاحب...... اجی کچھ بھی ہو۔ جواب نہایت نامعقول ہے۔ نامعقول ہے۔ نامعقول ہے۔

نو وارد...... قاضی صاحب نامعقولیت کی بھی کوئی حد ہونی چاہئے۔ یہ جواب صاف کہہ رہا ہے کہ مرزا علم جغرافیہ سے مس نہیں رکھتا تھا۔ اس نے چھ مہینے کے دن سے یہ سمجھا کہ ان کا سورج چھ مہینے تک ان کے سامنے کھڑا رہتا ہے یا ان کے مشرق ومغرب تک کا فاصلہ چھ ماہ میں طے کرتا ہے۔ اگر اس غریب کو یہ خبر ہوتی کہ اس ملک میں بھی سورج مشرق سے مغرب تک اور پھر مغرب سے مشرق تک ۲۴ گھنٹوں میں ہی جاتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہمارے ملک میں وہ مغرب سے مشرق کو جاتا ہوا ہماری نظر سے پنہاں ہوکر گزرتا ہے اور اس ملک میں واپسی کی حالت میں بھی وہ ان کو نظر آتا رہتا ہے۔

یعنی ان کے سر پر وہ ایک گول چکر لگاتا ہے اور اس دائرہ کو وہ ۲۴ گھنٹوں میں تمام کرتا ہے۔ تو وہ ہرگز ہرگز ڈیڑھ دن یا ۲۶۶ برس کی الجھن میں نہ پھنستا۔ کیونکہ سورج کی چوبیس گھنٹہ کی رفتار کے حساب سے جب ہمارے چھ مہینے گزریں گے۔ تو اس کے بھی چھ مہینے ہی گزریں گے۔ قاضی صاحب غضب خدا کا اس جنگ مقدس کے اخیر میں مرزائیوں نے اس کی تعریف کرتے کرتے لکھا ہے کہ واعظین ردنصاریٰ کے لئے یہ کتاب بطور قطب نما ہے۔ اسلامی انجمنوں اور اسلامی مدرسوں میں اس کی اشاعت بطور درسی کتاب ہونی چاہئے۔ قہقہہ۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب قطب نما کی جگہ قطبین نما ہوتا تو اچھا تھا۔ کیونکہ اس کتاب نے قطبوں میں بچوں کے پیٹ میں رہنے کی مدت پر بڑی روشنی ڈالی ہے۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد:

قاضی صاحب...... مولانا اگر کوئی پادری صاحب آپ سے یہ سوال کرے تو آپ کیا جواب دیں گے؟

نو وارد...... بھائی میں تو یہ کہوں کہ ہمارے خدائے عزوجل نے جہاں مذہب اسلام کو عالمگیر بنایا۔ وہاں کمال دوراندیشی سے یہ بھی فرمایا کہ ”لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا“ ﴿جو بات ہم کمزور انسان نہیں کرسکتے۔ اس کی ہم سے بازپرس بھی نہیں۔﴾

روزہ رکھنے کے لئے شرط ہے کہ ماہ رمضان کا چاند دیکھنا۔ اگر کوئی عیسائی صاحب رمضان المبارک کا چاند ہمیں وہاں دکھادیں گے۔ تو ہم گھڑی کے حساب سے وہاں روزہ رکھ لیں گے۔ موٹا حساب روزہ رکھنے کا نہ سہی۔ قاضی جی عیسائیوں کے قانون کے رو سے اقدام خودکشی کے لئے تو سزا ہے۔ مگر ارتکاب خودکشی کے لئے کوئی سزا نہیں۔ یہ کیوں؟ مجبوری۔ سزا عمل میں نہیں لائی جاسکتی۔ عجب ہے کہ قطب میں آباد تو جا کر ہوں عیسائی آٹھویں دن اتوار با تو ار گرجا گھر جانے والے اور یہ سوال ہو مسلمانوں سے۔ جو قیامت تک بھی ایسے ملک کی طرف رخ کرنے والے نہیں۔ جہاں وہ اپنا نماز روزہ نہ کر سکیں۔

حاضرین آفرین آفرین۔ نہایت معقول۔ ایسا ہی معقول جیسا امام الزمان کا نامعقول۔

نووارد...... صاحبان بے ادبی معاف ہو میرا جواب ہرگز ہرگز ایسا معقول نہیں۔ جیسا امام الزمان کا نامعقول تھا۔ قہقہہ۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب میرے لئے تو اس بھرے ہوئے پیٹ کے ساتھ اب مکان جانا مشکل ہے۔ بہتر ہے کہ دوپہر یہیں کاٹیں۔

بیوی...... اجی آپ جاویں بھی تو آپ کو جانے کون دے گا؟ گاموں یہ کھانا مہترانی کو دے کہ جھٹ پٹ کھا کے پنکھا کھینچنا شروع کرے۔ قاضی صاحب میرے آنے تک کوئی مضمون شروع نہ ہو۔

نووارد...... نہیں جی ایسا نہیں ہوگا۔ بابو صاحب آپ کے مولوی صاحب ابن مریم مرگیا حق کی قسم تو اس وقت تک نہ آئے۔

بابو صاحب...... شاید شام کو لکھ لاویں۔ یا لکھ کر کسی کے ہاتھ بھیج دیں۔

قاضی صاحب...... میں حیران ہوں کہ جواب وہ کیا دیں گے؟

نووارد...... اجی کچھ بھی دیں، دیں تو سہی اور جلدی دیں کہ اس کے دیکھنے کا شوق پورا ہو جائے۔

قاضی صاحب...... جواب آنے پر سوال و جواب دونوں اخباروں میں چھپوا دیئے جائیں تاکہ پبلک کو معلوم ہو جائے کہ یہ کیا مذہب ہے اور کیوں اور کس کے فائدہ کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔ آیا مریدوں کی بخشش اور نجات کے لئے یا مسیح یا احمد صاحب کے مالا مال ہو جانے کے لئے۔

قاضی صاحب میں درد بھرے دل سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی جہنم واقعی ہے تو وہ کیسا منہ

پھاڑ کران لوگوں کے نگل جانے کے لئے مستعد بیٹھا ہوگا۔ جو مسلمانوں کو اس مذہب کی طرف کھینچ رہے ہیں۔

کمرہ کے ایک دروازہ کا پردہ اٹھا اور بیوی جی نمودار ہوگئیں۔

بیوی...... کیوں مولوی صاحب قیلولہ فرماویں گے؟ یا اپنے بابو صاحب کے کانوں میں بقول مرزائیاں کوئی زہریلا مادہ ڈالیں گے؟

نووارد...... بیوی جی ایک تو میں قیلولہ کا عادی نہیں۔ دوسرے یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ آپ سب جاگتے ہوں اور میں خواب استراحت فرماؤں؟

قاضی صاحب...... مولوی صاحب اگرچہ مجھ پر کھانا زیادہ کھانے کی وجہ سے کچھ غنودگی سی طاری ہے۔ مگر میں اس غنودگی میں بھی آپ کے لئے ہمہ تن گوش ہوں گا۔ اگر آپ کوئی بھڑکتا ہوا مضمون شروع کریں۔

نووارد...... آپ یا بیوی صاحبہ جونسا مضمون پسند کریں۔ قاضی صاحب و بیوی ہر بیک زبان، نہیں مولوی صاحب جو مضمون آپ پسند کریں۔

نووارد...... تھوڑی دیر فکر کر کے مجھ پر چھوڑتے ہیں تو آپ سچ جانیں کہ مجھے کوئی بات لطف نہیں دیتی۔ جس قدر اس چودھویں صدی کے مسیح کے الہام لطف دیتے ہیں۔ سب نے بیک زبان کہا۔ ہاں، ہاں! الہام، الہام الہام رہیں۔

نووارد...... بابو صاحب مرزے کے الہامات ایک تو وہ آیات قرآنی ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ کی شان مبارک میں اتری ہیں اور وہ مرزے نے اپنے حق میں دوبارہ اتار لی ہیں۔ ایک وہ جو کسی خاص معاملہ مثلاً نکاح آسمانی سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر میں وہ الہام بیان کرتا ہوں کہ جو ان ہر دو قسم سے تعلق نہیں رکھتے۔ لیکن ذی فہم انسان کے شکم میں گدگدی پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً

۱...... ''فیك مادة فاروقیة ''(تذکرہ ص۱۰۵، طبع سوم) تجھ میں حضرت عمر کا مادہ ہے۔ یعنی نبوت کا۔ جوانمردی کا۔ ملک گیری کا۔ رعیت (یعنی شکم) پروری کا۔

۲...... ''انی مهین من اراد اهانتك ''یعنی جس نے تیری اہانت کا ارادہ کیا۔ میں اس کو ذلیل کروں گا۔ (حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ ص۷۰) پنجاب میں تو نہ ہوا۔ شاید حیدرآباد دکن میں ایسا ہو۔

۳...... ''یاعبدالقادر انی معك ''یعنی اے قادر مطلق کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں۔ (اربعین نمبر۲ ص۷، خزائن ج۱۷ ص۳۵۴) سوائے سفر حج کے کہ وہاں میں تیرے ساتھ نہیں جا

سکتا۔ کیونکہ وہاں میرا اور تیرا دونوں کا گزر نہیں۔

۴...... ’’یا احمد فاضت الرحمت علی شفتیك ‘‘یعنی اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی جائے گی۔ (حقیقت الوحی خاتمہ ص۸۰، خزائن ج۲۲ ص۷۰۶) یعنی تو مجھ سے ہمیشہ عیسائیوں، آریوں اور مسلمانوں کی موت کا خواستگار رہے گا اور طاعون اور زلزلے طلب کرے گا۔

۵...... ’’من درتو برکت دھم حتی بادشا ھان از جا مھایت برکت جویند‘‘ یعنی تجھ میں ایسی برکت رکھوں گا کہ بادشاہ آ کر تیرے کپڑوں سے برکت مانگیں گے۔ (تذکرہ ص۱۰، طبع سوم) یعنی کوئی بادشاہ جانے گا بھی نہیں کہ تو کون ہے اور کیا ہے؟

۶...... ’’یحمدك الله من عرشه ‘‘یعنی خدا عرش پر بیٹھا تیری تعریف کررہا ہے۔ (اربعین نمبر۲ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۳۵۲) کہ مرزا قادیانی آفرین تمہارے حوصلہ پر کہ جولڑکی میں نے آسمان پر بذات خود تمہاری منکوحہ کردی۔ اس کو دوسرا شخص لے گیا اور آپ نے کوئی حرکت ایسی نہ کی جس سے آپ کی ریاست کے امن میں خلل واقعہ ہونے کے احتمال کے خیال کا گمان ہوسکتا۔

۷...... ’’خدا تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔‘‘ (تذکرہ ص۱۴۱، طبع سوم) یعنی تو مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم وغیرہ کی طرف خوشامد اور چاپلوسی کے خط مت لکھ۔

۸...... ’’تیری پاک زندگی کو ہم ۸۰ سال کریں گے۔ یا اس کے قریب یا چند سال زیادہ۔ یا چند سال کم۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۳، خزائن ج۱۷ ص۶۹) یعنی صحیح عمر معلوم کرنے کے لئے جب ہم آسمان پر جاتے ہیں تو شہاب ثاقب ہمارے پیچھے پھینکے جاتے ہیں۔ جس دن ہمارا داؤ لگ گیا تو ہم صحیح عمر بتادیں گے۔ فی الحال ۸۵ یا ۷۵ سمجھتے رہو۔

۹...... ’’لوگوں کے منصوبوں کے برخلاف مجھے وعدہ دیا گیا کہ تیری عمر ۸۰ سال یا دو تین سال کم یا زیادہ ہوگی۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۳، خزائن ج۱۷ ص۶۹) مرزے کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء (البریہ ص۱۴۶، خزائن ج۱۳ ص۱۷۷) وفات ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء عمر ۶۸ یا ۶۹ سال یعنی ۸۰ سے ۱۱، ۱۲ سال اور ۸۳ سے ۱۵ سال کم۔

۱۰...... ’’یانبی الله کنت لااعرفك ‘‘اے خدا کے نبی میں تجھے نہیں پہچانتا تھا۔ (حقیقت الوحی خاتمہ ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۷۱۳) یہ عجیب بات ہے کہ باپ نے بیٹے کو نہیں پہچانا۔

۱۱...... ’’انی معك ومع اهلك اریدماتریدون ‘‘یعنی میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے گھر والوں کے ساتھ۔ میں وہی ارادہ کرتا ہوں جو تم ارادہ کرتے ہو۔ (حقیقت الوحی خاتمہ ص۸۷، خزائن ج۲۲ ص۷۱۵) یعنی خدا نے اپنے ارادہ کو مرزے اور اس کی بیویوں کے ارادہ کے ماتحت کرلیا۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب یوں ہی کیوں نہ کہئے کہ مرزے اور مرزے کے گھر والوں نے خدا کی ناک میں نکیل ڈال دی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ:

مے پریدم سوئے کوئے اوبدام
من اگر میداشتم بال وپرے

صحیح تو یہ الہام جھوٹا اور الہام سچا تو یہ شعر جھوٹ کی غلاظت سے بھرا ہوا۔

۱۲...... ''کل لك ولا مرك ''یعنی سب کچھ تیرے واسطے اور تیرے حکم کے واسطے ہے۔ (تذکرہ ص۷۰۶ طبع سوم،) قاضی صاحب یہ الہام پکار کر کہہ رہا ہے کہ اللہ میاں بوڑھے اور ناکارہ ہو گئے۔ مگر اس قدر اللہ کا شکر ہے کہ عزرائیل نے مرزا قادیانی کو جلد لے لیا۔ ۸۳اور۸۵سال کا نہ ہونے دیا۔ ورنہ مرزا سلطان احمد، ڈاکٹر عبدالحکیم خان، مولوی محمد حسین، مولوی ثناء اللہ، مولوی ابراہیم صاحبان وغیرہم کی خیر نہ تھی۔

۱۳...... ''من ذالذی هو اسعد منك ''یعنی وہ کون ہے جو تجھ سے زیادہ نیک بخت ہے۔ (ص۶۹۵ تذکرہ طبع سوم) خدا کو کیا خبر کہ بلاضرورت اور خلاف حکم قرآن ایک نئی شادی میں رکاوٹ ڈالنے کی وجہ سے مرزا قادیانی نے بیوی کو معلق رکھا ہوا ہے اور بیٹے کو عاق کر دیا ہے اور لوگ براہین کے چندہ کی واپسی کے لئے مرزے کا دروازہ کوٹ رہے ہیں۔

۱۴...... ''سیهزم الجمع ویولون الدبر ''یعنی آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا کہ خدا ان کو شکست دے گا۔ (حقیقت الوحی خاتمہ ص۸۱، خزائن ج۲۲ص۷۰۷) اور آخر وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے اور آخر کالعدم ہو جائیں گے۔ حقیقت الوحی کی تحریر کے وقت یعنی ۱۹۰۷ء میں یہ الہام تیس سال کا تھا۔ جس پر آج نصف صدی گزر گئی اور کہیں نہیں قادیاں کی آریہ سماج میں ہی جا کر دریافت کیا جائے کہ اس ۴۵ سال کے عرصہ میں کتنے آریہ صاحبان مرزائیوں سے شکست کھا گئے اور کالعدم ہوگئے۔

میرے خیال میں تو مرزائی آج تک ان کی تہ کو بھی نہیں پہنچے کہ وہ کس کس رنگ میں ترقی کر رہے ہیں۔

۱۵...... ''وہ وقت قریب ہے کہ میں ایسے مقام پر تجھے کھڑا کروں گا کہ دنیا تیری حمد وثناء کرے گی۔ مرزائی ہمیں بتائیں کہ اس مقام پر مرزا کس دن کھڑا کیا گیا اور کس جگہ؟

۱۶...... زمین وآسمان تیرے ساتھ ہیں۔ جیسا کہ میرے ساتھ ہیں۔ تو ہمارے پانی سے ہے۔ دوسرے لوگ خشکی سے۔ تو مجھ سے ایسا ہے۔ جیسا کہ میری توحید۔ تو مجھ سے اس مقام پر

اتحاد میں ہے۔ جو کسی مخلوق کو معلوم نہیں۔ تو اس سے نکلا اور اس نے تمام سے تجھے چنا۔

(کتاب البریہ ص۷۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۱)

بیوی جی تمام دنیا میں نہیں اسی ہندوستان میں اور عین مرزے کے زمانہ میں سرسید مرحوم ومغفور وہ شخص گزرا کہ جس نے اسلام کی ڈوبتی ناؤ بچالی۔ اس کے سینہ میں اسلام اور اسلامیوں کا ایسا درد تھا کہ جب ان پر زوال آتے دیکھا تو گھر کا اسباب تک فروخت کر کے اور قرضہ روپیہ لے کر ولایت پہنچا اور ایک مدت دراز وہاں رہ کر اسلام اور اسلامیوں کی وکالت میں خطبات احمدیہ لکھ کر اسلام کے دشمنوں کو ایسے معقول جواب دیئے کہ بڑے بڑے فاضلوں کو سر تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ اسلام کے چہرہ سے تمام داغ دور کر کے خلقت کو اس کا چاند سا منہ دکھا دیا۔ مرزے کو چننے کے وقت خدا کی آنکھوں پر شاید نزول الماء اتر آیا تھا کہ اس کو سرسید جیسا اسلام کا دردمند اور دیانت دار اور قابلیت سے مخالفوں کو جواب دینے والا تو نظر نہ آیا۔ نظر آیا تو کون؟ لوگوں کا روپیہ ہضم کر جانے والا۔ کتابیں اور تصویریں بیچنے والا۔ غیروں کے بزرگان دین کو گالیاں دے کر بانیٔ اسلام اور آپ کی ازواج مطہرات کی نسبت ناپاک کلمات کہلوانے والا۔ مباحثات میں قرآن سے باہر نکل جانے والا اور جھوٹے الہام گھڑنے والا۔ بیوی جی سرسید مرحوم ومغفور کا تھوڑا سا مقابلہ اس خدا کے چنے کے ساتھ کر کے دکھاتا ہوں۔

۱...... سرسید آنحضرت ﷺ کا نواسہ ایک بڑا آدمی تھا۔ لاکھوں روپیہ اس نے اپنے ذاتی رسوخ سے پیدا کر کے اسلام کی بہتری کے لئے خرچ کر دیا اور مرا تو نانا کی طرح گھر سے کفن نہ نکلا۔

آنحضرت ﷺ کا بروز اور مظہر[۱] تام غربت اور قرضداری کی حالت میں بڑا ہوا اور ۶۸ سال نبوت کر کے لاکھوں روپیہ نقد اور زیورات اور جائیداد کی صورت میں چھوڑ گیا اور اپنی عیش پر جو کچھ خرچ کر گیا وہ علاوہ۔

۲...... حکام وقت نے چاہا کہ آنحضرت ﷺ کے نواسہ کو ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر جو ایک مسلمان رئیس کی ضبط کی ہوئی تھی، دلادیں۔ مگر اس مرد خدا کو گوارہ نہ ہوا کہ ایک مسلمان کی ضبط شدہ جاگیر حاصل کرے اور حکام سے عذر کر دیا کہ میرا ارادہ ہندوستان میں رہنے کا نہیں۔ اس لئے میں یہ جاگیر لینا نہیں چاہتا۔

[۱] ''جب مجھے شادی کا الہام ہوا۔ تو اس سے مجھے فکر پیدا ہوا کہ شادی کے اخراجات کیونکر میں انجام دوں گا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں اور نیز کیونکر میں ہمیشہ کے لئے اس بوجھ کا متحمل ہوسکوں گا۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۲۳۵، خزائن ج۲۲ ص۲۴۷)

آنحضرت ﷺ کے مظہر تام اور عکس نے اپنے رشتہ داروں کا خون پینے کے لئے چیف کورٹ تک زور لگایا اور مقدمات ہارے۔ دیکھو (حیاۃ النبی ص۵۷) چیف کورٹ میں مقدمات ہارنا کہہ رہا ہے کہ مرزا حق پر نہ تھا اور بیگانہ مال غصب کرنا چاہتا تھا۔

۳...... آنحضرت ﷺ کے نواسہ نے مسلمانوں سے غداری کا الزام رفع کرنے کے لئے تنہا یورپ کا سفر کیا اور ۱۷ ماہ وہاں گزارے۔ آنحضرت ﷺ کے ظل نے گورنمنٹ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ مسلمان باغی ہیں۔ اس کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔ ''بغاوت کی کھچڑی پکاتے رہنا خدا کی نعمتوں کو فراموش کرنا ہے۔ مسلمان لوگ گورنمنٹ کے ساتھ باغیانہ خیال رکھتے ہیں۔ خونی مہدی کے انتظار نے تمام مسلمانوں کے دل سیاہ کر دیئے اور ان کے اندر بغاوت کا مادہ رکھ دیا ہے۔ جو کبھی بھڑک اٹھے گا۔ عبداللطیف کو محض اس بناء پر قتل کرایا کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کا وفادار اور جہاد کا مخالف تھا۔ غدر میں مولویوں نے عام طور پر مہریں لگادی تھیں۔ جو انگریزوں کو قتل کر دینا چاہئے۔'' (تحفہ قیصریہ ص۱۳، خزائن ج۱۲ ص۲۶۵ ملخص) بابو جی خدارا انصاف سے اس صدی کی مجددی کے لئے آنحضرت ﷺ کا یہ نواسہ رحمت ہو اللہ کی اس پر لائق اور موزوں تھا یا یہ چغل خور؟ اور یہ سرسید کے مقابلہ میں کیا شے تھا۔ اسی لئے

۴...... سرسیدؒ کو بن مانگے نائیٹ کا خطاب ملا اور یہ ملکہ وکٹوریہ قیصرہ ہند کی خدمت میں درخواستیں بھیج بھیج کر اور خطاب ملنے کی امید میں لک خطاب العزت کے الہام اتار اتار کر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ ہاں ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر نے جس کی نسبت خود اپنے اشتہار مورخہ ۲۰؍ستمبر ۹۷ء میں جو (کتاب البریہ ص۱، خزائن ج۱۳ ص۱) کے ابتداء میں ہے۔ مرزا نے لکھا ہے کہ ''بیدار مغز محنت کش، منصف مزاج، حق پسند، خداترس، روشن ضمیر۔'' مرزے کی نسبت اپنے فیصلہ میں لکھا کہ ''مرزے نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں۔ اس کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ جب تک وہ زیادہ تر میانہ روی کو اختیار نہ کرے گا۔ وہ قانون کی زد سے نہیں بچ سکتا۔'' یہ خطاب ہے کہ آخرکار آپ کو سرکار انگریزی سے ملا۔

بیوی جی مجدد والی حدیث میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں کہ وہ مجدد مجدد ہونے کا دعویٰ بھی کیا کریں گے اور نہ گزشتہ ۱۳ صدیوں کے سینکڑوں مجددوں میں سے سوا ایک دو کے کسی نے دعوے نہیں کیا کہ میں مجدد ہوں۔ تو اب تم ہی بتاؤ کہ اسلام کا مجدد سرسید مرحوم ومغفور ہوا یا یہ مسلمانوں کے خون کا پیاسا؟ ایک نے اسلام کی خاطر اپنا تن، من، دھن خرچ کر دیا۔ دوسرے نے تن کو آرام دیا۔ من عورتوں کو دیا اور دھن خرچ کر لیا۔ سرسید مرحوم ومغفور کی موجودگی میں ایسے بڑائی

کے الہام مرزے پر نچھاور کرنے والے خدا کو ہم آنکھوں والا تصور کریں یا آنکھوں سے اندھا اور چندوں میں مرزا کا شریک۔

۱۷...... تو میری درگاہ میں وجیہہ ہے۔ میں نے اپنے لئے تجھے پسند کیا۔ تو جہاں کا نور ہے۔ تیری شان عجیب ہے۔ (کتاب البریہ ص۷۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۱) ہماری عقل حیران ہے کہ مرزے نے رفتہ رفتہ بڑھتے بڑھتے خدا کو نرا بھانڈ بنا دیا۔ (معاذ اللہ)

۱۸...... ''میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔'' (کتاب البریہ ص۷۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۱) اور تیرے گروہ کو قیامت تک غالب رکھوں گا۔ تو برکت دیا گیا ہے۔ خدا نے تیری مجد کو زیادہ کیا تو خدا کا وقار ہے۔ پس وہ تجھے ترک نہیں کرے گا۔ تو کلمۃ الازل ہے۔ تو مٹایا نہیں جاوے گا۔ میں فوجوں کے سمیت تیرے پاس آؤں گا۔'' بابو صاحب مرزا تو گورنمنٹ کو کہتا ہے کہ یہ مسلمان باغی ہیں۔ بغاوت کی کھچڑی پکاتے رہتے ہیں اور میں سرکار کا پرانا خدمت گزار اور خیر خواہ ہوں۔ پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مرزے کا خدا فوجوں کا کیوں ذکر کرتا رہتا ہے۔

کیا مرزا سلطان احمد فوجوں کے زور پر مرزے کی آسمانی منکوحہ محمدی بیگم کو اڑا لے گیا؟ کیا ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرحوم نے کوئی فوج بھرتی کر رکھی تھی؟ کیا مولوی محمد حسین صاحب مرحوم ومغفور نے کسی تہہ خانہ میں فوج چھپا رکھی تھی؟ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نے کوئی رسالہ توپ خانہ امرتسر میں چھپا رکھا تھا؟

کیا مولوی ابراہیم صاحب نے کوئی والنٹر بھرتی کر رکھے تھے۔ آخر مرزے کی جنگ کس بادشاہ کے ساتھ تھی؟ کہ خدا اس کی مدد کو تنہا نہیں آتا۔ اپنی فوجیں لے کر اور یہ فوجیں معلوم ہوتا ہے کہ ہیجڑوں کی تھیں کہ مرزے کو کسی قسم کی بھی مدد نہ دے سکیں نہ مرزا کسی اپنے دشمن پر جن کے پاس ایک چپڑاسی بھی نام لینے کو نہ تھا۔ غلبہ پا سکا۔ نہ فریضہ حج ہی ادا کر سکا۔ شرم شرم ان جھوٹے بڑائی کے الہاموں سے شرم!

۱۹...... ''میرا لوٹا ہوا مال تجھے ملے گا۔ میں تجھے عزت دوں گا اور تیری حفاظت کروں گا۔ تیرے پر میرے کامل انعام ہیں۔ تو میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا۔''

(کتاب البریہ ص۷۶، خزائن ج۱۳ ص۱۰۱)

بیوی جی مرزے کے توکل کا حال میں تمہیں اس رسالہ روئیداد مقدمات قادیانی کے (ص۲۲،۲۳) سے پڑھ کر سناتا ہوں۔

(۴)مرزا قادیانی باوجودیکہ متوکل علی اللہ ہونے کے مدعی اور الہام ''الیس اللہ بکاف عبدہ ''(حقیقت الوحی ص۲۰، خزائن ج۲۲ ص۲۱۹) کے تسلی یافتہ ہیں۔ لیکن مقدمہ میں جو حوصلہ آپ نے دکھلایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ خدا نے مجھے کہا کہ ''لاالہ الا انا فاتخذنی وکیلا ''(تذکرہ ص۴۸۲ طبع سوم) لیکن ''جری اللہ فی حلل الانبیاء ''(حقیقت الوحی خاتمہ ص۸۱، خزائن ج۲۲ ص۷۰۷) کو ایک دن بھی عدالت میں تنہا پیش ہونے کا حوصلہ نہ ہوا۔ جب تک کہ دائیں بائیں آگے پیچھے وکلاء کی جماعت ہمراہ نہ ہوتی تھی۔ عدالت میں جانا محال تھا۔ اگر خدا کی طرف سے تسلی مل چکی تھی کہ آپ فتح یاب ہوں گے اور یہ بھی خدا ہی تمہاری امداد کو کافی ہے اور پھر صریح فرمان ہے کہ میں ہی خدا ہوں۔ مجھے وکیل بنایا۔ تو پھر مرزا قادیانی کو کیا ضرورت تھی کہ وکلاء کی امداد حاصل کرتے؟

یہ تو صریح خدا کی نافرمانی ٹھہری اور پھر یہ نہیں تھا کہ آپ کے مقابل فریق کے ساتھ کوئی جماعت وکلاء تھی۔ بلکہ سچ پوچھو تو آیت مذکورہ پر مولوی صاحب مستغیث نے پورا عمل کیا کہ ہر ایک موقعہ پر اکیلے پیش ہوتے رہے۔ ادھر جماعت وکلاء کی ہوتی تھی اور ادھر وہ مرد خدا اکیلا سینہ سپر ہوکر مقابلہ کرتا تھا۔ پھر ناظرین خود انصاف کر سکتے ہیں کہ فریقین میں سے متوکل علی اللہ اور موید من اللہ کون ٹھہرا؟

اور نیز اگر بجز وکلاء کے حوصلہ نہ بندھتا تھا۔ تو پھر اپنے دونوں حواری خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ہی کافی تھے۔ ان پر بھروسہ نہ کیا۔ مسٹر اوگارمن صاحب مسٹر اور ٹیل صاحب اور بالآخر مسٹر بیچی صاحب کو بھی اپنا مددگار بنانا پڑا۔ بھائیو یہ سوچنے کا مقام ہے۔ خوب غور کرو۔

مثنوی

ہر کہ رابا شد توکل براللہ	غیر را ہرگز نیارد درپناہ
میر زارا گفت رب جلیل	من خدایم بس مرا میداں وکیل
حاجت خواجہ کمال الدین چہ بود	راست گو مرزا توکل اینچہ بود
اے عجب مرشد گرفتار بلاست	حامی و شافع مرید باصفاست
ویں عجب ترچون مسیحائے زمان	از نصاریٰ جوید امداد و امان
اورمیٹل وگارمن کرون وکیل	روئے پیچیدن زفرمان جلیل
حل ایں عقدہ نیا ید درخیال	ہست از مرزائیاں مارا سوال

ہست ایں رمزے شگفت اے دوستاں ہیں بیان سازید اے مرزائیاں
میشود عیسیٰ گرفتار و ذلیل بہرخود دجال را ساز دوکیل

قاضی صاحب...... بہت عمدہ بہت خوب۔ مرزے کے توکل کے الہام کی خوب قلعی کھولی گئی۔ مگر مولوی صاحب دجال کا لفظ وکیلوں پر بھی عائد ہوسکتا ہے؟

نووارد...... کیوں نہیں؟ یہ دیکھئے (ص۴۹۶ ازالہ حصہ اول، خزائن ج۳ص۳۷۴) پر مرزا لکھتا ہے:
''ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجال سے مراد بااقبال قومیں ہوں اور گدھا ان کا بھی ریل ہو۔''

قاضی صاحب مرزے اور مرزائیوں کے واسطے کیسی شرم کی جگہ ہے کہ مسیح موعود پر ایک آفت آتی ہے۔ تو وہ دجال کی پناہ لیتا ہے کہ مجھے بچا۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب اس قانون پیشہ فرقہ پر قوم کا لفظ حاوی ہوسکتا ہے؟

نووارد...... کیوں نہیں! مرزے نے پادریوں کے واسطے قوم کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کلیں ایجاد کرنے والوں کے واسطے قوم کا لفظ استعمال کیا ہے۔ بلکہ کل عیسائیوں کے واسطے بھی دیکھئے (ص۶ انجام آتھم، خزائن ج۱۱ص۶) پر لکھتا ہے: ''عیسائی بھی ایک عجیب قوم ہے۔''

قاضی صاحب...... تب تو واقعی یہ عیسائی وکیل اور بیرسٹر مرزے کی دجال کی تعریف میں آجاتے ہیں اور ان سے بڑھ کر آج کل کوئی قوم بااقبال نہیں۔

۲۰...... ''خدا عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔ جہاں تو ہے جس طرف تیرا منہ اس طرف خدا کا منہ۔ کوئی نہیں جو خدا کی پیشین گوئیوں کو ٹال سکے۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی اور تیرا ذکر بلند کیا گیا۔ خدا تیری حجت کو روشن کرے گا۔ تو بہادر ہے[1]۔ خدا کی رحمت کے خزانے تجھے دیئے گئے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا جانشین[2] بناؤں۔ تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا کیا۔''

(کتاب البریہ ص۷۶، خزائن ج۱۳ص۱۰۱)

۲۱...... ''آواہن (خدا تیرے اندر آیا) خدا تجھے ترک نہیں کرے گا اور نہ چھوڑے گا۔ جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کرے۔ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔'' (کتاب البریہ ص۷۶، خزائن ج۱۳ص۱۰۲) حاضرین اس کا مطلب آپ نے سمجھ لیا؟

بابو صاحب...... جی بخوبی۔ اس لمبے ستر (پوشیدگی) سے تنگ آگیا ہوگا۔

۱؎ اسی وجہ سے مولوی ثناءاللہ صاحب کو لوگ فاتح قادیاں کہتے ہیں۔
۲؎ ہم لوگ بھی خلیفہ اسے کہتے ہیں جو لوگوں کے سر مونڈتا ہے۔

بیوی...... مولوی صاحب مرزے یا مرزائیوں نے ان دہریوں کی کوئی فہرست دی ہے جو مرزے کے اس الہام کے بعد خدا کی ہستی کے قائل ہوگئے؟

نووارد...... اجی لاحول ولاقوۃ یہ کام تو آنحضرت ﷺ کے ہی کرنے کا تھا اور آپؐ نے ہی کر دکھایا۔ جیسے حالی صاحب مرحوم ومغفور فرماتے ہیں:

کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے
دیئے سر جھکا ان کے مالک کے آگے

مرزے کے زمانہ میں تو دہریوں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ یورپ اور امریکہ کا تو ذکر ہی چھوڑ دو۔ ہندوستان میں جگہ جگہ ان کی سوسائیٹیاں قائم ہوکر ان کے اخبار اور رسالے جاری ہوئے اور دہریئے ایسے احمق تھے کہ مرزے کی بات پر اعتبار کرتے جو اپنے اشتہار تبصرہ میں کہتا ہے کہ مجھے میرے خدا نے بتایا ہے کہ میں فلانے کو ماردوں گا اور تیری عمر کو بڑھادوں گا۔ تاکہ معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور پھر اسی خدا کو چھوٹا ثابت کرنے کے لئے ان تمام فلان اور فلان اور فلان کو زندہ چھوڑ کر گھر سے باہر جا کر کہیں دم دے دیتا ہے۔ خدا ایسا...... تھا کہ اس کی معرفت اپنی ہستی کا ثبوت دیتا۔ جس نے اپنے دشمنوں کی زندگی میں مرکر خدا کے فرمائے کا دیوالہ کر دیا۔ بیوی جی اگر آپ کوئی فہرست طلب کرتی ہیں۔ تو فہرست میں تو انہی لوگوں کے نام درج ہیں۔ جو خدا اور اس کے رسول مقبول کے قائل بلکہ عاشق تھے۔

مرزے اور اس کے الہاموں کو ماننے سے تو خدا قطعی جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ پھر دہریوں کو باؤلے کتے نے کاٹا تھا کہ وہ مرزے کی زبانی خدا کے قائل ہوتے۔ ہاں مخالفین اسلام کی گردن پر مرزے کا یہ احسان قیامت تک رہے گا کہ اس نے ان کے ہاتھ میں یہ ثبوت دے دیا کہ اسلام میں جو بعض خدا یا اس کے رسول سے ہم کلام ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ جھوٹ اور بکواس ہے اور اس سے دہریت کو اور تقویت ہوئی اور ثابت ہوا کہ ایک دہریہ خواہ کتنا ہی پکا مسلمان اور زاہد اور عابد بن کر گھر سے باہر کیوں نہ آوے۔ نتیجہ یہی ہوگا کہ دہریت کو تقویت پہنچے گی۔

۲۲...... ’’تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے۔ میں نے اپنی روح تجھ میں پھونکی۔ تو مدد دیا جائے گا اور کسی کو گریز کی جگہ نہیں رہے گی۔ تو حق کے ساتھ نازل ہوا ہے اور تیرے ساتھ نبیوں کی پیشین گوئیاں پوری ہوئیں۔‘‘ (کتاب البریہ ص۷۶، خزائن ج۱۳ ص۱۰۲) قاضی صاحب یہ سن کر

ایک پر معانی کھانسی کھانسے۔ مگر نووارد نے ان سے آنکھیں ملا کر اور مسکرا کر کہا قاضی صاحب آپ اس نبی کے الہاموں پر ہنسی نہ اڑائیں۔ میں ایک دوٹکریں لگالوں۔ نماز کے بعد چاء موجود تھی۔ چاء پر بیٹھ کر۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب میں نے انگریزی میں بڑے بڑے مشہور مصنفوں کے ہنسنے ہنسانے والے ناول پڑھے۔ مگر میں بقول مرزا آپ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اس قدر گدگدی میرے پیٹ میں کسی ناول نے پیدا نہ کی۔ جس قدر مرزے کے ان الہاموں نے جو آپ بیان کر رہے ہیں۔

نووارد...... قاضی صاحب، مرزا قادیانی اپنے الہاموں میں حد سے بڑھ گیا۔ ورنہ جو چال وہ چلا تھا۔ اس میں اگر وہ حد کو نگاہ رکھتا تو اسے بڑی کامیابی ہوتی۔ اس نے اپنے افعال واقوال میں بڑا چھچھوراپن دکھلایا اور اس سے وہ لوگوں کی نظر سے گر گیا۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب وہ کس طرح؟

نووارد...... قاضی صاحب جن دنوں مرزے نے آریوں اور پادریوں سے مباحثات کرنے کا دم مارا اور براہین احمدیہ لکھی۔ اس وقت مسلمان پادریوں اور آریوں سے بھڑکے ہوئے تھے اور خود سے چاہتے تھے کہ ہم میں سے بھی کوئی ایسا ہو کہ ان کو سخت الفاظ میں جواب دے۔ براہین احمدیہ میں جب اس نے الہام درج کئے تو جہلاء تو ان کو سمجھے ہی نہیں۔ لیکن جو علماء بھی سمجھے انہوں نے بھی یہ کہا کہ ہماری بلا سے جھوٹے الہام اگر گھڑتا ہے۔ تو ان کا ذمہ دار وہ خود ہوگا۔ ہماری طرف سے آریوں اور عیسائیوں کو جواب دینے کے لئے تو کھڑا ہوا ہے۔ لیکن مرزے نے یہ دیکھ کر کہ بہت سے مسلمان میرے پیچھے لگ گئے ہیں۔ ان سے بیعت لینی شروع کی کہ جو میری بیعت نہ کرے وہ کافر ہے۔

اب علمائے دین کی آنکھیں کھلیں کہ ہیں یہ کیا ہوگیا اور ہم کس خیال میں رہے۔ مگر وقت گزر چکا تھا۔ علمائے دین نے دوڑ دھوپ کر کے اس کی نسبت خود ہی کفر کا فتویٰ نہ دیا۔ بلکہ عرب تک سے کفر کا فتویٰ اس کے حق میں لکھوالائے۔ مگر یہ بعد از وقت ثابت ہوا۔ جو لوگ بیعت کر چکے تھے۔ وہ ضد پر کھڑے ہوگئے کہ ہیں ہمارے پیر و مرشد کو کوئی کافر کہے۔ اس پر مرزے نے اپنا پایہ ان کی نظروں میں اور بھی بڑھانا شروع کیا اور مریدان کے کچھ اعتقادات سے اور کچھ مرزے کے مخالفین کی ضد سے امنا وصدقنا کے کوئی دوسرا لفظ زبان پر نہ لائے۔ یہ وجہ مرزے کے

حد سے گزرنے اور ایسے الہام اتارنے کی۔ جو واقعی ایک صحیح دماغ والے انسان کے پیٹ میں گدگدی پیدا کرتے ہیں۔

نووارد...... (چاء سے فارغ ہوکر) بابوصاحب اگرنامناسب نہ ہوتو گاموں کو مولوی صاحب کی طرف بھیجیں کہ آپ کے جواب کے انتظار میں دن کے تین بج گئے۔

بابوصاحب...... گاموں جا اور مولوی صاحب کی خدمت میں میری طرف سے عرض کرکہ آپ کے جواب کے انتظار میں تین بج چکے۔

قاضی صاحب...... بابوصاحب ایک رقعہ کیوں نہ لکھ دیں۔ گاموں قلم دوات اور ایک پرچہ کاغذ لے آ۔ رقعہ لکھ کر قاضی صاحب نے گاموں کے حوالہ کیا اور وہ تیر کی طرح روانہ ہوگیا۔

بابوصاحب...... قاضی صاحب آپ نے رقعہ میں کیا لکھ دیا؟

قاضی صاحب...... بابوصاحب بالکل مختصر کہ ہم فلان فلان آپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی موت کی جوابات پانے کے صبح سے فلانی جگہ منتظر بیٹھے ہیں۔ جلد تشریف لایئے۔

بابوصاحب...... اچھا مولوی صاحب۔

نووارد......

۲۳...... ''خدا نے اپنے فرستادہ کو بھیجا تا کہ اپنے دین کو قوت دے اور سب دینوں پر اس کو غالب کرے۔'' (کتاب البریہ ص۷۷، خزائن ج۱۳ص۱۰۲)

۲۴...... ''اس کو خدا نے قادیاں کے قریب نازل کیا اور وہ حق کے ساتھ اترا اور حق کے ساتھ اتارا گیا اور ابتداء سے ایسا ہی مقرر تھا۔'' (کتاب البریہ ص۷۷، خزائن ج۱۳ص۱۰۲)

۲۵...... ''تم گڑھے کے کنارہ پر تھے۔ خدا نے تمہیں نجات دینے کے لئے اسے بھیجا۔''

(کتاب البریہ ص۷۷، خزائن ج۱۳ص۱۰۲)

۲۶...... ''اے میرے احمد! تو میری مراد اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری بزرگی کا درخت اپنے ہاتھ سے لگایا۔ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا اور تیری مدد کروں گا۔''

(کتاب البریہ ص۷۷، خزائن ج۱۳ص۱۰۲)

۲۷...... ''کیا لوگ اس سے تعجب کرتے ہیں؟ کہ خدا عجیب ہے۔ چن لیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔''

۲۸...... ’’خدا کا سایہ تیرے سر پر ہوگا اور وہ تیری پناہ رہے گا۔ آسمان بندھا ہوا تھا اور زمین بھی۔ ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ تو وہ عیسیٰ ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہوسکتا۔ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشان بنادیں گے اور یہ امر ابتداء سے مقدر تھا۔‘‘

(کتاب البریہ ص۷۷، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

۲۹...... ’’تو میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تو دنیا اور آخرت میں وجیہہ اور مقرب ہے۔‘‘ (کتاب البریہ ص۷۷، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

۳۰...... ’’تیرے پر انعام خاص ہے اور تمام دنیا پر تجھے بزرگی ہے۔‘‘

(کتاب البریہ ص۷۷، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

۳۱...... ’’میں اپنی چمکار دکھاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔‘‘

(کتاب البریہ ص۷۷، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

۳۲...... ’’دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔‘‘ (کتاب البریہ ص۷۷، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

قاضی صاحب یہ شرمندگی رفع کرنے کے لئے جو مرزے نے احتیاطاً اُتار یا گھڑ رکھا صریح خلاف ہے۔ الہامات:

الف...... ’’میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔‘‘ (ازالہ حصہ دوم ص۶۳۴، خزائن ج۳ ص۴۴۲)

ب...... ’’اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ ہم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ چن لیا۔ خدا تیرے سب کام درست کردے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔‘‘

(ازالہ حصہ دوم ص۶۳۴، خزائن ج۳ ص۴۴۲)

ج...... ’’میں وہی ارادہ کرتا ہوں۔ جو تم ارادہ کرتے ہو۔ سب کچھ تیرے واسطے ہے اور تیرے حکم کے واسطے۔‘‘

د...... ’’خدا تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔‘‘ (تذکرہ ص۱۴۱ طبع سوم)

’’تیرے لئے میں نے رات دن پیدا کیا۔‘‘ (کتاب البریہ ص۷۷، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

یہ دنیا میں ایک نذیر آیا والا الہام محض اس لئے گھڑ رکھا گیا کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ مرزا قادیانی آپ نے دنیا میں آکر بنایا کیا۔ کتنے پادری لوگ کئے۔ کتنے عیسائی مسلمان

کئے۔ کتنے ہندو مسلمان کئے۔ کتنے آریئے مسلمان کئے۔ کتنے سکھ مسلمان کئے۔ کتنے یہودی مسلمان کئے۔ کتنے دہریئے مسلمان کئے۔ یہ جو مٹھی بھر مسلمان آپ کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ یہ تو پہلے ہی رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے تھے۔ خدا کی ہستی کے قائل تھے۔ مشرک نہ تھے۔ خدا کو وحدہ لا شریک مانتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں۔ ایک پیغمبر مانتے تھے۔ بت پرست نہ تھے۔ منکر خدا نہ تھے۔ تو آپ نے دنیا میں آ کر سوا اسکے کہ اسلام کو کمزور کرنے اور اس کے دشمنوں کو خوش کرنے کے اسلام میں تفرقہ ڈال دیا۔ آپ نے کون سا تیر مارا۔ جس کے لئے خدا نے آپ کو چنا اور سارے جہان پر آپ کو فضیلت دی۔ تو اس کو جواب دیا جاوے کہ خدا نے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ یہ بھی جنگلی چوہے کے بل کی طرح نکل بھاگنے کے سوراخوں میں سے ایک بڑا بھاری سوراخ ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ مگر اس میں بھی ذلت کو اپنی طرف نہیں آنے دیا اور ٹانگ اونچی ہی رکھی گئی۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا کیوں؟ اس کی وجہ کیا؟ اس کے چننے اور اس پر اتنے اعزاز نچھاور کرنے میں جو اس نے ...... کی۔ اس شرمندگی کو رفع کرنے کے لئے۔

گاموں رقعہ کا جواب لے آیا اور قاضی صاحب نے کھول کر پڑھنا شروع کیا۔

مکرم بندہ جناب بابو صاحب

السلام علی من اتبع الہدیٰ میں ہرگز ہرگز ایسی محفل میں نہیں آنا چاہتا جہاں ہمارے مسیح موعود اور مہدی معہود صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور بے عزتی ہوتی ہو۔ باقی رہا آپ کے اعتراضوں کا جواب وہ کل صبح آپ کو پہنچ جاوے گا۔ الراقم: از بس ملول بندہ......

نو وارد...... بابو صاحب خیر ہے۔ کچھ حرج نہیں۔ رات خیر سے گزرے۔ تو کل صبح بھی کچھ دور نہیں۔

بابو صاحب...... یہ ہتک اور بے عزتی کا حال اس شیطان نے ان سے بیان کیا ہوگا۔ تب ہی اتنی دیر لگا کر آیا ہے۔

قاضی صاحب...... کیوں گاموں؟

گاموں...... جی یہ اوہ آپے کھوتر کھوتر کے گلاں پچھدے رہے میں بھی سچ سچ آکھ دتا جے ساڈی مولوی ہوراں تے مرجے دانہاوں کردتا۔

نو وارد...... بابو صاحب کی میز پر سے قلم دوات اور ایک ثابت چٹھی کا کاغذ لے آ۔ قاضی صاحب

آپ بابو صاحب کی طرف سے اس رقعہ کا جواب لکھیں۔ میں بولتا جاتا ہوں اور آپ لکھتے جاویں۔

قاضی صاحب...... بہت خوب فرمائیے۔

نو وارد...... لکھئے:

مکرم بندہ جناب مولوی صاحب

وعلیک۔ مولوی صاحب میں تو سمجھتا تھا کہ آپ اپنے مسیح موعود کے لٹریچر اور الہامات سے واقف ہوں گے۔ مگر افسوس میرا خیال غلط نکلا۔ میں آپ کی اس تحریر پر حیران ہوں کہ ہماری محفل میں آپ کے مسیح ومہدی کی ہتک اور بے عزتی کی جاتی ہے۔ مولوی صاحب نظر کمزور ہو۔ تو عینک لگا لیجئے اور روشنی کی طرف ہو کر (الوصیت ص۱۲، خزائن ج۲۰ ص۳۰۱،۳۰۲) پر مرزا قادیانی کے عربی الہام (وحی مقدس ومتواتر) پڑھئے۔ پھر اس کی تشریح جو مرزا نے (الوصیت ص۱۲، خزائن ج۲۰ ص۳۰۱،۳۰۲) پر کی ہے۔ پڑھئے جو اس طرح پر ہے:

’’اس جگہ یاد رہے کہ خدا کا یہ فرمانا کہ ہم تیری نسبت ایسے ذکر باقی نہیں چھوڑیں گے جو تیری رسوائی اور ہتک عزت کا موجب ہوں۔ اس فقرہ کے دو معنی ہیں:

۱...... اوّل یہ کہ ایسے اعتراضات کو جو رسوا کرنے کی نیت سے شائع کئے جاتے ہیں۔ ہم دور کر دیں گے اور ان اعتراضات کا نام ونشان نہ رہے گا۔

۲...... دوسرے یہ کہ ایسی شکایت کرنے والوں کو جو اپنی شرارتوں کو نہیں چھوڑتے اور بدذکر سے باز نہیں آتے۔ دنیا سے اٹھالیں گے اور صفحہ ہستی سے معدوم کر دیں گے۔ تب ان کے نابود ہونے کی وجہ سے ان کے بیہودہ اعتراض بھی نابود ہو جاویں گے...... بعد اس کے تمہارا واقعہ ہوگا۔‘‘

مولوی صاحب خدا کو حاضر ناظر جان کر فرمائیے۔ کیا اس الہام (وحی ومتواتر) کے بعد اور مرزا کے حادثہ کے بھی بعد مرزے کی ہتک اور بے عزتی کرنا کسی کے اختیار میں رہا؟ اگر اب بھی اس کی ہتک اور بے عزتی ہو سکتی ہے تو وہ وحی مقدس ومتواتر جھوٹی اور مرزا جھوٹے الہام خود گھڑ کر ان کو خدا کی طرف منسوب کرنے والا اور مفتری علی اللہ۔ لہٰذا اس کو جتنی بے عزتی اور رسوائی بھی ہو کم کیونکہ ایسے شخص کو خدا سب سے بڑا ظالم قرار دیتا ہے اور معمولی ظالم پر لعنت بھیجتا ہے اور اگر مرزا سچا، اس کے الہام سچے اور خدا کی طرف سے، تو اس کے حادثہ یعنی اس کی موت کے بعد اس کی ہتک اور رسوائی کرنا ناممکن۔ کیونکہ ایسے اعتراضات کو خدا نے دور کر دیا اور اعتراض کرنے والوں کو خدا نے صفحہ ہستی سے معدوم کر دیا۔

مولوی صاحب سابقہ دو اعتراضوں کے جوابات کے ساتھ براہ مہربانی اس تیسرے سوال کا جواب بھی عنایت فرماویں کہ آپ کے مسیح موعود اور نبی اور مہدی اور مجدد وغیرہ وغیرہ کی فوتیدگی کے بعد اس کی ہتک اور رسوائی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

اخیر میں عرض ہے کہ جس طرح آپ کے پیرو مرشد کو ایک ایسے ہی موقعہ پر جب وہ دہلی میں مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی سے مباحثہ کر رہے تھے۔ شرائط مباحثہ میں ایک شرط یہ بھی قرار پا چکی تھی کہ وہ فریق مباحثہ کے پانچ پانچ پرچے ہو جانے سے پہلے مباحثہ سے غیر حاضر ہو جائے۔ اس کا فرار سمجھا جاوے۔ گھر سے تار پہنچی تھی۔ یا کم از کم بیان کیا گیا تھا کہ تار پہنچی ہے کہ آپ کا خسر بیمار ہے۔ اس کا خیال رہے کہ کوئی اس قسم کا تار گوجرانوالہ سے نہ پہنچ جائے۔

خاکسار ہیچمدان۔ بابو

بابو صاحب...... گاموں یہ لے جا اور مولوی صاحب کو دے کر چلا آ۔

نووارد...... بابو صاحب اب ہم آپ سے مرخص ہیں۔ اگر زندگی باقی ہے اور خدا کو منظور ہے تو کل پھر صبح کی چائے یہیں آ کر پئیں گے اور کل کا دن ہمارا آخری دن ہوگا۔ سلام علیکم، وعلیکم السلام۔

دوسرا دن اور دروازہ پر دستک۔ گاموں آیئے جناب لنگھ آؤ۔

قاضی صاحب اور نووارد اندر داخل ہو کر سلام علیکم، وعلیکم السلام۔

نووارد...... تشریف فرمایئے بابو صاحب! رات کیسے گزری؟

بابو صاحب...... مولوی صاحب پوچھئے نہ کہ رات کس طرح گزری؟ ایک تو مچھر بدن بھونے ڈالتے تھے۔ دوسرے جانو کے بچوں کی چیں پیں نے تمام رات آنکھ نہیں لگنے دی۔

نووارد...... بابو صاحب غنیمت سمجھئے کہ اس کے سارے بچے زندہ نہیں۔ ورنہ جس طرح اس نے دو دو جننے شروع کئے تھے۔ اگر سب کے سب زندہ رہتے تو آپ کو گھر میں رہنا دشوار ہو جاتا۔

بابو صاحب...... مولوی صاحب بڑی بدبخت ہیں وہ مائیں جو ایک وقت میں ایک سے زیادہ بچے جنتی ہیں اور بڑی منحوس ہے ایسی اولاد جو اپنی ماں کی زندگی تلخ کر دیتی ہے۔

نووارد...... ہاں صاحب مگر ایسی اولاد بھی ہوتی ہی رہتی ہے۔ میرے خیال میں کوئی محلّہ ایسا نہیں جس میں ایسی اولاد نہ ہوتی ہو۔ اس گاموں کے سسرال کے گاؤں میں میرے ایک مہربان ہیں۔ تھوڑے دن ہوئے۔ ان کے ہاں تین لڑکے پیدا ہوئے اور ابھی سول اینڈ ملٹری گزٹ میں کسی ڈاکٹرنی نے مشتہر کرایا ہے کہ رہتک کے ہسپتال میں کسی عورت کے پانچ بچے پیدا ہوئے۔

بیوی...... مگر مرزا تو ایسی پیدائش کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی طرح نادرات سے قرار دیتا ہے۔قاضی جی پڑھنا۔ (تحفہ گولڑویہ ص۶۸، خزائن ج۱۷ص۲۰۲)

بابو صاحب...... گاموں چاء کا بھی کچھ غم ہے یا نہیں؟

گاموں...... جی اہ۔

قاضی صاحب...... ''ہم اپنی کتابوں میں بہت جگہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ عاجز حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے رنگ میں بھیجا گیا ہے۔ بہت سے امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں ایک ندرت تھی۔اس عاجز کی پیدائش میں بھی ایک ندرت ہے اور وہ یہ کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اور یہ امر انسانی پیدائش میں نادرات سے ہے......حضرت مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا بھی امور نادرہ میں سے ہے......پس اس قسم کی پیدائش صرف اپنے اندر ایک ندرت رکھتی ہے۔ جیسے توام میں ایک ندرت ہے۔اس سے زیادہ نہیں۔'' لاحول ولاقوۃ!

مولوی صاحب، آپ اپنا مضمون شروع کیجئے۔آج ہم نے روانگی کی تیاری بھی کرنی ہے۔

بابو صاحب...... اے لو چاء آ گئی۔پہلے چاء سے فارغ ہو لیجئے۔

نووارد...... بابو صاحب آپ کا رقعہ کل گاموں مولوی صاحب کو پہنچا آیا تھا۔کیوں گاموں؟

بابو صاحب...... جی ہاں! پہنچا تو آیا تھا۔مگر کہتا ہے کہ اس کے سامنے انہوں نے رقعہ پڑھا نہیں۔ایک دو آدمی ان کے پاس بیٹھے تھے۔اس لئے رقعہ لے کر جیب میں ڈال لیا اور یہ چلا آیا۔

نووارد...... آدمی کون تھے؟

بابو صاحب...... کہتا ہے کوئی مرزائی تھے۔

نووارد...... بابو صاحب اگر مرزائیوں کے سامنے وہ آپ کے رقعہ کو پڑھتے؟ تو یقین جانیں آپ کے سوالوں کا جواب ان کے پاس نہیں ہے۔

قاضی صاحب...... (پیالی ختم کر کے) اگرچہ یہ ان تینوں سوالوں کا جواب ان کے پاس نہیں ہے۔

نووارد...... قاضی صاحب آپ سچ فرماتے ہیں۔زبانی مباحثات میں تو یہ الٹی سیدھی کچھ نہ کچھ کہہ جاتے ہیں۔مگر تحریری جواب دینا کارے وارد اور دوسرے سوالات اور اعتراضات کی نوعیت سے

مولوی صاحب کو پتہ لگ گیا ہوگا کہ معاملہ کس سے ہے اور یہ تیر کس کمان سے نکلے ہوئے ہیں۔

بابو صاحب...... مولوی صاحب اگر ایسا لکھا پڑھا آدمی بھی صرف ضد اور ہٹ دھرمی سے اس فرقہ کو نہ چھوڑے تو جہلاء پر کیا گلہ ہوسکتا ہے؟

نووارد...... بابو صاحب اس فرقہ کے لوگوں کا معراج یہ ہے کہ جس فرقہ میں ہم داخل ہوگئے۔ سارا جہاں اس میں داخل ہو جاوے تاکہ یہ ہر قسم کے حقوق حاصل کر کے کچھ بن جاویں۔ (تحفہ گولڑویہ ص۶۶، خزائن ج۱۷ص۱۹۸) پر مرزے نے لکھ دیا کہ ’’ہمیشہ کی محکومیت جیسی اور کوئی ذلت نہیں۔‘‘ انہیں کوئی ان کے مذہب کے جھوٹے ہونے کی کتنی ہی دلائل پیش کرے۔ آنکھیں بند لیتے ہیں اور کانوں میں انگلیاں ٹھوس لیتے ہیں۔ گویا ہم جو کچھ انہیں کہتے ہیں۔ کسی اپنے فائدہ کے واسطے کہتے ہیں۔

بیوی...... گاموں قاضی صاحب کے آگے کچھ بسکٹ اور رکھ۔

بابو صاحب...... مولوی صاحب شک نہیں کہ اس فرقہ میں پولیٹیکل عنصر بہت ہے۔ حکام کی طرح طرح کی خوشامد کر کے ان سے رسوخ پیدا کرنا۔ اپنی ہر طرح کی طاقت بڑھانے کی کوشش میں رات دن لگانا۔ یہ کسی دن کچھ گل کھلا دے گا۔

بابو صاحب...... گاموں یہ سب کچھ ہٹا لے۔

نووارد...... بیوی جی، گاموں کو کہہ دیجئے کہ بازار سے سودا وغیرہ لینے جاوے تو مولوی صاحب سے پوچھتا آوے کہ جواب تیار ہوگیا یا نہیں۔ کیونکہ آج جتنی جلدی بھی ہم فارغ ہو جاویں۔ اتنا ہی اچھا ہے۔

بیوی...... وہ بالا خانہ تو قصاب کے رستہ میں ہی ہے۔ وہاں بھی ہوتا آئے گا۔

قاضی صاحب...... ایک آرام چوکی پر دراز ہوکر۔ گاموں برتن سنبھال کے ایک حقہ بھی بھرلا۔ بیوی جی گھر میں پان ہوں تو ایک ٹکڑا پان کا بھی تمباکو والا لگا دیں۔ مولوی صاحب مرزے کے الہاموں کا اب لطف آئے گا۔

نووار...... اچھا سنئے!

۳۳...... ’’تیرے لئے وہ مقام ہے۔ جہاں انسان اپنے اعمال کی قوت سے پہنچ نہیں سکتا۔‘‘ مولوی محمد علی صاحب ہمیں جواب دیں کہ نبوت کے دعوے کے سر کیا سینگ ہوا کرتے ہیں؟

۳۴...... ’’تو میرے ساتھ ہے۔ تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا۔‘‘ مولوی محمد علی صاحب

ہمیں جواب دیں کہ قرآن شریف میں جو اللہ تعالیٰ (پ۱۹ع۳) میں فرماتا ہے: ’’وھوالذی جعل لکم اللیل لباسا ‘‘اس میں اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا کہ ہم نے تم سب لوگوں کے واسطے رات کو پردہ پوش اور نیند کو موجب راحت بنایا اور دن کو اس غرض سے بنایا کہ لوگ چلیں پھریں۔کیا دنیا کی پیدائش سے لے کر مرزے کی پیدائش تک جتنے انسان اور رات کو سونے والے حیوان پیدا ہوئے مرزے کے طفیلئے تھے کہ رات اور دن خدا نے پیدا تو کئے مرزے کے واسطے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر وغیرہ وغیرہ مرزے کے طفیل سے ان سے فائدہ اٹھاتے رہے اور مولوی صاحب امیر لاہوری پارٹی یہ بھی فرماویں کہ مرزے کے ہلاک ہو جانے کے بعد اب خدا نے یہ دن رات کس لئے قائم رکھے ہوئے ہیں۔اس شخص کی لن ترانیوں کی کوئی حد بھی ہے؟

۳۵...... ’’تیری میری طرف وہ نسبت ہے۔جس کی مخلوق کو آ گاہی نہیں۔‘‘ بابو صاحب غور فرماویں:

الف...... لاہوری پارٹی کو آ گاہی ہے کہ مرزا مجدد ہے۔مسیح موعود ہے اور مہدی موعود ہے۔

ب...... قادیانی پارٹی کو آ گاہی ہے کہ مرزا ان کے علاوہ نبی بھی ہے۔

ج...... مولوی ظہیر الدین کی پارٹی کو آ گاہی ہے کہ مرزا رسول یا صاحب شریعت بھی تھا۔

پھر وہ کون سا درجہ مرزے کا سوا خدائی کے کوئی اور ہے جس کی مخلوق کو خبر نہیں۔اللہ تیری شان! بابو صاحب آپ کو یقین نہیں تو مرزے کا ایک کشف بھی سن لیں۔جو (کتاب البریہ ص۷۸، خزائن ج۱۳ص۱۰۳) سے شروع ہوتا ہے۔(ترجمہ) ’’میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں (توبہ نعوذ باللہ نووارد) اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا ہوں۔یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا ہو اور اسے اپنے اندر بالکل مخفی کر لیا ہو۔یہاں تک کہ اس کا کوئی نام ونشان باقی نہ رہ گیا ہو۔اس اثناء میں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کر لیا۔یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اس کے اعضاء اور میری آنکھ اس کی آنکھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی۔میرے رب نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کی قوت وقدرت مجھ میں جوش مارتی اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے...... اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم نیا نظام اور

نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان وزمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب وتفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔‘‘

قاضی صاحب اب تو آپ مرزے پر یہ اعتراض نہ کریں گے کہ مرزے نے اپنے کن فیکون کے اختیارات کیوں کہیں استعمال کر کے نہ دکھائے:

نخل قد جاناں کے دو پستان نکل آئے
لو سرو کو تہمت نہ رہی بے ثمری کی

قاضی صاحب...... مولوی صاحب وہ مرزے کا زمین وآسمان بنایا ہوا ہے کہاں؟

نووارد...... قاضی صاحب افسوس! آپ کو اتنی بھی خبر نہیں۔ مرزا قادیانی بمعہ اپنی آسمانی منکوحہ یعنی آنحضرتﷺ کی پیشین گوئی والے بیوی بچوں اور فرزند دلبند بشیر عنموائیل کے اسی میں تو رہتے ہیں اور کروڑہا دہریئے، ہندو، آریئے، سکھ، یہودی اسلام لاکر اور تمام عیسائی جن کی صلیب مرزا قادیانی نے توڑ دی۔ صلیب شکستہ حالت میں اسی میں مرزے قادیانی کے ساتھ آباد ہیں۔

قاضی صاحب...... وہاں ان کا مشغلہ کیا ہے؟

نووارد...... مشغلہ کیا ہونا تھا۔ مرزا قادیانی نے اس آسمان میں لیمپ اتنے لگادیئے کہ انہی کی صفائی سے انہیں فرصت نہیں ہوتی۔ ہاں غریب بشیر کو کبھی جلد جلد بڑھنے سے فرصت ملی تو کبھی اس نے کسی بیمار کا علاج کر دیا۔ یا کسی قیدی کو چھوڑ دیا۔

بابو صاحب...... (بڑے زور سے) کیا وہ شیطان گاموں اب تک نہیں آیا؟

بیوی...... (باورچی خانہ سے باہر نکل کر) اجی وہ سودا تو مدت ہوئی لاچکا۔ مولوی صاحب کی بابت کہتا تھا کہ ان کے بالاخانہ پر قفل لگا پڑا ہے۔ میں نے اسے پھر بھیجا ہے کہ پختہ طور پر دریافت کر آوے کہ مولوی صاحب کہاں ہیں؟ اور قفل لگنے کی وجہ کیا ہے؟

قاضی صاحب...... مرزا قادیانی کا یہ کشف سن کر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کشف ہے کیا چیز؟ اگر اس کے یہ معنے لیں کہ کسی ایسی چیز کو صفائی قلب سے دیکھ لینا جو واقعہ میں اپنا وجود تو رکھتی ہے۔ لیکن ان آنکھوں سے ہم اسے دیکھ نہیں سکتے۔ تب بھی یہ کشف غلط۔ کہتے ہیں کسی پہاڑی راجہ کے وزیر نے راجہ صاحب کے ایک خیاط پیش کر کے کہا کہ مہاراج! یہ درزی دعویٰ کرتا ہے کہ میں ایسا لباس بنا سکتا ہوں کہ پہننے والے کو نظر نہ آوے اور سب کو نظر آوے اور یہ لباس قیمتی اور فاخرہ ہوگا کہ اور

کسی مہاراجہ کے پاس ویسا نہ ہوگا۔ مگر اتنا روپیہ اس کے اخراجات کے واسطے پیشگی ملنا چاہئے۔

راجہ صاحب نے کہا منظور ہے۔ ہمارے واسطے بہت جلد بنایا جائے۔ درزی پیشگی روپیہ لے کر چلا گیا۔ ایک ماہ کے بعد دربار میں اس طرح حاضر ہوا کہ گویا اس نے کچھ کپڑے اٹھائے ہوئے ہیں۔ راجہ صاحب کو جھک کر سلام کیا اور کہا کہ اپنے کپڑے اتاریئے اور یہ پہن لیجئے۔ چنانچہ وہ راجہ صاحب کے کپڑے اتارتا گیا اور اپنا پہناتا گیا۔ کبھی سر پر سے ہاتھ گزار کر گریبان ڈالا۔ کبھی باہیں اونچی کر کے آستینیں پہنائیں۔ بٹن لگائے۔ پاجامہ پہنا کر ازار بند باندھا۔ جب لباس پہنا گیا تو راجہ صاحب نے درباریوں کی طرف دیکھا۔ سب نے کہا واہ مہاراج واہ۔ کس کی مجال یہ کہے کہ مہاراج آپ برہنہ ہیں؟ دن بھر تو راجہ صاحب نے اسی لباس میں دربار کیا۔ شام ہوئی تو محل میں گئے۔ اسی خوشی میں کہ رانیاں یہ لباس فاخرہ دیکھ کر خوش ہوں گی۔ لیکن جب رانیاں آپ سے منہ چھپا کر بھاگیں۔ تو آپ کو معلوم ہوا کہ درزی مجھے الو بنا گیا۔

پس اس کشف کا زمین وآسمان، راجہ صاحب کی پوشاک سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ایک نیا آسمان نہیں۔ اگر ایک نیا ستارہ بھی آسمان پر نمودار ہوتا ہے۔ تو ہیئت دان معلوم کر لیتے ہیں کہ ایک نیا ستارہ نمودار ہوا ہے اور اگر کشف کے معنے لیں کہ کسی شخص کے دماغ میں کسی خیال کا پیدا ہو جانا جو حقیقت حال سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ تو مرزے کی معمولی چالاکیوں میں سے ایک چالاکی اور یہ کوشش کہ کسی مجذوب اور دیوانہ مسلمان سے بھی میں دوم درجہ نہ رہ جاؤں۔

بیوی...... اجی گاموں آ گیا ہے۔ کہتا ہے کہ بالاخانہ کے دائیں بائیں کے دکانداروں نے یہی بتایا ہے کہ ہم نو دس بجے دکان بند کر کے گئے۔ ہم اس بالاخانہ کو کھلا چھوڑ کر گئے۔ صبح دکان آ کر کھولی تو قفل لگا پایا۔ اس لئے میں نے اسٹیشن پر جا کر دریافت کیا تو بابو غلام رسول نے بتایا کہ مولوی صاحب تو ۱۲ بجے رات کی گاڑی میں سوار ہو گئے۔ ٹکٹ انہوں نے گوجرانوالہ کا لیا تھا۔

بابو صاحب...... مولوی صاحب آپ کی پیش بندی نے کچھ نہ کیا۔ مرزے کی طرح غالباً مولوی صاحب کا بھی خسر بیمار ہو گیا۔

نو وارد...... بابو صاحب، مولوی صاحب تو مرزے کی سنت ادا کر کے داخل ثواب ہو گئے۔ لیکن اگر آپ کے اعتراضات یا سوالات کے جوابات سے عاجز رہ کر پھر بھی اسی فرقہ میں رہے۔ تو پھر اس میں کچھ شک باقی نہیں رہے گا کہ یہ ایک پولیٹیکل فرقہ ہے۔ جس کو حق باطل سے کچھ سروکار کر نہیں۔

بابوصاحب...... باآواز بلند کھانا تیار ہوگیا ہوتو لے آؤ۔

بیوی...... کھانا تیار ہے۔ ذرا چاول دم ہولیں۔ گاموں اتنے میں ہاتھ دھلا۔ ہاتھ دھوئے گئے۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب آپ کی اس کشف کی نسبت کیا رائے ہے؟

نووارد...... میری اس کشف کی نسبت وہی رائے ہے جو مرزا قادیانی کی تصویر کی نسبت رائے ہے۔ جو (ضمیمہ حقیقت الوحی ص۷۲، خزائن ج۲۲ ص۶۹۸) پر درج ہے۔ بڑے بڑے بزرگ گزر گئے۔مگر کسی نے اپنی تصویر اس طرح آنکھیں نیم باز کر کے اور گردن کو خم دے کر نہیں اتروائی۔ جو ثابت کرے کہ:

خدا سے بس اب لو لگائے ہوئے ہیں

اس تصویر کو ٹھگی ڈکیتی کے محکمہ میں بھیج کر دریافت کریں کہ یہ شخص کس چال چلن کا آدمی ہے تو مجھے یقین نہیں کہ وہ اس تصویر کو آپ کو واپس دیں۔ قاضی صاحب غضب خدا کا، خدا تو اپنے قرآن مجید میں (پ۲۲ ع۱۷) فرماوے کہ خدا کے سوا تم جنہیں پکارتے ہو ذرا مجھ کو بھی تو دکھاؤ۔ انہوں نے کونسی زمین بنائی ہے؟ یا آسمانوں کے بنانے میں ان کا کچھ ساجھا ہے؟ اور برخلاف اس کے خود ہی مرزے میں گھس کے اس سے زمین وآسمان پیدا کراتا۔ اب اگر سوائے خدا کے اس کے منہ بولے بیٹے کو پکارا جاوے تو خدا کے پاس کونسی حجت باقی رہ گئی؟

بابوصاحب...... مگر اس کی مرزے نے کچھ تاویل بھی تو کی ہے۔

نووارد...... بابوصاحب افسوس آپ نے مرزے کو آج تک نہ پہچانا۔ یہ تاویل تو صرف فہمیدہ اشخاص (منکرین) کے لئے ہے۔ نہ کہ مان لینے والوں کے واسطے۔

قاضی صاحب...... (دسترخوان اپنی طرف کھینچتے ہوئے) مولوی صاحب میں حیران ہوں کہ مرزے کو ایسی باتیں بنانے سے فائدہ کیا تھا؟

نووارد...... قاضی صاحب کھانا کھا لیجئے۔ مولوی صاحب تو مرزا قادیانی کی سنت موکدہ میں گوجرانوالہ جا پہنچے۔ پس ہمارا یہ آخری دن ہے اور میں انشاء اللہ آج اپنی تقاریر کو مرزے کی لن ترانیوں اور ہیچومن دیگرے نیست کے مضمون پر ختم کردوں گا۔ آپ ذرا کھانا بھوک رکھ کر کھائیں۔ ایسا نہ ہو کہ میرا تو مغز خالی ہوجائے اور آپ خراٹے بھرتے ہوں۔

بیوی...... مولوی صاحب آپ تو ہمارے قاضی صاحب کے کھانے کو ہی ہمیشہ ٹوکتے رہتے ہیں۔قاضی صاحب کھایئے اور خوب کھایئے۔ یہ چاول تو میں نے آپ ہی کی خاطر دم کئے ہیں۔ اگر آپ نے نہ کھائے تو ان کے دام دینے پڑیں گے۔

گاموں...... قاضی[۱] جی خیر میں تہانوں نپ کے تہاڈے پچھے بیٹھا رہاں گا۔

نووارد...... اور گاموں مرزا قادیانی کا فصیح وبلیغ مصرعہ بھی پڑھتا جائیو جاگو جاگو آریو، نیند نہ کرو پیار۔

قاضی صاحب...... (منہ میں نوالہ ڈال کر) بابو صاحب میں آپ سے سچ کہتا ہوں (نوالہ نگل کر اور گاموں کو پانی کا اشارہ کر کے) کہ نیند میرے اپنے اختیار میں ہے۔

نووارد...... اچھا آپ کھائیں جتنا چاہیں۔لیکن میری تقریر میں اگر آپ نے ایک آنکھ بھی بند کی تو پھر آپ تماشہ دیکھیں گے۔

قاضی صاحب...... نہ مولوی صاحب آنکھیں کھلی رکھنا تو میرے اختیار میں نہیں۔مگر حقیقت میں میں جاگتا ہوا کرتا ہوں۔

بیوی...... ہاں اس کا تو مقبول کی والدہ بھی مجھ سے ذکر کرتی تھیں۔قہقہہ۔اور سب نے ہاتھ اٹھا کر:’’الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین والحمدلله رب العلمین‘‘

بیوی...... گاموں سب سے پہلے یہ ہڈیوں کا ڈھیر بابو صاحب کے سامنے سے اٹھا کر موتی کو ڈال دے کہ اس کا وقت ضائع نہ ہو اور مولوی صاحب میرے آنے تک تقریر شروع نہ کیجئے گا۔

نووارد...... نہیں بیوی جی تم کھانا بافراغت کھا آؤ۔ابھی تو ہم نے پان کھانا ہے۔حقہ پینا ہے۔ ہاں آتے ہوئے احسن التفاسیر کی ساتویں منزل لیتے آنا۔

نووارد...... اچھا بابو صاحب آج تو ہمارا کوچ ہے۔کوہاٹ کی کوئی خدمت میرے لائق ہوا کرے تو بلاتکلف اطلاع دیا کریں۔

قاضی صاحب...... اور میری طرف سے بھی یہی معروض سمجھیں۔

[۱] یعنی قاضی جی آپ خوب کھانا کھائیں۔نیند سے نہ ڈریں۔آپ کو پکڑے آپ کے پیچھے بیٹھا رہوں گا۔گرنے نہ دوں گا۔

بابو صاحب...... اجی یہ تو آپ صاحبان کی نوازشات ہیں۔ مجھ پر بڑی مہربانی ہوگی کہ اس ناچیز کو آپ یاد رکھیں گے اور کبھی کبھی اپنی خیریت کا کارڈ ڈال دیا کریں گے۔

نووارد...... بابو صاحب آپ کا سلوک ہمارے ساتھ ایسا نہیں رہا کہ ہم آپ کو کبھی بھول سکیں۔ ہاں میرے ہاتھ میں چونکہ رعشہ ہے۔ خط لکھنا مجھے بڑا دوبھر معلوم ہوتا ہے۔ ہاں جب کبھی آپ اسٹیشن چھوڑا کریں تو مجھے بذریعہ کارڈ اطلاع دے دیا کریں کہ آئندہ میرا پتہ یہ ہوگا۔

بیوی...... لیجئے مولوی صاحب یہ احسن التفاسیر لیجئے۔

نووارد...... لیجئے قاضی صاحب اب میری طرف متوجہ ہو جایئے۔ آپ کا ایمان ہو نہ ہو۔ میرا اس بات پر ایمان ہے کہ:

آں راکہ خبر شد خبرش بازنیامد

یعنی خدا کی عبادت کرنے والوں کو جب کچھ مل جاتا ہے۔ تو پھر وہ خاموش ہو جاتے ہیں۔ بلکہ میرے خیال میں سچے جھوٹے بزرگ میں تمیز یہی ہے کہ پہلا خاموش ہے اور دوسرا ہر روز ایک نیا قصہ لوگوں کو سناتا ہے۔ مرزے نے اپنی تمام کتابیں اسی بات سے پر کر دیں۔ مجھے خدا نے فرمایا ہے تو ایسا ہے تو وہ ہے۔ تیرا میرے ساتھ فلانا تعلق ہے۔ یہ ہے اور وہ ہے۔ کسی نے اعتراض کیا تو فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ’’اما بنعمة ربك فحدث ‘‘(حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ص۷۰) یعنی خدا کی نعمتوں کا لوگوں سے ذکر کر۔

اس الہام کی تعمیل کرتا ہوں۔ کسی نے تو قرآن کھول کر نہ دیکھا کہ کیا اس آیت کے یہی معنی ہیں؟ جو یہ ہمیں بتا رہا ہے۔ یا کچھ اور۔ پس میں آج اس سورۃ الضحیٰ کی تفسیر آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں تا کہ آپ کو معلوم ہو جاوے کہ مرزے نے لن ترانیاں ہانک ہانک کر اپنا پایہ سب سے بلند کرنے کے لئے کیسی لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالی اور آیت سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اس سورۃ کی تفسیر احسن التفاسیر میں یوں لکھتا ہے:

’’اگرچہ مفسروں نے اس سورۃ کے شان نزول میں طرح طرح کی باتیں لکھی ہیں۔ سب سے زیادہ صحیح شان نزول وہی ہے۔ جس کا ذکر صحیحین کی جندب کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ہجرت سے پہلے مکہ میں کچھ بیمار ہو گئے تھے۔ اس بیماری کے سبب سے دو تین راتوں تک آپ تہجد کی نماز کو نہیں اٹھے۔ یہ دیکھ کر ام جمیل ابولہب کی بی بی نے کہا کہ محمد ﷺ کے رب نے

محمد ﷺ کو چھوڑ دیا۔ اس لئے انہوں نے رات کو اٹھنا بند کردیا۔ ام جمیل کی اس بات سے آنحضرت ﷺ کو رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے رنج رفع ہو جانے کی غرض سے یہ سورۃ نازل فرمائی اور فرمایا کہ اے نبی اللہ کے نہ اللہ نے تم کو چھوڑ دیا ہے۔ نہ وہ تم سے کچھ خفا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کا رنج رفع کرنے کے ئے یہ بھی فرمایا کہ دنیا تو اسی طرح کے رنج والم پیش آنے کی جگہ ہے۔ مگر چندروزہ دنیا گزر جانے کے بعد اے نبی اللہ کے تمہارے لئے عقبیٰ میں بڑے بڑے درجے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اسی طرح کی نصیحتوں کے اثر سے آنحضرت ﷺ دنیا کی کسی راحت کی کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ امام احمدؒ ترمذی وغیرہ میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک دن بوریا پر سونے سے آنحضرت ﷺ کے پہلو پر نشان پڑ گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ یہ دیکھ کر میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ کو معلوم ہوتا تو میں بوریا پر کوئی چیز بچھونے کے طور پر بچھا دیتا۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دنیا چندروزہ ہے۔ اس لئے مجھ کو دنیا کی راحت درکار نہیں۔ میری اور دنیا کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی مسافر تھوڑی دیر کسی سایہ دار درخت میں ٹھہر جاتا ہے۔''

حاضرین بیک زبان ہوکر سبحان اللہ، سبحان اللہ! سچے نبی کیسے دنیاوی راحتوں سے الگ رہتے تھے۔ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ آیت: ''ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ '' کی شان نزول کی بابت صحیح سند سے تفسیر ابن ابی حاتم مستدرک حاکم بیہقی طبرانی وغیرہ میں جو روایتیں ہیں۔ ان کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام کے عہد میں پیش آیا کہ دور دور کے تمام شہر فتح ہوگئے اور اسلام کو نہایت ترقی ہوئی اور امت محمدیہ کو ہر طرح کی راحت نظر آئی۔ اس حال کے معلوم ہونے سے آنحضرت ﷺ بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو زیادہ خوش کرنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ دنیا کی راحت کے علاوہ اے نبی اللہ کے تمہارے امت کو اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی وہ راحت دینے والا ہے۔ جس سے تم خوش ہو جاؤ گے۔ اس معنی کی پوری تائید صحیح مسلم کی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک روز قیامت کے دن کا امت محمدیہ کا انجام یاد کر کے رونے لگے۔

اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اورانہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی اللہ قیامت کے دن میں تمہاری امت کے ساتھ وہ برتاؤ برتوں گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان احسانات کا ذکر فرمایا ہے۔ جو اس نے اپنے رسول ﷺ پر کئے تھے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ دنیا جیسی امتحان کی جگہ جب اللہ تعالیٰ کے احسانات کا یہ حال ہے۔ تو عقبیٰ جیسی جگہ میں جو عین احسان کی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا کیا حال ہوگا؟

پایا تجھ کو بھٹکتا کا مطلب ہے کہ منصب نبوت قرآن کی نصیحتیں ان میں سے کوئی چیز بھی تم کو معلوم نہ تھی۔ حضرت کی پیدائش سے پہلے آپ کے والد کا انتقال ہوگیا اور آپؐ کی عمر چھ برس کی تھی۔ جب والدہ کا انتقال ہوگیا اور والدہ کے انتقال کے بعد آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی پرورش اپنے ذمہ لی۔ جب آپ کی عمر ۸ سال ہوئی تو عبدالمطلب کا بھی انتقال ہوگیا۔ پھر آپؐ کے چچا ابوطالب نے آپ کو پالا اور آپ بڑے ہوئے اور حضرت خدیجہؓ سے نکاح ہو جانے کے بعد آپؐ کی تنگدستی رفع ہوگئی۔

ان ہی باتوں کا ذکر ان آیتوں میں ہے اور اس ذکر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان کی یتیمی اور تنگدستی یاد دلا کر یتیموں اور تنگدستوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی نصیحت فرمائی ہے اور اللہ کے احسان کا بیان کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔ قاضی صاحب سن لیا آپ نے ''واما بنعمة ربك فحدث '' کے کیا معنے ہیں؟

قاضی صاحب...... بالکل ٹھیک، بالکل ٹھیک، بالکل ٹھیک۔ عقل انسانی بھی یہی مانتی ہے۔ اس کے معنے یہ نہیں کہ دف لے کر ڈھنڈورہ پیٹا جاوے کہ مجھ سے خدا قریباً ہر روز باتیں کرتا ہے۔ مجھ پر الہام بارش کی طرح برستے ہیں۔ مجھ سے خدا اپنے چہرہ سے کسی قدر پردہ اٹھا کر باتیں کرتا ہے۔ مجھے کہتا ہے لوگوں کو ہم نے خشکی سے پیدا کیا۔ تجھے اپنے پانی سے۔ مجھے اس نے کن فیکون کے اختیارات دے دیئے۔ مجھے کہتا ہے کہ میں عرش پر بیٹھا تیری حمد کرتا ہوں۔ میں نے زمین وآسمان تیرے لئے پیدا کئے۔ میں نے رات دن تیرے لئے پیدا کئے۔ زمین وآسمان تیرے ساتھ ہیں۔ جیسے میرے ساتھ ہیں۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔ میں اپنی فوجوں سمیت تیرے ساتھ ہوں۔ یہ ہے اور وہ ہے۔

نووارد...... قاضی صاحب اس کے علاوہ ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ مرزے نے جوان لن ترانیوں

کے الہاموں سے اپنی کتابیں بھر دیں۔ ان الہاموں کو اس نے کس لہجہ میں بیان کیا ہے؟ آیا اپنی بڑائی اور مسیحیت اور اپنے مخالفوں کی ذلت میں یا کبھی اس نے کسی الہام کے بیان کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ خدا کا شکر ہے۔ یا خدا کا احسان ہے کہ اس نے مجھے یہ الہام کیا ہے؟ جہاں تک میری یادداشت کام کرتی ہے۔ مرزے نے اپنے الہاموں کا ذکر شکریہ کے لہجہ میں نہیں کیا۔ پس مرزے کا اس آیت کی آڑ لینا ثابت کرتا ہے کہ اول تو مرزے نے اس آیت کے معنے ہی غلط کئے۔ دوم ان معنوں پر بھی کاربند نہ ہوا۔ لو بیوی جی بندہ اپنا فرض ادا کر چکا۔ اب آپ کے بابو صاحب جانیں اور مرزائی جانیں۔

بابو صاحب...... مولوی صاحب آپ نے مجھے ایسا گدھا سمجھا کہ مرزے کے اس قدر حالات معلوم ہو جانے کے بعد بھی میں کبھی مرزے کو سچا مان لوں گا۔ استغفراللہ، توبہ، نعوذ باللہ۔

بیوی...... مولوی صاحب اس جلتی دھوپ اور گرمی میں آپ کہاں جائیں گے؟ ریل تو آپ کی رات ۱۲ بجے جائے گی۔ پھر یہیں کیوں آرام نہیں کرتے؟

نووارد...... بیوی جی نہ مجھے دن کو عادت سونے کی نہ آپ کی چھت کے نیچے مجھے آرام کی توقع۔ اگر میں دوپہر یہیں گزاروں تو کیا تم مجھے چین لینے دو گی؟

بیوی...... کھلکھلا کے ہنسنے کے بعد؟ مولوی صاحب میں آپ سے ایک سوال سے زیادہ نہیں کروں گی۔

نووارد...... قاضی جی، قاضی جی۔

بیوی...... اجی چھوڑیئے۔ انہیں آنکھ لگا لینے دیجئے۔

نووارد...... اچھا بیوی جی فرمایئے۔ آپ کا سوال کیا ہے؟

بیوی...... میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ مرزے کو مرے ہوئے ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں گزرے۔ ان کے متبعین کی کتنی پارٹیاں بن گئیں اور کیوں اور ان کے اعتقادات میں کیا اختلاف ہے اور کیوں؟

نووارد...... بیوی جی تم نے سنا ہوگا کہ شیر جنگل میں کسی جانور کا شکار کر کے اس کا خون پی کر چل دیتا ہے۔ اس کے بعد بھیڑیئے، چیتے، گیدڑ وغیرہ اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ مرزا قادیانی اپنے قلم کے زور سے مسلمانوں کا شکار کر کے ان کا خون پی کر چل دیئے۔ اب باقی مسلمانوں کا گوشت کھا

رہے ہیں۔ اگر سب یک رائے ہو جائیں۔ تو لیڈر صرف ایک ہی ہو۔ اس لئے جس کسی کو لیڈر بننے کا شوق ہوا۔ اس نے دوسرے سے تھوڑی سے نااتفاقی کی اور اپنی پارٹی علیحدہ بنالی۔ لیکن گوشت اسی جانور کا کھاتے ہیں۔ جس کا مرزا قادیانی نے شکار کیا۔

یعنی مرزے کو سب سچا مانتے ہیں۔ اس لیڈری کے شوق میں بعض مثلاً کیمل پور کے عرضی نویس جیسوں کو تو ناکامیابی ہوئی۔ مگر تین لیڈر بچ رہے ہیں۔ اول مرزا قادیانی کا بیٹا جو اس بات پر اڑا ہوا ہے کہ میرا باپ ضرور ضرور حقیقت میں مجدد و مسیح و مہدی و معہود اور نبی تھا۔ کیونکہ خدا نے اس کے الہاموں میں اس کو ایسا کہا ہے۔ دوم مولوی محمد علی صاحب تعلیم یافتہ پارٹی کے لیڈر وہ کہتے ہیں کہ نہیں نہیں کہ سب کچھ جھوٹ ہے۔ مگر مرزا تھا تو مجدد اس کا ماننا ضروری ہے۔ سوم ظہیر الدین وہ کہتا ہے کہ تم دونوں غلطی پر ہو۔ مرزا سچا بھی تھا اور رسول باشریعت۔ اس کو رسول باشریعت مانو۔

اب عقل سے خالی اور جیب کے پر لوگ کچھ ایک کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ کچھ دوسرے کے کچھ تیسرے کے۔ باقی رہا یہ سوال کہ کن وجوہات پر اختلاف ہے۔ سو تم مرزے کا لٹریچر پڑھ کر ایک مجدد سے لے کر خدا تک اسے مان سکتی ہو۔ ابھی ان پارٹیوں کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ وہ مرزے کو خدا نہیں مانتیں۔ مگر وہ وقت (خدا نہ کرے) اب قریب ہے کہ ایک پارٹی اسی کے اقوال سے اٹھ کر اسے خدا کہے گی۔ فی الحال تو ظہیر الدین کی پارٹی نے صرف کلمہ میں سے آنحضرت ﷺ کا نام نکال کر مرزا کا نام داخل کر دیا ہے۔ دیکھئے اس نے اپنے ٹریکٹ ''انا انزلناہ قریبا من القادیان'' کے اخیر میں لکھا ہے ''لاالہ الااللہ احمد جری اللہ''

بیوی جی ان لیڈروں میں اتنی تو طاقت نہیں کہ اپنا کوئی نیا مذہب ایجاد کریں۔ لامحالہ مرزے کو سچا مان کر اور اس کے مذہب کی شاخیں بنا کر لیڈر بنج رہے ہیں۔ میں مرزا قادیانی کی اس بات کا قائل ہوں کہ گو اس کی برادری کا ایک شخص آریہ ہو گیا۔ ایک عیسائی ہو گیا۔ ایک چوڑھوں کا پیغمبر بن گیا۔ ایک دہریہ بن گیا۔ مگر مرزے نے اسلام کو نہ چھوڑا اور خدا سے قرآن کا علم پا کر ''الرحمن علمہ القرآن'' ہمیں قرآن سکھا گیا۔ کمرہ کا کلاک ٹن ٹن۔ لو بیوی جی میں دو سجدے دے لوں۔

بیوی...... گاموں مولوی صاحب نماز پڑلیں تو چاء لے آ۔

بابوصاحب...... گاموں پانی کے دولوٹے بھرلا۔ نماز کے بعد قاضی صاحب جگائے گئے اورگاموں چاء لے آیا۔ چاء پر بیٹھ کے۔

قاضی صاحب...... آپ لوگوں نے بڑا ظلم کیا کہ مجھے بیدار کردیا اور شکار میرے ہاتھ سے چھوڑادیا۔

بابوصاحب...... وہ کس طرح؟

قاضی صاحب...... اجی میں نیند میں گوجرانوالہ پہنچا ہوا تھا اور مولوی صاحب کو پکڑ کر انہیں کھینچ رہا تھا کہ آ کر ہمارے سوالات کا جواب دیں۔ قہقہہ۔

نووارد...... بابوصاحب اب ہم تو بقول شخصے کہ:

مراد ما نصیحت بود گفتیم
حوالت باخدا کردیم ورفیتم

آپ کو حوالت باخدا کرنے والے ہیں۔ لیکن اگر آپ کے مولوی صاحب پھر آپ کو ملیں۔ تو ان سے یہ سوال بھی ضرور کیجئے گا کہ:

بابوصاحب...... مولوی صاحب ٹھہریئے کہ میں اسے لکھ لوں۔

نووارد...... اچھا لکھئے۔

بابوصاحب...... قلم روشنائی میں ڈبوکر، جی۔

نووارد...... لکھئے!

۱...... آپ کے نبی صاحب کو سال ۱۹۰۵ء میں الہام ہوا کہ تیری موت بہت قریب ہے۔ (تذکرہ طبع سوم ص۵۴۷) اور یہ وحی مقدس اس تواتر سے ہوئی کہ اس نے نبی کی ہستی کی بنیاد ہلادی۔

(رسالہ الوصیت ص۲، خزائن ج۲۰ ص۳۰۱)

۲...... سال ۱۹۰۶ء میں جب ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے نبی صاحب کو اطلاع دی کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ آپ ۴؍اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جائیں گے اور کاذب صادق کی زندگی میں فنا ہوگا تو نبی صاحب نے اشتہار ’’خدا سچے کا حامی ہو۔‘‘ جاری کر کے اس میں تحریر کیا کہ مجھے میرے خدا نے اطلاع دی ہے کہ عبدالحکیم خان صادق نہیں ہے۔ میں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤں گا اور یہ بھی لکھا کہ اگر میں ڈاکٹر صاحب کی الہامی پیشین گوئی کی میعاد مقررہ میں مرا۔

تو یہ ایسی ذلت کی موت ہوگی۔ گویا میرے آگے بھی لعنت اور پیچھے بھی لعنت ہوگی۔

۳...... سال ۱۹۰۷ء میں جب اخباروں میں چھپا کہ نبی صاحب نے جو مولوی عبدالحق صاحب غزنوی سے مباہلہ کیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی صاحب کا تو خدا نے بال بیکا نہ کیا اور نبی صاحب کا فرزند فوت ہوگیا۔ تو نبی صاحب نے اشتہار تبصرہ جاری کیا اور اس میں بے شمار الہامات آیات قرآنی میں اتار کے لکھا کہ میرے خدا نے مجھے یہ الہام کئے ہیں کہ میں تیرے بد خواہوں کو تیری زندگی میں فنا کردوں گا اور تیری عمر بڑھادوں گا۔ تا کہ معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔ مگر نبی صاحب ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو یعنی موت قریب ہونے کی وحی اور متواتر سے دو سال چھ ماہ بعد اور موت بعید ہونے (عمر بڑھائے جانے کے) الہامات سے سات ماہ کے اندران تمام دشمنوں اور مکذبوں کو جن کی طرف ان اشتہارات میں اشارہ تھا۔ بخیرو خوبی زندہ اور سلامت چھوڑ کر مرنے سے ثابت کردیا کہ یہ اشتہارات کے الہامات مقدسہ ومطہرہ محض جھوٹے اور خدا پر افتراء تھے۔

پس ابن مریم مر گیا حق کی قسم صاحب سے ہماری بڑی عاجزی سے درخواست ہے کہ کیا وہ اجازت دیتے ہیں کہ ہم الوصیت کے کل الہامات مقدسہ کو بھی اس طرح جھوٹے اور افتراء علی اللہ سمجھیں اور اس کی وجوہات ہیں:

۱...... یہ کہ الوصیت کی مقدس وحی میں بھی یہ تھا کہ ’’ایسی شکایت کرنے والوں کو جو اپنی شرارتوں کو نہیں چھوڑتے اور بدذکر سے باز نہیں آتے۔ دنیا سے اٹھالیں گے اور صفحہ ہستی سے معدوم کردیں گے اور تب تیرا حادثہ ہوگا۔‘‘ یہ الہام صاف غلط ثابت ہوا۔

۲...... یہ کہ موت قریب ہونے کے الہامات اگر حقیقت میں ہوئے ہوتے تو ضرور تھا کہ ان کا ذکر یا ان کی طرف اشارہ ان اشتہارات کے الہامات میں ہوتا۔ بالخصوص مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ میں جو کسی الہام ووحی پر مبنی نہ تھا اور فیصلہ فریقین کی موت وحیات سے ہونا تھا۔

۳...... سوا بہشتی مقبرہ کے بدعت قائم کرنے اور نبی صاحب کے مقبرہ کو آنحضرت ﷺ کے مقبرہ پر فضیلت دینے کے کوئی اور وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اللہ میاں نے نبی صاحب اور اپنے منہ بولے بیٹے کو موت سے اڑھائی سال پہلے اس کی موت کے قریب ہونے کی خبر دے کر اس کی ہستی کی بنیاد کو کیوں ہلادیا اور تین کو چار کرنے والے کا کیوں سدراہ بنا۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب میں اس آخری فقرہ سے اتفاق نہیں کرتا۔ اس کی منطق غلط ہے۔

نووارد...... (آنکھوں ہی آنکھوں میں قاضی صاحب کے قول کی داد دے کر اور مسکرا کر) ہاں بابو صاحب یہ سوال تو ختم ہوگیا۔ اب عرض یہ ہے کہ اس کو ابن مریم مرگیا حق کی قسم صاحب کے تنہائی میں پیش نہ کیجئے گا۔ بلکہ اس وقت جب وہ چار سمجھ دار آدمیوں میں بیٹھے ہوں تاکہ ٹال مٹال نہ کر سکیں۔

بابو صاحب...... (ماتھے پر ہاتھ مار کر) افسوس صد افسوس، ہائے افسوس! ہم اس شخص کے الہاموں کے بھروسہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ اور بہشتی مقبرہ کو ہر قسم کی رحمتوں کا جائے نزول مانتے ہیں۔ مولوی صاحب تمام عمر کی حرام حلال کی کمائی ہم نے ان کی نذر کر دی اور آج اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ تم نے وہاں وہ کون سی چیز پائی جو پہلے تمہیں حاصل نہ تھی۔ تو ہمارے پاس اس کا جواب نہیں۔

نووارد...... بابو صاحب آپ بھی غضب کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اتنی دماغ سوزی کر کے یہ مذہب آپ کے کسی فائدہ کے لئے ایجاد کیا تھا۔ یا اپنے۔

قاضی صاحب...... مولوی صاحب آپ کے اس لفظ ''دماغ سوزی'' سے ایک مسئلہ حل ہو گیا۔ آپ نے کہیں کہا ہے کہ مرزا قادیانی نے دجال تین قسم کے اشخاص کا نام رکھا ہے۔ اول پادری، دوم کلیں ایجاد کرنے والے اور سوم متمول لوگ اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ مرزا قادیانی نے پادریوں کو قتل کر دیا یعنی دلائل سے ان پر غلبہ پالیا۔ تب بھی یہ ثابت ہوگا کہ مرزا قادیانی نے پونے حصہ دجال کا قتل کیا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا مرزا قادیانی الہام ایجاد کر کے اور دولت سے مالا مال ہوکر دجال کے باقی دو حصوں پر فوقیت نہیں پاگئے۔ قہقہہ۔

اس پر ہر دو نے اٹھ کر اجازت طلب کی۔ بابو صاحب اور بیوی نمناک آنکھوں کے ساتھ ڈیوڑھی تک انہیں رخصت کرنے آئے اور پھر وہاں سے وعلیکم السلام اور حوالت بخدا کی بوچھاڑوں میں مرخص ہوئے۔ ہاں بابو صاحب نے ایک فرمائش کی کہ صدر الدین صاحب اور محمد حسین کو میرا اسلام علیک کہنا اور گاموں مکان تک ساتھ چلنے پر اصرار کرتا ہوا کوچہ کے اخیر سے واپس ہوا۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ضرورت رسالت

(حصہ اوّل)

حضرت مولانا سلطان محمود دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

’’الحمد لله الذی ارسل رسوله بالهدے ودین الحق لیظهره علی الدین کلّه ولوکره المشرکون۔والصلوٰة والسلام علی رسول النبی الامی خاتم الانبیاء رحمة للعٰلمین وعلی اله واصحابه اجمعین‘‘

امابعد! برادران اسلام! خداوند تعالیٰ نے جس دن سے نوع انسان کو دنیا میں آباد کیا ہے۔اسی دن سے سلسلہ انبیاء علیہم السلام جاری فرما کر بنی نوع انسان کی اصلاح کا انتظام بھی فرما دیا۔حتیٰ کہ پہلا انسان نبی ہی تھا۔یعنی حضرت آدم علیہ السلام!

انسان کی اصلاح کے دو حصے ہیں۔(۱) اصلاح عمل۔(۲) اصلاح اعتقاد اور دونوں حصوں میں سے اصلاح اعتقاد مقدم واہم ہے۔اس لئے کہ عمل کی صحت ودرستی اعتقاد کی صحت و درستی پر موقوف ہے۔اگر اعتقاد خراب ہو تو عمل صحیح ہو ہی نہیں سکتا۔کیونکہ اعتقاد بمنزلہ اصل کے ہے اور عمل بمنزلہ فرع ہے اور جب تک اصل درست نہ ہو۔فرع کی درستی ممکن ہی نہیں۔مثلاً اگر کسی شخص کا اعتقاد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا اور چیزیں بھی قابل پرستش ہیں مثلاً سورج وغیرہ! تو وہ کبھی ایک خداوند تعالیٰ کی پرستش وعبادت مخلصانہ کر ہی نہیں سکتا۔اس بناء پر اعتقاد کی اصلاح مقدم اور اہم ہے۔

یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اول اصلاح اعتقاد کی طرف متوجہ ہوتے رہے ہیں اور اس کے بعد اصلاح اعمال کی طرف،اور تمام مسائل اعتقادیہ میں سب سے زیادہ مہتم بالشان تین مسئلے ہیں۔

۱...... توحید یعنی خداوند تعالیٰ کو وحدہ لاشریک سمجھنا۔

۲...... رسالت میں تمام رسولوں کو سچا تسلیم کرنا۔

۳...... مجازات یعنی اعمال کی جزاوسزا کا قائل ہونا اور قیامت کے دن کو برحق ماننا۔

قرآن شریف نصف سے زیادہ فقط انہی تین مسئلوں کے بیان میں ہے۔بار بار مختلف عنوانوں میں ان تین مسائل کو بیان کیا گیا اور طرح طرح کے دلائل سے واضح کیا گیا۔

زمانہ حال میں اکثر لوگ مسائل کی حقیقت سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے طرح طرح کی خرابیوں میں مبتلاء ہیں۔حالت زمانہ کو دیکھتے ہوئے ضروری معلوم ہوا کہ ان تین مسائل کے متعلق مختصر طور پر تین رسالے تالیف کروں۔گو میری قابلیت تو اس لائق نہیں تھی کہ ایسے اہم مسائل

میں قلم اٹھاتا۔ مگر خیر خواہی بنی نوع نے مجبور کیا کہ جس قدر ہو سکے۔ اسی قدر تحریر میں لایا جائے لہٰذا خداوند تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اول مسئلہ رسالت شروع کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے کہ اس مسئلہ سے فارغ ہوکر دو مسئلوں کو بھی تحریر میں لاؤں۔ آمین!

پیغمبروں کے بھیجنے کی ضرورت

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس امر کو واضح کردوں کہ انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے کی ضرورت کیوں پڑتی ہے۔ لیکن اس امر کی وضاحت کے لئے اول چند مقدمات کو بطور تمہید ذکر کیا جاتا ہے تاکہ مقصد کے ذہن نشین ہونے میں آسانی ہو۔

پہلا مقدمہ

کسی ذی عقل پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ انسان پر خداوند تعالیٰ کی اطاعت ورضا جوئی فرض ولازم ہے۔ دلیل اس مقدمہ کی یہ ہے کہ خداوند خالق اور انسان مخلوق، خداوند مالک انسان مملوک، خداوند حاکم، انسان محکوم، خداوند رازق، انسان مرزوق، خداوند محبوب انسان محبّ۔ ظاہر ہے کہ مخلوق پر خالق کی رضا جوئی فرض ہے اور مملوک پر مالک کی رضا جوئی لازم ہے اور محکوم پر حاکم کی رضا جوئی واجب ہے اور مرزوق پر رزاق کی رضا جوئی ضروری ہے اور محبّ کا محبوب کی رضا جوئی میں مرمٹنا عاشقوں کا شیوہ ہے۔ خصوصاً محبوب بھی ایسا کہ تمام دنیا کے محبوب بھی اس کے دست نگر ہوں۔ ان باتوں میں سے ایک بات کا ہونا بھی رضا جوئی کے فرض ہونے کے لئے کافی ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ میں تو یہ تمام باتیں موجود ہیں۔ بلکہ ان کے علاوہ بھی بہت سی باتیں خدا تعالیٰ میں موجود ہیں۔ جو انسان کو اس کی اطاعت ورضا جوئی پر مجبور کرتی ہیں۔ مثلاً بیماری ودیگر مصائب سے نجات دینا وغیرہ وغیرہ۔ تو اب ان باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے کون سا ذی عقل ہے جو اس بات کا انکار کرے کہ خداوند تعالیٰ کی رضا جوئی انسان پر فرض نہیں ہے۔ وجوہ مذکورہ بالا کی طرف قرآن شریف میں متعدد جگہ توجہ دلائی گئی ہے۔

دوسرا مقدمہ

انسان اپنی سمجھ وعقل سے خداوند تعالیٰ کی رضا وغیر رضا ہرگز معلوم نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ وہ خود نہ بتلائے۔ دلیل اس مقدمہ کی یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کی رضا وغیر رضا کو بھی بغیر بتلائے ہوئے ہرگز معلوم نہیں کر سکتا۔ حالانکہ دونوں ایک دوسرے کو نظر آتے ہیں۔ کیونکہ دونوں جسم ہیں اور جسم تمام چیزوں سے زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ ایک دوسرے کو ہاتھ سے

بھی پکڑ کر ٹٹول سکتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے بھی ایک دوسرے کی رضا وغیر رضا کو معلوم نہیں کرسکتا۔ جب تک کہ دوسرا خود نہ بتلائے۔ خواہ سینہ سے سینہ بھی ملالے۔ بلکہ دل کو چیر کر دیکھ لے حتیٰ کہ دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دانتوں سے چبالیا جائے تو پھر بھی دوسرے کے دل کی بات ہرگز معلوم نہیں ہوسکتی۔ تاوقتیکہ وہ خود نہ بتلائے۔

تو بھلا پھر خداوند تعالیٰ کے دل کی بات بغیر اس کے بتلائے ہوئے کیونکر معلوم ہوسکتی ہے؟ حالانکہ وہ ایسا لطیف ہے کہ آج تک کسی کو دکھائی نہیں دیا اور نہ وہ ہاتھ میں آنے والی چیز ہے اور نہ انسان کو اس کے ساتھ کسی قسم کا اتحاد ہے۔ تو پھر اس کے دل کی بات بغیر اس کے بتلائے ہوئے انسان کیونکر معلوم کرسکتا ہے۔ چنانچہ اسی کے متعلق ارشاد ہے۔ سورۂ بقرہ کی اس آیت میں: ’’ولا یحیطون بشئی من علمه الا بماشاء ‘‘ ﴿اور موجودات اس کے معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لاسکتے، مگر جس قدر وہ چاہے﴾ لہٰذا اس کی رضا وغیر رضا معلوم کرنے کے لئے اس کے ارشاد کا انتظار ضروری ہوگا۔

تیسرا مقدمہ

خداوند تعالیٰ کی شان عالی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نہیں ہوگا کہ وہ اپنی رضا وغیر رضا ہر شخص کو خود بتلائے اور ہر کس وناکس سے منہ لگائے۔

دلیل اس مقدمہ کی یہ ہے کہ شاہان دنیا کو دیکھو کہ وہ ایک معمولی سی عظمت کی وجہ سے اپنی مرضی وغیر مرضی کی بات اپنے بنی نوع سے بھی براہ راست نہیں کہتے۔ حالانکہ ہر طرح سے اتحاد ہے۔ صرف معمولی سی عظمت حاصل ہے۔ وہ بھی چندروزہ مستعار اس خدا کی دی ہوئی مگر اتنی سی بات پر بھی وہ اپنی رضا وغیر رضا ہر ایک کو ہرگز نہیں بتاتے پھرتے۔ بلکہ مقربان بارگاہ سے فرما دیتے ہیں۔ وہ لوگوں کو سنا دیتے ہیں یا بذریعہ اشتہار و منادی اعلان کرادیتے ہیں۔ تو بھلا خداوند جو تمام بادشاہوں کا بادشاہ اور بادشاہی بھی ایسی کہ جو ازلی ابدی ہے۔ وہ کیا دنیا کے بادشاہوں سے بھی کم ہے کہ ہر کسی کو خود کہتا پھرے گا اور ہر کس وناکس کو منہ لگائے گا۔ وہ بھی ایسا ہی کرے گا کہ اپنے مقربین درگاہ کے ذریعہ سے اپنی رضا وغیر رضا کی اطلاع دے گا۔ اس کے متعلق ارشاد ہے۔ سورہ نحل کی اس آیت میں: ’’ینزل الملائکة بالروح من امره علی من یشاء من عباده ‘‘ ﴿وہ اللہ فرشتوں کو وحی میں اپنا حکم دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں نازل فرماتے ہیں۔﴾

یعنی انبیاء علیہم السلام پر اور سورہ مومن کی آیت میں: ’’یلقی الروح من امره علی

من یشاء من عبادہ ’’ ﴿وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے وحی یعنی اپنا حکم پہنچاتا ہے۔﴾ یعنی ہر کس و ناکس کو منہ نہیں لگاتا۔ بلکہ اپنا حکم نازل فرمانے کے لئے خاص مقربین کو منتخب فرماتا ہے۔

ان تینوں مقدموں کو سمجھ لینے کے بعد ہر ذی عقل اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ اس بات کی ضرورت ہے کہ خداوند تعالیٰ بعض ہستیوں کو منصب قرب عطاء فرما کر ان کے ذریعہ سے اپنی رضا و غیر رضا کا اعلان فرمائے اور جو مقربین اس منصب کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔ اہل اسلام کی اصطلاح میں ان کو نبی اور رسول کہا جاتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی انسان پر فرض ہے اور انسان بغیر بتلائے خداوند تعالیٰ کی رضا و غیر رضا معلوم نہیں کر سکتا لہٰذا خدا تعالیٰ کا بتلانا ضروری ہوا۔ لیکن وہ ہر کس و ناکس کو براہ راست نہیں بتائے گا۔ اس لئے یہ اس کی شان کے خلاف ہے۔ لہٰذا اس کام کے لئے بعض مقربین و خواص کو منتخب کرنا ضروری ہوا تاکہ ان کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ اپنی رضا و غیر رضا کی پوری تفصیل بندوں تک پہنچادے اور انہیں مقربین کو نبی و رسول کہا جاتا ہے۔ اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے کی ضرورت ہے۔

پیغمبروں کا معصوم یعنی گناہوں سے پاک ہونا ضروری ہے

منصب نبوت کے لئے جو حضرات منتخب ہوں گے۔ ان کا ظاہر و باطن میں مطیع و فرماں بردار ہونا ضروری ہے۔ حتیٰ کہ ان سے ارادہ معصیت بھی ممکن نہ ہو۔ ارتکاب معصیت تو در کنار رہا کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا کے بادشاہوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنے مخالفین کو اپنے دربار میں منصب قرب عطاء کرے۔ بلکہ منصب قرب ایسے شخص کو دیا جاتا ہے کہ جس کے متعلق یقین ہو کہ یہ ظاہر و باطن میں مطیع و فرمانبردار ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ جس شخص کو منصب قرب دربار رب العزت کے لئے منتخب کیا جائے وہ خداوند تعالیٰ کا ظاہر و باطن میں ایسا مطیع و فرمانبردار ہو کہ اس سے ارادہ مخالفت بھی ممکن نہ ہو۔ مخالفت کرنا تو در کنار رہا، یہ بات ہرگز قرین قیاس نہیں ہے کہ خداوند کسی مخالف کو اپنے دربار میں منصب قرب عطاء فرمادے۔ لہٰذا نبی کا معصوم ہونا یعنی گناہوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اسی کے متعلق ارشاد ہے۔ سورۂ انعام کی اس آیت میں: ’’اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ ‘‘ ﴿یعنی ہر کس و ناکس اس شرف کے قابل نہیں﴾ اور جو معصوم ہستیاں اس منصب کے اہل ہیں۔ ان کو خداوند تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کسی دوسرے کو اس کا علم نہیں ہو سکتا۔

پیغمبروں کا منصب نبوت سے معزول ہونا ممکن نہیں ہے

بادشاہان دنیا اور خداوند تعالیٰ کے انتخاب میں اتنا فرق ہے کہ بادشاہان دنیا جس کو ظاہر وباطن میں مطیع وفرمانبردار سمجھ کر قرب عطاء فرمادیں۔ اس میں دوطرح سے غلطی کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ ممکن ہے کہ وہ کسی شخص کو مطیع وفرمانبردار سمجھ کر منصب عطاء کردے۔ لیکن واقع میں وہ مطیع نہ ہو۔ بلکہ مکار ہو اور باطن میں بادشاہ کا سخت دشمن ہو۔ تو اس غلطی کی وجہ سے وہ اپنے مخالف ودشمن کو منصب قرب عطاء کردے۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ ایک شخص واقع میں بادشاہ کا ظاہر وباطن میں مطیع وفرمانبردار ہے اور بادشاہ کا مقرب ہے۔ لیکن بادشاہ کو اس کے متعلق بدگمانی پیدا ہو جائے تو اس غلطی کی وجہ سے وہ ایک سچے مطیع وفرمانبردار کو منصب قرب سے معزول کردے۔

مگر چونکہ خداوند تعالیٰ عالم الغیب ہے اور دلوں کے راز کو بھی جانتا ہے۔ لہٰذا نہ تو وہ مخالف ومکار کو مطیع سمجھ کر منصب نبوت عطا کرتا ہے اور نہ کسی نبی کو بوجہ بدگمانی کے منصب نبوت سے معزول فرماتا ہے۔ اس لئے کہ خداوند کا انتخاب ایسا صحیح ہوتا ہے کہ ممکن نہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ظاہر وباطن میں مطیع وفرمانبردار سمجھے اور منصب نبوت پر مقرر فرمادے۔ اس سے کبھی بھی معصیت کا صدور ہو بلکہ اس سے تو ارادہ معصیت بھی ممکن نہیں۔ ورنہ خداوند تعالیٰ کے علم کے خلاف لازم آئے گا اور یہ ممکن نہیں ہے لہٰذا جس شخص کو اللہ تعالیٰ منصب نبوت عطا فرمادے۔ اس سے معصیت کا ہونا غیر ممکن۔

پس اس کا منصب نبوت سے معزول ہونا بھی غیر ممکن۔ اس لئے کہ بغیر قصور کے تو دنیا کے بادشاہ بھی معزول نہیں کرتے تو احکم الحاکمین کے متعلق یہ خیال کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ وہ کسی مقرب کو بغیر کسی قصور کے منصب نبوت سے معزول کردے۔ اس کے متعلق ارشاد ہے۔ سورۂ الضحیٰ کی اس آیت میں: ''والضحی والیل اذاسجی ماودعك ربك وماقلیٰ'' ﴿قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جبکہ وہ قرار پکڑے کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ (آپ سے) دشمن کی۔﴾

چند دن وحی نہ آنے کی وجہ سے کفار نے یہ کہنا شروع کیا کہ ان کے رب نے ان کو چھوڑ دیا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ آپ کو نبی بنانے کے بعد چھوڑ دیا جائے۔ یعنی منصب نبوت سے معزول کر دیا جائے۔ آپ ﷺ تو آپ ﷺ ہی ہیں۔ مراد یہ ہے کہ کسی نبی کو معزول نہیں فرمایا جاتا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ

خدمت نبوت میں تخفیف کردی جائے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب بالائے آسمان بحالت تخفیف ہیں۔

پیغمبر خود مختار نہیں ہوتے

جیسا کہ بادشاہوں کے خواص اور مقرب بارگاہ مطیع وفرمانبردار تو ہوتے ہیں۔ لیکن شریک سلطنت نہیں ہوتے تا کہ خود مختار ہوں اور جس کو چاہیں دے دیں یا جس کو چاہیں مروا ڈالیں۔ بلکہ بوجہ قرب صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ کسی دوست کی سفارش کر دیں اور دشمن کی شکایت کر دیں۔ ایسا ہی انبیاء علیہم السلام بھی شریک خدائی نہیں ہوتے۔ اس لئے ان کو یہ اختیار نہیں کہ جس کو چاہیں جنت دیں اور جس کو چاہیں دوزخ میں بھیج دیں۔ البتہ ان کو بوجہ قرب کے یہ حق ہوتا ہے کہ کمال ادب سے کسی کی سفارش کر دیں یا کسی کی شکایت اور دوستوں کی سفارش جو انبیاء علیہم السلام دربارہ ترقی درجات یا مغفرت معاصی خداوند تعالیٰ کے دربار میں قیامت کے روز کریں گے۔ اہل اسلام کی اصطلاح میں اس کو شفاعت کہا جاتا ہے۔

الحاصل! انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا شفاعت کرنا تو عقلاً بھی صحیح اور نقلاً بھی ثابت لیکن ان کا گناہ گار ہونا اور خود مختار ہونا ہرگز قرین قیاس نہیں ہے۔ اسی کے متعلق سورۂ ابرہیم کی اس آیت میں ارشاد ہے: ’’وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبيّن لهم فيضل الله من يشاء ويهدى من يشاء وهوالعزيز الحكيم ‘‘ ﴿ہم نے تمام (پہلے) پیغمبروں کو (بھی) ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تا کہ (ان کی زبان میں) ان سے (احکام الہیہ کو) بیان کریں۔ پھر (بیان کرنے کے بعد) جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں گمراہ کرتے ہیں اور جس کو چاہیں ہدایت کرتے ہیں اور وہی سب (امور پر) غالب ہے اور حکمت والا ہے۔﴾

مطلب یہ ہے کہ نبی کا کام فقط احکام کا بیان کرنا ہے۔ اس کے بعد ہدایت وگمراہی نبی کے اختیار میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اسی قسم کی آیتیں قرآن شریف میں اور بھی بہت ہیں اور اسی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ’’انما انا قاسم والله يعطى ‘‘ ﴿میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دیتا خدا ہے۔﴾

پیغمبروں کا انسان ہونا ضروری ہے

یہ امر تو واضح ہو چکا ہے کہ جس ہستی کو منصب نبوت کے لئے منتخب کیا جائے گا اس کا معصوم ہونا یعنی گناہوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس امر کی تشریح باقی ہے کہ وہ معصوم کس جنس کا ہونا چاہئے۔ اس لئے معصوم دو جنسوں کے موجود ہے۔ ملائکہ اور انسان۔ ملائکہ تو سب

کے سب معصوم ہیں۔قرآن شریف میں ان کے معصوم ہونے کی تصریح ہے کہ:’’لا یعصون اللّٰہ ما امرھم ویفعلون مایؤمرون‘‘ ﴿وہ خداوندتعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جوان کو حکم ہوتا ہے۔وہی کرتے ہیں۔﴾ اور انسان سب کے سب معصوم نہیں ہیں۔بلکہ ان میں سے بعض افراد معصوم ہوتے ہیں اور اکثر معصوم نہیں ہوتے۔اگر سارے معصوم ہوتے تو سلسلہ نبوت کی ضرورت ہی نہ پڑتی اور اکثر انسانوں کا معصوم نہ ہونا اظہر من الشّمس ہے۔

صرف معصومیت کے لحاظ سے تو ملائکہ اور انسان دونوں میں صلاحیت نبوت مساوی ہے۔لیکن چونکہ سنت اللہ یہ ہے کہ اگر کسی مقصد کے حصول کے لئے متعدد راستے ہوں۔تو ان میں سے وہ راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔جو سب سے آسان اور فطرت کے موافق ہو۔اس لحاظ سے نبی کا انسان ہونا ضروری ہے۔اس لئے کہ جن کی اصلاح کے لئے نبی کو بھیجنا ہے وہ انسان ہی ہیں۔اس لئے ان کے افادہ واستفادہ کی مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ نبی انسان ہو۔کیونکہ فطرتاً اپنے ہم جنس سے بوجہ اتحاد کے انس زیادہ ہوتا ہے۔اس لئے افادہ واستفادہ میں سہولت ہوتی ہے اور خلاف جنس سے فطرۃً وحشت ہوتی ہے۔اس لئے افادہ واستفادہ میں دشواری ہوتی ہے۔اس مصلحت کی وجہ سے خداوندتعالیٰ نے منصب نبوت ہمیشہ انسان ہی کو عطاء فرمایا ہے۔

کبھی کسی فرشتہ کو اس منصب پر مقرر نہیں فرمایا اور یہ خدا تعالیٰ کا بندوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ ان کی اصلاح کے لئے وہ راستہ اختیار فرمایا کہ جس میں ان کو آسانی ہو اور ان کی فطرت کے موافق ہو۔اس احسان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ظاہر فرمایا ہے:’’لقد من اللّٰہ علی المؤمنین اذبعث فیھم رسولا من انفسھم (آل عمران)‘‘ ﴿حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر (بہت بڑا) احسان کیا جبکہ ان میں انہی کی جنس سے ایک پیغمبر کو بھیجا۔الحاصل انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے سے جو مقصد ہے۔یعنی اصلاح انسان۔اس کے اعتبار سے نبی کا انسان ہونا ضروری ہے۔

پیغمبروں کے انتخاب کے بارہ میں کافروں کی رائے کارد

کفار گو اصولاً تو مسئلہ رسالت کے منکر نہیں تھے۔لیکن طریقۂ انتخاب میں ان کو کلام تھا۔ان کی رائے یہ تھی کہ منصب نبوت ملائکہ کو عطاء کیا جاتا۔نبوت اور بشریت میں ان کے نزدیک منافات تھی۔وہ کہتے تھے:’’ولو شاء اللّٰہ لانزل ملئکۃ‘‘ ﴿اگر اللہ تعالیٰ کو (رسول بھیجنا) منظور ہوتا تو (اس کام کے لئے) فرشتوں کو بھیجتا﴾ یہ نوح علیہ السلام کی قوم کا قول نوح علیہ السلام کے مقابلہ میں اور یہی خیال کفار عرب کا تھا اور کفار عرب ہی کے بارہ میں ہے:’’ومامنع

الناس ان یؤمنوا اذ جاء ھم الھدی الا ان قالوا ابعث اللہ بشراً رسولا (سورہ بنی اسرائیل)‘‘ ﴿اور جس وقت ان لوگوں کے پاس ہدایت پہنچ چکی۔ اس وقت ان کو ایمان لانے سے بجز اس کے اور کوئی بات مانع نہیں ہوتی کہ انہوں نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔﴾

یعنی ایسا نہیں ہوسکتا اگر رسول آتا تو فرشتہ آتا۔ یہ قول مشرکین عرب کا تھا حضورﷺ کے مقابلہ میں۔ غرض کفار کا عموماً یہی خیال تھا کہ انسان نبی نہیں ہوسکتا۔ اس منصب کے لئے انتخاب ملائکہ ضروری ہے۔

کافروں کی رائے کا منشاء

کفار کے اس خیال کی وجہ یہ تھی کہ نبوت ایک بڑا عظیم الشان مرتبہ ہے۔ لہٰذا اس منصب کے لئے ایسے شخص کو منتخب کرنا چاہئے کہ جس کو اور لوگوں سے خاص طور پر امتیاز حاصل ہو تاکہ اس کو اوروں پر فوقیت ہو۔ اس لئے جب تک کسی شخص میں ایسا امتیاز نہ ہو کہ جس کی وجہ سے اوروں پر فوقیت رکھتا ہو تو اس کو کسی منصب کے لئے منتخب کرنا عقل کے خلاف ہے۔ چہ جائیکہ اس کو منصب نبوت پر مقرر کیا جائے کہ جس سے بڑھ کر کوئی منصب ہی نہیں۔

اس خیال کو دل میں جگہ دینے کے بعد جب کفار انبیاء علیہم السلام کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے تھے۔ تو ان کو ان میں کوئی امتیاز نظر نہیں آتا تھا۔ کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ وہ انہیں کی طرح کھاتے پیتے ہیں اور انہی کی طرح روزی کی طلب میں بازاروں میں پھرتے ہیں۔ انہی کی طرح بال بچے دار ہیں۔ غرض تمام لوازم بشریت میں مساوی ہیں۔ کوئی خاص امتیاز نہیں رکھتے۔ اس بناء پر وہ ان کی نبوت کا انکار کرتے ہیں۔

قرآن شریف میں اس کی تصریح متعدد آیات میں ہے۔ نمونہ کے طور پر ملاحظہ ہو:

’’ماھذا الا بشر مثلکم (سورہ مومنون)‘‘ ﴿نوح علیہ السلام کی قوم کے رئیسوں نے عام لوگوں سے کہا کہ یہ شخص (یعنی نوح علیہ السلام) بجز اس کے کہ تمہاری طرح کا ایک (معمولی) آدمی ہے اور کچھ (رسول وغیرہ) نہیں ہے۔﴾

’’ماھذا الا بشر مثلکم یأکل مما تأکلون منه ویشرب مما تشربون (سورہ مومنون)‘‘ ﴿حضرت ہود علیہ السلام یا صالح علیہ السلام کی قوم کے رئیسوں نے عام لوگوں سے کہا کہ بس یہ تو تمہاری طرح ایک (معمولی) آدمی ہیں۔ (چنانچہ) یہ وہی کھاتے ہیں جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتے ہیں جو تم پیتے ہو۔﴾

یعنی ان کو کوئی امتیاز حاصل نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے ان کو منصب نبوت عطاء کیا گیا ہو۔’’وقالوا مال هذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق (سورہ فرقان)‘‘ ﴿سرداران قریش نے رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں کہا کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور (انتظام معاش کے واسطے ہماری طرح) بازاروں میں (بھی) چلتا پھرتا ہے۔﴾ یعنی بالکل ہماری طرح بشر ہے۔ کوئی امتیاز اس کو حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا یہ نبی نہیں ہے۔ نبی تو ایسا ہونا چاہئے جو ان امور کا محتاج نہ ہوتا کہ اس کو امتیاز فوقیت حاصل ہو۔ مطلب یہ کہ فرشتہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ انسان تو ان امور سے خالی ہو ہی نہیں سکتا۔

اس مضمون کی آیتیں تو بہت ہیں۔ لیکن مقصد کی وضاحت کے لئے چونکہ مذکورہ بالا آیات بھی کافی ہیں۔ لہٰذا انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی کے لئے خاص امتیاز ضروری ہے اور انسان ہونے کی صورت میں کوئی امتیاز نہیں پایا جاتا لہٰذا انسان کا نبی ہونا جائز نہیں۔ لیکن علاوہ انسان کے اور کسی ہستی میں بھی یہ امتیاز نہیں پایا جاتا سوا فرشتوں کے، لہٰذا نبی فرشتہ ہونا چاہئے۔

کافروں کی غلط فہمی کا ازالہ

کفار کا یہ خیال کہ نبی میں اوروں کی نسبت امتیاز ہونا چاہئے تا کہ اس کو اوروں پر فوقیت ہو اصولاً صحیح ہے اور واقعی نبی اور غیر نبی میں امتیاز ضروری ہے۔ ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی اور وہ ناجائز ہے۔ لیکن اس کے بعد کفار کو دو طرح سے لغزش ہوئی ہے۔

پہلی لغزش یہ ہوئی کہ کفار نے یہ سمجھا کہ وہ امتیاز جسمانی امور میں ہونا چاہئے۔ مثلاً کھانا پینا وغیرہ حالانکہ ان امور میں امتیاز کا ہونا غرض نبوت کے منافی ہے۔ جس کی تفصیل دوسری لغزش کے بیان میں آئے گی۔ بلکہ نبی کا امتیاز تو امور روحانیہ میں ہوتا ہے۔ یعنی جس قدر روحانی خرابیاں ہیں۔ ان سب سے پاک ہونا اور جس قدر روحانی خوبیاں ہیں۔ ان سب کا اس میں پایا جانا۔ یعنی تمام بداخلاقیوں سے پاک ہونا اور تمام اخلاق حمیدہ کے ساتھ متصف ہونا۔

مثلاً نبی کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ زناکاری نہیں کر سکتا۔ مکار و دغا باز نہیں ہوتا۔ غرض کسی قسم کی معصیت و گناہ نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے۔ کیا یہ امتیاز کوئی معمولی امتیاز ہے کہ اس کے علاوہ امتیاز کی ضرورت باقی رہے۔ کیا مکار و غیر مکار میں امتیاز نہیں ہے۔ کیا جھوٹا اور سچا برابر ہیں؟ کیا زانی و غیر زانی میں امتیاز نہیں ہے۔ کیا بداخلاق و بااخلاق مساوی ہیں۔ کیا معصوم کو گناہ گار پر امتیاز نہیں ہے۔ بلکہ یہ امتیاز تو جسمانی امور کے امتیاز

سے اعلیٰ وافضل ہے۔اس لئے کہ جسم سے روح افضل ہے۔لہٰذا یہ روحانی امتیاز بھی جسمانی امتیاز سے افضل واعلیٰ ہوگا۔

لیکن کفار نے امتیاز روحانی کونظرانداز کر کے فقط امتیاز جسمانی کو دیکھا اوراس کے نظر نہ آنے سے نبوت کا انکار کردیا۔

دوسری لغزش کفار سے یہ ہوئی کہ وہ امتیاز کے شوق میں فریفتہ ہوکر غرض نبوت کو بالکل بھول گئے یعنی یہ نہیں سوچا کہ انبیاء علیہم السلام کس غرض کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ آیا وہ غرض انسان کے نبی بنانے سے حاصل ہوتی ہے۔ یا فرشتہ کے نبی بنانے سے۔ اگر غرض صرف یہی ہوتی کہ انبیاء علیہم السلام کا امتیاز ظاہر کر دیا جائے تو شاید ملائکہ ہی کو منصب نبوت کے لئے منتخب کیا جاتا لیکن غرض یہ نہیں ہے۔ بلکہ غرض بنی نوع انسان کی اصلاح ہے۔ جوافادہ واستفادہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔لہٰذا انتخاب کے وقت اس بات کی رعایت ضروری ہوگی کہ افادہ واستفادہ میں سہولت کون سی صورت میں ہوسکتی ہے؟ یہ نہیں ہوگا کہ فقط امتیاز ہی کو گائے چلے جائیں۔ افادہ واستفادہ حاصل ہو یا نہ ہو۔

اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی ذی عقل یہ رائے نہیں دے سکتا کہ نبی فرشتہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ افادہ واستفادہ میں جو سہولت نبی کے ہم جنس ہونے کی صورت میں ہوسکتی ہے۔ وہ غیر جنس کی صورت میں ہرگز نہیں ہوسکتی۔ خصوصاً غیر جنس میں بھی فرشتہ۔

فرشتہ سے تو افادہ واستفادہ قریب قریب ناممکن ہے۔ قرآن شریف میں اس بات کو واضح کردیا گیا ہے کہ نبی کے فرشتہ ہونے کی صورت میں افادہ واستفادہ ممکن نہیں ہے: ’’ولو جعلنه ملکالجعلنه رجلا وللبسنا علیهم مایلبسون (سوره انعام)‘‘ ﴿اوراگر ہم رسول کوئی فرشتہ تجویز کرتے تو البتہ ہم اس کو آدمی کی صورت میں بناتے اور ہمارے اس فعل سے ان پر وہی اشکال ہوتا جو اب اشکال کررہے ہیں۔﴾ آیت کا حاصل یہ ہے کہ اگر فرشتہ کو نبی بنایا جاتا تو اس کی دو صورتیں تھیں۔ ایک یہ کہ اس کو اصلی شکل میں بھیجا جائے۔ دوسری یہ کہ اس کو انسان کی شکل میں بھیجا جائے۔ جیسا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضورﷺ کے پاس حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کی شکل میں آیا کرتے تھے۔

اول صورت تو ممکن ہی نہیں۔ اس لئے کہ عام لوگ ان حواس متعارفہ کے ساتھ فرشتہ کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنے پر قادر نہیں ہیں۔ دیکھتے ہی خوف کے مارے مرجائیں یا بے ہوش ہوکر گرجائیں۔ عام لوگ تو درکنار رسول اللہﷺ جیسے ذی حوصلہ اور بہادر (جن سے بڑھ کر آج

تک کوئی بہادر دنیا میں پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا) بھی فرشتوں کو ان کی اصلی شکل میں دیکھنے کو بآسانی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اسی وجہ سے جبرائیل علیہ السلام آپؐ کے پاس عموماً انسانی شکل میں آیا کرتے تھے۔ تمام عمر میں آپ ﷺ کو صرف دو مرتبہ جبرائیل علیہ السلام کی اصلی شکل دکھائی گئی۔ وہ بھی مصلحت کی وجہ سے جس کا بیان آگے آئے گا۔

غرض جس نبی کو دیکھتے ہی جان چلی جائے یا چلے جانے کا گمان غالب ہو۔ اس نبی سے افادہ اور استفادہ (جو نبوت کی اصلی غرض ہے) کیونکر ممکن ہوسکتا ہے؟ البتہ اگر نبی بھیجنے کی غرض یہ ہوتی کہ لوگوں کو یک دم ہلاک کر دیا جائے تو بیشک فرشتہ کو اس کی اصلی شکل میں بھیجنے سے حاصل ہوسکتی تھی۔ لیکن جب غرض ہلاک کرنا نہیں ہے۔ بلکہ غرض تو اصلاح بنی نوع انسان ہے۔ جو افادہ واستفادہ پر موقوف ہے۔ تو کوئی غافل کہہ سکتا ہے کہ غرض فرشتہ کو اس کی اصلی شکل میں بھیجنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔

الغرض یہ امر واضح ہوگیا کہ فرشتہ کو اس کی اصلی شکل میں بنا کر بھیجنا غرض نبوت کے بالکل خلاف ہے اور یہی مطلب ہے: ''ولو جعلنه ملکالجعلنه رجلا'' کا۔

دوسری صورت (یعنی فرشتہ کو انسان کی شکل میں بھیجا جائے) بھی مفید نہیں۔ اس لئے کہ اس صورت میں کفار وہی اعتراض کریں گے۔ جواب کر رہے ہیں۔ یعنی یہ کہیں گے کہ نبی انسان کیوں ہے۔ فرشتہ کیوں نہیں؟ کیونکہ اس کو انسانی شکل میں دیکھنے کے بعد یقین نہیں کریں گے کہ یہ فرشتہ ہے۔ اگر وہ کہے گا بھی کہ میں فرشتہ ہوں تو ہرگز باور نہیں کریں گے بلکہ یہی سمجھیں گے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ یہ تو آدمی ہے اور آدمی نبی نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا یہ نبی نہیں ہے اور یہی مطلب ہے: ''وللبسنا علیھم مایلبسون'' کا۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ فرشتہ کو نبی بنانے کی دونوں صورتوں میں نفع تو کچھ بھی نہیں ہے۔ بلکہ بجائے نفع کے الٹا ہلاک ہونے کا خدشہ ہے۔ لہٰذا یہ رائے حماقت پر مبنی ہے۔ حکیم علی الاطلاق کی شان سے بعید ہے کہ وہ ایسا کرے۔

اعتراض

اگر کہا جائے کہ فرشتہ کو بشکل آدمی بھیجنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ شکل انسانی کے ساتھ ساتھ خواص انسانی بھی اس میں رکھے جائیں۔ مثلاً کھانا کھانا وغیرہ۔ دوسری یہ کہ فقط شکل انسانی دی جائے۔ خواص ملائکہ ہی کے باقی رہیں۔ جیسا کہ جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس آتے تھے بصورت حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ مگر خواص ملکیت باقی رہتے تھے۔ یا جیسا کہ حضرت

ابراہیم خلیل اللہ کے پاس چند ملائکہ بیٹے کی بشارت وقوم لوط کی ہلاکت کی خبر سنانے کے لئے بشکل انسان آئے تھے۔مگر خواص ملائکہ ان میں موجود تھے۔اسی وجہ سے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بچھڑے کا گوشت انکے پاس لائے تو انہوں نے اس کی طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھائے، کھانا تو درکنار رہا۔

ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت میں تو واقعی اشتباہ ہوسکتا ہے کہ یہ انسان ہے فرشتہ نہیں ہے۔کیونکہ اس صورت میں کوئی وجہ امتیاز باقی نہیں ہے جس کی وجہ سے معلوم ہوسکے کہ یہ فرشتہ ہے۔لیکن دوسری صورت میں چونکہ خواص ملکیت باقی ہیں لہٰذا یہ اشتباہ نہیں ہوسکتا کہ یہ آدمی ہے۔پس اگر یہ صورت اختیار کی جائے تو اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ بلکہ غرض نبوت بھی اس صورت میں آسانی سے حاصل ہوسکتی ہے۔ کیونکہ بوجہ صورت انسانی وحشت ونفرت نہیں ہوگی تاکہ افادہ واستفادہ میں دشواری ہو اور یہ اشتباہ بھی نہیں ہوگا کہ یہ فرشتہ نہیں ہے۔ پھر اس صورت کو کیوں اختیار نہیں کیا گیا۔اس اعتراض کے متعدد جواب ہیں۔

پہلا جواب یہ ہے کہ اشتباہ کی صورت تو یہی ہے کہ شکل انسان کی ہو اور خواص ملائکہ ہوں اور یہی مراد ہے: ''وللبسنا علیهم مایلبسون'' میں۔کیونکہ جس صورت میں شکل و خواص دونوں انسان کے ہوں اس صورت میں تو اشتباہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس صورت میں تو نبی یقیناً انسان ہے۔فرشتہ نہیں ہے۔خواہ ابتداء ہی سے انسان ہو یا خداوند تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے فرشتہ کو انسان بنادیا ہو۔بہرکیف اشتباہ کا اطلاق اس صورت پر سراسر نادانی ہے۔ اشتباہ تو صرف اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ شکل تو انسان کی ہو اور خواص ملائکہ ہوں۔ کیونکہ شکل کو دیکھتے ہی یہ خیال آئے گا کہ یہ انسان ہے فرشتہ نہیں ہے اور خواص کی اول تو تحقیق ہی کیوں کرنے بیٹھے گا اور اگر بالفرض تحقیق کے بعد معلوم ہو بھی جائے کہ اس نبی میں خواص ملائکہ نہیں تو پھر بھی یقین نہیں آئے گا کہ یہ فرشتہ ہے۔کیونکہ جس خدا کو یہ قدرت ہے کہ فرشتہ کی شکل کو انسانی شکل میں بدل دے۔اس کو یہ بھی قدرت ہے کہ انسانی خواص کو خواص ملائکہ میں بدل دے۔تو ان دونوں احتمالوں کے ہوتے ہوئے کیونکر یقین آسکتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے۔ بصورت انسان یا انسان ہے بخواص فرشتہ۔لہٰذا یہ کہنے کی گنجائش ہوگی کہ یہ فرشتہ نہیں ہے بلکہ یہ انسان ہے۔ خصوصاً وہ کفار جو اتباع کا ارادہ ہی نہیں رکھتے۔خواہ مخواہ بہانے بنا کر ٹالنا ہی چاہتے ہیں۔ان کے لئے یہ تو معمولی بہانہ بھی کافی ہوسکتا ہے اور یہاں تو معمولی بھی نہیں بلکہ صاف طور پر انسان کی شکل موجود ہے۔ بہانہ ساز تو دیکھتے ہی کہہ دے گا کہ یہ انسان ہے۔فرشتہ نہیں ہے۔لہٰذا یہ نبی نہیں ہے۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں غرض نبوت بھی پوری نہیں ہوسکتی بلکہ اس کے پورا ہونے میں دوطرح کے مانع پیش آتے ہیں۔

ایک! مانع یہ کہ جب فرشتہ کی فقط شکل ہی تبدیل ہوگی۔ خاصیت باقی رہے گی تو اس صورت میں گو وہ خوف جو اس کی اصلی شکل سے پیدا ہوتا تھا، جاتا رہے گا۔ لیکن وہ انس جو فطرتاً ہم جنس سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ نہیں پیدا ہوگا۔ بلکہ وہ وحشت ونفرت جو فطرتاً خلاف جنس سے ہوا کرتی ہے۔ بدستور باقی رہے گی۔ کیونکہ صرف شکل کی تبدیلی سے اتحاد جنس نہیں پیدا ہوتا۔ اس وجہ سے افادہ واستفادہ میں روک پیدا ہوگی۔

دوسرا! مانع یہ ہے کہ جب نبی میں خواص انسانی نہیں ہوں گے تو وہ انسانوں کی اصلاح نہیں کر سکے گا۔ بھلا جس نے خود کھانا نہ کھایا ہو اور نہ قیامت تک کھا سکتا ہو۔ وہ دوسروں کو کھانا کھانے کا طریقہ کیا بتائے گا اور جس کو قیامت تک پیشاب وپاخانہ نہ آسکتا ہو۔ وہ دوسروں کو پیشاب وپاخانہ کے متعلق کیا تعلیم دے سکتا ہے؟ جو تمام عمر شادی نہ کر سکتا ہو وہ اوروں کو خانہ داری کے معاملات کیا سکھلائے گا اور جو بیمار ہونے کے معنے ہی نہ جانتا ہو۔ وہ دوسروں کے مرض کا کیا علاج کر سکتا ہے اور جس نے تجارت کی صورت بھی نہ دیکھی ہو۔ وہ اوروں کو تجارت کیا سکھلائے گا۔ علی ہذا القیاس باقی امور اور ملائکہ کا ان تمام باتوں سے منزہ ہونا محتاج بیان نہیں ہے۔

پس اگر کسی فرشتہ کو نبی بنایا جائے تو وہ ان امور کی اصلاح نہیں کر سکے گا۔ البتہ جن امور کو وہ خود کر کے دکھا سکتا ہے۔ ان کی اصلاح کر دے گا۔ مثلاً نماز وغیرہ۔ مگر اس قسم کے امور کم ہیں اور جن کو وہ خود نہیں کر سکتا وہ زیادہ ہیں۔ کیونکہ تمام خواہشات انسانی کی اصلاح کرنی ہے اور فرشتہ ان سے منزہ ہے۔ وہ تمام باتوں کو کر کے نہیں دکھا سکتا۔ زیادہ سے زیادہ کچھ نہ کچھ زبانی بتادے گا۔ لیکن صرف زبانی تعلیم میں دو قسم کی کمزوری ہوتی ہے۔

پہلی کمزوری یہ کہ لوگوں پر اثر کم ہوتا ہے۔ کیونکہ لوگوں کے دلوں میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں تو کہے جارہا ہے کہ کرو اور خود نہیں کرتا۔ ہم کیوں کریں اور جب زبانی تعلیم کے ساتھ عمل بھی مل جاتا ہے تو وہ زوردار ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ زبان مبارک سے جو فرماتے ہیں وہ سب سے پہلے خود کر کے دکھاتے ہیں اور ہم زبانی بہت کچھ کہہ دیتے ہیں۔ مگر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں لہٰذا ہماری تعلیم کا اثر بھی بہت کم ہوتا ہے۔ مقام حدیبیہ میں حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو تین دفعہ ہدی کے جانوروں کو نحر کرنے کا حکم دیا۔ مگر ڈیڑھ ہزار آدمیوں میں سے ایک بھی نہیں اٹھا اور جب آپؐ نے اپنی ہدی کو اپنے ہاتھ مبارک

سے نحر کیا تو تمام صحابہ کرامؓ نے بڑی سرعت کے ساتھ اس حکم کی تعمیل کی۔

دوسری کمزوری یہ کہ جب صرف سنی سنائی بات کو عمل میں لایا جاتا ہے۔ تو بہت غلطیاں واقع ہوتی ہیں۔ کیونکہ تاوقتیکہ معلم زبانی بتائی ہوئی بات کو خود کر کے نہ دکھائے اس کو صحیح طور پر عمل میں لانا ممکن نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر کوئی شخص فن طب کی تمام کتابیں پڑھ لے مگر استاد کے سامنے مطب نہ کرے تو وہ ہرگز کسی مرض کا صحیح طور پر علاج نہیں کر سکتا۔

پس اگر نبی فرشتہ ہوتا تو ان امور کی اصلاح بالکل ناقص رہتی جن کو وہ خود نہیں کر سکتا اور زیادہ امور ایسے ہی ہیں کہ جن کو وہ خود نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ الحاصل نبی کے فرشتہ ہونے کی صورت میں غرض نبوت کی تکمیل نہیں ہو سکتی اور دین ناقص رہ جاتا ہے۔ مکمل اصلاح جب ہی ہو سکتی ہے کہ نبی میں بھی تمام خواص انسانی موجود ہوں تاکہ وہ علاوہ زبانی تعلیم کے عملی نمونہ بھی کر دکھائے اور یہ بات فرشتہ میں ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا نبی ہونا بھی خلاف مصلحت ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اگر فرشتہ کو بصورت انسان نبی بنا کر بھیجا جائے اور خواص ملکیت اس میں باقی ہوں تو اس صورت میں یہ اندیشہ ہے کہ لوگ اس کو خدا بنا کر پوجنے لگیں گے۔ اس لئے کہ جب اس میں صفات خداوندی (یعنی کھانے پینے وغیرہ سے پاک ہونا) دیکھیں گے تو اس غلط فہمی میں ضرور مبتلا ہوں گے۔ جیسا کہ نصاریٰ نے جب عیسیٰ علیہ السلام میں بعض صفات خداوندی (یعنی مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ) کو دیکھا تو ان کو خدا بنالیا۔ اسی واسطے حضورﷺ نے فرمایا: ’’لاتطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ ابن مریم فانما انا عبده ولکن قولوا عبدالله ورسوله (بخاری باب قول الله عزوجل واذکر فی الکتب مریم) ‘‘ ﴿میری تعریف میں بے جا مبالغہ نہ کرنا جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا کیونکہ میں تو فقط خدا کا بندہ ہوں، لیکن میرے بارہ میں یہ کہنا کہ محمدﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔﴾ یعنی نصاریٰ کی طرح مجھے معبود نہ بنانا۔

ان تمام باتوں پر غور کرنے کے بعد آفتاب کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ منصب نبوت کے لئے انسان ہی کو منتخب کرنا ضروری ولازم ہے۔ انتخاب ملائکہ بالکل مصلحت کے خلاف ہے اور کفار کی رائے جو ملائکہ کے متعلق تھی۔ وہ محض نادانی پر مبنی تھی۔

اس تقریر کے بعد یہ بھی واضح ہو گیا کہ جن باتوں کو کفار نبوت کے خلاف سمجھ کر بصورت اعتراض پیش کرتے تھے۔ وہ سب کی سب نبوت کے موافق بلکہ غرض نبوت کی تکمیل کے لئے ضروری ولازم ہو جائیں گی۔ مثلاً نبی کا کھانا پینا طلب معاش کے لئے بازاروں میں چلنا پھرنا،

نکاح کرنا وغیرہ۔ کفار ان تمام باتوں کو نبوت کے خلاف سمجھتے تھے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ مگر تقریر سابق کے سمجھنے کے بعد واضح ہوگیا کہ نبی لوگوں کی اصلاح کر ہی نہیں سکتا جب تک کہ کھانا پینا وغیرہ تمام لوازم بشریت اس میں نہ ہوں۔ بلکہ الٹا اندیشہ ہے کہ لوگ اس کو کہیں خدا نہ بنالیں۔ اس مصلحت کی طرف قرآن شریف میں متعدد جگہ توجہ دلائی گئی ہے اور کفار کی غلط فہمی کو رد کیا گیا ہے۔ نمونہ کے طور پر چند آیتیں نقل کرتا ہوں: ’’وماجعلنهم جسد الایاکلون الطعام وما کانوا خلدین(انبیاء)‘‘ ﴿ہم نے ان رسولوں کے (جو آپ سے پہلے تھے) ایسے جسم نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور وہ حضرات ہمیشہ رہنے والے نہیں ہوئے۔﴾ مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتے نہ تھے کہ نہ کھانا کھاتے اور نہ مرتے۔ بلکہ انسان تھے۔ تمام خواص انسانی ان میں موجود تھے۔

’’وما ارسلناقبلك من المرسلين الّا انهم لياكلون الطعام ويمشون فى الاسواق (فرقان)‘‘ ﴿اورع ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔﴾ یعنی نبوت وکھانا کھانے وغیرہ میں منافات نہیں ہے۔ جیسا کہ کفار کا خیال ہے۔ بلکہ ان امور کا ہونا نبی کے لئے ضروری ہے: ’’ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم ازواجاوذرية (رعد)‘‘ ﴿اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیبیاں اور بچے بھی دیئے۔﴾ یعنی بیبیوں اور بچوں کا ہونا نبوت کے منافی نہیں۔ بلکہ رسولوں میں ان امور کا ہونا ضروری ہے۔ بغیر اس کے اصلاح مکمل نہیں ہوسکتی اور دین ناقص رہتا ہے۔

الحاصل سہولت افادہ اور استفادہ اور تکمیل اصلاح دونوں کا تقاضا یہی ہے کہ نبی انسان ہونا چاہئے۔ فرشتہ ہونے کی صورت میں افادہ اور استفادہ بھی آسانی سے نہیں ہوسکتا اور لوگوں کی اصلاح بھی کامل طور پر نہیں ہوسکتی۔

پیغمبروں کے لئے معجزات کی ضرورت

اگر فرشتہ نبی ہوتا تو شاید معجزات کی ضرورت نہ پڑتی۔ کیونکہ صداقت میں لوگوں کو شک نہ ہوتا تاکہ معجزات کی ضرورت ہوتی لیکن فرشتہ کا نبی ہونا مصلحت کے خلاف ہے۔ بلکہ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان ہی نبی بنایا جائے۔ جس کی تشریح اوپر گزر چکی ہے اور اس صورت میں یہ بھی احتمال ہے کہ کوئی جھوٹا آدمی دعویٰ نبوت کردے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ کوئی ایسی بات ہونی چاہئے کہ جس کی وجہ سے جھوٹے اور سچے میں تمیز ہوسکے اور نبی صادق اپنی صداقت قوم کے سامنے ظاہر کرسکے تاکہ قوم اس

کی طرف متوجہ ہوا اس ضرورت کے پورا کرنے کے لئے معجزات تجویز کئے گئے ہیں۔

الحاصل معجزات نبوت سے خارج ہیں۔ نبوت ان پر موقوف نہیں ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہے کہ اول معجزات میں امتحان ہو جو معجزات دکھا دے اس کو نبوت عطاء کی جائے۔ جو معجزات نہ دکھائے اس کو نبوت نہ ملے۔ بلکہ نبوت پہلے دی جاتی ہے۔ اس کے بعد لوگوں کے سامنے اس نبوت کا اظہار کرنے کے لئے معجزے دیئے جاتے ہیں لہٰذا وہ حقیقت نبوت سے خارج ہوتے ہیں۔ بلکہ عموماً لوازم نبوت میں سے ہوتے ہیں۔ اگر قوم بغیر معجزہ دکھائے ہوئے ایمان لے آئے۔ تو معجزہ دکھانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مگر چونکہ ایسا اتفاق بہت کم ہوتا ہے۔ بلکہ معجزہ دکھانے کے بعد بھی قوم کا ایمان لانا غنیمت ہوتا ہے۔ لہٰذا معجزات کا دینا عموماً نبوت کے ساتھ لازم ہوتا ہے۔

معجزات کی حقیقت

معجزہ عربی لفظ ہے۔ جس کا مصدر اعجاز ہے۔ اعجاز کے معنے عاجز کر دینے اور ہرا دینے کے ہیں۔ یعنی نبی ایک ایسا کام کر دکھاتا ہے کہ اور لوگ سب کے سب اس کام کے کرنے سے عاجز آجاتے ہیں اور اس کام میں نبی کا مقابلہ کرنے میں ہار جاتے ہیں اور معجزہ حقیقت میں نبی کا فعل نہیں ہوتا۔ بلکہ فعل خدا ہوتا ہے۔ جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر کیا جاتا ہے تاکہ لوگ اس کو دعویٰ نبوت میں سچا سمجھ کر ایمان لے آئیں۔ کیونکہ جب لوگ ایک شخص کے ہاتھ سے ایسا کام ہوتا دیکھ لیتے ہیں۔ جو ان سے نہیں ہوسکتا تو وہ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ کام انسانی طاقت سے نہیں ہوا بلکہ خدائی طاقت سے ہوا ہے۔ ورنہ ہم بھی کر لیتے اور خدائی طاقت جھوٹے کا ساتھ نہیں دے سکتی لہٰذا یہ سچا ہے۔

قرآن شریف میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ معجزہ حقیقت میں فعل خدا ہوتا ہے۔ جو نبی کے ہاتھ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔: ”وما رمیت اذرمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ“ جنگ بدر میں حضورﷺ نے ایک مٹھی کنکریوں کی اٹھا کر کافروں کی طرف پھینکی۔ جس کے ریزے سب کی آنکھوں میں جاگرے اور ان کو شکست ہوئی۔ ایک مٹھی کا تمام لشکر کی آنکھوں میں پڑنا یہ ایک معجزہ تھا جو حضورﷺ کے ہاتھ سے رونما ہوا۔ اس کے متعلق باری تعالیٰ اس آیت میں فرماتے ہیں کہ اے نبی وہ مٹھی خاک آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ پھینکی تھی۔

الحاصل معجزہ حقیقت میں اللہ کا فعل ہوتا ہے۔ جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ مگر جو لوگ اس حقیقت سے صحیح طور پر واقف نہیں ہیں۔ وہ بہت بڑی گمراہی میں ہوتے ہیں۔ وہ اس

فعل کو نبی کا ذاتی فعل سمجھ کر اس کو خدا بنا لیتے ہیں۔ جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرتے دیکھا تو ان کو خدا بنا لیا۔ اگر معجزہ کی صحیح حقیقت سے واقف ہوتے تو اس غلط فہمی میں نہ پڑتے۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا سچا نبی سمجھتے۔

پیغمبروں کا معجزات میں مختلف ہونے کا سبب

تمام انبیاء علیہم السلام کو مختلف معجزے دیئے گئے۔ ایسا نہیں کیا گیا کہ سب کو ایک ہی طرح کے معجزے دے دیئے جاتے۔ مثلاً جو معجزے عیسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے یعنی مردے زندہ کرنا وغیرہ سب کو یہی دیئے جاتے۔ یا سب کو عصا اور ید بیضا ہی دیا جاتا جو موسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا۔ علی ہذا القیاس باقی معجزات۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ ہر نبی کو الگ الگ معجزے دیئے گئے ہیں۔

جیسا کہ معجزہ کی حقیقت سے صحیح طور پر آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے نصاریٰ کو غلط فہمی ہوئی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنا لیا۔ ایسا ہی اختلاف معجزات کی صحیح وجہ نہ معلوم ہونے کے سبب اکثر لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے اور طرح طرح کے اعتراض پیش آئے ہیں۔ کسی نے تو یہ اعتراض کیا کہ: ''لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ'' کہ رسول اللہ ﷺ کو وہ معجزات کیوں نہیں دیئے گئے جو موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے تھے۔ یعنی عصا اور ید بیضا اور کسی نے ایک نبی کے معجزات کا دوسرے نبی کے معجزات سے مقابلہ کرنا شروع کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ جس نبی کے معجزے بڑے ہیں۔ وہ نبی بھی بڑا ہے۔ مثلاً نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے نبی کے معجزات تمہارے نبی کے معجزات سے بڑے ہیں لہٰذا ہمارے نبی (عیسیٰ علیہ السلام) تمہارے نبی (ﷺ) سے افضل ہیں۔

ان غلط فہمیوں کو دیکھتے ہوئے ضروری معلوم ہوا کہ اختلاف معجزہ کی صحیح وجہ بیان کر دی جائے تا کہ یہ غلط فہمیاں دور ہو جائیں۔

انبیاء علیہم السلام کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک قسم وہ معجزات جو بغرض تحدی عطاء کئے جاتے ہیں۔ یعنی اس غرض کے لئے کہ نبی جن لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔ ان معجزات کو ان کے مقابلہ میں پیش کر کے ان کو عاجز کر دے اور ہرا دے تا کہ اس کی صداقت ان لوگوں پر واضح ہو جائے اور دوسری قسم وہ معجزات ہیں۔ جو بغرض تحدی نہیں دیئے جاتے۔ یعنی ان کا ظاہر کرنا بغرض مقابلہ واظہار صداقت نہیں ہوتا۔ اگرچہ ظاہر کرنے کے بعد صداقت کی بھی تائید ہو جاتی ہے۔

تشریح معجزات قسم اول

معجزہ اگرچہ نبوت کی حقیقت سے خارج ہے۔ کیونکہ نبوت کا ملنا اظہار معجزہ پر موقوف نہیں ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ لیکن اظہار صداقت کے لئے چونکہ نبی کو معجزہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس بناء پر خدا تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کرام کو اپنے اپنے زمانہ میں حسب ضرورت خاص خاص معجزے عطاء ہوتے رہے تاکہ قوم کے سامنے صداقت کا اظہار کر سکیں۔ خصوصاً وہ حضرات جو نئی شریعت لے کر دنیا میں آتے ہیں۔ ان کو معجزات کی ضرورت بہ نسبت دیگر حضرات کے زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ایک بہت بڑا انقلاب کرنے کے لئے آتے ہیں۔ لوگ ان کی مخالفت زیادہ زور سے کرتے ہیں۔ اس لئے کہ لوگوں کے دلوں میں پہلی شریعت کی وقعت ومحبت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اس کو چھوڑ کر دوسری شریعت کو قبول کرنا ہرگز گوارہ نہیں کرتے۔ اس وجہ سے کہ انسان کو مذہب سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہوتی۔ خواہ اس کا مذہب نفس الامر میں باطل ہی کیوں نہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ انسان مذہبی امور میں کسی بڑے سے بڑے حاکم کے فیصلہ کو بھی تسلیم نہیں کرتا۔ کروڑ روپے کی ڈگری ایک معمولی حاکم سے اپنے برخلاف سن کر سر تسلیم خم کر سکتا ہے۔ مگر مذہب کے متعلق کسی بڑے سے بڑے حاکم کے فیصلہ کو بھی قبول نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ ارباب سلطنت مذہبی امور میں دخل نہیں کرتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ سلطنت میں فساد برپا ہو جائے گا۔ لوگ لڑنے مرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں گے۔ مگر مذہب کے خلاف فیصلہ کو نہیں مانیں گے۔ لہٰذا جو انبیاء علیہم السلام نئی شریعت لے کر آتے ہیں اور لوگوں سے پہلی شریعت کے بجائے اپنی شریعت منوانا چاہتے ہیں۔ تو لوگ ان کا مقابلہ زیادہ زور سے کرتے ہیں لہٰذا ان حضرات کو اس بات کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ ان کو ایسے زبردست معجزے دیئے جائیں کہ لوگ ان کے مقابلہ سے عاجز آ کر سر تسلیم خم کر دیں۔ اگرچہ معاندین تو پھر بھی نہیں مانیں گے لیکن انصاف پرست تو ضرور ہی مان جائیں گے۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے موسیٰ علیہ السلام کو عصا وید بیضا عطاء کیا گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو ''احیاء موتی و ابراء اکمہ وابرص وخلق طیر ''یعنی مردوں کو زندہ کرنا اور مادرزاد اندھوں کو اور برص کے بیماروں کو اچھا کرنا اور گارے یعنی مٹی کے جانور بنا کر اڑانا وغیرہ عطاء کیا گیا اور رسول اکرمﷺ کو اعجاز قرآن دیا گیا۔ یعنی ایسی کتاب عطاء فرمائی گئی کہ جس میں وصف اعجاز رکھ دیا جس کی تشریح عنقریب آئے گی۔

باقی رہی یہ بات کہ تمام حضرات کو ایک قسم کے معجزات کیوں نہیں دیئے گئے اور اگر مختلف معجزات ہی دینے منظور تھے۔ تو صورت موجودہ ہی کو کیوں اختیار کیا گیا۔ ایسا کیوں نہیں کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو احیاء موتی وغیرہ اور عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن شریف دیا جاتا علی ہذا القیاس باقی احتمالات تو اس کے سمجھنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ پہلے معجزات تحدی کے دینے کا قاعدہ کلیہ بیان کر دیا جائے تاکہ اختلاف معجزات کی وجہ آسانی سے سمجھ میں آ جائے۔

تحدی کے معجزات کا قاعدہ

جو معجزات تحدی اور مقابلہ کی غرض سے دیئے جاتے ہیں۔ ان کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ اس فن میں دیئے جاتے ہیں۔ جس فن میں اس قوم کو جس سے تحدی اور مقابلہ ہے۔ اعلیٰ درجہ کی مہارت ہو۔ بلکہ اس فن میں اس قوم کا دنیا میں ثانی نہ ہو۔ اس لئے کہ اس کے بغیر قوم کو معجزہ کا معجزہ ہونا سمجھ میں نہیں آ سکتا اور قوم ہی کو سمجھانا منظور ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص جو فن پہلوانی میں ماہر ہو ایک ایسی قوم کے پاس جا کر دعویٰ نبوت کرے جو فن پہلوانی سے تو بالکل ناواقف ہو مگر فن سنگ تراشی میں بے مثل زمانہ ہو اور معجزہ یہ پیش کرے کہ تم میرے ساتھ کشتی کر کے دیکھو اگر میں غالب آ جاؤں تو سمجھ لینا کہ میں سچا ہوں۔

تو کیا وہ قوم اس شخص کے کشتی میں غالب آنے کو معجزہ تسلیم کر لے گی؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ ایک ماہر فن کا فن کے نہ جاننے والے پر غالب آنا نہ تو کوئی کمال کی بات ہے اور نہ خلاف عادت۔ بلکہ مقتضائے عادت یہی ہے کہ ماہر فن ناواقف پر غالب آئے اور معجزہ ہمیشہ خلاف عادت ہوتا ہے۔ یعنی کسی شخص کے ہاتھ سے ایسے فعل کا ظاہر ہونا جو عادۃً انسانی طاقت سے باہر ہو۔

البتہ اگر وہ پہلوان یہ کہے کہ میں تو فن سنگ تراشی میں ہرادوں گا اور تم اس فن میں یکتائے زمانہ ہو مگر باوجود اس کے میں تم کو سنگ تراشی میں ہرادوں گا تو بے شک یہ معجزہ ہوگا اور قوم بھی اس کو معجزہ سمجھے گی۔ کیونکہ ناواقف کا ماہر فن پر غالب آنا قطعاً عادت کے خلاف ہے تو اس صورت میں یقیناً یہ کہا جائے گا کہ یہ شخص انسانی طاقت سے غالب نہیں آیا بلکہ آسمانی طاقت سے غالب آیا ہے۔ لہٰذا اپنے دعویٰ نبوت میں سچا ہے یا مثلاً ایک شخص اعلیٰ درجہ کا طبیب ایک ایسی قوم کے پاس جا کر دعویٰ نبوت کرے جو فن طب سے تو بالکل ناآشنا ہو۔ مگر زبان انگریزی میں ماہر بلکہ لاثانی ہو اور معجزہ یہ پیش کرے کہ میں فن طب میں تم کو ہرا سکتا ہوں۔ تو کیا یہ قوم اس کے فن طب میں غالب آنے کو معجزہ تسلیم کرے گی؟ ہرگز نہیں کیونکہ طب جاننے والے کو نہ جاننے والے پر

غالب آنا کوئی کمال کی بات نہیں اور نہ خلاف عادت ہے۔
بلکہ مقتضائے عادت کے موافق ہے۔ لیکن اگر یہ شخص یوں کہے کہ میں تو انگریزی سے ناواقف ہوں اور تم یکتائے زمانہ ہو مگر باوجود اس کے میں تم پر انگریزی دانی میں غالب آسکتا ہوں اور غالب آکر دکھادے تو بے شک یہ فعل عادت کے خلاف ہے۔ وہ قوم اس کو معجزہ تسلیم کرے گی بشرطیکہ عناد سے کام نہ لے۔
الحاصل تحدی کے لئے معجزہ کا اسی فن میں ہونا ضروری ہے جس فن میں قوم کو کمال حاصل ہو۔ ورنہ وہ معجزہ قوم کے نزدیک معجزہ نہیں بن سکتا۔
اس قاعدہ کے سمجھ لینے کے بعد نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو معجزات تحدی مختلف کیوں دیئے گئے اور اختلاف کی صورت موجودہ کیوں اختیار کی گئی۔ اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام جس قوم کی طرف بھیجے گئے تھے۔ یعنی قوم فرعون چونکہ اس قوم کو فن جادوگری وشعبدہ بازی میں کمال تھا اور اس فن کے جاننے والے اس قدر کثرت سے تھے کہ بقول بعض مفسرین فرعون نے ستر ہزار جادوگر موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے جمع کئے تھے۔ بلکہ بعض نے اسی ہزار بھی لکھے ہیں اور ان کو اس فن میں اس قدر غرور تھا کہ نہایت ہی دلیری سے کہنے لگے: ’’وقالو ابعزة فرعون انا لنحن الغٰلبون ‘‘یعنی فرعون کی عزت کی قسم بے شک ہم ہی غالب آئیں گے۔ لہٰذا قاعدہ مذکورہ کے اعتبار سے یہی مناسب تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ بھی اسی رنگ میں دیا جاتا تاکہ اگر وہ جادو کے ذریعہ سے سانپ بنا کر دکھائیں تو یہ معجزہ کے ذریعہ سے ایسا سانپ بنا کر پیش کریں کہ تمام جادوگروں کو ہرادیں تاکہ وہ سمجھ جائیں کہ یہ شخص باوجود فن جادوگری سے ناآشنا ہونے کے ہم پر غالب آگیا ہے۔
حالانکہ ہم اس فن میں یکتائے زمانہ تھے۔ یہ ضرور سچا نبی ہے۔ ورنہ اس فن میں ہم پر کبھی غالب نہ آسکتا۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ مقابلہ سے پہلے ایک دن موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کے امیر سے فرمایا کہ اگر میں غالب آجاؤں تو، تو مجھ پر ایمان لے آئے گا اور اس بات کی شہادت دے گا کہ جو کچھ میں لایا ہوں وہ حق ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ کل میں ایسا جادو لاؤں گا کہ کوئی جادو اس پر غالب نہیں آسکے گا۔ اگر آپ ہم پر غالب آئیں گے تو میں ضرور ایمان لے آؤں گا اور اس بات کی شہادت دوں گا کہ جو کچھ آپ لائے ہیں۔ وہ حق ہے۔ جادو نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تمام جادوگروں نے میدان مقابلہ میں ہی سربسجود ہوکر بھرے مجمع میں: ’’امنا برب العلمین رب موسیٰ وھرون ‘‘ کا نعرہ بلند کیا اور ایمان سے مشرف ہوئے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں لوگوں کو فن طب میں کمال حاصل تھا اور اس فن میں وہ لاثانی تھے۔ چنانچہ بڑے بڑے ماہرین فن طب اسی زمانہ میں گزرے ہیں۔ چنانچہ قاعدہ مذکورہ کا مقتضیٰ یہی تھا کہ ان کو معجزہ اسی رنگ میں دیا جاتا اسی بنا پر ان کو مردوں کا زندہ کرنا۔ مادر زاد اندھوں کا اور برص کی بیماری والے کو اچھا کرنا، گارے کے جانور بنا کر اڑانا دیا گیا۔

کوئی طبیب کتنا ہی ماہر فن ہو۔ مگر وہ اپنے علاج سے نہ تو مردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور نہ مادر زاد اندھے کو اچھا کر سکتا ہے اور نہ گارے کے جانوروں میں جان ڈال سکتا ہے۔ خواہ وہ جالینوس زمانہ ہی کیوں نہ ہو۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام اپنے طب روحانی یعنی معجزہ سے یہ تمام کام کرتے تھے اور تمام ماہرین فن طب کو عاجز کر دیتے تھے اور رسول اللہ ﷺ جس قوم میں مبعوث ہوئے نہ تو وہ فن طب سے واقف تھی۔ نہ فن جادوگری سے آشنا بلکہ اس قوم کا مابہ الافتخار فصاحت وبلاغت تھی۔ میدان فصاحت وبلاغت میں ان سے کوئی سبقت لے ہی نہیں سکتا تھا۔

غرض اس فن میں وہ لوگ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ لہٰذا قاعدہ مذکورہ کے لحاظ سے مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ رسول ﷺ کو معجزہ اسی فن میں دیا جائے۔ اس بناء پر آپ ﷺ کو قرآن کا معجزہ دیا گیا۔ اس کی فصاحت وبلاغت کے آگے تمام فصحاء بلغاء عرب نے سر تسلیم خم کر دیا۔ کسی سے آج تک مقابلہ نہیں ہوسکا اور نہ قیامت تک ہوسکے گا۔

معجزہ چونکہ نبی کا دعویٰ نبوت کے صداقت کی دلیل ہوتا ہے۔ لہٰذا قرآن شریف رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی کامل دلیل ہے۔ اس لئے خداوند نے سورۂ یٰسین کے ابتداء میں ہی آپؐ کی نبوت پر قرآن شریف ہی کو دلیل بنایا ہے: ’’والقران الحکیم، انك لمن المرسلین ‘‘یعنی قسم ہے قرآن باحکمت کی کہ بے شک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں۔ یعنی آپؐ کے پیغمبر ہونے پر قرآن شریف ہی دلیل ہے۔

کفار کو قرآن شریف کے معجزہ ہونے میں یہ شبہ تھا کہ شاید اس کو رسول اللہ ﷺ خود تصنیف کرتے ہوں۔ تو خداتعالیٰ نے فرمایا کہ: ’’وماکنت تتلوا من قبله من کتاب ولا تخطه بیمینك اذالا رتاب المبطلون ‘‘آپ کے متعلق اس شبہ کی تو بالکل گنجائش ہی نہیں ہے۔ اس لئے کہ آپ قرآن شریف سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ کوئی کتاب ہاتھ سے لکھ سکتے تھے کہ ایسی حالت میں کفار کچھ شبہ نکالتے کہ یہ لکھے پڑھے آدمی ہیں۔ کتابیں دیکھ بھال کر کچھ مضامین جمع کر کے سنا دیتے ہیں۔ یعنی اگر آپ لکھے پڑھے ہوتے تو البتہ کسی قدر منشاء اشتباہ تو ہوتا گو وہ بھی بعد ظاہر ہونے اعجاز قرآن کے زائل ہو جاتا۔ لیکن جب آپؐ لکھے

پڑھے ہی نہیں ہیں۔ بلکہ امی ہیں تو اس شبہ کی تو بالکل گنجائش ہی نہیں ہے۔ اس لئے کہ بے لکھا پڑھا آدمی تو معمولی کتاب بھی تصنیف نہیں کر سکتا چہ جائیکہ قرآن شریف جیسی کتاب بنا سکے اور آپ کا امی ہونا قریش کے نزدیک آفتاب سے زیادہ روشن تھا۔

اس لئے کہ آپؐ انہیں کے گھر میں پیدا ہوئے اور انہی کے ہاتھوں میں پرورش پائی۔ آپؐ کا ایک ایک منٹ قریش کی نظروں میں تھا۔ انصاف پرست آدمی کو اس کے بعد کسی دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔ لیکن معاندین اپنے عناد سے کب باز آسکتے ہیں؟ لہٰذا معاندین کو خداوند تعالیٰ نے اس شبہ کا ایسا دندان شکن جواب دیا کہ جس کے سننے کے بعد سر نہ اٹھا سکے۔ فرمایا کہ: ’’وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهدآء كم من دون الله ان كنتم صادقين‘‘ ﴿اے معاندین اگر تم کچھ خلجان میں ہو اس کتاب کی نسبت جو ہم نے نازل فرمائی ہے اپنے بندۂ خاص پر تو اچھا پھر تم بنا لاؤ ایک سورۃ یعنی ایک محدود ٹکڑا جو اس کا ہم پلہ ہو کیونکہ آخر تم لوگ بھی تو عربی زبان رکھتے ہو بلکہ تم عربی زبان میں بڑے مشاق ہو حضورﷺ تو اتنے مشاق بھی نہیں ہیں اور اپنے حمایتیوں کو بھی بلاؤ جو خداوند سے الگ تجویز کر رکھے ہیں اگر تم سچے ہو﴾

اس پرزور مطالبہ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمادیا کہ: ’’ولن تفعلوا‘‘ قیامت تک بھی نہ کر سکو گے۔ یعنی قیامت تک بھی تم سے ایک ایسی سورۃ جو فصاحت وبلاغت میں قرآن شریف کا ہم پلہ ہو، نہیں بن سکے گی۔ بھلا یہ سن کر پیچ وتاب نہیں آیا ہوگا اور کیا کوشش کرنے میں کوئی دقیقہ باقی چھوڑا ہوگا۔ مگر باوجود اس کے ان کو عاجز ہوکر اپنا سا منہ لے کر بیٹھ رہنا کس قدر زبردست دلیل ہے قرآن شریف کے معجزہ ہونے کی۔

الحاصل اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ ان حضرات کو مختلف معجزے کیوں دیئے گئے اور اختلاف کی صورت موجودہ کیوں اختیار کی گئی۔ اس تقریر کو سننے کے بعد سمجھدار آدمی کو کوئی شبہ باقی نہیں رہتا بلکہ خداوند تعالیٰ کی پرحکمت کارروائی کو دیکھ کر سبحان اللہ کا نعرہ بے ساختہ زبان پر لے آتا ہے اور اس قسم کے اعتراضات کو کہ (رسول اللہﷺ کو وہ معجزے کیوں نہیں دیئے گئے جو موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے تھے) نہایت بری نظر سے دیکھنے لگتا ہے اور نہ اس کو یہ فکر باقی رہتی ہے کہ معجزات کا مقابلہ کرے کہ کس نبی کے معجزات بڑے ہیں اور اس کے چھوٹے۔

البتہ اگر رسول اللہﷺ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں مبعوث ہوتے تو بیشک آپﷺ کو عصا وید بیضا ہی دیا جاتا۔ ایسا ہی اگر موسیٰ علیہ السلام حضورﷺ کے زمانہ میں مبعوث

ہوتے تو ان کو قرآن شریف ہی معجزہ دیا جاتا علی ہذا القیاس اگر حضور ﷺ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوتے تو آپ ﷺ کو احیاء موتی وغیرہ ہی دیا جاتا اور اگر عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے زمانہ میں ہوتے تو ان کو بھی قرآن شریف ہی معجزہ دیا جاتا۔

غرض قاعدہ مذکورہ بالا سمجھ لینے کے بعد عاقل کو تو کوئی دقت پیش نہیں آتی اور سمجھانا بھی عاقل ہی کو مدنظر ہوتا ہے۔ بے عقل کو تو کوئی سمجھا ہی نہیں سکتا۔

دوسری قسم کے معجزات کی تشریح

جو معجزات انبیاء علیہم السلام کو بغرض تحدی دیئے جاتے ہیں ان کی تشریح تو ہو چکی اور دوسرے قسم کے معجزات کی تشریح باقی ہے۔ یعنی وہ معجزات جو بغرض تحدی ومقابلہ نہیں دیئے جاتے ان معجزات کے ظہور کا سبب چونکہ ایک نہیں ہوتا جیسا کہ معجزات تحدی کا تھا۔ بلکہ ان کے ظہور کے اسباب مختلف ہوتے ہیں لہٰذا ان کے لئے کوئی ایسا قاعدہ کلیہ نہیں بنایا جاسکتا جو سب کے لئے حاوی ہو البتہ اجمالاً اتنا کہا جاسکتا ہے کہ یہ معجزات ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ جو علاوہ تحدی کے انبیاء علیہم السلام کے متعلق پیش آتی ہیں۔ مثلاً اگر کسی موقع پر پانی کی ضرورت ہے۔ مگر ظاہری اسباب کے اعتبار سے یہ ضرورت پوری نہیں ہوسکتی تو اللہ تعالیٰ اسی ضرورت کو باطنی اسباب سے بصورت معجزہ پورا کر دیتے ہیں۔

گو مقصود بالذات اس وقت اظہار معجزہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ضرورت کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ لیکن بوجہ ظاہری اسباب نہ ہونے کے صورت معجزہ پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے لئے پانی کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: ’’اضرب بعصاك الحجر‘‘ ﴿عصا کو پتھر پر مارو﴾ انہوں نے مارا تو بارہ چشمے پانی کے جاری ہوگئے اور صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم ﷺ سے پانی کے نہ ہونے کی شکایت کی تو آپؐ نے ایک پیالہ میں ذرا سا پانی لے کر اپنا ہاتھ مبارک اس میں ڈالا تو آپ ﷺ کی انگلیوں میں سے پانی جاری ہوگیا۔ اس قدر پانی نکلا کہ تمام لشکر سیراب ہوگیا اور جس قدر ضرورت تھی، پوری ہوگئی اور بفرض اگر کہیں کھانے کی ضرورت ہو اور ظاہری اسباب سے یہ ضرورت پوری نہ ہوسکے تو اس کو بصورت معجزہ پورا کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت کا واقعہ ایام خندق میں کہ بہت تھوڑا سا کھانا اس قدر زیادہ ہوا کہ تمام آدمیوں کے کھانے کے بعد بھی کچھ کم نہیں ہوا اور بھی اس قسم کے بہت سے واقعات ہوئے ہیں اور اگر کہیں دشمن سے بچانا مقصود ہو مگر ظاہری اسباب وہاں موجود نہیں ہیں تو اس ضرورت کو بصورت معجزہ پورا کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا کو پھاڑ دیا گیا اور عیسیٰ

علیہ السلام کو جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھالیا گیا اور سراقہ کی سواری کو خشک زمین میں دھنسا دیا گیا جو حضورﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مارنے کے ارادہ سے جارہا تھا اور اگر کسی نبی کو خاص اعزاز دینا منظور ہو مگر ظاہری اسباب اس کو پورا نہیں کرسکتے تو اس ضرورت کو بصورت معجزہ پورا کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ واقعہ معراج اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اپنے حبیب پاک کو یہ اعزاز عطا فرماوے مگر ظاہری اسباب کی رو سے اس قدر مسافت ہزار ہا برس میں بھی طے نہیں ہوسکتی تھی۔ تو اس کو بصورت معجزہ سرانجام دیا گیا اور اگر دشمن کو ہلاک کرنا منظور ہو مگر ظاہری اسباب وفا نہیں کرتے تو اس ضرورت کو بصورت معجزہ پورا کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضورﷺ کا ایک مٹھی کنکریوں کا پھینکنا اور تمام لشکر کفار کی آنکھوں میں پڑنا جنگ بدر میں ہوا تھا۔

الحاصل یہ کہ معجزات علاوہ تحدی کے باقی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ جس قسم کی ضرورت ہوگی اسی رنگ کا معجزہ ہوگا۔ اس تقریر کے بعد ہر شخص کو معلوم ہوجاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے یہ معجزات مختلف کیوں تھے۔ سب کو ایک قسم کے معجزے کیوں نہیں دیئے گئے؟ اس لئے کہ جب ضرورتیں مختلف ہوں گی تو ان کے پورا کرنے کی صورتیں بھی مختلف ہوں گی اور جو معجزات بغرض تحدی دیئے جاتے ہیں۔ ان کے اختلاف کی وجہ اوپر گزر چکی ہے۔

پیغمبروں کے پاس علم آنے کے ذرائع

جن حضرات کو خداوند تعالیٰ منصب نبوت کے لئے منتخب فرماتے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ سے اپنی رضا وغیر رضا کا قانون بندوں کو پہنچادیں۔ ان حضرات کے پاس علم آنے کے تین طریقے ہیں۔ جو قرآن شریف میں اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں: ’’وماکان لبشران یکلمه الله الاوحیا اومن وراء حجاب اویرسل رسولا فیوحی باذنه مایشاء انه علی حکیم (سورہ شوریٰ) ‘‘ ﴿اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے مگر یا تو الہام سے یا پردہ کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیج دے کہ خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہو پیغام دے وہ بڑا عالی شان، بڑی حکمت والا ہے۔﴾

اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ مقربین کے پاس خداوند تعالیٰ کی طرف سے علم ملنے کے تین طریقے ہیں۔ (۱) الہام یعنی دل میں کوئی اچھی بات ڈال دینا بیداری یا خواب میں۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی حکم وحی میں ہوتا ہے۔ (۲) پردے کے پیچھے سے کلام سنادینا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے سنا تھا۔ یعنی صرف کلام سنائی دے، نظر کچھ نہ آئے اور یہ حجاب کوئی جسم نہیں جو

خداوند کی ذات اقدس کو پوشیدہ کر دیتا ہے۔ بلکہ حقیقت اس حجاب کی انسان کا ضعف ادراک ہے جس کی وجہ سے باوجود کمال ظہور نور ذات کے انسان ادراک سے عاجز ہے اور یہی ضعف ادراک کا حجاب تھا جو موسیٰ علیہ السلام کو رویت سے مانع ہوا تھا اور یہ مانع جنت میں دور کر دیا جائے گا اور اہل جنت کو خداوند تعالیٰ کی رؤیت کی قوت عطاء کر دی جائے گی۔(۳) فرشتہ کو بھیج کر اس کے ذریعہ سے جو کچھ منظور ہو نبی کو پہنچا دیا جائے۔

غرض خداتعالیٰ جب مقربین کو اپنی رضا وغیر رضا کی اطلاع دیتے ہیں تو ان تین طریقوں کے ساتھ دیتے ہیں۔ بالمشافہ یا بالمعاینہ کسی سے بات نہیں کرتے اور: ’’انہ علیّ حکیم ‘‘میں دونوں امروں (یعنی بالمشافہ بات نہ کرنے اور تین طریقوں سے بات کرنے) کی علت بیان فرمائی ہے۔ پہلے امر یعنی بالمشافہ بات نہ کرنے کی علت (علی) ہے۔ یعنی وہ بڑا عالی شان ہے۔ انسان حالت موجودہ میں بوجہ ضعف ادراک اس سے بالمشافہ بات کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور دوسرے امر یعنی تین طریقوں سے بات کرنے کی علت (حکیم) ہے۔ یعنی وہ بڑی حکمت والا ہے۔ اس لئے اپنے بندوں کی مصلحت کا خیال فرما کر تین طریقے کلام کے مقرر فرما دیئے ہیں۔ کیونکہ اگر کوئی طریقہ بھی کلام کا نہ ہوتا اور یہ بندوں کی مصلحت کے خلاف ہے۔ لہٰذا اپنی حکمت سے بندوں کی مصلحت کو بھی فوت نہیں ہونے دیا۔ بلکہ رضا وغیر رضا کے معلوم کرنے کے تین طریقے مقرر فرما دیئے اور علو شان کو بھی محفوظ رکھا۔

نبوت کی تکمیل کے لئے ملائکہ کے انتخاب کی ضرورت

چونکہ نبی کے پاس علم آنے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی فرشتہ کے ذریعہ سے نبی کو علم دیا جائے اور تمام طریقوں سے زیادہ واضح اور آسان طریقہ یہی ہے۔ خصوصاً آسمانی کتابیں ہمیشہ اسی طریقہ سے بھیجی گئی ہیں۔ اس لئے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ملائکہ میں سے بھی بعض حضرات کو اس منصب کے لئے منتخب کیا جائے تاکہ احکام خداوندی کو رسولوں تک پہنچا دیں۔ جیسا کہ رسولوں کو منتخب کیا گیا کہ احکام خداوندی کو عام لوگوں تک پہنچائیں۔

غرض سلسلہ نبوت ورسالت میں دو انتخابوں کی ضرورت ہے۔ ایک انتخاب ملائکہ جو احکام کو رسولوں تک پہنچائیں اور دوسرا انتخاب معصوم انسانوں کا جو احکام عام لوگوں تک پہنچائیں۔ ان دونوں انتخابوں کے مجموعہ سے نبوت کی تکمیل ہوگی (انہی دو انتخابوں کے متعلق ارشاد ہے): ’’اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس ان اللہ سمیع بصیر

(سورہ حج) ’’﴿اللہ تعالیٰ منتخب کر لیتا ہے فرشتوں میں سے احکام پہنچانے والے اور آدمیوں میں سے یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔﴾

یعنی اللہ تعالیٰ تمام احوال سے خوب واقف ہے۔ وہ اپنے علم میں ملائکہ اور انسانوں میں سے جس کو اس منصب کے لئے مناسب سمجھتا ہے، منتخب فرماتا ہے اور عموماً ہر زمانہ میں ملائکہ میں سے اس منصب کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی کو منتخب کیا گیا ہے۔ قرآن شریف سب کا سب یقیناً حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی لائے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اس کی تصریح ہے: ’’نزل به الروح الامین (سورہ شعراء) ‘‘﴿اس کو یعنی قرآن شریف کو روح الامین یعنی جبرائیل علیہ السلام لائے ہیں۔﴾

بلکہ دوسری کتب الٰہیہ بھی غالباً جبرائیل علیہ السلام ہی لائے ہیں۔ لیکن آیت میں ’’رسلا‘‘ جمع اس وجہ سے ہے کہ بعض موقع پر بعض احکام دوسرے فرشتے بھی لائے ہیں۔ جیسا کہ: ’’ولقد جآءت رسلنا ابراهيم‘‘ ’’ولقد جآءت رسلنا لوطا‘‘ میں تصریح ہے۔ گو ان میں بھی رئیس جبرائیل علیہ السلام ہی تھے۔ غرض بعض موقعہ پر اور ملائکہ کو بھی بھیجا گیا ہے۔ لیکن عام طور پر یہ ڈیوٹی حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی کے سپرد ہی ہے۔

ملائکہ کے پردار ہونے کی وجہ

چونکہ سلسلہ نبوت کی تکمیل کے لئے انتخاب ملائکہ کی بھی ضرورت تھی۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ لیکن وہ رہتے آسمانوں میں اور آسمان وزمین کے درمیان مسافت بہت لمبی ہے۔ بعض روایات کے اعتبار سے زمین سے آسمان تک پانچ سو سال کا راستہ ہے اور ایسا ہی ہر آسمان سے دوسرے آسمان کی چھت کی موٹائی بھی پانچ سو سال کا راستہ ہے۔ تو گویا ساتویں آسمان کی چھت تک سات ہزار سال کا راستہ ہے تو اتنی دور سے احکام لانے کیلئے اس بات کی ضرورت تھی کہ کوئی تیز رفتاری کا انتظام کیا جائے ورنہ نبی کی تمام عمر میں ایک دفعہ بھی احکام کا آنا ممکن نہیں تھا۔ کیونکہ وہ جگہ جو بمنزلہ ڈاکخانہ کے قرار دی گئی ہے۔ وہ جگہ ساتویں آسمان میں ہے۔

اس مقام کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ جس قدر احکام عالم بالا سے نازل ہوتے ہیں۔ پہلے وہاں پر نازل ہوتے ہیں۔ پھر وہاں سے ملائکہ لے کر زمین پر لاتے ہیں۔ تو گویا سدرۃ المنتہیٰ ملائکہ کو احکام ملنے کا ڈاک خانہ ہے اور وہی مقام ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کا جو عموماً اس ڈاک کے پہنچانے کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں اور وہ ڈاک خانہ زمین سے تقریباً سات ہزار سال کے راستہ کے فاصلہ پر ہے۔ تو اتنی دور سے ڈاک لانے کے لئے بڑی زبردست تیز رفتاری کی

ضرورت تھی اوراس کی متعدد صورتیں ہوسکتی تھیں۔ مثلاً کوئی ہوائی جہاز ڈاک لانے والے فرشتہ کو دیا جاتا یا کوئی دوسری سواری تیز رفتار مثل براق وغیرہ کے دی جاتی۔ غرض متعدد صورتیں تھیں۔ لیکن چونکہ سنت اللہ یہ ہے کہ اگر ایک کام کے لئے متعدد راستے ہوں۔ تو ان میں سے وہ راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔ جو سب سے زیادہ آسان ومختصر ہو۔ اس بناء پر خداوند تعالیٰ نے ملائکہ کو پردار بنادیا تاکہ وہ خود اڑ کر چلے جائیں۔ کسی سواری کی ضرورت ہی نہ ہو۔

کیونکہ یہ راستہ نہایت ہی مختصر اور آسان ہے۔ ڈاک لیتے ہی لے اڑے گا۔ جتنی دیر میں سواری کو پکڑ کر سوار ہوتا۔ اتنی دیر میں پہنچ بھی جائے گا اور اس بات کی فکر بھی نہیں ہوگی کہ سواری کو کہاں باندھوں یا کہاں رکھوں۔ اس کے متعلق ارشاد ہے: ''الحمدللّٰه فاطر السموات والارض جاعل الملئكة رسلا اولی اجنحة مثنیٰ وثلث وربع يزيد فی الخلق مايشاء ان اللّٰه علی كل شيئی قدير (سوره فاطر) '' ﴿حمد اللہ ہی کو لائق ہے جو آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ جو فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے۔ جن کے دو دو یا تین تین یا چار چار پر ہیں۔ وہ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کردیتا ہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔﴾

اس آیت میں پیغام سے مراد وحی کا لانا ہے رسولوں کی طرف اور کچھ چار پروں پر منحصر نہیں بلکہ حسب مصلحت وضرورت زیادہ بھی دیئے جاتے ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے: ''يزيد فی الخلق مايشاء '' میں کہ اللہ تعالیٰ جس قدر چاہے پر زیادہ عطا فرمادیتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کو جو عموماً اس ڈاک کے لئے منتخب ہوتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چھ سو پر عطاء فرمائے ہیں اور وہ اس قدر تیز رفتار ہیں کہ بجلی بھی کیا چیز ہوگی۔ آنکھ کی پلک مارنے سے بھی پہلے پہنچ جاتے ہیں۔

غرض ڈاک لانے کی جگہ چونکہ بہت دور تھی لہٰذا جلدی پہنچنے کے لئے یہ صورت اختیار کی گئی کہ ملائکہ کو پر عطاء کئے گئے اور سواری وغیرہ سے مستثنیٰ کردیئے گئے اور یہی راستہ اس کام کے لئے تمام راستوں سے مختصر وآسان تھا۔

پیغمبروں کی شریعتوں کے مختلف ہونے کی وجہ

گو اصول میں تمام انبیاء علیہم السلام متفق تھے۔ مگر فروع کے اعتبار سے شریعتیں مختلف ہوتی رہیں۔ اسی اختلاف کا سبب صحیح طور پر معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اکثر لوگوں کو طرح طرح کے خدشات پیش آئے۔ کسی نے تو یہ کہا کہ اس سے خداوند تعالیٰ کا جہل لازم آتا ہے۔ لہٰذا یہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ایک شریعت مقرر کرکے پھر اس کو کچھ عرصہ کے بعد منسوخ کردینے سے معلوم

ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے معلوم نہ تھا کہ آگے چل کر یہ شریعت خلاف مصلحت واقع ہوگی۔

خداوند تعالیٰ چونکہ عالم الغیب ہے۔ لہٰذا اس کی مقرر کردہ شریعت تو ایسی ہونی چاہئے جو قیامت تک نہ بدلے۔ اس نسخہ ہی کی وجہ سے اکثر لوگ حضورﷺ پر ایمان نہیں لائے اور حضور اکرمﷺ پر مفتری کا الزام لگایا۔ جس کی تصریح اس آیت میں ہے: ''واذا ابدلنا اٰیۃ مکان اٰیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر بل اکثرھم لایعلمون (سورہ نحل)'' ﴿جب ہم کسی آیت کو بجائے دوسری آیت کے بدلتے ہیں یعنی ایک حکم کو منسوخ کر کے اس کی جگہ دوسرا حکم دیتے ہیں حالانکہ اس کی مصلحت کو خداوند تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے تو آپ کو یہ کہتے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ خدا پر افتراء کرنے والے ہیں۔ یعنی اپنے کلام کو خدا کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ مگر یہ لوگ جاہل ہیں مصلحت نسخ کو نہیں جانتے۔ غرض اختلاف شرائع کی وجہ نہ سمجھنے سے اس قسم کے خدشات لوگوں کو پیش آئے ہیں لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ اس کی اصلی وجہ بیان کر دی جائے تاکہ اس قسم کے خدشات رفع ہو جائیں۔

یہ سمجھنا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام مثل اطبّا کے ہیں۔ جیسا کہ اطبّا جسمانی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔ ایسا ہی انبیاء علیہم السلام روحانی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان کو روحانی بیماریوں کا طبیب وڈاکٹر بنا کر بھیجتا ہے تو جس طرح کوئی طبیب ایسا نہیں کرتا کہ تمام بیماروں کو ایک ہی نسخہ دے بلکہ اگر ایسا کرے تو اس کا یہ فعل نادانی پر مبنی ہوگا۔ کیونکہ لوگوں کے مزاج مختلف ہیں۔ جوانوں کا مزاج بچوں اور بوڑھوں کے خلاف ہے اور ایک جوان کا مزاج دوسرے جوان کے خلاف ہے۔ ایک ملک کے رہنے والوں کا مزاج دوسرے ملک کے رہنے والوں سے نہیں ملتا۔

تو اس اختلاف مزاج کے ہوتے ہوئے ممکن ہی نہیں ہے کہ ایک ہی نسخہ سب کے مزاج کے موافق ہو سکے۔ بلکہ ہر شخص کو اس کے مزاج کے موافق نسخہ دیا جاتا ہے اور یہی مصلحت کا تقاضا ہے۔ اسی طرح تمام لوگوں کے لئے ایک ہی شریعت مقرر نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ لوگ مختلف الفطرۃ واقع ہوئے ہیں۔ ایک ہی شریعت سب کی فطرت کے موافق نہیں ہوسکتی اور خلاف فطرت پر مجبور کرنا تکلیف مالایطاق ہے لہٰذا موافق فیصلہ: ''لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا'' ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ لوگوں کی فطرت کے موافق شریعت بھیجتے رہے۔

یا یوں سمجھنا چاہئے کہ بچے کی پیدائش کے دن سے لے کر جب تک وہ زندہ رہے غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ہر ذی عقل جانتا ہے کہ ہر زمانہ میں اس کو ایک ہی غذا نہیں دی جاتی۔

بلکہ ہر زمانہ میں اس کی فطرت کے موافق غذا دی جاتی ہے۔ جب فطرت میں یہ تبدیلی واقع ہوتی ہے تو غذا میں بھی لازمی تبدیلی ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو بچہ زندہ ہی نہیں رہ سکتا۔

مثلاً پہلے روز ماں کے پیٹ سے نکلنے کے بعد بچے کی فطرت کے لئے ماں کے دودھ سے بہتر کوئی غذا نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کے پیٹ کے نکلنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اس کی ماں کے پستانوں میں دودھ پیدا کر دیتا ہے اور اس کی رحمت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ وہ ایسا کرے۔

اگر کوئی شخص بچے کو پہلے ہی روز بجائے دودھ کے روٹی کھلانے لگے۔ یا زردہ بریانی کھلانے لگے تو گو یہ غذا بہت اچھی ہے۔ لیکن چونکہ بچے کی فطرت کے خلاف ہے لہٰذا وہ مر جائے گا۔ ہرگز زندہ نہیں رہ سکے گا۔ لیکن جب کچھ عرصہ کے بعد بچے کی فطرت میں تبدیلی آتی ہے۔ تو غذا بھی بدل دی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ وہی دودھ ہے جس کے بغیر اس کو چین نہیں آتا تھا اور جس غذا کے کھانے سے زندہ ہی نہیں رہ سکتا تھا وہ غذا ماں کے دودھ کی طرح مرغوب معلوم ہوتی ہے۔

الحاصل لوگوں کی فطرت چونکہ مختلف ہے۔ اس لئے ہر زمانہ کے لوگوں کی فطرت کے موافق شریعت آتی رہی ہے اور یہ مطلب ہے: ''لکل جعلنا منکم شرعة ومنها جا'' کا یعنی ہم نے تم میں سے ہر امت کے لئے خاص شریعت وطریقت تجویز کی تھی۔ اس آیت میں یہود ونصاریٰ کو خطاب ہے۔ انہوں نے حضورﷺ پر ایمان لانے سے اس وجہ سے انکار کیا کہ آپﷺ نئی شریعت لائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ شریعت کی تبدیلی کوئی قابل تعجب نہیں۔ بلکہ اس سے پہلے تم میں سے بھی ہر ایک کو خاص خاص شریعت مل چکی ہے۔ مثلاً یہود کے لئے توراۃ تھی اور نصاریٰ کے لئے انجیل۔ ایسا ہی اگر حسب مصلحت زمانہ حضورﷺ کی امت کو نئی شریعت یعنی قرآن شریف عطاء کیا گیا ہے تو اس میں انکار کی کیا بات ہے؟

غرض شریعت کی تبدیلی مصلحت کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ عین مصلحت ہے۔ البتہ اگر لوگوں کی فطرت مختلف نہ ہوتی بلکہ ہر زمانہ میں لوگوں کی فطرت یکساں ہوتی تو بیشک ایک ہی شریعت سب کو دی جاتی اور ایک شریعت کا دینا ہی مصلحت ہوتا اور یہی مطلب ہے: ''ولو شاء اللہ لجعلکم امة واحدة '' کا یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتے جس کی صورت یہ ہوتی کہ تمام لوگوں کو ایک ہی فطرت پر پیدا کرتے اور سب کو ایک ہی شریعت دیتے۔ پھر تو سب ایک ہی امت ہو جاتے۔ یعنی خداوند تعالیٰ کو اس بات کی قدرت تھی کہ وہ ایسا کر دیتا۔ مگر ایسا کرنا چونکہ مصلحت کے خلاف تھا۔ جس کی تشریح عنقریب آئے گی۔ لہٰذا ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ مختلف فطرتیں دے کر مختلف شریعتیں عطاء کی گئیں۔

پیغمبروں کی تعلیم سے سب لوگ برابر مستفید نہیں ہوتے

انبیاء علیہم السلام کی تعلیم سے تمام لوگ یکساں فائدہ نہیں اٹھاتے۔ بلکہ کوئی زیادہ فائدہ اٹھاتا ہے کوئی کم اور کوئی بالکل محروم رہتا ہے۔ ناواقف آدمی کو اس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ شاید تعلیم میں کچھ نقصان ہے۔ جس کی وجہ سے سب کو فائدہ یکساں نہیں ہوا۔ حالانکہ یہ وجہ نہیں ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم اعلیٰ درجہ کی کامل ہوتی ہے۔ کوئی تعلیم ان کی تعلیم سے بہتر ہو ہی نہیں سکتی اور نہ وہ خود چاہتے ہیں کہ ہماری تعلیم سے کوئی محروم رہے۔ بلکہ اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کی زمین فطرت مختلف ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ کسی کی زمین فطرت اچھی ہے اور کسی کی خراب۔ اچھی فطرت والے فائدہ اٹھاتے ہیں اور بری فطرت والے محروم رہتے ہیں۔

خداوند تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس مسئلہ کو بارش کی مثال دے کر سمجھایا ہے:

’’والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لایخرج الانکدا (سورہ اعراف) ‘‘ ﴿اور جو زمین ستھری ہوتی ہے اس کا پیداوار خدا کے حکم سے خوب نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس کا پیداوار اگر نکلے بھی تو بہت کم نکلتا ہے۔﴾ مطلب یہ ہے کہ بارش تو سب جگہ برابر برستی ہے اور اس میں فی نفسہ کوئی نقصان نہیں ہوتا مگر باوجود اس کے کہیں پیداوار بہت اچھی ہوتی ہے اور کہیں بہت کم اور کہیں پھول پیدا ہوتے ہیں اور کہیں کانٹے۔ جیسا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے شعر:

باراں کہ درلطافت طبعش خلاف نیست
درباغ لالہ دید ودرشورہ بوم خس

ایسا ہی انبیاء علیہم السلام کی تعلیم ایک روحانی بارش ہے۔ اس کی لطافت وکمال میں تو کوئی کلام نہیں ہے۔ لیکن جس کی زمین فطرت خراب ہے وہ مستفید نہیں ہوسکتا اور جس کی زمین فطرت اچھی ہے۔ وہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس سے تعلیم پر کوئی دھبہ نہیں آتا اور حضور اکرم ﷺ نے بھی اس مسئلہ کو بارش کی مثال سے واضح فرمایا ہے: ’’مثل مابعثنی اللّٰہ بہ من الھدی والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضا فکان منھا نقیۃ قبلت الماء فانبتت الکلاء والعشب الکثیر وکانت منھاجادب امسکت الماء فنفع اللّٰہ بھا الناس فشربو اوسقواوزرعواواصاب منھا طائفۃ اخری انما ھی قیعان لاتمسک ماء ولاتنبت کلاء فذلک مثل من فقہ فی دین اللّٰہ ونفعہ بما بعثنی اللّٰہ بہ فعلم وعلم ومثل من لم یرفع بذلک راساولم یقبل ھدی اللّٰہ الذی ارسلت بہ‘‘

(بخاری باب فضل من علم وعلم)

﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت وعلم مجھ کو دے کر بھیجا ہے۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے زور کا مینہ جو زمین پر برسا۔پس بعضی زمین عمدہ تھی اس نے پانی پی لیا اور سوکھی اور ہری گھاس اگائی اور بعضے قطعے اس زمین کے سخت تھے۔انہوں نے پانی کو روک رکھا (اور پیا نہیں) پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے فائدہ دیا لوگوں نے اس سے پانی پیا اور پلایا (اپنے جانوروں کو) اور کھیتی کی اور بعضے قطعوں پر اس زمین کے پانی پڑا وہ صاف میدان تھے۔نہ وہ پانی کو روکتے تھے نہ گھاس اگاتے ہیں۔پس یہ (تینوں قسمیں جو اوپر بیان ہوئیں) مثال ہیں اس شخص کی جس نے سمجھ حاصل کی اللہ کے دین میں اور فائدہ دیا اس کو اس چیز نے جس کو اللہ نے مجھے دے کر بھیجا۔ اس نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو تعلیم دی اور مثال اس شخص کی جس نے ادھر سر نہ اٹھایا اور نہ قبول کیا اللہ کی اس ہدایت کو جو میں دے کر بھیجا گیا۔﴾

مثال کا حاصل یہ ہے کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔ایک وہ جنہوں نے خود بھی فائدہ اٹھایا اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچایا۔دوسرے وہ لوگ جنہوں نے خود تو فائدہ نہیں اٹھایا یعنی خود شریعت پر عمل نہیں کیا لیکن دوسروں کو فائدہ پہنچایا یعنی تعلیم دی اور تیسرے وہ لوگ جو نہ خود فائدہ اٹھا سکے اور نہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکے۔

مثلاً اگر گائے اور بھینس گوشت سے فائدہ نہ اٹھائے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ گوشت میں کوئی خرابی ہے۔ بلکہ اس کی فطرت ہی ایسی ہے کہ اس کو گوشت سے نفرت ہے۔ایسا ہی شیر گھاس سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ گھاس کا قصور ہے۔ بلکہ شیر کی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ اس کو گھاس سے نفرت ہے۔اگر بھوک سے مر بھی جائے تو گھاس نہیں کھائے گا۔پس اسی طرح جن لوگوں کو فطرۃ شریعت سے نفرت ہے۔جیسا کہ شیر کو گھاس سے اور گائے کو گوشت سے۔وہ کبھی بھی شریعت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔خواہ مر بھی جائیں۔جیسا کہ ابوجہل وغیرہ اور جن لوگوں کی فطرت کو تعلیم انبیاء علیہم السلام سے مناسبت ہے جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ وغیرہ وہ مر بھی جائیں تو شریعت کو نہیں چھوڑیں گے جیسا کہ شیر گوشت کو نہیں چھوڑ سکتا۔

ایسا ہی اگر آپ چاہیں کہ گائے بھینس انڈے دے تو ہرگز نہیں دے سکے گی اور مرغی بچے نہیں دے سکے گی۔خواہ آپ کتنا ہی زور لگائیں۔ بلکہ گائے بھینس بچے دے گی اور مرغی انڈے۔ایسا ہی ہر نوع کے خواص جو اس کی فطرت کے ساتھ مخصوص ہیں۔اس کے خلاف اگر آپ چاہیں تو ہرگز ممکن نہیں ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے باوجودیکہ تمام حیوانوں کو ایک پانی سے

پیدا کیا ہے۔ مگر ہر قسم کے جانداروں کو صورت نوعیہ جدا جدا عطاء فرمائی ہیں اور ہر ایک کی صورت نوعیہ کے خواص بھی علیحدہ علیحدہ مقرر فرمائے ہیں۔ ایک نوع کے خواص کا صدور دوسرے نوع سے ممکن نہیں ہے۔ اس کے متعلق ارشاد ہے: ’’واللّٰہ خلق کل دابة من ماء فمنهم من یمشی علیٰ بطنه ومنهم من یمشی علیٰ رجلین ومنهم من یمشی علیٰ اربع (سورہ نور)‘‘

﴿اور اللہ تعالیٰ نے ہر چلنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے۔ پھر ان میں بعض تو وہ ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ان میں وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں اور بعض ان میں وہ ہیں جو چار پر چلتے ہیں۔﴾

پانی سے مراد تو نطفہ ہے اور یا معنی متعارف یعنی بارش پانی چونکہ جانداروں کا بقاء پانی پر ہے اور ان کے مادہ کا جزء ہے۔ اس بناء پر ’’خلق کل دابة من ماء‘‘ فرمایا ہے اور جب پانی سے مراد نطفہ لیا جائے تو اس صورت میں معنی ظاہر ہیں۔ مطلب یہ کہ باوجودیکہ پیدائش سب کی پانی سے ہے۔ مگر پھر صورت نوعیہ جدا جدا ہے۔ کوئی پیٹ کے بل چلتا ہے جیسا کہ سانپ وغیرہ۔ کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے جیسا کہ انسان وغیرہ۔ کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے جیسا کہ چارپائے اور ہر ایک کی صورت نوعیہ اور خواص جدا ہیں۔ کوئی گوشت سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ کوئی گھاس سے۔ کوئی بچے دیتا ہے کوئی انڈے۔ تو اب جس جاندار کی فطرت گوشت خور واقع ہوئی ہے وہ گھاس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور جو گھاس سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ گوشت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جو انڈے دیتا ہے وہ بچے نہیں دے سکتا اور جو بچے دیتا ہے وہ انڈے نہیں دے سکتا علی ہذا القیاس باقی خواص۔

اسی طرح جن لوگوں کی فطرت شریعت کے خلاف واقع ہوئی ہے اور کفر وشرک کے موافق وہ شریعت سے ہرگز فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ مگر ان کے فائدہ نہ اٹھانے سے شریعت پر کوئی دھبہ نہیں آسکتا اور نہ تعلیم انبیاء علیہم السلام پر کوئی حرف آسکتا ہے۔

یا یوں سمجھنا چاہئے کہ آفتاب جب نکلتا ہے تو وہ اپنی روشنی کو ہر جگہ برابر ڈالتا ہے اور نہ یہ چاہتا ہے کہ کسی جگہ روشنی پڑے اور کسی جگہ نہ پڑے۔ مگر جہاں زمین ہموار ہوتی ہے وہاں روشنی پڑتی ہے اور جہاں ہموار نہیں ہوتی بلکہ کوئی دیوار وغیرہ کی آڑ ہوتی ہے۔ وہاں روشنی نہیں پڑتی تو کیا یہ آفتاب کا قصور ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایسا ہی جب آفتاب نبوت طلوع کرتا ہے تو وہ یہ نہیں چاہتا کہ میرا نور کسی جگہ پر پڑے اور کسی جگہ پر نہ پڑے بلکہ وہ یہی چاہتا ہے کہ ہر شخص کو اپنے نور سے منور کر دوں۔ مگر جن لوگوں کی زمین فطرت ناہموار ہوتی ہے۔ وہ نور نبوت سے محروم رہتے ہیں۔ مگر اس

محرومی سے آفتاب نبوت پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ خداوند تعالیٰ نے حضورﷺ کو قرآن شریف میں سراج منیر فرمایا ہے اور آفتاب کو بھی سراج سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس سے ظاہر ہوا حضور اکرمﷺ کو بمنزلہ آفتاب قرار دیا ہے یا یوں سمجھنا چاہئے کہ اگر چمگادڑ آفتاب کو نہ دیکھ سکے تو کیا یہ آفتاب کا قصور ہے؟ ہرگز نہیں۔ جیسا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب راچہ گناہ

اختلاف فطرت کے اختیار کرنے کی وجہ

جب تمام لوگ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم سے اس وجہ سے مستفید نہیں ہوتے کہ سب کی فطرت مساوی نہیں ہے تو خداوند تعالیٰ نے فطرتیں مختلف کیوں بنائیں جس کی وجہ سے اکثر لوگ محروم رہے۔ ایسا کیوں نہیں کیا کہ سب کی فطرت یکساں بناتے تاکہ سب کے سب تعلیم سے برابر فائدہ اٹھاتے؟

اس کے متعلق یہ گذارش ہے کہ صورتیں دو تھیں۔ ایک یہ کہ تمام چیزوں کو مختلف الفطرت بنایا جائے اور دوسری یہ کہ تمام چیزوں کو مساوی الفطرت بنایا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ چونکہ حکیم ہے۔ لہٰذا اس نے دونوں صورتوں میں سے وہ صورت اختیار کی جو بندوں کے لئے زیادہ مفید تھی۔ یعنی اختلاف فطرت والی صورت کو اختیار کیا اور تمام چیزوں کو مختلف الفطرۃ بنادیا۔ جیسا کہ مشاہدہ سے واضح ہے کیونکہ سب چیزوں کی فطرت کو یکساں اور متحد بنانے کی صورت میں کئی خرابیاں پیدا ہوتی تھیں۔

مثلاً اگر زمین کے قطعوں کو مختلف الفطرۃ نہ بنایا جاتا بلکہ تمام قطعے متحد الفطرۃ ہوتے تو پھر زمین ایسی نہ ہوتی کہ کہیں اونچی اور کہیں نیچی۔ کہیں خشکی کہیں مکانات و درخت کہیں صاف میدان بلکہ یا تو سب پر پانی ہوتا تو اس صورت میں زمین پر رہنا ہی ممکن نہ رہتا۔ یا ہر جگہ درخت ہوتے تو چلنا پھرنا ہی دشوار ہو جاتا۔ بلکہ رہنا بھی ممکن نہ ہوتا۔ یا کہیں بھی درخت نہ ہوتے تو سایہ کا انتظام نہ ہوتا اور لکڑیاں جلانے و مکان بنانے کے لئے میسر نہ ہوتیں۔ غرض تمام صورتوں میں دقتیں تھیں۔ لہٰذا یہی بہتر ہے کہ کہیں پانی ہے۔ کہیں خشکی ہے۔ کہیں درخت ہیں کہیں صاف میدان اور اگر ایسا ہی انسانوں میں اختلاف فطرت نہ ہوتا تو پھر تمام انسانوں میں کوئی امتیاز ہی نہ باقی رہتا۔ کیونکہ پھر تو سب کے قد بھی برابر ہوتے۔ رنگ بھی ایک ہوتا غرض کوئی امتیاز نہ ہوتا۔ تو ایک دوسرے کی پہچان ہی ناممکن ہوتی اور پھر یہ بھی نہ ہوتا کہ ایک دوسرے کے نطفہ سے پیدا

ہوتے ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آتی۔ کیونکہ جب سب کی فطرت برابر ہے۔تو کیا وجہ ہے کہ زید عمر کے نطفہ سے پیدا ہوا اور عمر زید کے نطفہ سے پیدا نہ ہو۔

بلکہ پیدائش کی صورت یہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ یونہی اپنی قدرت سے سب کو پیدا کر دیتا جیسا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تھا۔اور پھر یہ بھی نہ ہوتا کہ ایک شخص آج پیدا ہوتا اور دوسرا کل بلکہ سب کو ایک دم پیدا کیا جاتا ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آتی تو قیامت تک کے آنے والے یک دم پیدا کر دیئے جاتے۔تو اس صورت میں ایک خرابی یہ ہوتی کہ زمین تنگ ہو جاتی اور دوسری خرابی یہ ہوتی کہ جب ایک دوسرے کے نطفہ سے پیدا نہ ہوتے تو آپس میں ایک دوسرے سے انس ومحبت نہ ہوتی بوجہ نہ ہونے تعلق رشتہ داری کے تو اس پر کئی خرابیاں مرتب ہوتیں۔قتل وقتال زیادہ ہوتا۔ کوئی مرجاتا تو مردہ سڑتا رہتا کوئی اٹھاتا ہی نہیں۔

اب تو غریب سے غریب آدمی بھی مرجاتا ہے تو بہتیرے آدمی بھاگے آتے ہیں۔کوئی کہتا ہے کہ میرا باپ تھا۔کوئی کہتا ہے میرا بھائی تھا۔میرا چچا تھا غرض سینکڑوں تعلقات والے پیدا ہو جاتے ہیں۔مگر جب پیدائش کا یہ سلسلہ نہ ہوتا تو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔کوئی دوسرے کی معاونت کرنے کے لئے تیار نہ ہوتا۔اس کے متعلق ارشاد باری ہے:''وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا () سورہ فرقان ''﴿اور وہ ایسا ہے جس نے پانی سے (یعنی نطفہ سے) آدمی کو پیدا کیا۔ پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا۔﴾ انسان کے دو خاندان ہوتے ہیں۔ایک باپ کی طرف سے دوسرا ماں کی طرف سے۔

مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا ایسا طریقہ اختیار کیا ہے کہ پیدائش کے ساتھ ساتھ دو خاندانوں کے ساتھ تعلقات بھی پیدا ہوتے ہیں اور یہ تعلقات ہی مدار معاونت ہیں اور پھر جب شادی کر لیتا ہے تو ایک تیسرا رشتہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔جس کو رشتہ سسرال کہتے ہیں۔غرض اس کی قدرت کاملہ نے ایک حقیر نطفہ کو اس قدر پھیلایا کہ سینکڑوں علاقوں والا ہو گیا اور یوں ہی بغیر نطفہ کے پیدا کرنے میں یہ تعلقات نہ پیدا ہوتے۔

ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام نے خداوند تعالیٰ کی جناب میں عرض کی کہ ایک انسان کو دورے کے پیٹ میں رکھ کر پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے۔حالانکہ آپ کو قدرت ہے کہ آپ بغیر کسی کے پیٹ میں رکھنے کے بھی پیدا کر سکتے ہیں۔تو خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا ہم کسی وقت سمجھا دیں گے۔اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کہیں جنگل میں جارہے تھے تو حسن اتفاق سے دو تین مردے نظر آئے۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! ان کا کوئی رشتہ دار یہاں نہیں ہے لہٰذا ان کا دفن

وغیرہ تمہارے ذمہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے بڑی مشکل سے ان کو دفن کیا اور آگے چلے تو باری تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! وہ سوال جو تم نے کیا تھا۔ پھر اس کے متعلق کوئی بات چیت نہیں کی تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ مولیٰ میری سمجھ میں آ گیا ہے۔ مگر مہربانی فرما کر اور کوئی مردہ نہ میرے سپرد کرنا۔ غرض موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ اگر موجودہ صورت تعلقات کی نہ ہوتی تو مردے ہی کوئی نہ اٹھاتا۔

اور علاوہ اس کے خداوند تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات اختلاف فطرت کی صورت میں زیادہ ظاہر ہوتے۔ بہ نسبت مساوات فطرت کے۔ کیونکہ مساوات فطرت کی صورت میں یا تو سب خوبصورت ہوتے یا سب بدصورت یا سب اندھے ہوتے یا سب آنکھوں والے غرض سب ایک ہی حالت پر ہوتے تو یہی سمجھتے کہ یوں ہی ہوا کرتے ہیں۔ بنانے والے کی طرف توجہ ہی نہ ہوتی۔ لیکن جب کوئی خوبصورت ہے اور کوئی بدصورت تو ضرور خیال کیا آئے گا کہ بنانے والا بڑا زبردست ہے۔ جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس باقی حالتیں۔

ایسا ہی اگر تمام پھل ایک ہی حالت پر ہوتے مثلاً خربوزے سارے میٹھے ہی ہوتے یا سارے پھیکے۔ اسی طرح دیگر پھل تو لوگ یہی سمجھتے کہ یوں ہی ہوا کرتے ہیں۔ مگر جب باوجودیکہ کھیت ایک ہے اور ایک ہی پانی سے سیراب کیا گیا ہے۔ لیکن پھر پھلوں کا ذائقہ ایک نہیں ہے تو ضرور خیال آئے گا کہ کوئی بڑی زبردست طاقت ہے جو اپنے تصرف سے جسے چاہے میٹھا کر دے اور جسے چاہے پھیکا بنا دے تو اس قدرت کے نظارہ کو دیکھ کر انسان خالق کی طرف متوجہ ہوگا۔ اسی حکمت کی طرف اشارہ ہے۔ اس آیت میں: ''وفی الارض قطع متجورات وجنّٰت من اعناب وزرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقٰی بماء واحد ونفضل بعضها علی بعض فی الاکل ان فی ذلك لاٰیت لقوم یعقلون (سورہ رعد)''

﴿اور زمین میں پاس پاس مختلف قطعے ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں۔ جن میں بعضے تو ایسے ہیں کہ ایک تنہ سے اوپر جا کر دو تنے ہو جاتے ہیں اور بعضے دو تنے نہیں ہوتے۔ سب کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں۔ ان امور میں سمجھداروں کے واسطے دلائل ہیں۔﴾

یعنی سمجھدار آدمی جب دیکھتا ہے کہ ایک کھیت کا پھل رنگ میں ذائقہ میں، بو میں، شکل میں غرض سب باتوں میں مختلف ہے حالانکہ سب کو پانی ایک دیا گیا ہے تو اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ یہ اختلاف بغیر قادر مختار کے دوسرے سے ممکن نہیں ہے۔ مگر اس نتیجہ پر سمجھدار ہی پہنچ سکتے ہیں۔ اس

لئے فرمایا:''ان فی ذلك لآیات لقوم یعقلون''

اور ایسا ہی انسان کو ماں کے پیٹ میں رکھ کر پیدا کرنے اور پھر آہستہ آہستہ جوان بنانے اور پھر بوڑھا بنانے میں جو قدرت کے کرشمے نظر آتے ہیں۔ وہ یوں ہی یک دم جوان پیدا کرنے میں نظر نہیں آتے۔ کیونکہ اوّل تو ماں کے پیٹ ہی میں بہت سے عجائبات قدرت دکھاتے ہیں۔ جن کو دیکھتے ہی بےساختہ:''فتبٰرك الله احسن الخالقین'' کا نعرہ زبان پر آتا ہے۔ جس کے متعلق ارشاد ہے:''ثم جعلنه نطفة فی قرارمکین۔ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظٰما فکسونا العظٰم لحما ثم انشاء نه خلقا اخرفتبٰرك الله احسن الخالقین (سورہ مومنون)''

﴿پھر ہم نے اس کو نطفہ سے بنایا جو ایک محفوظ مقام (یعنی رحم) میں رہا۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنادیا۔ پھر ہم نے اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنادیا پھر ہم نے اس بوٹی کو ہڈیاں بنادیا۔ پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھادیا (جس سے ہڈیاں ڈھک گئیں) پھر ہم نے اس کو ایک دوسری مخلوق بنادیا (یعنی اس میں روح ڈال دی) سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے۔﴾ کیونکہ کوئی دوسرا صانع روح نہیں ڈال سکتا۔ غرض اس قدر انقلابات کے بعد انسان ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے اور پھر یہ بھی فرمادیا گیا کہ یہ تمام کاریگری تین اندھیروں میں ہوتی ہے:''یخلقکم فی بطون امھتکم خلقا من بعد خلق فی ظلمت ثلث (سورہ زمر)''﴿وہ تم کو ماؤں کے پیٹ میں ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر بناتا ہے۔﴾

تین تاریکیوں میں ایک تاریکی شکم کی، دوسری رحم کی، تیسری اس جھلی کی جس میں بچہ لپٹا ہوتا ہے اور پیدائش کے وقت اپنی قدرت کا نظارہ دکھاتے ہیں کہ کس خوبی سے بچہ کو نکالتے ہیں کہ باوجود راستہ تنگ ہونے کے بچہ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی۔ اسی کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے:''خلقه فقدره ثم السبیل یسره (سورہ عبس)''یعنی اس کی صورت بنائی پھر اس (کے اعضاء) کو انداز سے بنایا پھر اس کو (نکلنے کا) راستہ آسان کردیا (ورنہ بچے کی کیا حقیقت تھی کہ وہ ایسے تنگ موقع سے بہ سلامت باہر آسکتا۔

پھر دوسری قدرت یہ دکھاتے ہیں کہ بچے کے نکلتے ہی ماں کے پیٹ سے دودھ کی دو نہریں جاری کردیتے ہیں اور پھر تیسرا کمال یہ دکھاتے ہیں کہ بچہ کو دودھ پینے کا طریقہ تعلیم فرماتے ہیں۔ نکلتے ہی بچہ اس خوبی سے دودھ پینا شروع کرتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ہماری

طاقت سے باہر تھا کہ ہم بچہ کو دودھ پینا سکھا سکتے۔ پھر روزانہ بچے میں اپنی قدرت کا تماشہ دکھاتے ہیں۔ ایسا ایسا گرتا ہے کہ اگر بڑا آدمی گرتا تو سلامت نہ رہتا۔ مگر اپنی قدرت سے ایسا محفوظ رکھتے ہیں کہ انسان دیکھتا رہ جاتا ہے۔ پھر ایسی ضعیف ہستی کو جوان بنا دیتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ ضعیف کو قوی بنا سکتے ہیں اور پھر جوان ہونے کے بعد بسا اوقات بوڑھا بنا دیتے ہیں تاکہ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ جیسا اس کو ضعیف کو قوی بنانا آتا ہے۔ ایسا ہی قوی کو ضعیف بنانا بھی جانتے ہیں اور بوڑھا بنانے میں ایک اور وہم کا دور کرنا بھی منظور ہوتا ہے یہ کہ شاید کوئی یہ سمجھے کہ بچہ جو جوان و طاقتور ہوا ہے۔ محض غذا کھلانے کی وجہ سے ہوا ہے۔

خداوند تعالیٰ کی قدرت سے نہیں ہوا لہٰذا بوڑھا کر کے دکھاتے ہیں کہ اگر غذا نے اس کو طاقتور بنایا تھا تو اب بھی اس کو خوب غذا کھلا کر دیکھو کہ وہ غذا طاقتور بناتی ہے یا نہیں۔ پس جب مشاہدہ ہو جاتا ہے کہ باوجود غذا کھلانے کے ضعیف وناتوان ہوا چلا جاتا ہے اور جتنی غذا زیادہ کھاتا ہے۔ طاقت تو نہیں بڑھتی مگر بلغم کے ڈھیر لگائے جاتا ہے۔ تو یقین ہو جاتا ہے کہ طاقت کا دینا خدا ہی کے قبضہ میں تھا۔ اس کے متعلق ارشاد ہے: ''اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفاو شیبۃ ، یخلق مایشاء وھو العلیم القدیر (سورہ روم) '' ﴿اللہ ایسا ہی ہے جس نے تم کو ناتوانی کی حالت میں بنایا پھر ناتوانی کے بعد توانائی عطاء کی۔ پھر توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا کیا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ جاننے والا اور قدرت رکھنے والا ہے۔﴾ اول ضعف سے مراد بچپن کی حالت ہے اور قوت سے مراد جوانی اور دوسرے ضعف سے مراد بڑھاپا ہے۔ غرض اس قسم کی سینکڑوں باتیں ہیں جو غور کرنے سے معلوم ہوتی ہیں۔

الحاصل اختلاف فطرت کی صورت میں وہ خرابیاں بھی لازم نہیں آتیں جو مساوات فطرت کی صورت میں لازم آتی تھیں اور خداوند تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات بھی زیادہ نظر آتے ہیں۔ جو مساوات فطرت کی صورت میں نظر نہ آسکتے۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے اختلاف فطرت کی صورت کو اختیار فرمایا۔

پیغمبر کسی دوزخی کو جنتی نہیں بنا سکتے

خداوند تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے بھی پہلے اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ فلاں شخص دوزخی ہے اور فلاں شخص جنتی ہے۔ غرض تمام دوزخیوں اور جنتیوں کی تعداد ضبط کر دی ہے۔ اس تعداد میں کمی بیشی ممکن نہیں ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے تشریف لانے کے بعد اس

تعداد میں بالکل فرق نہیں آتا۔ جو دوزخی لکھے ہوئے تھے۔ وہ ان کے آنے پر بھی دوزخی ہی رہتے ہیں۔ ایک بھی ان میں سے جنتی نہیں ہوسکتا اور جو جنتی لکھے ہوئے ہیں۔ وہ ان کے آنے پر بھی جنتی ہی رہتے ہیں۔ غرض انبیاء علیہم السلام کے آنے کے بعد جنتیوں اور دوزخیوں کی شمار میں ایک آدمی کا فرق بھی نہیں پڑتا۔

ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ ایک دن رسول ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاس تشریف لائے اور آپؐ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کتابیں کیسی ہیں تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ ہم کو معلوم نہیں ہے۔ آپؐ بتادیں تو البتہ معلوم ہوجائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو کتاب میری دائیں ہاتھ میں ہے۔ یہ رب العٰلمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام اہل جنت کے نام اور ان کے باپوں کے اور ان کے قبیلوں کے نام لکھ کر سب کو جوڑ لگادیا گیا ہے۔ ان میں کمی بیشی ممکن نہیں ہے اور جو کتاب میرے بائیں ہاتھ میں ہے یہ رب العٰلمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام اہل نار کے نام اور ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام لکھ کر سب کو جوڑ لگادیا گیا ہے۔ ان میں کمی بیشی ممکن نہیں ہے اور قرآن شریف میں بھی اس قسم کی آیتیں بہت سی ہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جنتیوں اور دوزخیوں کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہے۔ اس میں تغیر وتبدل ممکن نہیں ہے۔

نمونہ کے طور پر ملاحظہ ہو: ’’ان الذین کفروا سواء علیھم انذرتھم ام لم تنذرھم لایؤمنون (سورہ بقرہ) ‘‘ ﴿بیشک جو لوگ کافر ہوچکے ہیں برابر ہے ان کے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہ لائیں گے۔﴾ یعنی کافروں کے متعلق ازلی فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہ ازلی کافر ہی رہیں گے۔ آپ ان کو کتنا ہی ڈرائیں مگر وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

’’لقد حق القول علی اکثرھم فھم لایؤمنون (سورہ یٰسین) ‘‘ ﴿ان میں سے اکثر لوگوں پر (تقدیری) بات ثابت ہوچکی ہے۔ سو یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لاویں گے۔﴾ یعنی جن کے متعلق ازل میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہ لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ وہ ہرگز ایمان نہیں لاسکتے۔: ’’افمن حق علیہ کلمة العذاب افانت تنقذ من فی النار (سورہ زمر) ‘‘ ﴿بھلا جس شخص پر عذاب کی (ازلی تقدیری) بات محقق ہوچکی تو کیا آپ ایسے شخص کو جو کہ (علم الٰہی میں) دوزخ میں ہے (موجبات نار سے) چھڑا سکتے ہیں۔﴾ یعنی جو دوزخ میں جانے والے ہیں۔ وہ کوشش سے بھی ضلالت سے نہ نکلیں گے۔

غرض انبیاء علیہم السلام کسی دوزخی کو جنتی نہیں بنا سکتے۔ بلکہ جو لوگ ازلی فیصلہ میں دوزخی لکھے جا چکے ہیں۔ وہ انبیاء علیہم السلام کے آنے پر بھی دوزخی ہی رہیں گے۔ مثلاً اگر فرعون کے پاس بجائے ایک موسیٰ علیہ السلام کے ہزار نبی بھی بھیج دیا جاتا تو وہ کافر ہی رہتا اور ایسا ہی ابوجہل کے پاس اگر ہزار نبی بھی آتے تو وہ کافر ہی رہتا۔

اعتراض

جب انبیاء علیہم السلام کے آنے سے کوئی دوزخی بھی جنتی نہیں بن سکتا اور نہ کوئی جنتی دوزخی بن سکتا ہے بلکہ جو دوزخی تھے وہ ان کے آنے کے بعد بھی دوزخی ہی رہتے ہیں اور جو جنتی ہیں وہ جنتی ہی رہتے ہیں تو پھر ان کے آنے سے فائدہ ہی کیا ہوا۔ بلکہ ان کا آنا تو عبث رہا تو پھر اس سلسلہ کو خداوند تعالیٰ نے جاری ہی کیوں کیا تھا؟ عبث سلسلہ جاری کرنا ان کی شان کے خلاف ہے۔

الزامی جواب

ہر شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ جس مریض کی قسمت میں شفاء لکھی ہوتی ہے۔ حکیم یا ڈاکٹر کے علاج سے اس کو شفا ہوگی اور جس مریض کی قسمت میں شفاء نہیں لکھی ہوتی اس کو تمام دنیا کے حکیم وڈاکٹر بھی شفاء نہیں دے سکتے۔ غرض کوئی حکیم یا ڈاکٹر کسی ایسے مریض کو جس کی قسمت میں شفاء نہ ہو شفاء نہیں دے سکتا۔ تو پھر طبیبوں اور ڈاکٹروں کا سلسلہ بھی بے کار وعبث رہا حالانکہ پھر بھی تمام دنیا کے عقلاء ان سے علاج کراتے ہیں۔ تو جو جواب اس کا ہے۔ وہی جواب سلسلہ انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ جو روحانی ڈاکٹر وطبیب ہیں۔

تحقیقی جواب

عبث وہ فعل ہوتا ہے۔ جس میں کوئی بھی فائدہ نہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام اگرچہ کسی دوزخی کو جنتی نہیں بنا سکتے لیکن ان کے آنے میں دو فائدے ہیں۔ جس فعل میں ایک فائدہ بھی ہو وہ عبث نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ جس فعل میں دو بہت بڑے فائدے ہوں اس کو عبث کہا جائے۔

پہلا فائدہ یہ ہے کہ کافر دوزخ میں ڈالنے کے وقت خداوند تعالیٰ پر ظلم کا دھبہ نہیں لگا سکیں گے اور اگر بغیر بھیجے انبیاء علیہم السلام کے ان کو دوزخ میں ڈالا جاتا گو نفس الامر میں ظلم نہ ہوتا کیونکہ خداوند تعالیٰ کو بوجہ عالم الغیب ہونے کے پہلے ہی سے معلوم ہے کہ فلاں فلاں آدمی کافر ہی رہیں گے۔ اگرچہ ان کے پاس ہزاروں نبی بھی بھیجے جائیں تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ لیکن ان لوگوں کو یہ موقع مل جائے گا کہ خدا تعالیٰ پر ظلم کا دھبہ لگائیں اور یہ کہیں کہ ہم پر ظلم کیا جارہا ہے کہ

بغیر بھیجے کسی سمجھانے والے کے ہم کو دوزخ میں ڈالا جارہا ہے۔ ہماری کیا خطاء ہے۔ اگر ہم کو کسی نبی کے ذریعہ سمجھاتے اور ہم نہ مانتے تو بےشک ہم کو دوزخ میں ڈال دیتے۔ اسی فائدہ کے متعلق اس آیت میں اشارہ ہے:

’’رسلا مبشرین ومنذرین لئلّا یکون للناس علی اللہ حجة بعد الرسل وکان اللہ عزیزاحکیما (سورہ نساء)‘‘ ﴿ان سب کو خوشخبری دینے والے اور خوف سنانے والے پیغمبر بنا کر اس لئے بھیجا تا کہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ پورے زور والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں۔﴾ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں پہلے چند انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کے بعد آیت میں ان کے بھیجنے کا فائدہ وحکمت بتائی ہے کہ ان تمام حضرات کو اس لئے بھیجا ہے کہ ان کے آنے کے بعد لوگوں کو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ پر بظاہر بھی ظلم کا دھبہ لگانے کا موقع نہ ملے ورنہ قیامت کے روز یوں کہتے کہ ہماری کیا خطا ہے جو ہم کو دوزخ میں ڈالا جارہا ہے اور ’’وکان اللہ عزیزا حکیما‘‘ میں یہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ گو میرا بغیر بھیجے رسولوں کے سزا دینا بھی حقیقت میں ظلم نہ تھا کیونکہ میں مالک حقیقی ہونے میں منفرد ہوں۔ مگر چونکہ میں حکیم بھی ہوں لہٰذا میری حکمت کا تقاضا یہی تھا کہ رسولوں کو بھیج کر ظاہری عذر کی جڑ کو بھی کاٹ دوں۔

غرض انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے سے مقصد دوزخیوں کو جنتی بنانا نہیں ہے تا کہ اس مقصد کے حاصل نہ ہونے کی وجہ سے ان کے آنے کو عبث قرار دیا جائے۔ بلکہ ان کے آنے کا مقصد لوگوں کے عذر کی جڑ کو کاٹنا ہے۔

اگر لوگوں کی طرف سے اس عذر کا احتمال نہ ہوتا تو شاید رسولوں کے بھیجنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ جیسا کہ اس آیت میں ارشاد ہے: ’’ولولا ان تصیبهم مصیبة بما قدمت ایدیهم فیقولوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایتك ونكون من المؤمنین (سورہ قصص)‘‘ ﴿اور ہم رسول نہ بھی بھیجتے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان پر ان کے کرداروں کے سبب کوئی مصیبت نازل ہوتی تو یہ کہنے لگتے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہمارے پاس کوئی نبی کیوں نہ بھیجا تا کہ ہم آپ کے احکام کا اتباع کرتے اور ایمان لانے والوں میں ہوتے۔﴾ غرض انبیاء علیہم السلام کی بعثت سے ایک فائدہ یہ ہے کہ کفار کو قیامت کے روز خداوند تعالیٰ پر ظلم کا دھبہ لگانے کا موقعہ نہیں ملے گا۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے فیض صحبت سے مراتب کمال جلدی اور آسانی

سے طے ہوتے ہیں۔ جو کمال پچاس برس میں حاصل ہوتا وہ ان کی صحبت میں ایک برس بلکہ چند منٹوں میں حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اس فن کے پورے ماہر ہوتے ہیں اور تمام نشیب وفراز سے واقف لہٰذا بہت جلد راستہ طے کرا دیتے ہیں۔

غرض اس کے ذریعہ سے ہدایت تو انہی لوگوں کو ہوگی جن کی قسمت میں ہے۔ کسی بد بخت ازلی کو راہ راست پر نہیں لا سکتے۔ لیکن جن لوگوں کی قسمت میں ہدایت ہے۔ ان کو بہت جلد کمال تک پہنچا دیتے ہیں۔ اگر وہ لوگ ان کی صحبت میں نہ آتے تو بہت دیر میں کمال کو پہنچتے۔ جیسا کہ ڈاکٹر وطبیب کے علاج سے اچھا وہی ہوگا جس کی قسمت میں شفاء لکھی ہوئی ہے۔ لیکن ڈاکٹر و طبیب کا کمال صرف اتنا ہے کہ جو مرض ان کے علاج کے بغیر ایک مہینہ میں جاتا وہ ان کے علاج سے ایک ہفتہ میں جائے گا۔ کیا یہ کوئی معمولی فائدہ ہے۔

مثلاً ایک شخص مکان پر جانا چاہتا ہے اور اس کا مکان ایک ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔ پیدل جائے جب بھی وہ وہیں جائے گا اور ریل پر جائے جب بھی وہ وہیں جائے گا۔ لیکن اگر پیدل جائے تو کم از کم دو مہینے میں پہنچے گا۔ وہ بھی بڑی تکلیف اٹھا کر اور اگر ریل پر جائے تو دو دن میں پہنچے گا نہایت آسانی سے تو کیا ریل کا یہ کوئی معمولی کمال ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ بہت بڑا کمال ہے کہ دو مہینے کی مصیبت سے بچا کر نہایت آسانی کے ساتھ دو دن میں منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ کیا کوئی ریل کو عبث کہہ سکتا ہے؟ ایسا ہی انبیاء علیہم السلام کا کمال یہی ہے کہ وہ بہت بڑے لمبے راستے کو جلد اور آسانی کے ساتھ طے کرا کر منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس نے اسلام سے مشرف ہو کر صرف چند منٹ بھی صحبت رسول اللہ ﷺ حاصل کی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فہرست میں داخل ہو گیا ہے۔ کوئی شخص بعد میں آنے والوں میں سے اس ادنیٰ درجہ کے صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ خواہ وہ کتنا ہی عبادت گزار کیوں نہ ہو۔ یہی مطلب ہے مولانا روم صاحب کے اس شعر کا:

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یعنی جو کمال علیحدہ رہ کر برسوں میں حاصل ہوتا ہے۔ وہ ایک کامل مرشد کی صحبت میں منٹوں میں حاصل ہو جاتا ہے اور انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر کوئی کامل دنیا میں نہیں آ سکتا۔ لہٰذا ان کی صحبت وتعلیم سے سینکڑوں برسوں کا راستہ منٹوں میں طے ہو جاتا ہے۔ الحاصل انبیاء علیہم السلام کی بعثت سے دو فائدے ہوتے ہیں۔ ایک کفار کے عذر رفع کرنا تا کہ خداوند تعالیٰ پر ظلم کا دھبہ نہ لگا سکیں۔ دوسرا طالبان ہدایت کو بہت جلد کمال تک پہنچانا۔

تو اب ان دو فائدوں کے ہوتے ہوئے سلسلہ انبیاء علیہم السلام پر عبث ہونے کا الزام لگانا سراسر نادانی ہوگی۔

پیغمبروں کا جان سے زیادہ محبوب ہونا

انسان کے لئے خداوند کی رضا سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ عاشق کی نظر میں محبوب کی رضا سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہوا کرتی۔ حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی محبوب کی رضا کو زیادہ محبوب سمجھتا ہے۔ اس لئے اس کی رضا میں اپنی جان کو بھی قربان کر دیتا ہے۔ یہ بات تو مجازی محبوبوں کے عاشقوں میں بھی موجود ہے۔ تو بھلا عاشقان محبوب حقیقی کے نزدیک رضائے محبوب سے بڑھ کر کیا چیز ہوگی۔ ایک جان نہیں بلکہ ہزار جانوں کو بھی اس کی رضا پر قربان کر دیں۔ اس لئے حضورﷺ نے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قربان ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قربان ہو جاؤں۔

چونکہ اس رضا کے حصول کے ذریعہ فقط انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں لہٰذا وہ بھی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہونے چاہئیں۔ حتیٰ کہ جان سے بھی اس لئے کہ جو مقصد دیگر مقاصد سے زیادہ محبوب ہو اس کا ذریعہ بھی باقی مقاصد سے زیادہ محبوب ہے۔ تو اس کا ذریعہ بھی جان سے زیادہ محبوب ہونا چاہئے۔ مجنون سے پوچھئے کہ جو شخص لیلیٰ کے وصل کا ذریعہ ہو وہ اس کے نزدیک کس قدر محبوب ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام چونکہ محبوب حقیقی کے وصل کا واحد ذریعہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ جان سے بھی زیادہ محبوب ہونے چاہئیں۔

جس قدر مصائب انسان پر مرنے کے بعد آنے والے ہیں۔ وہ دنیاوی مصائب سے بدرجہا زیادہ اور سخت ہیں۔ ان سے بچنے کے ذریعہ بھی انبیاء علیہم السلام کے سوا دوسرا نہیں ہے۔ کوئی حکیم یا ڈاکٹر نہیں بتا سکتا کہ قبر کا اندھیرا دور کرنے کا کیا علاج ہوگا یا اس کی تنگی کیونکر رفع ہوگی یا وحشت سے بچنے کا کیا ذریعہ ہوگا۔ یا میدان حشر میں آفتاب کی گرمی کیونکر جائے گی یا پل صراط سے گزرنے کے لئے سواری کیونکر میسر ہوگی۔ مگر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم میں یہ کمال ہے کہ ہزارہا سال پہلے ان تمام مصائب سے بچنے کا علاج بتا دیتے ہیں اور پھر ان کے علاج میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ نہایت ہی آسان و سستا ہوتا ہے تو اس اعتبار سے بھی انبیاء علیہم السلام تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہونے چاہئیں۔ الحاصل جلب منافع و دفع مضار دونوں کے اعتبار سے انبیاء علیہم السلام کا وجود اقدس تمام اشیاء سے زیادہ محبوب ہونا چاہئے۔

اس کے متعلق ارشاد ہے اس آیت میں ’’النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم (سورہ احزاب)‘‘ ﴿نبی کریم ﷺ ایمان والوں کے ساتھ خود ان کے نفس (اور ذات) سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں﴾ کیونکہ اگر نفس برا ہے تب تو ظاہر ہے کہ وہ بدخواہ ہے اور حضور ﷺ خیر خواہ ہیں اور اگر نفس اچھا ہے۔ تب بھی بعض مصالح اور منافع اس سے مخفی رہتے ہیں۔ ان مصالح کا مشورہ نفس نہیں دے سکتا۔ خصوصاً مصالح دینیہ واخرویہ میں اور حضور ﷺ کو خداوند تعالیٰ نے جمیع مصالح ضروریہ کا علم عطاء فرمایا ہے اور آپ کا اپنی جان سے بھی زیادہ حق ہے اور آپؐ جان سے زیادہ محبوب ہونے چاہئیں۔ اسی لئے فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے کہ کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو میری محبت اپنے باپ اور ماں اور اولاد اور اپنی جان اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔

پیغمبروں کی تصدیق کا جزو ایمان ہونا

جب یہ بات واضح ہو چکی کہ خداوند تعالیٰ کی رضا جوئی انسان کا اہم ترین فریضہ ہے۔ تو حسب قاعدہ (مقدمہ واجب کا واجب ہوتا ہے) جن چیزوں پر خداوند تعالیٰ کی رضا کا حصول موقوف ہوگا۔ ان سب کی تصدیق جزو ایمان ہوگا اور وہ تین چیزیں ہیں۔ انبیاء علیہم السلام، ملائکہ، آسمانی کتابیں۔ کیونکہ آسمانی کتابیں تو رضا جوئی کا مفصل قانون ہوتی ہیں۔ جو مقصود بالذات ہے لہٰذا ان پر ایمان لانا فرض ہوگا اور کتابوں کا حصول موقوف ہوتا ہے انبیاء علیہم السلام پر لہٰذا ان پر بھی ایمان لانا ضروری ہوگا اور انبیاء علیہم السلام کے پاس کتابوں کا آنا موقوف ہے۔ سلسلہ ملائکہ پر لہٰذا ان پر بھی ایمان لانا لازمی ہوگا۔ الغرض ملائکہ، انبیاء علیہم السلام، آسمانی کتابیں یہ تینوں چیزیں موقوف علیہ ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی رضا جوئی کا لہٰذا ان تینوں کی تصدیق جزو ایمان ہوگا اور رضا حاصل کرنے نہ کرنے کی جزا وسزا کے لئے چونکہ قیامت کا دن مقرر ہے۔ لہٰذا اس کی تصدیق بھی جزو ایمان ہوگا اور قیامت کے دن جزا وسزا کا دینا موقوف مرنے کے بعد دوبارہ جلانے پر لہٰذا مرنے کے بعد دوبارہ جلانے پر ایمان لانا بھی جزو ایمان ہوگا۔

الحاصل ملائکہ، انبیاء علیہم السلام، آسمانی کتابیں مرنے کے بعد دوبارہ جلانا، قیامت کا دن ان سب پر ایمان لانا فرض ہوگا کوئی شخص جبتک ان سب پر ایمان نہ لائے ہرگز ہرگز مومن نہیں ہوگا اور نہ رضائے مولیٰ حاصل کر سکے گا۔ جو اہم ترین فریضہ انسان ہے بلکہ ’’خسر الدنیا والاخرۃ‘‘ کا مصداق ہوگا۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ضرورت رسالت

(حصہ دوم)

حضرت مولانا سلطان محمود دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی افضل الرسل

والنبیین وعلی اٰلہ واصحابہ اجمعین ۰ امابعد!

ابتداء سے لے کر اب تک تو بحث تھی مطلق نبوت کے متعلق جو تمام انبیاء علیہم السلام میں مشترک ہے۔ لیکن اب خاص رسول ﷺ کی نبوت کے متعلق گفتگو شروع ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت کے متعلق چند بحثیں ایسی ہیں۔ جن کا ذکر کرنا اوران کو دلائل سے واضح کرنا ضروری ہے۔ مخالفین اسلام کو ان بحثوں کے متعلق طرح طرح کے شکوک وشبہات پیش آتے ہیں لہٰذا ان بحثوں پر اس قدر روشنی ڈالنی ضروری ہے کہ سمجھدار وانصاف پرست کا اطمینان ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا تمام پیغمبروں سے افضل ہونا

اہل اسلام کے نزدیک تمام انبیاء علیہم السلام کی محبت اور ان کی نبوت کا اعتقاد جزو ایمان ہے۔ کسی ایک نبی کے منکر کو بھی کافر سمجھتے ہیں۔ لیکن خاص کر رسول اللہ ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل واعلیٰ اور سب کا سردار سمجھتے ہیں اور یہ ان کا مجرد دعویٰ ہی نہیں بلکہ ان کے پاس اس کے دلائل عقلیہ ونقلیہ دونوں طرح کے موجود ہیں۔ لیکن قبل اس کے کہ میں دلائل کا ذکر کروں، مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے یہ بتادوں کہ افضلیت کے معنی کیا ہیں؟ کیونکہ بہت سے لوگوں کو اس میں بھی خلط واقع ہوا ہے جس کی وجہ سے غلط نتائج پر پہنچے ہیں۔

افضلیت کے معنی کی تشریح

اہل اسلام کے کے نزدیک جو معنی حضور ﷺ کے افضل الانبیاء ہونے کے ہیں۔ ان کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اکثر لوگوں نے آپ کی افضلیت کا انکار کر دیا ہے اور اپنی طرف سے غلط معیار قائم کر کے دیگر انبیاء علیہم السلام کے افضل ہونے کا دعویٰ کیا ہے کسی نے تو یہ سمجھا کہ جس نبی کے معجزے بڑے ہیں۔ وہ نبی بھی بڑا ہے۔ اس بناء پر نصاریٰ نے یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ سے افضل ہیں۔ کیونکہ ان کے معجزے (یعنی مردوں کو زندہ کرنا اور مادرزاد اندھوں کو اچھا کرنا وغیرہ) حضور ﷺ کے معجزے سے بڑے ہیں۔ یہود نے یہ کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات بڑے ہیں۔ لہٰذا وہ افضل ہیں۔ کسی نے کہا کہ آدم علیہ السلام کو ملائکہ سے سجدہ کرایا گیا ہے۔ حضور ﷺ کو نہیں کرایا لہٰذا آدم علیہ السلام حضور ﷺ سے افضل ہیں۔ غرض

اس طرح لوگوں نے مختلف معیار اپنی طرف سے قائم کئے۔ مگر یہ تمام باتیں افضلیت کا صحیح معیار نہ سمجھنے کی وجہ سے تھیں۔

معجزات کی جو تحقیق اوپر گزر چکی ہے۔اس کے سمجھ لینے کے بعد ہر شخص نہایت آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ معجزات کو افضلیت کا معیار ٹھہرانا صحیح نہیں ہے۔لیکن اگر کوئی معاند اپنے عناد سے باز نہ آئے اور معجزات ہی کو معیار افضلیت قرار دینے پر اصرار کرے تو عنقریب اللہ نے چاہا تو یہ مرحلہ بھی طے کر دیا جائے گا کہ کس نبی کے معجزات بڑے ہیں اور انشاء اللہ آفتاب کی طرح روشن کر دیا جائے گا کہ کسی نبی کے معجزات حضورﷺ کے معجزات سے بڑے نہیں تھے۔لیکن پہلے میں اس بات کو صاف کرنا چاہتا ہوں کہ اہل اسلام کے نزدیک حضورﷺ کی افضلیت کے معنی کیا ہیں اور ان کے پاس اس دعویٰ کے دلائل عقلیہ یا نقلیہ کیا ہیں۔

اہل اسلام کے نزدیک نہ تو افضلیت کے یہ معنی ہیں کہ حضورﷺ خوشخط زیادہ تھے اور نہ یہ معنی ہیں کہ آپﷺ نے ساری عمر میں شادی نہیں کی اور نہ یہ معنی ہیں کہ آپﷺ کو ملائکہ سے سجدہ کرایا گیا اور نہ یہ معنی ہیں کہ آپ کو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ افضلیت کے یہ معنی ہیں کہ منصب نبوت میں آپ تمام انبیاء علیہم السلام سے اعلیٰ وافضل تھے اور خداوند تعالیٰ کے دربار میں تمام حضرات انبیاء علیہم السلام سے زیادہ مقرب تھے۔یعنی آپﷺ کو نبوت کا اتنا بڑا منصب عطا کیا گیا کہ جس سے اوپر نبوت کا کوئی درجہ ہی باقی نہ رہا اور تمام انبیاء علیہم السلام منصب نبوت میں آپﷺ کے ماتحت اور آپﷺ سے کم درجہ کے تھے اور خداوند تعالیٰ کے دربار میں آپﷺ کو قرب کا وہ درجہ عطاء کیا گیا کہ اس سے اوپر قرب کا کوئی درجہ باقی نہیں رہا اور تمام انبیاء علیہم اسلام قرب خداوندی میں آپﷺ سے کم درجہ کے تھے۔

مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ جس طرح وزارت کے درجات میں وزیراعظم کا درجہ سب سے بڑا ہوتا ہے۔ وزارت کا کوئی درجہ اس سے اوپر نہیں ہوتا۔تمام وزراء منصب وزارت میں اس کے ماتحت اور اس سے کم درجہ کے ہوتے ہیں۔ یا جس طرح حکومت کے درجات بادشاہ پر ختم ہو جاتے ہیں۔حکومت کا کوئی درجہ اس سے اوپر نہیں ہوتا۔تمام حکام منصب حکومت میں اس کے ماتحت اور اس سے کم درجہ کے ہوتے ہیں۔ یا جس طرح درجات روشنی میں آفتاب سب سے بڑا ہے۔روشنی کا کوئی درجہ اس سے اوپر نہیں ہے۔تمام ستارے روشنی میں اس وجہ سے کم درجہ کے ہیں۔اسی طرح رسول اللہﷺ کو منصب نبوت وقرب خداوندی میں وہ درجہ عطاء ہوا ہے کہ اس سے اوپر کوئی درجہ نبوت وقرب کا باقی نہیں رہا اور تمام انبیاء علیہم السلام درجہ نبوت وقرب میں

آپ ﷺ سے کم درجہ کے تھے۔

یہ ہیں معنی حضور ﷺ کے افضل الانبیاء ہونے کے اہل اسلام کے نزدیک۔اس کے بعد چند باتیں قابل غور ہیں:

الف...... منصب نبوت کے ملنے کا دارومدار چونکہ قرب خداوندی پر ہے۔سوا مقربین کے یہ منصب دوسرے کومل ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ ابتداء ہی میں اس کی تشریح کر دی گئی ہے تو جس درجہ کا قرب ہوگا۔اسی درجہ کا منصب ملے گا۔تواب کسی نبی کومنصب نبوت سب سے بڑا ملنااس بات کی صریح دلیل ہوگی کہ یہ نبی سب سے زیادہ مقرب تھالہٰذااگر ہم حضور ﷺ کا منصب نبوت میں سب سے بڑا ہونا ثابت کردیں گےتو آپ ﷺ کا دربار خداوندی میں سب سے مقرب ہونا ثابت ہو جائے گا۔کسی دوسری دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

ب...... حضور ﷺ کا منصب نبوت میں اعلیٰ وافضل ہونا دووجہ سے ہے۔ایک وجہ یہ ہے کہ آپؐ کی شریعت خاص وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔بلکہ قیامت تک بدستور باقی رہے گی اور باقی انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں خاص خاص وقتوں کے ساتھ مخصوص تھیں حتیٰ کہ حضور ﷺ کے آنے پرسب منسوخ کردی گئیں۔دوسری وجہ یہ ہے کہ آپؐ کی شریعت ودعوت کسی خاص قوم یا ملک کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔بلکہ تمام دنیا کے جن وانسان کے لئے ہےاور باقی حضرات کی دعوت وشریعت خاص خاص قوموں کے لئے تھی۔

ج...... مذکورہ بالا دونوں وجوہات کو دوفصلوں میں بیان کیا جائے گا۔پہلے آپؐ کی دعوت و شریعت کا تمام دنیا کے لئے عام ہونا ثابت کیا جائے گا۔بعد میں آپؐ کی شریعت کا قیامت تک باقی رہنا ثابت کیا جائے گا۔

حضرت رسول ﷺ کی دعوت کا عام ہونا

حضور ﷺ کی شریعت ودعوت عام ہونے کے دلائل دوطرح کے ہیں۔عقلیہ ونقلیہ۔ پہلے دلائل نقلیہ کا ذکر کرتا ہوں۔اس کے بعد دلائل عقلیہ پیش کروں گا۔

دلائل نقلیہ

ا...... ’’وما ارسلنك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا ولكن اكثر الناس لايعلمون (سورہ سبا) ‘‘ ﴿ہم نے تو آپ کوتمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے خوشخبری سنانے والا اورڈرانے والا لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔﴾ لفظ ناس اطلاق عرفی میں جن کو بھی شامل ہے۔

۲...... ''تبرک الذی نزّل الفرقان علی عبده لیکون للعلمین نذیرا (سوره فرقان) '' ﴿بڑی عالیشان ذات ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب (یعنی قرآن شریف) اپنے بندہ خاص (محمد ﷺ) پر نازل فرمائی تاکہ وہ تمام جہاں والوں (یعنی انسان و جن سب) کے لئے ڈرانے والا ہو۔﴾

۳...... ''ان ھوالّا ذکر للعلمین (سوره تکویر) '' ﴿بس یہ (یعنی قرآن شریف) دنیا جہان والوں کے لئے ایک بڑا نصیحت نامہ ہے۔﴾

۴...... ''قل یاایھا الناس انی رسول اللّٰه الیکم جمیعا الذی له ملك السمٰوات والارض (سوره اعراف) '' ﴿آپ کہہ دیجئے کہ اے (دنیا جہان کے) لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں جس کی بادشاہی ہے تمام آسمانوں اورزمین میں۔﴾ لفظ ناس اطلاق عرفی میں جن کو بھی شامل ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

۵...... ''ھوالذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھره علی الدین کله ولوکره المشرکون (سوری صف) '' ﴿وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت (یعنی قرآن شریف) اور سچا دین (اسلام) دے کر بھیجا ہے تاکہ اس (دین) کو تمام دینوں پر غالب کردے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔﴾

ان مذکورہ بالا آیات میں آپ ﷺ کی دعوت وشریعت عام ہونے کی تصریح ہے۔ آیات تو اور بھی ہیں۔ لیکن اختصاراً ان کو ذکر نہیں کیا گیا۔

۶...... ''قال النبی ﷺ وکان النبی یبعث الی قومه خاصةً وبعثت الی الناس کافة '' (بخاری باب قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجداوطھورا) ﴿حضور ﷺ نے فرمایا کہ (میرے سے پہلے) نبی کو خاص اسی کی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں سب دنیا کے لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔﴾ احادیث تو اس مضمون کی اور بھی بہت ہیں۔ لیکن مذکورہ بالا آیات صریحہ کے ہوتے ہوئے زیادہ احادیث کے ذکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

دلائل عقلیہ

۱...... حضور ﷺ کا سچا نبی ہونا دلائل ومعجزات سے ثابت ہے۔ خصوصاً ''قرآن شریف'' ایک ایسا معجزہ ہے آپ ؐ کی صداقت کا جس کا جواب نہ اب تک ہوا ہے اور نہ قیامت تک ہوگا۔ جس کی تشریح کسی قدر معجزات کے بیان میں گزر چکی ہے اور مزید تشریح آگے آئے گی اور حضرات اہل کتاب بھی آپ ﷺ کو نبی تسلیم کر چکے ہیں۔ کیونکہ وہ فقط آپ ﷺ کو عرب کے لئے

نبی مانتے تھے۔ گو عموم دعوت کے منکر تھے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نبی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ کیونکہ جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور انبیاء علیہم السلام معصوم گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ جس کی تشریح ابتداء میں گزر چکی ہے۔ پس جب آپ ﷺ کا نبی ہونا ثابت ہے تو جو کچھ آپ ﷺ زبان مبارک سے فرمائیں گے وہ سب سچ ہوگا اور آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میری شریعت و دعوت عام ہے تمام دنیا جہاں والوں کے لئے، جس کی تشریح آیات و احادیث میں اوپر گزر چکی ہے۔ پس ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ تمام دنیا کے لئے نبی ہیں۔

دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت چونکہ عام نہیں تھی لہٰذا ان میں سے کسی نے یہ دعویٰ ہی نہیں کیا کہ میں ساری دنیا کے لئے نبی ہوں۔

الحاصل اگر کسی کو حضور ﷺ کی نبوت میں شک ہو تو ہم سے رفع کر لے مگر اس کے ثبوت کے بعد آپ ﷺ کی نبوت کے عام ہونے کی دلیل کی حاجت نہیں ہوگی۔ بلکہ آپ ﷺ کا فرمادینا ہی کافی ہوگا۔

۲...... اثبات دعویٰ کے لئے جس قدر دلائل پیش کئے جاسکتے ہیں۔ ان سب سے زیادہ واضح مشاہدہ ہے۔ مشاہدہ سے بڑھ کر کوئی دلیل واضح نہیں ہوتی اور مذہب اسلام کے عالمگیر ہونے کا ہر شخص مشاہدہ کرسکتا ہے۔ کون سا ایسا ملک ہے جس میں اسلام کے شیدائی نہ ملتے ہوں؟

جو لوگ اپنے مذہب کو قدیم بتاتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا مذہب اسلام سے لاکھوں برس پہلے سے چلا آرہا ہے۔ وہ نظر انصاف سے دیکھیں کہ ان کے مذہب نے باوجود قدیم ہونے کے کس قدر وسعت حاصل کی ہے اور اسلام جس کو دنیا میں آئے ہوئے ابھی چودہ سو سال بھی پورے نہیں ہوئے۔ اس کی وسعت کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اگر پہاڑوں کی غاروں میں جاکر دیکھیں تو وہاں بھی اسلام کی صدا کان میں آئے گی اور اگر جنگلوں کو جاکر ٹٹولیں تو جھاڑیاں، بوٹیاں بھی اسلام کا پتہ دیں گی۔ غرض کوئی کونہ زمین کا ایسا نہیں ملے گا جس میں اسلام کی آواز نہ آئے۔

الحاصل حضور ﷺ کی شریعت کا عام ہونا اس وقت آفتاب کی طرح روشن ہے۔ ہر شخص مشاہدہ کرسکتا ہے کہ کوئی مذہب دنیا بھر میں اس قدر وسعت نہیں حاصل کرسکا اور نہ کرسکے گا۔ اگر اسلام میں عام ہونے کی صلاحیت نہ ہوتی تو اس قدر جلدی وسعت ہرگز حاصل نہ کرسکتا۔ جیسا کہ دیگر مذاہب نہیں کرسکے۔ کیونکہ ان میں عام ہونے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ تیسری دلیل سے واضح ہو جائے گا۔

۳...... حضورﷺ کی شریعت کے قوانین کی وضع میں غور کرنے سے یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ یہ شریعت عالمگیر شریعت ہے۔ کیونکہ ہر ہر قانون میں تمام دنیا کی قوموں کی مصلحت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اگر کسی دوسرے مذہب والے یہ دعویٰ کریں کہ ہمارا مذہب تمام دنیا کے لئے ہے تو اولاً یہ دعویٰ مشاہدہ کے خلاف ہے اور ثانیاً جب اس مذہب کے قوانین پر نظر ڈالی جائے تو یہ دعویٰ غلط ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس مذہب کے قوانین میں یہ صلاحیت ہی نہیں ہوگی کہ تمام قوموں کی مصلحت کو پورا کرسکیں۔

قوانین میں غور کرنے کے بعد کوئی مذہب سوا اسلام کے ایسا نظر نہیں آئے گا کہ جس کے قوانین میں تمام دنیا کی قوموں کی مصلحت کا لحاظ رکھا گیا ہو لہٰذا تمام دنیا کو دعوت دینے کا حق مذہب اسلام ہی کو حاصل ہے۔

گو اس رسالہ کا موضوع قوانین کی تشریح نہیں ہے۔ بلکہ صرف مسئلہ رسالت کو واضح کرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ لیکن نمونہ کے طور پر چند قوانین کو پیش کرتا ہوں۔

(۱) الرسالۃ ...... اول تو اسی مسئلہ میں غور فرمایئے جو موضوع ہے اس رسالہ کا (یعنی مسئلہ رسالت) کہ اس میں کس خوبی کے ساتھ مصلحت عامہ کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ عاقل آدمی ان تمام باتوں پر غور کرنے کے بعد جو مسئلہ رسالت کے متعلق اس رسالہ میں ذکر کی گئی ہیں۔ نہایت آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ اصلاح عامہ کے لئے اس سے بہتر اور کوئی صورت رسالت کی نہیں ہوسکتی۔

چونکہ اس مسئلہ کے تمام پہلو اس رسالہ میں مفصل موجود ہیں لہٰذا اس کے متعلق زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) انضباط اوقات ...... ہر شخص جانتا ہے کہ لین دین وعبادت واحکام میں انضباط اوقات کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثل حج وزکوٰۃ وروزہ رمضان وعیدین وعدت وطلاق وغیرہ وغیرہ اور انضباط اوقات کی دو صورتیں ہیں۔ شمسی حساب وقمری حساب۔ لیکن شمسی حساب ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ بلکہ اس کے سمجھنے کے لئے ایک اچھے حساب دان کی ضرورت ہے اور انضباط اوقات کی ضرورت فقط حساب دانوں ہی کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ ہر کس وناکس کو پیش آتی ہے اور قمری حساب بالکل آسان ہے۔ خواندہ وناخواندہ اس کو برابر سمجھ سکتا ہے لہٰذا مذہب اسلام نے ہر قسم کے لوگوں کا لحاظ کرتے ہوئے قمری حساب کو اختیار کیا ہے اور احکام کا دارومدار اسی پر رکھا ہے تاکہ کسی

شخص کو دقت نہ پیش آئے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ تمام بیبیوں سے علیحدہ رہیں گے۔ ایک بالا خانہ میں تشریف لے گئے۔ انتیس دن گزرنے کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے تو مہینہ بھر کی قسم کھائی تھی (ابھی تو انتیس دن ہوئے ہیں) تو حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ اے عائشہؓ! ہم تو ایک بے لکھی پڑھی جماعت ہیں۔ آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو پھیلا کر تین دفعہ اشارہ کیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور دوبارہ پھر دونوں ہاتھوں سے تین دفعہ اشارہ کیا۔ مگر تیسری دفعہ ایک انگلی نیچے کر لی اور فرمایا کہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور آپ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ ہمارا حساب تو قمری مہینوں سے ہوتا ہے اور قمری مہینہ کبھی تیس کا ہوتا ہے اور کبھی انتیس کا۔

الحاصل انصاف سے دیکھنے والا تو قطعاً سمجھ سکتا ہے کہ مصلحت عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے قمری حساب سے بہتر دوسری کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ حساب کی ضرورت تو اس قدر عام ہے کہ عورتوں کو عدت گزارنے میں بھی ضرورت پڑتی ہے۔ تو اگر ان کو شمسی مہینوں کا حساب لگانا پڑے تو کس قدر دقت میں واقع ہوں گی۔ حساب دانوں کی تلاش میں ماری ماری پھریں گی۔ لیکن قمری حساب سے گھر بیٹھے بٹھائے نہایت آسانی کے ساتھ عدت گزار لیں گی۔ اول تو خود ہی چاند دیکھ لیا کریں گی ورنہ بچہ بچہ بتادے گا کہ آج چاند ہو گیا۔

غرض جس مذہب نے قمری حساب اختیار نہیں کیا۔ اس کو انصاف کی رو سے دعوت عامہ کا حق ہرگز نہیں ہوسکتا اور اس مصلحت عامہ کے خالق نے چاند میں گھٹنا اور بڑھنا ایسے واضح طریقہ پر رکھا ہے کہ ہر شخص اس کو آسانی کے ساتھ معلوم کر سکے۔ اگر سورج کی طرح چاند بھی ہمیشہ یکساں رہتا تو پھر قمری حساب میں بھی شمسی کی طرح دقت ہوتی۔ اسی حکمت کے متعلق ارشاد ہے اس آیت میں: ’’یسئلونک عن الاھلة قل ھی مواقیت للناس والحج (سورہ بقر)‘‘

﴿آپ سے چاندوں کے (ہر مہینہ بڑھنے کی) حالت (اور اس میں جو فائدہ ہے اس فائدہ) کی کی تحقیقات کرتے ہیں۔ آپ فرمادیجئے کہ (فائدہ اس کا یہ ہے کہ) وہ چاند (اپنے اس گھٹنے بڑھنے کے اعتبار سے) آلہ شناخت اوقات ہیں لوگوں کے لئے (یعنی ان کے معاملات وغیرہ کے لئے)

اور حج کے لئے۔ ﷺ ایسا ہی زکوٰۃ وروزہ وغیرہ کے لئے غرض اللہ تعالیٰ نے چاند میں یہ گھٹنا بڑھنا اس حکمت کے لئے رکھا ہے کہ لوگوں کو اس کے ذریعہ سے حساب میں آسانی ہو۔

(۳) البلوغ...... بعض لوگوں نے مرد وعورت کے بالغ ہونے کا دارومدار ایک خاص عمر پر رکھا ہے۔ جیسا کہ گورنمنٹ کے قانون میں مرد وعورت دونوں کے لئے دیوانی معاملات میں اٹھارہ سال مقرر کئے ہیں۔ اٹھارہ سال سے پہلے دونوں کو نابالغ قرار دیا جاتا ہے۔ خواہ ایک ہی دن کم ہو۔ لیکن شریعت اسلامیہ نے بلوغ کا دارومدار کسی خاص عمر پر نہیں رکھا۔ کیونکہ مذہب اسلام کسی خاص قوم کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ عالمگیر مذہب ہے۔ اس لئے تمام دنیا کی قوموں کو مدنظر رکھ کر قانون بنایا ہے اور تمام قوموں کو مدنظر رکھتے ہوئے حد بلوغ کا دارومدار کسی خاص عمر پر رکھنا غیر ممکن ہے۔ کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ تمام دنیا کے آدمی ایک عمر میں بالغ نہیں ہوتے۔ بلکہ بسبب اختلاف آب وہوا بعض ملکوں میں جلدی بالغ ہوتے ہیں اور بعض میں دیر سے اور ایسا ہی ایک ملک کے رہنے والے بلکہ ایک شہر کے رہنے والے مدت بلوغ میں مختلف ہوتے ہیں۔

کوئی پہلے بالغ ہوتا ہے۔ کوئی پیچھے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے تمام آدمیوں کو مختلف مزاج پیدا کیا ہے۔ اسی وجہ سے ایک شخص کی اولاد بھی بالغ ہونے میں عمر کی رو سے متفق نہیں ہوتی اور علاوہ اختلاف مزاج واختلاف آب وہوا کے بعض اوقات اور وجوہ سے بھی فرق پڑتا ہے۔ مثلاً امراء کی اولاد نسبتاً غرباء کی اولاد کے عموماً جلدی بالغ ہوتی ہے۔ کیونکہ بوجہ آسودہ حال ہونے کے کھانے پینے کے سامان ان کو حسب منشاء مل سکتے ہیں اور غرباء کو نہیں ملتے اور ایسا ہی بعض اوقات بوجہ عارضہ بیماری کے بھی بعض آدمی کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس وجہ سے دیر میں بالغ ہوتے ہیں۔

غرض مذکورہ بالا امور کو دیکھتے ہوئے غیر ممکن ہے کہ بلوغ کے لئے کوئی خاص عمر مقرر کی جائے اسی وجہ سے شریعت اسلامیہ نے بلوغ کا دارومدار عمر پر نہیں رکھا۔ بلکہ علامات پر رکھا ہے اور حکم دیا ہے کہ ان علامات میں سے کوئی ایک علامت جس مرد یا عورت میں پائی جائے وہ بالغ ہے۔ خواہ کسی عمر میں پائی جائے البتہ اگر کسی مرد یا عورت میں علامات کا ظہور نہ ہو تو اس کے لئے پندرہ سال مقرر کر دیئے ہیں۔ پندرہ سال کے بعد دونوں کو بالغ قرار دیا ہے اور یہ طریقہ نہایت ہی فطرت کے مطابق ہے اور تمام دنیا کے باشندوں کو جامع۔ کیونکہ اس میں کسی کی فطرت کو دبایا نہیں گیا۔ ایسا نہیں کیا گیا کہ کسی کی فطرت تو حد بلوغ تک پہنچ گئی ہو۔ لیکن قانوناً اس کو نابالغ قرار دیا جائے۔ بلکہ ہر شخص کی فطرت کے مطابق قانون بنایا گیا ہے۔ غرض انصاف پرست کے نزدیک

اس سے بہتر اور جامع کوئی دوسری صورت نہیں ہوسکتی۔

(۴)النکاح...... چونکہ مرد وعورت میں فطرۃً ایک دوسرے سے ملنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور دوسرا نسل انسانی کی بقاء بھی ضروری ہے۔ جو مرد وعورت کے ملنے ہی پر موقوف ہے لہٰذا اس کے ملاپ سے تو چارہ نہیں ہے۔ لیکن مرد چونکہ فطرۃً غیور واقع ہوا ہے۔ اس کی غیرت اس بات کو برداشت نہیں کرسکتی کہ وہ کسی عورت میں اپنے ساتھ کسی دوسرے کو شریک دیکھ لے لہٰذا اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک عورت کو ایک ہی مرد کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے۔ کسی دوسرے مرد کی شرکت اس میں نہ ہونے پائے۔ ورنہ نظام عالم میں فساد برپا ہوجائے گا اور قتل وقتال کا بازار ہر وقت گرم رہے گا۔

مذکور بالا امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر مذہب وملت میں مرد وعورت کے ملنے کا ایک خاص طریقہ مقرر کیا گیا ہے۔ جس میں اس بات کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے کہ ایک عورت کو ایک ہی مرد کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے تا کہ فساد کا بھی اندیشہ نہ رہے اور دونوں کو فطرتی خواہش پورا کرنے کا موقع بھی ملجائے اور نسل انسانی کی بقاء کا انتظام بھی ہوجائے اور ہر مذہب وملت میں اسی طریقہ کا ایک نام مقرر کیا گیا ہے اور مذہب اسلام میں اس کا نام نکاح رکھا گیا ہے۔ اتنا قدر تو تمام مذاہب میں مشترک ہے لیکن اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مذہب اسلام نے قانون نکاح میں جس قدر تمام دنیا کی قوموں کی مصلحت کو مدنظر رکھ کر قانون بنایا ہے۔ کسی دوسرے مذہب میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔

مذہب اسلام میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قانون بناتے وقت تمام پہلو سامنے رکھ کر قانون بنایا جاتا ہے۔ جہاں جہاں کسی خرابی کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس کی اصلاح بھی ساتھ ہی ساتھ کر دی جاتی ہے اور ہر ملک کے باشندوں کی حالت کا صحیح اندازہ لگا کر قانون بنایا جاتا ہے تا کہ کسی قوم یا کسی ملک کے باشندوں کو دقت پیش نہ آئے۔

قانون نکاح کے متعلق جس قدر بحث مذہب اسلام نے کی ہے۔ اس کے لئے تو ایک بہت بڑا دفتر بھی ناکافی ہے۔ لیکن بطور نمونہ چند باتیں پیش کرتا ہوں تا کہ سمجھدار آدمی اس نتیجہ پر پہنچ سکے کہ تمام قوموں کو اپنی طرف دعوت دینا واقعی اسلام ہی کا خاصہ ہے۔ یہ بات کسی دوسرے مذہب کی شان کے شایان نہیں ہے۔

۱...... نسل انسانی کی بقاء چونکہ ضروری ہے۔ اس لئے اس کا ذریعہ نکاح قرار دیا گیا ہے۔ جو

نہایت ہی فطرت انسانی کے موافق ہے۔لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اس بات کی بھی ضرورت تھی کہ جو چیزیں اس مقصد کی تکمیل میں مانع ہوتی ہیں۔ان کی روک تھام بھی کر دی جائے اور وہ دو چیزیں ہیں۔ایک لواطت یعنی لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرنا یا عورت سے یہی معاملہ کرنا۔دوسری زنا۔لواطت میں تو نطفہ کا ضائع ہونا بالکل واضح ہے اور زنا میں گو نطفہ جاتا تو اسی محل میں ہے جہاں بچہ پیدا ہوتا ہے۔لیکن ہر شخص کو معلوم ہے کہ زانی وزانیہ دونوں ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ بچہ پیدا نہ ہونے پائے۔اس قسم کی ادویہ استعمال کی جاتی ہیں کہ نطفہ ٹھہرنے ہی نہ پائے۔یا ٹھہر جانے کے بعد گر جائے۔یہی وجہ ہے کہ رنڈیوں کے ہاں اولاد بہت ہی کم پیدا ہوتی ہے اور اگر بالفرض شاذ ونادر ہو بھی جائے تو نہایت ہی ردی ہوتی ہے۔بوجہ ولدالزنا ہونے کے لوگوں کی نظروں میں حقیر وذلیل ہوتی ہے۔

اور علاوہ اس کے زنا کاری سے بے حیائی بھی پیدا ہوتی ہے۔حیا جاتی رہتی ہے۔جو ایمان کا ایک شعبہ ہے اور بے حیائی ایک ایسا وصف ہے کہ جس کا برا ہونا ہر مذہب وملت میں مسلم ہے۔الحاصل زنا ولواطت مقصد نکاح کی تکمیل میں نقصان دہ اور بے حیائی کی بنیاد ہے لہٰذا شریعت اسلامیہ نے ان دونوں کو قطعاً حرام قرار دیا ہے اور قرآن شریف میں ان دونوں کی مخالفت صاف طور پر موجود ہے۔خصوصاً زنا کے متعلق تو ایک مفصل قانون ہے اور قرآن شریف میں دو جگہ اولاد کے قتل کرنے کی ممانعت کے ساتھ متصل زنا کی ممانعت کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے بعد پھر قتل نفس کی حرمت بیان کی گئی ہے۔

غرض قتل ممنوع کی دو صورتوں کے درمیان زنا کی ممانعت کو ذکر کیا گیا ہے۔جس سے اشارۃً یہ بتانا ہے کہ زنا بھی قریب قریب قتل اولاد ہی کے برابر ہے۔کیونکہ قتل میں تو پیدا ہونے کے بعد اولاد کو ضائع کیا جاتا ہے اور زنا میں پیدا ہونے ہی نہیں پاتی۔جس کی تشریح اوپر گزر چکی ہے۔بہر صورت ضائع ہونا دونوں صورتوں میں مشترک ہے۔

الحاصل زنا ولواطت چونکہ مقصد نکاح کو نقصان دہ ہیں لہٰذا ان دونوں کو شرعاً حرام قرار دیا گیا ہے۔

۲...... وصف حیاء چونکہ ایک مرغوب خلق ہے۔جس کا مرغوب ہونا ہر مذہب وملت میں مسلم ہے۔بے حیائی کو کوئی بھی اچھا نہیں کہتا۔لیکن نکاح کی بعض صورتیں ایسی تھیں کہ ان میں حیا جاتی رہتی ہے۔بے حیائی پیدا ہوتی ہے۔مثلاً ماں بہن وغیرہ کے ساتھ نکاح کرنا لہٰذا شرعاً ان صورتوں

کوحرام قرار دیا گیا۔جن کی حرمت کی تفصیل آیت:’’حرمت علیکم الخ‘‘میں کی گئی ہے۔

۳…… نکاح کی بعض صورتیں ایسی بھی تھیں کہ جن سے صلہ رحمی کو نقصان پہنچتا تھا۔جو نہایت ہی قابل حفاظت چیز ہے۔مثلاً دو بہنوں کا یا خالہ بھانجی کا یا پھوپھی بھتیجی کا ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا کیونکہ بوجہ سوکن ہونے کے صلہ رحمی قائم نہیں رہے گی لہٰذا شریعت میں یہ صورتیں بھی حرام قرار دے دی گئیں۔جن کی حرمت کی تصریح آیت:’’وان تجمعوا بین الاختین‘‘میں کر دی گئی ہے۔

۴…… عورت و مرد کا معاملہ نکاح میں براہ راست گفتگو کرنا چونکہ عورت کے وارثوں کے لئے باعث عار تھا اور اس بات کا بھی اندیشہ تھا کہ عورت چونکہ فطرۃً ناقص العقل ہے۔اس وجہ سے اپنی مصلحت کو بھی پورے طور پر نہ سمجھ سکے لہٰذا ان دونوں باتوں کے تدارک کے لئے شریعت نے ولایت کو تجویز کیا ہے تاکہ یہ معاملہ عورت کے اولیاء کے ساتھ طے کیا جائے۔

۵…… خداوند تعالیٰ نے انسانوں کو چونکہ مختلف مزاج پیدا کیا ہے لہٰذا نکاح ہونے کے بعد بسا اوقات زوجین یعنی میاں بیوی کے درمیان موافقت نہیں پیدا ہوتی اور دونوں ایک دوسرے سے بیزار ہو جاتے ہیں۔مل کر زندگانی بسر نہیں کر سکتے۔

اگر نکاح کے بعد اس قسم کی صورتوں میں تفریق کی کوئی صورت تجویز نہ کی جائے تو دونوں کی زندگی برباد ہو جائے گی اور اس قسم کی صورتیں کثرت سے پیش آتی ہیں۔اس قسم کی صورتوں کو مدنظر رکھ کر شریعت اسلامیہ میں طلاق تجویز کی گئی ہے۔جس مذہب میں اس قسم کی صورتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے اور طلاق کو تجویز نہیں کیا گیا۔وہ مذہب انسانی اصلاح کا کیا دعویٰ کر سکتا ہے؟ یہ اسلام ہی کا کمال ہے کہ کوئی پہلو بھی اصلاح کا باقی نہیں چھوڑا۔

مخالفین اسلام مسئلہ طلاق پر مذاق اڑایا کرتے تھے۔لیکن تجربہ کے بعد مجبوراً ان کو طلاق کے متعلق قانون بنانا پڑا اور اپنے مذہب کو ناقص تسلیم کرنا پڑا۔بیوہ کے نکاح کو جو لوگ ناجائز سمجھتے تھے۔وہ آج اسلامی قانون کے آگے سر تسلیم خم کر رہے ہیں۔مگر قربان جائیے مذہب اسلام پر کہ اس نے کوئی پہلو اصلاح کا باقی ہی نہیں چھوڑا۔طلاق کا دینا چونکہ مرد کے اختیار میں ہے۔اس لئے ممکن ہے کہ وہ طلاق نہ دے۔مگر عورت اس کے ساتھ رہنا برداشت نہیں کر سکتی تو اس کے لئے شریعت میں خلع تجویز کیا گیا ہے کہ عورت کچھ مرد کو دے کر اپنی رہائی کی صورت کر لے اور اگر نکاح زمانہ نابالغی میں ہوا تھا۔تو اس صورت میں عورت کے لئے خیار بلوغ بھی رکھا گیا ہے۔بالغ

ہوتے ہی اگر چاہے تو نکاح فسخ کرالے۔ البتہ باپ دادا کا کیا نکاح مذہب احناف میں فسخ نہیں کراسکتی اور علاوہ احناف کے بعض حضرات کے نزدیک باپ دادا کا کیا ہوا نکاح بھی فسخ کراسکتی ہے۔

غرض نااتفاقی کی صورت میں مرد وعورت دونوں کے لئے موقعہ تجویز کیا گیا ہے۔ الحاصل قانون نکاح کے متعلق اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔ لیکن یہ مختصر رسالہ ان کے ذکر کی گنجائش نہیں رکھتا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مذہب اسلام کے قوانین کے وضع میں غور کرنے کے بعد آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا ہے کہ یہ مذہب واقعی عالمگیر مذہب ہے۔ مذہب اسلام کے سارے ہی قوانین ایسے ہیں کہ ان میں مصلحت عامہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ لیکن نمونہ کے طور پر چند مثالیں ذکر کی گئی ہیں۔ اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں ہے اور اسی طریقہ پر قوانین کی وضع قطعی دلیل ہے حضور ﷺ کی شریعت ودعوت عام ہونے کی۔

پس آپ ﷺ کی شریعت کا عام ہونا دلائل عقلیہ اور نقلیہ دونوں سے ثابت ہوا۔ باقی رہا افضلیت کی دوسری وجہ کا ثبوت یعنی حضور ﷺ کی شریعت کا قیامت تک باقی رہنا تو یہ موقوف ہے ختم نبوت کے مسئلہ پر۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو ثابت ہو جائے گا کہ آپ ﷺ کی شریعت قیامت تک باقی رہے گی۔ کیونکہ کوئی شریعت منسوخ نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس کے بجائے دوسری شریعت نہ بھیجی جائے اور شریعت نبی ہی کے ذریعہ بھیجی جاتی ہے۔ تو جب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو کوئی شریعت بھی نہیں آسکتی۔ پس آپ ﷺ کی شریعت باقی رہے گی۔ غرض چونکہ یہ وجہ افضلیت کی ختم نبوت کے مسئلہ پر موقوف ہے لہٰذا پہلے اس مسئلہ کو صاف کرنا ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا خاتم الانبیاء ہونا

اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا اور اس دعویٰ پر ان کے پاس دلائل عقلیہ اور نقلیہ دونوں طرح کے موجود ہیں۔ اول دلائل نقلیہ کو ذکر کرتا ہوں۔ اس کے بعد دلائل عقلیہ کو پیش کروں گا۔

دلائل نقلیہ

۱...... ’’ماکان محمد ابااحدمن رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

وکان اللہ بکل شئی علیما (احزاب:۴۰) ’’ ﴿محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے﴾ ختم کے لغوی معنے یہ ہیں کہ کسی چیز کو اس طرح بند کرنا کہ نہ اس کے اندر کی چیز باہر نکل سکے اور نہ باہر کی چیز اس کے اندر جاسکے۔ اسی سے اس کے دوسرے معنے کسی شے کو بند کر کے اس پر مہر کرنے کے ہیں۔ جو اس بات کی علامت ہے کہ اس کے اندر سے نہ کوئی چیز باہر نکلی ہے اور نہ کوئی باہر کی چیز اس کے اندر گئی ہے اور چونکہ یہ عمل مہر سب سے آخر میں کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کے معنے انتہاء اور ختم کرنے کے بھی آتے ہیں۔

قرآن مجید میں یہ تمام معنی مستعمل ہوئے ہیں: ’’الیوم نختم علی افواههم (یٰسین) ‘‘ آج ہم (قیامت کے دن) ان کے مونہوں پر مہر لگادیں گے کہ بول نہ سکیں۔ ﴾ اس آیت میں بند کر دینے کے معنی بالکل ظاہر ہیں۔: ’’ختم اللہ علی قلوبهم (بقر) ‘‘ ﴿ خداوند تعالیٰ نے ان (کافروں) کے دلوں پر مہر لگادی ہے۔ ﴾ یعنی نصیحت وہدایت دلوں کے اندر نہیں جاتی اور کفر جو لوگوں کے اندر ہے وہ باہر نہیں آتا۔ ’’وختم علی سمعه وقلبه (جاثیه) ‘‘ ﴿ خداوند تعالیٰ نے اس کے کان پر اور دل پر مہر لگادی ہے۔ ﴾ کان میں دعوت کی آواز اور دل میں آواز کا اثر نہیں جاتے۔: ’’یسقون من رحیق مختوم ختمه مسك (تطفیف) ‘‘ ﴿ ان (اہل جنت) کو پینے کے لئے وہ شراب خالص دی جائے گی جس پر مہر لگی ہوگی۔ اس کی مہر مشک ہوگی۔ وہ سربمہر ہوگی۔ ﴾ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ خالص شراب ہے۔ یہ کھلی نہیں ہے کہ اس کے اندر کی خوشبو باہر نکل گئی ہو اور نہ کسی نے باہر سے کوئی چیز اس کے اندر ملادی ہے۔ جس سے اس کی تیزی کم ہوگئی ہو اور اس شراب کی بوتل یا صراحی کا منہ غایت صفائی اور نزاکت کی غرض سے دنیا کی طرح مٹی یالاکھ یا موم کے بجائے مشک خالص سے بند ہوگا۔

الحاصل ان تمام استعمالات سے صاف طور پر ظاہر ہوگیا کہ اس لفظ کے عمومی اور مشترک معنی کسی چیز کو بند کرنے کے ہیں۔

لفظ خاتم کی دو قرأتیں ہیں۔ مشہور قرأت بالکسر ہے۔ جس کے معنے ختم کرنے والے اور بند کرنے والے کے ہوئے اور دوسری قرأت بالفتح کی ہے۔ جس کے معنی ہیں وہ شے جس کے ذریعہ سے کوئی شے بند کی جائے اور اس پر مہر لگائی جائے تاکہ وہ کھولی نہ جاسکے اور نہ اس کے اندر کوئی چیز باہر سے جاسکے۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

الحاصل دونوں حالتوں میں آیت کا حاصل معنی ایک ہی ہوگا کہ رسول اللہﷺ کا وجود اقدس پیغمبروں کے سلسلہ کو بند کرنے والا اوران پر مہر لگادینے والا ہے کہ پھر آئندہ کوئی نیا شخص پیغمبروں کی جماعت میں داخل نہ ہوسکے۔ پس اس آیت سے ثابت ہوگیا کہ رسول اللہﷺ کے بعدکوئی شخص مرزا قادیانی ہو یا کوئی دوسرا پیغمبروں کی جماعت میں ہرگز داخل نہیں ہوسکتا۔

۲…… ’’قال رسول اللہﷺ لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (ترمذی باب مناقب عمر،ترمذی ج۲ص۲۰۹)‘‘ {حضورﷺ نے فرمایا اگر میرے بعدکوئی نبی ہوسکتا تو البتہ وہ عمر ہوگا۔} حضورﷺ کا مقصداس فرمان سے یہ ہے کہ میرے بعد سلسلہ نبوت کوختم کردیا گیا ہے۔ اگر میرے بعد نبوت ختم نہ ہوتی تو عمرؓ ضرور نبی ہوتا۔

۳…… ’’قال رسول اللہﷺ وانہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی (ترمذی ج۲ص۴۵، باب ماجاء لا تقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون، ابوداؤد ج۲ ص۱۲۷)‘‘ {حضورﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ہر ایک دعویٰ نبوت کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعدکوئی نبی نہیں ہوگا۔}

۴…… ’’قال رسول اللہﷺ ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الاموضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ ویقولون ھلّا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النّبیین (بخاری باب خاتم النبیین ج۱ص۵۰۱، مسلم ج۲ص۲۴۸)‘‘ {حضورﷺ نے فرمایا کہ میری اور میرے سے پہلے نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسا ایک شخص نے گھر بنایا اوراس کو نہایت ہی اچھا اور خوبصورت بنا کر مکمل کردیا۔ لیکن ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ پس لوگ اس مکان کو پھر پھر کر دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔}

مطلب یہ ہے کہ آپﷺ نے نبوت کو مکان سے تشبیہ دے کر فرمایا کہ قصر نبوت میرے سے پہلے مکمل ہوچکا تھا صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ وہ میرے آنے سے پر ہوگئی۔ پس اب قصر نبوت میں کوئی رخنہ باقی نہیں رہا جس کو کوئی دوسرا نبی آکر پر کرے لہٰذا جو میرے بعد دعویٰ نبوت کرے گا وہ جھوٹا کذاب ہوگا۔

۵...... ’’قال رسول اللہ ﷺ کانت بنواسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلك نبی خلفه نبی وانه لانبی بعدی وسیکون خلفاء الحدیث (بخاری باب ماذکر عن بنی اسرائیل ج۱ ص۴۹۱، مسلم ج۲ ص۱۶۲) ‘‘ ﴿حضور ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست وانتظام امور انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی رحلت فرماجاتا تھا تو دوسرا نبی اس کے قائم مقام ہوجاتا تھا اور بتحقیق میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور البتہ خلفاء ہوں گے﴾ یعنی میرے بعد میری امت کے امور کا انتظام بذریعہ انبیاء علیہم السلام نہیں ہوگا مثل نبی اسرائیل کے بلکہ میری امت کا انتظام بذریعہ خلفاء ہوگا۔ کیونکہ میرے بعد سلسلہ نبوت ختم ہے۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۶...... ’’قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلارسول بعدی ولا نبی قال فشق ذلك علی الناس فقال لکن المبشرات فقالوایا رسول اللہ وماالمبشرات قال روء یا المسلم وھی جزء من اجزاء النبوة (ترمذی باب ذھبت النبوة وبقیت المبشرات ج۲ ص۵۳) ‘‘ ﴿حضور ﷺ نے فرمایا کہ رسالت ونبوت ختم ہوچکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔﴾

راوی کہتا ہے کہ آپ کا یہ فرمان سن کر لوگوں کو صدمہ ہوا۔ (کیونکہ نبوت جو رحمت خداوندی کا دروازہ تھا وہ بند ہوگیا) تو حضور ﷺ نے لوگوں کو (تسکین دینے کی غرض سے) فرمایا کہ (گو نبوت ختم ہوگئی ہے) لیکن مبشرات باقی ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور مبشرات کیا چیز ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلم کے خواب اور وہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہیں۔ غرض نبوت تو ختم ہوگئی ہے۔ اس کے اجزاء میں صرف ایک جز یعنی خواب رہ گئے ہیں۔

۷...... ’’قال النبی ﷺ لم یبق من النبوة الاالمبشرات قالواوما المبشرات قال الرؤیا الصالحة (بخاری باب مبشرات ج۲ ص۱۰۳۵) ‘‘ ﴿حضور ﷺ نے فرمایا کہ نبوت سے کوئی چیز باقی نہیں رہی مگر خوشخبریاں لوگوں نے عرض کیا کہ خوشخبریاں کیا چیز ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سچے خواب۔﴾

۸...... ’’ان رسول اللہ ﷺ خرج الی تبوك فاستخلف علیاً قال اتخلفنی فی الصبیان والنساء قال الاترضیٰ ان تکون منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا انه لیس نبی بعدی (بخاری باب غزوه تبوك ج۲ ص۶۳۳) ‘‘ ﴿حضور ﷺ غزوۂ

تبوک کی طرف تشریف لے جانے لگے تو حضرت علیؓ کو اہل بیت کی نگرانی کے لئے مدینہ منورہ میں چھوڑا تو (حضرت علیؓ نے آپؐ کے ہم رکاب نہ ہونے پر ملال ظاہر کیا تو) حضورﷺ نے (ان کو تسلی دینے کی غرض سے) فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میں اور مجھ میں وہ نسبت ہو جو ہارون اور موسیٰ علیہ السلام میں تھی لیکن یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

۹...... ’’حدثنا ابن نمیر قال حدثنا محمد بن بشرقال حدثنا اسمعیل قلت لابن ابی اوفی رایت ابراهیم بن النبی ﷺ قال مات صغیرا ولوقضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی عاش ابنه ولکن لا نبی بعده (بخاری باب من سمیٰ باسماء الانبیاء ج۲ ص۹۱۶)‘‘ ﴿اسمٰعیل (جو سند میں مذکور ہیں) فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیٰؓ سے دریافت کیا کہ آپ نے حضور کے صاحبزادے ابراہیم کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تو چھوٹے ہی رحلت فرما گئے تھے اور اگر یہ فیصلہ (ازل میں) ہو چکا ہوتا کہ محمدﷺ کے بعد کوئی نبی آئے گا تو آپ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔﴾ لہٰذا ان کو زندہ نہیں رکھا گیا ابن ابی اوفیٰؓ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ حضورﷺ کے صاحبزادے کو زندہ رکھ کر نبی نہ بنانا حضورﷺ کی شان کے خلاف ہے کہ اتنے بڑے نبی کی اولاد کو معمولی درجہ کی نبوت بھی نہ دی جائے۔

پس اگر نبوت کا سلسلہ باقی رہتا تو آپﷺ کے صاحبزادے کو بھی زندہ رکھا جاتا اور نبی بنا دیا جاتا۔ لیکن سلسلہ نبوت تو آپﷺ پر ختم ہو چکا ہے لہٰذا آپﷺ کے صاحبزادے کو زندہ ہی نہیں رکھا گیا تاکہ آپﷺ کی شان کے خلاف لازم نہ آئے۔

مذکورہ بالا آیت واحادیث میں صاف طور پر تصریح ہے کہ حضورﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپﷺ کی شریعت قیامت تک باقی رہے گی۔ کیونکہ کسی شریعت کا نسخ بغیر نبی کے نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ احادیث تو اور بھی ہیں مگر طوالت کے خوف سے ان کو ترک کر دیا ہے اور سمجھ دار کے لئے یہ بھی بہت ہیں۔ اس مقام پر چند باتیں قابل ذکر ہیں۔

۱...... ختم نبوت کے مسئلہ میں اہل اسلام کے مقابل دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ لوگ جو مسلمان ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کرتے۔ بلکہ اسلام کو سچا مذہب ہی نہیں تسلیم کرتے۔ یہود ونصاریٰ ہوں یا کوئی دوسرا فرقہ اور دوسرے وہ لوگ جو زبان سے مدعی اسلام ہیں۔ مگر ختم نبوت کے منکر

ہیں۔جیسا کہ قادیانی وغیرہ۔

۲...... اوّل قسم کے لوگوں کے مقابلہ میں تو عقلی دلائل ہی پیش کئے جاسکتے ہیں۔نقلی دلائل پر تو ان کا ایمان نہیں ہے۔البتہ ان کی کتابوں سے کوئی نقل اگر مفید مدعی ہو تو ان کے سامنے پیش کی جا سکتی ہے اور نقلی دلائل کا ذکر کرنا تو صرف دوسری قسم کے لوگوں کے لئے ہے۔کیونکہ وہ اپنی زبان سے قرآن وحدیث پر ایمان ظاہر کرتے ہیں۔

۳...... دوسری قسم کے لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ نبوت مستقلہ یعنی ایسی نبوت کہ جس میں نئی شریعت ہو تو رسول اللہﷺ پر ختم ہوچکی ہے۔آپﷺ کے بعد کوئی نبی صاحب شریعت جدیدہ نہیں آئے گا لیکن نبوت غیر مستقلہ یعنی جس میں شریعت جدیدہ نہ ہو۔وہ ختم نہیں ہوئی لہٰذا حضورﷺ کے بعد ایسے نبی آسکتے ہیں۔جو صاحب شریعت جدیدہ نہ ہوں اور مرزا قادیانی بھی اپنے آپ کو ایسا ہی نبی بتاتے تھے۔

۴...... ان لوگوں کے سامنے جب آیت:''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ''یا حدیث:''لا نبی بعدی ''وغیرہ ذکر کی جاتی ہے تو فوراً یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہاں تو نبوت مستقلہ کی نفی ہے۔مطلق نبوت کی نفی نہیں ہے۔لیکن ان کا یہ کہنا محض عناد پر مبنی ہے۔کیونکہ آیت اور احادیث میں کوئی قید مستقلہ یا غیر مستقلہ کی نہیں ہے۔اگرچہ میرا مقصد اس فریق کی تردید پر موقوف نہیں ہے۔کیونکہ میرا مقصد اس مقام پر صرف رسولﷺ کی شریعت کا قیامت تک باقی رہنا ثابت کرنا ہے اور اس کو یہ فریق بھی تسلیم کرتا ہے۔لیکن چونکہ ختم نبوت کا تذکرہ آگیا ہے اور اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضورﷺ کے بعد کوئی نبی غیر مستقل بھی نہیں آئے گا لہٰذا اس عقیدہ کے مخالفین کی غلط فہمی دور کرنے کی غرض سے مزید تشریح کرتا ہوں۔

نبوت ورسالت ونبی تینوں کلیں ہیں۔خواہ از جنس متواطی ہوں یا مشکک اور ان تینوں پر لانفی جنس واقع ہوا ہے جو مفید استغراق ہوتا ہے عندالنحاۃ۔پس رسالت کی نفی سے تمام افراد رسالت کی نفی ہوگی اور نبوت کی نفی سے تمام افراد نبوت کی نفی ہوگی اور نبی کی نفی سے تمام افراد نبی کی نفی ہوگی اور نبوت غیر مستقلہ بھی افراد نبوت سے ہے اور ایسا ہی نبی غیر مستقل بھی افراد نبی سے ہے لہٰذا ان احادیث اور آیت سے نبوت غیر مستقلہ ونبی غیر مستقلہ کی بھی نفی ثابت ہوگئی۔

اب جو شخص ان تینوں کلیوں کو بعض افراد کے ساتھ خاص کرتا ہے بلادلیل شرعی اس کا قول محض عناد پر مبنی ہے اور احادیث میں غور کرنے کے بعد صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ان میں

نبوت غیر مستقلہ کی نفی کی تصریح ہے۔ ایک ایک کے متعلق الگ الگ عرض کرتا ہوں۔ غور فرمائیے۔ حدیث نمبر۲ کے متعلق دو باتیں قابل غور ہیں۔

الف...... حضورﷺ نے یہ قول حضرت عمرؓ کی مدح میں فرمایا ہے اور مقام مدح کا تقاضا یہ تھا کہ اگر آپﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی ہوتی تو آپﷺ حضرت عمرؓ کے لئے اس کا اثبات فرماتے نہ کہ نفی کرتے۔ پس آپﷺ کے مطلقاً نفی فرمانے سے معلوم ہوا کہ آپﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

ب...... اگر حدیث میں مستقل کی قید لگائی جائے اور معنی یہ کئے جائیں کہ اگر میرے بعد کوئی مستقل نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا تو اس صورت میں حضرت عمرؓ کا نبی غیر مستقل ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ حضورﷺ نے حضرت عمرؓ کو منصب نبوت کے قابل و مستحق بتایا ہے اور نبوت کے ملنے سے مانع صرف نبوت کا ختم ہونا فرمایا ہے۔ پس جب نبوت غیر مستقل ختم نہیں ہوئی ہے تو اس کے ملنے سے کوئی مانع نہیں ہے لہٰذا وہ ضرور نبی ہونے چاہئیں۔ حالانکہ وہ نبی نہیں تھے۔ اگر ہوتے تو دعویٰ نبوت ضرور کرتے۔ کیونکہ نبی کے لئے اخفاء دعویٰ نبوت جائز نہیں ہے۔ جب انہوں نے دعویٰ نہیں کیا اور نہ اہل اسلام میں سے کسی نے ان کو نبی کہا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ نبی نہیں تھے۔ تو اب آپ غور فرماسکتے ہیں کہ جو سب سے زیادہ مستحق نبوت ہو جس کا مستحق ہونا رسول اللہﷺ کی زبان مبارک سے ثابت ہو اس کو تو نبوت نہ ملے اور مرزا قادیانی قادیان میں نبی بن جائیں۔ یہ فیصلہ عقل کے بالکل خلاف ہے۔ لیکن اگر کوئی متعصب اب بھی نہ مانے تو اس کا کیا علاج ہوسکتا ہے۔

غرض حدیث میں غور کرنے کے بعد صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضورﷺ نے مطلق نبوت کی نفی فرمائی ہے اور اس نفی کو کلمہ (لو) کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور کلمہ (لو) عربی میں اس امر کے لئے آتا ہے۔ جو محال ہوتا ہے۔ تو حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ حضورﷺ کے بعد نبی مستقل یا غیر مستقل کا آنا محال ہے لہٰذا آپﷺ کے بعد جو دعویٰ نبوت کرے وہ جھوٹا، کیونکہ وہ امر محال کا دعویٰ کرتا ہے۔

حدیث نمبر۳ میں چند قرائن ایسے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے نبوت غیر مستقلہ کی بھی نفی فرمائی ہے۔

ا...... حضورﷺ کا قول: ''(کلھم یزعم انہ نبی) (کذابون)'' کی دلیل ہے یعنی حضورﷺ نے نبوت مزعومہ کے دعویٰ کو ان کذابوں کے جھوٹا ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔ حالانکہ

جو کذاب آپ ﷺ کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ان سب نے نبوت مستقلہ کا دعویٰ نہیں کیا۔ تو اس سے واضح ہوگیا کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت غیر مستقلہ کا مدعی بھی کذاب ہوگا۔

۲...... نبوت مزعومہ عام ہے، شامل ہے نبوت مستقلہ وغیر مستقلہ کو جیسا کہ اوپر واضح ہو چکا ہے اور آپ کا قول: ''وانا خاتم النبیین'' نبوت مزعومہ کے دعویٰ میں جھوٹے ہونے کی دلیل ہے تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا خاتم ہونا بھی عام ہے۔ یعنی آپ ﷺ مستقل وغیر مستقل دو قسموں کے نبیوں کے خاتم ہیں۔ کیونکہ اس کو خاص کرنے کی صورت میں نبوت مزعومہ کی نفی کی دلیل نہیں بن سکے گا۔ اس لئے کہ نبوت مزعومہ عام ہے اور خاص کی نفی عام کی نفی کو مستلزم نہیں ہوتی حالانکہ حضور ﷺ نے اسی قول کو نبوت مزعومہ کی نفی کی دلیل فرمایا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ ﷺ دونوں قسموں کے نبیوں کے خاتم ہیں۔

۳...... آپ ﷺ کا قول: ''لا نبی بعدی'' تفسیر ہے: ''وانا خاتم النبیین'' کی۔ یا دلیل ہے اس کی تو اس سے معلوم ہوا کہ: ''لا نبی بعدی'' میں بھی نبی عام ہے مستقل ہو یا غیر مستقل، دونوں کی نفی مراد ہے۔ ورنہ عام کی تفسیر یا دلیل نہیں بن سکے گا۔

الحاصل قرائن کو دیکھنے کے بعد نبوت غیر مستقلہ کی نفی میں کسی قسم کا تردد باقی نہیں رہتا۔

حدیث نمبر۴ میں نبوت غیر مستقلہ کی ایسی تصریح ہے کہ مخالف کے لئے تاویل کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قصر نبوت میں صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ وہ میرے آنے سے پر ہوگئی۔ اب ذرا بھی رخنہ باقی نہیں ہے۔ جس کے پر کرنے کے لئے کوئی دوسرا نبی آئے۔ پس میں خاتم النبیین ہوں۔ یعنی سب سے پیچھے آنے والا ہوں۔

اب ذرا غور فرمائیے کہ جو شخص حضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرے۔ مرزا قادیانی ہو یا کوئی دوسرا شخص وہ اپنا روڑا کہاں لگائے گا؟ قصر نبوت میں تو کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ لامحالہ وہ قصر نبوت کی بنیاد کھود کر اپنے روڑے کے لئے جگہ نکالے گا ورنہ اور کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔ اسی وجہ سے مرزا قادیانی نے جب دیکھا کہ رسول ﷺ کے بعد میرے روڑے کی تو کوئی جگہ نہیں ہے۔ مجبور ہوکر قصر نبوت کی بنیاد پر کدال اٹھا کر کھودنا شروع کیا تاکہ اپنے روڑے کے لئے کوئی جگہ نکالے۔ پس جب قصر نبوت کو حضور ﷺ اپنے وجود اقدس سے مکمل فرماگئے تھے۔ اس کو غیر مکمل ثابت کرنا شروع کر دیا اور دعویٰ کر دیا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی۔

غرض حدیث میں غور کرنے کے بعد کسی متنبّی کے روڑے کی کوئی جگہ باقی نہیں رہتی اور

آپ کا:''فانا اللبنة ''کے بعد:''وانا خاتم النبیین ''فرمانا صاف دلیل ہے اس بات کی کہ آیت:''ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین ''میں بھی تاویل کی گنجائش اصلاً باقی نہیں ہے اور لفظ خاتم کی تحقیق جو اوپر گزر چکی ہے۔ اس میں بھی کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔

حدیث نمبر۵ میں دو صریح قرینے ہیں نبوت غیر مستقلہ کی نفی پر۔

پہلا قرینہ یہ ہے کہ حضورﷺ نے بنی اسرائیل کے نبیوں کا ذکر فرمایا ہے جو صاحب شریعت مستقلہ نہیں تھے۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد سینکڑوں نبی آئے ہیں۔ جو شریعت موسویہ کے متبع تھے اور ان نبیوں کے متعلق آپ نے فرمایا کہ وہ بنی اسرائیل کے امور کا انتظام یکے بعد دیگرے فرماتے تھے۔ اس کے بعد آپﷺ نے فرمایا''وانه لا نبی بعدی ''یعنی میرے بعد کوئی نبی میرے امت کے امور کا انتظام کرنے والا نہیں ہوگا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل میں یکے بعد دیگرے ہوتے رہے۔ الغرض حضورﷺ نے اپنے بعد ایسے نبیوں کے ہونے کی نفی کی تصریح فرمائی جیسے نبی بنی اسرائیل میں ہوتے تھے اور وہ غیر مستقل ہوتے تھے لہٰذا نبی غیر مستقل کی نفی کی تصریح ہوگئی۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ حضورﷺ نے اپنے بعد نبی کی مطلقاً نفی کرنے کے بعد صرف خلفاء کا اثبات فرمایا اگر آپ کے کلام:''وانه لانبی بعدی ''میں مستقل نبی کی نفی مراد ہوتی تو اس کے بعد آپﷺ اثبات نبی غیر مستقل کا فرماتے نہ خلفاء کا۔ پس مطلقاً نبی کی نفی کرنے کے بعد صرف خلفاء کا اثبات فرمانا صریح قرینہ ہے نبی غیر مستقل کی نفی کا۔

حدیث نمبر۶ میں بھی دو قرینے ہیں نبوت غیر مستقلہ کی نفی ہے۔

پہلا قرینہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضورﷺ کے ارشاد:''ان الرسالة والنبوة ''سے صدمہ کا ہونا۔ اس لئے کہ نبوت مستقلہ کا انقطاع باعث صدمہ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ باعث فرحت ہے۔ باعث صدمہ تو نبوت مستقلہ کا عدم انقطاع اور نبوت غیر مستقلہ کا انقطاع ہے۔ اس لئے کہ نبوت کی نفی واثبات کی کل چار صورتیں ہیں۔ دو صورتیں اثبات کی یعنی اثبات نبوت مستقلہ واثبات نبوت غیر مستقلہ اور دو صورتیں نفی کی یعنی نفی نبوت مستقلہ اور نفی نبوت غیر مستقلہ۔

اثبات کی دونوں صورتوں میں پہلی صورت (یعنی اثبات نبوت مستقلہ) باعث صدمہ ہے۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ حضورﷺ کی شریعت قیامت تک باقی نہیں رہے گی بلکہ

آپ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی صاحب شریعت مستقلہ آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ کر دے گا اور ظاہر ہے کہ یہ خبر عاشقان محمدی کے لئے باعث فرحت نہیں ہوسکتی بلکہ باعث صدمہ ہے۔

اور اثبات نبوت کی دوسری صورت (یعنی اثبات نبوت غیر مستقلہ) باعث فرحت ہے۔ کیونکہ اس صورت میں آپ ﷺ کی شریعت کا نسخ بھی نہیں لازم آتا تاکہ باعث صدمہ ہو اور اس میں آپ ﷺ کی شریعت کو قیامت تک تازہ کرنے والوں کے آنے کی خوشخبری بھی ہے لہٰذا باعث فرحت ہے۔

اور نفی کی دونوں صورتوں میں سے پہلے صورت (یعنی نفی نبوت مستقلہ) باعث صدمہ نہیں ہے۔ بلکہ باعث فرحت ہے۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی شریعت قیامت تک باقی رہے گی۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی صاحب شریعت مستقلہ نہیں آئے گا جو آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ کر سکے اور اظہر من الشمس ہے کہ آپ ﷺ کی شریعت کے بقاء الی یوم القیامۃ کی خبر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے باعث صدمہ نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اس سے بڑھ کر ان کے لئے کوئی چیز باعث فرحت نہیں ہے۔

اور نفی کی دوسری صورت (یعنی نبوت مستقلہ کی نفی) باعث صدمہ ہے۔ کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی شریعت کو تازہ کرنے والا کوئی نبی قیامت تک نہیں آئے گا اور اس خبر کا صدمہ وہ ہونا ظاہر ہے۔

مذکورہ بالا تقریر کا حاصل یہ ہوا کہ نبوت مستقلہ کا اثبات باعث صدمہ ہے اور اس کی نفی باعث فرحت اور نبوت غیر مستقلہ کا معاملہ برعکس ہے کہ اس کا اثبات فرحت رساں اور نفی صدمہ دہ ہے۔ تو اب اس کے بعد ملاحظہ فرمایئے کہ حضور ﷺ نے جب نبوت کی نفی فرمائی تو صحابہ کرامؓ کو صدمہ ہوا اور صدمہ نبوت غیر مستقلہ کی نفی سے ہوسکتا ہے۔ نبوت مستقلہ کی نفی سے نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ اوپر واضح ہو چکا ہے۔ پس صدمہ کا ہونا صریح قرینہ ہے نبوت غیر مستقلہ کی نفی کا۔ اگر نبوت مستقلہ کی نفی مراد ہوتی تو فرحت ہونی چاہئے تھی نہ کہ صدمہ۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ جب حضور ﷺ نے دیکھا کہ صحابہ کرامؓ کو میرا ارشاد سن کر صدمہ ہوا ہے تو ان کی تسکین کے خاطر فرمایا: ''لکن المبشرات'' کہ گھبراؤ نہیں خوشخبریاں باقی ہیں۔ یعنی نبوت بجمیع اجزاء منقطع نہیں ہوئی ہیں۔ بلکہ اس کا ایک جز خوشخبریاں (یعنی سچے خواب) قیامت تک باقی رہے گا۔ تو آپ ﷺ کا نفی نبوت کے بعد فقط مبشرات ہی کا مستثنیٰ فرمانا صریح قرینہ

ہے۔نفی نبوت غیر مستقلہ کا اگر علاوہ مبشرات کے کوئی اور چیز بھی نبوت سے باقی ہوتی تو آپ ﷺ اس کو ضرور مستثنیٰ فرماتے۔خصوصاً صحابہ کرامؓ کے صدمہ کو دیکھنے کے بعد بھی اس کا ذکر نہ کرنا شان نبوی کے خلاف ہے۔لیکن باوجود اس کے بھی آپ ﷺ کا سوا مبشرات کے اور کسی چیز کا مستثنیٰ نہ فرمانا بڑا زبردست قرینہ ہے نفی نبوت غیر مستقلہ کا۔مگر تعصب کا کوئی علاج نہیں ہوسکتا۔

حدیث نمبر۷ میں تو آپ ﷺ نے بالکل ہی معاملہ صاف کر دیا ہے۔کیونکہ صاف لفظوں میں فرمادیا کہ نبوت سے کوئی چیز باقی نہیں رہی۔مگر مبشرات اس سے زیادہ اور کیا تصریح ہو۔
حدیث نمبر۸ کے سیاق میں نظر کرنے سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے قول: ''الّا انہ لیس نبی بعدی ''میں نبوت غیر مستقلہ کی نفی کی ہے۔اس لئے کہ جب حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تم میں اور مجھ میں وہی نسبت ہو جو موسیٰ وہارون علیہما السلام میں تھی اور وہ نسبت مرکب تھی دو امروں سے۔(۱) قائم مقامی اور(۲) اشتراک فی النبوۃ تو اس کے بعد حضور ﷺ کو یہ خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں علیؓ کو یہ غلط فہمی ہو کہ مجھ میں بھی وہ دونوں امر ہیں جو حضرت ہارون علیہ السلام میں تھے۔حالانکہ آپ ﷺ کا مقصود صرف ایک امر(یعنی قائم مقامی) کا اظہار تھا۔یعنی آپ ﷺ کو صرف یہ بتانا تھا کہ میرے اس غزوہ میں جانے کے بعد تو میرا قائم مقام ہے۔جیسا کہ حضرت ہارون وموسیٰ علیہم السلام کے قائم مقام تھے کوہ طور پر جانے کے بعد۔

تو اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا:''الّا انہ لیس نبی بعدی '' کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔یعنی تو صرف میرا قائم مقام ہے، نبی نہیں ہے۔تو اب آپ ﷺ کا اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے نبوت کی نفی کرنا صاف دلیل ہے اس بات کی کہ آپ ﷺ نے ایسی نبوت کی نفی کی ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حاصل تھی اور وہ نبوت غیر مستقلہ تھی۔کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کوئی نئی شریعت نہیں رکھتے تھے۔بلکہ شریعت موسویہ کے تابع تھے اور موسیٰ علیہ السلام ہی نے اپنے نبی ہونے کے بعد ان کی نبوت کی درخواست کی تھی اور درخواست میں اس بات کی تصریح بھی کر دی تھی کہ ان کو میرے تابع بنایا جائے۔

جیسا کہ سورہ طٰہٰ کی آیت:''واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری '' سے صاف ظاہر ہے تو اس سے صاف طور پر واضح ہوگیا کہ آپ نے:''لیس نبی بعدی ''میں نبوت غیر مستقلہ کی نفی فرمائی ہے۔

یا یوں کہا جائے کہ حضورﷺ نے اس نبوت کی نفی فرمائی ہے جس کے متعلق آپﷺ کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں علیؓ اس کا ثبوت اپنے حق میں نہ سمجھ جائیں۔ کیونکہ آپﷺ کو انہیں کی غلط فہمی دور کرنی منظور تھی اور وہ بھی نبوت غیر مستقلہ تھی۔ کیونکہ نبوت مستقلہ کا وہم تو علیؓ کے متعلق غیر ممکن تھا۔ بچند وجوہ۔

۱...... نبی مستقل دوسرے نبی کی قائم مقامی نہیں کر سکتا اور حضورﷺ علیؓ کو اپنا قائم مقام بنا کر غزوہ پر جا رہے ہیں۔ تو ان کو قائم مقامی کی حالت میں کیسے خیال آسکتا ہے کہ میں مستقل نبی ہوں البتہ غیر مستقلہ کا وہم پیدا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قائم مقامی اس کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی مؤید ہے۔

۲...... حضرت علیؓ کی غلط فہمی کا منشاء حضرت ہارون علیہ السلام کی نبوت تھی تو لامحالہ ان کو ایسی ہی نبوت کا خیال آسکتا تھا۔ جو حضرت ہارون علیہ السلام میں تھی اور وہ نبوت غیر مستقلہ تھی۔ کیونکہ حضرت علیؓ کو معلوم تھا کہ حضرت ہارون علیہ السلام مستقل نبی نہیں تھے بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے تابع تھے تو باوجود اس کے وہ اپنے متعلق نبوت مستقلہ کا خیال کیسے کر سکتے تھے۔ البتہ غیر مستقلہ کا خیال آسکتا تھا۔ کیونکہ منشاء میں نبوت غیر مستقلہ ہی تھی۔

۳...... نبی مستقل کے لئے نئی شریعت کا ملنا لازمی ہے اور وہ بغیر وحی آسمانی کے نہیں مل سکتی۔ پس جس شخص پر اصلاً وحی نہ نازل ہوئی ہو اور نہ اس کو شریعت ملی ہو۔ بلکہ ایک نبی کا زمانہ دراز سے امتی چلا آرہا ہو۔ اس کو کیسے خیال آسکتا ہے کہ میں نبی مستقل ہوں۔ کیا نبوت مستقل کوئی خیالی پلاؤ ہے۔

۴...... جب حضرت علیؓ قرآن شریف میں نص صریح پڑھ چکے ہیں کہ آپﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ تو ان کو کیسے خیال آسکتا ہے کہ میں مستقل نبی ہوں۔

الحاصل حضرت علیؓ کو اپنے متعلق نبوت مستقلہ کا خیال آنا غیر ممکن تھا۔ پس لامحالہ ماننا پڑے گا کہ نبوت غیر مستقلہ کے وہم کا اندیشہ تھا۔ اس لئے جب آپﷺ نے فرمایا کہ مجھ میں اور تجھ میں وہ نسبت ہے جو موسیٰ اور ہارون علیہما السلام میں تھی۔ تو ممکن ہے کہ علیؓ کو یہ خیال آئے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کی نبوت کی درخواست کی تھی اور خداوند تعالیٰ نے منظور فرمائی تھی۔ شاید حضورﷺ نے بھی میری نبوت کے متعلق درخواست کی ہو اور منظور ہو گئی ہو۔ تو اس وجہ سے ان کو اپنے متعلق غیر مستقلہ کا وہم پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ مگر

حضورﷺ نے: ’’الّا انه لیس نبی بعدی‘‘ سے اس کو صاف کر دیا۔

حدیث نمبر ۹ مرفوع حدیث نہیں ہے۔ بلکہ موقوف ہے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی غیر مستقل کی نفی ہے۔ کیونکہ ابن ابی اوفیؓ کا یہ کہنا کہ حضورﷺ کے صاحبزادے کو اس لئے زندہ نہیں رکھا گیا کہ آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپﷺ کے صاحبزادے کو زندہ رکھ کر نبی نہ بنایا جائے تو یہ بات آپﷺ کی شان کے خلاف ہے۔ اس لئے ان کو زندہ ہی نہیں رکھا گیا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آپﷺ کی شان کے خلاف نبی مستقل نہ بنانے میں لازم آتا ہے یا نبی غیر مستقل نہ بنانے میں۔ کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا کہ آپﷺ کے صاحبزادے کو نبی مستقل نہ بنانے کی صورت میں آپﷺ کی خلاف شان لازم آتا ہے۔ کیونکہ اگر آپﷺ کے صاحبزادے کو نبی بنایا جاتا اور شریعت نئی نہ دی جاتی بلکہ اپنے والد حضورﷺ ہی کی شریعت کے پابند بنائے جاتے تو اس میں کوئی بات خلاف شان نبویﷺ نہیں تھی۔ بلکہ خلاف شان تو آپﷺ کے صاحبزادے کو مستقل نبی بنانے کی صورت میں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں حضورﷺ کی شریعت آپﷺ کے صاحبزادے کی شریعت سے منسوخ ہوگی اور آپﷺ کی شریعت کا منسوخ ہونا آپﷺ کی شان کے خلاف ہے۔

تو معلوم ہوا کہ آپﷺ کے صاحبزادے کو نبی غیر مستقل نہ بنانا آپﷺ کی شان کے خلاف ہے۔ پس اگر نبوت غیر مستقلہ باقی ہوتی تو آپﷺ کے صاحبزادے کو زندہ رکھا جاتا لیکن اب زندہ نہیں رکھا گیا اس لئے نبوت غیر مستقلہ بھی باقی نہیں ہے تاکہ ان کو زندہ رکھ کر نبی بنایا جائے اور زندہ رکھ کر نبی نہ بنانا آپﷺ کی شان کے خلاف ہے لہٰذا آپﷺ کے صاحبزادے کو زندہ ہی نہیں رکھا گیا۔ تو اب اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ حضورﷺ کے بعد نبوت غیر مستقلہ بھی باقی نہیں ہے۔

الحاصل مذکورہ بالا آیت و احادیث سے واضح ہوگیا کہ حضورﷺ کے بعد کوئی نبی مستقل یا غیر مستقل قیامت تک نہیں آسکتا۔ جو دعویٰ نبوت کرے گا وہ جھوٹا کذاب ہوگا۔ ممکن ہے کہ کسی شخص کو یہ خیال پیدا ہو کہ تمام احادیث میں جب نبوت غیر مستقلہ کی نفی ہے تو نبوت مستقلہ کی نفی کی کیا دلیل ہوگی۔ تو اس کے متعلق یہ گذارش ہے کہ نبوت مستقلہ کی نفی فریق مخالف کے نزدیک مسلم ہے۔ اس کی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ مختلف فیہ صرف نبوت غیر مستقلہ ہے اور اس

کے علاوہ آیت وخاتم النبیین مطلق نبوت کی نفی کرتی ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے اور احادیث کو نبوت غیر مستقلہ کی نفی پر حمل کرنے کے یہ معنی نہیں تھے کہ ان میں نبوت مستقلہ کی نفی نہیں ہے۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ تمام احادیث میں اس قسم کے قرائن موجود ہیں جو دلالت کرتے ہیں۔ اس بات پر کہ نبوت غیر مستقلہ نفی نبوت میں قطعاً داخل ہے نہ یہ معنی کہ نبوت مستقلہ نفی نبوت میں داخل ہی نہیں ہے۔

دلائل عقلیہ

۱...... جب آپ ﷺ کا نبی ہونا دلائل سے ثابت ہے اور اہل کتاب بھی آپ ﷺ کے نبی ہونے کو خاص عرب کے لئے تسلیم کر چکے ہیں۔ تو آپ ﷺ کا ہر دعویٰ سچا ہوگا۔ کیونکہ نبی کا جھوٹ بولنا محال ہے۔ کیونکہ جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور نبی کا معصوم یعنی گناہوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ جس کی تشریح ابتداء میں گزر چکی ہے اور آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے دعویٰ خاتم الانبیاء ہونے کا کیا ہے۔ پس ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔

۲...... جس قدر انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ ان سب کی تعلیم سے حضور ﷺ کی تعلیم اعلیٰ وافضل ہے اور اظہر من الشمس ہے کہ معلم اعلیٰ کی تعلیم سب سے آخر حاصل کی جاتی ہے۔ کیونکہ جب تک ابتدائی مراتب تعلیم کے پہلے حاصل نہ کئے جائیں۔ انتہائی تعلیم کا حاصل کرنا دائرہ امکان سے خارج ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے معلم اعلیٰ یعنی حضور ﷺ کو تمام پیغمبروں کے بعد بھیجا گیا۔

باقی رہی یہ بات کہ حضور ﷺ کی تعلیم کا دیگر حضرات کی تعلیم سے اعلیٰ وافضل ہونا کیونکر معلوم ہو تو اس کے متعلق گزارش ہے کہ جس شخص کو اس امر میں تردد ہو وہ آپ ﷺ کی تعلیم اور باقی حضرات کی تعلیم میں نظر انصاف سے دیکھے تو انشاءاللہ یہ امر آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا۔ غور کرنے والے کو آپ ﷺ کی تعلیم میں بہ نسبت باقی تعلیموں کے دو طرح کا امتیاز حاصل ہوگا۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ سے پہلے جس قدر حضرات تشریف لائے ہیں۔ ان سب کی تعلیم مخصوص ہوتی تھی۔ خاص خاص صیغوں کے ساتھ۔ مگر آپ ﷺ کی تعلیم جامع ہے۔ تمام صیغوں کو جس کی قدرے تشریح اوپر گزر چکی ہے اور دوسرا امتیاز یہ ہے کہ ہر صیغہ کے قواعد کی تشریح وتفصیل اور ان میں مصلحت عامہ کا لحاظ جس قدر حضور ﷺ کی تعلیم میں ہے۔ کسی دوسرے نبی کی تعلیم میں اس کا عشیر عشیر بھی نہیں پایا جاتا۔

۳...... کسی نبی کے بعد دوسرے نبی کے آنے کی ضرورت دو وجہ سے ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ کسی صیغہ کی تعلیم غیر مکمل رہ گئی ہو تو اس کی تکمیل کے لئے کوئی دوسرا نبی بھیج دیا جاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ پہلے نبی کی تعلیم میں تحریف ہوگئی ہو۔ دنیا میں صحیح تعلیم باقی نہ رہی ہو تو دوسرا نبی صحیح تعلیم دے کر بھیج دیا جاتا ہے تاکہ لوگ صحیح تعلیم سے محروم نہ رہیں۔

لیکن رسول اللہﷺ کی تعلیم کے بعد نہ کوئی صیغہ تعلیم غیر مکمل رہا ہے۔ جس کی تکمیل کی غرض سے کسی دوسرے نبی کو بھیجا جائے اور نہ آپﷺ کی تعلیم میں تحریف واقع ہوئی ہے اور نہ قیامت تک ہوگی تاکہ کسی دوسری نبی کو بھیج کر صحیح تعلیم سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کو تحریف سے قیامت تک محفوظ رکھنے کا اعلان فرمادیا ہے۔ جو سورہ حجر کی آیت: ''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون'' میں مذکور ہے۔ یعنی تحقیق ہم نے ہی اتارا ہے ذکر (یعنی قرآن شریف) اور ہم ہی ہیں البتہ اس کے نگہبان۔ تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال کا مشاہدہ اس بات کا گواہ ہے کہ قرآن شریف میں آج تک ایک حرکت کی تبدیلی بھی نہیں ہوئی۔ حروف وکلمات کی تبدیلی تو درکنار رہی۔ تو اب آپ غور فرمائیں کہ آپﷺ کے بعد کسی نبی کے بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔

۴...... آپﷺ کے بعد مستقل نبی کا نہ آنا تو فریق مخالف کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ متنازع فیہ تو غیر مستقل نبی کا آنا لہٰذا اس کے متعلق فریق مخالف سے چند امور دریافت طلب ہیں۔

الف...... یہ مسئلہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے اس قابل نہیں ہے کہ اس میں صرف رائے زنی سے کام لیا جائے۔ بلکہ اس کے اثبات کے لئے نصوص قطعیہ کا ہونا ضروری ہے لہٰذا کوئی ایسی نص شرعی مرحمت فرمایئے جو نبوت غیر مستقلہ کے عدم انقطاع پر صراحۃً دال ہو اور خیر القرون میں اس کا اس دعوے کے لئے دلیل ہونا تسلیم بھی کیا گیا ہو۔ اس کے دلیل ہونے کا دارومدار صرف آپ کا اجتہاد نہ ہو۔

ب...... نبوت غیر مستقلہ کے ملنے کا دارومدار کیا چیز ہے۔ اس کی تعیین ودلیل تعیین دونوں کے بیان کرنے کے بعد بتلائے کہ وہ چیز صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں بھی تھی یا نہیں۔ اگر تھی تو ان کو نبوت کیوں نہیں ملی اور اگر نہیں تھی تو یہ بات اجماع امت کے خلاف ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تمام امت میں افضل ہونا مجمع علیہ ہے اور صورت مفروضہ میں غیر صحابی کا صحابہ سے افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس لئے کہ نبی، غیر نبی سے افضل ہوتا ہے لہٰذا یہ شق

جو مستلزم ہے خلاف اجماع کو، یہ مردود ہے قابل تسلیم نہیں ہے اور علاوہ اس کے یہ بات فیصلہ عقل کے بھی خلاف ہے۔کون سا عاقل اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ مرزا قادیانی جیسوں میں ایسی خوبی پائی جائے۔جس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے حضرات بھی محروم رہے ہوں۔

ج...... کیا حضور ﷺ کے بعد ساڑھے تیرہ سو سال میں مرزا قادیانی کے کوئی اور نبی بھی مبعوث ہوا ہے یا نہیں، اگر ہوا ہے۔تو اس کا حوالہ عنایت ہو اور اگر نہیں ہوا تو اس کی وجہ بیان فرمایئے کہ باوجود نبوت منقطع نہ ہونے کے اس قدر زمانہ دراز تک لوگوں کو اس نعمت عظمیٰ سے کیوں محروم رکھا گیا؟ کیا وجہ ہے کہ اس قدر طویل مدت میں سوا مرزا قادیانی کے امت میں سے کوئی دوسرا شخص اس منصب کا مستحق نہیں ہوا؟ اتنے عرصے کے بعد یکا یک مرزا قادیانی ہی کود پڑے۔ یہ بات نصوص صریحہ کے خلاف ہونے کے علاوہ دائرہ عقل سے بھی خارج ہے۔

د...... کیا تارک فریضہ اسلام بھی نبی ہو سکتا ہے یا نہیں۔شق اول تو اجماع امت کے خلاف ہے۔کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا مجمع علیہ اور تارک فریضہ بوجہ مرتکب ہونے گناہ کبیرہ کے معصوم نہیں ہے اور برتقدیر شق ثانی مرزا قادیانی باوجود تارک ہونے فریضہ حج کے کیونکر نبی بن گئے۔کیونکہ انہوں نے باوجود استطاعت کے تمام عمر میں فریضہ حج کو ادا نہیں کیا۔جس کے ترک کو قرآن شریف کی آیت: ''ومن کفر فان اللہ غنی عن العٰلمین ''میں کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔منصب نبوت کے مستحق ایسے ہی لوگ ہوا کرتے ہیں۔جو تارک فرائض ہوں۔سمجھدار آدمی تو ایسے شخص کو مسیلمہ کذاب سے کم نہیں سمجھ سکتا۔

الحاصل دلائل نقلیہ وعقلیہ دونوں سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مستقل یا غیر مستقل نہیں آئے گا لہٰذا آپ ﷺ کی شریعت قیامت تک باقی رہے گی اور آپ ﷺ کی دعوت کا تمام دنیا کے لئے عام ہونا پہلے ثابت ہو چکا ہے۔تو ان دونوں باتوں کے ثابت ہونے سے واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ منصب نبوت میں سب سے اعلیٰ وافضل تھے۔

جب آپ ﷺ کا منصب نبوت میں سب سے افضل ہونا ثابت ہوا تو ماننا پڑے گا کہ سب سے اقرب الی اللہ بھی آپ ﷺ ہی تھے۔کیونکہ منصب نبوت کے ملنے کا دارومدار قرب پر ہے۔جس قدر قرب زیادہ ہوگا۔اسی قدر منصب نبوت بھی اعلیٰ ملے گا۔پس منصب نبوت سب سے اعلیٰ ملنا دلیل ہے۔اقرب الی اللہ ہونے کی لہٰذا حضور ﷺ کا تمام انبیاء علیہم سے اقرب الی اللہ

ہونا بھی ثابت ہوگیا۔ اس کے اثبات کے لئے مستقل دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

الحاصل آپ ﷺ کا منصب نبوت میں سب سے اعلیٰ وافضل ہونا اور سب سے زیادہ اقرب الی اللہ ہونا دونوں امر دلائل سے ثابت ہوگئے اور یہی معنی تھے آپ ﷺ کے افضل الانبیاء ہونے کے اہل اسلام کے نزدیک اور اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ افضلیت مخصوص ہے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔ کسی دوسرے نبی میں نہیں پائی جاتی اور نہ کسی نے اس افضلیت کا سوا آپ ﷺ کے اپنی زبان مبارک سے دعویٰ کیا ہے۔

مذکورہ بالا بحث کے بعد گو رسول اللہ ﷺ کے اقرب الی اللہ ہونے کے متعلق کسی مزید تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن تبرعاً کچھ عرض کرتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے دربار میں تمام پیغمبروں سے زیادہ قریب ہونا

حضور ﷺ کے اقرب الیٰ اللہ ہونے کے متعلق بہت سے نصوص ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند ذکر کرتا ہوں تاکہ رحمۃ للعلمین کی شان کا اندازہ ہر شخص کو آسانی سے معلوم ہو جائے۔

۱...... ’’لاتجعلوادعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا (سورہ نور)‘‘

﴿مت مقرر کرو پکارنا پیغمبر کا درمیان اپنے مثل پکارنے بعض تمہارے کے بعض کو﴾ اس آیت کی مفسرین نے چند تفسیریں کی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک تفسیر یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے بندوں کو حضور ﷺ کے پکارنے کے متعلق ایک خاص طریقہ تعلیم فرمایا ہے تاکہ پکارنے میں بھی آپ ﷺ کی عظمت شان کو مدنظر رکھیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ بندوں کو حکم فرمایا ہے کہ جب تم رسول اللہ ﷺ کو بلانا چاہو تو آپ ﷺ کا نام لے کر نہ بلایا کرو۔ جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کر بلاتے ہو۔ یعنی یا محمد ﷺ کہہ کر نہ بلانا کیونکہ یہ طریقہ ادب کے خلاف ہے۔ بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ ﷺ کہہ کر بلانا۔

اس کے لئے عام طور پر دستور ہے کہ نام لے کر اس شخص کو بلایا جاتا ہے۔ جس کو اپنے برابر یا اپنے سے کم درجہ کا سمجھا جاتا ہے۔ جس کو اپنے سے بڑا سمجھا جاتا ہے۔ اس کو نام لے کر بلانا خلاف ادب قرار دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے کوئی شخص باپ کو نام لے کر نہیں بلاتا۔ تو اب اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کو نام لے کر بلائے تو بظاہر یہی سمجھا جائے گا کہ وہ آپ ﷺ کو بڑا نہیں سمجھتا۔ حالانکہ ایک مسلمان کے نزدیک خداوند تعالیٰ کے بعد آپ ﷺ سے بڑھ کر نہ باپ ہوسکتا ہے نہ کوئی دوسرا۔ اس واسطے خداوند تعالیٰ نے اہل ایمان کو خاص طور پر تعلیم دی کہ آپ ﷺ کو نام لے

کر نہ بلایا کرو۔ کیونکہ یہ آپ ﷺ کی عظمت وشان کے خلاف ہے۔

اب آپ حضور ﷺ کے قرب کا اندازہ فرمایئے کہ خداوند تعالیٰ نے بھی تمام قرآن مجید میں اسی طریقہ مقررہ کی پابندی اپنے ذمہ لازم فرمائی اور آپ ﷺ کو کہیں بھی نام لے کر نہیں پکارا۔ بلکہ جب پکارا تو: ’’یاایھاالنبی یاایھاالرسول‘‘ وغیرہ کہہ کر پکارا اور باقی انبیاء علیہم السلام کو صاف طور پر نام لے کر پکارا۔ آدم علیہ السلام کو یا آدم کہہ کر پکارا اور ابراہیم علیہ السلام کو یا ابراہیم کہہ کر اور موسیٰ علیہ السلام کو یا موسیٰ کہہ کر پکارا اور عیسیٰ علیہ السلام کو یا عیسیٰ کہہ کر پکارا اور نوح علیہ السلام کو یا نوح کہہ کر پکارا۔ ان تمام حضرات کو نام لے کر پکارنے کی تصریح قرآن شریف میں موجود ہے۔

اب آپ خود فرمایئے کہ خداوند تعالیٰ کے دربار میں حضور ﷺ کو کس درجہ کا قرب تھا کہ احکم الحاکمین نے بھی کبھی آپ ﷺ کو نام لے کر نہ پکارا اور اہل ایمان کو بھی خاص طور پر تعلیم فرمائی کہ نام لے کر نہ پکارنا اور باقی نبیوں میں سے جو بڑے اولوالعزم تھے مثل ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ونوح علیہم السلام کے ان کو بھی نام لے کر پکارا۔ اوروں کا تو کیا کہنا کیا آپ ﷺ کے اقرب الی اللہ ہونے میں اب بھی کوئی کسر باقی ہے؟

اعتراض

خداوند تعالیٰ کو نام لے کر پکارنا (یعنی یا اللہ کہنا) خلاف ادب قرار نہیں دیا گیا اور حضور ﷺ کو نام لے کر پکارنا خلاف ادب قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ خداوند تعالیٰ کی شان حضور ﷺ کی شان سے بہت بلند ہے۔ پھر ان کو نام لے کر پکارنا خلاف ادب کیوں نہیں قرار دیا گیا؟

جواب

اس کی وجہ یہ ہے کہ نام لے کر پکارنا خلاف ادب وہاں ہوتا ہے جہاں اس بات کا اندیشہ ہو کہ سننے والوں کو یہ وہم پیدا ہو کہ نام لے کر پکارنے والا اپنے سے بڑا نہ سمجھنے کی وجہ سے نام لے کر پکار رہا ہے اور جہاں اس بات کا اندیشہ نہ ہو وہاں خلاف ادب قرار نہیں دیا جاتا۔ اس وہم کا اندیشہ حضور ﷺ ہی کے پکارنے میں تھا۔ کیونکہ پکارنے والا بھی بشر اور آپ ﷺ بھی گو مجسم رحمت خداوندی تھے۔ مگر از جنس بشر تھے تو اس نسبت کی وجہ سے وہم پیدا ہو سکتا ہے کہ شاید پکارنے والا بوجہ ہم جنس ہونے کے بڑا نہ سمجھتا ہو۔ چنانچہ منکرین اسی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کی عظمت کے قائل نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ: ’’ماھذا الا بشر‘‘ کہہ کر الگ ہو جاتے تھے۔ مگر خداوند تعالیٰ کو

پکارنے میں یہ وہم نہیں جاسکتا کہ پکارنے والا خداوند تعالیٰ کو اپنے سے بڑا نہ سمجھتا ہو۔ مثنوی روم میں اس کی نظیر موجود ہے۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ممبر کے تین درجے تھے۔ حضور ﷺ سب سے اوپر والے درجہ پر بیٹھا کرتے تھے۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو دوسرے درجے پر بیٹھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں سب سے نیچے والے درجہ پر بیٹھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو سب سے اوپر والے درجہ پر بیٹھے تو ایک شخص نے اعتراض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ دونوں خلیفہ تو حضور ﷺ کی جگہ پر نہیں بیٹھے۔ آپؓ کیوں بیٹھ گئے؟ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں اگر ان دونوں میں سے کسی کی جگہ پر بیٹھتا تو شاید دیکھنے والوں کو یہ خیال پیدا ہوتا کہ میں اپنے آپ کو ان کے درجہ کا سمجھتا ہوں۔ حالانکہ میں ان کے درجہ کا نہیں ہوں۔ لیکن حضور ﷺ کے درجہ پر بیٹھنے میں میرے متعلق کسی مسلمان کو یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ میں اپنے آپ کو حضور ﷺ کے برابر سمجھتا ہوں۔

۲...... ''قد نریٰ تقلب وجهك فی السماء فلنولینك قبلة ترضها (بقر)'' ﴿ہم آپ ﷺ کے منہ کا بار بار اٹھنا آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اس لئے ہم آپ ﷺ کو اس قبلہ کی طرف متوجہ کردیں گے جس کے لئے آپ ﷺ کی مرضی ہے۔﴾ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کا کعبہ کچھ مدت تک بیت المقدس رہا جو یہود کا کعبہ ہے۔ مگر آپ ﷺ کی دلی تمنا یہ تھی کہ میرا کعبہ قبلہ ہو جو مکہ معظّمہ میں ہے اور اسی امید میں کہ شاید اس کے متعلق وحی آئے۔ بار بار آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے کہ شاید فرشتہ حکم لا رہا ہو۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم آپ ﷺ کے لئے وہی قبلہ مقرر کردیں گے جس کے لئے آپ ﷺ کی مرضی ہے۔ یعنی ہم کو تو آپ ﷺ کی خوشی منظور ہے لہٰذا ہم آپ ﷺ کی مرضی کے موافق کردیں گے۔ اسی واسطے فرمایا کہ جس قبلہ کے لئے آپ ﷺ کی مرضی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ جس قبلہ کے لئے ہماری مرضی ہے۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''والاشارة فیه کانه تعالیٰ قال یامحمد کل احد یطلب رضائی وانا اطلب رضاك فی الدارین امافی الدنیا فهذا الذی ذکرناه واما فی الاخرة فقوله تعالیٰ ولسوف یعطیك ربك فترضی'' اس میں اشارہ ہے اس بات کا کہ گویا خدا تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب ہر شخص میری رضا طلب کرتا ہے اور میں دونوں جہانوں میں آپ ﷺ کی رضا طلب کرتا ہوں۔ دنیا

میں آپ ﷺ کی رضا طلب کرنے کا ظہور تو آپ ﷺ کی مرضی کے موافق قبلہ مقرر کرنے میں ہے اور آخرت میں آپ ﷺ کی مرضی کا ذکر سورۂ ضحیٰ کی آیت: ’’ولسوف یعطیك ربك فترضی ‘‘میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کو آخرت میں اس قدر عطاء کروں گا کہ آپ ﷺ خوش ہوجائیں گے۔

الحاصل خداوند تعالیٰ نے دنیا میں بھی آپ ﷺ کی مرضی کے مطابق قبلہ کو بدل کر آپ ﷺ کو خوش کیا اور آخرت میں آپ ﷺ کو خوش کرنے کا وعدہ فرمایا تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضور ﷺ کو دربار خداوندی میں کس قدر قرب حاصل تھا۔

۳...... ’’ورفعنا لك ذکرك (الم نشرح) ‘‘﴿اور ہم نے آپ ﷺ کی خاطر آپ ﷺ کا آوازہ بلند کیا۔﴾ یعنی اکثر جگہ شریعت میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ ﷺ کا نام مبارک ملا کر ذکر کیا گیا ہے۔ مرفوع حدیث میں اس کی تفسیر ہے کہ: ’’قال اللہ تعالیٰ اذاذکرت ذکرت معی ‘‘اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے حبیب جہاں میرا ذکر ہوگا میرے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کا ذکر بھی ہوگا۔ مثلاً خطبہ میں، تشہد میں، نماز میں، اذان میں، غرض اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کو اپنے حبیب کے ذکر سے جدا کرنے کو پسند نہیں فرماتے۔ جس سے ہر ذی عقل اندازہ کرسکتا ہے کہ حضور ﷺ کو کس قدر درجہ کا قرب حاصل ہے۔

۴...... ترمذی شریف میں مذکور ہے کہ ایک روز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس بات پر تعجب کا اظہار کررہے تھے کہ خداوند تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے اور موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں اور آدم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے برگزیدہ بنایا۔ یہ تذکرہ ہورہا تھا کہ حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے تمہارا تذکرہ سنا ہے۔ بیشک ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ وکلمۃ اللہ ہیں اور آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور سن لو میں حبیب اللہ ہوں۔ یعنی میرے رب نے مجھے حبیب اللہ کا لقب عطاء فرمایا ہے۔ جو تمام القاب سے افضل واعلیٰ ہے۔

اگرچہ آیات واحادیث اس مضمون کی بہت ہیں۔ مگر اس رسالہ کی حیثیت اجازت نہیں دیتی کہ ان سب کا ذکر کروں۔ حضور ﷺ کے اقرب الی اللہ ہونے کا اظہار دنیا میں واقعہ معراج میں کیا گیا حتیٰ کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس میں جمع ہوکر حضور ﷺ کو اپنا امام بنا کر آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور اس کے بعد آپ ﷺ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور تمام

آسمانوں میں آپ ﷺ کی شان وشوکت کو ظاہر کرتے ہوئے رب العزت نے اپنے خاص دربار میں بلا کر تحفے عطاء فرمائے اور قیامت کے روز آپ ﷺ کا قرب خداوندی میں ممتاز ہونا شفاعت کبریٰ کی صورت میں تمام اہل محشر کے سامنے نمایاں کیا جائے گا۔

تمام اہل محشر بڑے بڑے اولوالعزم نبیوں کے پاس جا کر عرض کریں گے کہ آپ ﷺ خداوند تعالیٰ کی جناب میں صرف اتنی گذارش کریں کہ اہل محشر کا حساب شروع ہو جائے تو کوئی نبی اس روز اس کام کے لئے تیار نہیں ہوگا اور اہل محشر سے فرمائیں گے کہ یہ کام آج سوائے محمد ﷺ کے کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔ پس تمام اہل محشر آپ ﷺ کے پاس آ کر عرض کریں گے۔ تو آپ ﷺ اس کو منظور فرما کر خداوند تعالیٰ کے دربار میں اہل محشر کی شفاعت کریں گے اور خداوند تعالیٰ منظور فرمائیں گے۔ جس سے تمام اہل محشر پر آپ ﷺ کا اقرب الی اللہ ہونا آفتاب کی طرح روشن ہوگا۔

حضور ﷺ کی افضلیت پر حضرات نصاریٰ کی طرف سے چند اعتراض کئے گئے ہیں۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کا جواب دے دوں تاکہ عوام الناس ان کی وجہ سے غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔

اعتراض اول

حضور ﷺ کو جب اہل مکہ نے تنگ کیا۔ حتیٰ کہ شہید کرنے پر آپ ﷺ کو آمادہ ہوگئے۔ تو آپ ﷺ کو مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لے جانے کا حکم ہوا۔ مگر آسمان پر نہیں اٹھایا گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو جب یہود قتل کرنے لگے تو ان کو باقرار اہل اسلام چوتھے آسمان پر اٹھالیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ سے افضل تھے۔

جواب (۱)

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ جو افضلیت حضور ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس سے مراد منصب نبوت میں سب سے بڑا ہونا اور دربار خداوندی میں سب سے زیادہ اقرب ہونا ہے اور آسمان پر اٹھایا جانا اس افضلیت کو مستلزم نہیں ہے۔ ورنہ حضرت ادریس علیہ السلام بھی افضل الانبیاء ہونے چاہئیں کیونکہ ان کے متعلق بھی قرآن شریف میں تصریح ہے کہ: ’’ورفعناه مكانا عليا‘‘ ہم نے ان کو بلند مکان پر اٹھالیا۔ بلکہ حضرت ادریس علیہ السلام حضور ﷺ سے زیادہ افضل ہونے چاہئیں اس لئے کہ ان کے متعلق بعض حضرات کا خیال ہے کہ ان کو ساتویں آسمان پر اٹھا

لیا گیا تو اب آپ بتلائیں کہ جس کو چوتھے آسمان پر اٹھالیا گیا ہے۔ وہ افضل ہوگا یا جس کو ساتویں آسمان پر اٹھالیا گیا ہے وہ افضل ہوگا۔

بلکہ آسمان پر اٹھایا جانا تو نفس نبی ہونے کو بھی مستلزم نہیں ہے۔ چہ جائیکہ اس کو افضل الانبیاء ہونے کی دلیل ٹھہرایا جائے۔ کیونکہ مفسرین نے تصریح کی ہے کہ حضرت آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی نے جب فرعون سے تنگ آکر دعا کی تو خداوند تعالیٰ نے ان کو بمع جسد عنصری زندہ اٹھا کر جنت میں داخل کردیا۔ اب وہ جنت میں زندہ ہیں۔ کھاتی ہیں اور پیتی ہیں اور نہایت آرام کے ساتھ رہتی ہیں۔ حالانکہ وہ نبی بھی نہیں تھیں۔ الحاصل جب آسمان پر اٹھایا جانا نفس نبی ہونے ہی کو مستلزم نہیں ہے۔ تو پھر اس کو افضلیت کی دلیل ٹھہرانا تو سراسر غلطی ہے۔

جواب (۲)

عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا اظہار قرب کی غرض سے نہ تھا تا کہ اس کو اقرب الی اللہ ہونے کی دلیل بنایا جاسکے۔ بلکہ دشمنوں سے بچانے کی غرض سے تھا۔ جیسا کہ ان کے واقعہ سے صاف ظاہر ہے۔ اظہار قرب کے لئے تو رسول اللہ ﷺ کو بلایا گیا تھا۔ جس کی تفصیل واقعہ معراج میں ہے۔ جو مخصوص ہے حضور ﷺ کے ساتھ اگر حضرات نصاریٰ کے پاس اس کے مقابلہ میں کوئی چیز ہے تو پیش کریں۔

جواب (۳)

عیسیٰ علیہ السلام کا دشمنوں سے بچا کر زندہ آسمان پر اٹھایا جانا گو اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ مگر حضرات نصاریٰ تو اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ مصلوب ہوئے تو ان کے اعتقاد کے مطابق تو حضور ﷺ افضل ہوئے۔ کیونکہ گو ان کو آسمان پر نہیں اٹھایا گیا مگر دشمنوں کے ہاتھ سے شہید تو نہیں کرایا گیا، بلکہ بچالیا گیا۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کو تو بچایا ہی نہیں گیا۔ بلکہ دشمنوں کے ہاتھ سے مصلوب کرادیا۔ اب آپ انصاف سے بتائیں کہ افضل وہ ہے جس کو بچالیا گیا یا وہ جس کو سولی دلوادیا گیا۔

اور علاوہ اس کے یہ گذارش ہے کہ افضلیت کا قصہ تو بعد کو طے کرنا اول تو یہ بات طے ہونی چاہئے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب خدا تھے یا خدا ان میں حلول کئے ہوئے تھا تو وہ مصلوب کیسے ہو گئے؟ کیا خدا ہونے کے باوجود ان میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ اپنی جان کو سولی سے بچاسکتے؟ کیا خدا رحلت بھی فرماجایا کرتا ہے؟ خدا کے واسطے ذرا تو انصاف کرو۔

باقی رہی یہ بات کہ اہل اسلام کے عقیدہ کے موافق کیا وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو آسمان پر اٹھالیا اور حضور ﷺ کو نہ اٹھایا گیا۔ بلکہ ہجرت کا حکم دیا گیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فقط بنی اسرائیل ہی کے لئے نبی تھے۔ کسی دوسری قوم کے لئے نبی نہیں تھے۔ تاکہ کسی دوسری جگہ جا کر نبوت کا کام کر سکتے اور جن کے لئے نبی تھے۔ انہوں نے جان سے مارنے کا ارادہ کرلیا۔ تو لامحالہ ان کو آسمان پر اٹھانا پڑا اور رسول اللہ ﷺ چونکہ تمام دنیا کے لئے نبی تھے لہٰذا اگر مکہ معظّمہ میں رہ کر کام نہیں کر سکتے تو مدینہ منورہ میں رہ کر کریں گے۔ آپ ﷺ کو اگر مدینہ میں بھی دقت پیش آتی تو پھر بھی آپ کو آسمان پر نہ اٹھایا جاتا۔ بلکہ کسی دوسری جگہ چلے جانے کا حکم ملتا۔ اس طرح تمام دنیا میں گھومتے رہتے۔ مگر آسمان پر نہ اٹھائے جاتے۔ کیونکہ آپ ﷺ تو جہاں بھی جاتے وہیں نبوت کا کام کر سکتے تھے۔ پھر آپ ﷺ کو آسمان پر اٹھا کر بے کار کیوں رکھا جاتا؟

اعتراض دوم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس درجہ کے مقدس و پاک دامن تھے کہ تمام عمر شادی ہی نہیں کی اور رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے شادیاں کیں۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ سے افضل تھے۔

جواب

شادی نہ کرنا اور عورتوں سے جدا رہنا نبی کے لئے باعث فضل وکمال نہیں ہے۔ بلکہ مقصد نبوت کی تکمیل میں نقصان دہ ہے۔ کیونکہ نبی مکمل اصلاح کر ہی نہیں سکتا جب تک کہ اس میں تمام لوازم بشریت پورے طور پر نہ پائے جائیں۔ اگر خواص بشریت کا نہ ہونا نبی کے لئے باعث کمال ہوتا تو ملائکہ ہی کو نبی کیوں نہ بنایا جاتا؟

غرض جس کو آپ باعث فضل وکمال سمجھ رہے ہیں۔ وہ حقیقت میں باعث نقصان ہے۔ جس قدر لوازم بشریت نبی میں کم ہوں گے۔ اسی قدر تکمیل مقصد نبوت میں کمی آئے گی۔ اس کی پوری تشریح او پر گزر چکی۔ ملاحظہ فرمالیجئے۔

۲...... عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اس وجہ سے ان میں قوت رجولیت بہت کم تھی۔ اسی وجہ سے انہوں نے تمام عمر کوئی شادی نہیں کی اور بوجہ کمزوری کے شادی نہ کرنا کوئی کمال نہیں ہے۔ بلکہ جس قدر دنیا میں کمزور و نامرد ہیں۔ اکثر ان میں سے شادی نہیں

کرتے اور ناجائز طریقہ سے بدکاری کرتے ہیں۔ لیکن یہ ان کا کمال نہیں شمار کیا جاتا۔ ایسا ہی اگر عیسیٰ علیہ السلام نے بوجہ کمزوری قوت رجولیت کے شادی نہ کی ہو تو کوئی کمال کی بات نہیں ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی طاقت کے ہوتے ہوئے صبر کر کے دکھائے جیسا کہ حضور ﷺ نے دکھایا۔ کیونکہ آپ ﷺ نے پچیس سال تک کوئی شادی نہیں کی۔ جو نہایت ہی جوش جوانی کا زمانہ ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ میں چالیس آدمیوں کی طاقت تھی اور اس پر طرہ یہ ہے کہ کسی دشمن نے بھی آپ ﷺ پر کبھی بدنگاہی کا الزام بھی نہیں لگایا۔ بدکاری تو در کنار رہی کمال اس کو کہتے ہیں اور پھر پچیس سال کے بعد بھی شادی کی تو ایک بیوہ عورت سے۔ جو علاوہ دو دفعہ بیوہ ہونے کے آپ ﷺ سے عمر میں بھی بڑی تھیں۔ یعنی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ اور جب تک وہ زندہ رہیں آپ ﷺ نے دوسرا نکاح نہیں کیا اور ان کی رحلت کے بعد بھی جس قدر نکاح کئے، بیوہ عورتوں سے ہی کئے۔ سوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے۔ حالانکہ آپ ﷺ کو اعلیٰ درجہ کی خوبصورت دوشیزہ عورتیں مل سکتی تھیں۔ مگر آپ ﷺ کا مقصد نکاح کرنے سے مقصد چونکہ شہوت رانی نہیں تھا۔ بلکہ مقصد یہ تھا کہ ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعہ دین کا وہ حصہ مکمل ہو جائے جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس مقصد کے لئے نوجوان لڑکیوں سے تجربہ کار عورتیں زیادہ مفید تھیں۔ الحاصل عیسیٰ علیہ السلام کا شادی نہ کرنا افضلیت کی دلیل نہیں ہے۔

اعتراض سوم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات بڑے ہیں بہ نسبت معجزات حضرت ﷺ کے لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام افضل ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔

جواب

معجزات کی تشریح جو اوپر گزر چکی ہے۔ اس کو دیکھنے کے بعد سمجھدار آدمی تو اس گفتگو ہی کو فضول سمجھتا ہے کہ کس نبی کے معجزات بڑے ہیں اور کس کے چھوٹے۔ لیکن معاندین چونکہ انصاف کو بالائے طاق رکھ کر بات کرتے ہیں لہٰذا ممکن ہے کہ ان کو تسکین نہ آئے لہٰذا قدرے اس بات کی تشریح کرتا ہوں کہ معجزات رسول اللہ ﷺ بہ نسبت معجزات باقی انبیاء علیہم السلام کے کیا شان امتیازی رکھتے تھے۔ معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک معجزات علمی دوسرے معجزات عملی لہٰذا ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتا ہوں۔

معجزات علمیہ

معجزات علمیہ اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص دعویٰ نبوت کر کے ایسے علوم ظاہر کرے کہ سب لوگ ان علوم کے مقابلہ سے عاجز آجائیں اور معجزات علمیہ افضل ہوتے ہیں معجزات عملیہ سے اس لئے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ علم اشرف ہے عمل سے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر فن کے استادوں کی تعظیم کی جاتی ہے اور ہر صیغہ کے افسروں کو تنخواہ زیادہ دی جاتی ہے۔ حالانکہ ان کے ماتحت والے خدمت زیادہ کرتے ہیں اور محنت زیادہ کرتے ہیں اور افسروں کو محنت بہت ہی کم کرنی پڑتی ہے۔ یہ شرف علم نہیں تو اور کیا ہے اور ایسا ہی بسا اوقات امتی آدمی مجاہدہ وریاضت میں انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر مرتبہ میں پھر بھی کم ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ شرف علم وتعلیم جو انبیاء علیہم السلام کے پاس ہے وہ امتی کے پاس نہیں ہوتا۔

غرض انبیاء علیہم السلام کو امتیوں سے امتیاز بوجہ علم وتعلیم ہی ہوتا ہے نہ بوجہ ریاضت و عبادت کے، تو ثابت ہوا کہ علم افضل ہے عمل سے لہٰذا معجزات علمیہ بھی افضل ہوں گے معجزات عملیہ سے۔ اب مقابلہ کر کے دیکھو کہ معجزات علمیہ میں کون افضل ہے جس شخص کو رسول اللہ ﷺ کے معجزات علمیہ کے افضل ہونے میں تردد ہو اس کو قرآن شریف میں غور کرنا چاہئے کہ تمام معجزات علمیہ سے افضل وتمام علوم کو جامع ہے۔ اس لئے کہ اس میں علم ذات وصفات بھی اس قدر ہے کہ کوئی دوسری کتاب روئے زمین پر اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ علم برزخ وآخرت بھی اس قدر مفصل ہے کہ اور کہیں ملنا ممکن نہیں۔ علم اخلاق واحوال واعمال میں وہ رنگ دکھایا ہے کہ دوسری جگہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

علم تاریخ پر وہ روشنی ڈالی ہے جس کا جواب ناممکن ہے۔ علم ہی علم تدبیر منزل وسیاست مدن میں وہ خوبی دکھائی ہے کہ دوسری جگہ اس کا وجود محال ہے۔ اگر کسی کو یقین نہ ہو تو کوئی دوسری کتاب اس کے مقابلہ پر لائے اور پھر فصاحت وبلاغت کا یہ حال ہو کہ کسی فصیح وبلیغ سے آج تک نہ مقابلہ ہوسکا اور نہ قیامت تک ہوسکے گا اس کی عبارت ہر کس وناکس پر اس طرح ممتاز ہے جس طرح اعلیٰ درجہ کا خوبصورت بدصورتوں میں ممتاز ہوتا ہے یا اعلیٰ درجہ کے خوش نویس کا خط بدنویسوں کے خط سے ممتاز ہوتا ہے۔ الحاصل معجزات علمیہ میں تو رسول اللہ ﷺ کا تمام انبیاء علیہم السلام سے ممتاز ہونا اظہر من الشمس ہے۔ محتاج دلیل نہیں ہے قرآن شریف موجود ہے جس کا جی چاہے مقابلہ کر کے دیکھ لے۔

معجزات عملیہ

معجزات عملیہ اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص دعویٰ نبوت کر کے ایسے کام کر کے دکھائے کہ سب لوگ اس کے مقابلہ سے عاجز آ جائیں۔ کوئی دوسرا ایسے کام کر کے نہ دکھا سکے۔ باقی رہی یہ بات کہ معجزات عملیہ کس نبی کے افضل واعلیٰ ہیں۔ تو اس کے متعلق بعض انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا حضور ﷺ کے معجزات سے مقابلہ کر کے دکھاتا ہوں۔ اس کے بعد اہل انصاف فیصلہ کریں کہ کس کے معجزات افضل واعلیٰ ہیں۔

معجزات عیسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ

قبل اس کے کہ معجزات کا مقابلہ کر کے دکھاؤں۔ یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس امر کو واضح کردوں کہ معجزات کے اعلیٰ وافضل ہونے کا معیار کیا ہے تاکہ مقابلہ کے بعد آسانی سے معلوم ہو سکے کہ کس کے معجزات اعلیٰ وافضل ہیں۔ معجزہ کے لغوی معنی اوپر گزر چکے ہیں اور اصطلاح میں معجزہ کہتے ہیں ایسے امر کو جو خلاف عادت نبی کے ہاتھ پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ ایسی وجہ پر کہ تمام منکرین کو عاجز کر کے دکھا دے۔ کوئی شخص اس امر میں اس کا مقابلہ نہ کر سکے تو جس قدر عادت کے زیادہ خلاف ہوگا۔ اس قدر وصف اعجاز میں اعلیٰ وافضل ہوگا اور جس قدر عادت کے قریب ہوگا اسی قدر وصف اعجاز میں کم درجہ کا ہوگا۔ اب اس معیار کے مطابق معجزات عیسیٰ علیہ السلام و معجزات رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ کر کے دیکھو اور فیصلہ کرو کہ معجزات کس کے اعلیٰ تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ کئے اور رسول اللہ ﷺ نے ایک کھجور کے سوکھے ستون کو زندہ کیا۔ لیکن جو مردے عیسیٰ علیہ السلام نے زندہ کئے وہ پہلے بھی زندہ رہ چکے تھے اور زمانہ دراز تک محل حیات بن چکے تھے۔ مگر درخت کبھی محل حیات نہیں ہوا۔ پس ایک محل حیات میں اعادہ حیات کرنا اتنا مستبعد نہیں ہے جتنا ایسی چیز میں حیات کو پیدا کرنا مستبعد ہے جو کبھی محل حیات بنی ہی نہ ہو اور لکڑی بھی اگر تر ہوتی تو گو وہ بھی محل حیات تو نہیں لیکن تاہم اس کو کسی قدر حیات سے مناسبت ہوتی لیکن لکڑی اور پھر سوکھی اس کا زندہ کرنا تو بہت ہی مستبعد ہے۔

الحاصل عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کرنے کے بعد کوئی ایسی بات نہیں دکھائی جو پہلے زمانہ حیات میں ان میں نہ پائی جاتی ہو۔ بلکہ نفس حیات سابقہ ہی کا اعادہ کیا۔ اس کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ اگر سوکھی لکڑی کو صرف ہرا درخت بنا کر دکھا دیتے تو جب بھی وصف اعجاز میں عیسیٰ علیہ السلام سے کم نہ ہوتے۔ بلکہ مساوی ہوتے۔ کیونکہ دونوں جگہ اعادہ حالت سابقہ علی

السویہ پایا جاتا۔ لیکن آپ ﷺ نے تو سوکھی لکڑی میں وصف حیات پیدا کر دیا۔ جو کبھی اس سے پہلے اس میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا اور پھر حیات بھی معمولی درجہ کے نہیں بلکہ وہ حیات جس میں کمال درجہ کا ادراک وشعور ہو۔ جو سوا اشرف المخلوقات (یعنی انسان) کے کسی دوسرے جانور میں پایا ہی نہ جاتا ہو۔ کیونکہ وہ سوکھا ستون دردفراق رحمۃ اللعالمین میں ایک سمجھدار انسان کی طرح چیخیں مار مار کر رویا جبتک کہ آپ ﷺ نے ممبر سے اتر کر اس کو گلے سے نہیں لگایا اور پیار ومحبت نہیں کیا وہ خاموش ہی نہیں ہوا اور اس قدر روتا تھا کہ خطبہ پڑھنا تنگ کر دیا بڑی مشکل سے خاموش ہوا۔

اس کے بعد بات یہی قابل توجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب تک مردے زندہ کرنے کا ارادہ فرما کر خاص طور پر توجہ نہیں فرماتے تھے۔ کوئی مردہ زندہ نہیں ہوتا تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے تو اس ستون کو زندہ کرنے کا ارادہ تک بھی نہیں فرمایا بلکہ اس سے علیحدگی اختیار فرمائی تو آپ ﷺ کے علیحدہ ہونے کی وجہ سے وہ خودبخود زندہ ہو کر دردفراق محمدی ﷺ میں چیخ اٹھا۔

دوسرا معجزہ عیسیٰ علیہ السلام کا گارے کے جانور بنا کر اڑانا تھا۔ گارے کو لے کر پہلے جانور کی شکل بناتے تھے۔ اس کے بعد اس میں پھونک مارتے تھے۔ تو وہ خداوند کی قدرت سے زندہ ہو کر اڑ جاتا تھا۔ غرض اس کو کم از کم شکل میں تو زندوں سے مناسبت حاصل ہو جاتی تھی۔ لیکن اس سوکھی لکڑی کو تو صورت وشکل میں بھی زندوں سے مناسبت نہیں حاصل ہوئی تھی۔ بلکہ اپنی اصلی شکل میں رہ کر زندہ ہوگئی لہٰذا یہ زیادہ مستبعد ہے اور پھر گارے کے جانوروں میں صرف معمولی درجہ کا حیات پیدا ہوتا تھا۔ مگر اس سوکھے ستون میں علاوہ حیات کے اعلیٰ درجہ کا ادراک وشعور بھی پیدا ہو گیا تھا۔ جس کی تشریح ابھی گزری ہے۔ تو صرف حیات کے پیدا ہونے سے یہ زیادہ مستبعد ہے۔

تیسرا معجزہ عیسیٰ علیہ السلام کا تھا بیماروں کا اچھا کرنا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہتے ہی خداوند تعالیٰ بیماروں کو اچھا کر دیتے تھے۔ اس کے مقابلہ میں حضور ﷺ کے ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹی ہوئی ٹانگ فوراً صحیح ہو جاتی ہے اور بگڑی ہوئی آنکھ آپ ﷺ کے ہاتھ لگاتے ہی بالکل اچھی ہو جاتی ہے۔ یہ فقط یوں ہی بیماروں کے اچھے ہو جانے سے کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ وہاں تو اس سے زیادہ نہیں ہے کہ خداوند تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے کہنے سے بیماروں کو اچھا کر دیا تو اس میں صرف قدرت خداوندی کا اظہار ہے۔ کچھ برکت جسمانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں نہیں پائی جاتی اور یہاں دونوں موجود ہیں۔ کیونکہ فاعل حقیقی تو یہاں بھی خداوند تعالیٰ ہی ہے لہٰذا قدرت کا اظہار یہاں بھی ہوا لیکن بواسطہ جسم محمدی (ﷺ) اس قدرت کا اظہار کرنا اس بات کی دلالت کرتا

ہے کہ آپ ﷺ کا جسم مقدس منبع البرکات ہے۔ اب ان تمام باتوں کو دیکھ کر اہل انصاف فیصلہ کریں کہ حضور ﷺ کے معجزات کے مقابلہ میں معجزات عیسیٰ علیہ السلام کو کیا نسبت تھی۔ مگر تعصب کا کوئی علاج نہیں ہوسکتا۔

معجزات موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ

موسیٰ علیہ السلام کا عصاء زندہ ہوکر سانپ بن جاتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کے تصدق سوکھی کھجور کی لکڑی زندہ ہوتی ہے۔ سوکھی لکڑی میں جان آجانے میں تو دونوں برابر لیکن اس کے بعد فرق یہ ہے کہ عصاء کی شکل سانپ کی ہوجانے کے بعد اس میں آثار حیات نمایاں ہوتے ہیں تو اس کو شکل میں زندوں کے ساتھ مناسبت پیدا ہوجاتی ہے۔ لیکن کھجور کی سوکھی لکڑی کی شکل بھی نہیں بدلتی اپنی اصلی شکل میں رہ کر زندہ ہوتی ہے۔ یہ زیادہ تعجب انگیز بات ہے اور دوسرا فرق یہ ہے کہ عصاء میں صرف معمولی درجہ کا حیات آتا ہے۔ لیکن اس سوکھی لکڑی میں علاوہ حیات کے ادراک وشعور بھی اعلیٰ درجہ کا پیدا ہوتا ہے۔ جس کی تشریح اوپر گزر چکی ہے اور سانپ میں سوا خواص نوع سانپ کے اور کوئی بات پیدا نہیں ہوئی۔

الحاصل عصاء کا صرف سانپ بن جانا اس قدر مستبعد نہیں ہے جس قدر ایک سوکھی لکڑی کا بغیر تبدیلی شکل کے انسان بن جانا اور کمال ادراک وشعور ظاہر کرنا اور اسی طرح پتھروں کا انسان کی طرح آپ ﷺ کو سلام کرنا عصا کے سانپ بننے سے بدرجہا زیادہ مستبعد ہے اور ایسا ہی درختوں کا اپنی شکل میں رہ کر حضور ﷺ کی اطاعت میں اپنی جگہ سے حرکت کرنا اور پردہ کرنے کی خاطر مل جانا کمال ادراک پر دلالت کرتا ہے۔ جو بغیر انسان کے کسی دوسرے حیوان میں نہیں پایا جا سکتا۔ یہ تمام معجزات عصاء کے سانپ بننے اور مردوں کے زندہ ہونے سے بدرجہا مستبعد ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ پتھر سے پانی نکلتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں حضور ﷺ کے دست مبارک سے پانی نکلا۔ پانی تو دونوں جگہ سے نکلا۔ مگر پتھر سے پانی کا نکلنا اتنا تعجب خیز نہیں ہے جتنا گوشت وپوست سے نکلنا تعجب انگیز ہے اور علاوہ اس کے پتھر سے پانی نکلنے میں تو صرف قدرت خداوندی کا اظہار ہے۔ مگر دست مبارک سے پانی نکلنے میں علاوہ قدرت کے اظہار کے اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ آپ کا دست مبارک منبع فیوض تھا اور ایسا ہی آپ ﷺ کے لعاب سے کوئیں میں پانی کا زیادہ ہونا بتلاتا ہے کہ جسم مبارک حضور ﷺ کا معدن فیوض تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ ید بیضا بھی تھا اس کے مقابلہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمعین کی چھڑی کے سر پر بطفیل جناب رسول اللہ ﷺ اندھیری رات میں جب وہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس سے رخصت ہونے لگے، روشنی ہوگئی اور وہ جانے والے دوصحابیؓ تھے۔ جہاں سے راستہ جدا ہوا وہاں روشنی بھی منقسم ہوکر دونوں کے ساتھ ہولی۔ اب خیال فرمایئے کہ دست مبارک موسیٰ علیہ السلام اگر گریبان میں ڈالنے کے بعد بوجہ قرب قلب منور وروشن ہوجاتا تھا تو اول تو وہ نبی دوسرے نور قلب کا قرب تو اگر بوجہ قرب نور قلب دست موسوی میں نور آجائے تو کیا تعجب ہے؟ وہ صحابیؓ تو دونوں نبی بھی نہ تھے اور نہ ان کی لکڑی کو قرب وجوار نور قلب تھا۔ بلکہ فقط برکت صحبت نبوی ﷺ تو اب اہل انصاف فیصلہ کریں کہ معجزات کس کے اعلیٰ وافضل تھے۔

معجزہ خلیل اللہ سے مقابلہ

آتش نمرود میں خلیل اللہ کے جسم کا نہ جلنا واقع میں ایک بہت بڑا معجزہ تھا۔ لیکن وہ اتنا تعجب انگیز نہیں تھا۔ جتنا اس دسترخوان کا آگ میں نہ جلنا جو حضرت انسؓ کے پاس بطور تبرک نبوی ﷺ تھا اور وہ بھی ایک بار نہیں بلکہ بار بار اس قسم کا اتفاق ہوا کہ جب میل چکناہٹ زیادہ ہوتو فوراً آگ میں ڈال دیا جب میل چکناہٹ جل گیا نکال لیا اور قصہ مثنوی مولانا روم میں مذکور ہے۔ اب خیال فرمایئے کہ ایک آدمی کا نہ جلنا اتنا تعجب خیز نہیں ہے جتنا کھجور کے پٹھوں کے دسترخوان کا اور وہ بھی ایسا کہ جس پر چکناہٹ بھی ہوتی ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دسترخوان میں زمین وآسمان کا فرق تھا اور وہ خود نبی اور نبی بھی ایسے کہ خلیل اللہ اور دسترخوان میں فقط اتنی ہی بات کہ گاہے گاہے حضور ﷺ کے ساتھ رکھا گیا اور آپ ﷺ نے اس پر کھانا کھایا۔

جب حضور ﷺ کے معجزات کے مقابلہ میں ان حضرات کے معجزات کی یہ کیفیت ہے۔ باوجود ان کے اولوالعزم ہونے کے تو باقی حضرات کے معجزات کا تو آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کی کیا کیفیت ہوگی۔

الحاصل حضور ﷺ کے معجزات علمیہ اور عملیہ تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے اعلیٰ وافضل ہیں۔ لہٰذا اگر افضلیت کا دارومدار معجزات ہی پر رکھا جائے تو تب بھی حضور ﷺ ہی افضل الانبیاء ثابت ہوں گے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام جس قدر معجزات لائے تھے۔ جب دنیا سے رحلت فرمائی تو ان کو بھی ساتھ ہی لے گئے۔ اس وقت اگر آپ چاہیں کہ کسی نبی کے معجزہ کا مشاہدہ کریں تو غیر ممکن ہے مگر رسول اللہ ﷺ رحلت کے بعد بھی قیامت تک اپنا معجزہ (یعنی قرآن شریف) باقی چھوڑ گئے۔ جو آپ ﷺ کا علمی معجزہ ہے اور تمام معجزات سے

اعلیٰ وافضل ہے۔ کوئی مخالف اس کے مقابلہ میں سر نہیں اٹھا سکتا۔ جس کی قدرے تشریح اوپر گزر چکی ہے اور مزید تفصیل عنقریب آئے گی۔ غرض آپ ﷺ کی صداقت کی دلیل مخالفین کے سامنے ہروقت موجود ہے۔ اسی کے متعلق فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے: ’’مامن الانبیاء من نبی الاقد اعطی من الایات مامثله امن علیه البشر وانما کان الذی اوتیت وحیا اوحی اللّٰه الیّ فارجوا ان اکون اکثرهم تابعا یوم القیمة متفق علیه‘‘

﴿کہ نہیں پیغمبروں میں سے کوئی پیغمبر مگر کہ تحقیق دیا گیا معجزات میں سے اس قدر کہ مثل اس قدر کے ایمان لا سکے اس پر بشر اور بیشک جو چیز کہ مجھے عطاء کی گئی ہے وہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجی ہے۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ میں قیامت کے روز ازروئے تابعداروں کے تمام پیغمبروں سے زیادہ ہوں گا۔﴾ مطلب یہ ہے کہ ہر نبی کو اپنے اپنے زمانہ میں ایسے معجزات عطاء کئے گئے کہ ان کو دیکھ کر لوگوں کو ان کی صداقت کا یقین ہو سکے۔ مگر ہر نبی کے معجزات اسی کے زمانہ کے ساتھ مخصوص تھے۔ اس کی رحلت کے بعد معجزات بھی منقطع ہوگئے۔ لیکن مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے۔ وہ قیامت تک باقی رہے گا۔ ہر زمانہ میں اس کو دیکھ کر لوگ ایمان لائیں گے۔ اسی وجہ سے میرے تابعین قیامت کے روز زیادہ ہوں گے اور وہ معجزہ قرآن شریف ہے۔ جس کی تشریح اوپر گزر چکی ہے۔

حضرات نصاریٰ کی طرف سے حضور ﷺ کی افضلیت پر اعتراضات تو اور بھی کئے گئے ہیں۔ لیکن افضلیت کی تشریح مذکورہ میں غور کرنے والا ان سب کا جواب نہایت آسانی کے ساتھ دے سکتا ہے لہٰذا ان سب کا ذکر کرنا بے فائدہ ہے۔

جو معنی افضلیت کے بیان کئے گئے ہیں۔ وہ کسی دوسرے نبی میں کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا اور نہ کسی نبی نے سواء حضور ﷺ کے اس افضلیت کا دعویٰ کیا ہے۔ تو اب اگر کوئی شخص کسی دوسرے نبی میں وہ افضلیت ثابت کرنا چاہے تو اول تو وہ (مدعی سست گواہ چست) کا مصداق ہوگا اور دوسرے اس دعویٰ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا غیر ممکن ہوگا۔

حضور ﷺ کے قطعہ عرب میں مبعوث ہونے کی حکمت

حضور ﷺ کو تمام دنیا کا ہادی و مصلح بنا کر بھیجا گیا تھا۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ لیکن اظہر من الشمس ہے کہ تمام دنیا کی اصلاح بلاواسطہ ایک شخص سے ممکن نہیں ہے۔ اگرچہ اس کو ہزار سال سے بھی زیادہ عمر دی جائے۔ خصوصاً ایسے شخص سے کہ اس کو فقط ۲۳ سال اس کام کے لئے دیئے جائیں اور قلت سامان کی یہ حالت ہو کہ گزر اوقات کی خاطر قوم کی بکریاں چراتا ہو۔ سلطنت

ولشکر کا ہونا تو در کنار اور بچپن میں یتیم ہونے کا صدمہ بھی اٹھا چکا ہو اور لکھنے پڑھنے کی یہ حالت ہو کہ کبھی قلم ہاتھ میں نہ پکڑا ہو اور کسی استاد سے ایک حرف بھی نہ سیکھا ہو لہٰذا مصلحت کا تقاضا یہ ہوا کہ کسی ایک قوم کو منتخب کر کے پہلے اس کو اس قوم میں بھیجا جائے تا کہ اول اس قوم کی اصلاح کر کے اس کو اپنا دست بازو بنا کر اس کے ذریعہ سے آپ ﷺ تمام دنیا کی اصلاح کریں۔

پس آپ ﷺ کی بعثت کے دو حصے ہیں۔ اولاً د بالذات اس قوم کی اصلاح اور ثانیاً و بالواسطہ باقی تمام لوگوں کی اصلاح۔ کیونکہ وہ قوم بمنزلہ آلہ کے ہوگی اور آلہ کا حصول مقدم ہوتا ہے۔ جب تک آلہ نہ ہو کام نہیں ہوسکتا۔ ایسا ہی جب تک اس قوم کی اصلاح پہلے نہیں ہوگی تو تمام دنیا کی اصلاح براہ راست ایک شخص سے ممکن نہیں ہے۔ اس انتخاب کا قرعہ فیصلہ ازلی میں قطعہ عرب پر واقع ہوا لہٰذا رحمۃ للعلمین کو مکہ معظّمہ میں قوم قریش میں مبعوث کیا گیا۔

باقی رہی یہ بات کہ قطعہ عرب کے انتخاب میں کیا حکمت تھی کہ تمام دنیا کو چھوڑ کر اسی قطعہ کو منتخب کیا گیا۔ تو اس کے متعلق گزارش ہے کہ اس میں تین حکمتیں تھیں۔

ا...... اول سنت خداوندی یہ ہے کہ اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے ہر کام میں وہ راستہ تجویز فرماتے ہیں جو تمام راستوں سے زیادہ آسان ومختصر ہو۔ اس سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ ﷺ کی بعثت کے لئے مکہ معظّمہ سے بہتر اور کوئی قطعہ زمین کا نہیں تھا۔ اس لئے کہ جس نبی کو تمام دنیا کی اصلاح کرنی ہو۔ اس کی بعثت کے لئے وہ جگہ منتخب ہونی چاہئے جو تمام دنیا کے وسط میں بمنزلہ مرکز کے ہوتا کہ ہر طرف آسانی سے پہنچ سکے۔ اگر اس کو ایک کنارے پر کھڑا کیا جائے تو اس کو بہت بڑی دقت پیش آئے گی اور تمام زمین کا وسط اور مرکز بیت اللہ ہے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے: ”قالوا الکعبة سُرّة الارض ووسطها“ ﴿خانہ کعبہ زمین کی ناف ہے۔﴾ لہٰذا حضور ﷺ کو مکہ معظّمہ میں مبعوث کیا گیا۔

۲...... قطعہ عرب نعمت نبوت سے زمانہ دراز سے محروم چلا آرہا تھا اور یہود جو ملک شام میں آباد تھے، وہ آباؤ اجداد سے نعمت نبوت سے بہرہ یاب تھے۔ عرب کے لوگ جب ملک شام میں بغرض تجارت جاتے تھے۔ تو یہود کی طرف حسرت کی نگاہ سے اس طرح دیکھا کرتے تھے جس طرح ایک محتاج جو آباء واجداد سے محتاج چلا آرہا ہو۔ ان لوگوں کی طرف حسرت سے دیکھتا ہے جو آباء واجداد سے اغنیاء چلے آرہے ہوں اور عرب کو اسی وجہ سے امیین (یعنی ناخواندے) کہا جاتا تھا کہ وہ زمانہ دراز سے نعمت نبوت سے محروم چلے آرہے تھے۔

پس رحمت الٰہیہ کو جوش آیا کہ ان کی سینکڑوں برسوں کی محرومی کو دور کر کے دولت نبوت

سے ان کو سرفراز فرمائے۔ اسی وجہ سے حضورﷺ کی بعثت کے لئے قطعہ عرب کو منتخب کیا گیا۔ اس وجہ سے قرآن شریف میں متعدد جگہ بیان کیا گیا ہے۔ سورۂ یٰسین میں ہے: ’’تنزیل العزیز الرحیم لتنذر قوماما انذر آباء هم فهم غٰفلون ‘‘ ﴿یہ قرآن شریف خدائے زبردست و مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تاکہ آپﷺ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے تھے۔ سو اسی وجہ سے یہ بے خبر ہیں۔﴾

اور سورۂ قصص میں ہے: ’’ولکن رحمة من ربك لتنذر قوما ما اتٰهم من نذیر من قبلك لعلهم یتذکرون ‘‘ ﴿لیکن آپﷺ اپنے رب کی رحمت سے نبی بنائے گئے تاکہ آپﷺ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپﷺ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ کیا تعجب ہے کہ وہ نصیحت قبول کریں۔﴾ دونوں آیات میں قوم سے مراد عرب ہیں اور دونوں آیات کا حاصل یہ ہے کہ چونکہ یہ لوگ زمانہ دراز سے نعمت نبوت سے محروم تھے لہٰذا رحمت الٰہیہ کو جوش آیا کہ ان کی محرومی کو دور کیا جائے۔

اور اس حکمت کا حاصل دوسری عبارت میں یہ ہے کہ وہ امراض روحانیہ جن کا علاج کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے جاتے ہیں۔ وہ امراض قطعہ عرب میں انتہاء کو پہنچ گئے تھے۔ حتیٰ کہ بیت اللہ جیسی پاک جگہ بیت الاصنام بنی ہوئی تھی۔ تین سو ساٹھ بت بیت اللہ کے اردگرد رکھے ہوئے تھے اور ایسا ہی باقی خرابیاں بھی حد سے گزر گئی تھیں اور اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ وہ لوگ زمانہ دراز سے نعمت نبوت سے محروم تھے۔ کوئی مصلح ان کے پاس نہیں آیا تھا۔

الحاصل یہ لوگ روحانی ڈاکٹر کے زیادہ محتاج تھے بنسبت اوروں کے لہٰذا ان کی روحانی بیماریوں نے بزبان حال دربار خداوندی میں دست دعا دراز کر کے روحانی ڈاکٹر کی درخواست کی۔ رحمت خداوندی نے فوراً بتقاضائے: ’’اجیب دعوة الداع اذا دعان ‘‘ منظوری فرما کر نبی کریمﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان بیماروں کی اصلاح کے لئے ایک ایسا زبردست مصلح بھیجا جو تمام مصلحین کا سرتاج تھا۔

۳...... حضورﷺ کی بعثت کے لئے اولاً ایک قوم کا منتخب کرنا تو ضروری تھا۔ جس کی تشریح اوپر گزر چکی ہے۔ لیکن مصلحت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ قوم منتخب کی جائے جو مقصد بعثت کے پورا کرنے میں زیادہ انفع ہو اور وہ مقصد تمام دنیا کی قوموں کی اصلاح ہے لہٰذا پہلے ایسی قوم منتخب ہونی چاہئے جو دنیا بھر کی قوموں سے زیادہ بہادر و قوی ہو۔ اگرچہ اس کی اصلاح میں رسول اللہﷺ کو بہت زیادہ مشکلات پیش آئیں۔ کیونکہ ایسی بہادر قوم کی اصلاح ہو جانے کے بعد وہ تمام دنیا کی قوموں

کو ٹھیک کردے گی۔ بے شک ایسی قوم کا ٹھیک کرنا بہت ہی مشکل ہوگا۔ کیونکہ وہ بوجہ قوت و شجاعت کے آسانی سے اطاعت قبول نہیں کرے گی۔ لیکن جب ٹھیک ہو جائے گی تو دنیا بھر کی قومیں اس کے آگے سر تسلیم خم کریں گی۔ یہ بات قطعہ عرب ہی میں پائی جاتی تھی۔ تمام قطعہ عرب دنیا بھر کی قوموں سے زیادہ بہادر تھا۔ خصوصاً قوم قریش بہادری میں تمام عرب میں ممتاز تھی لہٰذا مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ آپ ﷺ کو قریش میں مبعوث کیا جائے۔

آپ ﷺ کو جوان لوگوں کی اصلاح میں دقتیں اٹھانی پڑیں۔ وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ مگراس قوم نے اصلاح پذیر ہونے کے بعد دنیا کی اصلاح کا کام کیا ہے۔ وہ بھی اظہر من الشّمس ہے۔ ان لوگوں نے قیصر وکسریٰ کے تخت ہلا دیئے تمام دنیا کو تہ وبالا کر دیا۔ روئے زمین میں کوئی قوم ایسی نہیں تھی جوان کے مقابلہ میں ثابت قدم رہ سکے۔ بہت تھوڑے عرصہ میں تمام دنیا میں اسلام پھیل گیا۔ مثلاً اگر حضور ﷺ کو ہندوستان میں مبعوث کیا جاتا تو ہندوستان کی اصلاح میں آپ ﷺ کو اتنی دقت پیش نہ آتی جتنی عرب میں پیش آئی۔ لیکن اسلام رہتا ہندوستان میں ہی۔ ہندوستان کے حدود سے آگے تجاوز نہ کرتا تو گو حضور ﷺ کو تو تکلیف کم ہوتی مگر آپ ﷺ کی بعثت کا جو مقصد تھا (یعنی تمام دنیا میں اسلام پھیلانا) وہ ہرگز حاصل نہ ہوتا۔ کیونکہ ہندوستان کے لوگ اس قابل نہیں تھے کہ بڑی بہادر قوموں کا مقابلہ کرسکتے۔ یہ عرب ہی کا کام تھا کہ فاقوں کے مارے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں۔ لیکن جب تلوار لے کر کھڑے ہوتے ہیں۔ تو پہاڑ ہلا دیتے ہیں۔ غرض ان کے کارنامے محتاج بیان نہیں ہیں۔

اسی حکمت کو مدنظر رکھتے ہوئے خداوند تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو قطعہ عرب میں مبعوث فرمایا اوران کے ذریعہ سے اسلام دنیا میں پھیلایا۔

تقریر مذکورہ بالا سے بعض مخالفین کا وہ شبہ بھی زائل ہوگیا جو آپ ﷺ کی بعثت کے عام ہونے پر کیا جاتا ہے۔ بوجہ ان نصوص کے جن میں آپ ﷺ کا خاص عرب کے لئے مبعوث ہونا مذکور ہے۔ جیسا کہ ان دو آیات میں جو اوپر گزر چکی ہیں۔ کیونکہ ان نصوص میں تخصیص باعتبار بعثت اولاً د بالذات کے ہے۔ جیسا کہ اوپر مفصل گزر چکا ہے۔ نہ اس وجہ سے کہ آپ ﷺ باقی لوگوں کے لئے نبی نہیں تھے۔ بلکہ آپ ﷺ کی بعثت کا عام ہونا دلائل سے ثابت ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

حضور ﷺ کے امی ہونے کی حکمت

جب یہ فیصلہ ہو چکا کہ آپ ﷺ کی بعثت کے لئے قطعہ عرب ہی کا منتخب ہونا مصلحت

ہے۔تواس کے بعد مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ آپ ﷺ امی ہوں۔ پڑھے لکھے نہ ہوں بچند وجوہ:

۱...... عرب چونکہ امی تھے اور امیوں کی طرف نبی بھی امی ہونا زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ اس صورت میں افادہ واستفادہ میں آسانی ہوگی۔ اس لئے کہ جس قدر مرسل ومرسل الیہم میں اتحاد زیادہ ہوتا ہے۔ اسی قدر افادہ واستفادہ میں زیادہ آسانی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں نبی کا طرز کلام ان کے محاورات وعادات کے بالکل موافق ہوتا ہے۔ ان کو سمجھنے میں دقت پیش نہیں آتی اور آپس میں انس بھی زیادہ ہوتا ہے اور اگر آپ ﷺ پڑھے لکھے ہوتے تو ان لوگوں کو آپ ﷺ سے انس بھی کم ہوتا اور آپ ﷺ کا کلام بھی ان کے مزاج کے مطابق نہ ہوتا۔ اس وجہ سے ان کو افادہ واستفادہ میں دقت پیش آتی۔ اس حکمت کی طرف اشارہ اس آیت میں: ''ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم (جمعه)'' ﴿اللہ وہ ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا۔﴾

۲...... مصلحت وقت کا تقاضا یہ تھا کہ آپ ﷺ کو معجزہ کتاب کی صورت میں دیا جائے۔ جس کی تشریح معجزات کے بیان میں گزر چکی ہے۔ پس اگر آپ لکھے پڑھے ہوتے تو بظاہر اس شبہ کی گنجائش ہوتی کہ آپ ﷺ چونکہ لکھے پڑھے ہیں لہٰذا کتابوں کو دیکھ بھال کر اپنی طرف سے جمع کر لیتے ہیں۔ گو تحدی کے بعد جب مقابلہ سے عاجز ہو جاتے تو یہ شبہ بھی زائل ہو جاتا لیکن قبل از تحدی اس کی گنجائش ہوتی۔ لیکن آپ ﷺ کے امی ہونے کی صورت میں اس شبہ کی ابتداء میں ہی جڑ کٹ جاتی ہے۔ جیسا کہ اس آیت: ''وما کنت تتلوا من قبله'' میں اس کی تقریر گزر چکی ہے۔

۳...... اگر آپ ﷺ لکھے پڑھے ہوتے تو آپ ﷺ کو کتاب بھی لکھی لکھائی یک دم دے دی جاتی۔ جیسا کہ آپ ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو دی گئی تھیں۔ لیکن قوم قریش کی درشتی وسخت مزاجی اس قدر حد سے بڑھی ہوئی تھی کہ آپ ﷺ سے کتاب کو چھین کر پارہ پارہ کر دیتے۔ آپؐ کے ہاتھ میں ایک ورق بھی نہ رہنے دیتے۔ اسی مصلحت کی وجہ سے جب تک فرعون غرق نہیں ہوا، موسیٰ علیہ السلام کو کتاب نہیں دی گئی۔ غرض قوم قریش کی حالت کا اندازہ کرتے ہوئے مصلحت کا تقاضا یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو لکھا پڑھا نہ بنایا جائے تاکہ لکھی ہوئی کتاب دینے کی ضرورت نہ پڑے بلکہ امی رکھ کر تھوڑا تھوڑا کر کے کتاب یاد کرادی جائے تاکہ آپ ﷺ کے قلب میں محفوظ رہے۔ کسی شخص کا اس پر قابو ہی نہ ہونے پائے۔ اسی کے متعلق ارشاد ہے سورۂ شعراء کی اس آیت

میں:’’نزل به الروح الامین علی قلبك ‘‘﴿اس (قرآن مجید) کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے آپ ﷺ کے قلب پر۔﴾ اس کے علاوہ اور بھی کئی آیات میں اس کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ کو کتاب لکھی لکھائی نہیں دی گئی۔ بلکہ آپ ﷺ کے قلب پر اتار دی گئی ہے اور اس کا محل نزول آپ ﷺ کے قلب مبارک کو قرار دیا گیا ہے۔

اس تقریر سے کفار کا ایک شبہ بھی زائل ہو گیا جو بوجہ نادانی کے آپ ﷺ پر کرتے تھے جو سورۂ فرقان کی اس آیت میں مذکور ہے:’’وقال الذین کفروا لولا نزّل علیه القرآن جملة واحدة ‘‘﴿آپ ﷺ پر قرآن شریف دفعتہً واحدۃً کیوں نہیں اتارا گیا مثل توراۃ وغیرہ کے۔﴾

اس اعتراض سے کفار کا مطلب یہ تھا کہ اگر یہ کتاب خدا کی طرف سے ہوتی تو پھر اس کو تدریجاً نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس سے تو یہ شبہ ہوتا ہے کہ محمد ﷺ خود سوچ سوچ کر تھوڑا تھوڑا بنا لیتے ہیں۔

اور تقریر مذکورہ بالا سے اس اعتراض کا ازالہ اس طرح پر ہوا کہ جب یہ بات طے ہوگئی کہ حضور ﷺ کا امی ہونا ہی مصلحت ہے۔ تو پھر ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کو کتاب یک دم لکھی لکھائی دینا خلاف مصلحت ہے۔ کیونکہ اس کو پڑھ نہیں سکتے۔ بلکہ تدریجاً آپ ﷺ کو یاد کرادی جائے گی۔ جیسا کہ امی آدمی کے پڑھانے کا طریقہ ہے کہ اس کو تھوڑا سا سبق دے دیا جاتا ہے۔ جب اس کو یاد کر لیتا ہے۔ تو پھر دوسرا سبق دے دیا جاتا ہے۔ نہ تو وہ یک دم ساری کتاب کو یاد کر سکتا ہے اور نہ لکھی ہوئی پڑھ سکتا ہے اور آپ ﷺ سے پہلے جو انبیاء علیہم السلام تھے۔ وہ چونکہ لکھے پڑھے ہوئے تھے لہٰذا ان کو دفعتہً واحدۃً کتاب دے دی جاتی تھی۔

اس حکمت عملی کی وجہ سے اس کی ضرورت ہوئی کہ آپ ﷺ کو تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن شریف یاد کرایا جائے۔ ورنہ آپ ﷺ برداشت نہیں کر سکیں گے اور گھبرا جائیں گے۔ یہی حکمت عملی ارشاد فرمائی ہے باری تعالیٰ نے کفار کے اعتراض کے جواب میں:’’کذالك لنثبت فؤادك ورتلناه ترتیلا ‘‘﴿کہ اس طرح (تدریجاً) اس لئے (ہم نے نازل فرمایا) ہے تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے آپ ﷺ کے دل کو قوی رکھیں اور (اسی لئے) ہم نے اس کو بہت ٹھہر ٹھہر کر اتارا ہے۔﴾ (حتیٰ کہ تئیس سال میں پورا ہوا) اور تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنے میں کئی وجہ سے آپ ﷺ کے لئے تقویت قلب ہے۔

۱...... یاد کرنے میں آسانی ورنہ کتاب ضخیم کا بے لکھے پڑھے آدمی کو دفعتہً یاد کرنا عادۃً دشوار ہے اوراس کو دیکھ کر طبعیت کا پریشان ہونا امر طبعی ہے اور تدریج کی صورت میں دل قوی رہتا ہے۔

۲...... جب کفار کوئی اعتراض یا ناگوار معاملہ کرتے تب ہی آپ ﷺ کی تسلی نازل ہو جاتی اس میں زیادہ تقویت قلب ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ ایک کتاب آدمی کے پاس ہو اور وقت پر اس میں سے مضمون تلاش کر کے کام میں لائے۔

۳...... بار بار پیغام خداوندی کا آنا اور سلسلہ مراسلت کا جاری رہنا شہادت ہے معیت خداوندی کی جو مدار اعظم ہے تقویت قلب کا وامثال ذالک۔

اعتراض

ممکن ہے کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ گو بے لکھے پڑھے آدمی کا یک دم کتاب ضخیم کو یاد کر لینا عادتاً دشوار ہے۔ لیکن خداوند تعالیٰ جب انبیاء علیہم السلام کو معجزات عطاء فرماتے ہیں۔ جو عادت کے خلاف ہوتے ہیں۔ تو ایک معجزہ یہ بھی عطاء فرما دیتے کہ حضور ﷺ کو کتاب یک دم یاد کرا دیتے اور اگر خواہ مخواہ تدریجاً ہی نازل فرمانی تھی تو اتنی لمبی مدت کیوں لگائی۔ بلکہ روزانہ ایک ایک رکوع نازل کر کے ایک دو سال میں قصہ ختم کر دیتے تو اس صورت میں بھی آسانی سے یاد ہو سکتا تھا۔

جواب

تقویت قلب کے جو وجوہ ثلثہ بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے پہلی وجہ تو بیشک اعتراض کی دونوں صورتوں میں حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن دوسری اور تیسری وجہ تقویت کی دونوں صورتوں میں فوت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ سلسلہ اعتراضات تو آپ ﷺ کی تمام عمر تک جاری رہے گا لہٰذا خداوند تعالیٰ کی طرف سے شہادت معیت کی بھی تمام عمر ضرورت رہے گی۔ اس لئے مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ سلسلہ مراسلت کا بھی تمام عمر جاری رہے۔ اس لئے تئیس برس میں قرآن شریف کی تکمیل ہوئی اور یہ معنی: ''ورتلناہ ترتیلا '' کے صاحب کشاف نے کئے ہیں تو گویا: ''ورتلناہ ترتیلا '' کے اضافہ کرنے سے اعتراض کی دونوں صورتوں کے جواب کی طرف اشارہ ہو گیا۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ اعتراض کی دونوں صورتوں میں تقویت کے بعض وجوہ فوت ہو جاتے ہیں لہٰذا مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ تئیس سال کی مدت میں نزول قرآن شریف کو پورا کیا جائے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

صدع النقاب
عن
جساسة الفنجاب

حضرت مولانا سید محمد اویس سکروڈھوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

حامداو مصلیا و مسلما اما بعد حضرت استاد جناب مولانا مولوی محمد انور شاہ صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند نے رسالہ اکفار الملحدین فی شی من ضروریات الدین تصنیف فرمایا ہے۔ جس میں مسائل اجماعیہ اور قطعیہ کے منکر اور ضروریات دین یعنی متواترات شرعیہ میں تاویل کرنے والے کی تکفیر کا مسئلہ کافی اور وافی دلائل کے ساتھ نہایت شرح وبسط کر کے لکھا جو عنقریب شائع ہونے والا ہے۔اس رسالہ میں حضرت ممدوح نے ایک قطعہ انجازیہ نظم فرمایا تھا جو امت مرحومہ اور بالخصوص علماء کی خدمت میں بطور استدعا کے ہیں اور مرزا کے کفریات جن کی وجہ سے وہ کافر قطعی ہے اوران کے دلائل اس قطعہ میں لکھے ہیں۔احقر نے اس قطعہ کو باضافہ چند اشعار اور تکمیل حوالجات جن میں مرزا قادیانی کی ان عبارتوں اور دعاویٰ کا نمونہ ہے کہ ایک ایمان دار مسلمان ان عبارتوں کو سن کر مرزا قادیانی کے کفر والحاد میں تردد نہیں کرسکتا۔معہ ترجمہ اشعار کے علیحدہ کر کے چھپوایا تاکہ ہر شخص نفع اٹھا سکے اوراس فتنہ صماء اور عمیاً کی اہمیت سمجھ کر اس کے استیصال واخمال کی فکر کرے۔ والسلام!

سید محمد ادریس عفا اللہ عنہ...... مدرس دارالعلوم دیوبند

اَلَا یَا عِبَادَ اللّٰہِ قُوْمُوْا وَقَوِّمُوْا　　خُطُوْبًا اَلَمَّتْ مَالَهُنَّ یَدَانٖ

’’خبردار اے خدا کے بندو تیار ہو جاؤ اور جو نا قابل برداشت مصائب ٹوٹ پڑے ہیں ان کو درست کرو۔‘‘

اس شعر میں مؤلف دام ظلہ کی غرض امت مرحومہ اور بالخصوص جماعت علماء کو اس قادیانی فتنہ کی طرف توجہ دلانا ہے جس نے دنیائے اسلام میں زندقہ اور الحاد اور ارتداد کی بنیاد ڈالی۔

وَقَدْ کَادَ یَنْقَضُّ الْھُدٰی وَمَنَارُہٗ　　وَزَحْزَحَ خَیْرٌ مَّالِذَاکَ تَدَانٖ

’’بہت قریب ہے کہ ہدایت اور نشان ہدایت گر جائیں اور خیر دور ہوگئی ہے جو پھر نزدیک ہونے کو نہیں ہے‘‘

ہدایت اور نشان ہدایت گر جانے سے آیات قرآنی میں دغل فسل اور انبیاء علیہم السلام کی توہین وتذلیل کئے جانے کی طرف اشارہ ہے۔

يُسَبُّ رَسُوْلٌ مِّنْ اُولِی الْعَزْمِ فِیْکُمْ تَکَادُ السَّمَا وَالْاَرْضُ تَنْفَطِرَانِ

''ایک اولوالعزم رسول تمہارے سامنے ذلیل کیا جارہا ہے قریب ہے کہ آسمان اورزمین پھٹ پڑیں۔''

رسول اولوالعزم سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کی توہین وتذلیل میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا اوراس کے مرید بھی آج تک اسی کی اشاعت میں سرگرم ہیں اوریہی اس فرقہ کا موضوع ہے۔ یہی ان کی غرض ہے۔ مرزانے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی توہین پر بس نہیں کی بلکہ خاتم الانبیاءﷺ اور دوسرے اولوالعزم رسولوں کے الہام اور وحی میں غلط فہمی کا الزام اور خاتم الانبیاءﷺ کے معجزات کی زیادتی۔ حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی اپنا تفوّق ظاہر کیا ہے۔ جس کو ہم اسی کی عبارتوں سے معہ حوالہ کتاب اپنے اپنے موقعہ پر لکھیں گے۔ جن کو دیکھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس مفتری کذاب نے انبیاء اور مرسلین کی نبوت اوررسالت میں اپنی نبوت کو رلایا اور ملایا ہی نہیں بلکہ ان سے بڑھ کر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب ہم مرزا کے وہ کلمات کفریہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں اس نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں، معہ حوالہ جات نقل کرتے ہیں۔

کفریات مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں

۱...... ''آپ کا کنجریوں سے میلان اورصحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری (کسبی) کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سرپر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اورزناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سرپر ملے اوراپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷، روحانی خزائن ج۱۱ص۲۹۱)

۲...... ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اورنانیاں آپ کی زناکار اورکسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ص۲۹۱)

۳...... ''یسوع مسیح کے چار بھائی اوردو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف اورمریم کی اولاد تھی۔'' (حاشیہ کشتی نوح ص۱۷، خزائن ج۱۹ص۱۸)

۴...... ''آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات پر غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے

افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔''

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹)

مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی پر بس نہ کی۔ حضرت مریم علیہا السلام کی عصمت پر بھی داغ لگانا چاہا۔ ''کبرت کلمة تخرج من افواهم ان یقولون الاکذبا''

۵...... ''اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کی نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی ہے۔ یعنی باوجود یوسف نجار کے پہلے بیوی ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔'' (کشتی نوح ص۱۷، خزائن ج۱۹ ص۱۸)

۶...... ''بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں یا اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔'' (دافع البلاء ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰ ٹائٹل پیج)

۷...... ''ہائے کس کے سامنے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کرے۔''

(اعجاز احمدی ص۱۴، خزائن ج۱۹ ص۱۲۱)

اس عبارت کو پڑھ لینے کے بعد ہر موٹی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کے دل پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کس درجہ تعظیم اور وقعت ہے اور ان واقعات کو جو اس کی پہلی عبارتوں میں نقل ہوئے ہیں، کس درجہ تک صحیح مانتا ہے۔

وَطَهَّرَهٗ مِنْ اَهْلِ کُفْرٍ وَلِيُّهٗ   وَاَبْقٰى لِنَارٍ بَعْضَ کُفْرِ اَمَانِیْ

''جس رسول کو حق تعالیٰ نے کافروں کے ناپاک ہاتھوں سے پاک کیا اور محض دوزخ کے لئے بعض جھوٹی نبوت کی خیال بندیوں کا چھوڑ دیا۔''

اس شعر میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں حق تعالیٰ نے اپنے اولوالعزم پیغمبر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کی نافرمان قوم کے ہاتھوں سے مامون ومصؤن رکھنے کا وعدہ فرمایا اور اپنی طرف بلالینے کا قصد ظاہر فرمایا۔

''یعیسی انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا'' ﴿اے عیسیٰ (تم گھبراؤ نہیں) میں تم کو کامل طور پر لے لوں گا اور تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا اور کافروں کے ناپاک ہاتھوں سے پاک کروں گا۔﴾

حق تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تسلی دے کر جو وعدہ کیا تھا۔ انجام کار اس کو پورا فرمایا اور یہودیوں کے خیالات کی تغلیط کی اور جو منصوبہ انہوں نے باندھا تھا وہ اس میں ناکام رہے جیسا کہ اس پر قرآن شاہد اور ناطق ہے اور حق تعالیٰ کا یہ ارشاد: ''وماقتلوہ یقینابل رفعہ اللہ الیہ'' ﴿یہود نے ان کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔﴾ ایفاء وعدہ کا واضح بیان ہے۔

وَحَارَبَ قَوْمٌ رَبَّهُمْ وَنَبِيَّهٗ فَقُوْمُوْا لِنَصْرِ اللّٰهِ اِذْهُوَدَانٖ

''ایک قوم نے اپنے خدا اور نبی سے لڑائی باندھی۔ پس تم اللہ کی مدد پر کھڑے ہو جاؤ جو تمہارے قریب ہے۔''

قوم سے مراد ملاحدہ اور شیاطین کی ایک مخصوص جماعت قادیانی گروہ ہے۔ جس نے قرآن وحدیث کی تعلیم کے خلاف کفر والحاد کو پھیلا کر مخلوق خدا اور امت مرحومہ کو مرتد وملحد بنانے کا خیال جما رکھا ہے اور ''ان الذین یلحدون فی ایاتنا'' کے مصداق خود تو تھے ہی مسلمانوں کو بھی بنانا چاہتے ہیں۔

وَقَدْ عِيْلَ صَبْرِیْ فِیْ اِنْتِهَاكِ حُدُوْدِهٖ فَهَلْ ثَمَّ دَاعٍ اَوْمُجِيْبُ اَذَانِیْ

''خدا کی حدود توڑی جانے کی وجہ سے میرا صبر مغلوب ہو گیا۔ پس ہے کوئی اس جگہ بلانے والا یا میری آواز کا جواب دینے والا۔''

وَاِذْ عَزَّ خَطْبٌ جِئْتُ مُسْتَنْصِرًا بِكُمْ فَهَلْ ثَمَّ غَوْثٌ يَّاالْقَوْمِ يُدَانِیْ

''اور جب مصیبت حد سے بڑھ گئی تو میں تم سے مدد چاہنے آیا پس اے قوم ہے کوئی فریادرس جو میرے نزدیک ہو۔''

لَعَمْرِیْ لَقَدْ نَبَّهْتُ مَنْ كَانَ نَائِمًا وَاَسْمَعْتُ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اُذُنَانٖ

''قسم ہے مجھے کہ میں نے سوتے کو جگایا اور جس کے کان تھے اس کو سنایا۔''

وَنَادَيْتُ قَوْمًا فِیْ فَرِيْضَةِ رَبِّهِمْ فَهَلْ مِنْ نَّصِيْرٍ لِّیْ مِنْ اَهْلِ زَمَانٖ

’’اور قوم کو اس کے خدا کے فرض کی طرف بلایا پس ہے کوئی زمانہ میں جو میرا مددگار ہو۔‘‘

دَعُوا کُلَّ اَمرٍ وَاستَقِیمُوا لِمَادَھیٰ وَقَدْ عَادَ فَرضَ العَینِ عِندَ عِیَانِ

’’سب کچھ چھوڑ دو اور جو فتنہ درپیش ہے اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اگر آنکھ کھول کر دیکھے تو ہر شخص پر فرض عین ہو گیا ہے۔‘‘

ان اشعار میں اس فتنہ کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ تمام فتنوں سے بڑھ کر فتنہ ہے۔ اس کے انسداد کی فکر ہر مسلمان کا فریضہ ہے اور جس ممکن سے ممکن صورت سے بھی ہو سکے اس کا انسداد لابدی ہے۔ قرآن نے ایسے فتنہ انگیز اور شریر نفسوں کے فتنہ اور شر کو دبانے کے لئے متعدد جگہ مختلف طریقوں سے بیان کیا ہے: ’’یایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم و ماوھم جھنم وبئس المصیر، یحلفون باللّٰہ ماقالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم وھموا بمالم ینالوا‘‘

اس آیت میں منافقین کا عنوان صرف شناخت اور پہچان کے لئے رکھا ہے۔ ورنہ یہ سزا کلمہ کفر کہنے کی ہے اور اس آیت میں کئی مسئلے حل ہو جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ کلمہ کفر کہہ دینے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ کلمہ کفر ہزل کے طور پر کہنا بھی کفر ہے۔ تیسرا یہ کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ ہمارے مخالفین نے نعمت اللہ خان مرتد کے قتل پر (جس کو افغانستان نے اس کے ارتداد کی وجہ سے یہ سزا دی) بہت شور مچایا اور اس کے اس فعل کو خلاف تعلیم قرآن بتلایا۔ وہ سمجھ لیں کہ افغانستان کا یہ فعل قانون اسلام اور قرآن کی تعلیم کے مطابق کس قدر ٹھیک اور درست ہے۔ ہم اس کے متعلق مزید دلائل میں انشاء اللہ بیان کریں گے۔

فَشَانِئُ شَانِ الْاَنْبِیَآءِ مُکَفَّرٌ وَمَنْ شَكَّ قُلْ ھٰذَا لِاَوَّلَ ثَانٖ

’’انبیاء کی توہین کرنے والا کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ پہلے کا دوسرا ہے۔‘‘

اس شعر میں مرزا کے کفر کی وجوہات میں سے ایک وجہ کفر کو سمجھایا گیا ہے۔ یعنی اس نے انبیاء علیہم السلام کی توہین و تذلیل کی ہے۔ جو اس کے کفر کی علت اور سبب ہے اور اس کے کفر میں شک کرنے والی ایک دوسری جماعت (لاہوری) کے کفر کی بھی تصریح فرمائی ہے۔ ہم اس جگہ فقہاء امت کے چند اقوال ہر ایسے شخص کی تکفیر میں جو انبیاء علیہم السلام کی توہین کرے، نقل کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ امام ابو یوسف اپنی کتاب الخراج میں فرماتے ہیں: ’’ایما رجل مسلم سب رسول اللّٰہ ﷺ اوکذبہ وعابہ اوتنقصہ فقد کفر باللّٰہ تعالیٰ وبانت منہ

زوجتــــــــه ‘‘ ﴿جس مسلمان نے رسول اللہﷺ کی توہین کی یا آپﷺ کو جھٹلایا یا عیب لگایا یا آپﷺ کی تنقیص کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور کافر ہوا اور اس سے اس کی عورت جدا ہوگئی۔﴾

ابن حزم کتاب الفصل میں فرماتے ہیں: ’’وصح بالنص ان کل من استهزا بالله تعالیٰ اوبملك من الملائكة اوبنبی من الانبیاء علیهم السلام او بآیة من القرآن اوبفریضة من فرائض الدین فهی کلها آیات الله تعالیٰ بعد بلوغ الحجة الیه فهوکافر‘‘ (الفصل ج۲ص۲۷۵)

’’نص قرآن سے ثابت ہے کہ جس شخص نے استہزا کیا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یا فرشتوں کے میں سے کسی فرشتہ کے ساتھ یا نبیوں میں سے کسی نبی کے ساتھ یا کسی آیت قرآنی یا کسی فرض کے ساتھ فرائض دین سے جو کل آیات اللہ ہیں، حجت پہنچ جانے کے بعد پس وہ کافر ہے۔‘‘

انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والے کی تکفیر پر شفاء میں اجماع مسلمین منقول ہے۔

’’اجمع المسلمون ان شاتمه ﷺ کافرو من شك فی عذابه وکفره کفر‘‘ (شفاء قاضی عیاض ج۲ص۱۹۰)

’’مسلمانوں کا اجماع ہوا کہ نبی کریمﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے کافر ہے۔‘‘

وَاَکْفَرُ مِنْهُ مَنْ تَنَبَّأَ کَاذِبًا وَکَانَ اِنْتَهَتْ مَا اَمْکَنَتْ بِمَکَانِ

’’اور اس سے بھی بڑھ کر وہ شخص کافر ہے جس نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا حالانکہ نبوت ختم ہو چکی تھی جو کسی صورت ممکن نہیں تھی۔‘‘

ہم مرزا کی ان عبارتوں سے جن میں دعویٰ نبوت ہے، چند مختصر عبارتیں نقل کئے دیتے ہیں۔ جن کو دیکھ کر ہر وہ شخص جو تھوڑی سی بھی اردو لکھ پڑھ لیتا ہے، سمجھ لے گا کہ دعوائے نبوت کس قدر صاف اور کھلے لفظوں میں ہے اور اپنی نبوت کے نہ ماننے والے کو صریح الفاظ میں کافر اور جہنمی قرار دیتے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا حکم دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں ہفوات مرزا:

۱…… ’’الہامات میں میری نسبت بارہا بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔‘‘

(انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ص۶۲)

۲…… ’’یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف

ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔لیکن صاحب شریعت کے ماسواء جس قدر ملہم اور محدث ہیں تو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔''

(حاشیہ تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲)

۳...... ''اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اسی کی طرف سے ہوں۔اس قدر نشان دکھلائے کہ وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو جائے۔''

(چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲)

۴...... ''پس یاد رکھو کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۱۸، خزائن ج۱۷ ص۶۴)

ان صاف اور صریح عبارتوں کے بعد جس کے دماغ میں ذرہ برابر بھی عقل ہے۔جس کے دل میں کچھ بھی انصاف ہے، یہ کہنے کی جرأت نہیں کرسکتا کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا وہ تو مجدد ہے یا محدث ہے۔مگر ایسا شخص جس کے قلب پر حق تعالیٰ نے ضلالت اور گمراہی کی مہر لگا دی ہو جس کی قوت باصرہ اور سامعہ کو سلب کر دیا ہو اور: ''ختم اللّٰہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوہ '' کا مصداق بن گیا ہو۔اب ہم لاہوری جماعت سے پوچھتے ہیں کہ جب مرزا نے صاف صاف بآواز بلند یہ کہہ دیا کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا ان ہی نبیوں کی شان ہے جو خدا کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لے کر آئے ہوں اور پھر مرزا قادیانی بھی اپنے نہ ماننے والے کو کافر کہتے ہوں تو وہ بھی صاحب شریعت اور احکام جدیدہ لانے والے ہوئے اور ان کو بھی نبی نہ ماننے والا کافر اور جہنمی ٹھہرا۔لہٰذا لاہوری جماعت مرزا کے قول کے مطابق کافر اور جہنمی ہوئی کیونکہ وہ مرزا کو نبی نہیں مانتی اور محض مجدد یا محدث ماننے سے ان کو کفر سے نجات نہ ملی۔اب دوسری جانب اہل اسلام سے بھی اپنے متعلق فتویٰ سن لیں۔

وَمَنْ ذَبَّ عَنْہُ اَوْ تَأَوَّلَ قَوْلَہٗ یُکَفَّرُ قَطْعًا لَیْسَ فِیْہِ تَوَانٍ

''اور جس نے اس کے قول کی تاویل یا اس کی طرفداری کی۔وہ بھی یقیناً بلاتوقف کافر کہا جائے گا۔''

کسی مدعی نبوت اور یقینی کفر بکنے والے کے قول میں تاویل کرنا یا اس کے قائل کی تحسین کرنا بھی ویسا ہی کفر ہے جیسا کہ اس کلمہ کفر کا کہنا کفر ہے۔بحرالرائق میں ہے۔

''من حسن كلام اهل الاهواء وقال معنوى اوكلام له معنى صحيح ان كان ذلك كفرا من القائل كفر المحسن'' (بحرالرائق ج۵ص۱۲۴)

''جس نے اہل بدعت کے کلام کی تحسین کی۔ یا کہا کہ کوئی معنوی امر ہے یا اس کے کلام کے معنے صحیح ہیں پس اگر یہ امر کہنے والے کے لئے کفر ہے تو تحسین کرنے والا کافر ہے۔''

ابن حجر اپنی کتاب اعلام میں فرماتے ہیں:''من تلفظ بلفظ الكفر يكفر فكل من استحسنه او رضى به يكفر، الاعلام لابن حجر ''جس شخص نے کلمہ کفر کہا، کافر ہوا۔ پس جو شخص اس کو اچھا سمجھے یا اس سے راضی ہو کافر بن جائے گا۔

كَاَنِّىْ بِكُمْ قَدْ قُلْتُمُوْا لِمَ كُفْرُهٗ فَهَاكُمْ نُقُوْلًا جُلِّيَتْ لِمُعَانِ

''غالباً تم مجھ سے پوچھو گے وہ کیوں کافر ہے۔ تو تم لے لو نقلیں اس کے کفر کی جو باتوفیق کے لئے ظاہر ہیں۔''

اس شعر میں مؤلف دام ظلہ کا مقصود اس امر کو سمجھانا ہے کہ آئندہ اشعار میں جھوٹے مدعیان نبوت کے واقعات اور ان کے متعلق علماء امت کے فیصلہ جو تنظیم کئے گئے ہیں۔ وہ مرزا کے نظائر ہیں جن سے مرزا قادیانی کے لئے بھی کفر کا فتویٰ لیا جائے۔

فَمَا قَوْلُكُمْ فِىْ مَنْ حَبَا مِثْلَ ذٰلِكُمْ مُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابَ اَهْلَ هَوَانٖ

''تمہارا اس شخص کے حق میں کیا عقیدہ ہے جس نے۔ مسیلمہ کذاب (مدعی نبوت) کے حق میں ایسی مہربانی کی جو مسیلمہ ذلیل اور رسوا ہے۔''

فَقَالَ لَهُ التَّاوِيْلُ اَوْقَالَ لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا هُوَ الْمَهْدِىُّ لَيْسَ بِجَانٖ

''پس وہ کہنے لگا کہ مسیلمہ کے لئے بھی تاویل ہے یا کہا کہ مسیلمہ نبی نہ تھا وہ تو مہدی تھا مجرم نہیں ہے۔''

وَهَلْ ثَمَّ فَرْقٌ يَسْتَطِيْعُ مُكَابِرٌ وَحَيْثُ ادَّعٰى فَلْيَاتِنَا بِبَيَانٖ

''اور کیا کوئی منہ زور مسیلمہ اور اس جھوٹے نبی میں فرق کر سکتا ہے اور اگر کوئی مدعی فرق ہے تو بیان کرے۔''

وَكَانَ عَلٰى اَحْدَا ثِهٖ وَجْهُ كُفْرِهٖ تَنَبُّؤُهٗ مَشْهُوْرَ كُلِّ اَوَانٖ

''مسیلمہ کے کفر کی وجہ سے باوجود اور بہت سے مخترعات کے دعوائے نبوت ہی مشہور وجہ ہر وقت ہوئی ہے۔''

كَذَافِىْ اَحَادِيْثِ النَّبِيِّ وَبَعْدَهٗ تَوَاتَرَ فِيْمَا دَانَهُ الثَّقَلَانٖ

’’احادیث نبی میں اور اس کے بعد تمام جن وانس میں دعوائے نبوت ہی اس کے کفر کی وجہ متواتر رہی۔‘‘

فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ اَوْقَدْ وُجُوْهٌ لِکُفْرِهٖ　　فَاَسْیَرُهَا دَعْوَاهُ تِلْكَ کَمَانِیْ

’’مسیلمہ کے کفر کی وجوہ اور ہوں یا نہ ہوں مگر بڑی چلتی ہوئی مشہور وجہ دعوائے نبوت ہے جیسے مانی (کذاب) کی کفر کی وجہ دعویٰ نبوت تھی۔‘‘

مانی کذاب مدعی نبوت کی طرح مسیلمہ کذاب کی تکفیر کا سبب بھی ادعا نبوت ہوا ہے اور دونوں باتفاق امت دعویٰ نبوت کی بناء پر کافر قرار دیئے گئے اور قتل کئے گئے۔

وَاَوَّلُ اِجْمَاعٍ تَحَقَّقَ عِنْدَنَا　　لَفِیْهِ بِاِکْفَارٍ وَّسَبْیٍ عَوَانِیْ

’’اور سب سے پہلا اجماع جو ہمارے علم میں ثابت ہوا ہے وہ مسیلمہ کی تکفیر اور ان کی عورتوں کو اسیر کر لانے میں ہوا ہے۔‘‘

مسیلمہ، نبی کریم ﷺ کے آخری زمانہ میں مدعی نبوت ہوا اور آنجناب ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق نے مسیلمہ پر چڑھائی کی اور نصرت و کامیابی کے ساتھ قتال کیا اور ان کی عورتوں کو اسیر کر کے لائے۔

وَکَانَ مُقِرًّا بِالنُّبُوَّةِ مُعْلِنًا　　لِخَیْرِ الْوَرٰی فِیْ قَوْلِهٖ وَاَذَانٖ

’’باوجودیکہ مسیلمہ نبی خیر البشر کی نبوت کا اپنے قول اور اذان میں اعلان اور اقرار کرتا تھا۔‘‘

مسیلمہ بھی نبی کریم ﷺ کی نبوت کو مانتا تھا۔ مگر یہ کہتا تھا کہ مجھے بھی نبوت میں شریک کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس نے جو خط نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا اس میں لکھا تھا (رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ ہے کہ میں اس امر میں شریک ہو گیا ہوں۔ یعنی (مجھ کو نبوت میں خدا کی طرف سے شریک کیا گیا ہے) اور مسیلمہ کے یہاں اذان میں بھی ’’اشهد ان محمد رسول الله ‘‘ پڑھایا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ مسیلمہ نے اپنے مؤذن سے کہا کہ اذان میں ’’اشهد ان مسیلمة رسول الله ‘‘ بھی ملا لیا کرو۔ مؤذن نے بجائے اس کلمہ کے یوں پڑھا ’’واشهد ان مسیلمة یزعم انه رسول الله ‘‘ یعنی مسیلمہ کا خیال ہے کہ میں بھی رسول اللہ ہوں اور واقع میں نہیں۔ جب مسیلمہ جیسے شخص کی تکفیر باوجود اقرار نبوت خیر الانبیاء کی گئی تو مرزا کی تکفیر میں جبکہ وہ مدعی نبوت اور صاحب شریعت ہونے کے علاوہ تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت کا بھی دعوے دار بنتا ہے، کون امر مانع ہو سکتا ہے۔

خاتم الانبیاء ﷺ پر فضیلت کے دعوے

۱......

لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر

’’اس کے لئے (یعنی نبی کریمؐ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکارے کرے گا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

۲...... ’’اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو اور اس کی طرف خدائے تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے: ’’سبحان الذی اسری بعبدہ‘‘ (خطبہ الہامیہ ص۱۹۳، خزائن ج۱۶ ص۲۸۸)

۳...... ’’لولاک لما خلقت الافلاک‘‘ (ضمیمہ حقیقت النبوۃ ص۸۵)

۴...... ’’ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵)

۵...... اور مجھے بتلا دیا گیا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: ’’ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ‘‘ (تذکرہ ص۴۵ طبع سوم)

حضرت آدم اور حضرت نوح علیہم السلام پر بھی فضیلت کا دعویٰ

۶...... ’’ان اللّٰہ خلق ادم وجعلہ سیداوحاکما وامیر اعلیٰ کل ذی روح من الانس والجان کما یفھم من ایۃ اسجد والادم ثم ازلہ الشیطان واخرجہ من الجنان وردالحکومۃ الی ھذاالثعبان و مس اٰدم ذلۃ وخزی فی ھذا الحرب العوان وان الحرب سجال وللا تقیاء مال عندالرحمن فخلق اللّٰہ المسیح الموعود لیجعل الھز یمۃ علی الشیطان فی اخرالزمان وکان وعدامکتوبافی القران‘‘ (حاشیہ درحاشیہ خطبہ الہامیہ ص ت، خزائن ج۱۶ ص۳۱۲ حاشیہ)

جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے آدم کو پیدا کیا اور سردار اور حاکم اور امیر ہر ذی روح جن وانس پر بنایا۔ جیسا کہ آیت اسجد والآدم سے سمجھا جاتا ہے۔ پھر حضرت آدم کو شیطان نے پھسلا دیا اور جنت سے نکلوا دیا اور حکومت اس اژدھا یعنی شیطان کی طرف لوٹائی گئی اور اس سخت لڑائی میں حضرت آدم کو ذلت اور رسوائی نے چھوا اور لڑائی ڈول کھینچنا ہے اور بزرگوں کے لئے

مآل ہے رحمٰن کے نزدیک۔ پس اللہ نے پیدا کیا مسیح موعود کو تا کہ شیطان کو شکست دے آخر زمانہ میں اور یہ وعدہ قرآن میں لکھا ہوا تھا۔

۷...... ’’اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۷، خزائن ج۲۲ ص۵۷۵)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افضل ہونے کا دعویٰ

۸...... ’’خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو جو کام میں کرسکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہوا ہے وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۴۸، خزائن ج۲۲ ص۱۵۲)

مرزا نے اس مسیح موعود کی تفسیر دافع البلاء میں ’’غلام احمد قادیانی‘‘ کی ہے۔

۹...... ’’اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

۱۰......

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

تمام انبیاء علیہم السلام پر افضلیت کا دعویٰ

۱۱...... ’’بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کردیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کردی۔ اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۶، خزائن ج۲۲ ص۵۷۴)

مرزا کا اس عبارت میں باستثناء نبی کریم ﷺ کے تمام نبیوں سے معجزات میں زیادتی کا دعویٰ ہے اور گو بظاہر اس عبارت میں نبی کریم ﷺ سے معجزات کی زیادتی کا ادعاء نہیں۔ لیکن دوسری عبارات دیکھنے سے ناظرین کو معلوم ہو جائے گا کہ نبی کریم ﷺ کے علیحدہ کرنے میں محض امت مرحومہ کے لبھانے کی غرض مخفی ہے۔ جو دوسری جگہ ظاہر ہوگئی۔ سچ ہے دروغ گورا حافظہ نہ باشد۔ دیکھو (اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳) پر کیا لکھا اور تتمہ حقیقت الوحی اور براہین احمدیہ

میں کیا لکھتا ہے۔ دیکھو تحفہ گولڑویہ کے (ص۴۰، خزائن ج۱۷ص۱۵۳) میں لکھتے ہیں کہ ’’تین ہزار معجزے ہمارے نبی کریم ﷺ سے ظہور میں آئے۔‘‘ اور اپنے معجزات ونشان کے متعلق اخبار البدر مطبوعہ جولائی ۱۹۰۶ء میں لکھتے ہیں کہ ’’جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ نشانوں سے خالی نہیں گزرتا اور۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۶، خزائن ج۲۱ ص۷۲) میں دس لاکھ سے زائد معجزات کی تعداد بتلائی جاتی ہے۔

’’ان چند سطور میں جو پیشین گوئیاں ہیں۔ وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زائد ہیں اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے جو اول درجہ خارق ہیں۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۵۶، خزائن ج۲۱ ص۷۲) اور پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں: ’’مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے اور میری تائید میں ظہور میں آئے۔ اگر ان کے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا جو اس کی فوج گواہوں سے زیادہ ہو۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۱، خزائن ۲۱ص۷۲)

تتمہ حقیقت الوحی میں خدا کی قسم کھا کر لکھتے ہیں: ’’اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸ خزائن ج۲۲ص۵۰۳)

ہر شخص ان تمام عبارتوں کے دیکھنے کے بعد یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی استثناء مرزا کے مافی الضمیر کے خلاف ظاہراً لوگوں کے سامنے اپنے بچاؤ کی غرض سے تھی۔ جس کا سربستہ راز آئندہ کھل گیا۔

وَمَا قَوْلُکُمْ فِی الْعِیْسَوِیَّةِ اَوَّلُوْا رَسُوْلًا لِاُمِّیِّیْنَ خَیْرَ کَیَانٖ

’’تمہارا کیا فتویٰ ہے فرقہ عیسویہ میں جو یہ کہتا ہے کہ نبی خیرالکائنات کی رسالت صرف امیوں ہی کے لئے ہے۔‘‘

عیسیٰ اصبہانی ایک شخص کا نام ہے۔ جس کی طرف نسبت کر کے یہودیوں کی ایک جماعت کو عیسویہ کہا جاتا ہے۔ اس شخص کا خیال تھا کہ جناب رسالت مآب ﷺ رسول برحق ہیں۔ مگر آپ ﷺ کی بعثت اور رسالت صرف امیوں ہی کی طرف ہوئی ہے۔ ہمارے لئے رسول بنا کر نہیں بھیجے گئے۔

اس شعر میں بھی مرزا کے تاویلات کفریہ کی نظیر ہے۔

وَهَلْ ثَمَّ مَالَا فِیْهِ تَاوِیْلُ مُلْحِدٍ وَمَنْ حَجَرَ التَّاوِیْلَ رَمٰی لِسَانٖ

’’اور کون سی جگہ ہے جہاں ملحد تاویل نہ کر سکے اور کون ہے جو تاویل کرنے والے کی زبان ہانکنی بند کر دے۔‘‘

اپنے کلام کی ادھیڑ بن کر کے ہر شخص کو تاویل کر لینے کی گنجائش ہے لیکن کیا ایسی لچر اور پوچ تاویلوں سے رہائی ہو سکتی ہے؟ ہر گز نہیں۔ اب مرزائی جماعت کتنا ہی اپنے کلام کی توجیہات اور تاویلیں کریں ان کو توبہ اور رجوع الی الحق کے سوا چارہ نہیں اور نہ وہ بغیر اس کے کفر کی لعنت کے طوق سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے مضل مرزا نے ضروریات اور متواترات فی الدین کا انکار کیا ہے۔ جن میں تاویل کی گنجائش نہ تھی۔

وَهَلْ فِیْ ضَرُوْرِیَّاتِ دِیْنٍ تَأَوُّلٌ بِتَحْرِیْفِهَا اِلَّا کَکُفْرِ عِلَانٖ

’’اور کیا ضروریات دین میں تحریف کر کے تاویل کرنا صریح کفر نہیں ہے؟‘‘

وَمَنْ لَمْ یُکَفِّرْ مُنْکِرِیْهَا فَاِنَّهٗ یَجُرُّ لَهُ الْاِنْکَارَ یَسْتَوِیَانٖ

’’جو ضروریات دین کے منکر کی تکفیر نہیں کرتا وہ انکار ضروریات کو اپنے سر لیتا ہے۔‘‘

وَمَا الدِّیْنُ اِلَّا بَیْعَةٌ مَعْنَوِیَّةٌ وَمَا هُوَ کَالْاَنْسَابِ فِی السَّرَیَانٖ

’’دین تو صرف ایک بیعت معنویہ ہے وہ نسبوں کی طرح چلنے والا نہیں ہے۔‘‘

ان دو اشعار میں مرزا اور اس کے ماننے والی جماعت کے کفر کی تیسری وجہ بیان کی گئی ہے۔ ختم نبوت اور ختم رسالت اور ختم شریعت کا مسئلہ ایک اجماعی اور قطعی اور ضروریات و متواترات فی الدین سے مانا گیا ہے۔ جس کا منکر ماول قطعاً کافر ہے۔ جس کے متعلق ہم علماء کی عبارتیں نقل کرتے ہیں۔ امام غزالی رحمہ اللہ کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں: ’’ان الامة فهمت من هذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابدا وعدم رسول بعده ابدا وانه لیس فیه تاویل ولا تخصیص ومن اوله بتخصیص فکلامه من انواع الهذیان لا یمنع الحکم بتکفیره لانه مکذب لهذا النص الذی اجتمعت الامة علی انه غیر مأوّل و لا مخصوص‘‘ (کتاب الاقتصاد ص۱۲۳ ملخص)

’’امت نے اس لفظ سے سمجھا یعنی آیت (ولکن رسول اللہ خاتم النّبیین) اور اللہ نے سمجھا دیا کہ کوئی نبی آپ کے بعد کسی وقت اور کوئی رسول آپ کے بعد کسی وقت اور یہ کہ نہ اس میں تاویل ہے اور نہ تخصیص اور جو کوئی تاویل کر کے تخصیص کرے اس کا کلام جنون کی قسم ہے جو اس کی تکفیر کے حکم کو نہیں روکتا کیونکہ وہ ایسی آیت کا مکذب ہے جس پر بلا تاویل و تخصیص امت کا اجماع ہے۔‘‘

’’(جاحد المجمع علیه من الدین بالضرورة) وهو مایعرفه، الخواص والعوام من غیر قبول للتشکیك کو جوب الصلوٰة والصوم وحرمة الزنا والخمر (کافر قطعا) لان حجده یستلزم تکذیب النبی ﷺ‘‘

(شرح جمع الجوامع ص۱۳۰ ج۲)

’’دین کے مجمع علیہ ضروری مسئلہ کا انکار کرنے والا کافر قطعی ہے۔ ضروری وہ ہے کہ جس کو خواص اور عوام نے بغیر شک کے قبول کر لیا جیسے وجوب صلوٰۃ اور صوم اور حرمۃ زنا وخمر کیونکہ اس کا انکار نبی کریم ﷺ کی تکذیب کو مستلزم ہے۔‘‘

’’والقول الموجب للکفر انکار مجمع علیه فیه نص ولا فرق بین ان یصدر عن اعتقاد وعناد‘‘ کلیات ابی البقا ’’لان الکفر هو حجد الضروریات من الدین او تاویلها‘‘ (ایثار الحق علی الخلق حافظ محمد ابراهیم یمانی)

’’مسئلہ مجمع علیہ کا انکار موجب کفر ہے جس میں نص ہو اور اعتقاد اور عناد کا کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ کفر ضروریات دین کا انکار یا اس میں تاویل کرنا ہے۔‘‘

’’وان کان مع اعترافه بنبوة النبی ﷺ وسلم یبطن عقائد هی کفر بالاتفاق فهو الذندیق‘‘ (کلیات ابی البقاء)

’’جو شخص باوجود اقرار نبوت نبی ﷺ باطن میں ایسے عقائد رکھتا ہے جو بالاتفاق کفر ہیں وہ زندیق ہے۔‘‘

فَـاِنَّهُـمْ لَایُکَـذِّبُـوْنَكَ فَـاتْـلُهَـا وَلٰـکِـنْ بِـاٰیَـاتٍ مَـالَ مَـعَـانِیْ

’’مشرکین بھی نبی کریم ﷺ کی تکذیب نہیں کرتے تھے پڑھ لو ولکن الظلمین الخ مگر خدا نے مآل اور انجام کے اعتبار سے ان کو منکر قرار دیا۔‘‘

اس شعر میں اس آیت کا اقتباس ہے: ’’فانهم لایکذبونك ولکن الظلمین بایت الله یجحدون‘‘ یعنی اے محمد کفار تیری تکذیب نہیں کرتے لیکن وہ خدا کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

گو کفار نے نبی کریم ﷺ کو جھوٹا نہ کہا یا آپ ﷺ کے مقولوں کو نہ جھٹلایا کیونکہ آپ ﷺ کی راست بازی اور سچائی کو ہر ایک جانتا تھا۔ لیکن انہوں نے خدا کی آیتوں سے جحود کیا اور خدائی احکام کو بالآخر نہ مانا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ان پر کفر کا الزام ہوا اور انجام کار ان کو آیتوں کا منکر قرار دیا۔

مؤلف کی غرض اس میں مرزا کے کفر کی چوتھی وجہ بیان کرنی ہے۔ کیونکہ اس کی نبوت سے خدا کی آیتوں کا انکار لازم آتا ہیں۔

تَنَبَّأَ اَنْ لَا یُمْتَرٰی بِبِطَالَةٍ کَحَجَّامِ سَابَاطٍ صَرِیْعُ غَوَانٖ

’’ساباط کے رہنے والے حجام کی طرف ایک نازنینوں کے پچھاڑے ہوئے نے تہمت بے کاری سے بچنے کی وجہ سے دعوے نبوت کیا۔‘‘

ساباط ایک جگہ کا نام ہے۔ یہاں ایک حجام رہتا تھا جس کی عادت تھی کہ اپنی ماں کو چوراہے پر بٹھا کر اس کی حجامت بنایا کرتا تا کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ہو کہ یہ بے کار ہے اور اس کے پاس کوئی حجامت بنوانے نہیں آتا۔ اسی طرح مرزا قادیانی کو بھی سوجھی کہ مدعی نبوت ہی بن جاؤ۔ اسی دام میں آ کر مخلوق خدا پھنس جائے گی۔ مرزا قادیانی نے صرف دعویٰ نبوت ہی نہیں کیا بلکہ کرشن ہونے کا بھی دعویٰ کیا تا کہ ہندو بھی علیحدہ نہ ہوسکیں۔ سچ ہے بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا؟

وَمُعْجِزُهٗ مَنْکُوْحَةٌ فَلَکِیَّةٌ یُصَادِفُهَا فِیْ رُقْیَةِ الْکَرَوَانٖ

’’اور اس کا معجزہ ایک منکوحہ آسمانی ہے جس کو منتر ’’اطرق کری اطرق کری ان النعامة فی القری‘‘ کہہ کر پانے کی امید کرتا ہے۔‘‘

منکوحہ آسمانی سے محمدی بیگم کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ جس پر مرزا قادیانی کی رال ٹپک گئی تھی اور بہت سی تدبیریں کیں کہ کسی طرح یہ شکار ہاتھ آئے۔ اوّل اس کے والد سے بذریعہ خطوط گفت وشنید کی۔ اس کے بعد معجزہ کی دھمکی دی۔ مدتوں الہامات میں نکاح کے مدعی رہے۔ اس کے بعد وعید کا بھی خوف دلایا۔ نکاح ہونے کو قضاء مبرک بھی ٹھہرایا۔ الغرض جو کوشش امکان میں تھی، کی گئی۔ مگر وہ نیک بی بی اور اس کے والد بزرگوار ان الہامات اور معجزات کی حقیقت خوب جانتے اور سمجھتے تھے کہ یہ سب نفس کی خواہشات پورا کرنے کے ذرائع ہیں۔ کسی طرح بھی اس کے دام میں نہ آئے اور مرزا اس حسرت وآرزو کو اپنے ساتھ ہی لے گئے۔ اب ہم منکوحہ آسمانی کے متعلق مرزا کے وساوس کو اس کی کتابوں سے ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

مرزا کے وساوس معہ حوالہ کتب

۱…… ’’اوّل خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد گاما بیگ کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور مانع ہوں گے اور کوشش کریں گے ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے

اس کو تمہاری طرف لائے گا باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ ہوکر اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھادے گا اور اس کام کو پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اول ص۳۹۶، خزائن ج۳ ص۳۰۵)

اور جب محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ ہوگیا تو دوسرا تیار شدہ الہام سنئے:

۲...... ’’میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کرے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔‘‘ (انجام آتھم حاشیہ ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص۳۱)

۳...... ’’یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقین سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہ ہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اس کی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا۔ اس لئے تمہیں یہ ابتلاء پیش آتا ہے۔ براہین احمدیہ میں اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیش گوئی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جو میرے پر کھولا گیا اور وہ الہام ہے جو براہین احمدیہ کے ص۴۹۶ میں مذکور ہے: ’’یاادم اسکن انت وزوجك الجنة الخ‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸)

۴...... ’’سوچاہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بد گوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)

۵...... ’’۱۸۹۱ء میں اس عاجز کو سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ موت تک نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کردی گئی اور یہ معلوم ہورہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا۔ تب اسی حالت میں مجھے الہام ہوا: ’’الحق من ربك فلاتكونن من الممترين‘‘ یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۹۸، خزائن ج۳ ص۳۰۶)

وَمَنّٰی لَهُ الشَّیْطَانُ فِیْهَا بِوَحْیِهٖ رِفَـآءً وَّوَصْلًا خِطْبَةً وَّتَهَانِیَ

’’اوراس منکوحہ کے قصہ میں شیطان نے مرزا کو اپنی وحی سے آسائش اور منگنی اور وصل کی آرزو دلائی۔‘‘

فَفَضَحَهُ رَبُّ السَّمَآءِ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ وَاللّٰهُ فِيْهِ كَفَانِيْ

’’رب السمٰوات نے اپنی طاقت اور قوت سے اس کو خوب ہی رسوا کیا اور اس میں ہم کو اللہ کافی ہوا۔‘‘

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے اپنی قوت سے ایک خدا پر افتراء کرنے والے کذاب اور مفتری کو اسی کے قول کے موافق بد سے بدتر، خبیث، مفتری ٹھہرایا اور خوب رسوا کر کے منہ کالا کیا اور دنیا میں ہی اس کی ناک کٹ گئی اور سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا اور مسلمانوں پر اس بے نیاز خدا نے فضل فرمایا کہ مرزا کو داماد احمد بیگ کے سامنے موت دے دی۔

وَكَانَ ادَّعٰى وَحْيًا سِنِيْنَ عَدِيْدَةً فَجَآءَ يُحَاكِيْ فَعْلَةَ الظَّرِبَانِ

’’مرزا اس معاملہ میں مدتوں وحی کا دعویٰ کرتا رہا اور بالآخر وحی مثل حرکت ظربان[۱] کے نکلی۔‘‘

[۱] جانور بدبودار مشابہ بلی۔

وَدَلَّاهُ شَيْطَانَاهُ فِيْ ذَاكَ بُرْهَةً وَلَمْ يَدْرِ شَيْطَانَانِ لَا يَفِيَانِ

’’مرزا کو دو شیطانوں نے ایک زمانہ تک پھسلایا اور اس نے یہ نہ جانا کہ اس میں دو شیطان وفا نہیں کریں گے۔‘‘

دو شیطانوں سے مراد اس کے دو مرید ہیں جن کو دو فرشتے کہتا تھا۔

وَمَا ذَابَ فِي الْعُمُرِ الطَّوِيْلِ لَهٗ فَذَا هِجَآءُ خِيَارِ الْخَلْقِ غِبَّ لِعَانِ

’’اوراس کو تو اپنی طویل زندگی میں سوائے برگزیدہ لوگوں کی ہجو اور لعنت کرنے کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔‘‘

تَفَكَّهَ فِيْ عِرْضِ النَّبِيِّيْنَ كَافِرٌ عُتُلٌّ زَنِيْمٌ كَانَ حَقَّ مُهَانِ

’’کافر فحش گو اصیل بنے ہوئے نے انبیاء کی آبروریزی میں خوب مزہ درست کیا جو خود ہی حقیقی معنی سے نفس الامر میں ذلیل تھا۔‘‘

مرزا کی ساری زندگی برگزیدہ لوگوں کی ہجو ہی میں گزری اور ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کی توہینیں ہی کر کے مزہ اٹھایا۔ ہم اگر مرزا کی عبارتوں سے محض ان کلمات ہی کو جمع کرنا شروع کر دیں جو انبیاء علیہم السلام کی تنقیص اور توہین میں ملتی ہیں تو غالب گمان یہ ہے کہ ایک بڑی مستقل

کتاب بن جائے۔اس لئے یہاں بھی ہمارا خیال تھا کہ مرزا کی مزید کفریات کو مخلوق کے سامنے پیش کردیں لیکن تطویل کا خوف مانع ہے۔

یَلَذُّ لَہٗ بَسْطُ الْمَطَاعِنِ فِیْہِمْ وَیَجْعَلُ نَقْلًا عَنْ لِسَانِ فُلَانٖ

’’ان کو انبیاء علیہم السلام پر طعن کرنے میں لذت آتی ہے اور طریقہ طعن دوسروں کی زبانی بنایا ہوا ہے۔‘‘

یَصُوْغُ اصْطِلَاحًا اَنَّ ھٰذَا مَسِیْحُکُمْ کَمَا سَبَّ اُمًّا ھٰکَذَا اَخَوَانٖ

’’مرزا مسیح ابن مریم پر اصطلاحیں گھڑ گھڑ کر طعن کرتا ہے کہ اے نصاریٰ یہ جو تمہارا مسیح ہے۔جیسے دو حقیقی بھائی ایک دوسرے کو گالی دیں دوسری کی ماں کہہ کر۔‘‘

وَھٰذَا کَمَنْ وَافٰی عَدُوًّا اَیَّسُبُّہٗ بِجَمْعٍ اَشَدَّ السَّبِّ مِنْ شَنَانٖ

’’اور یہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنے دشمن کے سامنے آیا ایسے حال میں کہ وہ ایک جماعت کے روبرو اس کو سخت گالیں عداوت سے دے رہا تھا۔‘‘

فَصَیَّرَہٗ رُؤْیَا وَقَالَ بِاٰخِرٍ اِذِ انْفَتَحَتْ عَیْنِیْ مِنَ الْخَفَقَانٖ

’’پس اس دشمن گالیاں دینے والے نے اس کو خواب کی صورت میں ڈھال دیا اور کہا پھر اخیر میں میری نیند سے آنکھ کھل گئی۔‘‘

مرزا نے بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تو بہت ہی ہاتھ صاف کیا اور مطاعن بیان کر کے دل کا غبار نکالا ہے اور کتب محرفہ میں جو چیزیں بھی انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے خلاف ملتی رہیں ان کو نقل کر کے حواشی چڑھائے اور رائی کے دانہ کا پہاڑ بنا کر لکھا اور اپنے مقابلہ میں ناکام و ناکامیاب ثابت کرنے کی ہی کوشش کی اور خدا نے یہ سمجھنے کی توفیق نہ دی کہ اس قسم کے واقعات جو عصمت انبیاء علیہم السلام پر دھبہ لگانے والے ہیں۔یہی ان کتابوں کی تحریف کا بین ثبوت تھے۔کیونکہ عصمت انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ قطعی اور مسلمات سے ہے اور علماء نے ہمیشہ اسی قسم کے واقعات کو مخالفین کی کتابوں کے محرف ہوجانے کی دلیل بنایا ہے۔

لیکن یہ شعور کیوں ہوتا خدا نے اس کی عقل پر تو پہلے ہی سے پردہ ڈال دیا تھا اس کو تو اس نبوت کی ہوس پڑی ہوئی تھی۔اسی کو کامیاب بنانے کے درپے تھا۔چاہے ایمان رہے نہ رہے اور جس طرح بھی ہو سکے انبیاء علیہم السلام کی ناکامیابی اور ناقابلیت ظاہر کر کے اپنی نبوت اور اپنے نشانات کو فوقیت دی جائے اور مرزا کی عادت ہے کہ جب کتب محرفہ سے عصمت انبیاء علیہم السلام کے خلاف اشیاء لے لیتا ہے تو قطرہ کو دریا اور ذرہ کو صحرا بنا کر خوب ہی مبالغہ کے ساتھ مخلوق کے

سامنے پیش کر دیتا ہے۔ جس سے ان کی ناکامی کا ثبوت اچھی طرح ہو جائے۔ والعیاذ باللہ!

اور پھر کبھی ایک قانون داں بغاوت پھیلانے والے کی طرف قانونی بچاؤ بھی کر جاتا ہے اور سب کچھ کہہ بھی جاتا ہے۔ مگر کبھی زور میں آ کر اپنے دل کی بات بھی کہہ دیتا ہے اور زہر اگل دیتا ہے۔ اب ہم دونوں اشعار کے تحت میں جو بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہیں، مرزا کی وہ عبارتیں لکھتے ہیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی خصوصیت سے ناکامی و ناقابلیت بیان کی گئی ہے۔

عبارات مرزا

۱...... ’’اور حضرت مسیح کی پیش گوئیوں کا سب سے بدتر حال ہے بارہا انہوں نے کسی پیش گوئی کے معنے کچھ سمجھے اور آخر کچھ اور ہی ظہور میں آیا۔‘‘ (ازالہ ص۶۹۰، خزائن ج۳ ص۴۷۲)

اس عبارت میں لفظ ’’سب سے بدتر حال ہے‘‘ قابل غور ہے۔

۲...... (اعجاز احمدی ص۱۳، خزائن ج۱۹ ص۱۲۰) ’’اور یہود تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں اور ان کی پیش گوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کو جواب دینے میں حیران ہیں۔ بغیر اس کے یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے۔ کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل اس کی نبوت پر قائم نہیں ہوسکتی۔ بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلیل قائم ہیں۔‘‘ اور نیز اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

۳...... ’’لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی (عیسیٰ علیہ السلام کی) پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں۔ مگر یہاں ان کی نبوت بھی ثابت نہیں ہوسکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۱۳،۱۴، خزائن ج۱۹ ص۱۲۱)

ان عبارتوں میں تو مرزا نے پیش گوئیوں ہی کی تکذیب کی ہے۔ آئندہ معجزات کا بھی انکار ہے۔

۴...... ’’کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس

میں کلوں کی ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۳۰۳ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۵)

۵…… ’’اور ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔‘‘

(ازالہ حاشیہ ص۳۰۴، خزائن ج۳ ص۲۵۵)

۶…… ’’اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔‘‘

(ازالہ حاشیہ ص۳۱۰، خزائن ج۳ ص۲۵۸)

۷…… ’’مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے۔ جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا۔ جس میں ہر قسم کے بیمار مجذوم ومبروص ومفلوج وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے۔ لیکن بعد کے زمانہ میں جو لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے۔ اس وقت تو کوئی تالاب بھی موجود نہ تھا۔‘‘ (ازالہ ص۳۲۱، خزائن ج۳ ص۲۶۳)

۸…… ’’پھر جب خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۵۵، خزائن ج۲۲ ص۱۵۹)

وَقَدْ یَجْعَلُ التَّحْقِیْقَ ذٰلِكَ عِنْدَہٗ اِذَا مَا خَلَا جَوٌّ کَمِثْلِ جَبَانٖ

’’اور کبھی نامرد کی طرح میدان خالی دیکھ کر ان ہی امور کو (جو دوسروں کے حوالہ سے نقل کرتا تھا) واقعی اور تحقیقی بنالیتا ہے۔‘‘

وَیَنْفِثُ فِیْ اِثْنَاءِ ذٰلِكَ کُفْرَہٗ وَیُعْرِبُ فِیْ عِیْسٰی بِمَا ھُوَشَانِئٗ

’’اور اسی اثناء میں مرزا کفر اگلتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بغض دلی کو ظاہر کرتا ہے۔‘‘

وَکَانَ ھُنَا شَیْءٌ لِتَحْرِیْفِ عَھْدِھِمْ فَصَیَّرَہٗ حَقًّا لَخُبْثِ جَنَانٖ

’’حال یہ ہے کہ نصاریٰ کے عہد قدیم وجدید کے محرف ہونے کی وجہ سے ایک شے تھی جس کو مرزا نے اپنے خبث باطنی سے حق بنایا۔‘‘

اس شعر میں مؤلف کا مقصود اس امر کو سمجھانا ہے کہ جو توہین انبیاء علیہم السلام کی اور بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کفریہ کلمات مرزا کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ وہ بطور الزام

نہیں کئے گئے۔ بلکہ اس کے نزدیک واقعی اور تحقیق حال اسی طرح ہے۔ اس کے ثبوت میں بھی ہم اسی کی عبارات ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

۱...... ’’عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰ حاشیہ)

اس عبارت میں فقرہ ’’حق بات یہ ہے‘‘ کو خیال کیا جاوے۔

۲...... ’’ہم مسیح ابن مریم کو بیشک ایک راست باز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم!‘‘

(دافع البلاء ٹائٹل بار ص۳، مطبوعہ ضیاء الاسلام ۱۹۰۲ء، خزائن ج۱۸ ص۲۱۹)

اس عبارت پر مرزا ہی کا نوٹ ملاحظہ ہو:

☆...... ’’یاد رہے کہ یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت لوگوں کی نسبت اچھے تھے۔ یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے۔‘‘

۳...... ’’اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کی بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم رہنے نہ دیا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۴۹، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳)

۴...... ’’جن لوگوں نے ان کو خدا بنایا ہے جیسے عیسائی یا وہ جنہوں نے خواہ مخواہ خدائی صفات انہیں دی ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مخالف اور خدا کے مخالف نام کے مسلمان وہ اگر ان کو اوپر اٹھاتے اٹھاتے آسمان پر چڑھا دیں یا عرش پر بٹھا دیں یا خدا کی طرح پرندوں کا پیدا کرنے والا قرار دیں تو ان کو اختیار ہے۔ انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔‘‘

(دافع البلاء ٹائٹل بار۴ مطبوعہ ضیاء الاسلام ۱۹۰۲ء، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰)

ان عبارتوں کو پڑھنے کے بعد کون ہے جو یہ تردد کر سکے کہ مرزا نے جو کچھ لکھا وہ بطور الزام لکھا اور کس کی مجال ہے جو یہ کہہ سکے کہ عیسائیوں کو الزام کو دیا ہے جب کہ وہ اپنے نزدیک اپنے خیال اور عقیدہ کے موافق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسا ہی سمجھتا ہے جیسا کہ اس نے لکھا اور اس اخیر عبارت میں صاف صاف بتلا دیا کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن کے موافق اگرچہ آسمان پر چڑھا دیں یا قرآن کے موافق پرندوں میں خدا کے حکم سے جان ڈالنے والا قرار

کریں۔ ’’لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ کے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں۔‘‘ اب دیکھنا یہ ہے کہ کس مسیح اور کس عیسیٰ کو قرآن نے آسمان پر چڑھایا ہے اور کس کو پرندوں میں خدا کے حکم سے جان ڈالنے والا بتلایا عیسیٰ بن مریم کو یا کسی اور کو؟

وَقَدْ اَخَذُوا فِیْ مَالِکِ بْنِ نُوَیْرَۃٍ بِصَاحِبِکُمْ لِلْمُصْطَفٰی کَادَانِیْ

’’صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مالک بن نویرہ کو نبی کریم کی شان میں لفظ صاحبکم ادنیٰ درجہ کا لفظ کہنے پر گرفت کر کے قتل کیا۔‘‘

مالک بن نویرہ ایک شخص تھا۔ جس نے جناب آنحضرتﷺ کی شان میں لفظ ’’صاحبکم‘‘ جو ادنیٰ اور گھٹیا درجہ کے لوگوں کے حق میں استعمال کیا جاتا تھا۔ آپﷺ کے حق میں استعمال کیا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کے اس لفظ پر گرفت کی اور قتل کر دیا۔ یہ واقعہ بھی بطور نظیر کے ہے۔

وَقِصَّۃُ دُبَّاءٍ رَأَی الْقَتْلَ عِنْدَھَا اَبُوْیُوْسُفَ الْقَاضِیْ وَلَاتَ اَوَانٖ

’’امام ابو یوسفؒ نے ایک شخص کو اس کہنے پر قتل کر دیئے جانے کا حکم دیا کہ مجھے کدو پسند نہیں اور وہ وقت معافی کا نہ تھا۔‘‘

اس شعر میں بھی بطور نظیر امام ابو یوسفؒ کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں یہ ہے کہ امام ابو یوسفؒ ایک مرتبہ حدیث بیان فرما رہے تھے کہ نبی کریمﷺ کدو کو پسند فرماتے تھے اور رغبت سے کھایا کرتے تھے۔ اس پر ایک شخص جماعت میں سے اٹھا اور بہت اونچی آواز اور سخت لہجہ سے کہنے لگا کہ مجھے تو پسند نہیں جس پر امام موصوف نے اس کے قتل کر حکم دیا اور بالآخر اس نے توبہ کی جس سے اس کی معافی ہوئی۔

وَقَدْ اَعْمَلَتْ حُکْمَ الشَّرِیْعَۃِ فِیْھِمٖ حَکُوْمَۃُ عَدْلٍ لِلْاَمِیْرِ اَمَانٖ

’’امیر امان اللہ خان جلالت مآب کی عادل حکومت نے اس مسئلہ میں حکم شریعت پر عمل کر کے فیصلہ کیا۔‘‘

اس شعر میں نعمت اللہ خان مرتد کے قتل کی طرف اشارہ ہے۔ جس کے متعلق حکومت افغانستان کی جانب سے قتل کا فیصلہ دیا گیا تھا اور قرآن اور حدیث کے مطابق اسلام کی رو سے اس فیصلہ کا نفاذ ہوا ہے۔ مرزائی جماعت نے بہت شور مچا کر اس فیصلہ کو خلاف تعلیم قرآن بنانے کی کوشش کی۔ جس کے جواب میں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مدفیوضہ، مدرس دارالعلوم دیوبند نے رسالہ الشہاب شائع کیا۔ جس میں اس حکم کو قرآن کی آیات اور احادیث سے پوری

تفصیل کے ساتھ مشرح فرمایا۔ جس کے دیکھنے کے بعد ہر منصف اہل دماغ سمجھ سکتا ہے کہ حکومت افغانستان کا یہ فیصلہ قرآن اور قانون اسلام کے بالکل مطابق ہے اور جس کے نظائر گزشتہ سلاطین اسلام کے یہاں بھی بکثرت پائی جاتی ہیں۔

عبدالملک بن مروان نے حارث متنبیّ (جھوٹا مدعی نبوت) کو قتل کرایا۔ اس کے ماسوا بہت سے خلفاء نے ایسے مجرموں کو یہی سزا دی ہے اور علماء نے ان کے افعال کی تصویب کی اور مخالف کی تکفیر۔ دیکھو میزان الکبریٰ میں شعرانی قتل مرتد پر اجماع نقل کرے ہیں۔

’’وقد اتفق الائمة علی ان من ارتد عن الاسلام وجب قتله وعلی ان قتل الزندیق واجب وهوالذی یسرالکفر‘‘ (میزان للشعرانی)

’’تمام آئمہ کا اس پر اتفاق ہو چکا کہ جو شخص اسلام سے پھر جائے اس کا قتل ضروری ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ زندیق کا قتل واجب ہے اور زندیق وہ ہے جو باطن میں کفر رکھتا ہو۔‘‘

شرح شفاء میں بھی علماء کا اجماع منقول ہے۔

’’اجمع عوام اهل العلم علی ان من سب النبی ﷺ یقتل‘‘

(شرح شفاء قاضی عیاض ج۲ ص۳۹۲)

’’اجماع کیا عامہ اہل علم نے اس پر کہ جس شخص نے توہین کی نبی کریم ﷺ کی، قتل کیا جائے۔‘‘

اور دوسری جگہ ہے: ’’من سب الله تعالیٰ اوانبیاء ه قتل‘‘

(شرح شفاء ج۲ ص۳۸۹)

’’جس نے اللہ کی اور اس کے ملائکہ اور انبیاء کی توہین کی، قتل کیا جائے۔‘‘

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’من سب الله اوسب احدا من الانبیاء فاقتلوه‘‘ ’’جس نے اللہ کی یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کی توہین کی اس کو قتل کردو۔

تَحَطَّمَ فِیْ جَمْعِ الْحُطَامِ وَنَیْلِهَا ۔۔۔ وَبَسْطِ الْمُنٰی فِیْ حَاصِلَاتِ مَجَانِیْ

’’مرزا بوڑھا ہو گیا دنیا کے خس و خاشاک جمع کرنے میں اور تمنائیں پوری کرنے میں چندہ کی رقمیں جمع کر کے کے۔‘‘

وَکُلُّ صَنِیْعٍ اَوْدَهَآءٍ فَعِنْدَهٗ ۔۔۔ لِنَیْلِ الْمُنٰی بِالطَّرْدِ وَالدَّوْرَانٖ

’’اور جو تدبیر یا مکر ہے اس کے یہاں الٹا کر کے اپنے مطالب ہی حاصل کرنے میں ہے۔‘‘

اَھٰذَا مَسِیْحٌ اَوْمَثِیْلُ مَسِیْحِنَا تَسَرْبَلَ سِرْبَالًا مِّنَ الْقَطِرَانٖ

’’کیا یہی ہے مسیح یا مثیل مسیح جس نے کرتہ پہن لیا گندھک کا۔‘‘

وَکَانَ عَلٰی مَاقَالَ مَاجُوْجُ اَصْلَہٗ فَصَارَ مَسِیْحًا فَاعْتَبِرْبِقِرَانٖ

’’مرزا اپنی تحقیق کی بناء پر ماجوج کی نسل سے تھا پھر بن بیٹھا مسیح، پس عبرت لو اس جوڑ سے۔‘‘

نَعَمْ جَآءَ فِی الدَّجَّالِ اِطْلَاقُہٗ کَذَا فَقَدْ اَدْرَکَتْہٗ خِفَّۃُ السَّرْعَانٖ

’’ہاں دجال پر بھی مسیح کا اطلاق آیا ہے پر مرزا کو غلطی لگی اوچھے پن میں جلد بازوں کی۔‘‘

یعنی احادیث میں مسیح کا لفظ دجال اور مسیح میں مشترک تھا جس اشتراک سے مرزا کو غلطی لگی۔ یعنی تھا مسیح دجال اور بن گیا مسیح بن مریم۔

اَلَمْ یَھْدِ لِلْقُرْاٰنِ یَحْفَظُہٗ وَلَمْ یَحُجَّ لِفَرْضٍ صَدَّہُ الْحَرَمَانٖ

’’کیا مرزا کو قرآن حفظ کرنے کی ہدایت نہ ہوئی اور حج فرض ادا نہ کیا حرمین نے اس کو روک دیا۔‘‘

فَیَسْرِقُ فِیْ اَلْفَاظِہٖ بَاطِنِیَّۃً وَقَرْمَطَۃً وَحْیٌ اَتَاہُ کَدَانِیْ

’’چوراتا ہے اپنے الفاظ میں فرقہ باطنیہ اور قرامطہ سے یہ وحی ہے اس کی دوغلی یا کادیانی۔‘‘

باطنیہ اور قرامطہ دو فرقے ہیں جن سے مرزا نے مضامین چوری کر کر کے اشاعت وتبلیغ کی۔

وَتَابَعَہٗ مَنْ فِیْہِ نِصْفُ تَنَصُّرٍ وَمَنْ فِیْہِ کُفْرٌ مُوْدَعٌ بِمَبَانِیْ

’’مرزا کی متابعت ایسے لوگوں نے کی جو پہلے نیم نصرانی تھے اور جن کی سرشت میں کفرو دیعت رکھا تھا۔‘‘

وَکَفَّرَ مَنْ لَمْ یَعْتَرِفْ بِنُبُوَّۃٍ لَہٗ وَھُوَ فِیْ ھٰذَا لَاَوَّلُ جَانٖ

’’اور مرزا نے اس شخص کی تکفیر کی جس نے اس کی نبوت کو نہ مانا اور حال یہ ہے کہ وہ خود اس میں اوّل مجرم ہے یا اول پھل پانے والا ہے۔‘‘

ہم اس سے قبل مرزا کی بعض عبارتیں نقل کر چکے ہیں۔ جس میں مرزا نے تمام عالم اسلام کو جو اس کی نبوت کو نہ ماننے کا فر اور جہنمی کہا ہے۔ جس سے مرزا کے ان دعاوی کا سربستہ راز

کھل جاتا ہے۔جن میں اس نے کہا تھا کہ راست بازی ترقی کرے گی۔ اسلام دنیا میں پھیل جائے گا۔ادیان باطلہ مثلاً دین یہود ونصاریٰ وہنود نیست ونابود ہو جائیں گے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا کی تھوڑی سی جماعت کے سوابقیہ مسلمان جو اس کو نہیں مانتے،اس کے نزدیک کافر ہی ٹھہرے تو مرزا نے کفر پھیلایا یا اسلام اور کونسا دین یہود اور نصاریٰ اور ہنود کا نیست ونابود ہوا۔ لعنة اللّٰه علی الکاذبین!

اَلَا فَاسْتَقِیْمُوْا وَاسْتَهِیْمُوْ الِدِیْنِکُمْ　　فَمَوْتٌ عَلَیْهِ اَکْبَرُ الْحَیَوَانِ

’’خبردار درست ہو جاؤ اور اپنے دین پر سرگشتہ ہو جاؤ اور دین پر مرنا ہی بڑی زندگی ہے۔‘‘

وَعِنْدَ دُعَآءِ الرَّبِّ قُوْمُوْا وَشَمِّرُوْا　　حَنَانًا عَلَیْکُمْ فِیْهِ اَثْرَحْنَانٖ

’’اور خدا کی آواز پر لبیک کہہ کر تیار ہو جاؤ اس میں خدا کی تم پر مہربانیوں پر مہربانی ہے۔‘‘

وَکُنْ رَاجِیًا اَنْ یَّظْهُرَ الْحَقُّ وَارْتَقِبْ　　لِاَوْلَادِ بَغْیٍ فِیْ السُّهَیْلِ یَمَانِیْ

’’اور حق کے غالب ہونے کی خدا سے امید رکھو اور برساتی کیڑوں کے مٹ جانے کا بوقت طلوع (ستارہ) سہیل انتظار کرو۔‘‘

وَلِلْحَقِّ صَدْعٌ کَالصَّدِیْعِ وَصَوْلَةٌ　　وَطَعْنٌ وَّضَرْبٌ فَوْقَ کُلِّ بَنَانٖ

’’حق صبح صادق کی طرح ظاہر ہوتا ہے اور حق کے لئے صولت اور نیزہ اور مار ہے ہر سرانگشت پر۔‘‘

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلَّذِیْ　　لِنُصْرَةِ دِیْنِ الْحَقِّ کَانَ هَدَانِیْ

’’اور آخری پکار ہماری یہ ہے کہ حمد کی مستحق وہی ذات ہے جس نے دین حق کی حمایت میں ہم کو ہدایت کی۔‘‘

وَصَلّٰی عَلٰی خَتْمِ النَّبِیِّیْنَ دَائِمًا　　وَسَلَّمَ مَادَامَ اعْتَلَی الْقَمَرَانٖ

’’اور خدا کی رحمتیں حضرت خاتم الانبیاء پر نازل ہوتی رہیں جب تک چاند اور سورج بلند ہوتے رہیں۔‘‘

تتمہ

مرزا علیہ ماعلیہ کے الہامات اور وساوس شیطانیہ کا مختصر نمونہ جس کو ہم اشعار کے ذیل میں عجلت اور تنگی وقت کی وجہ سے درج نہ کر سکے۔اس جگہ نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

الہامات شیطانیہ

''یریدون ان یرواطمثك ''یعنی وہ تیرا حیض دیکھنے کا ارادہ کرتے ہیں۔اس الہام کی تشریح خود مرزا قادیانی کی زبانی اس طرح ہے۔''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں۔بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے۔بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ص۵۸۱)

اس الہام میں مرزا عورت بنے۔اب نعوذ باللہ خدا تعالیٰ مرزا سے ہم بستری کرتے ہیں اور رجولیت کی طاقت ظاہر کی جاتی ہے۔جس کو مرزا کے ایک مرید قاضی یار محمد بی۔او۔ایل پلیڈر اپنے ٹریکٹ نمبر۳۴ موسوم بہ(اسلامی قربانی ص۱۲) مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں لکھتے ہیں کہ:

''جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔'' اس قسم کے وساوس یقیناً شیطانی ہیں۔کوئی عاقل کبھی خدا کی طرف نعوذ باللہ اس قسم کے افعال کو تجویز نہیں کرسکتا۔

''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرادیا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص۵۵۶ میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔''

(کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ص۵۰)

''خدا تعالیٰ کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔درد زہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔''

(کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ص۵۱)

''خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا اور میرا غضب، میرا حلم اور تلخی و شیرینی و حرکت و سکون سب اسی کا ہوگیا اور اسی حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت پر پیدا کیا۔جس میں کوئی ترتیب و تفریق نہ تھی۔پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کی خلق پر قادر ہوں۔پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا:''انا زینا السماء الدنیا بمصابیح ''پھر میں نے کہا ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴،۵۶۵، خزائن ج۵ص ایضاً)

انگریزی الہامات

(براہین احمدیہ ص۴۸۰، خزائن ج۱ص۵۷۱حاشیہ) ایک دفعہ کی حالت یاد آ گئی کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا: ’’ائی لویو ‘‘یعنی میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا: ’’آئی ایم ود یو ‘‘یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا: ’’آئی شیل ہیلپ یو ‘‘یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا: ’’آئی کین وہاٹ آئی ول ڈو ‘‘یعنی میں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر بعد میں اس کے بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا، الہام ہوا: ’’وی کین وہاٹ وی ول ڈو ‘‘یعنی ہم کرسکتے ہیں جو چاہیں گے اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے۔ جو سر پر کھڑا بول رہا ہے۔‘‘ (یہ حقیقت میں شیطان ہے جو مرزا کو الہام کرتا ہے)

’’اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ اور مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر ہوئے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطاء نہیں کی گئی اور اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۰،۳۹۱، خزائن ج۲۲ص۴۰۶)

’’ایسے ناپاک خیال، متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اسے نبی قرار دیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ص۲۹۳) (یہ بکواس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے)

(ازالہ اوہام ص۶۲۹، خزائن ج۳ص۴۳۹) پر لکھتے ہیں کہ ’’ایک مرتبہ چار سو نبی نے غلطی کی۔‘‘ مرزا کا یہ جملہ اس کی کم عقلی اور انبیاء علیہم السلام کی طرف غلطی کی نسبت کرنے میں کس قدر بے باکی کو ثابت کرتا ہے۔ یہ چار سو اشخاص درحقیقت نبی نہ تھے۔ بلکہ ایک بادشاہ کے مجاور اور پوجاری تھے۔ جن کو مرزا قادیانی نے نبی سمجھا اور غلطی کو نبیوں کی طرف منسوب کر دیا۔ آپ کی جھوٹی نبوت چونکہ ایسی ہی ہے اس لئے اور انبیاء علیہم السلام کو بھی ایسا ہی تصور کرتا ہے۔

کار پاکاں را قیاس از خودمگیر

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اسلام اور مرزائیت

حضرت مولانا عتیق الرحمٰن آروی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام ومرزائیت

’’الحمد للّٰہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔امابعد‘‘

ہندوستان میں مسلمانوں کی بہت سی مختلف الخیال جماعتیں آباد ہیں۔بعض میں فروعی جزوی اختلاف ہے اور بعض میں اصولی۔ پھر اصولی اختلاف رکھنے والے فرقوں میں باہمی فرق ہے۔ بعض فرقے بالکل ہی اسلام کے اصول قطعیہ کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور بعض اصل الاصول کو مان کر ان کے ماتحت اصول میں مختلف ہیں۔عوام اور جدید تعلیم یافتہ حضرات جو اسلام کے اصول وفروع سے پوری واقفیت نہیں رکھتے عموماً ان سب جماعتوں اور فرقوں کو ایک ہی درجہ میں سمجھتے ہیں۔جس کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان عظیم پہنچتا ہے۔ کیونکہ جس طرح جزوی اور فروعی اختلاف کی بناء پر آپس میں لڑنا جھگڑنا اور تشدد برتنا مذموم وناجائز ہے اسی طرح اصولی اختلاف کو نظر انداز کر کے ایسی فرقوں کو جن کے عقائد، اسلامی عقائد اور قرآن وحدیث کی تعلیمات کے قطعاً خلاف ہوں، مسلمان سمجھنا اس سے زیادہ مضر اور مذموم ہے۔

مرزاغلام احمد قادیانی مدعی نبوت نے جس فرقہ کی بنیاد پنجاب میں ڈالی ہے۔وہ اسی قسم سے ہے کہ اس کے عقائد کسی طرح عقائد اسلامیہ پر منطبق نہیں ہوسکتے۔لیکن چونکہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور ظاہر میں نماز، روزہ اور تلاوت قرآن میں عام مسلمانوں کے ساتھ شریک نظر آتے ہیں۔اس لئے عام مسلمان اور بالخصوص جدید تعلیم یافتہ حضرات فریب میں آجاتے ہیں۔ علماء اگر ان کو متنبہ کرتے ہیں تو سمجھا جاتا ہے کہ علماء کا اختلاف تو ہمیشہ سے چلا آیا ہے اور بعض تو خود ان حضرات علماء پر الزام رکھتے ہیں کہ یہ ہمیشہ لڑتے رہتے ہیں اور کفر کے فتویٰ دینے کی ان کو عادت ہوگئی ہے۔اس لئے احقر کے اساتذہ نے بالخصوص استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد سہول صاحبؒ بھاگل پوری سابق مدرس دارالعلوم دیوبند نے ایک ایسا رسالہ لکھنے کا حکم دیا جس میں ہم اپنی طرف سے کچھ نہ لکھیں بلکہ عقائد مرزائیہ کو عقائد اسلامیہ کے مقابلہ میں رکھ کر لوگوں کے سامنے پیش کریں تاکہ ہر عقل اور انصاف والا خود بخود یہ فیصلہ کرسکے کہ اس فرقہ کے عقائد اسلامی عقائد سے کس قدر متضاد واقع ہوئے ہیں اور حضرات علماء اور تمام اسلامی فرقے کس مجبوری کی وجہ

سے مرزائیوں کے کفر وارتداد پر متفق ہوئے ہیں۔ اس لئے احقر نے اس رسالہ میں عقائد اسلامیہ قرآنی آیات اور مستند حدیثی روایات کے حوالے جمع کئے ہیں اور اس کے بالمقابل دوسرے کالم میں اس کے متعلق مرزا قادیانی کے عقائد خود ان کی کتابوں سے اور ان کے خلیفہ جانشین مرزا محمود اور ان کے خاص مبلغین کی تصانیف سے مع ان کی اصل عبارت اور صفحہ کے نقل کر دیئے ہیں۔ ان دونوں کالموں میں ہمارا کوئی خیال اور کوئی مضمون نہیں ہے۔ جدید تعلیم یافتہ حضرات سے میری درخواست ہے کہ برائے کرم اپنے وقت کا تھوڑا سا حصہ اس میں صرف فرمادیں اور دونوں عقائد کا موازنہ ومقابلہ کر کے نتیجہ نکالیں کہ فرقہ مرزائیہ کو مسلمان کہنا چاہئے یا خارج از اسلام۔

۱...... ذات وصفات باری تعالیٰ ...... ابوّب ونبوت

اسلام

۱...... ''وقالوا اتخذ الرحمن ولدا۔ لقد جئتم شیئا ادّا۔ تکاد السموات یتفطّرن منه وتنشقّ الارض وتخّر الجبال هدّا ان دعوا للرحمن ولدا۔ وما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولدا (مریم:ع۶)'' اور یہ کافر لوگ (عیسائی یا مرزائی) کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد (بھی) اختیار کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (کہ) تم نے (جو) یہ (بات کہی تو) ایسی سخت حرکت کی ہے کہ اس کے سبب کچھ بعید نہیں کہ آسمان ٹوٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے اڑ جائیں اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں اس بات سے کہ یہ لوگ خدا کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں حالانکہ خدا کی شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے۔﴾

۲...... ''وقالوا اتخذ اللّٰه ولد سبحانه (یونس:ع۷)'' ﴿اور (کافروں نے) کہا اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنالیا ہے۔ وہ اللہ پاک ہے اس سے (کہ کسی کو اپنا بیٹا بناوے)﴾

۳...... ''سبحانه ان یکون له ولد'' ﴿پاک ہے، اللہ تعالیٰ اس سے کہ اس کو بیٹا یا اولاد ہو۔﴾

۴...... ''لم یلد (اخلاص)'' ﴿نہیں جنا اللہ تعالیٰ نے کسی کو۔﴾

۵...... ''لم یولد (اخلاص)'' ﴿اور نہ جنا گیا وہ یعنی اللہ تعالیٰ نہ کسی کا باپ ہے اور کسی کا بیٹا ہے۔﴾

۶...... ''من اعترف بالهیة اللّٰه تعالیٰ ووحدانیته ولکنه ادعی للّٰه ولدا و

صاحبة اووالدافذلك کله کفربا جماع المسلمین (شرح شفا ص۵۱۳ ج۲)‘‘
﴿جوشخص اقرار کرے اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور خدائی کا اور اس کے ایک ہونے کا لیکن خدا کے لئے بیٹا یا باپ یا بی بی ہونے کا مدعی ہو تو یہ کفر ہے۔ بالاتفاق یعنی ایسے شخص کے کافر ہونے پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔﴾

مرزائیت

۱...... ’’انت منی بمنزلة ولدی (اے مرزا) تو بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے۔‘‘
(حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ص۸۹)

۲...... ’’انت منی بمنزلة اولادی (اے مرزا) تو بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔‘‘
(البشریٰ ص۶۵، ج۲، تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ص۵۸۱ تذکرہ ص۳۹۹)

۳...... ’’اسمع ولدی ‘‘یعنی سن اے میرے بیٹے (مرزا)‘‘ (البشریٰ ص۴۹ ج۱)

۴...... اسی طرح (اربعین نمبر۴ص۱۹، خزائن ج۱۷ص۴۵۲ حاشیہ) میں بابو الٰہی بخش کی نسبت یہ الہام ہے’’بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ (حیض) بچہ ہوگیا ہے جو بمنزلہ اطفال اللہ (اللہ کے بیٹے) کے ہے۔‘‘
(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ص۵۸۱)

۵...... ’’انانبشرك بغلام مظهرالحق والعلی کان الله منزل من السماء ‘‘یعنی بیشک ہم تجھ کو (مرزا) خوش خبری دیتے ہیں ایک لڑکے کی۔ (جو تجھ کو ہوگا) جو حق اور علاء کا ظاہر کرنے والا ہوگا۔ گویا اللہ تعالیٰ خود بخود آسمان سے اتر آئے گا۔ (مطلب اس الہام کا یہ ہے کہ خود خدا آسمان سے اتر کر تیرا بیٹا بن جائے گا) (الاستفتاص۸۵، خزائن ج۲۲ص۷۱۲)

۶...... ’’انت منی و انا منك ‘‘یعنی (اے مرزا) تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔
(تذکرہ ص۴۲۲ طبع سوم)

۲...... زوجیت

اسلام

۱...... ’’انّٰی یکون له ولد ولم تکن له صاحبة وخلق کل شی وهو بکل

شی علیم (انعام:ع ۱۲)‘‘ ﴿اس کے کہاں سے بیٹا پیدا ہوا۔ اس کی تو کوئی بی بی نہیں۔ اس نے سب چیزوں کو پیدا کیا اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے۔﴾

مرزائیت

۱...... ’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوگئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔‘‘ (یعنی جو کام بوقت شہوت میاں اپنی بیوی سے کرتا ہے (العیاذ باللہ) خدا نے مرزا قادیانی کے ساتھ وہی کام کیا) (اسلامی قربانی ص۱۲ مصنف یار محمد قادیانی)

۳...... مماثلت

اسلام

۱...... ’’لیس کمثله شئ وهو السمیع البصیر (شوریٰ:ع ۲)‘‘ ﴿نہیں ہے مانند اس کے کوئی چیز وہی تمام چیزوں کا سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔﴾

۲...... ’’لم یکن له کفوا احد (اخلاص)‘‘ ’’اور نہیں کوئی اس سے برابری کرنے والا۔﴾

۳...... ’’ای لم یکافئه احد ولم یماثله ولم یشاکله (روح البیان ص ۷۱۹ ج ٤)‘‘ ﴿یعنی نہ تو کوئی خدا کے برابر ہے اور نہ اس کے مانند ہے اور نہ اس کے ہم شکل ہے۔﴾

۴...... ’’ومن اعترف بالهیة الله ووحدنیته ولکنه اعتقدانه مصور بصورة فذلك کفر بالاجماع (شفاء ص ۵۱٤ ج ۲)‘‘ ﴿اگر کوئی خدا کو ایک مانتے ہوئے یہ اعتقاد رکھے کہ وہ صورت اور شکل والا ہے تو وہ کافر ہے بالاتفاق۔﴾

مرزائیت

۱...... ’’دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔‘‘ مطلب یہ کہ میں خدا کی مانند ہوں اور دوسرے نبیوں نے بھی مجھ کو خدا کے مانند بتایا ہے۔ (اربعین نمبر۳ ص۲۵ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۱۳)

۲...... ’’اور تندوے کی طرح اس وجود اعظم (اللہ تعالیٰ) کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔‘‘ (توضیح مرام ص۷۵، خزائن ج۳ ص۹۰)

۴...... الوہیت

اسلام

۱...... ’’وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی الیه انه لااله الا انا فاعبدون (انبیاء:۲۵)‘‘ ﴿اور نہیں بھیجے ہم نے پہلے تجھ سے پیغمبر مگر وحی کرتے تھے ہم ان لوگوں کی طرف یہ کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر میں۔ پس میری ہی عبادت کرو۔﴾

۲...... ’’ومن یقل منهم انی اله من دونه فذلك نجزیه جهنم كذلك نجزی الظلمین (انبیاء:۲۹)‘‘ ﴿اور جو کوئی کہے ان میں سے کہ بیشک میں بھی اللہ ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا پس ہم بدلہ دیں گے اس کو دوزخ۔ اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم ظالموں کو۔﴾

۳...... ’’وقال الله لاتتخذوا الهین اثنین انما هو اله واحد فایای فارهبون (نحل:۵۱)‘‘ ﴿اور کہا اللہ تعالیٰ نے نہ بناؤ دو خدا سوائے اس کے نہیں کہ وہ معبود (اللہ) اکیلا ہی ہے۔ پس مجھ ہی سے ڈرا کرو۔﴾

۴...... ’’الهكم اله واحد (نحل:۲۲)‘‘ ﴿تم لوگوں کا معبود ایک اللہ ہے۔﴾

۵...... ’’اذقال ابراهیم ربی الذی یحیی ویمیت (بقره)‘‘ ﴿جبکہ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہ میرا پروردگار وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔﴾

۶...... ’’انما امره اذااراد شیئا ان یقول له كن فیكون (یٰسین)‘‘ ﴿جب وہ (اللہ) کسی چیز (کے پیدا کرنے) کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کا معمول تو یہ ہے کہ اس چیز کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔﴾

مرزائیت

۱...... ’’رایتنی فی المنام عین الله وتیقنت اننی هو‘‘ یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں اور پھر میں نے یقین کرلیا کہ میں ہی خدا ہوں۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۲...... ’’فخلقت السموات والارض اوّلا بصورة اجمالیة لا تفریق فیها ولا ترتیب ثم خلقت السماء الدنیا وقلت انا زینا السماء الدنیا بمصابیح ثم قلت الان نخلق الانسان من سلالة من طین فخلقت اٰدم انا خلقنا الانسان فی

احسن تقویم وکنا کذالك الخالقین ’’پس میں نے پہلے آسمان وزمین اجمالی شکل میں بنائے۔ جن میں کوئی ترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا کہ بیشک زینت دیا ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے پھر میں نے کہا کہ انسان کومٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے پس میں نے آدم کو بنایا اور ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا اور اس طرح سے میں خالق ہوگیا۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۵، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۳...... ’’اعطیت صفة الافناء والا حیاء‘‘ (خطبہ الہامیہ ص۲۳، خزائن ج۱۶ ص۵۵،۵۶)

۴...... ’’انما امرك اذااردت شیئا ان تقول له کن فیکون‘‘

(تذکرہ ص۲۰۸ طبع ۳)

(بیشک تیرا (مرزا قادیانی) ہی حکم ہے جب تو کسی شے کا ارادہ کرے تو اسے کہہ دے کہ ہوجا پس ہوجاتی ہے)

۵...... نوم ویقظہ۔ جہل وغلطی وغیرہ

اسلام

۱...... ’’اللّٰہ لااله الا هو الحیّ القیوم لاتأ خذه سنة ولانوم (بقرہ)‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ (ایسا ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، زندہ ہے سنبھالنے والا ہے (تمام عالم کا) نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند۔﴾

۲...... ’’قل اغیر اللّٰہ اتخذولیّا فاطر السمٰوٰت والارض وهو یطعم ولا یطعم (انعام)‘‘ ﴿آپ کہئے کہ کیا اللہ کے سوجو کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہیں اور جو کہ (سب کو) کھانے کو دیتے ہیں اوران کو کوئی کھانے کو نہیں دیتا، اس کو اپنا معبود قرار دوں۔

۳...... ’’ولا یصح علیه الجهل ولا الکذب لا نهما نقص والنقص علیه محال (شرح عقائد جلالی)‘‘ ﴿اورنہیں صحیح ہے اس پر جہل اورنہ جھوٹ اس لئے کہ دونوں نقص اور عیب ہیں اور نقص خدا کے لئے محال ہے۔﴾

۴...... ’’ویکفر اذاوصف اللّٰہ تعالیٰ مما لا یلیق به، اوجعل للّٰہ شریکا او ولد اوزوجة اونسبه الی الجهل او العجز اوالنقص (فتاویٰ عالمگیری ج۲ ص۲۳۶)‘‘ ﴿جبکہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا وصف ثابت کرے جو اس کی شان کے

مناسب نہ ہو اس کے لئے کسی کو شریک ٹھہرائے یا اولاد یا بی بی ثابت کرے۔ یا خدا کی طرف جہل خطا عجز یا نقص اور عیب کو منسوب کرے تو ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے۔

مرزائیت

۱...... ’’اصلی واصوم اسھرو انام ‘‘اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کے الہام میں کہتا ہے’’میں نماز پڑھتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں۔ میں جاگتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں۔

(البشریٰ ج۲ص۷۹، تذکرہ ص۴۶۰، طبع سوم)

۲...... ’’انی مع الرسول اقوم افطر واصوم ‘‘میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں اور میں افطار کرتا ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں۔

(حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ص۱۰۷، تذکرہ ص۴۵۸، طبع سوم)

۳...... ’’انی مع الاسباب اتیک بغتة انی مع الرسول اجیب اخطئی واصیب انی مع الرسول محیط‘‘ (تذکرہ ص۴۶۲ طبع۳)

’’میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا۔ میں اپنے رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا خطا اور غلطی بھی کروں گا اور بھلائی کروں گا میں اپنے رسول کے ساتھ محیط ہوں۔‘‘

۴...... ’’یانبی اللہ کنت لااعرفك ‘‘(خدائی الہام ہوتا ہے) اے اللہ کے نبی! میں تجھے نہیں پہچانتا۔ (مجموعہ الہامات تذکرہ ص۵۹۵ طبع۳)

۶...... حدوث وقدم عالم

اسلام

۱...... ’’اللہ خالق کل شئ (قرآن) ‘‘اللہ ہی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ ’’فمن قال بقدم العالم فھوکافر (شرح فقه اکبرص۱۲) ‘‘جو شخص قدم عالم کا قائل ہو وہ کافر ہے۔......

۲...... ’’ذلکم اللہ ربکم لااله الا ھو خالق کل شئ (انعام:) ‘‘ اللہ پروردگار تمہارا ہے نہیں کوئی معبود مگر وہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا۔ (اور ظاہر ہے کہ پیدا کرنے والا اور بنانے والا پہلے ہوگا اور جو چیز پیدا کی گئی ہے اور بنائی گئی ہے وہ اس کے بعد ہوگی۔ اس سے معلوم

ہوگیا کہ خالق کے ساتھ مخلوق کو قدیم ماننا بالکل غلط ہے اور قرآن کریم کی آیتوں کا انکار کرنا ہے)

۳...... ’’کان اللّٰہ ولم یکن معه شئ (ترمذی،مسلم،بخاری)‘‘ ﴿اللہ ہی تھا اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی۔﴾ (نہ روح نہ مادہ اور نہ سلسلہ عالم اور نہ کوئی دوسری مخلوق)

۴...... ’’لا نزاع فی کفر اهل القبلة المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی الحشر والعلم بالجزئیات اونحوذلك وکذابصدورشئ من موجبات الکفر (شرح مقاصد بحث سابع فی حکم مخالف الحق من اهل القبلة ص۲۶۸، ۲۷۰ج۲)‘‘ ﴿ایسے شخص کے کافر ہونے میں کسی کا خلاف نہیں جو اعتقاد رکھتا ہو کہ عالم قدیم ہے یا قیامت نہ ہوگی۔ یا جزئیات کا علم اللہ تعالیٰ کو نہیں یا اس کے مثل اور کفریہ عقائد اور اسی طرح موجبات کفر صادر ہونے سے بھی اگرچہ وہ اہل قبلہ ہو اور اسلامی احکام کی پابندی اور بجا آوری دائمی طور پر کرتا ہو اور اپنی زندگی عبادت میں گزارتا ہو۔ کافر ہو جاتا ہے۔﴾

۵...... ’’فمن واظب طول عمره علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی علمه تعالیٰ بالجزئیات والکلیات فلایکون من اهل القبلة (شرح فقه اکبر ص۱۸۵)‘‘ ﴿جو شخص ساری عمر طاعات وعبادات پر مداومت کرے۔ مگر قدم عالم یا نفی حشر کا قائل (قیامت کا منکر) ہو تو وہ اہل قبلہ یعنی مسلمان نہیں ہے بلکہ کافر ہے۔

مرزائیت

۱...... ’’ہم جانتے ہیں کہ خدا کی تمام صفات کبھی ہمیشہ کے لئے معطل نہیں ہوئی اور خدا تعالیٰ کی قدیم صفات پر نظر کر کے مخلوق کے لئے قدامت نوعی ضرور ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت ص۱۶۰، خزائن ج۲۳ ص۱۶۹)

۲...... ’’ہمارا ایمان ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے مالک ہے اسی طرح وہ ہمیشہ سے خالق بھی ہے وہ ہمیشہ سے پیدا کرتا اور فنا کرتا چلا آیا ہے۔ ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی مخلوق اس کے ساتھ چلی آرہی ہے۔‘‘ (حدوث روح ومادہ ص۳ مصنفہ میر محمد اسحاق صاحب ماموں مرزا محمود احمد قادیانی خلیفہ قادیانی)

۳...... ’’یہی مذہب صحیح ہے کہ قدیم سے خدا تعالیٰ مخلوقات پیدا کرتا آیا ہے اور ابد تک پیدا کرتا رہے گا۔‘‘ (حدوث روح ومادہ ص۷)

۴...... ’’جاننا چاہے کہ چونکہ بعض ناواقف مناظر جو اسلام کی تعلیم سے کما حقہ واقفیت نہیں رکھتے۔ سلسلہ کائنات کی ابتداء مانتے ہیں اور خدا کی صفت خلق کا ایک خاص وقت سے کام شروع کرنا تسلیم کرتے ہیں۔ خدا کے خلق کرنے کی کوئی ابتداء نہیں۔ بلکہ جب سے خدا ہے (اور ہمیشہ سے ہے) تب ہی سے وہ مخلوق پیدا کرتا چلا آیا ہے اور جب تک وہ رہے گا (اور ہمیشہ رہے گا) اس وقت تک وہ مخلوق پیدا کرتا چلا جاوے گا۔ نہ خدا کے خلق کرنے کی ابتداء ہے اور نہ انتہا۔ نہ کوئی پہلی مخلوق گزری نہ آخری مخلوق پیدا ہوگی بلکہ ہر مخلوق کے بعد مخلوق ہوگی اور سلسلہ پرواہ[1] سے انادی (قدیم) ہے۔‘‘ (حدوث روح ومادہ ص۲۴۴)

۷...... نبوت ورسالت

(۱) نبوت کا وہبی وکسبی ہونا

اسلام

۱...... ’’اللّٰہ یصطفی من الملئکۃ رسلا من الناس ان اللّٰہ سمیع بصیر (سورہ حج کا آخری رکوع)‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ (کو اختیار ہے رسالت کے لئے جس کو چاہتا ہے) منتخب کرلیتا ہے فرشتوں میں سے (جن فرشتوں کو چاہے) احکام پہنچانے والے (مقرر فرمادیتا ہے) اور (اسی طرح) آدمیوں میں سے یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔

۲...... ’’قالت رسلھم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللّٰہ یمن علی من یشاء من عبادہ (ابراھیم:۱۱)‘‘ ﴿اور کہا ان سے ان کے رسولوں نے کہ (واقعی) ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہیں لیکن (اللہ کو اختیار ہے کہ) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان فرماوے اور اس کو نبوت اور رسالت سے نوازے۔﴾

[1] مرزائیوں اور آریوں میں کوئی فرق نہ رہا کیونکہ وہ بھی عالم کے سلسلہ کو پرواہ سے قدیم مانتے ہیں دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۸ ص۳۳۶ سوال۴۲۔ اور مرزائی بھی سلسلہ دنیا کو قدیم اور عالم کو ازلی ابدی مانتے ہیں۔ اس کے بعد قیامت اور حشر ونشر ایک خواب پریشان ٹھہرے گا اور قیامت کا انکار کرنا ضروری ہوگا۔ کما لا یخفی علی المتامل اس عقیدہ کے بعد یہ شور مچانا کہ ہم آریوں اور عیسائیوں میں تبلیغ کرتے ہیں۔ مناظرہ ومقابلہ کرتے ہیں۔ دروغ بے فروغ نہیں تو اور کیا ہے؟ عتیق الرحمٰن آروی!

۳...... ’’اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالته (انعام)‘‘ ﴿اس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں اپنا پیغام بھیجتا ہے (یعنی کس کو نبوت دینی ہے۔

نوٹ...... ان تینوں آیات میں صاف صاف بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے نبوت ورسالت سے سرفراز کرے وہی جس پر چاہے احسان فرما کر نبی بنادے اور لوگوں میں سے جس کو چاہے چن لے کسی دوسرے کے قبضہ میں نہیں ہے کہ وہ کوشش کر کے حاصل کرے۔ ان آیات سے یہی تمام امت نے سمجھا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ ثبوت حسب ذیل ہیں۔

۴...... ’’ومن زعم انها (ای النبوة) مكتسبة فهو زنديق يجب قتله لانه يقتضے كلامه واعتقاده ان لا تنقطع وهو مخالف للنص القرآنی والاحاديث المتواترة بان نبينا ﷺ خاتم النّبيين (شرح عقائد سفارينی ص۲۵۷ ج۲)‘‘ ﴿اور جو شخص یہ سمجھے کہ نبوت کوشش اور سعی سے حاصل ہوسکتی ہے وہ زندیق ہے اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ اس لئے کہ اس کا یہ عقیدہ تو اس کو مقتضی ہے کہ سلسلہ نبوت کبھی ختم نہ ہوگا اور یہ نص قرآنی اور احادیث متواترہ کے خلاف ہے، جن میں ہمارے نبی ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا بیان کیا گیا ہے۔﴾

۵...... ’’قال شيخ الاسلام ابن تيميه وهولاء (ای الفلاسفة) عندهم النبوة مكتسبة وكان جماعة من زنادقة الاسلام يطلبون ان يصيروا انبيا و الحاصل ان النبوة فضل من الله وموهبة ونعمة يمن بها سبحانه ويعطيها لمن يشاء ان يكرمه بالنبوة فلا يبلغها بعلمه ولا يستحقها بكسبه ولا ينا لها عن استعداد ولاية بل يخص بها من يشاء (شرح عقائد سفارينی ص۲۵۷ ج۲)‘‘ ﴿فرمایا شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ نے اور ان لوگوں یعنی فلسفیوں کے نزدیک نبوت کسبی ہے اور مسلمانوں میں بعض گمراہ فرقے اور زندیق لوگوں کا بھی یہی خیال ہے اور مقصد اس سے فقط یہ ہے کہ ہم لوگ بھی نبی بن جائیں اور دعوائے نبوت کریں لیکن یہ بالکل غلط اور باطل ہے۔ بلکہ نبوت فضل خداوندی اور انعام الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس نعمت سے نوازتا ہے۔ پس کوئی شخص نبوت کو اپنے کسب اور علم سے نہیں حاصل کرسکتا اور نہ ریاضت اور استعداد ولایت سے نبی بن سکتا ہے۔﴾

۶...... ’’(فان قلت)فهل النبوة مكتسبة اوموهبة فالجواب ليست النبوة مكتسبة حتیٰ يتوسل اليها بالنسك والرياضات كما ظنه جماعة من الحمقٰى۔ وقد افتى المالكية وغيرهم بكفرمن قال ان النبوة مكتسبة (اليواقيت والجواهر ص۱۴۷ج۱ مصنف شيخ عبدالوهاب شعرانی)‘‘ ﴿پس اگر سوال کرے تو کہ نبوت کسبی ہے یا وہبی تو جواب اس کا یہ ہے کہ نبوت اکتساب سے حاصل نہیں ہوسکتی تاکہ کوئی شخص عبادت اور ریاضت کر کے نبوت حاصل کر سکے۔ جیسا کہ بعض احمقوں نے خیال کیا ہے بلکہ علمائے مالکیہ نیز ان کے علاوہ دیگر علماء نے بھی ایسے شخص کو جو نبوت کو کسبی کہتا ہو، کافر کہا ہے اور کفر کا فتویٰ دیا ہے۔﴾

۷...... ’’وكذلك من ادعى النبوة لنفسه اوجوّزاكتسابهاوالبلوغ بصفاء القلب الى مرتبتها كالفلاسفة وغلاة المتصوفة وكذلك من ادعى منهم انه يوحى اليه وان لم يدع النبوة فهولاء كلهم كفار مكذبون للبنیﷺ لانه اخبر انه خاتم النبيين لا نبی بعده واخبر عن الله انه خاتم النّبيين (شرح شفاء ص۵۲۰ج۳)‘‘ ﴿اور ایسے ہی کافر کہتے ہیں ہم اس شخص کو جو اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے یا نبوت کا حاصل کرنا جائز سمجھے اور صفائی قلب سے نبوت کے مرتبہ تک پہنچنا ممکن سمجھے جیسا کہ فلاسفہ اور حدود شرعیہ سے نکلے ہوئے صوفی کہلانے والوں کا خیال ہے۔ اسی طرح جو شخص دعویٰ کرے کہ اس کو منجانب اللہ وحی ہوتی ہے گو وہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے پس یہ تمام کے تمام لوگ کافر اور نبیﷺ کو جھٹلانے والے ہیں۔ اس لئے کہ آپ نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النّبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔﴾

مرزائیت

۱...... ’’میں عیسیٰ مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت (فضیلت) نہیں دیکھتا یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر ہوا اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں۔ میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں بلکہ ان سے زیادہ اور یہ تمام شرف (خدا سے ہم کلامی اور نبوت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت وغیرہ) مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے۔‘‘ (چشمہ مسیحی ص۲۳، خزائن ج۲۰ص۳۵۴)

۲...... ’’مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت ومخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرتﷺ کے اتباع سے حاصل ہوتی ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳)

۳...... ’’آپ کا نام خاتم النّبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۹۷، خزائن ج۲۲ ص۱۰۰ حاشیہ)

۴...... ’’اگر امتی کو جو محض پیروی آنحضرتﷺ سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے اور نبی کا نام دیا جائے تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی۔‘‘ (چشمہ مسیحی ص۶۹، خزائن ج۲۰ ص۳۸۳ حاشیہ)

۵...... ’’اور میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام سے مکالمہ ومخاطبہ کیا اور پھر اسحاق علیہ السلام سے اور اسماعیل سے اور یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام سے اور موسیٰ علیہ السلام اور مسیح ابن مریم علیہما السلام سے اور سب کے بعد ہمارے نبیﷺ سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف بخشا مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرتﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا۔‘‘ (تجلیات الٰہیہ ص۲۴، خزائن ج۲۰ ص۴۱۱)

۶...... ’’انسانی ترقی کے آخری درجہ کا نام نبی ہے۔ جو انسان محبت الٰہی میں ترقی کرتا ہوا صالحین سے شہداء میں اور شہداء سے صدیقوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ وہ آخر جب اس درجہ سے بھی ترقی کرتا ہے تو صاحب سر الٰہی (نبی) بن جاتا ہے۔‘‘

(حقیقت النبوۃ ص۱۵۳،۱۵۴ مصنف مرزامحمود احمد)

۷...... ’’یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔‘‘

(ڈائری میاں محمود احمد، خلیفہ ثانی قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیانی مورخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۲۲ء)

۸...... ’’میرا پیارا اور میرا وہ محبوب آقا سید الانبیاء ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی غلامی میں داخل ہو کر کامل اتباع ووفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرتﷺ ہی کی شان اور عزت ہے کہ آپ کی سچی غلامی میں نبی پیدا ہو سکتا ہے۔‘‘

(تقریر میاں محمود احمد مندرجہ اخبار الفضل ۲۱؍مارچ ۱۹۱۴ء منقول از قادیانی مذہب ص۹۱)

۹...... ’’براہ راست خدا تعالیٰ سے فیض وحی (نبوت) پانا بند ہے اور یہ نعمت بغیر اتباع

آنحضرت ﷺ کے کسی کو ملنا محال وممتنع ہے اور یہ خود آپ ﷺ کا فخر ہے کہ ان کے اتباع میں یہ برکت ہے کہ جب ایک شخص پورے طور پر آپ کی پیروی کرنے والا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہو جائے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۳، خزائن ج۲۱ص۳۵۳)

۱۰...... ''اس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔''

(حقیقت الوحی ص۲۸ حاشیہ، خزائن ج۲۲ص۳۰)

۸...... ختم نبوت

اسلام

۱...... ''ماکان محمدابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین وکان اللّٰہ بکل شیٔ علیما (احزاب:۴۰)'' ﴿نہیں ہیں محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ چیزوں کی مصلحت کو خوب جانتا ہے۔﴾

۲...... ''ولکنہ رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین الذی ختم النبوۃ فطبع علیھا فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ وبنحوالذی قلنا قال اھل التاویل (ابن جریر ص۱۱ ج۲۲، مصنف امام المفسرین ابوجعفر بن جریر طبریؒ'' ﴿لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النّبیین ہیں۔ یعنی وہ شخص جس نے نبوت کو ختم کردیا اور اس پر مہر لگادی۔ پس وہ (نبوت کا دروازہ) آپ کے بعد کسی کے لئے نہ کھولا جائے گا قیامت کے قائم ہونے تک اور ایسا ہی ائمہ تفسیر صحابہؓ وتابعینؒ نے فرمایا ہے۔﴾

۳...... ''والمراد بکونہ علیہ الصلوٰۃ و السلام خاتمھم انقطاع حدوث وصف النبوۃ فی احد من الثقلین بعد تحلیہ علیہ السلام بھافی ھذہ النشأۃ (روح المعانی ص۶۰ ج۷ سید محمود الوسی بغداری)'' ﴿اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ کے اس عالم میں وصف نبوت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد وصف نبوت کا پیدا ہونا بالکل منقطع ہوگیا۔ جن وانس میں سے کسی میں یہ وصف پیدا نہیں ہوسکتا۔﴾

۴...... ''خاتم النّبیین ختم اللّٰہ بہ النبوۃ فلانبوۃ بعدہ ولامعہ (تفسیر

خازن ص۳۷۰ ج۳) ’’ ﴿خاتم النّبیین یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت ختم کردی۔ پس نہ آپ کے بعد کوئی نبوت ہے اور نہ آپ کے ساتھ۔﴾

۵…… ’’عن انس بن مالك قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (رواہ الترمذی ص۵۳ ج۲، ابن کثیر ص۹۰ ج۸، احمد فی مسندہ) ’’ ﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ رسالت ونبوت منقطع (ختم) ہوچکی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔﴾

۶…… ’’عن ابی هريرةؓ عن النبی ﷺ قال كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبی خلفه نبی اخروانه لانبی بعدی وسيكون الخلفاء (رواہ البخاری فی کتاب احادیث الانبیاء ج۱ ص۴۹۱، مسلم فی کتاب الامارۃ ج۲ ص۱۶۲، احمدانی مسند ص۲۹۷ ج۲) ’’ ﴿حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کی سیاست خودان کے انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنادیتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء ہوں گے۔﴾

۷…… ’’قال رسول اللّٰہ ﷺ انه سيكون فی امتی كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبی وانا خاتم النّبيين لانبی بعدی (رواہ ترمذی ج۲ ص۴۵، ابوداؤد ج۲ ص۱۲۷ وغیرھم) ’’ ﴿میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہونے والے ہیں۔ ان میں ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں اور خدا کا رسول ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین یعنی آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔﴾

۸…… ’’قال رسول اللّٰہ ﷺ لوكان بعدی نبی لكان عمر بن الخطابؓ (رواہ الترمذی ج۲ ص۲۰۹) ’’ ﴿نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتے۔﴾

۹…… ’’اذالم يعرف ان محمد(ﷺ) اخرالانبياء فليس بمسلم لانه من ضروريات الدين (الاشباہ والنظائر ص۲۹۶ کتاب السیروالردۃ) ’’ ﴿جو شخص آنحضرت ﷺ کو آخری نبی نہ یقین کرے تو وہ مسلمان نہیں ہے بلکہ کافر ہوجاتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا ضروریات دین سے ہے۔﴾

مرزائیت

۱...... ’’نعنی بختم النبوۃ ختم کمالاتھا علے نبیناالذی ھو افضل رسل اللّٰہ و انبیاء ہ ونعتقد بانہ لانبی بعدہ الا الذی ھو من امتہ ومن اکمل اتباعہ‘‘ (مواہب الرحمٰن ص۶۷، خزائن ج۱۹ص۲۸۵)

’’یعنی ختم نبوت سے مراد آنحضرتﷺ پر کمالات نبوت کا ختم ہونا اور وہ تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر جو آپ کی امت سے ہو اور کامل متبعین سے ہو۔‘‘ (ازہاق الباطل ص۴۹ مصنف منشی قاسم علی قادیانی)

۲...... ’’یہ شرف (نبوت) مجھے محض حضورﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے۔‘‘ (تجلیات الٰہیہ ص۲۴، خزائن ج۲۰ص۴۱۱)

۳...... ’’نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ وہ دین دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالمت الٰہیہ سے مشرف ہوسکے (یعنی نبی نہ ہوسکے) وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۳۸ ج۲۱ص۳۰۶)

نوٹ...... مطلب اس پوری عبارت کا یہ ہے کہ جو دین یہ عقیدہ سکھلائے کہ اب اس میں وحی الٰہی کا دروازہ اور نبوت کا سلسلہ بند ہے جیسے اسلام تو وہ دین لعنتی ہے اور جس نبی نے اس دین کی تبلیغ کی ہے وہ نبی نہیں۔ عتیق الرحمٰن آروی!

۴...... ’’ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے......ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہورہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نشانی اس کے صدق کی گواہی دے چکی ہے اسی لئے ہم نبی ہیں۔‘‘

(ارشاد مرزاغلام احمد قادیانی منقول از حقیقت النبوۃ ص۲۷۲ مصنف مرزامحمود خلیفہ ثانی قادیان)

۵...... ’’آنحضرتﷺ کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرتﷺ نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا اور آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام (نبوت) کو بند کردیا اب بتاؤ کہ اس عقیدہ سے آنحضرتﷺ رحمۃ اللعالمین ثابت ہوتے

ہیں یا اس کے خلاف (نعوذ باللہ) اگر اس عقیدہ (ختم نبوت) کو تسلیم کیا جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ ﷺ نعوذ باللہ دنیا کے لئے ایک عذاب کے طور پر آئے تھے اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے وہ لعنتی اور مردود ہے۔'' (حقیقت النبوۃ ص۱۸۶ مصنفہ مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی قادیان)

۶...... ''یہ بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔'' (حقیقت النبوۃ ص۲۲۸)

۷...... ''اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا کہ تو جھوٹا کذاب ہے۔ آپ ﷺ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔'' (انوار خلافت ص۶۵ مصنفہ محمود احمد خلیفہ قادیان)

۸...... ''ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی اور ہوں گے۔'' (یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد) (انوار خلافت ص۶۲)

۹...... دعویٰ نبوت

اسلام

۱...... ''اذالم یعرف الرجل ان محمد ﷺ اخرالانبیاء فلیس بمسلم وکذلك لوقال انا رسول اللّٰہ اوقال بالفارسة من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم یکفر (فتاویٰ عالمگیری ص۲۶۳ ج۳)'' ﴿جب کوئی آدمی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور اگر کہے کہ میں رسول ہوں یا فارسی میں کہے کہ من پیغمبرم (میں پیغمبر ہوں) اور مراد یہ ہو کہ پیغام پہنچاتا ہوں تب بھی کافر ہو جاتا ہے۔﴾

۲...... ''ودعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفربالاجماع (شرح فقه اکبر ص۲۰۲)'' ﴿حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاتفاق کفر ہے۔﴾

۳...... ''وکذلك نکفر من ادعی النبوة احد مع نبینا ﷺ ای فی زمنه کمسیلمة الکذاب والاسودالعنسی اوتبنا احد بعده فانه خاتم النّبیین بنص القرآن و الحدیث فهذا تکذیب اللّٰہ ورسول اللّٰہ ﷺ (نسیم الریاض ص۵۰۶ ج۴)'' ﴿ایسا ہی ہم اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو ہمارے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کسی شخص کی نبوت کا قائل ہو جیسے حضور ﷺ کے زمانے میں مسیلمہ اور اسود عنسی نے کیا یا کسی نے آپ کے

بعد نبوت کا دعویٰ کیا کیونکہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ قرآن حکیم اور حدیث کی نص سے۔ پس یہ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب ہے۔﴾

۴…… ''من اعتقد وحیا بعد محمد ﷺ فقد کفر باجماع المسلمین (فتاویٰ علامہ ابن حجر مکیؒ) '' ﴿جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد وحی کا اعتقاد رکھے وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔

۵…… ''وکذلك قال ابن القاسم فیمن تنباء وزعم انه یوحی الیه انه کالمرتد سواء کان دعا ذلك والی متابعة نبوته سراکان اوجهرا کمسیلمة لعنة الله وقال اصبغ بن الفرح هوای من زعم انه نبی یوحی الیه کالمرتد فی احکامه لانه قد کفر بکتاب الله لانه کذبه ﷺ فی قوله انه خاتم النّبیین لا نبی بعده مع الفریة علی الله (خفاجی شرح شفا ۴۳۰ ج۴) '' ﴿اور ایسے ہی ابن قاسمؒ نے اس شخص کے متعلق کہا ہے جو دعویٰ نبوت کرے اور کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے۔ وہ مثل مرتد کے برابر ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی نبوت کی اتباع کی دعوت دے یا نہ دے اور پھر یہ دعوت خفیہ ہو یا علانیہ جیسے مسیلمہ کذاب اور اصبغ بن الفرح فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے۔ وہ احکام میں مثل مرتد (جو مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو جائے) کے ہے اس لئے کہ وہ قرآن کا منکر ہو گیا اور آنحضرت ﷺ کو اس قول میں جھٹلایا کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر افتراء بھی باندھا کہ اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔﴾

۶…… ''واما من قال ان بعد محمد ﷺ نبیا غیر عیسیٰ بن مریم فانه لا یختلف اثنان فی تکفیره لصحته قیام الحجة (کتاب الفصل لعلامة ابن حزم ص۱۸ ج۴، ص۲۴۹ ج۳) '' ﴿جو شخص کہے کہ حضور ﷺ کے بعد سوائے عیسیٰ بن مریم کے کوئی اور نبی ہے تو اس کے کافر کہنے میں دو مسلمانوں کا بھی اختلاف نہیں۔ کیونکہ حجت صحیح قائم ہے (یعنی تمام مسلمانوں نے ایسے شخص کو کافر کہا ہے)﴾

۷…… ''ویکفر بقوله ان کان ما قال الانبیاء حقا اوصدقا وبقوله انا رسول الله (بحرالرائق ص۱۳۰ ج۵) '' ﴿اگر کوئی کلمہ شک کے ساتھ یہ کہے کہ اگر انبیاء کا فرمان صحیح و سچ ہو تو کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو بھی کافر ہو جاتا ہے۔﴾

مرزائیت

۱...... ’’سچا خداوند وہی ہے جسنے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

۲...... ’’اور میں اسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳)

۳...... ’’ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔‘‘

(اخبار بدر ۵/مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

۴...... ’’الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ۔ خدا کا مامور۔ خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔‘‘

(انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص۶۲)

۵...... ’’خدا وہ خدا ہے کہ جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔‘‘ (اربعین نمبر۳ ص۳۶، خزائن ج۱۷ ص۴۲۶)

۶...... ’’ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر ونہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی ہیں......اسی پر تیس برس کی مدت گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

نوٹ...... ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی بھی ہیں اور رسول صاحب شریعت ہونے کے مدعی بھی ہیں۔

۷...... ’’اور جس قدر مجھ سے (مرزا قادیانی) پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ ان میں پائی نہیں جاتی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

۸...... ’’میں حضرت مرزا قادیانی کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ

سے وہ ویسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے، پہلے انبیاء نے بلاواسطہ نبوت پائی اور آپ (مرزا قادیانی) نے بالواسطہ۔‘‘

(القول الفصل ص۳۲، مصنف میاں محمود احمد)

۹…… ’’پس شریعت اسلامیہ نبی کے جو معنی کرتی ہے۔ اس معنی سے حضرت مرزاغلام احمد ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص۱۷۴)

۱۰…… ’’ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا ایمان یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اللہ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے۔ آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ چھوڑ نہیں سکتے۔‘‘

(اخبار پیغام صلح جلد اول نمبر۳۵ مورخہ۷/نومبر۱۹۱۳ء مسٹر محمد علی لاہوری مرزائی پارٹی کا ترجمان)

۱۱…… ’’ہم تمام احمدی (مرزائی) جن کا کسی نہ کسی صورت میں اخبار پیغام صلح سے تعلق ہے۔ خداتعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ جو درجہ حضرت مسیح (مرزا قادیانی) نے بیان فرمایا اس سے کم وبیش کرنا سلب ایمان سمجھتے ہیں۔‘‘ (اخبار پیغام صلح ج۱ نمبر۴۳ مورخہ۱۶/اکتوبر۱۹۱۳ء)

۱۰…… توہین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

۱۱…… توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۱…… ’’اذقالت الملئكة يا مريم ان الله يبشرك بكلمة منه اسمه المسيح عيسىٰ بن مريم وجيها فى الدنيا والاخرة ومن المقربين (آل عمران:٤٥)‘‘ ﴿(اس وقت کو یاد کرو) جب کہ فرشتوں نے (یہ بھی) کہا کہ اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا اس کا نام (ولقب) مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا (خدا کے نزدیک) باآبرو ہوں گے۔ دنیا میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) اور منجملہ مقربین کے ہوں گے۔﴾

۲…… ’’انه وجيه فى الدنيا بسبب انه كان مبرأ من العيوب التى وصفه لليهود بها ووجيه فى الاخرة بسبب كثرة ثوابه وعلودرجته عند الله تعالىٰ‘‘

(تفسير كبيرج ٤ جزء ثامن ص٥٣، ٥٤، از امام فخرالدين رازى)

۳...... ’’ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقه (مائده:۷۵)‘‘ ﴿(حضرت) مسیح ابن مریم (عین خدایا جز خدا) کچھ بھی نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں جن سے پہلے اور بھی پیغمبر گزر چکے ہیں اور ان کی والد (بھی صرف) ایک ولی بی بی ہیں۔﴾

۴...... ’’انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللّٰہ وکلمته القاها الی مریم وروح منه (نساء:۱۷۱)‘‘ ﴿مسیح عیسیٰ بن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم تک پہنچایا تھا اور اللہ کی طرف سے ایک جان ہیں۔﴾

نوٹ...... ان آیات میں بار بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا رسول اور اس کا نبی اور روح اللہ اور کلمۃ اللہ اور وجیہ فی الدنیا والاخرۃ اور مقرب خدا وغیرہ بتایا گیا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی عظمت کو ظاہر کیا گیا ہے اور دوسری طرف مرزا قادیانی ان کو بداخلاق، چور، جھوٹا، مکار، فریبی کہہ رہے ہیں۔ بلکہ ان کی نبوت اور معجزات کا انکار کر رہے ہیں۔ خدا ان کی ماں کو صدیقہ (ولیہ کاملہ) کا خطاب دے رہا ہے۔ فرشتے ان کے سامنے آ کر خدا کا پیغام پہنچا رہے ہیں اور حضرت محمد ﷺ ان کو خیر النساء (بہترین عورت) اور افضل النساء العالمین (دنیا کی عورتوں سے افضل سوائے حضرت خدیجہؓ و فاطمہؓ کے) بتا رہے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی ان کو زانیہ وغیرہ قرار دے رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ) کیا یہ صریح خدا اور رسول کا مقابلہ نہیں ہے۔ کیا یہ قرآن وحدیث کا انکار نہیں ہے؟

فاعبروا یا اولیٰ الالباب

۵...... ’’واتینا عیسیٰ ابن مریم البینت وایدناه بروح القدس (بقره:۸۷)‘‘ ﴿اور دیا ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو معجزات اور تائید کی ہم نے ان کی روح القدس کے ذریعہ سے۔﴾

۶...... ’’هوالذی رباه فی جمیع الاحوال وکان یسیر معه حیث سار وکان معه حیث صعد الی السماء (تفسیر کبیر)‘‘ ﴿جبرائیل علیہ السلام ان کی ہر وقت نگہداشت کرتے اور کسی وقت ان سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو آسمان پر اٹھا کر لے گئے۔﴾

۷...... ’’والمعنی اعناہ بجبریل علیہ السلام فی اوّل امرہ فی وسطہ واخرامرہ (تفسیر کبیرص۳۰٤ ج۲)‘‘ ﴿اور معنی اس آیت کا یہ ہے کہ ہم نے اس کی امداد بذریعہ جبرئیل علیہ السلام کرائی۔ اوّل عمر میں بھی اور وسط عمر میں بھی اور اخیر عمر میں بھی۔﴾

۸...... ’’انی قد جئتکم بایة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیة الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابری الاکمہ الابرص واحي الموتی باذن اللہ۔ ان فی ذلك لایة لکم ان کنتم مومنین (آل عمران:٤٩)‘‘ ﴿تحقیق آیا ہوں میں تمہارے پاس ساتھ معجزہ اور نشانی کے تمہارے پروردگار کی جانب سے (وہ یہ کہ) میں بناتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے مانند صورت چڑیا کے پس پھونکتا ہوں میں اس میں پس ہو جاتی ہے اڑنے والی چڑیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور چنگا کرتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور سفید داغ والے کو اور جلاتا ہوں مردوں کو اللہ کے حکم سے۔ البتہ اس کے اندر (یعنی ان معجزات میں) نشانی ہے (اللہ کی طرف سے میری نبی ہونے کی) تمہارے لئے اگر ہو تم ایمان والے۔﴾

۹...... ’’ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون (آل عمران:٥٩)‘‘ ﴿بیشک مثال عیسیٰ علیہ السلام کی اللہ کے نزدیک مثل آدم کے ہے کہ پیدا کیا ان کو مٹی سے اور پھر کہا کہ ہو جا پس ہو گئے۔﴾

۱۰...... ’’اجمع المفسرون علی ان ھذاالایة نزلت عند حضور وفد نجران علی الرسول ﷺ وکان من جملة شبھم ان قالوا یا محمد ﷺ لما سلمت انہ لااب لہ من البشر وجب ان یکون ابوہ ھو اللہ تعالیٰ فقال الآدم ماکان لہ اب ولام ولم یلزم ان یکون ابن اللہ تعالیٰ فکذا القول فی عیسی علیہ السلام الخ (تفسیر کبیرص٢٤١ ج٢)‘‘ ﴿خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ آیت اس وقت اتری ہے جبکہ آنحضرت ﷺ کے پاس نجران کا وفد آیا ہوا تھا اور مختلف قسم کے اعتراضات وجوابات ہو رہے تھے۔ منجملہ اعتراضوں کے ایک یہ بھی تھا کہ آپ (حضرت محمد ﷺ) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلاباپ کے ہونا تسلیم کر لیا ہے اور جب کسی کا بشر (آدمی) باپ نہ ہوگا تو ضروری ہے اس کا باپ خدا ہو تو اس آیت میں اس کا جواب دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کا نہ باپ تھا نہ ماں۔ تو کیا اس سے لازم آتا ہے کہ وہ بھی خدا کے بیٹے ہو جائیں۔ ہرگز نہیں چنانچہ تم (عیسائی) لوگوں کو بھی تسلیم نہیں ہے۔ تو ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی سمجھنا چاہئے کہ اگر آدمی ان کا باپ نہیں تو بھی وہ خدا

کے بیٹے نہیں (حضورﷺ) تو حضرت مسیح کو بلاباپ کے مانیں اور تمام امت کا اسی پر اجماع بھی ہو۔ مگر مرزاصاحب (ازالہ اوہام ص۳۰۳، خزائن ج۳ ص۲۵۴ حاشیہ) میں مسیح کو بلاباپ نہیں مانتے بلکہ یوسف نجار کو ان کا باپ بتاتے ہیں۔ کیا اب بھی وہ مسلمان باقی رہیں گے۔﴾

۱۱...... ''ان اللّٰہ اصطفی آدم ونوحا وال ابراھیم وال عمران علی العالمین (آل عمران:۳۳)'' ﴿بیشک اللہ نے برگزیدہ کیا اور چن لیا آدم علیہ السلام کو اور نوح کو اور ابراہیم علیہ السلام کے کنبے کو اور عمران علیہ السلام کے خاندان کو تمام عالم پر۔﴾ (مگر مرزا عمران علیہ السلام کی اہلیہ کو العیاذ باللہ زانیہ بتائے۔ کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نانا حضرت عمران علیہ السلام ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے مگر پھر بھی مرزا مسلمان ہی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے)

مرزائیت

۱...... ''ہاں آپ کو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) گالیاں دینے اور بدزبانی کی عادت تھی۔ ادنیٰ ادنی بات پر اکثر غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹)

۲...... ''یہ بھی یاد رہے کہ آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۵ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹)

۳...... ''اور نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے پہاڑی تعلیم جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ہی ظاہر کیا ہے گویا میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۶، خزائن ج ایضاً ص۲۹۰)

۴...... ''پس ہم ایسے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلامانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۹، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳)

نوٹ...... مسلمان ان گالیوں کو دیکھیں اور سمجھیں کہ ایک اولوالعزم نبی صاحب کتاب وشریعت کو کن کن ناپاک الفاظ سے یاد کیا گیا ہے کیا جھوٹا متکبر، ناپاک خیال چور، زانی نبی ہوسکتا ہے۔ اگر نہیں ہوسکتا اور یقیناً نہیں ہوسکتا تو کیا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار نہیں؟ اور کیا ان گالیوں کا دینے والا اور حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرنے والا کبھی مسلمان ہوسکتا ہے؟ ہاں ممکن ہے کہ مرزائیوں کی طرف سے یہ کہا جائے کہ اس میں گالیاں حضرت یسوع کو دی گئی ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں تو یاد رکھنا چاہئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یسوع، عیسیٰ، مسیح ابن مریم۔ ان چاروں اسموں کا مسمی ایک ہی کو ٹھہرایا ہے اور وہ حضرت عیسیٰ بن مریم رسول اللہ صاحب کتاب انجیل ہیں۔ دیکھو (توضیح مرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲، راز حقیقت ص۱۹، خزائن ج۱۴ ص۱۷۱، ست بچن ص۱۵۹، خزائن ج۱۰ ص۲۸۳)

۵...... ''عیسائیوں نے بہت سے معجزات آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور انہوں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے اپنے معجزہ مانگنے والوں کو گالیاں دیں۔ حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد بنیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰)

۶...... ''ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اس زمانہ میں ایک تالاب موجود تھا۔ جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر وفریب کے کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نادان عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

۷...... ''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔''

(کشتی نوح ص۶۵، خزائن ج۱۹ ص۷۱)

نوٹ...... جاننا چاہئے کہ شراب گو زمانہ سابقہ میں حلال تھی لیکن کسی نبی کا شراب پینا ہرگز ہرگز ثابت نہیں۔ کیونکہ نبی کا ہر قول وفعل امت کے لئے واجب العمل ہوا کرتا ہے اور شراب نشہ کی وجہ سے انسان کو اپنی عقل میں رہنے نہیں دیا کرتی حالانکہ یہ امر تبلیغ کے سراسر منافی ہے لہٰذا یہ مرزا قادیانی کا ذاتی افتراء ہے اور محض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین مقصود ہے۔

۸...... ''پھر افسوس! نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک ومطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ

بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا کنجریوں (کسبی) سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان میں ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے انسان سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

۹...... ''حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ بائیس سال کی مدت تک مجاری (بڑھئی لوہار) کا کام کرتے رہے۔'' (ازالہ اوہام ص۳۰۳، خزائن ج۳ ص۲۵۴ حاشیہ)

۱۰...... ''مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں تو ان کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں نہ صرف اس پر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدس سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے کہ جس نے ایک مدت تک اپنی تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے تھے کہ برخلاف تعلیم توریت نکاح عین حمل میں کیونکر کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو ناحق کیوں توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔''

(کشتی نوح ص۱۶، خزائن ج۱۹ ص۱۷،۱۸)

نوٹ...... مرزاقادیانی اس عبارت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چار بھائی اور دو بہنیں بتاتے ہیں۔ یعنی یہ سب ساتوں کے ساتوں یوسف نجار اور مریم کی اولاد تھیں۔ لیکن یاد رہے کہ حقیقی بہن بھائی ان بچوں کو کہتے ہیں جن بچوں کے ماں اور باپ ایک ہی ہوں۔ مرزاقادیانی کے اقرار کی رو سے حضرت مریم کا حمل جو نکاح سے پہلے تھا۔ اگر اس کو قدرتی یا غیر کا تسلیم کیا جائے تو دوسری باقی اولاد یوسف نجار اور مریم کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حقیقی بہنیں اور بھائی نہیں بن سکتے۔ البتہ اگر اس حمل کی نسبت یوسف کی طرف بقول مرزاقادیانی کی جاوے گی تو مرزاقادیانی کا کلام صحیح ہوسکتا ہے۔ لیکن اس صورت میں حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ مریم صدیقہ کا زانیہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ولد الحرام ہونا اظہر من الشمس ہوگا۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

۱۲...... توہین حضرت نبی کریم ﷺ

اسلام

۱...... ’’یایھا الذین امنو الاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھرواله بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (حجرات:۲) ‘‘ ﴿اے ایمان والا! تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلندمت کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں بولا کرتے ہو۔ کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جاویں۔﴾ (جب نبی کی آواز سے اپنی آواز بلند کرنے سے انسان کافر و مرتد ہو جاتا ہے اور اس کے سارے نیک اعمال حبط اور بیکار ہو جاتے ہیں تو جو شخص اپنے کو نبی ﷺ سے اکمل افضل اعظم اکبر سمجھتا ہو، وہ کیسے مسلمان باقی رہ سکتا ہے؟)

۲...... ’’تلك الرسل فضلنا بعضھم علی بعض قال اهل التفسیر المراد بقوله ورفع بعضھم درجات ای محمد ﷺ ای رفعه علی سائر الانبیاء من وجوه متعددة ومراتب متباعده...... وظهرت علی یریه المعجزات الکثیره ولیس احد من الانبیاء اعطے فضیلة وکرامة الاوقد اعطے محمد ﷺ مثلها ای مثل تلك الفضیلة والکرامة مع الزیادة ممالایعدولا یحصے (شرح شفا ص ۱۱۱ ج ۱) ‘‘ ﴿یہ حضرات مرسلین ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعض پر فضیلت و فوقیت بخشی ہے۔ مفسرین نے کہا ہے کہ مراد اللہ تعالیٰ کے قول ’’ورفع بعضھم درجات ‘‘ (اور بعضوں کو ان میں بہت درجوں میں سرفراز کیا) سے حضرت محمد ﷺ ہیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے درجہ کو بلند و سرفراز فرمایا تمام نبیوں کے درجہ پر بہت سے وجوہ سے (مصنف اس پر دلائل لکھنے کے بعد فرماتے ہیں) اور اس لئے بھی کہ آپ کے دست مبارک سے معجزات کثیرہ کا ظہور ہوا ہے کیونکہ جو فضل و کمال انبیاء کرام علیہم السلام کو الگ الگ دیا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ کو وہ تمام فضل وکمال مع زیادتی کے عطاء فرمایا گیا اور آپ ﷺ کے معجزات اس قدر زیادہ ہیں جو حد شمار سے باہر ہیں۔﴾

۳...... ’’عن ابن عباسؓ قال ان اللّٰہ فضل محمدا ﷺ علی الانبیاء واهل السماء (رواه الدارمی) ‘‘ ﴿حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بیشک فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو تمام نبیوں اور رسولوں پر اور تمام آسمان والوں (فرشتوں) پر۔﴾

۴...... ’’ظهر علی بن ابی طالب من بعید فقال علیه السلام هذا سید العرب فقالت عائشةؓ الست انت سیّد العرب فقال انا سید العالمین وهوسید العرب (رواه البیقهی فی فضائل الصحابة)‘‘ ﴿حضرت علیؓ دور سے ظاہر ہوئے تو نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ یہ تمام عرب کے سردار ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کیا آپﷺ سید العرب (تمام عرب کے سردار) نہیں ہیں؟ اس کے جواب میں آپﷺ نے فرمایا کہ میں سید العالمین (تمام جہانوں کا سردار) ہوں اور یہ (علیؓ) سید العرب ہیں۔﴾

۵...... قال رسول اللہﷺ ’’انا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخروبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ ادم فمن سواه الّاتحت لوائی (رواه الترمذی ص۲۰۲ ج۲ وفی روایة انا اکرم ولد آدم علی ربی ولا فخر ترمذی)‘‘ ﴿فرمایا رسول اللہﷺ نے کہ میں تمام نبی آدم کا سردار ہوں قیامت کے دن اور نہیں کہتا ہوں میں ازراہ فخر کے اور میرے ہی ہاتھ میں لوأحمد (تعریف کا جھنڈا) ہوگا اور نہیں کہتا ہوں میں از روئے فخر اور کوئی پیغمبر قیامت کے دن خواہ آدم علیہ السلام ہوں خواہ ان کے سوا اور تمام پیغمبر مگر میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔﴾

۶...... ’’اقتربت الساعة وانشق القمر وان یروااية یعرضوا ویقولون سحر مستمر (قمر:۱)‘‘ ﴿قیامت نزدیک آ پہنچی اور چاند شق ہوگیا اور یہ لوگ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو ٹال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے جو ابھی ختم ہوا جاتا ہے۔﴾

۷...... ’’عن ابن مسعود قال انشق القمر علی عهد رسول اللهﷺ فرقتین فرقة فوق الجبل وفرقة دونه فقال رسول اللهﷺ اشهدوا (بخاری ج۲ ص۷۲۱)‘‘ ﴿حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے رسول اللہﷺ کے زمانہ میں چاند دوٹکڑے ہوگیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ پر نظر آتا تھا اور دوسرا پہاڑ کے دوسری جانب آپ نے فرمایا کہ گواہ رہو۔﴾

۸...... حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اکہتر آسمانی کتابوں کو پڑھا۔ ان میں یہ لکھا ہوا تھا کہ تمام اولین وآخرین کی عقلیں حضرت محمدﷺ کے مقابلہ میں ایک ذرہ ریت کے برابر ہیں۔ (ترجمہ شرح شفاء ص۱۶ ج۱)

۹...... ’’واجتمعت الامة علی ان بعض الانبیاء افضل من بعض وعلی ان محمدﷺ افضل من الکل (تفسیر کبیر ص۳۰۰ ج۲)‘‘ ﴿تمام امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ بعض انبیاء بعض سے افضل ہیں اور اس پر بھی اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت محمدﷺ تمام

نبیوں سے افضل ہیں۔

۱۰...... اور جس مسلمان نے گالی دی رسول اللہ ﷺ کو یا عیب لگایا یا جھٹلایا یا تنقیص کی۔ پس تحقیق کافر ہوگیا وہ۔ (شرح شفاء ص ۱۷، شامی الاشباہ والنظائر)

مرزائیت

۱...... ’’اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی ہے۔ جو پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور اعظم ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا وقت ہو۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص ۱۹۳، خزائن ج ۱۶ ص ۲۸۸)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے کھلے لفظوں میں اقرار کیا ہے کہ میری فتح اعظم اکبر اظہر ہے اور نبی کریم ﷺ کی فتح اعظم واکبر نہ تھی۔ جس کا صاف نتیجہ ظاہر ہے کہ میں حضور ﷺ سے اعظم، اکبر وغیرہ ہوں۔

۲...... اپنے معجزات کو (حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰) میں ’’تین لاکھ سے زیادہ‘‘ لکھتے ہیں اور (براہین احمدیہ ص ۵۶ جلد پنجم، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲) میں اپنے معجزات کی تعداد ۱۰ لاکھ بتاتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے تمام معجزات کی تعداد (تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳) میں صرف تین ہزار لکھتے ہیں (ناظرین خود حساب کر کے دیکھیں کہ اپنا مرتبہ حضور ﷺ سے کتنا زیادہ بتایا ہے)

۳...... ’’واتانی مالم یؤت احد من العالمین ‘‘(الاستفتاء ص ۸۷ ملحقہ حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۵)’’اور مجھ کو وہ مرتبہ دیا کہ تمام جہان میں (کسی نبی اور ولی) کو نہیں دیا گیا۔

۴...... ’’لہ خسف القمر المنیر وان لی. غسا القمران المشرقان اتنکر ‘‘’’(ترجمہ از مرزا قادیانی) اس کے لئے چاند کا خسوف ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

۵...... ’’ایک صاحب نے (مرزا قادیانی سے) پوچھا شق القمر کی نسبت حضور کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا ’’ہماری رائے میں وہ ایک قسم کا خسوف تھا۔‘‘ (اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء)

۶...... ’’ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقی کا انتہاء نہ تھا۔ بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت (میرے زمانہ) میں پوری طرح تجلی فرمائی۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷، خزائن ج ۱۶ ص ۲۶۶)

۷...... ’’پس میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اس قدر رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلے کہ وہی ہوگئے۔ لیکن کیا استاد وشاگرد کا ایک مرتبہ ہوسکتا ہے۔ گوشاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر بھی ہوجائے۔ تاہم استاد کے سامنے زانوئے ادب خم کر کے بیٹھے گا۔ یہی نسبت آپ ﷺ اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) میں ہے۔‘‘ (ذکر الٰہی ص۱۸ مصنف مرزا محمود احمد)

۸...... ’’آنحضرت ﷺ معلم ہیں اور مسیح موعود (مرزا قادیانی) ایک شاگرد۔ شاگرد خواہ استاد کے علوم کا وارث پورے طور پر بھی ہوجائے یا بعض صورتوں میں بڑھ بھی جائے۔ مگر استاد استاد ہی رہتا ہے اور شاگرد شاگرد ہی۔‘‘ (تقریر محمود احمد مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۲۸/اپریل ۱۹۱۴ء)

(اس میں صاف اقرار موجود ہے کہ مرزا قادیانی نے آپ کے تمام علوم حاصل کر لئے یعنی مرزا قادیانی علم میں حضورؐ کے برابر ہیں بلکہ بعض صورتوں میں حضور ﷺ سے بڑھ بھی گئے ہیں یعنی مرزا قادیانی کا علم حضور ﷺ سے زائد ہے۔ نعوذ باللہ!)

۹...... ’’پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا۔ بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص۱۱۳)

۱۰...... ’’حضرت مسیح موعود (مرزا) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کو آپ ﷺ پر حاصل ہے۔‘‘ (مضمون ڈاکٹر شاہنواز خان قادیانی، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان بابت ماہ مئی ۱۹۲۹ء)

۱۱......

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(قاضی ظہور الدین قادیانی مندرجہ اخبار بدر ج۲ ص۴۳، مورخہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

۱۲......

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ داداست ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

ترجمہ...... اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں۔ میں عرفان میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔ خدانے جو پیالے ہر نبی کو دیئے ہیں ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دے دیا ہے۔
(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۱۳......

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

ترجمہ...... میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہوگیا۔ ہر رسول میرے پیراہن میں چھپا ہوا ہے۔
(نزول مسیح ص۱۰۰، خزائن ج۱۸ ص۴۷۸)

۱۳...... سرور عالم ﷺ کی خصوصیات اور مرزا کا دعویٰ ہمسری

قرآن پاک میں بہت سے مقامات پر بعض آیات میں حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کی خصوصیات کا ذکر فرمایا ہے۔ جن میں اولین وآخرین میں کوئی آپ کا سہیم وشریک نہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج تک تمام مسلمانان عالم ان آیات کا مصداق حضور ﷺ کو مانتے چلے آئے۔ لیکن چودھویں صدی کے مدعی نبوت ''غلام احمد'' نے حضور ﷺ کی ان تمام خصوصیات کا انکار کر کے ان آیات قرآنی کا مصداق اپنے آپ کو قرار دے کر تمام مسلمانان عالم، رسول اللہ ﷺ، خدا اور خدا کے کلام کو جھٹلانے کی کوشش کی۔ جس کا نمونہ درج ذیل ہے۔

اسلام

۱...... ''واذ اخذ اللّٰہ میثاق النّبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قالء اقررتم واخذ تم علی ذلکم اصری قالوا اقرر ناقال فاشھد واوانا معکم من الشاھدین (آل عمران:۸۱)'' ﴿اور جملہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے جو کچھ میں تم کو کتاب علم دوں پھر تمہارے پاس آوے رسول (محمد) کہ سچا بنادے تمہارے پاس والی کتاب کو تو تم ضرور اس رسول پر ایمان بھی لانا اور اس کی مدد بھی کرنا۔ فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا تو تمام رسول بولے ہم نے اقرار کیا پھر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ گواہ رہنا اور میں اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔﴾

۲...... ''قال علیؓ بن ابی طالب و ابن عباسؓ مابعث نبیا من الانبیاء الّا

اخذ علیه المیثاق لئن بعث الله محمداً وھوحیّی لیؤمنن به ولینصرنه (تفسیر ابن کثیر ص۱۷۸ ج۲، تفسیر کبیر ص۴۸۳ ج۲) ’’ ﴿حضرت علیؓ وابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جتنے انبیاء دنیا میں تشریف لائے ان تمام نبیوں سے اللہ تعالیٰ نے عہد وقرار لیا کہ اگر حضرت محمد ﷺ دنیا میں نبی بنا کر بھیجے جائیں اوراس وقت تم لوگ زندہ موجود ہو،توان پر ایمان لانا اوران کی مدد کرنا اور یہ ہی عہد واقرار تم اپنے اپنے متبعین سے بھی لینا۔﴾

۳…… ’’ان المیثاق ھذا مختص بمحمد ﷺ وھو مروی عن علیؓ وبن عباسؓ وقتادة والسدیؒ (تفسیر کبیر ص۴۸۳ ج۲) ’’ ﴿بیشک یہ میثاق (جوآیت بالا میں ہے) خاص ہے حضرت محمد ﷺ کے لئے اور یہ ہی مروی ہے حضرت علیؓ وابن عباسؓ وقتادہؒ وسدیؒ وغیرہم سے۔﴾

۴…… ’’واذقال عیسیٰ ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول الله الیکم مصدقا لما بین یدے من التوراة ومبشر برسول یاتی من بعدی اسمه احمد (الصف) ’’ ﴿اورجبکہ عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو رورات ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد جوایک رسول آنے والے ہیں۔جن کا نام احمد ہوگا۔ان کی بشارت دینے والا ہوں۔﴾ اس آیت کی تفسیر حدیث میں اس طرح ہے۔

۵…… ’’عن ابی امامة عن رسول الله ﷺ انه قال ساخبر کم باول امری دعوة ابراھیم و بشارة عیسیٰ الحدیث، وفی بعض الروایات عن العرباض بن ساربة (مسند احمد ص۱۶۷ ج۴و مشکوة المصابیح ص۵۱۳ج۲) ’’ ﴿فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں تم کو اپنی نبوت کی ابتداء کے متعلق ابھی سناتا ہوں۔میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا اورعیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔(جوآیت بالا میں ہے)﴾

۶…… ’’عن جبیر بن مطعم قال سمعت النبی ﷺ یقول ان لی اسماء انا محمد وانا احمد الحدیث (بخاری ص۵۰۱ ج۱، صحیح مسلم ص۲۶۱ ج۲،مشکوٰة ص۵۱۵ج۲)’’ ﴿حضرت جبیرابن مطعم فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے لئے متعدد نام ہیں۔میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں۔﴾

۷…… ’’قل یاایھاالناس انی رسول الله الیکم جمیعا (اعراف)’’ ﴿آپ فرما دیجئے (اے محمد ﷺ) کہ اے لوگو!میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔﴾

۸...... ’’قال النبی ﷺ فضلت علی الانبیاء بست وفیه وارسلت الی الخلق کافة وفی روایة البخاری و کل نبی یبعث الی قومه خاصة وبعثت الی الناس عامة (بخاری و مسلم ص۱۹۹ ج۱) ‘‘ ﴿فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ مجھ کو فضیلت دی گئی ہے تمام نبیوں پر چھ چیزوں کی وجہ سے (اس حدیث میں ان چیزوں کا بیان ہے اور اسی میں ہے) اور میں رسول بنا کر تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں (اور بخاری کی روایت میں ہے اور تمام نبی اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے اور میں تمام قوموں کے تمام افراد کی طرف بھیجا گیا ہوں۔﴾

۹...... ’’وما ارسلنك الا رحمة للعٰلمین (انبیاء:۱۰۷)‘‘ ﴿اور ہم نے آپ (محمد ﷺ) کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر۔﴾

۱۰...... ’’انا اعطینك الکوثر (کوثر:۱)‘‘ ﴿ہم نے آپ کو (اے محمد ﷺ) کوثر عطاء فرمائی۔﴾

مرزائیت

۱...... ’’واذاخذاﷲ میثاق النّبیین الایة ‘‘ جب اﷲ نے سب نبیوں سے عہد لیا۔ النّبیین میں سب انبیاء علیہم السلام شریک ہیں۔ کوئی نبی بھی مستثنیٰ نہیں۔ اسی النّبیین کے لفظ میں داخل ہیں کہ جب ہم نے کتاب اور حکمت دونوں یعنی کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اور حکمت سے مراد سنت اور حدیث شریف ہے۔ پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے جوان تمام چیزوں کا جو تمہارے پاس کتاب وحکمت سے ہیں۔ یعنی وہ رسول مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہے جو قرآن و حدیث کی تصدیق کرنے والا ہے...... اے نبیو! تم سب ضرور اس پر ایمان لانا اور ہر طرح سے اس کی مدد فرض سمجھنا۔ جب تمام انبیاء کو مجملاً حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا اور اس کی عزت کرنا فرض ہوا تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۹،۲۱؍ستمبر ۱۹۱۵ء)

۲ ’’ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد ‘‘ قرآن کریم میں احمد کی بشارت ہے۔ وہ احمد میں ہوں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۷۳، خزائن ج۳ ص۴۶۳)

۳...... ’’ہم تو ظلی طور پر آپ (مرزا قادیانی) کو اسمہ احمد والی پیش گوئی کا مصداق نہیں مانتے بلکہ ہمارے نزدیک آپ ہی (مرزا قادیانی) اس کے حقیقی مصداق ہیں۔‘‘

(الفضل قادیان ۵،۲؍دسمبر ۱۹۱۶ء)

۴...... ’’اور ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہی وہ رسول ہیں جن کی خبر اس آیت میں دی گئی ہے۔‘‘ (انوار خلافت ص۲۱)

۵...... ’’اس آیت کے اصل مصداق حضرت مسیح موعود۔‘‘ (مرزا قادیانی) ہیں۔

(ایضاً ص۳۷)

۶...... ’’آنحضرت ﷺ کا واقع میں احمد نام نہ تھا۔‘‘ (القول الفصل ص۲۹ رسالہ احمد ص۳)

۷...... ’’پس اس آیت میں جس رسول احمد نام والے کی خبر دی گئی ہے، وہ آنحضرت ﷺ نہیں ہوسکتے۔‘‘ (انوار خلافت ص۲۳)

۸...... ’’جب اس آیت میں ایک رسول کا اسم ذات احمد ہو، ذکر ہے دو کا نہیں اور اس شخص کی تعیین ہم حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) پر کرتے ہیں تو اس سے خود نتیجہ نکل کہ دوسرا اس کا مصداق نہیں۔‘‘ (الفضل مورخہ۲،۵/دسمبر ۱۹۱۶ء)

۹...... ’’قل یاایہاالناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا ای مرسل من اللّٰہ‘‘ (اے غلام احمد) اے تمام لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہوکر آیا ہوں۔

(تذکرہ ص۳۵۲ طبع سوم)

۱۰...... ’’ومارسلناک الا رحمۃ للعالمین‘‘ اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو (اے مرزا) مگر تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵)

۱۱...... ’’ومایـنطق عن الھوے ان ھوالا وحی یوحی‘‘ (اربعین نمبر۳ ص۳۶، خزائن ج۱۷ ص۴۲۶) مرزا اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا بلکہ خدا کی وحی سے گفتگو کرتا ہے۔

۱۲...... ’’انا اعطینک الکوثر‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۲، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵) بیشک ہم نے تجھ کو (اے مرزا) کوثر دیا۔

۱۳...... ’’یٰسٓ والقرآن الحکیم، انک لمن المرسلن علی صراط مستقسیم‘‘

(ایضاً ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

۱۴...... ’’محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحمہ بینھم‘‘ اس الہام میں محمد رسول اللہ سے مراد میں ہوں اور محمد رسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷)

۱۵...... ’’ان الذین یبایعونك انما یبا یعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیهم‘‘
(حقیقت الوحی ص۸۰، خزائن ج۲۲ص۸۳)

۱۶...... ’’انا فتحنالك فتحا مبینا لیغفرلك اللّٰہ ماتقدم من ذنبك وماتاخر ‘‘
(ایضاً ص۷۴، خزائن ج۲۲ص۷۷)

۱۷...... ’’ارادالله ان یبعثك مقاما محمودا‘‘ (تذکرہ ص۶۰۹، طبع۳)

۱۸...... ’’هوالذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۱، خزائن ج۲۲ص۷۴)

۱۹...... ’’داعیا الی اللّٰہ وسراجا منیر‘‘ (ایضاً ص۷۵، خزائن ج۲۲ص۷۸)

۲۰...... ’’قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ‘‘
(ایضاً ص۷۹، خزائن ج۲۲ص۸۲)

۲۱...... ’’انا ارسلنا الیکم رسولا شاهداً علیکم کماارسلنا الی فرعون رسولا‘‘ (ایضاً ص۱۰۱، خزائن ج۲۲ص۱۰۵)

۲۲...... ’’سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلا‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۸، خزائن ج۲۲ص۸۱)

۲۳...... ’’دنی فتد لی فکان قاب قوسین اوادنی‘‘
(ایضاً ص۷۶، خزائن ج۲۲ص۷۹)

۲۴...... ’’مارمیت اذرمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ‘‘ (ایضاً ص۷۰، خزائن ج۲۲ص۷۳)

۱۴...... ملائکہ

اسلام

۱...... ’’اذ تقول للمومنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثة الاف من الملئکة منزلین (آل عمران:۱۲٤)‘‘ ﴿جبکہ آپ (محمد ﷺ) مسلمانوں سے (مقام بدر میں) یوں فرمارہے تھے کہ کیا تم کو یہ امر کافی نہ ہوگا کہ تمہارا رب تمہاری امداد کرے۔ تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو اتارے جاویں گے۔﴾

۲...... ’’اجمع اهل التفسیر والسیران ان اللّٰہ تعالیٰ انزل المئلکة یوم بدر

وانهم قاتلو الكفار قال ابن عباسؓ لم تقاتل الملئكة سوے يوم بدر الخ (كبير ص٦٥ ج٣) ’’ ﴿تمام مفسرین ومؤرخین کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن فرشتوں کو نازل فرمایا اورانہوں نے کفار کے ساتھ جنگ کی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے بدر کے دن کے علاوہ کبھی قتال نہیں کیا۔﴾

۳…… ’’واعلم ان هذه الشبهة انما تليق بمن ينكر القرآن والنبوة فاما من يقربهما فلا يليق به شے من هذه الكلمات فما كان يليق……انكا رهذه الاشياء مع ان نص القرآن ناطق بهاو وردهافى الاخبار قريب من التواتر (تفسير كبير ج٥ ص٦٦) ’’ ﴿یوم بدر میں فرشتوں کے نازل ہونے پر بعض لوگوں کے اعتراضات کے جواب کے سلسلہ میں امام رازیؒ فرماتے ہیں’’جان لو کہ اس قسم کے’’فرشتوں کے نزول وغیرہ پر‘‘ اعتراضات ان لوگوں کے لئے زیبا ہیں جو قرآن اور نبوت کا انکار کرتے ہوں۔ ان کے لئے مناسب نہیں جو قرآن وحدیث پر ایمان رکھتے ہوئے اس قسم کی چیزوں کا انکار کریں۔ کیونکہ قرآن اس پر ناطق ہے اور یہ چیزیں احادیث متواترہ میں وارد ہیں۔﴾

۴…… ’’تنزل الملئكة والروح فيها باذن ربهم من كل امر (القدر)‘‘ ﴿اس رات میں (یعنی لیلۃ القدر میں) فرشتے اورروح القدس اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر نازل ہوتے ہیں۔﴾ امام رازیؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ احادیث کثیرہ سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ فرشتے زمین پر تمام ایام میں جہاں مجالس ذکر اور دین پاتے ہیں، نازل ہوتے ہیں۔ لیلۃ القدر میں تو ان کا آسمان سے زمین پر نازل ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہے۔ (تفسیر کبیر ص۴۴۶ ج۸)

۵…… ’’تعرج الملئكة والروح اليه الايه (معارج:٤)‘‘ ﴿فرشتے اورروحیں اس کے پاس چڑھا کرتی ہیں۔﴾

۶…… ’’عن ابى هريرة قال قال رسول الله ﷺ يتعاقبون فيكم ملئكة بالليل وملائكة بالنهار يجتمعون فى صلوة الفجر وصلوٰة العصر ثم يعرج الذين ياتوا فيكم الحديث (بخارى شريف و مسلم شريف)‘‘ ﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پے در پے رہتے ہیں تمہارے پاس کچھ فرشتے رات کو اور

کچھ فرشتے دن کو اور جمع ہوتے ہیں یہ سب نماز فجر اور عصر میں پھر چڑھ جاتے ہیں (آسمان کی طرف) فرشتے جو پہلے تمہارے پاس تھے۔﴾

۷...... ’’فان قالو انحن لانقول ان جبرئیل جسم ینتقل من مکان الی مکان انما نقول المراد من نزول جبرئیل هوزوال الحجب الجسمانية عن روح محمد ﷺ حتی یظهر فی روحه من المکاشفات والمشاهدات بعض ماکان حاضرا متجلیا فی ذات جبرئیل قلنا تفسیر الوحی بهذا الوجه هو قول الحکماء واما جهور المسلمین فهم مقرون بان جبرئیل جسم وان نزوله عبارة عن انتقاله من عالم الا فلاك الی مکة ‘‘﴿اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے جسم نہیں ہے جو ایک جگہ سے منتقل ہوکر دوسری جگہ جائیں اوران کے نازل ہونے کے یہ معنی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی روح سے جسمانی پردہ اٹھ جانے کی وجہ سے جبرئیل کی ذات میں جو تجلیات موجود تھیں وہ مکاشفہ اور مشاہدہ کے طور پر رسول اللہ ﷺ کی روح پر وارد ہونے لگیں تو اس کا جواب ہے کہ نزول اور وحی لانے کے یہ معنی یونانی فلسفیوں (جو بالکل ملحد و دہریہ تھے) کے نزدیک ہیں۔ تمام دنیا کے مسلمان اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام مجسم ہوکر عالم افلاک سے مکہ میں اترتے تھے۔﴾

مرزائیت

۱...... ’’پس اصل بات یہ ہے کہ جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اوراس کی گرمی اور روشنی زمین پر پھیل کر اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر ایک چیز کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ اسی طرح روحانیات سماویہ خواہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہیں یا دساتیرا اور وید کی اصلاحات کے موافق ارواح کواکب سے ان کو نامزد کریں یا نہایت سیدھے اور موحدانہ طریق سے ملائک اللہ کا ان کو لقب دیں۔‘‘ (توضیح المرام ص۳۲،۳۳، خزائن ج۳ص ۶۷،۶۸)

۲...... ’’وہ نفوس نورانیہ (یعنی فرشتے) کواکب وسیارات کے لئے جان کا ہی حکم رکھتے ہیں اوران کے جدا ہو جانے سے ان کی حالت وجودیہ میں بکلی فساد پایا جانا لازمی اور ضروری امر ہے۔‘‘ (توضیع المرام ص۳۸، خزائن ج۳ص۷۰)

۳...... ’’فرشتے اپنے اصلی مقامات سے جوان کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں۔ ایک ذرہ برابر بھی آگے پیچھے نہیں ہوتے۔‘‘ (توضیح المرام ص۳۲، خزائن ج۳ص۶۷)

۴...... ’’درحقیقت یہ عجیب مخلوقات (یعنی فرشتے) اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیر ہیں۔‘‘ (توضیح المرام ص۳۲، خزائن ج۳ ص۶۷)

۵...... ’’محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائکہ اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چل کر زمین پر اترتے ہیں اور یہ خیال بداہت باطل بھی ہے۔‘‘

(توضیح المرام ص۳۰، خزائن ج۳ ص۶۶)

۶...... ’’جبرئیل جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہایت روشن نیّر (آفتاب) سے تعلق رکھتا ہے...... وہ فرشتہ اگرچہ ہر شخص پر نازل ہوتا ہے جو وحی الٰہی سے مشرف کیا گیا ہو۔ نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے۔ نہ واقعی طور پر۔‘‘

(توضیح المرام ص۶۸، خزائن ج۳ ص۸۶)

۷...... ’’اس وقت جبرئیل اپنا نورانی سایہ اس مستعد دل پر ڈال کر ایک عکسی تصویر اس کے اندر رکھ دیتا ہے۔ تب جیسے اس فرشتہ کا جو آسمان پر مستقر ہے جبرئیل نام ہے۔ اس عکسی تصویر کا نام بھی جبرئیل ہی ہوتا ہے۔ یا مثلاً اس فرشتہ کا نام روح القدس ہے تو عکسی تصویر کا نام بھی روح القدس ہی رکھا جاتا ہے۔ سو یہ نہیں کہ فرشتہ انساں کے اندر گھس آتا ہے۔ بلکہ اس کا عکس آئینہ قلب میں نمودار ہو جاتا ہے۔‘‘ (توضیح المرام ص۷۰، خزائن ج۳ ص۸۷)

۸...... ’’پس یہی مثال جبرئیل کی تاثیرات کی ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ مرتبہ کے ولی پر بھی جبرئیل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء محمد ﷺ کے دل پر بھی وہی جبرئیل تاثیر وحی کی ڈالتا رہا ہے۔‘‘ (ایضاً ص۷۱، خزائن ج۳ ص۸۸)

نوٹ...... ان تمام عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک ملائکہ (یعنی فرشتے) مستقل وجود نہیں رکھتے بلکہ نفوس فلکیہ اور ارواح کواکب کا نام ہے۔ اسی لئے وہ اپنے اپنے مقامات سے ذرا برابر ادھر ادھر نہیں جاسکتے۔ مرزائیت کے اس عقیدہ کی تردید چونکہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی کھلے الفاظ میں کر رہی تھیں اور بار بار جبرئیل کے لئے نزول وغیرہ ثابت کر رہی ہیں تو نزول کی تاویل کی کہ مراد نزول سے صرف اثر اندازی ہے۔ واقعی نہیں یعنی حضرت جبرئیل حضور ﷺ کے پاس نہیں آتے تھے۔ بلکہ اپنے مقام پر رہتے ہوئے حضور ﷺ پر اثر ڈالتے تھے (جیسا کہ ملحدوں اور فلسفیوں نے لکھا ہے) مسلمان ان عبارتوں کو ذرا غور سے دیکھیں کہ مرزا قادیانی اور مرزائی ملائکہ پر ایمان نہیں رکھتے۔ پھر مسلمان کیسے کہا جاسکتا ہے۔ عتیق الرحمٰن آروی!

۱۵...... حیات عیسیٰ علیہ السلام

اسلام

۱...... ’’وان من اھل الکتاب الالیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ (نساء:۱۵۹)‘‘ ترجمہ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔نباشد ہیچ کس از اہل کتاب الا البتہ ایمان آورد بعیسیٰ پیش از مردن عیسیٰ اور روز قیامت باشد عیسیٰ گواہ برایشاں۔﴿یعنی قیامت کے قریب ایک ایسا زمانہ یقیناً آئے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اسی وقت تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آویں گے اور اس کے بعد حضرت عیسیٰ وفات پاویں گے اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔﴾

۲...... ’’وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وماقتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفو فیہ لفی شك منہ ما لھم بہ من علم الااتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما (نساء:۱۵۷،۱۵۸)‘‘ ﴿اور یہود اس کہنے سے بھی مورد لعنت ہوئے کہ بیشک ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا۔حالانکہ نہ انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں۔وہ غلط خیال میں ہیں۔ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان (حضرت مسیح) کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا۔بلکہ ان کو خدا نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں۔﴾

۳...... ’’وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا (زخرف:۶۱)‘‘ ﴿بیشک وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول) قیامت کی علامت اور یقین کا ذریعہ ہیں تو تم لوگ اس میں شک مت کرو۔﴾

۴...... ’’قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذانزل ابن مریم من السماء وامامکم منکم (کتاب الاسماء والصفات للبیھقی ص۳۰۱)‘‘ ﴿آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا حال ہوگا تمہارا جبکہ عیسیٰ ابن مریم آسمان سے تم میں نازل ہوں گے اور حالانکہ امام تمہارا تم میں سے ہوگا۔﴾

۵...... ’’عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ بن

مریم الی الارض فیتزوج ویولدله ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری (مشکوٰۃ المصابیح ص۴۸۰)'' ﴿نبی کریم ﷺ نے فرمایا عیسیٰ زمین پر اتریں گے اور ان کے اولاد ہوگی اور پھر وفات پا جائیں گے اور میرے مقبرہ میں مدفون ہوں گے۔﴾

۶...... ''قال الحسن قال رسول اللہ ﷺ للیهودان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة (تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۳۶۶)'' ﴿امام حسن بصریؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی نہیں مرے ہیں۔ بلکہ زندہ ہیں اور قیامت کے قریب ضرور لوٹ آئیں گے۔﴾

۷...... ''عن ابن عباسؓ قوله تعالیٰ (انه لعلم لك عنه الخ!) خروج عیسیٰ قبل یوم القیامة''

(تفسیر درمنثور ج۶ ص۲۰، ابن جریر ج۲۵ ص۴۹، مسند احمد ج۱ ص۳۱۷، ابن کثیر ج۹ ص۱۴۴)

۸...... ''واجتمعت الامة علی ماتعنمنته الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ فی السماء حی وانه ینزل فی اخرالزمان الخ (تفسیر النهرالماد ص۴۷۳ ج۲، فتح البیان ص۳۴۴ ج۲، تلخیص الحبیر ص۳۱۹، الیواقیت والجواهر ص۱۳۰)'' ﴿تمام امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان میں زندہ موجود ہیں اور قیامت کے قریب نازل ہوں گے جیسا کہ حدیث متواتر سے ثابت ہے۔﴾

مرزائیت

۱...... ''فمن سوء الادب اں یقال ان عیسیٰ مامات ان هو الا شرك عظیم یاکل الحسنات'' یہ بے ادبی ہے کہ کہا جائے کہ بیشک عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے بلکہ زندہ ہیں۔ یہ بہت بڑا شرک ہے جو نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔

(استفتاء ملحقہ حقیقت الوحی ص۳۹، خزائن ج۲۲ ص۶۶۰)

۲...... ''کلا بل هومیت ولا یعود الی الدنیا الی یوم یبعثون ومن قال متعمدا خلاف ذلك فهو من الذین هم بالقران یکفرون'' یادرکھو بلکہ وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) مر چکا ہے اور وہ قیامت تک واپس نہیں آئے گا اور جو شخص اس کے خلاف کہے وہ ان لوگوں میں ہے جو قرآن کے ساتھ کفر کرتے ہیں (یعنی وہ کافر ہے)

(الاستفتاء ص۴۷ ملحقہ حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۶۷۰)

۳...... ’’ولا شك ان حیوة عیسیٰ وعقیدة نزوله باب من ابواب الاضلال ولا یتوقع منه الا انواع الوبال ‘‘اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے نزول کا عقیدہ گمراہی کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور اس سے سوائے قسم قسم کی مصیبتوں کے اور کوئی امید نہیں کی جاسکتی۔ (الاستفتاء ص ۴۷، خزائن ج ۲۲ ص ۶۷۰)

۴...... ’’فخلاصة الکلام ان قولکم برفع عیسیٰ باطل ومضر للدین کانه قاتل ‘‘پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ بیشک تم لوگوں کا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی اور حیات کا قول باطل اور غلط ہے۔ گویا کہ دین کا قاتل ہے۔ (الاستفتاء ص ۴۵، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۷)

۵...... ’’اور در حقیقت صحابہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق تھے اور ان کو کسی طرح یہ بات گوارہ نہ تھی کہ عیسیٰ جس کا وجود شرک عظیم کی جڑ قرار دیا گیا ہے، زندہ ہو اور آپ فوت ہو جائیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۳۵، خزائن ج ۲۲ ص ۳۷)

۶...... ’’اس جگہ مولوی احمد حسن امروہی کو ہمارے مقابلہ کے لئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہ تا کسی طرح مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ اتار کر خاتم الانبیاء بنادیں۔ بڑی جان کاہی سے کوشش کر رہے ہیں۔‘‘ (دافع البلاء ص ۱۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۵)

۷......

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم
کیوں تمہیں انکار پر اصرار ہے
ہے یہ دیں یا سیرت کفار ہے
کیوں بنایا ابن مریم کو خدا
سنت اللہ سے وہ کیوں باہر رہا
مر گئے سب پر وہ مرنے سے بچا
اب تلک آئی نہیں اس پر فنا
مولوی صاحب یہی توحید ہے
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے

(ازالہ اوہام ص ۷۶۵، خزائن ج ۳ ص ۵۱۳)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فتنہ قادیانیت

جناب صفوۃ الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتنہ قادیانیت

دین اسلام میں نئی نئی باتیں نکالنا اور نئے نئے عقائد تراشنا تجدید نہیں، بدعت وگمراہی ہے۔ مصلحانہ روش نہیں، مفسدانہ روش ہے۔ دین کا احیاء وتجدید یہ ہے کہ دینی احساسات میں جو مردگی پیدا ہوگئی ہے۔ اس میں روح پھونکی جائے۔ دینی تعلیم میں باطل افکار وعمل کی جو آمیزش ہو گئی ہے۔ اس کو دور کیا جائے۔ مسلمانوں کے قلوب کو حب دنیا کے مہلک مرض سے پاک کر کے ان کو حریص آخرت بنانے کی جدوجہد کی جائے تاکہ ان میں قرآنی کردار پیدا ہو اور باطل شکنی، زمانہ ستیزی کے، مجاہدانہ جذبات ان کے قلوب میں بیدار ہوجائیں اور ربانی ہدایتوں، اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہوکر دین کے تحفظ وبقاء واشاعت کا والہانہ جذبہ ابھر آئے۔ بلالحاظ اس کے کہ دنیا کا کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف وتعلیمات کو دیکھئے تو اس میں اصلاح وتجدید کے بجائے فتنہ وفساد کا ایک طوفان نظر آتا ہے۔ مثلاً:

۱...... نظام باطل کی خیرخواہی ہے۔
۲...... اس کے بقاء، وقیام کی جدوجہد ہے۔
۳...... اور باطل پر سرافگندگی ہے۔
۴...... وحی ونبوت کا زعم ہے۔
۵...... مسیحیت کا ادّعا ہے۔
۶...... خدا سے ہمکلامی، جبرئیل کا آنا۔
۷...... حضرات انبیاء علیہم السلام، حضرت رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور حضرات حسنینؓ کی اہانت ہے۔
۸...... خدا کے مشاغل تعلقات۔
۹...... قادیان مثل مکہ ومدینہ ہے۔
۱۰...... مرزاقادیانی کو نہ ماننا...... کفر ہے۔

یہ تمام مفسدانہ عناصر، جن کے کارنامہ تجدید میں بھرے ہوئے ہوں۔ ان کو امام مجدد کہنا اور ان کی جماعت کو اسلام کی تبلیغی جماعت کہنا دین اسلام کی توہین ہے اور دین اسلام کو صریحاً

بدنام کرنا ہے اور آخرت کی رسوائی کا سامان تیار کرنا ہے۔ نام نہاد تجدیدی کارناموں کی فتنہ سامانی مجدد قادیاں کی زبانی ملاحظہ ہو۔

۱...... نظام باطل کی خیر خواہی۔ ۲...... اس کے بقاء وقیام کی جدوجہد۔

۳...... درباطل پر سرافگندگی۔

’’سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔............ میرے والد صاحب اور خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل وجان ہوا خواہ ووفادار رہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے۔............ یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو لوگوں کے دلوں پر جمادیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۳ص۹تا۱۲ملخص)

نوٹ: قرآن شریف میں منافقین کی ایک علامت یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ اہل باطل کے پاس معزز بننا چاہتے ہیں: ’’أیبتغون عند هم العزة (النساء:۱۳۹)‘‘ ﴿کیا یہ ان (اہل باطل) کے پاس معزز بننا چاہتے ہیں؟﴾ منافقانہ روش اور مجدد کا خطاب۔

برعکس نہند نام زنگی کافور (مدیر)

دیگر: ’’اور میں نے اسی زمانہ میں خدا سے یہ عہد کیا کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہیں کروں گا۔ جو اس میں احسانات قیصر ہند کا ذکر نہ ہو۔ نیز اس کے تمام احسانوں کا ذکر ہو۔ جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔‘‘ (نورالحق حصہ اوّل ص۲۹، خزائن ج۸ص۳۹)

دیگر: ’’دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں۔ اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کو دور کروں......اور میں نے صرف اسی قدر کام نہیں کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن وامان اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے

ہیں اورایسی کتابیں چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزار ہاروپیہ خرچ کیا گیا۔''

(درخواست بحضورنواب لیفٹیننٹ گورنر منجانب مرزا قادیانی، مورخہ ۲۴رفروری ۱۹۱۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۱۱)

نوٹ...... مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مجدد اعظم و امام الزمان سمجھنے والے حضرات غور کریں کہ ایک امام و مجدد جو مرد مجاہد ہوتا ہے۔ اس کا اہم کام تو یہ ہے کہ وہ اپنی زبان وقلم اور جان ومال کی قوتوں کو اس کوشش میں صرف کرے کہ مسلمانوں کے دلوں میں اللہ ورسول ﷺ کی سچی محبت اور اہل باطل کے خلاف مجاہدانہ جذبہ پیدا ہو جائے اور مسلمانوں کے دلوں کو اللہ و رسولؐ کی سچی اطاعت کی طرف جھکائے۔ عقل وفہم کی کوتاہی کا کتنا ماتم کیا جائے کہ جو شخص مسلمانوں کے دلوں میں باطل نظام کی سچی محبت پیدا کرنے اور مسلمانوں کو اس نظام کا سچا مطیع بنانے میں اپنی قوت صرف کرتا ہے اور ہزار ہاروپیہ خرچ کرتا ہے۔ وہ مجدد اور امام سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ حسب ارشاد حضرت رسول کریم ﷺ ایسے لوگوں کو ''ائمۃ المضلین'' سمجھنا اسلامی نظر ہے۔

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطین کا پرستار کرے

(اقبال)

دیگر:''والد صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد یہ عاجز (مرزا قادیانی) دنیا کے شغلوں سے بالکل علیحدہ ہوکر خدائے تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی۔ وہ یہی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے......'' (ستارہ قیصریہ ہند ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۱۴)

نظام باطل کو سایہ رحمت سمجھنا، مسلمانوں کو یہ تعلیم دینا کہ وہ اس کے شکر گزار اور دعا گو رہیں اور ایک باطل نظام میں امن وامان وآرام اور آزادی کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہنا، نظام باطل سے سرکشی کرنے کو خدا اور رسول سے سرکشی سمجھنا اور اس باطل پرستی پر خدا کا شکر ادا کرنا، کون کہہ سکتا ہے کہ یہ ایک مسلم مرد حق کے جذبات اور اعمال ہو سکتے ہیں۔ امام اور مجدد ہونا تو بڑی دور کی بات ہے۔

کیا اچھے مصلح ومرشد ہیں کہ خدا اور رسولؐ کے مخالفوں کی اعانت اور ان کی خیر خواہی کو شرائط بیعت میں داخل کرتے ہیں۔

’’اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا میرا اصول ہے اور یہی وہ اصول ہے۔ جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔‘‘

(کتاب البریہ ص۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰)

اپنی جماعت کے متعلق فرماتے ہیں: ’’حقوق عباد کے متعلق اس سے بڑھ کر کوئی گناہ کی بات اور خبث اور ظلم اور پلید راہ نہیں کہ انسان جس سلطنت کے زیر سایہ امن وعافیت زندگی بسر کرے اور اس کی حمایت سے اپنی دینی و دنیوی مقاصد میں بار آور کوشش کر سکے۔ اس کا بدخواہ اور بداندیش ہو۔ بلکہ جب تک ایسی گورنمنٹ کا شکر گزار نہ ہو۔ خدائے تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۸۴۹ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۵۶۱)

جس جماعت کی پاک باطنی یہ ہو کہ خدا کی باغی حکومتوں کو اس سے انواع واقسام کے فائدے پہنچتے ہیں اور باغیوں کے حق میں وہ دعائے خیر کرتی ہے۔ایسی جماعت کو اسلام کی تبلیغی جماعت کہنا دین اسلام کی بنیادوں کو منہدم کرنا ہے۔‘‘

دیگر: ’’ایسا ہی یاجوج ماجوج کا حال سمجھ لیجئے۔ یہ دونوں پرانی قومیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہوسکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا۔لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آخر زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی۔یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی...... یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدا تعالیٰ چاہے گا، فتح دے گا۔ چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں۔اس لئے ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت انگریزوں کو فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۵۰۹، خزائن ج۳ ص۳۷۳)

’’مفسدون فی الارض‘‘ ﴿زمین پر فساد پھیلاتے ہیں۔﴾

مجدد قادیان مرزا غلام احمد انگریزوں کو یاجوج و ماجوج کی قوم قرار دیتے ہیں۔ جن کا فسادی ہونا قرآن شریف سے ثابت ہے۔مفسدوں کے حق میں دعائے خیر کرنا اور ان کو اپنا محسن سمجھنا اور مفسدوں کو اپنے لئے سایہ رحمت، سایہ عافیت سمجھنا اور مفسدوں کے زیر سایہ آرام سے زندگی بسر کرنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور مفسدوں کی حکومت قائم و باقی رہنے کے لئے ہمہ تن مصروف رہنا اور اس کے لئے اللہ سے دعا کرنا، یہ تمام فتنہ وفساد کے مجدد کا کارنامہ ہوسکتا ہے۔ دین اسلام کے مجدد کو ان فتنہ سامانیوں سے کیا نسبت۔‘‘

مزید برآں یہ کہ خدا کی ایک باغی اور مفسد حکومت کی خیرخواہی و وفاداری میں اتنا غلو فرمایا گیا کہ آیات قرآنی کی معنوی تحریف بھی کردی گئی اور خدا کا ذرا بھی خوف نہ ہوا۔ چنانچہ آیت کریمہ: ''وماکان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم'' کا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے:

''خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکلیف پہنچائے حالانکہ تو (یعنی مرزا قادیانی) ان کی عملداری میں رہتا ہو۔''

اور اسی آیت کی شرح کی جاتی ہے: ''اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے (یعنی مرزا قادیانی) کے وجود و دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے (مرزا قادیانی) کے سبب سے ہیں۔'' اور اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے کہ: ''جدھر تیرا (مرزا قادیانی کا) منہ ہے، ادھر خدا کا منہ ہے۔''

استدلال میں یہ فرماتے ہیں: ''اینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ''

(براہین احمدیہ ص۲۴۱، خزائن ج۱ ص۲۶۷ حاشیہ، عریضہ بخدمت گورنمنٹ عالیہ مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۷۰)

خدا پناہ میں رکھے اس جنون سے کہ خدا بھی اپنے بندہ کا گویا تابع ہے۔ جدھر بندہ کا منہ ادھر خدا کا منہ۔ اللہ جل شانہ اور قرآن کریم کی اس سے بڑھ کر اور کیا اہانت ہوگی۔

آثار سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے یاجوج ماجوج کی پوری قوم تباہ ہو جائے گی۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ کتاب الفتن باب العلامات، بین یدی الساعۃ بروایت مسلم۔ مگر یہ مسیح موعود ہیں کہ ان کے وجود سے یاجوج ماجوج کی حکومت قائم ہے۔ یہی ایک نام نہاد مجدد و امام الزمان کا فخریہ کارنامہ ہے اور ان کے متبعین بھی اسی روش پر قائم ہیں اور آئندہ قائم رہنے کا عزم رکھتے ہیں۔''

''جناب عالی جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ ہمیں اپنے امام کی طرف سے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت بھی ہم رہیں۔ اس کے پورے طور پر فرمانبردار رہیں اور ہم نے ہر مشکل کے وقت اور بے امنی کے زمانہ میں گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کی ہے۔''

(ایڈریس بخدمت وائسرائے ہند، مندرجہ الفضل قادیان مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۰ء جلد ۷ نمبر ۶۷)

وہی گورنمنٹ جس کی خدمت اس جماعت نے بندہ بے دام کی طرح کی، جیسا کہ اعتراف ہے: ''ہم حکومت کی ایسی خدمت کرتے ہیں کہ اس کے پانچ پانچ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والے ملازم بھی نہ کیا کریں گے۔''

(ارشاد میاں محمود احمد خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۰ء جلد ۷ نمبر ۶۷)

اس نام نہاد خدا پرست جماعت کی زمانہ پرستی کا یہ شرم ناک واقعہ بھی قابل ملاحظہ ہے کہ یا تو یہ لوگ برٹش گورنمنٹ کی خیر خواہی کے جوش میں کانگریس سے جھگڑتے رہے یا پھر جب کانگریس کا زور ہوا اور برٹش گورنمنٹ کا آہنی پنجہ کمزور ہوتا نظر آیا اور کانگریس کی کامیابی کے آثار پائے گئے۔ تو کانگریس کی خوشامد کرنے میں بھی کوئی کمی نہیں کی۔ چنانچہ ۱۹۳۶ء میں بمقام لاہور صدر کانگریس کا جو استقبال کیا گیا ہے، اس کی رپورٹ ملاحظہ ہو:

’’لاہور ۲۹/اپریل۔ آج حسب پروگرام پنڈت جواہر لال نہرو لاہور تشریف لائے۔ پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی کی خواہش پر (قادیانی جماعت کی) آل انڈیا نیشنل کورز کی طرف سے آپ کے استقبال کا انتظام کیا گیا۔ چونکہ کانگریس نے صرف پانچ سو والنٹیر کی خواہش کی تھی۔ اس لئے قادیان سے تین صد اور سیالکوٹ سے دو صد کے قریب والنٹیر ۲۸/مئی کو لاہور پہنچ گئے۔ قادیان سے کارخاص کے سپاہی ساتھ آئے اور عصر تک رہے...... علی الصبح چھ بجے تمام باوردی والنٹیر زباقاعدہ کوچ کرتے ہوئے اسٹیشن پہنچ گئے۔ یہ نظارہ حد درجہ روح پرور اور جاذب توجہ تھا...... پنڈت جی کے اسٹیشن سے باہر آنے پر جناب شیخ بشیر احمد قادیانی ایڈووکیٹ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ نے لیگ کی جانب سے آپ کے گلے میں ہار ڈالا۔ کورز کی طرف سے حسب ذیل ماٹو زجھنڈیوں پر خوبصورتی سے آویزاں تھے۔ (ایک ماٹو ملاحظہ ہو۔ جواہر لال زندہ باد Long live Jawaharlal کورز کا مظاہرہ ایسا شاندار تھا کہ ہر شخص اس کی تعریف میں رطب اللسان تھا اور لوگ کہہ رہے تھے کہ ایسا شاندار مظاہرہ لاہور میں کم دیکھنے میں آیا۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۷۸، مورخہ ۳۱/مئی ۱۹۳۶ء)

یہ خوشامد و چاپلوسی یقیناً اہل حق کا شعار نہیں ہوسکتا۔ بلکہ یہ تو ان لوگوں کا کردار ہے۔ جن کے رگ وریشہ میں دنیا پرستی بھری ہوئی ہوتی ہے اور وہ اہل باطل کے زیر سایہ چین وآرام سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اور دین اسلام کا نام لے کر اپنی دنیا بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق حضرت پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’بئس العبد عبد یختل الدنیا بالدین (ترمذی کتاب القیامة ج۲)‘‘

﴿بدترین بندہ ہے وہ بندہ جو دین سے دنیا کمانا چاہتا ہے۔﴾

قرآن شریف میں حق سبحانہ تعالیٰ ائمہ ہدایت کا وصف بیان فرماتے ہیں: ’’وجعلنهم ائمة یهدون بامرنا لما صبروا (السجده:۲٤)‘‘ ﴿اور ہم نے ان میں سے بہت امام بنادیئے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اس وجہ سے کہ انہوں نے سختیوں میں صبر کیا۔﴾

آیہ کریمہ سے ظاہر ہے کہ آئمہ ہدایت گمراہ لوگوں کو راہ ہدایت بتاتے ہیں اور منصب امامت صبر و استقامت کے امتحان کے بعد عطا کیا جاتا ہے۔ یہی سنت الٰہی ہے۔ جیسا کہ بصراحت بیان فرمایا گیا ہے:’’لتبلونّ فی اموالکم وانفسکم و لتسمعنّ من الذین اوتوا الکتب من قبلکم و من الذین اشرکوا آذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا ذلك من عزم الامور (آل عمران:۱۸۶)‘‘ ﴿البتہ آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں میں اور اپنی جانوں میں اور سنو گے دل آزاری کی بہت سی باتیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے جو مشرک ہیں اور صبر کرو گے اور پرہیز رکھو گے تو یہ بڑے ہمت کے کام ہیں۔﴾

حضرات صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا مطالعہ کیجئے۔ جان و مال عزت و آبرو کا وہ کون سا نقصان تھا۔ جو ان حضرات کو راہ حق میں پیش نہیں آیا۔ ان کی دل آزاری میں اہل باطل نے، اہل کتاب سے ہوں کہ مشرکین سے، کیا کمی کی اور جس کو ان عاشقان پاک طینت نے باطل اثرات سے اپنے کو محفوظ رکھتے ہوئے بطیّب خاطر برداشت نہیں کیا؟ ان عزم الامور کی تکمیل اور اس امتحان میں کامیابی کے بعد دنیا جانتی ہے کہ اقوام عالم کی امامت و پیشوائی کا منصب ان حضرات کو عطاء کیا گیا۔

قرآنی تاریخ شاہد ہے کہ جب حق کی آواز اٹھائی جاتی ہے۔ تو اہل باطل اس کو اپنے لئے موت کا سامان سمجھ کر اس کی مخالفت پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور حق کی آواز دبا دینے اور اہل حق کو مٹا دینے کے لئے اہل حق کو جانی و مالی نقصان پہنچانے کی تدبیریں کرتے رہتے ہیں۔ اہل باطل کی یہ مخالفانہ روش دراصل خدا کی طرف سے اہل حق کا امتحان ہوتا ہے۔ ان مواقع پر صبر و استقلال، جان و مال کی قربانیاں، سرفروشانہ، مجاہدانہ زندگی، یہی اہل حق کے باطل شکن ہتھیار ہوتے ہیں۔ ان ہی ہتھیاروں سے ابتداء میں صحابہ کرامؓ اہل باطل کے مقابلہ میں جمے رہے اور بالآخر حق تعالیٰ کی رحمت خاصہ، فضل عظیم کے مستحق ہو کر ’’خیر الامۃ‘‘ کا الٰہی خطاب پایا اور دنیا سے برائیوں کو مٹانے اور دنیا میں بھلائیوں کو جاری کرنے یعنی دنیا میں ہدایت حق پھیلانے کے منصب پر فائز ہوئے۔

آئمہ ہدایت کے یہی فرائض ہوتے ہیں کہ علماً و عملاً دنیا پرست انسانوں، دنیا ہی کو اصل زندگی سمجھ کر اور اسی کو مقصود و مطلوب بنا کر اپنے خالق و رب کے احکام و ہدایت سے لاپرواہ، اخروی زندگی سے غافل انسانوں کے سامنے آخرت کی حقیقی ابدی زندگی کا فطری نظریہ حیات پیش کرتے ہیں اور اس ابدی زندگی کے ابدی تکالیف سے محفوظ رہ کر ایک خیر و ابقٰی زندگی حاصل کرنے کا واحد راستہ بندگی حق کی طرف ان کو بلاتے ہیں۔ حق کی یہی آواز بیک وقت اہل باطل

کے لئے دعوت خیر وصلاح بھی ہو جاتی ہے اوران کے باطل نظام زندگی کے خلاف اعلان جنگ بھی ہوتی ہے۔ جس کے بعد ہی حق وباطل کی آویزش شروع ہو جاتی ہے۔

قادیانی جماعت کو غور کرنا چاہئے، انجام آخرت کو پیش نظر رکھ کر غور کرنا چاہئے کہ ان کے خودساختہ ''امام الزمان'' کے فرائض امامت، ان کے تجدیدی کارناموں میں باطل پرستیوں کے خلاف کوئی حرکت ہے یا سراسر اہل باطل کے ساتھ تعاون ہے؟ ان سے سچی دوستی ہے ان کی پکی خیرخواہی ہے اوران کی بقاء کے لئے ان کی انسانیت سوز تہذیب کی اشاعت کے لئے پوری جدوجہد ہے۔ ان کی سلامتی کی دعائیں ہیں اور طرفہ تماشہ یہ کہ اس غلامانہ ذہنیت اور غلامانہ روش کو مذہبی فرض قرار دیا جاتا ہے۔ ان باطل افکاروکردار کی قرآنی نوعیت کیا ہے؟ ایک آیت کریمہ بطور آئینہ پیش کی جاتی ہے کہ مؤمنانہ اور کافرانہ روش واضح ہو جائے۔

''الذین امنو ایقاتلون فی سبیل اللّٰہ والذین کفروایقاتلون فی سبیل الطاغوت (النساء:۷۶)'' ﴿جولوگ ایمان دار ہیں وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جولوگ کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔﴾

قتال یا جہاد فی سبیل اللہ یہی ہے کہ طاغوتی نظام حکومت کو مٹانے اور الٰہی نظام زندگی، ہر شعبہ زندگی میں خدا اور رسولﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کا نظام جاری کرنے کی جدوجہد دامے، سخنے، قدمے کی جائے اور قتال یا جہاد فی سبیل الطاغوت یہ ہے کہ طاغوتی نظام زندگی کی بقاء و اشاعت کے لئے جان ومال کی قوتوں کو صرف کیا جائے۔ اب طاغوتی حکومت کی بقاء اور سلامتی کی جدوجہد کو اپنا ایک قابل فخر کارنامہ اور مذہبی فرض سمجھنے والی جماعت آنکھیں کھول کر دیکھے کہ اس کی پیشانی پر ''یقاتلون فی سبیل الطاغوت'' کتنے جلی حرفوں میں لکھا ہوا ہے۔

کافرانہ ذہنیت وروش پر فخر کرنے والوں اوراس کو دین ایمان سمجھنے والوں کے متعلق سنت الٰہی یہ ہے کہ شیطان کی ولایت ان سے متعلق کر دی جاتی ہے۔ جس کے بعد شیطان ان کو ظلمات کی وادیوں میں بھٹکاتا رہتا ہے۔

''والذین کفروا اولیئهم الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمت (بقرہ:۲۵۷)'' ﴿جولوگ کافر ہیں ان کے ساتھی شیاطین ہیں۔ جوان کو نور سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔﴾

یہ سنت الٰہی کس طرح اپنا کام کرتی رہی اور کر رہی ہے۔ اس کے دل ہلا دینے والے مناظر بھی بانی جماعت کے نامہ اعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔

۴...... وحی ونبوت۔

۵...... مسیحیت کا ادّعا۔

۶...... خدا سے مکالمہ ونزول جبرئیل۔

آئندہ مفسدانہ منصوبوں کو روبہ عمل لانے کی تمہید ملاحظہ ہو: ’’اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خدائے تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھول دیا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے...... اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک موجب سزا ٹھہرتا ہے۔‘‘ (توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰)

گویا تیرہ سو برس تک شریعت صرف پوست ہی پوست تھی۔ مغز شریعت اب ظاہر ہوا ہے۔ پوست شریعت تو یہ تھا کہ طاغوتی حکومتوں سے مقابلہ ومقاطعہ کرنے اور فتنہ وفساد کی اصلاح کرنے والے افراد پیدا ہوں اور مغز شریعت یہ ہے کہ طاغوتی حکومت کی خیرخواہی اور اس سے سچی محبت اور اس کی کامل تابعداری کی جائے۔ ’’نعوذ باللہ من شر الشیطان‘‘ اب رفتار ترقی دیکھتے جائیے۔

’’اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت رکھتے ہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۴)

ارتقاء کا ایک اور قدم: ’’یہ بات سچ ہے کہ اللہ جل شانہ کی وحی والہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۰۷)

شیطان کے بند فریب میں ایک اور بند کا اضافہ: ’’مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے۔ تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ وہی دعویٰ جو براہین احمدیہ میں بار بار بہ تصریح لکھا گیا ہے۔‘‘

(کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۱)

دیگر: ’’اور یہی عیسیٰ ہے جس کا انتظار تھا اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا کہ اس کو نشانی بنادیں گے اور کہا گیا کہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا۔ جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے شک محض نافہمی

سے ہے۔‘‘ (کشتی نوح ص۴۸، خزائن ج۱۹ص۵۲)

آ ثار سے تو ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر قوم کفار سے جہاد کریں گے مگر یہ کیسے عیسیٰ ہیں جن کو اپنی قوم کی غلامی کا فخر حاصل ہے اور جن کے پاس وحی آئی ہے کہ انگریزوں سے جہاد دین اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ بانی جماعت اور جماعت بار بار اپنے اس عقیدہ کا اعلان تو کرتی ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کو خاتم الانبیاء مانتی ہے۔ مگر خاتم الانبیاء ہونے کی جو توضیح کی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو وہ کس قدر گمراہ کن ہے: ’’جس کامل انسان پر قرآن شریف کا نزول ہوا......اور وہ خاتم الانبیاء ہے۔ مگر وہ ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے ہے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا......اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت میں چھوڑنا نہیں چاہا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۷، خزائن ج۲۲ص۲۹)

بقول محترم مؤلف کتاب ’’قادیانی مذہب۔‘‘

’’اگر مرزا قادیانی نبی نہ مانے جائیں تو امت محمدیہ ناقص قرار پاتی۔‘‘

خاتم النّبیین کی مزید تشریح ملاحظہ ہو: ’’خاتم النّبیین کے بارے میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ خاتم النّبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ بند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات احمدیہ حصہ پنجم ص۲۹۰، مرتبہ منظور الٰہی قادیانی لاہوری)

خاتم النّبیین کی یہ توضیح قرآن میں تحریف معنوی اور تفسیر بالرائے کی کتنی قابل افسوس مثال ہے۔ تفسیر بالرائے کرنے والے کے متعلق حدیث شریف میں وارد ہے کہ اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

’’من قال فی القران برأئه فلیتبوا مقعده من النار (ترمذی ج۲ ص۱۲۳)‘‘ ﴿جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانہ ڈھونڈے۔﴾

خاتم النّبیین کی تشریح حضرت خاتم النّبیین ﷺ نے فرمادی ہے۔ جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا ہے۔

’’وختم بی النبیون (مسلم ج۱ ص۱۹۹)‘‘ ﴿اور ختم ہوگئے مجھ سے پیغمبر۔﴾

نیز جو ارشاد گرامی ہے: ’’سیکون من امتی کذابون‘‘ ﴿عنقریب میری امت

میں جھوٹے پیدا ہوں گے۔﴾اس کے بعد فرماتے ہیں:''یزعم انه نبی اللّٰه ''﴿وہ نبی اللہ ہونے کا ادّعا کرے گا۔﴾اس کے بعد خاتم النّبیین کا مطلب کس طرح واضح ہے:''وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد ج۲ ص۱۲۷ ترمذی ج۲ ص۴۵)''﴿اور میں نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والا ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

جس قرآنی لفظ کی تشریح وتوضیح حضرت معلم حکمتﷺ نے فرمادی ہو اور اس پر تمام امت کا اجماع ہوگیا۔اس کے خلاف اپنی طرف سے نئی بات پیدا کرنا اور اپنے کو''نبی اللہ''ثابت کرنا،کیا''کذابون''کی صف میں داخل ہونا نہیں ہے؟ مگر گمراہی کو ہدایت سمجھ کر گمراہی میں مبتلا ہونے والوں سے جب یہ سنت الٰہی متعلق ہوجاتی ہے:''قل من کان فی الضلالة فلیمدد له الرحمن مدا (مریم:۷۵)''﴿کہہ دیجئے جو گمراہی میں مبتلا ہیں رحمٰن ان کی گمراہی کو بڑھا دیتا ہے۔﴾تو ضلالت،گمراہی میں اضافہ ہی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔چنانچہ:

''ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔یہودیوں، عیسائیوں،ہندوؤں کے دین کو ہم مردہ کہتے ہیں تو اس لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرتے۔''

(ارشاد مرزاغلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار بدر قادیان ۵رمارچ ۱۹۰۸ء،ملفوظات ج۱۰ص۱۲۷)

کتنا بڑا دھوکہ دیا جارہا ہے۔حقیقت کو بالکل الٹ دیا گیا۔ظاہر ہے کہ تقریباً چودہ سو برس سے دنیا کے کسی حصے میں کوئی نبی،فرستادۂ الٰہی کا ظہور نہیں ہوا۔نیز دین اسلام کا اصلی سرچشمہ ''القران والسنة''تلبیس وتحریف اور انسانی دست برد سے بالکل محفوظ ہے۔جو نہ صرف دین اسلام کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔بلکہ یہ الٰہی انتظام خدا کی طرف سے اس حقیقت کا اعلان ہے کہ اب جتنے مدعیان وحی ونبوت پیدا ہوں گے۔وہ سب کاذب سمجھے جائیں گے۔مگر دجل وافتراء کا یہ حال ہے کہ جس دین میں کامل درس انسانیت،مکمل سبق بندگی ہے۔اس میں دیگر افترائی ادیان کی طرح صرف قصہ گوئی ثابت کی جاتی ہے۔کذب وافتراء کے مزید نمونے دیکھئے۔

''وہ دین،دین نہیں،اور نہ وہ نبی،نبی ہے۔جس کی متابعت سے انسان اللہ تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہوسکے۔وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے......سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں،شیطانی کہلانے کا مستحق ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۹،خزائن ج۲۱ص۳۰۶)

دیگر: ’’یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا...... اور صرف قصوں کی پوجا کرو، پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہوسکتا ہے جس میں براہ راست خدا کا کچھ بھی پتہ نہیں جو کچھ ہیں قصے ہیں...... میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی......‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۳، خزائن ج۲۱ ص۳۵۴)

قرآن کریم جو’’وحی الٰہی‘‘ کا مجموعہ ہے۔ جس میں دین کی تکمیل ہے۔ نعمت الٰہی کا اتمام ہے اور: ’’انا له لحفظون‘‘ ﴿ہم اس کے محافظ، نگہبان ہیں۔﴾

جس کی شان ہے اور اسی شان سے آج وہ حرفاً حرفاً محفوظ ہے۔ وہ نبی قادیان اور ان کی جماعت کے نزدیک چند منقولی باتیں ہیں۔ چند قصے ہیں اور ان ہی قصوں کی پوجا ہے۔ خدا کو براہ راست پہچاننے کے لئے قرآن کریم کافی نہیں۔ قرآن کریم کی اس سے زیادہ اور کیا اہانت ہو سکتی ہے؟ نیز حضرت رسول کریم ﷺ اپنے پر سلسلہ نبوت ختم ہو جانے کو اپنے لئے وجہ فضیلت قرار دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین) مگر ہر بات کو الٹی سمجھنے والے ختم نبوت کو آنحضرت ﷺ کے لئے موجب ہتک سمجھ رہے ہیں۔ سخن فہمی معلوم شد۔ نیز یہ کہنا کہ ’’وحی نبوت‘‘ کا سلسلہ جاری رہنا نبوت محمدیہ کا کمال ہے۔ ایک بڑا فریب ہے اور در پردہ حضرت رسول کریم ﷺ کی نبوت کو ناقص قرار دینا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی اپنے کو نبی اللہ قرار دے کر اس کو نبوت محمدیہ کا کمال ثابت کر رہے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ قادیانی کی خانہ ساز نبوت نہ ہوتی تو نبوت محمدیہ ناقص رہتی۔ جس کے پاس یہ بیہودہ باتیں ہوں۔ اس کے متعلق مسلم ہونے کا تصور رکھنا بھی یقیناً دین اسلام کی تحقیر ہے۔ غرض ضلالت کی تباہ کاریاں دیکھتے جایئے۔

’’ہمارا یہ بھی یقین ہے کہ اس امت کی اصلاح و درستی کے لئے ہر ضرورت کے مواقع پر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء بھیجتا رہے گا۔‘‘ (ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۲؍مئی ۱۹۲۵ء)

’’پس ثابت ہوا کہ امت محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں نہیں آ سکتا...... اس امت میں صرف ایک ہی نبی آ سکتا ہے۔ جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہے۔‘‘

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان جلد نمبر۹ نمبر۳ ص۳۰ تا۳۳، ماہ مارچ ۱۹۱۴ء)

یا یہ ایقان کہ ہر ضرورت پر اللہ تعالیٰ امت محمدیہ میں انبیاء بھیجتا رہے گا یا پھر یہ اعلان کہ مرزا قادیانی کے سوا کوئی نہیں آئے گا۔ گویا اس امت کے خاتم النّبیین مرزا قادیانی ٹھہرے۔ سچ کہا کسی نے:

دروغ گورا حافظ نباشد

دیگر:

آنچہ من بشنوم زوحی خدا بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم از خطاہا ہمیں است ایمانم
بخداہست ایں کلام مجید ازدہان خدائے پاک ووحید
آن یقینے کہ بود عیسیٰ را بر کلامے کہ شدبرد والقاء
واں یقیں کلیم برتورات واں یقیں ہائے سیدالسادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزول المسیح ص۹۹،۱۰۰، خزائن ج۱۸ص۴۷۷،۴۷۸)

’’کم نیم‘‘ نہیں بلکہ ان سے بڑھ چڑھ کر آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

دیگر:’’آمد نزد من جبرئیل علیہ السلام ومرا برگزیدہ وگردش داد انگشت خود را واواشارہ کرد خدا ترا از دشمنان نگہ خواہد داشت‘‘ (مواہب الرحمٰن ص۶۳، خزائن ج۱۹ص۲۸۲)

ایک طرف تو مرزاقادیانی یہ کہتے ہیں:’’اور بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۲۹۰، خزائن ج۲۳ص۲۱۸)

اب ذرا غور کیجئے کہ مرزاقادیانی کی اصل زبان تو پنجابی رہی۔ مگر ان کو وحی والہام عربی وفارسی میں ہوتا رہا۔ اگرچہ فارسی وعربی انہوں نے سیکھ لی تھی۔ مگر ظاہر ہے کہ وہ ان کی اصلی زبان تو نہیں تھی۔ اس کے باوجود زیادہ الہام ان کی بیشتر وحی عربی زبان میں نازل ہوتی ہے اور بقول ان کے ’’یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ‘‘ امر ہے۔

اب تصفیہ طلب یہ ہے کہ یہ غیر معقولیت اور بیہودگی کی نسبت کس کی طرف؟ وحی نازل کرنے والے کی طرف یا جو نزول وحی والہام کا ادّعا کرتا ہے اس کی طرف؟ عرض خدمت ہے کہ دونوں طرف۔ اس لئے کہ جب سر پر شیطان مسلط ہو تو دونوں کی غیر معقولیت وبیہودگی میں کیا شک وشبہ۔ مزید برآں وحی کا ایک سلسلہ بزبان انگریزی بھی نازل ہوا اور ظاہر ہے کہ مرزاقادیانی انگریزی سے پوری طرح واقف نہیں تھے۔ اس لئے وہ اپنے الہامی جملوں کا مطلب ایک ہندو سے اور پھر اپنے ایک مرید سے دریافت کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

’’مخدومی ومکرمی اخوایم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد

ہذا چونکہ اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے اور اگرچہ بعض ان میں سے ایک ہندولڑکے سے دریافت کئے ہیں۔ مگر قابل اطمینان نہیں...... اور بعض کلمات شاید عبرانی ہیں...... آپ جہاں تک ممکن ہو جلد دریافت کر کے صاف خط میں جو پڑھا جائے، اطلاع بخشیں۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد اول جدید ص۵۸۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی)

کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ وحی والہام تو نازل ہو مرزا قادیانی پر اور اس کا مطلب کوئی اور بیان کرے۔ تصفیہ کیجئے کہ یہ نبوت ہے یا مالیخولیا کا ایک مرض اور مرض بھی مہلک اور ترقی پذیر؟

''پھر پیش گوئی ان الفاظ میں ہے:''ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد'' کہ اس موعود رسول کا نام احمد ہوگا۔ اب دیکھنا چاہئے کہ نبی کریمﷺ کی والدہ نے آپ کا کیا نام رکھا۔ سو ظاہر ہے کہ محمد رکھا...... پس یہ کس طرح تسلیم کر لیا جائے کہ آپ کا نام احمد تھا۔ ہاں احمد کی صفت تو ضرور آپ میں پائی جاتی ہے...... مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا تھا کہ آپ کا نام بھی احمد تھا...... نام کے لحاظ سے پیشین گوئی کے مصداق حضرت مرزا قادیانی ہیں۔''

(اخبار الفضل قادیان جلد۳ نمبر۱۰۷ مورخہ ۱۸؍اپریل ۱۹۱۶ء)

اور جو آنحضرتﷺ نے فرمادیا:''انا لی اسماء انا محمد وانا احمد (بخاری ج۱ ص۵۰۱، مسلم ج۲ ص۲۶۱)'' ﴿میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں۔﴾

اور امام مسلم کی روایت ہے:''انا محمد واحمد'' ﴿میں محمد ہوں اور احمد ہوں۔﴾

ان احادیث کی موجودگی میں اس قسم کے لاف وگزاف دجالیت نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر محمد کا اسم جلالی اور احمد کا اسم جلالی ہونے کی توضیح بھی قابل ملاحظہ ہے۔

''خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے...... کا وقت نہیں ہے۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔ اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے۔ یعنی جمالی طور کی خدمت کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔'' (اربعین نمبر۴ ص۱۴، خزائن ج۱۷ ص۴۴۵)

خدا کی پناہ! کتنی جرأت وبے باکی کے ساتھ حضرت رسول کریمﷺ کی تحقیر کی جارہی ہے۔ جس کی شان میں''رؤف ورحیم'' اور''انک لعلیٰ خلق عظیم'' وارد ہے۔ وہاں صرف سورج کی کرنیں سمجھنا اور اپنے لئے اخلاقی کمالات ثابت کرنا ایسی بے ادبی ہے جو کذاب و

دجال ہی کرسکتا ہے۔ ایک امتی کے تو نہیں کرسکتا۔ پھر جمالی طور کی خدمت اور اخلاقی کمالات کی عملی صورتیں بھی ظاہر ہو چکی ہیں۔ خدا کے باغی اور نافرمان طاغوتی حکومت کی غلامی، خیر خواہی، وفاداری اور اس کے قائم وباقی رہنے کے لئے ہر طرح کی جدوجہد، سراسر باطل پرستی، اہل باطل کی خوشامد وچاپلوسی، زمانہ پرستی، دنیا طلبی، یہی وہ اخلاقی کمالات ہیں جو خانہ ساز نبوت کے امتیازی اوصاف ہیں۔ ان ہی اخلاقی کمالات میں یہ بھی داخل ہے کہ سرے سے اہل باطل سے جہاد ہی موقوف کردیا جائے۔

''آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم سے بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پہ تلوار اٹھاتا ہے۔ اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے۔ جس نے آج سے تیرہ سو سال پہلے فرمادیا تھا کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا جھنڈا بلند ہوگیا۔ بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم ہرگز جائز نہیں سمجھتا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۹۵)

جہاد کا حکم شریعت کا ایک اہم حصہ ہے۔ قرآن مجید جہاد کی ہدایات اور ترغیبات سے بھرا ہوا ہے۔ حضرت رسولؐ پر یہ کتنا بڑا بہتان ہے کہ آپ ﷺ نے جہاد سے منع فرمادیا تھا۔ حالانکہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لئے لڑتا رہے گا۔

''لاتزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق (ابوداؤد ج۱ ص۲۴۷)'' ﴿میری امت کا ایک طبقہ ہمیشہ حق کے لئے لڑتا رہے گا۔﴾ نیز آپ ﷺ فرمارہے ہیں: ''جاهدوا المشرکین باموالکم وانفسکم والسنتکم (ابوداؤد، نسائی، ودارمی)'' ﴿مشرکین سے جہاد کرو اپنے مالوں سے اور جانوں سے اور زبان سے۔﴾

علاوہ ازیں آپ ﷺ نے آخرین امت کا اجر، اوّلین امت کے برابر ہو جانے کی جو بشارت دی۔ اس کی وجہ یہی بتائی گئی ہے کہ اولین کی طرح امر بالمعروف ونہی عن المنکر کریں گے اور اہل فتن سے قتال کریں گے۔ ''یأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر ویقاتلون اهل الفتن (البیهقی)'' ﴿حقیقتاً جو مومن ہے وہ ایک مرد مجاہد ہوتا ہے﴾ جیسا کہ حضرت رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں ''ان مومن یجاهد بسیفه ولسانه (الاستیعاب ابن عبدالبر)'' ﴿دین کی وہ تعلیم قرآنی اور نبوی نہیں ہوسکتی جس سے مجاہدانہ جذبات پیدا نہ ہوں۔﴾ (آج دینی تعلیم سے نہ باطل افکار کی تردید کی قابلیت پیدا ہوتی ہے اور نہ باطل کے

خلاف آواز اٹھانے کی ہمت) غرض جہاد ایمان کا ایک ایسا تقاضا ہے جس کا نہ ہونا ایمان کے مردہ ہونے کی علامت ہے:

گرصاحب ہنگامہ نہ ہو منبر و محراب
دین بندۂ مومن کے لئے موت ہے یا خواب

مرزا قادیانی نے زمانہ سازی اور دنیا پرستی اور طاغوتی حکومت کی خوشامد میں شریعت کے ایک حکم کو موقوف تو کر دیا۔ مگر ان کو اپنے اس قول کا خیال نہیں رہا کہ ایسی بات کہنا جس کی اصل شرع میں نہ ہو، وہ شیطان کے ساتھ کھیلنا ہے۔

''جو شخص ایسا کلمہ منہ سے نکالے جس کی اصل شرع میں نہ ہو خواہ وہ ملہم ہو یا مجتہد تو اس کے ساتھ شیطان کھیل رہا ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۲۱، خزائن ج۵ ص۲۱)

مرزا قادیانی کی پوری زندگی شیطانی کھیل کے سوا اور کیا ہے؟ ان کی وحی والہام کا تمام دفتر شیطانی الہامات کا مجموعہ نظر آتا ہے۔ یہ شیطانی ہتھکنڈے یہیں ختم نہیں ہو جاتے۔ وہ اپنے ساتھی کو کیسے کیسے اونچے مقامات پر پہنچاتا ہے۔ دیکھتے جائیے:

۷...... حضرات انبیاء علیہم السلام حضرت رسول کریم ﷺ وصحابہ کرام کی اہانت، افضلیت کا جنون اور ان کی وحشت انگیزیاں۔

حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت کا زعم

''آدم اس لئے آیا کہ نفوس کو اس دنیا کی طرف بھیجے اور ان میں اختلاف وعداوت کی آگ بھڑکائے اور مسیح امم اس لئے آیا کہ ان کو دار فنا کی طرف لوٹائے اور ان میں سے اختلاف و مخاصمت نفرت اور پراگندگی کو دور کرے۔'' ''ماالفرق فی ادم والمسیح موعود''

(ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص۱، خزائن ج۱۶ ص۳۰۷)

حضرت نوح علیہ السلام

''اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانے میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۷، خزائن ج۲۲ ص۵۷۵)

''پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا۔ مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۷۶، خزائن ج۲۱ ص۹۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

’’مجھے کہتے ہیں مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہوسکتا ہے۔‘‘ (چشمہ مسیحی ص۲۴، خزائن ج۲۰ ص۳۵۴)

’’خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو جو کام میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۴۸، خزائن ج۲۲ ص۱۵۲)

ہرگز ہرگز نہ کرتے طاغوتی حکومت کی خیر خواہی، اس سے سچی محبت، اس کی غلامی و تابعداری، طاغوتی حکومت کی بقاء، وسلامتی کی رات دن کوشش اور دعائیں اس کو سایۂ رحمت سمجھنا اور اس کے سایۂ عاطفت میں آرام وچین کی زندگی بسر کرنے پر شکر گزار ہونا۔ بھلا یہ تمام شیطانی کام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیوں انجام پاتے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہانت

’’مسیح ابن مریم مجھ سے اور میں خدا سے ہوں۔‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج اول جدید ص۲۶۵)

تمام انبیاء علیہم السلام

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے　　من بعرفان نہ کمترم ز کسے
آنچہ داداست ہر نبی راجام　　دادآں جام را مرا بتمام

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

اگرچہ بہت سے نبی گزرے ہیں، مگر میں عرفان میں کسی سے کم نہیں ہوں۔ ہر نبی کو جو جام دیا گیا تھا وہ تمام وکمال مجھ کو دیا گیا ہے۔

اب حضرت امام المرسلین ﷺ کی باری آتی ہے: ’’اور اس کے (یعنی نبی کریم ﷺ کے) لئے چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند وسورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

’’ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں جسمانی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقی کا زمانہ تھا۔ بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح تجلی فرمائی۔‘‘

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۷، خزائن ج۱۶ ص۲۶۶)

دیگر: ’’اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے۔ خدائے تعالیٰ کے حکم سے بس خدائے تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے۔ جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو۔ پس ان ہی معنوں کی طرف اشارہ ہے خدائے تعالیٰ کے اس قول میں کہ ’لقد نصر کم اللّٰہ ببدر‘‘

(خطبہ الہامیہ ص۱۸۴، خزائن ج۱۶ ص۲۷۵)

یہ آیت کریمہ جنگ بدر سے متعلق ہے۔ اس میں بدر اس مقام کا نام ہے جہاں مشرکین، اہل مکہ سے پہلے جنگ ہوئی تھی۔ یہاں بدر سے چاند مراد لینا غلط ہے۔ کسی انسان کو ذرا بھی عقل ہو تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس آیت کریمہ کی ایسی توضیح کرنا جس میں حضرت رسول کریم ﷺ کی توہین کی جارہی ہے۔ شیطانیت ہی شیطانیت ہے۔

حضرت امام حسینؓ

’’اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا قادیانی) ہے کہ اس حسینؓ سے بڑھ کر ہے۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

کربلا ئیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

(نزول مسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

حضرت علیؓ

’’پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علیؓ کی تلاش کرتے ہو۔‘‘ (ملفوظات ج۲ ص۱۴۲)

حضرت ابوبکر صدیقؓ

’’میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۸)

خدا کے مشاغل وخدائی تعلقات، ایک اور شیطانی فریب

اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو کہا: ’’میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔‘‘ (البشریٰ جلد دوم ص۷۹، تذکرہ ص۴۶۰ طبع سوم مجموعہ الہامات مرزا قادیانی)

خدا نے فرمایا: ’’میں روزہ بھی رکھوں گا اور افطار بھی کروں گا۔‘‘
(مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۹۲)

’’انت منی بمنزله ولدی ‘‘تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔
(حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ص۸۹)

’’انت منی وانامنك ‘‘تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ (تذکرہ ص۴۲۲، طبع۳)

’’ظهورك ظهوری ‘‘تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔ (تذکرہ ص۷۰۴ طبع سوم)

قادیان ارض حرم ہے، مکہ ہے

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
(درثمین ص۵۰)

دیگر: ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ جو الہام کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ اس کے متعلق ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں نام قادیان کے ہیں۔‘‘
(اخبار الفضل قادیان جلد۲۰ نمبر۸۰، مورخہ۵رجنوری ۱۹۳۳ء)

دیگر: ’’لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے۔‘‘ (گویا اصلی حج کا ثواب ہے) (آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۲، خزائن ج۵ص۳۵۲)

مرزا قادیانی کو نہ ماننا کفر ہے

’’خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔‘‘ (تذکرہ ص۶۰۷، طبع۳)

دیگر: ’’جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۷۵)

دیگر: ’’کل مسلمان جو حضرت مسیح کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت ص۳۵)

ان خودساختہ نبی کی بیعت میں داخل ہونے کی شرط وہی زمانہ سازی اور حکومت پرستی ہے۔ ان ہی کی زبانی ایک دفعہ اور اس کو سن لیجئے۔

’’میں زور سے کہتا ہوں اور دعویٰ سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اوّل درجہ کا وفادار اور جاں نثار یہی نیا فرقہ ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۱۵)

اور جاں نثاری ووفاداری داخل جماعت ہونے کے لئے لازمی ہے۔

’’خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ میں کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے…… یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانا کہاں ہے…… سنو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔ تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل وجان سے اس سپر کی قدر کرو۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۸۳،۵۸۴)

قادیانی جماعت کو چاہئے کہ اس مقالہ کو پڑھے اور غور سے پڑھے کہ سنت الٰہی کے مطابق جب شیطان کسی کا ولی ہو جاتا ہے تو اس کے دماغ میں نبی بلکہ افضل الانبیاء ہونے کا وہم جما دیتا ہے۔ اس کے لئے طاغوتی حکومت کی وفاداری وجاں نثاری ضروری ہے۔ کیونکہ شیطانی کارندے شیطانی حکومتوں ہی کو اپنے لئے رحمت وبرکت سمجھتے ہیں۔ ایسی صریح گمراہی کو ہدایت سمجھنا اور اس کی پیروی کرنا خسران آخرت کا موجب ہے۔ اب بھی در توبہ باز ہے اور اعلان حق ہے۔’’الا الذین تابوا من بعد ذلك واصلحوا فان اللّٰه غفور رحيم (آل عمران:۸۹)‘‘

اس موقع پر بعثت نبوت کے متعلق سنت الٰہی واضح کردی جاتی ہے

بندوں کی اصلاح وہدایت اور ان کی فلاح دارین کے لئے اللہ جل شانہ ہر ملک وقوم میں وقتاً فوقتاً اپنی ہدایت وتعلیم کو نازل اور انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتے رہے۔ نیز انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کو یہ ہدایت بھی دیتے رہیں کہ تمہارے بعد نبی مبعوث ہوں گے تم ان کی تائید اور ان کی اتباع کرنا۔’’واذ اخذ اللّٰه ميثاق النّبيين لما اتيتكم من كتٰب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به و لتنصرنه (آل عمران:۸۱)‘‘ ﴿اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم عطاء کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو مصدق ہو (اس کی کتاب وعلم کا) جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔﴾

اس بناء پر انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو اپنے بعد آنے والے نبی کی اطلاع دے دیتے اور اس کی خاص خاص علامتیں بھی بیان کردیتے تاکہ آنے والے رسول کی شناخت میں امت کو دشواری نہ ہو۔ چنانچہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر تورات وانجیل میں بیان کردیا گیا تھا۔

''الـذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندھم فی التـوریٰته وانجیل (اعراف:۱۵۷)'' ﴿جولوگ ایسے رسول نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جن کی بعثت کی خبراور علامتیں وہ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہیں۔﴾

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں نے اپنی امتوں کو بعثت حضرت محمدﷺ کی اطلاع دی تھی۔ نیز سورۃ الصّف میں یہ صراحت بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرتﷺ کا اسم گرامی بھی بتلا دیا تھا۔

''واذقـال عیسی ابـن مـریـم یبـنـی اسرائیل انی رسول اللّٰہ الیکم مـصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد (الصف:٦)'' ﴿اور جب کہ عیسیٰ ابن مریم نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ مجھ سے پہلے کی کتاب توراۃ کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد ایک رسول جس کا نام احمد ہے ان کے آنے کی بشارت دیتا ہوں۔﴾

چونکہ حضرت (احمد) محمدﷺ آخری نبی تھے اور سلسلہ نبوت آپﷺ پر ختم ہو رہا تھا۔ اس لئے قرآن مجید میں آپﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی کوئی خبر نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف اعلان یہ ہے کہ سلسلہ نبوت ختم ہوگیا۔

''مـاکان محمدا بااحد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین (الاحـــزاب:٤٠)'' ﴿محمد تمہارے لوگوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔﴾

اس آیت کریمہ کا مطلب سمجھنے کے لئے تکمیل دین کی آیت:''الیـوم اکـمـلـت لکم دیـنکم'' ﴿آج تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا گیا﴾ اور حفاظت قرآن کی آیت:''انـا له لـحـفظون'' ﴿اور ہم اس کی یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں۔﴾ پر غور کیجئے تو یہی مطلب واضح ہوتا ہے کہ آنحضرتﷺ نبی آخرالزمان آخری نبی ہیں اور آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ کیونکہ تکمیل دین اور سرچشمہ دین، کتاب وسنت کی پوری پوری حفاظت کے بعد نزول وحی اور بعثت نبوت کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ نیز اللہ تعالیٰ کا نبی، جس پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے۔ وہ کلام الٰہی کی مراد کو بھی خوب جانتا ہے۔ چنانچہ آنحضرتﷺ نے متعدد مواقع پر امت کو خبردار کیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ سلسلہ نبوت مجھ پر ختم کردیا گیا۔ مثلاً

ایک مرتبہ امت کی تباہی کا ذکر کرتے ہوئے آپﷺ نے ارشاد فرمایا:''سیکـون

فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللّٰہ و اناخاتم النّبیین ولا نبی بعدی (ابوداؤدوج۲ص۱۲۷، ترمذی ج۲ص۴۵)'' ﴿قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ میں اللہ کا نبی ہوں (حقیقت یہ ہے کہ) میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

نبی کریم ﷺ کے یہ الفاظ ''لا نبی بعدی'' خاتم النّبیین کا جو مطلب ہے اس کی وضاحت کرر ہے ہیں۔ یعنی یہ کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے اپنے پر حق تعالیٰ کی خصوصی نعمتوں کو بیان فرماتے ہوئے ایک مخصوص نعمت بھی بیان فرمائی کہ سلسلہ نبوت مجھ پر ختم کر دیا گیا۔:''اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجلعت لی الارض مسجداً وطھورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون (مسلم ج۱ص۱۹۹)'' ﴿مجھ کو جوامع الکلم عطاء ہوئی۔ رعب سے میری مدد کی گئی۔ میرے لئے مال غنیمت حلال ہوا۔ میرے لئے ساری زمین پاک اور مسجد کر دی گئی اور میں تمام مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہوں اور سلسلہ نبوت مجھ پر ختم کر دیا گیا۔﴾

اس ارشاد میں الفاظ:''ارسلت الی الخلق کافۃ ''اور''وختم بی النبیون'' کا مفہوم یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ آپ کی لائی ہوئی الٰہی تعلیم تمام انسانوں کے لئے شمع ہدایت، راہ نجات ہے۔ اس لئے اب سلسلہ نبوت ختم ہوگیا۔

اسی طرح ایک دفعہ آپ ﷺ نے اپنے اسمائے گرامی گنوائے اور ان کی تشریح بیان فرمائی:''ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحواللّٰہ بی الکفروانا الحاشرالذی یحشرالناس علی قدمی وانا العاقب و العاقب الذی الیس بعدہ نبی (مسلم ج۲ ص۲۶۱)'' ﴿بیشک میرے متعدد نام ہیں۔ محمد ہوں، احمد ہوں، ماحی ہوں، یعنی میرے ذریعہ کفر کی دنیا مٹا دی گئی میں حاشر ہوں یعنی میرے بعد قیامت ہی آئے گی اور میں عاقب ہوں اور عاقب اس کو کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔﴾

ان احادیث کے علاوہ کئی مواقع پر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ میری امت کا ایک طبقہ قیامت تک حق پر قائم رہے گا:''لا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاھرین لا یضر ھم من خالفھم حتیٰ یاتی امراللّٰہ'' ﴿میں آخری نبی ہوں میری امت آخری امت

ہے۔قیامت تک اب نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی امت ہوگی۔﴾

غرض ان تمام ارشادات سے یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ حضرت محمدﷺ آخری نبی ہیں اور آپﷺ کے بعد نبی پیدا نہیں ہوں گے اور یہی اہل حق کا مسلمہ عقیدہ ہے۔ نبی کریمﷺ ہی کے زمانہ میں ایک شخص مسیلمہ کذاب پیدا ہوا تھا جو آپﷺ کے انتقال کے بعد ہی نبوت کا دعویٰ لے کر اٹھ کھڑا ہوا اور خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں کیفر کردار تک پہنچا۔ اس کے بعد کئی ایک جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے اور اہل حق کے ہاتھوں واصل جہنم ہوئے۔ عصر حاضر میں قادیان کے ایک شخص...... نے ویسا ہی جھوٹا دعویٰ کیا اور اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے شیطان کے کارندے اس فتنہ کو خوب پھیلا رہے ہیں اور نادانوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر جہنم کی راہ پر لے جا رہے ہیں۔ اہل حق کا فرض ہے کہ اس فتنہ کو مٹانے کی کوشش کرتے رہیں۔ اتنی کوشش بھی کافی ہے کہ اہل علم اپنے اپنے حلقہ میں دین سے ناواقف مسلمانوں کو کتاب وسنت کی اس تعلیم سے باخبر کردیں کہ حضرت محمدﷺ نے اپنے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کی اطلاع نہیں دی۔ نہ بطور ظلی وبروزی وغیرہ۔ بلکہ صاف صاف امت کو آگاہ کر دیا کہ میرے بعد جھوٹے دعوے دار پیدا ہوں گے لہٰذا اب جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے اور ایسے کذاب کو نبی ماننے والے اسلام سے خارج ہیں۔ جب تک وہ توبہ نہ کریں اور اس باطل عقیدے سے باز نہ آئیں۔ قابل گردن زنی رہیں گے۔

نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام...... قرآنی آیات اور پیغمبری تشریحات

قوم یہود کو یہ ادّعا ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ سولی پر چڑھا دیا۔ اس ادعائے باطل کی تردید کرتے ہوئے اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

’’وماقتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما وان من اهل الكتٰب الاليؤمنن به قبل موته (النساء:۱۵۷تا۱۵۹)‘‘ ﴿اور یقیناً اس کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے اور اہل کتاب کے تمام فرقے بیشک (عیسیٰ) پر یقین لائیں گے اس کی موت سے قبل۔﴾

اس آیت کی تفسیر میں علمائے مفسرین فرماتے ہیں: ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ جب دجال پیدا ہوگا تب اس جہاں میں تشریف لاکر اسے قتل کریں گے اور یہود ونصاریٰ اس وقت ان پر ایمان لائیں گے کہ بیشک عیسیٰ زندہ ہیں، مرے نہ تھے۔‘‘ (مولانا محمود حسن شیخ الہند مرحوم)

اسی طرح شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم فرزند شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں جب یہود میں دجال پیدا ہوگا۔ تب اس جہاں میں آکر اسے ماریں گے اور یہود ونصاریٰ سب اس پر ایمان لائیں گے کہ یہ مرے نہ تھے۔‘‘ (موضح القرآن)

’’حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اس آیت کی تشریح میں صحیح روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے ہیں۔‘‘ (تفسیر روح المعانی)

بخاری ومسلم کی روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جب یہ حدیث: ’’قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماعدلا (بخاری ج۱ ص۴۹۰، مسلم ج۱ ص۸۷)‘‘ ﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ بیشک قریب ہے کہ مریم کا بیٹا تم میں نازل ہوگا حاکم عادل ہوکر۔﴾ بیان فرماتے تو سورۂ نساء کی مذکورہ بالا آیت: ’’وان من اھل الکتٰب الایؤمننّ بہ قبل موتہ‘‘ تلاوت فرماتے۔ اس سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ کرام اور سلف صالحین مذکورہ بالا آیت کا یہ مطلب سمجھتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں اور قیامت کے قریب جب دجال پیدا ہوگا۔ آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایک اور ارشاد تو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ مزید ارشادات ملاحظہ ہوں: ’’عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ ﷺ لینزلنّ ابن مریم حکما عدلا‘‘ ﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک نازل ہوگا مریم کا بیٹا حاکم عادل ہوکر۔﴾

’’عن جابر۔ قال رسول اللہ ﷺ لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ (مسلم ج۲ ص۱۴۳) فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرھم تعالیٰ صل لنا فیقول لاان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ لھٰذہ الامۃ (الحاوی للفتاویٰ ج۲ ص۶۴)‘‘ ﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ لڑتا رہے گا میری امت کا ایک طبقہ امن پر قائم رہ کر تا قیامت پھر نازل ہوگا عیسیٰ ابن مریم تو مسلمانوں کا سردار کہے گا آئیے نماز پڑھائیے ہم کو تب عیسیٰ کہیں گے تم آپس میں ایک دوسرے کے سردار ہو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بزرگی دی ہے۔﴾

امام ابن جوزی نے اپنی کتاب ''الوفاء'' میں حدیث ذیل بیان کی ہے: ''عن عبداللہ ابن عمرؓ قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسی ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولدلہ ویمکث خمسا واربعین سنة فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد (مشکوٰۃ ص ۴۸۰) '' ﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم زمین پر نازل ہوں گے۔ پھر شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ پینتالیس سال رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے اور میری قبر میں دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ ابن مریم (قیامت کے دن) ایک ہی قبر سے اٹھیں گے۔﴾ قرب قیامت کی جو علامتیں احادیث صحیحہ میں بیان ہوئی ہیں۔ ان کے منجملہ ایک یہ بھی ہے: ''ونزول عیسیٰ ابن مریم (مسلم)''

اسی طرح مسلم اور ترمذی کی ایک طویل حدیث میں یہ تفصیل ہے کہ مسیح ابن مریم دمشق کے سفید مینار پر نازل ہوں گے۔ پھر دجال کو تلاش کر کے اس کو قتل کر دیں گے اور یاجوج ماجوج حضرت کی دعا ہی سے مریں گے وغیرہ۔

احادیث نمبر۴،۵ سورۂ زخرف کی آیت: ''انہ لعلم للساعة'' کے مطابق ہیں۔ علماء مفسرین نے جن کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ ابن کثیرؒ وغیرہ نے نزول عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث کو متواتر کہا ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

الحاصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اٹھائے جانے اور دوبارہ نازل ہونے کا امت محمدیہ کا متفقہ مسئلہ ہے اور سلف صالحین میں کسی سے انکار منقول نہیں ہے۔ قادیان کے کاذب مدعی نبوت نے اس متفقہ مسئلہ کے خلاف جو آواز اٹھائی اور ان کے کارندے اس کا جو پرچار کر رہے ہیں۔ وہ محض فریب ہی فریب ہے۔ دین سے ناواقف مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کی ایک شیطانی چال ہے۔ یہ لوگ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں۔

اس دجل وفریب کی انتہاء یہ ہے کہ جو احادیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق ہیں۔ ان کو قادیان کے مسیح کذاب سے متعلق کر کے اپنے کذب وافتراء پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ جاہل تو خیر جاہل ہیں۔ افسوس ہوتا ہے کہ پڑھے لکھے قانون دان لوگ بھی قادیانیت کے دام فریب میں گرفتار ہیں۔ عقل کا اس طرح زائل ہو جانا اللہ تعالیٰ کی پناہ، خدائے تعالیٰ کی مار نہیں تو اور کیا ہے؟

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی مسلمان نہیں؟

جناب عبدالرحیم قریشی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ عرصہ سے قادیانیوں نے مسلمانوں کو ورغلا کر قادیانی بنانے کی کوششیں تیز کر دی ہیں۔ یہ خود کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کے ساتھ میل جول شروع کرتے ہیں۔ علاقہ کے ذی اثر مسلمانوں کی دعوتوں سے آؤ بھگت کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض کو قادیان لے جاتے ہیں۔ جہاں آرام وآسائش کے ساتھ ان کی دلجوئی اور ضیافت کا خوب انتظام کیا جاتا ہے اور یوں ان کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بھولے بھالے مسلمانوں کو یہ اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں۔ مسلمانوں جیسا نام رکھنے سے وہ دھوکہ میں آجاتے ہیں۔ پھر جب یہ کلمہ بھی پڑھتے، قرآن بھی سناتے ہیں تو سیدھا سادا مسلمان یہ سمجھنے لگتا ہے کہ یہ تو بڑے علم والے مسلمان ہیں۔ بعض مقامات پر اسی طرح دھوکہ کھا کر قادیانیوں کو مسجد کا امام اور خطیب مقرر کر دیا گیا۔ کیونکہ پیش کش یہ کی گئی کہ بستی کے مسلمانوں سے امام صاحب اور خطیب صاحب کوئی معاوضہ نہیں لیں گے۔

قادیانیوں کی اس سازش سے خبردار کرنے اور گمراہی سے بچانے کے لئے یہ کتابچہ جناب محمد عبدالرحیم قریشی (جنرل سیکرٹری کل ہند مجلس تعمیر ملت، سیکرٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ) نے مرتب کیا ہے۔ اس کتابچہ کی ترتیب میں مرتب نے مولانا الیاس برنیؒ کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی سے متعلق تقریباً تمام باتیں ان ہی کتابوں سے لی گئی ہیں جہاں اس زمانے کا رسالہ یا اخبار نہ مل سکا۔ مولانا الیاس برنی کی کتاب کے حوالے سے ذکر کیا گیا۔ جن کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ وہ تمام کتابیں تبلیغ اسلام سوسائٹی کے پاس محفوظ ہیں۔

اس کتابچہ کے مضامین کے خلاصے پر مشتمل ایک پمفلٹ وسیع پیمانے پر اشاعت کے لئے علیحدہ شائع کیا گیا ہے۔ اللہ دین کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور اس کتابچہ کو ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

(ربیع الاوّل ۱۴۱۱ھ، اکتوبر ۱۹۹۰ء، سلیمان سکندر، صدر تبلیغ اسلام سوسائٹی، حیدرآباد)

نوٹ…… قادیانی خود کو احمدی کہتے ہیں۔ ان میں ایک لاہوری گروہ بھی ہے۔ ان سب کے لئے اس کتابچہ میں لفظ ''قادیانی'' استعمال کیا گیا ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

’’ماکان محمدابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین۔ وکان اللّٰہ بکل شی علیما (الاحزاب:۴۰)‘‘ ﴿محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں کی (نبوت کی) مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔﴾

۱…… قادیانیت۔ اسلام کے خلاف انگریزوں کی سازش

قادیانی مذہب یا احمدیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قادیانی یا احمدی مسلمان نہیں ہیں۔ یہ جھوٹا مذہب مرزا غلام احمد نامی شخص کا بنایا ہوا ہے۔ یہ شخص ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پنجاب کے ایک مقام قادیان میں پیدا ہوا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے والد غلام مرتضیٰ انگریز گورنر کے درباری تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو کچلنے میں پچاس گھوڑوں اور پچاس سپاہیوں سے غلام مرتضیٰ قادیانی نے انگریزوں کی مدد کی تھی۔

۱۸۸۰ء میں مرزا غلام احمد کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس سال غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں اور آریہ سماجیوں کے خلاف ایک کتاب شائع کی۔ جس سے مرزا قادیانی کو بہت شہرت ملی۔ اس کتاب میں مرزا قادیانی نے اسلام پر عیسائی مشنیریز اور آریہ سماجیوں کے اعتراضات کا جواب دیا تھا۔ اس کتاب کے اشتہارات مرزا قادیانی نے سارے ہندوستان میں تقسیم کروائے۔ ملک کے کونے کونے سے مسلمان نوابوں، امیروں اور تاجروں نے رقمیں بھیج کر اس کام میں مدد کی۔ اس ناموری اور شہرت سے مرزا قادیانی کا دماغ خراب ہوگیا اور وہ خود کو بڑی غیر معمولی علمی اور روحانی صلاحیتوں کا مالک سمجھنے لگے اور اس زعم نے انہیں نبوت کے دعوے کے راستے پر ڈال دیا۔

انگریز سامراج کی مدد

یہ زمانہ وہ تھا جب انگریز اس ملک پر اپنے قبضہ کو مضبوط کرنے کی کوشش میں لگے تھے۔ لیکن ہندوستان کے لوگ ان سے نفرت کرتے اور اس کوشش میں رہتے تھے کہ انگریزوں کو نکال باہر کریں۔ سلطنت مغلیہ کے ۱۸۵۷ء میں خاتمہ سے مسلمانوں کے دل دکھے ہوئے تھے۔ انگریزوں کے خلاف ان کے دلوں میں آگ بھڑک رہی تھی اور جہاں موقع ملتا۔ انگریزوں کے

خلاف لڑائی پر آمادہ ہو جاتے اور اس لڑائی کو مقدس جان کر جہاد فی سبیل اللہ سمجھتے۔ جہاد کے جذبے نے ان کو اتنا جری بنادیا تھا کہ ناکامی اور شکست کے یقین کے باوجود وہ انگریزوں کے خلاف تلوار اٹھانے سے نہیں چوکتے تھے۔ مسلمانوں کا جذبہ جہاد انگریزوں کے ہندوستان پر قبضہ اور تسلط کے لئے ایک بڑا خطرہ بن گیا تھا۔ انگریزوں نے اپنے قبضے کو مضبوط اور اپنے اقتدار کو پائیدار اور دیرپا بنانے کے لئے ایک طرف مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان عداوت پیدا کی اور دوسری طرف مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو توڑنے اور کمزور کرنے کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے اور جہاد کو ایک وحشیانہ عمل بنا کر پیش کیا۔ اس سلسلہ میں مرزاغلام احمد قادیانی نے انگریزوں کے ایجنٹ کے طور پر کام کیا۔

مسلمانوں کے خلاف مخبری

مرزاغلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی جاسوسی شروع کردی اور ایسے مسلمانوں کے نام وغیرہ انگریز حکام کو راز میں بتانے شروع کردیئے جو انگریزوں کی حکومت سے نفرت کرتے تھے اور ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کے موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔

مرزاغلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی حکومت مضبوط ہو جانے کے بعد جب کہ مسلمانوں کی طرف سے کسی مخالفانہ کارروائی کا خطرہ ٹل گیا تو خود اس جاسوسی کا اعتراف کیا اور انگریز سرکار کو لکھا ہوا خط شائع کردیا۔ جس میں لکھا تھا:

''قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام پر بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی...... ایسے لوگوں کے نام مع پتہ ونشان یہ ہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۲ص۲۲۷)

مرزاغلام احمد قادیانی نے مسیح موعود اور نبی ہونے کے جو دعوے کئے۔ ان کا مقصد انگریزوں کی حکومت کے لئے زمین ہموار کرنا تھا۔ اس کام کے لئے اس شخص نے جہاد کو منسوخ قرار دیا۔ انگریزوں کی تائید میں اشتہارات چھپوائے جن میں ان کی بڑی تائید کی۔ بلاد اسلامیہ، عرب، عراق، شام، مصر، ترکی وغیرہ میں بھی اپنے دعوؤں اور جہاد کی منسوخی کے اعلان کو پھیلایا تا کہ یہ مسلم ممالک اور وہاں کے مسلمان انگریزوں کے غلام بن جائیں اور وہاں انگریزوں کا اقتدار

قائم ہو جائے۔ برطانیہ کی اس وقت کی ملکہ کوئین وکٹوریہ کو انعام واکرام کے لئے عرضیاں پیش کرتے ہوئے مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنی ان خدمات کو گنوایا۔ اپنے ایک اشتہار مورخہ ۲۰رستمبر ۱۸۹۷ء میں لکھا: ’’پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم ۱۷ برس سے سرکار انگریزی کی امداد وتائید میں اپنے قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں۔ ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اس مخالفت جہاد کو عام ممالک میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں۔ جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزارہا روپے خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔‘‘

اس اشتہار میں آگے لکھا: ’’پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن وجہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر ۱۷سال تک پورے جوش سے، پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں، کوئی نظیر ہے؟ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیرخواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس سے انعام کی توقع تھی۔‘‘ (کتاب البریہ ص۶،۷، خزائن ج۱۳ ص۶،۷،۸)

انگریزوں کی خوشامد

مرزاقادیانی نے انگریزوں کی تعریف کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا اور تعریف میں عجیب باتیں لکھیں۔ مسلمان کے دماغ میں ایسی باتوں کا گزر تک نہیں ہوسکتا۔ مرزاقادیانی نے لکھا:

’’میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمین پر امن قائم کیا ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں۔ یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لاسکتے۔ اگر یہ امن وآزادی اور بے تعصبی آنحضرتﷺ کے ظہور کے وقت عرب میں ہوتی تو وہ لوگ ہرگز تلوار سے ہلاک نہ کئے جاتے۔ اگر یہ امن، یہ آزادی اور بے تعصبی

اس وقت کے قیصر و کسریٰ کی گورنمنٹوں میں ہوتی تو وہ بادشاہتیں اب تک قائم رہتیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۵۴،خزائن ج۳ص۱۳۰ حاشیہ)

’’اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خداتعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پارہے ہیں، وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے، ہرگز نہیں پاسکتے۔‘‘ (ازالہ ص۵۰۹،خزائن ج۳ص۳۷۳)

غلام احمد قادیانی نے برطانوی حکومت کی تائید میں اشتہارات اور کتابچے لکھ کر تقسیم کروائے۔ ایک اشتہار میں لکھا: ’’ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے (یعنی مسلمانوں کی حکومت ختم ہونے اور ملک کے غلام بن جانے سے) وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۹۵)

غلام احمد قادیانی کو یہ آرزو رہی ہے کہ انگریز انہیں غلامانہ وفاداری کا زیادہ سے زیادہ صلہ دیں۔ ۱۸رنومبر ۱۹۰۱ء کو لکھتے ہوئے اپنی اس غلامانہ خدمت کی اہمیت جتائی یہاں یہ بات بتانا مناسب ہوگا کہ جہاد کے اسلامی فلسفہ وتعلیم کی مخالفت میں اپنا ایک رسالہ انگریزوں کی مدد سے مرزاقادیانی نے مصر میں چھپوایا اور تقسیم کروایا اور انگریزوں نے اپنے پٹھو اخبارات میں اس کو شہرت بھی دی۔ اس رسالہ پر مصر کے مشہور رہنماء اور اہل قلم علامہ رشید رضا کے اخبار ’’المنار‘‘ نے تنقید چھاپی۔ اس تعلق سے مرزاقادیانی نے ایک اشتہار چھپوایا اور ذیل کی عبارت اس اشتہار سے لی گئی ہے۔

’’میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں۔ کیونکہ اس کتاب کے ص۱۵۲ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا اور میں نے ۲۲ برس سے یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو، اسلامی ممالک ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۴۴۳)

اور آگے لکھتے ہوئے حرف مدعا بھی قلم پر آگیا: ’’بارہا بے اختیار دل میں یہ بھی گزرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت گزاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالف جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے۔ اس گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں...... میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ میری خدمات کی قدر کرے گی۔‘‘ (ایضاً ص۴۴۵)

انگریزوں سے مدد کی درخواست، صلہ کی تمنا

غلام احمد قادیانی، اپنی خدمات کا صلہ حاصل کرنے کے لئے انگریز سرکار کو عرضیاں پیش کرنے کے علاوہ اپنی غلامانہ درخواستوں کے ذریعے مسلمانوں کے مقابلہ میں انگریزی سرکار کی سرپرستی حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

ایسی ہی ایک درخواست میں اس شخص نے عاجزی کرتے ہوئے لکھا: ’’اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔ صرف ایک رنج اور درد وغم ہر وقت مجھے لاحق ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی، مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دکھ دیتے ہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۴۳)

اس شخص نے اپنے جھوٹے مذہب قادیانیت کو پھیلانے اور اپنی نبوت کو مشہور کرنے کے لئے سرکار برطانیہ کا سہارا لیا۔ انگریز عہدہ داروں کی مدد حاصل کی اور برطانوی وسائل کے ذریعہ اپنے سازشانہ کام کو پھیلایا۔ ایک غلامانہ درخواست کوئین وکٹوریہ کے نام لکھی کہ: ’’تاج عزت عالی جناب حضرت مکرمہ ملکہ معظّمہ قیصر ہند دام اقبالہا کے باآدب گزارش کرتا ہوں کہ براہ غریب پروری وکرم گستری اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے...... چونکہ میں جس کا نام غلام احمد اور باپ کا نام مرزا غلام مرتضیٰ قادیان، ضلع گورداسپور، پنجاب کا رہنے والا ایک مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں۔ جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے اور نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع اور حیدرآباد اور بمبئی اور مدراس اور ملک عرب اور شام اور بخارا میں میری جماعت کے لوگ موجود ہیں لہٰذا قرین مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ مختصر رسالہ اس غرض سے لکھوں کہ اس محسن گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر میرے حالات اور میری جماعت کے خیالات سے واقفیت پیدا کرلیں۔‘‘

(کشف الغطاء ص۱، خزائن ج۱۴ ص۱۷۹)

قادیانیت، انگریزوں کا لگایا ہوا پودا

پنجاب کے انگریز لفٹیننٹ گورنر کو ایک درخواست پیش کی۔ حکومت سے سرپرستی کی التجا کرتے ہوئے غلام احمد قادیانی نے خود لکھا کہ وہ اور ان کی جماعت سرکار برطانیہ کا ’’خود کاشتہ پودا‘‘ یعنی خود کا لگایا ہوا اور کھاد پانی دے کر پروان چڑھایا ہوا پودا ہے۔ اس درخواست میں لکھا:

’’صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو ۵۰ برس کے

متواتر تجرنے سے ایک وفادار، جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حاکم نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے انگریزی سرکار کی راہ میں اپنے خون بہائے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۱)

کوئین وکٹوریہ کے جشن شصت سالہ کے موقع پر انعام واکرام واعزاز کے لئے ایک درخواست پیش کی لیکن نہ کوئی انعام ملا، نہ اعزاز۔ اس پر بھی غلام احمد قادیانی کا دل کھٹا نہیں ہوا۔ ایک اور غلامانہ درخواست پیش کی جس کو ستارۂ قیصریہ کے نام سے چھاپا۔ اس میں لکھا:

''اس عاجز کو...... وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظّمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت کامل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کرسکوں۔ اس سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی تقاریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ، ہند دام اقبالہا کے نام تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب میں مجھے عزت دی جائے گی اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا...... مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظّمہ میں پیش ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب میں ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جناب ملکہ معظّمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا کے ارادے اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظّمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں، دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اس غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں۔'' (ستارہ قیصریہ ص۲، خزائن ج۱۵ص۱۱۲)

جہاد کی مخالفت

اس درخواست میں غلام احمد قادیانی نے اس خدمت کو بیان کیا اور جتایا کہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو کند کر کے برطانوی اقتدار کے لئے راستہ صاف کرنا ہی انکی زندگی کا مقصد رہا

ہے۔ مرزا نے لکھا: ’’اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے ممالک میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکرگزار اور دعاگو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا، اشاعت کر دی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔‘‘

(ستارہ قیصریہ ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۱۴)

نبوت کے دعوے کا مقصد

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی ہونے، مسیح موعود ہونے اور مہدی ہونے کا جو دعویٰ کیا وہ انگریزی سامراج کی تائید وحمایت میں تھا۔ اس کا مقصد جذبہ جہاد کو مٹا کر مسلمانوں کو انگریزوں کی غلامی پر تیار وآمادہ کرنا تھا۔ مرزا قادیانی نے خود لکھا: ’’میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزوں کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات طبع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام میں اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیرخواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔‘‘

(تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵)

پنجاب کے انگریز لیفٹیننٹ گورنر کو ایک درخواست پیش کی۔ اس میں مرزا قادیانی نے لکھا: ’’میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۹)

غرض غلام احمد قادیانی کے تمام دعوؤں اوران کے مذہب قادیانیت کے پیچھے یہی مقصد کارفرمارہا کہ انگریزوں کی خدمت کرکے اس وقت کی دنیا کی سب سے طاقتور حکومت سے صلہ حاصل کیا جائے۔ مرزا قادیانی نے خود کہا ہے کہ وہ اوران کا مذہب قادیانیت انگریزوں کا لگایا ہوااور پروان چڑھایا ہوا پودا ہے۔

غلام احمد قادیانی، جسمانی وذہنی مریض اورافیون وشراب کا عادی

مرزاغلام احمد قادیانی کوکم عمری ہی سے دو بیماریاں لگ گئی تھیں۔ ایک ذیابیطس کی اور دوسری دردودوران سر کی بیماری۔ دونوں بیماریاں عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ شدید ہوتی گئیں اوردردودوران سرآخرمیں مراق کے مرض (مرگی کی بیماری) میں بدل گیا۔

ان بیماریوں کا تذکرہ مرزا قادیانی نے خوداپنے خطوط اوراپنی کتابوں میں کیا ہے۔ ایک جگہ انہوں نے لکھا ہے:

’’......دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے...... ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہرروز پیشاب آتا ہےاورامتحان سے بول (پیشاب) میں شکر پائی گئی۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۶۴،خزائن ج۲۲ص۳۷۷)

شکر کی بیماری بعد میں اور بھی شدید ہوگئی۔ خودمرزا قادیانی نے اعتراف کیا: ’’میں ایک دائم المرض آدمی ہوں۔ جومیرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہےاور بسااوقات سوسودفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہےاوراس قدر کثرت سے جس قدرعوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں۔ وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔‘‘

(اربعین نمبر۴ص۴،خزائن ج۱۷ص۴۷۱)

ذیابیطس کے علاوہ مرزا قادیانی دستوں کی یعنی اسہال کی بیماری کا شکار تھے۔ ملفوظات میں اس کا ذکر ہے: ’’باوجودیکہ مجھے اسہال کی بیماری ہےاور ہرروز کئی کئی دست آتے ہیں۔ مگر جس وقت پاخانہ کی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔‘‘

(منظورالٰہی ص۳۴۸،۳۴۹)

سرمیں شدید درداور چکر کی بیماری بھی بڑی شدید تھی۔ اس کا اظہار غلام احمد قادیانی نے اپنے ۵رفروری ۱۸۹۱ء کے ایک خط میں کیا ہے: ’’حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے۔ کبھی غلبہ دوران سراس قدر ہوجاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہےاور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے۔

لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا۔ مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ بعض وقت درمیان میں توڑنی پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن ہوجاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا۔ قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہوکر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے۔ جو مسنون ہے اور قرأت میں شاید قل ہواللہ بمشکل پڑھ سکوں کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔''

(مکتوبات احمد ج اوّل جدید ص۱۰۱)

مرگی کی بیماری

درد و دوران سر کا مرض اتنا شدید ہوگیا کہ خود مرزا قادیانی کو یہ اندیشہ پیدا ہوگیا کہ کہیں مراق (مرگی) کا مرض نہ ہوجائے۔ ایسے موقع پر بھی اس شخص نے ایک پیش گوئی داغ دی جو جھوٹ نکلی۔ پیش گوئی کرتے ہوئے لکھا: ''مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں۔ ایک شدید درد سر جس سے میں بے تاب ہوجایا کرتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہوجاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس سال تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہوگیا اور طبیبوں نے لکھا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔ چنانچہ میرے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہوکر آخر مرض صرع میں مبتلا ہوگئے اور اسی سے ان کا انتقال ہوگیا لہٰذا میں دعا کرتا رہا کہ خداتعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ عالم کشف میں مجھے دکھائی دیا کہ ایک بلّا سیاہ رنگ چارپایہ کی شکل پر جو بھیڑ کے قد کے مانند اس کا قد تھا اور بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے، میرے پر حملہ کرنے لگا اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی صرع ہے۔ تو میں نے اپنا ہاتھ زور سے اس کے سینہ پر مارا اور کہا کہ دور ہوجا تیرا مجھ میں حصہ نہیں۔ تب خداتعالیٰ جانتا ہے کہ بعد اس کے وہ خطرناک عوارض جاتے رہے اور وہ درد شدید بالکل جاتی رہی، صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۳۶۳، خزائن ج۲۲ ص۳۷۶)

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو مرگی (مرق) کا مرض ہوگیا تھا اور یہ دن بدن شدید ہوتا گیا۔ مرزا قادیانی کے ماننے والے اس مرض کا اعتراف کرتے ہیں۔ البتہ توجیہہ یہ کرتے ہیں کہ یہ دماغی محنت کا نتیجہ تھا۔ قادیانیوں کے ۱۹۲۶ء کے ایک رسالہ میں توجیہہ کی گئی کہ: ''مراق کا مرض حضرت مرزا قادیانی کو موروثی نہ تھا۔ بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم اور سوٗ ہضم تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر سے ہوتا تھا۔''

(ریویو قادیان اگست ۱۹۲۶ء)

افیون کا استعمال

ذیابیطس کے علاج کے لئے افیون کا استعمال شروع کیا۔ مرزا قادیانی نے خود لکھا: ''مجھے اس وقت اپنا ایک سرگزشت واقعہ یاد آیا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی برس سے ذیابیطس کی بیماری ہے...... ایک دفعہ ایک دوست نے مجھے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون بہت مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔'' (نسیم دعوت ص ۶۷، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۴، ۴۳۵)

دوست کو تو یہ مبہم جواب دیا۔ لیکن افیون کا نہ صرف استعمال شروع کیا بلکہ افیون کا ایک مرکب بنایا اور مریدوں کو باور کرایا کہ افیون کے مرکب کی ترکیب اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے۔ قادیانیوں کے ایک اخبار نے اس دعویٰ کا تذکرہ کیا ہے کہ: ''حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک افیون نصف طب ہے۔ حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (یعنی حکیم نورالدین) کو حضور چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوران میں استعمال کرتے رہے۔'' (الفضل قادیان ۱۹ر جولائی ۱۹۲۹ء)

شراب کا شوق

افیون کے علاوہ شراب کی عادت بھی پڑ گئی تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر شرابی ہونے کی تہمت لگائی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خود کو شراب کی لت پڑ گئی۔ البتہ مرزا قادیانی نے اس حرام نشے کے استعمال کی عادت کو پوشیدہ رکھنے کے لئے دو احتیاطیں کیں۔ ایک تو یہ کہ ہر طرح کی شراب کی بجائے انگلستان کی خاص شراب ٹانک وائین کی عادت بنائی اور دوسرے یہ کہ اپنی کسی تحریر میں، رسالہ، اشتہار، کتاب میں اس بری عادت کا تذکرہ نہ کیا اور نہ کسی کشف ومراقبہ کے ذریعہ اس کو جائز بتانے کی کوشش کی۔ اتنی احتیاط کے باوجود ان کے ایک مرید نے جس کے ذریعہ ٹانک وائین منگوائی جاتی تھی، عقیدت میں مرزا غلام احمد کے خطوط کے مجموعے میں ٹانک وائین کی فرمائش والا خط بھی شائد بھول کر شائع کر دیا۔ حکیم محمد حسین قریشی قادیانی کے نام مختصر تحریر بھیج کر مرزا نے فرمائش کی: ''اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیائے خریدنی

خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائین، پلومر کی دکان سے خریدیں مگر ٹانک وائین چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت۔ (خطوط امام بنام غلام خط نمبر۵)

حکیم محمد علی صاحب، پرنسپل طبیہ کالج امرتسر کی تحقیق یہ ہے کہ ''ٹانک وائین ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب تھی۔ جو لاہور میں پلومر کی دکان پر ملتی تھی اور ولایت (انگلستان) سے مہر بند بوتلوں میں آتی تھی۔'' (سودائے مرزا ص۳۹)

انگریزوں کی کٹھ پتلی

مرگی کی بیماری، دوران سر اور دماغ کی کمزوری، افیون کی عادت اور شراب کے شوق کا انگریزوں نے بڑا فائدہ اٹھایا۔ وہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے خائف تھے۔ ہندوستان ہی نہیں بلکہ سارے بلاد اسلامیہ پر برطانوی استبداد اپنے پنجے گاڑھ رہا تھا۔ اس کام میں مدد کے لئے ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو مسلمانوں میں مشہور ہو اور مسلمانوں کے مذہبی احساسات اور عقائد کا استحصال کرتے ہوئے ان کے جذبہ جہاد کو کند کردے اور اس طرح برطانوی استبداد کے لئے راستہ ہموار کردے۔ مرزاغلام احمد قادیانی کو براہین احمدیہ کی پہلی جلد کی اشاعت سے شہرت مل چکی تھی اور شہرت یہ تھی کہ یہ شخص عیسائیت اور آریہ سماجیوں کے خلاف اسلام کی مدافعت کرنے کی خوب صلاحیت رکھتا ہے۔ انگریزوں نے جال بچھایا اور اس شخص کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کرلیا۔ انگریزوں کا جادو ایسا کام کرگیا کہ ''وحی'' انگریزی میں آنے لگی اور ''وحی'' پہنچانے والا انگریز محسوس ہونے لگا۔ انگریزوں کی نمک خواری اور وفاداری میں جب ضمیر مردہ ہوجائے اور دل سے ایمان اس حد تک نکل جائے کہ اللہ کی شان میں گستاخی سے زبان اور قلم نہ رکے تو پھر ''وحی'' اور ''فرشتہ'' کا کیا مقام ہے۔

براہین احمدیہ کی بعد کی جلدوں میں جن میں تمام قادیانی خرافات ملتی ہیں، ایک جگہ لکھا:

''ایک دفعہ کی حالت یاد آئی کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا ''آئی لو یو'' یعنی میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ پھر یہ الہام ''آئی ایم وِد یو'' یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا ''آئی شیل ہیلپ یو'' یعنی میں تمہاری مدد کو آؤں گا۔ پھر یہ الہام ہوا ''آئی کین وہاٹ آئی ول ڈو'' یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ اٹھا الہام ہوا ''وی کین وہاٹ وی ولڈو'' یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے اور اس وقت ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے اور باوجود پر دہشت ہونے کے پھر اس میں لذت تھی

جس سے روح کو معنے معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلی اور تشفی ملتی تھی اور یہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہا ہے۔'' (براہین احمدیہ ص۴۸۰،۴۸۱، خزائن ج۱ ص۵۷۱،۵۷۲)

مرزا قادیانی کے نت نئے دعوے اور فتنہ انگیزیاں

آریہ سماجیوں اور عیسائی مشنریز کے اسلام پر اعتراضات کے جواب لکھنے پر مرزا قادیانی کو شہرت ملی۔ مرزا قادیانی نے آریہ سماجیوں اور عیسائی مشنریز سے مناظرے شروع کئے۔ ان مناظروں میں مرزا قادیانی کے لب ولہجہ اور روحانی کمالات کے دعوؤں سے بعض بصیرت رکھنے والے اصحاب نے جان لیا کہ یہ شخص آگے چل کر بڑے بڑے دعوے بلکہ نبوت کا دعویٰ بھی کرے گا۔ لیکن مرزا قادیانی نے بڑے شدومد کے ساتھ اعلان کیا کہ وہ صرف ایک عام مسلمان ہیں اور کسی خاص روحانی درجہ یا مقام کا کوئی دعویٰ نہیں ہے، کہا: ''کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت ونبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرتﷺ کے بعد رسول ونبی ہوں۔''

(انجام آتھم ص۲۷، خزائن ج۱۱ ص ایضاً حاشیہ)

''آنحضرتﷺ نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف میں جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت ''ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ فی الحقیقت ہمارے نبیؐ پر نبوت ختم ہوچکی ہے۔'' (کتاب البریہ ص۱۸۴، خزائن ج۱۳ ص۲۱۷)

مرزا قادیانی نے اس بات کا اعتراف کیا کہ جو بدبخت نبوت ورسالت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ قرآن شریف کو جھٹلاتا ہے۔ رسول اللہﷺ کے آخری نبی اور رسول ہونے کو جھٹلاتا ہے۔ ایسا شخص مسلمان نہیں رہتا۔ کافر ہوجاتا ہے۔ مگر انہوں نے بالآخر یہی کیا۔ نبوت ورسالت کا دعویٰ کرکے کفر کا راستہ اختیار کیا۔ اس شخص کا اور اس کے ماننے والوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ سب کافر ہیں، مسلمان نہیں ہیں۔

غلام احمد قادیانی نے یہ دیکھا کہ مسلمانوں میں رسولﷺ سے بڑی گہری عقیدت ہے اور آپؐ کے خاتم النّبیین ہونے پر بڑا مضبوط ایمان ہے۔ اس لئے غلام احمد قادیانی نے آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ اپنے دعوے کے لئے راستہ بنانا شروع کیا۔ مسلمانوں میں انگریزوں کی تائید و

حمایت کا جذبہ پیدا کرنا بڑا کٹھن کام تھا۔اس مقصد کی تکمیل کے لئے غلام احمد قادیانی نے ضروری سمجھا کہ ایک خاص فضیلت وکمال کا دعویٰ کیا جائے۔ پھر اس حیثیت کو قبول کرنے کے بعد مسلمان بلاپس وپیش باتوں کو مانیں گے اور بلااعتراض انگریزوں کی حمایت کرنے لگیں گے۔

(۱)ولایت اور مجددیت کا دعویٰ

چنانچہ اس شخص نے پہلے ولی، مجدد اور محدث ہونے کا دعویٰ کیا۔ایک اشتہار میں جو اس شخص نے ۳/اکتوبر ۱۸۹۱ء کو چھاپ کر تقسیم کروایا تھا: ’’میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے،ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن شریف اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت ورسالت کو کاذب وکافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی، رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہﷺ پر ختم ہوگئی۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۳۰،۲۳۱)

۲۳/اکتوبر ۱۸۹۱ء کو جامع مسجد دہلی میں تقریر کی اور مسلمانوں کے اعتراضات کو ٹالنے کے لئے کہا: ’’مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاءﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو،اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۵۵)

غلام احمد قادیانی نے ایک اشتہار شعبان ۱۳۱۴ھ میں چھپوا کر تقسیم کروایا۔جس میں یہ وضاحت کرتے ہوئے کہ وہ نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں،اپنے ولی اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔لکھا: ’’ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔’’لااله الاالله محمدرسول الله ‘‘ کے قائل ہیں اور آنحضرتﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں......نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۲ص۲۹۷)

(۲) محدثیت کا دعویٰ

اس کے بعد مرزا قادیانی نے ایک قدم آگے بڑھ کر یہ دعویٰ کیا کہ وہ محدث ہیں اور یہ کہ محدث کا مرتبہ نبوت سے قریب ترین ہے۔ نبی کے بعد محدث، یہ ایک عجیب وغریب دعویٰ تھا۔ اس کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ سند۔اس نئے اور عجیب دعویٰ کی مرزا قادیانی نے یوں وضاحت کی: ’’نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا

شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۴۲۲، خزائن ج۳ ص۳۲۰)

مسلمانوں کے مخالفانہ ردعمل کے خوف سے مرزا قادیانی نے یہ احتیاط برتی کہ محدثیت کو نبوت سے کم تر بتایا تاکہ نبوت کے دعویٰ کا الزام نہ لگ سکے۔ چنانچہ وضاحت کی: ’’ہمارے سید رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت ﷺ کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔‘‘ (شہادت القرآن ص۲۸، خزائن ج۶ ص۳۲۳،۳۲۴)

مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ

محدثیت کے بعد مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ سامنے آتا ہے۔ اس نئے دعویٰ کو پیش کرنے میں اس شخص نے تین احتیاطیں کیں۔ ایک وضاحت بار بار کی کہ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ دوسری احتیاط یہ برتی کہ یہ اعلان کیا کہ دعویٰ حضرت عیسیٰ مسیح کے مشابہ یعنی ان کی طرح کے ہونے کا ہے اور مسیح موعود (قیامت کے قریب تشریف لانے والے عیسیٰ مسیح) ہونے کا نہیں۔ تیسری احتیاط یہ وضاحت کہ یہ دعویٰ نبوت کا دعویٰ نہیں ہے۔ بار بار نبوت کے دعویٰ سے انکار کیا۔

ا...... حضرت عیسیٰ مسیح کے نزول کا عقیدہ کو غیر اہم قرار دیتے ہوئے لکھا:

’’اول تو جاننا چاہئے کہ مسیح موعود کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کا جز یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے ہے۔ بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے۔ جس کو حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ جس زمانے تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی۔ اس زمانے تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے کچھ کامل نہیں ہوگیا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۴۰، خزائن ج۳ ص۱۷۱)

ب...... تکرار کے ساتھ کہا کہ دعویٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت کا ہے۔ اس لئے مثیل مسیح اور تکرار کے ساتھ اس سے انکار کیا کہ وہ خود کو مسیح موعود (یعنی وہ حضرت عیسیٰ مسیح جو دوبارہ تشریف لانے والے ہیں) قرار دیتے ہیں۔ ایک جگہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا: ’’اور مصنف کو (یعنی مرزا قادیانی) اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات کے مشابہ ہیں اور ایک دوسرے سے بشدت مناسبت اور مشابہت ہے......‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۴)

دوسری جگہ وضاحت کے ساتھ لکھا: ’’اس عاجز (یعنی مرزا غلام احمد) نے جو مسیح ہونے

کا دعویٰ کیا جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں...... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگائے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہوتا رہا ہے کہ مثیل المسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادات اور اخلاق وغیرہ خدا تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں۔'' (ازالہ ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

مرزا قادیانی نے ایک اشتہار ۱۱ر فروری ۱۸۹۱ء کو شائع کروایا جس میں لکھا: ''یہ بات سچ ہے کہ اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا...... میں اسی الہام کی بناء پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں۔ مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ میرے سوا کوئی اور مثیل مسیح آنے والا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۰۷)

اس اشتہار میں مسیح موعود ہونے سے انکار تو کیا لیکن ساتھ ایک نیا فتنہ پیدا کر دیا کہ اور بھی مثیل مسیح ہو سکتے ہیں۔ اسلام میں مثیل مسیح کا کوئی عقیدہ سرے سے ہے ہی نہیں اور نہ کسی اور نبی یا رسول کے مثیل کا عقیدہ۔ یہ باتیں سب بے اصل ہیں۔ قرآن اور حدیث کے خلاف ہیں۔ غلام احمد قادیانی کے اس نئے فتنے کا اثر یہ ہوا کہ ہندوستان کے بعض علاقوں میں شہ پا کر چند بے بصیرت لوگوں نے کسی نبی اور کسی رسول کے مشابہ اور ان کے مثیل ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ جب کہ اسلام میں ایسے کسی دعویٰ کی گنجائش نہیں ہے اور اسلام کے خلاف سازش ہے۔

مولوی عبدالجبار نامی ایک صاحب کے خط کے جواب میں مرزا قادیانی نے اس حدیث کی صداقت کا انکار نہیں کیا جس کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں نازل ہوں گے۔ البتہ چالاکی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرنے کی بجائے وہاں بھی مثیل مسیح کی اپنی گھڑی ہوئی اصطلاح استعمال کی۔

''میں اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا کہ شاید مسیح موعود کوئی اور بھی ہو اور شاید یہ پیش گوئیاں جو میرے حق میں روحانی طور پر ظاہری طور پر اس پر جمتی ہیں اور شاید سچ مچ دمشق میں کوئی مثیل مسیح نازل ہو۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۰۸)

دوسرے مقام پر اور بھی مثیل مسیح اور دیگر انبیاء کے مثیل ہونے کی بے اصل اور گھڑی ہوئی بات کے ساتھ یہ دعویٰ کر دیا کہ: ''آسمان سے اترنے والے اس کی نسل میں پیدا ہوں گے۔''

''بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور

بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے۔ کیونکہ نبیوں کے مثیل دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیش گوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھی ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں، رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند......'' (ازالہ ص۱۵۵،۱۵۶، خزائن ج۳ ص۱۷۹۔۱۸۰)

اسی کتاب میں آگے چل کر اس کا اعتراف کیا کہ مسیح موعود کی حدیثیں خود کی ذات پر نہیں جمتیں، مرزا قادیانی نے لکھا: ''میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل مسیح ہونا میرے پر ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک آئندہ زمانے میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔ ہاں اس زمانے کے لئے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کا انتظار بے سود ہے...... پس اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانے میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا بلکہ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔''

(ازالہ ص۱۹۹،۲۰۰، خزائن ج۳ ص۱۹۷،۱۹۸)

ج...... مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود مرزا قادیانی نے نبوت کے دعویٰ سے انکار کیا۔ اس کے ساتھ ہی جزوی نبوت کا ایک تصور بھی پیش کیا: ''اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی ہونا چاہئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اوّل تو جواب یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔ بلکہ صاف طور پر یہی لکھا کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ ظاہر نہیں کرے گا میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام۔ ماسواء اکے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی امت کے لئے محدث ہو کر آیا اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔'' (توضیح مرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰)

(۴) مسیح موعود ہونے کا دعویٰ

اب تک تو مرزا قادیانی کو اس بات سے انکار تھا کہ انہوں نے مسیح موعود یعنی آخری زمانے میں پھر آنے والے حضرت عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا۔ ان کے ہی کہنے کے مطابق دعویٰ صرف یہ تھا کہ وہ حضرت عیسیٰ مسیح سے مشابہت رکھتے ہیں اور ایسی مشابہت رکھنے والے ہزاروں ہو سکتے ہیں او یہ کہ وہ مسیح موعود جن پر رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں پوری اترتی ہیں۔ وہ کوئی اور ہیں

جو دمشق میں آسمان سے اتریں گے۔لیکن چند ہی سال بعد یہ دعویٰ کر دیا کہ وہ خود مسیح موعود ہیں:

’’میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ ص۱۱۸، خزائن ج۱۷ ص۲۹۵)

’’اور یہی عیسیٰ ہے جس کا انتظار تھا اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری ہی نسبت کہا گیا ہے کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہیں جو آنے والا تھا۔‘‘ (کشتی نوح ص۴۸، خزائن ج۱۹ ص۵۲)

(۵) نبوت کا دعویٰ

ایک دور میں خود غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ آنے والا مسیح نبی نہیں، عام مسلمانوں کی طرح مسلمان ہوگا۔ کیونکہ ’’آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی‘‘ لیکن اب مسیح موعود ہونے کے دعوے کے ساتھ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا اور اپنی ہی بات کو انتہائی بھونڈے انداز میں جھٹلایا اور کہا: ’’جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ چلتا ہے اس کا ان ہی حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا اور امتی بھی۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱)

نبوت کے دعوے کے ساتھ ایک اور شرانگیزی یہ کہ ’’خاتم النّبیین‘‘ کے اس مفہوم کو جو شروع سے چلا آرہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا اس مفہوم کو بدل کر یہ معنی پہنائے کہ آپ ﷺ کے بعد بھی (نعوذ باللّٰہ من ذلك) نبی آسکتے ہیں۔ اس شرانگیز تاویل سے نبوت کے دعوے کے فتنہ کا دروازہ کھول دیا اور کہا: ’’نیز خاتم النّبیین ہونا ہمارے نبی ﷺ کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ یوں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھا، اس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں، اس تحدید سے باہر ہے۔‘‘ (ازالہ ص۵۷۵، خزائن ج۳ ص۴۱۰)

’’اور بالآخر یاد رہے کہ اگر ایک امتی جو محض پیروی آنحضرت ﷺ سے درجہ وحی، الہام اور نبوت پاتا ہے۔ نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ وہ امتی ہے اور اس کا اپنا وجود کچھ نہیں اور اس کا اپنا کمال، بنی نوع کا کمال ہے اور وہ صرف نبی نہیں کہلاتا بلکہ نبی بھی اور امتی بھی۔ مگر ایسے نبی کا دوبارہ آنا جو امتی ہے، ختم نبوت کے منافی ہے۔‘‘

(چشمہ مسیحی ص۶۹، خزائن ج۲۰ ص۳۸۳)

نبوت کے دعوے کے فتنہ کا دروازہ کھولنے کے بعد مرزا قادیانی نے اس اندیشے کے تحت کہ کوئی اور شخص نبوت کا دعویٰ کر کے چیلنج نہ کر بیٹھے، دوسروں کے لئے یہ دروازہ بند کر دیا: ''نبی کا نام پانے کے لے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں...... اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیش گوئی پوری ہو جائے۔'' (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

مرزا قادیانی نے یہ لکھ مارا کہ رسول اللہﷺ کے بعد ایک نبی ہونے کا ذکر احادیث صحیحہ میں ہے۔ لیکن مرزا قادیانی نے زندگی بھر اور ان کے ماننے والوں نے آج تک ایک بھی صحیح حدیث پیش نہیں کی اور یوں اس جھوٹ کا بھی پول کھل گیا۔

خاتم النّبیین کی جھوٹی تاویل سے نبوت کے دعوے کے فتنے کا دروازہ تو کھول دیا اور اس جھوٹی تاویل کے بعد جب یہ سوال پیدا ہوا کہ غلام احمد قادیانی سے پہلے کون نبی گزرے اور بعد کون ہوں گے۔ اس سوال کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ ایک ہی شخص کے نبی ہونے کی احادیث ہیں۔ لیکن یہ شخص ان احادیث کی زندگی بھر نشاندہی نہ کر سکا۔

مرزا قادیانی کے بیٹے اور جانشین دوم نے اپنی ایک کتاب میں لکھا: ''یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرتﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔'' اسی کتاب میں یہ بھی لکھا: ''ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس وقت تک امت محمدیہ میں کوئی اور شخص (یعنی مرزا قادیانی کے سوا) نبی نہیں گزرا کیونکہ اس وقت تک نبی کی تعریف کسی اور پر صادق نہیں آئی۔''

(حقیقت النبوۃ ص۲۲۸)

اپنی بات کی یہ تاویل کی کہ ''آنحضرتﷺ کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خداتعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۵ ملخص، تشحیذ الاذہان قادیان نمبر۸ ج۱۲ ص۱۱، ۱۱ر اگست ۱۹۱۷ء)

جو مصلحتیں اور حکمتیں کسی اور کے نبی ہونے کی مخالف ہیں، وہیں مصلحتیں اور حکمتیں رسول اللہﷺ کے بعد کسی بھی نبی کی (غلام احمد قادیانی ہو یا کوئی اور) مخالف ہیں کہ اس سے دین میں رخنہ واقع ہوتا ہے۔

(۶) ایک گستاخانہ فتنہ ساز دعویٰ

فتنوں پر فتنہ کھڑا کرنے اور نئی نئی شرانگیز باتیں پیدا کرنے والے مرزا قادیانی نے آخرش ایک ایسا دعویٰ کر دیا کہ جس کے تصور سے مجھ جیسا گنہگار مسلمان اور رسول اکرمﷺ کا یہ

حقیر امتی کانپ اٹھتا ہے۔ اس فتنہ پرداز نے جو فتنہ پرور بات کہی کہ رسول اللہ ﷺ ہزاروں بار دنیا میں آسکتے ہیں اور پھر کذاب قادیانی نے اپنے لئے یہی دعویٰ کیا۔ مرزا قادیانی کی شرانگیزی دیکھئے کہ ایک اشتہار چھاپا جس کا عنوان ’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ رکھا۔ اس میں لکھا: ’’غرض خاتم النّبیین کا لفظ ایک ایسی مہر ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ پائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۴،۲۱۵)

پھر انہوں نے اپنے لئے دعویٰ کیا: ’’مجھے بروزی صورت میں نبی اور رسول بنایا ہے اور اس بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس رہی۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۶)

ایک اور جگہ لکھا: ’’میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے اور میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد او احمد اور مصطفیٰ مجتبیٰ نہ رکھتا۔‘‘ (نزول المسیح ص۳، خزائن ج۱۸ ص۳۸۱ حاشیہ)

یہ بھی دعویٰ کیا: ’’تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۳، خزائن ج۲۲ ص۷۶)

اپنے اخبار الحکم میں مرزا قادیانی نے لکھا: ’’اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی نہ پرانا بلکہ خود محمد ﷺ ہی کی چادر اور دوسرے ہی کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں۔‘‘ (ملفوظات ج۲ ص۴۰۴)

مرزا قادیانی کا یہ گستاخانہ دعویٰ مذہب قادیانیت کا مرکزی عقیدہ ہے اور اس گندہ عقیدہ سے ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ کی بو آتی ہے۔ یہ تناسخ کا نظریہ نہیں تو اور کیا ہے، جب یہ کہا جائے کہ: ’’کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا تاکہ اپنے وعدے کو پورا کرے۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص۱۰۵)

قادیانیوں کے نزدیک اس عقیدے سے انکار کفر ہے: ''اب معاملہ صاف ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں۔ بلکہ وہی ہیں۔ اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو معاذ اللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں آپ کا انکار کفر ہو اور دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح آپ کی روحانیت، اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔ آپ کا انکار کفر نہ ہو۔''

(کلمۃ الفصل ص۱۴۶،۱۴۷)

''نیز مسیح موعود کو احمد نبی اللہ تسلیم نہ کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا یا امتی ہی گروہ میں سمجھنا گویا آنحضرت ﷺ کو جو سید المرسلین اور خاتم النّبیین ہیں، امتی قرار دینا اور امتیوں میں داخل کرنا ہے جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے۔'' (اخبار الفضل قادیان ۲۹/جون ۱۹۱۵ء)

کئی اور متضاد دعوے

خاتم الاولیاء

''میں ولایت کا سلسلہ ختم کرنے والا ہوں۔ جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت ﷺ نبوت کے سلسلے کو ختم کرنے والے تھے اور وہ بھی خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔''

(خطبہ الہامیہ ص۳۵، خزائن ج۱۶ ص۶۹،۷۰)

کنبہ پروری اور اپنے ہی گھر کو بھرنے کی حرص دیکھئے کہ ولایت دوسروں کے لئے ختم کردی اور اپنی اولاد کے لئے جاری رکھی۔

خاتم الخلفاء

''خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النّبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا اور بھید اس میں یہ ہے کہ خدا نے ابتداء سے ارادہ فرمایا تھا کہ اس آدم کو پیدا کرے گا کہ آخری زمانے میں خاتم الخلفاء ہوگا۔'' (خطبہ الہامیہ ص۱۶۷،۱۶۸، خزائن ج۱۶ ص۲۵۴)

عجب نہیں کہ یہ شخص اور زندہ رہتا تو خدائی کا دعویٰ کر بیٹھتا۔ پہلے کسی بھی دعوے سے انکار، پھر ایک ہلکا سا دعویٰ ساتھ ہی کسی بڑے دعوے سے انکار اور پہلی بات کو جھٹلانا یا اس کی کوئی بھونڈی سی تاویل کرنا۔ یہ طریقہ کار مرزا قادیانی کا رہا۔

پہلے ہر دعوے سے انکار، صرف مسلمان ہونے کا اعلان، پھر ولایت اور مجددیت کا

دعویٰ، نبوت کے دعوے سے انکار، پھر مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ، مسیح موعود ہونے سے انکار اور آخرش نعوذ باللہ من ذلک، حضور ختمی مرتبت، خاتم النّبیین، رحمۃ للعلمین، محمد مصطفیٰ ﷺ کے بروز (دوبارہ ظہور) کا دعویٰ۔

جھوٹ پر جھوٹ، دعوے پر دعوے، یہ کام وہی کرسکتا ہے جو بظاہر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہو اور قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کا اعلان کرتا ہو لیکن جس کے دل میں خدا کا خوف اور رسول کی محبت نہ ہو اور جس کا روز قیامت اور اللہ تعالیٰ کے آگے حساب کتاب پر یقین ختم ہو چکا ہو۔ یہ ساری باتیں مرزا غلام احمد قادیانی میں نظر آتی ہیں۔

’’مسلمان ان تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہے۔ جو اس کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بناء نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتماد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس کے لئے اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔‘‘ (حرف اقبال)

’’قادیانی صاحبان تبلیغ اسلام کا بڑا دعویٰ کرتے ہیں اور اس کا مسلمانوں پر بڑا احسان دھرتے ہیں لیکن انصاف سے دیکھئے تو بے سروپا عقائد مسلمانوں میں پھیلا رہے ہیں۔ اسلام سے ان کو ہٹا رہے ہیں۔ دین وایمان گنوا رہے ہیں۔ من مانے حاشئے چڑھا رہے ہیں۔ بچوں کا کھیل بنا رہے ہیں۔ تخریب دین کو تبلیغ دین بتا رہے ہیں۔ امت محمدی میں فساد بڑھا رہے ہیں۔‘‘

(پروفیسر محمد الیاس برنی)

(۴) گستاخانہ زبان اور گندے خیالات

مرزا غلام احمد نے ہر نئے دعویٰ کے ساتھ، دوسروں پر اپنی فضیلت جتانے کے لئے صحابہ کرام کے خلاف گستاخانہ لب ولہجہ اختیار کیا۔ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے عظیم المرتبت رسول کے خلاف دریدہ ذہنی کی۔ حتیٰ کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے بارے میں بھی ایسی باتیں کہیں کہ ان کا تصور کرنا بھی گناہ عظیم ہے۔

جب تک نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ صحابہ کی فضیلت سے انکار نہ تھا۔ بلکہ اس کا اعتراف تھا۔ چنانچہ اپنے اخبار میں اعلان چھپوایا: ’’میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ ان لوگوں (صحابہ) کا مداح اور خاک پا ہوں۔ جو جزوی فضیلت اللہ تعالیٰ نے انہیں بخشی ہے۔ وہ

قیامت تک کوئی اور شخص نہیں پا سکتا۔ کیا دوبارہ محمد ﷺ دنیا میں پیدا ہوں اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقع ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملا۔'' (ملفوظات ج۱ ص۳۲۶)

نبوت کے دعویٰ کے بعد صحابہ کرامؓ اور انبیاء علیہ السلام کی شان میں گستاخی عادت بن گئی۔ ایک اشتہار شائع کروایا جس میں لکھا: ''میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا۔ کیا وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ تو کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۸)

حضرت علیؓ اور حضرات حسنینؓ کی تحقیر

حضرت علی کرم اللہ وجہ کے تعلق سے بڑی گستاخانہ بات کہی گئی کہ: ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے، اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔'' (ملفوظات ج۲ ص۱۴۲)

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے بارے میں کیا کیا لکھا۔ ملاحظہ کیجئے۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ کا تذکرہ کس طرح کیا ہے۔ یہ بھی دیکھئے:

۱...... ''افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔ ان کو آنحضرت ﷺ کا بیٹا کہنا قرآن شریف کی نص صریح کے خلاف ہے۔ جیسا کہ آیت ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم'' سے سمجھا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ امام حسین رجال میں سے تھے۔ عورتوں میں سے تو نہیں تھے۔ حق تو یہ ہے کہ اس آیت سے اس تعلق کو جو امام حسین کو آنحضرت ﷺ سے بوجہ پسر دختر ہونے کا تھا، نہایت ہی ناچیز کر دیا ہے...... ہاں یہ سچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راستباز بندوں میں سے تھے۔ لیکن ایسے بندے تو کروڑہا دنیا میں گزر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے۔'' (نزول المسیح ص۴۵تا۴۸، خزائن ج۱۸ ص۴۲۳تا۴۲۶)

۲...... ''اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور امام حسین کو اپنے تئیں افضل سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔'' (اعجاز احمدی ص۵۲، خزائن ج۱۹ ص۱۶۴)

۳...... ایک شعر میں کہا:

کربلائے است سیر آنم
صد حسین است در گریبانم

(درثمین فارسی ص۱۷۱)

صدیق اکبرؓ پر فضیلت کا دعویٰ

صحابہ کرامؓ اور اولیاء عظام کے بارے میں قادیانی کی وضاحت ذیل کے اقتباس سے ہوتی ہے: ’’حضرت صدیق رضی اللہ عنہ، کی نسبت اہل سنت والجماعت کے خطبات جمعہ میں علانیہ اس عقیدہ کا اعلان کیا جاتا ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق۔ تو جب مسیح موعود اور مہدی معہود ،ابوبکر سے افضل ہوں گے تو ظاہر ہے کہ بقیہ تمام امت سے بھی افضل ہوں گے۔ اکثر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت علی اور امام حسین رضی اللہ عنہما پر اہل سنت والجماعت میں متفق علیہ ہے اور اس کی وجہ سے کوئی ہتک ان حضرات اہل بیت کی نہیں ہوتی تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی فضیلت بدرجہ اولیٰ قابل تسلیم ہے اور نا قابل اعتراض ہے اور جب ان تمام حضرات پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی عقیدۃً مسلم ہوگئی، دیگر اولیائے امت اور حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہم کے ذکر کی کیا ضرورت ہے۔‘‘ (تصدیق احمدیت ص۱۵۴)

حضرت عیسیٰؑ پر بہتان

جناب مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اس دعویٰ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کر دیا تا کہ لوگ اس ’’نبی‘‘ سے ویسے ہی معجزات کا مطالبہ نہ کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات اور اونچے درجات کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے اور غلام احمد قادیانی نے ان کی یوں تحقیر کی ہے: ’’عیسائیوں نے بہت سے آپ (عیسیٰ) کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا...... ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور بیماری کا علاج کیا ہو۔ بدقسمتی سے اس زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اس تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں۔ بلکہ اس تالاب کا معجزہ تھا اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر وفریب کے اور کچھ نہ تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پزیر ہو۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کیلئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے اور زنا کاری کا پلید عطر اس کے سر پر

ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔‘‘ (انجام آتھم ص۶،۷، خزائن ج۱۱ص۲۹۰،۲۹۱)

جنس زدگی

مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مماثلت کے لئے خود کو مریم اور ساتھ ہی ابن مریم ٹھہرایا اور اس حماقت کو اپنی ایک کتاب میں لکھ بھی دیا کہ: ’’مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ الہام کے جو...... مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا اور پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔‘‘ (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ص۵۰)

مریم ٹھہرائے جانے کی وضاحت میں جو کچھ اس شخص نے کہا اس سے اس کی جنس زدگی کا اظہار ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا اللہ سبحانہ تعالیٰ پر یقین نہیں تھا جو اللہ کی سبحانیت اور اس کی ’’لیس کمثلہ شی‘‘ پاک اور بے عیب حقیقت پر یقین رکھتا ہو۔ وہ اس گندے تصور کے قریب پھٹک نہیں سکتا جس کا اظہار مرزا قادیانی نے ایک محفل میں کیا اور جس کو ان کے معتقد نے یوں بیان کیا: ’’حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یوں بتائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔‘‘ (اسلامی قربانی ص۱۲)

قرآن کے بارے میں جھوٹ

جھوٹ بولنے میں یہ شخص اتنا ڈھیٹ تھا کہ قرآن پر بھی جھوٹ باندھا۔ اس شخص نے لکھا: ’’تین شہروں کا نام قرآن مجید میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔ یہ کشف تھا کہ کئی سال ہوئے مجھے دکھایا گیا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۷۷، خزائن ج۳ص۱۴۰)

یہ جھوٹ ہے کہ قرآن میں اس کے قصبہ قادیان کا نام آیا ہے۔

اگر اس کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کو یہ دکھایا گیا ہے کہ قرآن میں ’’قادیان‘‘ کا نام بھی لکھا ہوا تھا تو یہ شخص قرآن پر الزام لگا رہا ہے کہ یہ مکمل نہیں ہے۔

قرآن کریم کے بارے میں دروغ بیانی، انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تہمت اور الزامات صحابہ کرامؓ اور اولیاء عظام کے خلاف گستاخانہ کلمات۔ یہ حرکتیں وہی شخص کرسکتا ہے جس کا مقصد مسلمانوں کو اپنے دین سے بدظن کرنا اور اسلام و مسلمانوں کو کمزور کرنا ہو۔ یہی خدمت انگریز آقاؤں کے لئے غلام احمد قادیانی نے انجام دی۔

(۵) مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کا حشر

مرزا قادیانی کو اپنی دھاک بٹھانے کے لئے پیش گوئی کرنے کا بڑا شوق تھا۔ خصوصاً مخالفین کے زمانہ قریب میں مرجانے کی پیش گوئی اس شخص نے بڑے زوروشور سے کی تاکہ مخالفت کرنے والے سہم جائیں اور ڈر کر مخالفت سے باز آجائیں۔ ان پیش گوئیوں کا چرچا بھی خوب کیا۔ اشتہارات چھاپے۔ ہر پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی جس سے سمجھنے والوں نے سبق لے کر علیحدگی اختیار کرلی۔ لیکن جو دلوں کے اندھے تھے، انہوں نے بلاچوں وچرا مرزا قادیانی کی توجیہہ اور تاویل کو قبول کرلیا۔ یہاں تین مخالفین کی موت کی بددعا اور پیش گوئی کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

آتھم کے خلاف پیش گوئی کا انجام

۱...... جب مرزاغلام احمد قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو عیسائیوں نے بھی برامانا اور چیلنج کیا۔ مناظرے ہوئے جس میں مشہور مناظرہ عیسائی عبداللہ آتھم سے ہوا۔ مناظرہ کے بعد مرزاقادیانی نے پیش گوئی کی کہ آتھم ۱۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء تک مرجائے گا۔ عبداللہ آتھم نہ صرف اس تاریخ تک بلکہ اس کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہا۔ یہ واقعہ ان لوگوں کی آنکھوں کو کھول دینے کیلئے کافی تھا جو اس وقت تک مرزاقادیانی پر یقین رکھتے تھے۔ لیکن جن کی آنکھوں پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ وہ گمراہی ہی میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ ایسا ہی ایک شخص ماسٹر قادر بخش قادیانی تھا۔ ان کا نام ذکر کرتے ہوئے ان کے بیٹے رحیم بخش قادیانی نے لکھا: ’’۱۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن عبداللہ آتھم والی پیش گوئی کے پورا ہونے کا انتظار تھا۔ آپ (ماسٹر قادر بخش) قادیان میں تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صاحب (مرزاقادیانی) اس دن فرماتے تھے کہ آج سورج غروب نہیں ہوگا کہ آتھم مرجائے گا۔ مگر جب سورج غروب ہوگیا تو لوگوں کے دل ڈولنے لگے۔ آپ (ماسٹر قادر بخش) فرماتے تھے کہ اس وقت مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں تھی۔ ہاں فکر اور حیرانی ضرور تھی۔ لیکن جس وقت حضور (مرزاقادیانی) نے تقریر فرمائی اور ابتلاؤں کی حقیقت بتلائی تو طبیعت بشاش اور انشراح صدر پیدا ہوگیا اور ایمان تازہ ہوگیا۔ (ماسٹر قادر بخش) فرماتے تھے کہ میں نے امرتسر جاکر عبداللہ آتھم کو خود دیکھا۔ عیسائی اسے گاڑی میں بٹھائے ہوئے بڑی دھوم دھام سے بازاروں میں لئے پھرتے تھے۔ لیکن اسے دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ واقعہ میں یہ مرگیا ہے اور یہ اس کا جنازہ ہے۔ جسے لوگ لئے پھرتے ہیں۔ آج نہیں تو کل مرجائے گا۔‘‘ (اخبار الحکم قادیان ۱۷؍ستمبر ۱۹۳۳ء)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے سامنے مرزا قادیانی کی موت

۲...... مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزا قادیانی کے جھوٹ سے پنجاب کے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے اور ہوشیار کرنے کے لئے بڑی کوششیں کیں اور مرزا قادیانی کے جھوٹ، فریب اور جعلسازی کو بے نقاب کیا۔ مولوی ثناء اللہ کی ان مجاہدانہ کوششوں سے بوکھلا کر مرزا قادیانی نے ۱۵؍اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار چھپوا کر تقسیم کروایا۔ جس میں دھمکی دی گئی کہ مرزا قادیانی کے جیتے جی مولوی ثناء اللہ صاحب پر طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں وارد ہوں گی اور اسی سے مرزا قادیانی کے سامنے ان کی موت واقع ہوگی۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۷۸)

اس اشتہار کی اشاعت کے بعد ۲۵؍اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار''بدر'' قادیان میں مرزا قادیانی کی روزانہ ڈائری شائع ہوئی جس میں لکھا: ''ثناء اللہ کے تعلق سے جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا قادیانی) طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔''

اللہ نے مرزا قادیانی کے جھوٹ کو واشگاف کر دیا۔ دھمکی کے اشتہار کو چھپے ایک سال ہوا تھا کہ ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو دستوں سے غلام احمد قادیانی کی موت واقع ہوگئی اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے بڑی عمر پائی۔

ڈاکٹر عبدالحکیم کو بددعا کا حشر

۳...... ڈاکٹر عبدالحکیم خان تقریباً بیس برس تک مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید رہے اور ان کے ہر دعویٰ پر ایمان لائے۔ لیکن جب مرزا قادیانی کے دعوؤں کی حقیقت کھل گئی تو علیحدگی اختیار کر لی اور مرزا قادیانی کی تردید میں لگ گئے۔ ایک رسالہ ''المسیح الدجال'' کے نام سے شائع کیا اور اس میں بتایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی صرف جھوٹے اور مکار ہی نہیں۔ بلکہ شکم پرست (پیٹ بھرنے کی فکر کرنے والا) اور نفس پرست آدمی ہیں۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے مرزا قادیانی کے خلاف تقریروں اور لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا۔ ایک لیکچر میں ڈاکٹر صاحب نے اعلان کیا کہ ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو انہیں یہ الہام ہوا کہ مرزا قادیانی کذاب اور عیار ہیں۔ تین سال کے اندران کے سامنے مرزا قادیانی کی موت واقع ہوگی۔ ۱۴؍اگست ۱۹۰۶ء کو ڈاکٹر صاحب نے مرزا قادیانی کے ایک معتقد کے نام خط لکھ کر بھی اس الہام کی اطلاع دی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۶؍اگست ۱۹۰۶ء کو ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے خلاف اشتہار شائع کیا۔ جس میں دھمکی کے انداز میں دعویٰ کیا کہ: ''خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں پائی جاتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے

ہیں۔ان پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا،نہ دیکھا،نہ جانا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۵۹)

غلام احمد قادیانی نے پھر جوابی پیش گوئی کی کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب عذاب سے ہلاک ہوں گے۔پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں:’’آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہو گیا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ایک ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی ہی میں ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہوجاؤں گا۔مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے،خدا اس کی مدد کرے گا۔‘‘

(چشمہ معرفت ص۳۲۱،خزائن ج۲۳ص۳۳۶،۳۳۷)

’’خدا کی قدرت اور مقام عبرت ہے کہ مرزا قادیانی ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئی کے مطابق میعاد مقررہ کے اندر ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو دستوں میں مبتلا ہوکر فوت ہوگئے اور ماشاء اللہ ڈاکٹر صاحب بعد کو برسوں زندہ وخوش وخرم رہے۔

محمدی بیگم سے نکاح کی پیش گوئی

اوائل ۱۸۸۸ء میں جب مرزا غلام احمد قادیانی کی عمر پچاس برس کے لگ بھگ تھی۔ اپنے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ سے خواہش کی کہ وہ اپنی نوعمر بیٹی کا نکاح ان سے کردے۔ لڑکی کا نام محمدی بیگم تھا۔اس کی ماں مرزا قادیانی کی چچازاد بہن تھی۔مرزا احمد بیگ اور ان کی بیوی مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام دعوؤں کو جھوٹ سمجھتے تھے۔ان دونوں نے مرزا قادیانی کی خواہش پر کوئی توجہ نہ دی۔عادت کے مطابق ۱۰/جولائی ۱۸۸۸ء کو مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک اشتہار شائع کروایا جس میں لکھا:’’خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا ہے کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے نکاح کی سلسلہ جنبانی کر......اگر نکاح سے انحراف کیا گیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت برا ہوگا اور جس کسی دوسرے سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال میں فوت ہوجائے گا اور ان کے گھر میں تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۵۸)

کئی جگہ اعلان کیا کہ وحی کے ذریعہ نکاح کا حکم ہوا:’’اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے لئے نکاح کی درخواست کر اور اس سے کہہ دے کہ پہلے

وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور پھر تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہش مند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے بشرطیکہ تم اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے۔ تم مان لوگے میں بھی تسلیم کرلوں گا۔ اگر تم قبول نہ کروگے تو خبردار رہو مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ اگر کسی شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے۔ ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے جس کا نتیجہ موت ہوگا۔ پس تم نکاح کے تین سال کے اندر مرجاؤ گے بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ یہ حکم اللہ کا ہے۔ پس جو کرنا ہے کرلو۔ میں نے تم کو نصیحت کردی ہے۔ پس وہ (مرزااحمد بیگ) تیوری چڑھا کر چلا گیا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۲،۵۷۳، خزائن ج۵ص ایضاً)

نکاح کے لئے ناجائز ہتھکنڈے

تین سال مرزاغلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم کے والد مرزااحمد بیگ پر بڑا دباؤ ڈالا کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کردے۔ ۱۸۹۱ء میں جب محمدی بیگم کے کسی نوجوان سے نکاح کی بات چیت چلی تو مرزاغلام احمد قادیانی سے رہا نہیں گیا۔ ۲؍مئی ۱۸۹۱ء کو مرزااحمد بیگ کے بہنوئی مرزاعلی شیر کو خط لکھا۔ علی شیر بیگ کی لڑکی، غلام احمد کے لڑکے فضل احمد سے بیاہی گئی تھی۔ اس خط میں مرزا قادیانی نے اپنے سمدھی کو کہا کہ وہ اپنی بیوی کے ذریعہ احمد بیگ کو آمادہ کرے کہ ان سے محمدی بیگم کا نکاح کردے۔ ورنہ وہ اپنے بیٹے فضل احمد سے اس کی بیٹی عزت بی بی کو طلاق دلوادے گا۔ یہ پورا خط بڑا دلچسپ ہے۔ اس کا یہ حصہ پڑھئے: ’’میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ ایک طرف محمدی بیگم کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف سے فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو اس کو عاق اور لاوارث کردوں گا......‘‘

(کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۶)

ایسا ہی دھمکی کا خط علی شیر بیگ کی بیوی کے نام لکھا۔

علی شیر راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ انہوں نے ۴؍مئی ۱۸۹۱ء کو جو جواب مرزا قادیانی کو دیا، بڑا دلچسپ ہے۔ غلام احمد قادیانی پر بڑے تیکھے انداز میں طنز کرتے ہوئے اپنے اور مرزااحمد بیگ کے صحیح العقیدہ ہونے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے لکھا: ’’مگر آپ خیال فرمائیں کہ آپ کی جگہ احمد بیگ ہوں اور احمد بیگ کی جگہ آپ ہوں تو خدا لگتی کہنا کہ تم کن کن باتوں کا خیال کرکے

رشتہ کرو گے۔ اگر احمد بیگ سوال کرتا اور مجمع المرایض ہونے کے علاوہ پچاس سال سے زیادہ عمر کا ہوتا اور اس پر وہ مسیلمہ کذاب کے کان بھی کتر چکا ہوتا تو آپ رشتہ کر دیتے؟...... اگر آپ طلاق دلوا دیں گے تو یہ بھی ایک پیغمبری کی نئی سنت قائم کر کے بدزبانی کا سیاہ داغ مول لیں گے۔ باقی روٹی تو خدا اس کو بھی کہیں سے دے ہی دے گا۔ تر نہ سہی خشک۔ مگر وہ خشک بہتر ہے جو پسینہ کی کمائی سے پیدا کی جاتی ہے۔...... اور میری بیوی کا حق ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے لئے بھائی کی لڑکی کو ایک دائم المریض آدمی کو جو مراقی سے خدائی تک پہنچ چکا ہو، دینے کے لئے کس طرح لڑے......''

(نوشتہ غیب از ایم۔ ایس خالد وزیرآبادی ص۱۰۰)

پہلی بیوی کو طلاق اور بڑا بیٹا عاق

مرزا احمد بیگ کے نام ۱۷ر جولائی ۱۸۹۰ء کے خط میں غلام احمد قادیانی نے لکھا: ''ہمیں خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا۔''

(کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۴)

مرزا قادیانی نے اشتہارات چھپوا کر ڈرایا کہ کوئی محمدی بیگم سے رشتہ نہ کرے۔ مرزا سلطان محمد جس سے محمدی بیگم کا نکاح ہو رہا تھا اس نے ان بھبکیوں کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ سلطان محمد نے محمدی بیگم کا پیام طے کرنے میں مرزا غلام احمد کے بڑے بیٹے سلطان احمد اور مرزا قادیانی کی بڑی بھاوج نے بھی حصہ لیا۔ ان کے خلاف مرزا قادیانی نے ۲ر مئی ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا: ''وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطے اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں۔ اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے۔ اس کو رد نہ کیا بلکہ اس شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اس نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اس روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے، اپنی اس بیوی کو اس دن سے جو اس کو نکاح کی خبر ہو، طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۲۱)

مرزا غلام احمد قادیانی اس غم میں گھلتے رہے۔ محمدی بیگم کا نکاح سلطان محمد سے ہو گیا۔ ان کے بیٹے فضل احمد نے وراثت سے محرومی کے ڈر سے اپنی بیوی عزت بی بی کو طلاق دے دی۔ لیکن بڑے بیٹے سلطان احمد اور ان کی ماں اپنے مؤقف پر جمے رہے۔ مرزا غلام احمد نے اپنی بڑی بیوی کو طلاق دے دی اور سلطان احمد کو عاق کر دیا۔

ایک پیش گوئی کی ناکامی پر دوسری پیش گوئی

مرزا احمد بیگ کے گھر پر کوئی عذاب آیا، نہ کوئی بلا نازل ہوئی۔ سلطان محمد نکاح کے ڈھائی سال ہونے پر بھی نہ مرا۔ مرزا قادیانی کو بڑی خفت ہوئی کہ یہ پیش گوئی بھی جھوٹ ثابت ہوئی۔ اب اس شخص نے پینترا بدل کر یہ پیش گوئی کر دی کہ ڈھائی سال بعد نہ سہی۔ آئندہ کبھی نہ کبھی محمدی بیگم ان کے نکاح میں آئے گی۔ یہ اعلان مرزا قادیانی نے ۶؍ستمبر ۱۸۹۶ء کو چھپوایا کہ:

''اب بہتیرے جاہل اس میعاد گزرنے کے بعد ہنسی کریں گے اور اپنی بدنصیبی سے صادق کا نام کذاب رکھیں گے۔ لیکن وہ دن جلد آتے جاتے ہیں کہ جب یہ لوگ شرمندہ ہوں گے...... یاد رکھو عورت مذکورہ کے نکاح کی پیش گوئی اس قادر مطلق کی طرف سے جس کی باتیں ٹل نہیں سکتیں......''

(مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۴)

قضائے الٰہی سے محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ کا اس نکاح کے کچھ عرصہ بعد انتقال ہو گیا۔ اس پر غلام احمد قادیانی نے بغلیں بجانا شروع کیں اور کہا کہ جس عذاب سے ڈرایا تھا اس کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ جس کے آخر میں محمدی بیگم بیوہ ہو کر نکاح میں آئے گی۔ شیخ محمد حسین بٹالوی کے ۴؍جنوری ۱۸۹۳ء کے خط کا جواب دیتے ہوئے مرزا قادیانی نے لکھا: ''میری اس پیش گوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں۔ اوّل! نکاح کے وقت میرا زندہ رہنا۔ دوم! نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔ سوم! پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔ چہارم! اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مر جانا۔ پنجم! اس تک کہ میں اس سے نکاح کروں، اس لڑکی کا زندہ رہنا۔ ششم! پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔''

(مکتوبات احمد ج اول ص۳۵۷،۳۵۸)

محمدی بیگم کے سلطان محمد سے نکاح کے کئی سال بعد ضلع گورداسپور کی عدالت میں اپنے حلفیہ بیان میں مرزا قادیانی نے کہا: ''جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے، وہ میرا ہے اور سچ ہے۔ وہ عورت مجھ سے بیاہی نہیں گئی۔ مگر اس کے ساتھ میرا بیاہ ضرور ہوگا...... وہ عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی کامل یقین ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں، ٹلتی نہیں۔ ہو کر رہیں گی۔'' (اخبار الحکم قادیان ۱۰؍اگست ۱۹۰۱ء)

مرزا قادیانی نے یہ اعلان کیا: ''بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کا انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری

موت آجائے گی۔“ (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ص۳۱)

اللہ تعالیٰ نے مرزاغلام احمد کی یہ خواہش پوری کر کے ان کے جھوٹ کو واشگاف کر دیا ۱۹۰۸ء میں محمدی بیگم کی حسرت میں مرزا قادیانی نے وفات پائی۔ جبکہ وہ سلطان محمد کے ساتھ خوش وخرم زندگی گزارتی رہی۔

دل کے اندھے

اللہ جھوٹوں اور سرکشی کرنے والوں کو بھی مہلت دیتا ہے کہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آئیں۔ سچائی اور اللہ کی فرمانبرداری اختیار کریں۔ لیکن جھوٹ اور سرکشی جب حد سے بڑھ جاتی ہے تو اللہ کا وہ قانون حرکت میں آتا ہے جو کذاب اور سرکش کے جعل اور فریب، جھوٹ، دھوکے، سرکشی اور بغاوت کو دن کے اجالے کی طرح واضح کر دیتا ہے کہ ہر آنکھ رکھنے والا دیکھ لے۔

مرزاغلام احمد قادیانی کی اسلام سے سرکشی جب حد سے بڑھ گئی۔ وہ جھوٹے گھمنڈ میں پیش گوئیوں پر اتر آیا اور اپنی پیش گوئی کو دعویٰ کی دلیل اور سچائی کی کسوٹی بنایا تو اللہ تعالیٰ نے ہر پیش گوئی کو جھٹلا کر دکھا دیا کہ مرزاغلام احمد قادیانی کا دعویٰ جھوٹ اور سراسر جھوٹ ہے۔

عیسائی عبداللہ آتھم ضعیف العمری کے باوجود پیش گوئی کے دن زندہ رہا۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں مولانا ثناءاللہ امرتسری اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان زندہ رہے۔ ان کی موت مرزا قادیانی کے سامنے نہیں ہوئی۔ نہ مولانا ثناءاللہ امرتسری کو طاعون وہیضہ کی بیماری لگی اور نہ عبدالحکیم خان کسی عذاب میں گرفتار ہوئے۔ اس کے برعکس ان دونوں کے سامنے مرزاغلام احمد قادیانی کی موت ہیضہ اور قے دست سے ہوئی۔

محمدی بیگم سے نکاح کو نہ ٹلنے والی تقدیر قرار دیا۔ دھمکیاں دیں، لالچ دیا۔ اپنی بیوی اور بڑے بیٹے پر جبر کیا۔ اس نکاح کو اپنے دعویٰ کی نشانی بتایا کہ محمدی بیگم ان بیاہی نہ سہی بیوہ ہوکر نکاح میں آئے گی۔ مرزا قادیانی اسی حسرت کو لئے مر گئے۔ محمدی بیگم نہ ان کے نکاح میں آئی اور نہ ان کے جیتے جی بیوہ ہوئی۔

اللہ نے روز روشن کی طرح کھلا فیصلہ دے دیا کہ یہ شخص اور اس کی نبوت جعل اور جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔ وہ دل کے اندھے ہیں جو اس کھلے، صاف اور روشن فیصلہ کو دیکھ کر یا سن کر عبرت نہ لیں اور مرزا قادیانی کے جال میں پھنسے رہیں۔ ایسوں کا انجام دوزخ کی آگ ہے۔

(۶) غلام احمد قادیانی کی عبرتناک موت

یاد رہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی نے دو اصحاب مولانا ثناءاللہ امرتسری اور ڈاکٹر میاں

عبدالحکیم خان کے لئے بددعا کی تھی کہ وہ طاعون ہیضہ جیسی مہلک بیماریوں سے مرزا کی زندگی میں ان کے سامنے مرجائیں۔ پھراس بددعا کواللہ کی طرف سے الہام بتایا اوراس کواپنے دعوؤں کی سچائی کی نشانی قراردیا کہ اگر یہ اصحاب ان کی زندگی میں نہ مریں توان کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔

اللہ جل جلالہ نے مرزاغلام احمد قادیانی کی موت کوان کے جھوٹ اورفریب کی نشانی بتا دیا۔ان کی موت نے ان کے تمام دعوؤں کوجھٹلا دیا۔مولانا ثناءاللہ امرتسری اورڈاکٹرعبدالحکیم خان کے جیتے جی ہی،مرزاغلام احمد کی موت ہوئی اورموت بھی مرگی کے دوروں میں اورہیضہ کے مرض سے ہوئی۔

یہ مقام عبرت ہے تمام قادیانیوں کے لئے جن کواللہ تعالیٰ نے آنکھیں دی ہیں اوردل دیا ہے۔وہ نبوت کے دعوے دار کے برے انجام سے عبرت لیں۔

بیٹے کی گواہی

مرزاغلام احمد قادیانی کے بیٹے بشیراحمد نے جوباپ کے دعوؤں کوماننے والاتھالکھا ہے:

’’بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعودیعنی والدصاحب (مرزاقادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سراورہسٹریا کادورہ بشیراوّل کی وفات کے چنددن بعد ہواتھا۔رات کوسوتے ہوئے آپ کواتھوآیا اورپھرطبیعت خراب ہوگئی۔مگر یہ دورہ خفیف تھا۔پھراس کے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لئے باہرگئے۔جاتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہوگی۔چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت سے کہا کہ اس سے پوچھو۔میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے۔شیخ حامد علی نے کہا کہ کچھ خراب ہوگئی ہے۔میں پردہ کراکرمسجد میں چلی گئی توآپ بیٹھے ہوئے تھے۔جب میں پاس گئی توفرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔لیکن اب افاقہ ہے۔میں نماز پڑھ رہاتھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اورآسمان تک چلی گئی۔پھرمیں چیخ مارکرزمین پرگرگیا اورغشی کی سی حالت طاری ہوگئی۔والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد آپ کوباقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے تھے اوربدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے۔خصوصاً گردن کے پٹھے درد،سر میں چکر ہوتا تھا اوراس وقت آپ اپنے بدن کوسہارنہیں سکتے تھے۔شروع شروع میں یہ دورے بڑے سخت ہوتے تھے۔پھراس کے بعد کچھ تودوروں کی ایسی سختی نہ رہی اورطبیعت عادی ہوگئی۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اول ص۱۶،۱۷،روایت نمبر۱۹)

اسی کتاب میں موت کے دن کا واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے:

’’حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانے کھانے کے وقت آیا...... لیکن کچھ دیر بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہیں جاسکتے تھے۔ اس لئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر فارغ ہوگئے...... اس کے بعد ایک اور دست آیا اور آپ کو قے آئی...... اور حالت دگرگوں ہوگئی۔‘‘ (سیرت المہدی ج۱ ص۱۱، روایت نمبر۱۲)

قادیانی اخبار کی اطلاع

غلام احمد قادیانی کی موت کی اطلاع قادیانیوں کے اخبار میں اس طرح شائع ہوئی:

’’برادران جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے۔ حضرت امامنا مولانا حضرت مسیح موعود، مہدی معہود مرزا قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے تو بڑھ جاتی تھی۔ حضور کو یہ بیماری بہ سبب کھانا نہ ہضم ہونے کے تھی...... اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دفعہ پہلے یہ حالت ہوئی لیکن ۲۵؍تاریخ مئی کی شام کو...... پھر اسی بیماری کا دورہ شروع ہوگیا...... اور قریباً ۱۱بجے ایک دست آنے پر طبیعت ازحد کمزور ہوگئی...... دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آ گیا۔ جس سے نبض بالکل بند ہوگئی...... ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا۔ جب وہ تشریف لائے تو اپنے پاس بلا کر کہا ’’مجھے سخت اسہال کا دورہ ہوگیا ہے آپ کوئی دوا تجویز کریں‘‘ علاج شروع کیا گیا۔ چونکہ حالت نازک ہوگئی تھی۔ اس لئے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا مگر پھر نبض واپس نہیں آئی۔‘‘ (اخبار الحکم ۲۸؍مئی ۱۹۰۸ء)

خسر کی شہادت

مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنی تحریرات بددعاؤں اور پیش گوئیوں میں ہیضہ اور طاعون کو اللہ کا عذاب اور قہر الٰہی بتایا۔ مرزا قادیانی کا انتقال ہیضہ کے مرض سے ہوا۔ مرزاغلام احمد کے مرید اور خسر میر ناصر نواب نے مرزا قادیانی کی موت کی کیفیت اس طرح بیان کی ہے: ’’حضرت مرزا قادیانی جس رات کو بیمار ہوئے۔ اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا تو آپ نے خطاب کر کے فرمایا: میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی جب کہ دوسرے دن دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔‘‘ (حیات ناصر ص۱۴)

اے آنکھ والو! عبرت حاصل کرو۔ جس نے دوسروں کو ہیضہ کے عذاب سے ڈرایا اور ہیضہ سے موت کی بددعا کی اور دھمکی دی۔ اس کا انجام یہی ہوا کہ خود اس کا انتقال ہیضہ سے ہوا۔ یہ قدرت کا فیصلہ تھا کہ دنیا جھوٹے کے انجام کو دیکھ لے۔

(۷) کیا قادیانیوں کو مسلمانوں کا فرقہ سمجھا جاسکتا ہے؟

اکثر غیر مسلم اصحاب پوچھتے ہیں کہ کیوں قادیانیوں کو مسلمانوں ہی کا فرقہ نہیں سمجھا جاتا اور کیوں ان کو کافر اور اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ وہ مسلمانوں کا کلمہ ہی پڑھتے ہیں۔ قرآن کو اللہ کی کتاب مانتے ہیں اور رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں۔

پہلا جواب تو یہ ہے کہ جب قادیانی، مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں تو انہیں کوئی حق باقی نہیں رہتا کہ خود کو مسلمانوں کے ایک فرقہ کی نوعیت دینے کی کوشش کریں۔

پہلے غلام احمد قادیانی کا مؤقف یہ تھا کہ ان کا دعویٰ چونکہ نئی شریعت لانے اور جاری کرنے کا نہیں ہے۔ بلکہ شریعت محمدی کی اتباع کا ہے اس لئے مثیل مسیح یا مسیح موعود ہونے کے ان کے دعوے سے انکار کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔ انہوں نے اپنے اس مؤقف کا اظہار ذیل کی تحریر میں کیا: ''ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدید لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے سوا اور جس قدر محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلوت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔''

(تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲)

اپنے ان دعوؤں اور پیش گوئیوں کی طرح اس مؤقف پر مرزا قادیانی قائم نہ رہ سکے اور کچھ ہی عرصہ بعد مؤقف بدل کر کہا یہ کہ اس کے دعوؤں کا ماننا واجب ہے۔ انکار کرنے والا قیامت میں جواب دہ ہوگا۔ بس اتنا ہی مؤقف رکھا اور انکار کرنے والے کو کافر کہنے سے پس و پیش کیا۔ مؤقف یہ تھا: ''میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے۔ گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے۔ کیونکہ جس امر کو اپنے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا، رد کردیا۔''

(تحفۃ الندوہ، ص۴، خزائن ج۱۹ ص۹۵)

یہ مؤقف بھی زیادہ دن قائم نہیں رہا۔ کچھ ہی عرصہ بعد یہ اعلان ہوا کہ جو غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان نہ لائے اوران کو مسیح موعود نہ جانے وہ کافر ہے۔ ظاہر ہے انگریز اس پر مطمئن نہیں ہو سکتے تھے کہ جہاد کو منسوخ کرنے والا صرف نزول وحی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر کے اپنی بات کو مسلمانوں کی مرضی پر چھوڑ دے کہ وہ مانیں یا نہ مانیں۔ انگریز تو چاہتے تھے کہ جہاد کی منسوخی کو اتنے شدومد کے ساتھ پیش کیا جائے کہ اس کو تسلیم نہ کرنے والے کو کفر میں مبتلا ہونے اور جہنمی ہونے کا خوف پیدا ہو اور غلام احمد قادیانی کی طبیعت ایسی ''مانو یا نہ مانو'' والی نبوت پر رکنے والی کہاں تھی۔ غنیمت یہی کہ خدائی کے دعوے تک نہیں پہنچی۔ چنانچہ پھر مؤقف بدلا۔ اب اعلان ہوا: ''جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا...... اور مجھ کو باوجود صدہا نشانیوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۶۴، خزائن ج۲۲ ص۱۶۸)

مرزا قادیانی نے اپنے پیروؤں کو حکم دیا کہ کسی مسلمان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ لکھا: ''پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔''

(اربعین نمبر۳ ص۶۸، خزائن ج۱۷ ص۴۱۷ حاشیہ)

مرزا قادیانی نے ۱۶؍جون ۱۸۹۹ء کو اشتہار چھاپ کر تقسیم کروایا کہ یہ الہام ہوا کہ: ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۵)

غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کا انکار کرنے والوں کے لئے ایسی گری ہوئی زبان استعمال کی جس کی ایک سلیم الطبع شخص سے توقع نہیں رکھی جا سکتی۔ کہا: ''مگر بدکار رنڈیوں کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر لگادی ہے، وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۸، خزائن ج۵ ص۵۴۸)

ایک اور جگہ لکھا: ''یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے۔ اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت میں ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا اور جس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔'' (تشحیذ الاذہان ج۶ ص۸)

قادیانی اصحاب کو بڑا غصہ اس پر ہے کہ رابطہ عالم اسلامی نے اور حکومت پاکستان نے انہیں غیر مسلم قرار دیا۔ بلکہ پاکستان میں یہ پابندی بھی لگادی گئی کہ وہ اپنی عبادت گاہوں کا نام مسجد نہ رکھیں۔ قادیانی ان احکامات پر اور مسلمانوں کے فرقوں سے خارج قرار دیئے جانے پر بڑے بے چین و مضطرب بلکہ غیض وغضب میں بھرے ہوئے ہیں۔ جب وہ صحیح العقیدہ مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اوران کا ''نبی'' مسلمانوں کو، رنڈیوں کی اولاد، اور سڑا ہوا کیڑے پڑا ہوا دودھ کہتا ہے تو پھر یہ قادیانی کیوں خود ان ہی شاخ یا ان ہی کا فرقہ قرار دیئے جانے کا مطالبہ کرتے ہیں؟ جب کہ آج بھی تمام قادیانیوں کا عقیدہ یہی ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کو نبی اور مسیح موعود نہ ماننے والا کافر اور خارج از اسلام ہے۔

خلیفہ قادیان کا مشہور اعلان ہے: ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج۔'' (آئینہ صداقت ص۳۵)

اس خلیفہ قادیان نے یہ بھی وضاحت کی کہ: ''آپ نے (یعنی مرزا قادیانی) اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے، مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے، کافر ٹھہرایا۔ بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے، کافر ٹھہرایا ہے۔'' (تشہیذ الاذہان ج۶، ۱۲/اپریل ۱۹۱۱ء)

جب مرزا قادیانی، تمام مسلمانوں سے قطع تعلق کو اپنا الہام قرار دیتے ہیں اور ان کے خلیفہ سب مسلمانوں کو کافر گردانتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں غلام احمد قادیانی اور قادیانی فرقہ کو غیر مسلم اور خارج از اسلام قرار دینا ہی صحیح طریقہ کار ہے۔

قطعی جواب

دوسرا، صحیح اور قطعی جواب یہ ہے کہ چونکہ قادیانی رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے منکر ہیں یعنی یہ کہ قادیانی اس بات پر ایمان نہیں رکھتے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس لئے وہ خارج از اسلام، غیر مسلم، کافر اور جہنمی ہیں۔

یاد رکھو! نبوت کے دعویدار کسی جھوٹے سے اس کی نبوت کا ثبوت مانگنا بھی گناہ ہے۔

کیونکہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا کہ رسول اکرم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ اللھم!

صلی علی سیدنا مولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

آسمانی کڑک

حضرت مولانا ابوالبیان محمد داؤد پسروری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التوطئة

حشر تک شمع شریعت تو رہے گی روشن
جل کے ہو جائیں گے ہاں! خاک بجھانے والے

آج دین و مذہب مصائب کے نرغے میں ہے۔ گلشن اسلام پامال خزاں ہونے کو ہے۔ دنیاوی ابتلاء کا سلسلہ منازل ترقی پر ہے۔ مسلمان صعوبتوں اور کلفتوں کے آماجگاہ بنے ہوئے ہیں۔ اطمینان وطمانیت قلبی سے محروم پڑے ہیں۔ حوادث وسوانح، مصائب وآلام کے ہدف بنے ہوئے ہیں۔

دنیا ان کے تباہ و برباد، نیست و نابود کرنے میں ساعی وکوشاں ہے۔ ان کی مخالفت، معاندت اور مخاصمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتی۔ غرضیکہ ہر سمت، ہر جہت، ہر طرف سے ان پر مصائب کے ابر ٹوٹ پڑے ہیں اور ان کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ زبان حال سے پکارتے پھرتے ہیں:

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار، میں چلاؤں ہائے دل

مگر پھر بھی یہ ان حوادث و وقائع سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے مذہب، اپنے دین اور اپنے آئین کے مقدس، مطہر اور مسلمہ اصولوں سے بے بہرہ اور غافل پڑے ہیں اور اپنے اہم مذہبی فرائض کو فراموش ونسیاً منسیاً کئے بیٹھے ہیں۔

مصائب وآلام مذہب سن کر ان کے قلوب بے قرار اور ان کی چشم اشکبار نہیں ہوتیں۔ کمال اسلام کا زوال اور نور اسلام کا انطفاء ہوتا ہے۔ مگر یہ آنکھ نہیں کھولتے۔ ان کی چتوں نہیں بگڑتی اور ان کے تیور میلے نہیں ہوتے:

وائے برماء وائے برحال ما
کفر دارد عار براسلام ما

فی الحقیقت ایام موجودہ، اہل اسلام کی غفلت اور نادانی کی بوقلموں کے لئے یادگار رہیں گے کہ جن میں بعض نام نہاد مفسد مسلمانوں نے محض اپنے حصول مفاد ذاتی کی خاطر اسلام اور پیغمبر اسلام کی اشد شدید علانیہ بے حرمتی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ غیروں کو کیا کہئے۔ ان سے

توقع ہی کیسی تھی۔ مگر اسے کیا کیجئے کہ حیات کی اس کشمکش جدیدہ میں ہمارے اپنے ہاتھ ہی نبض کی تپش آخری کو معلوم کرنے کے لئے گلوگیر ہیں:

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی، گھر کے چراغ سے

مرزا قادیانی اور ان کی دلخراش وجگر سوز کتب کو ملاحظہ کیجئے جن میں سوائے توہین انبیاء کرام وتذلیل مشائخ عظام وتکفیر علماء کے اور کچھ نہیں پایا جاتا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس سے ہر مومن متنفس کے قلب کے اندر غم وملال اور حزن وماتم کی بھٹیاں سلگیں گی اور ان کا دھواں اس کے لئے باعث افزونی عذاب جہنم ہوتا رہے گا:

آہ جو دل سے نکالی جائے گی
کیا سمجھتے ہو، کہ خالی جائے گی

بڑے بڑے صاحبان سلطنت مدعیان عقل وادراک، فہم وتدبیر نے اسلام کو تنزل پہنچانے میں آراء وخیالات ظاہر کئے اور اس کو نیست ونابود کرنے کے لئے غلغلہ فلک پاش اور طنطنہ زلزلہ آفرین کے ساتھ اس کی بربادی کی تجاویز مختلفہ کی تائید کی اور سعی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مگر اس کا بال تک بیکا نہ کر سکے۔ تو یہ بے چارے مرزا قادیانی ان کے مقابلہ میں کیا ہستی رکھتے ہیں؟

جب مسیلمہ کذاب جیسے مدعی نبوت جس نے آنحضرتﷺ کے سامنے دعویٰ نبوت کیا اور عرصہ قلیل ہی میں ایک لاکھ سے زائد اس کے پیرو ہوگئے۔ اس کی یہ حالت ہوئی کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوا اور آج دنیا میں اس کا کوئی نام لیوا باقی نہیں۔ تو یہ مرزا قادیانی اس کے آگے ہیں کیا چیز؟

بہر حال اس پر سکوت وخاموشی سے کام لینا موزوں اور مناسب نہ سمجھا اور ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کی سرکوبی اور دفعیہ کیا جائے تاکہ عوام کے اعتقاد اس کی مواد فطرت کی ہواؤں اور جہالت کے بخارات سے متعفن اور گندے نہ ہونے پائیں:

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم یوں فریاد کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

چونکہ مرزائی صاحبان عوام کو دام تزویر میں لانے کے لئے مرزا قادیانی کی صداقت میں قرآن شریف کی آیات یا احادیث سے معیار پیش کیا کرتے ہیں۔ اس لئے بہت مناسب

معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی ابتداء انہی معاییر کی تردید کی جائے۔ گومعاییر ہمیشہ سچے نبی کے لئے ہی ہوا کرتے ہیں اور جھوٹے اور کاذب ملہم کے لئے نہیں ہوتے۔ تاہم جواب دہی کی خاطر ان معیاروں کی تردید کر کے انہی پر پرکھ کر مرزا قادیانی کی نبوت، مجددیت، مہدویت اور مسیحیت کا ناظرین کے روبرو راز طشت از بام کیا جائے گا۔ جو منصف مزاج کے لئے کافی اور طالب حق کے لئے وافی ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ!

یادرہے کہ اس کتاب میں چھ ابواب ہیں۔ جن کی تفصیل کے لئے فہرست مضامین ملاحظہ ہو۔

باب اوّل

مرزائی صاحبان کی طرف سے مرزا قادیانی کے صدق میں پیش کردہ معیار اوران کی تردید:

پہلا معیار اوراس کی تردید

سب سے بڑا معیار جو مرزائی صاحبان مرزا قادیانی کی صداقت میں پیش کیا کرتے ہیں اور جس پر ان کو ناز ہے، وہ یہ ہے۔ ’’فمن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا اوکذب بایٰته انه لا یفلح الظالمون ‘‘ ﴿اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے۔ یا اس کی آیات کو جھٹلائے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ظالم فلاح نہیں پائیں گے۔﴾

آیت بالا سے یہ امر ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں کہ اگر مرزا قادیانی فی الحقیقت کاذب ہوتے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھتے، اگر وہ دعویٰ نبوت میں بطلان پر ہوتے۔ اگر ان کا یہ قول کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی مبعوث ہوکر آیا ہوں، جھوٹ ہوتا، تو ان کو دنیا میں ہرگز ہرگز فلاح وکامیابی نصیب نہ ہوتی۔

اب سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ (۱) کیا کامیابی سے مراد زیادہ دیر تک زندہ رہنا ہے؟ (۲) یا کامیابی سے مراد جماعت متبعین کا زیادہ بڑھ جانا ہے؟ (۳) یا کامیابی سے مراد اموال واولاد کا زیادہ ہوجانا ہے؟

ہاں! اگر کامیابی سے مراد زیادہ دیر تک زندہ رہنا ہے، تو بتلایئے کہ فرعون جس نے ۴۰۰ برس تک حکومت کی اور اس کے عروج وغرور کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ ’’قال انا ربکم الاعلیٰ ‘‘ کہہ کر خدائی تک کا دعویٰ کر دیا۔ قرآن اس پر شاہد ہے۔ لیکن اس سرکشی، اس افتراء پردازی، اس بغاوت، اس مطلق العنانی اور اس ظلم کے باوجود وہ ایسا کامیاب رہا کہ اس کی نظیر دنیا

میں نہیں ملتی۔ چار سو برس تک حکومت کی اور اس مدت دراز اور عرصہ طویل میں اس کو بخار تک نہ آیا۔ ہر طرح کی نفسانی خواہشات اور ہر طرح کی دلی مرادیں پوری ہوئیں۔ ایسے مفتری، ایسے کاذب، ایسے گمراہ اور ایسے نافرمان کو تو ایک منٹ، ایک ساعت، ایک لحظہ اور ایک آن واحد کی مہلت نہیں دینی چاہئے تھی۔ اس کو کیوں اتنی مہلت ملی اور کیوں اتنا موقع دیا؟

قرآن شریف بھی اس کو پکار پکار کر کہتا ہے: ’’وقد خاب من افتریٰ ‘‘ کہ وہ ٹوٹے، گھاٹے اور نقصان میں رہا۔ تو معلوم ہوا کہ کامیابی اور فلاح سے مراد زیادہ دیر تک زندہ رہنا ہرگز ہرگز نہیں۔

فرعون نے مخلوق سے اپنی خدائی منوا کر خلق کو گمراہ کیا۔ اس کی گمراہی ایک کاذب اور جھوٹے ملہم کی گواہی سے لاکھ حصہ زیادہ ہے۔ کیونکہ اس نے تو منعم اصلی اور خالق حقیقی کے ساتھ زور وشور سے مقابلہ کیا۔ مگر اس قہار کی آتش غضب نے ایسے مفتری اور ایسے کاذب کو چار سو برس کی مہلت دی۔ پھر کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ ایسا سخت مجرم، گمراہ کرنے والا تو جلد ہلاک نہ ہو اور جھوٹا مدعی الہام جلد ہلاک کیا جائے۔ اسے کوئی عقل سلیم باور نہیں کر سکتی۔

اس کو چھوڑیئے، صالح بن طریف کی طرف دیکھئے۔ اس نے دعویٰ نبوت کے ساتھ مہدویت کا بھی دعویٰ کیا اور سنتالیس برس حکومت اور نبوت کی اور پھر یہ کہ وہ مرا نہیں گیا۔ بلکہ تاریخ میں لکھا ہے کہ وہ اس عرصہ کے بعد مشرق کی جانب چلا گیا اور کہا کہ تمہاری ساتویں پشت کا جو بادشاہ ہوگا۔ اس وقت میں لوٹ کر آؤں گا۔ ملاحظہ ہو: ’’کان ظهور صالح هذا فی خلافت هشام ابن عبدالملك من سنة سبع وعشرين من المات الثانية من الهجرة ثم زعم انه المهدی الاكبر الذی یخرج فی اخرالزمان وان عیسی یكون صاحبه ویصلی خلفه الخ (تاریخ ابن خلدون ج۶ ص۲۰۷) ‘‘ ﴿یعنی اس نے ۱۲۷ھ میں دعویٰ نبوت کے بعد یہ کہا کہ میں مہدی اکبر ہوں جو آخر وقت میں ظہور کریں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے ہمراہ ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔﴾

اب سوال یہ ہے کہ یہ تو مدعی نبوت تھا۔ اس کو کیوں اتنی مہلت ملی۔ تو معلوم ہوا کہ کامیابی سے مراد زیادہ دیر تک زندہ رہنا ہرگز ہرگز قطعی طور پر نہیں۔

ہاں! اگر کامیابی اور فلاح سے مراد متبعین کا زیادہ ہونا ہے۔ تو بتلایئے کہ مسیلمہ کذاب جس نے آنحضرت ﷺ کے سامنے نبوت کا دعویٰ کیا اور قلیل عرصہ ہی میں ایک لاکھ سے زائد اس کے مقلد وپیرو بن گئے اور مقابلہ میں آنحضرت ﷺ کی جانب ایک بہت قلیل تعداد تھی۔ تو کیا وہ

نبی تھا۔ کیا وہ رسول برحق تھا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ کاذب ومفتری تھا۔ تو معلوم ہوا کہ کامیابی سے مراد متبعین کا بڑھ جانا ہرگز نہیں۔

دوسرے احادیث ہمیں یہ بتلاتی ہیں کہ دنیا میں ایسے نبی بھی مبعوث ہوئے جن پر ایک بھی ایمان نہ لایا اور کئی ایسے بھی آئے کہ ان پر ایک یا دو ایمان لائے۔ چنانچہ احادیث ذیل سے خوب واضح اور اظہر من الشمس ہو جائے گا۔ غور سے ملاحظہ ہو۔

''لم یصدق نبی من الانبیاء ما صدقت وان من الانبیاء ما یصدقه من امة الا رجل واحد (صحیح مسلم)'' ﴿حضورؐ فرماتے ہیں کہ جس قدر لوگوں نے مجھے مانا کسی نبی کو نہیں مانا، اور بعض انبیاء ایسے گزرے جنہیں ایک ہی شخص نے مانا۔﴾

دوسری حدیث میں ہے کہ: ''عرضت علی الامم فرائیت النبی ومعه الرجل والرجلان والنبی لیس معه احد (مسلم ج۲)'' ﴿آپ فرماتے ہیں کہ کشفی حالت میں میرے سامنے انبیاء علیہم السلام کی امتیں پیش کی گئیں۔ میں نے دیکھا کہ بعض انبیاء کے ہمراہ چند آدمی ہیں اور بعض کے ہمراہ دو ایک ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ ان کے ہمراہ ایک امتی بھی نہیں۔﴾

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ ''خرج رسول اللہ ﷺ یوما فقال عرضت علیّ الامم فجعل یمرالنبی ومعه الرجل والنبی ومعه الرجلان والنبی ومعه الرهط والنبی ولیس معه احد (بخاری۔ مسلم)'' ﴿ایک روز آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ انبیاء کی امتیں مجھ پر پیش کی گئیں۔ میرے سامنے سے ایک نبی گزرے ان کے ہمراہ ایک ہی امتی تھا دوسرے نبی گزرے ان کے ہمراہ دو امتی تھے۔ ایک اور گزرے ان کے ہمراہ چند امتی تھے اور بعض نبی ایسے گزرے کہ جن کے ہمراہ ایک امتی بھی نہیں تھا۔﴾

علاوہ ازیں قرآن شریف بھی گواہی دیتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام پر باوجود قریباً ایک ہزار برس تبلیغ کے بہت تھوڑے اور قلیل تعداد میں ایمان لائے۔ ''وما امن معه الاقلیل''

اب تو یہ بات کافی پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ کامیابی سے مراد متبعین کا بڑھ جانا ہرگز نہیں اور اس سے یہ مراد لینا نعوذ باللہ قرآن اور حدیث کے خلاف عقیدہ رکھنا اور ان انبیاء کی نبوت سے انکار کرنا ہے۔

سوم...... اگر کامیابی سے مراد اموال اور اولاد کا زیادہ ہونا ہے۔ تو یہ خیال قطعی غلط اور سراسر لغو اور بیہودہ ہے۔ کیونکہ یہ احادیث نبویہ اور نصوص قرآنیہ، تو جس چیز پر لعنت وپھٹکار بھیج رہی ہوں

اس کے حصول کو فلاح اور کامیابی سمجھا جائے۔ معلوم ہوا کہ کامیابی سے مراد دنیوی فلاح اور دنیوی کامیابی ہرگز ہرگز نہیں بلکہ اس فلاح سے مراد فلاح اخروی ہے۔ قرآن شریف بھی متعدد جگہ اس امر کی خوب زور سے توضیح وتشریح اور تائید کرتا ہے۔ جیسے ''والعاقبة للمتقین'' لہٰذا اس کو مرزا قادیانی کی صداقت کا معیار ٹھہرانا عوام الناس کو دھوکہ اور فریب دینا اور نصوص قرآنیہ کے معانی کو بگاڑنا ہے:

دام تزویر بنارکھا ہے، قرآن کریم
کارافسانہ حدیثوں سے لیا کرتے ہیں

دوسرا معیار اور اس کی تردید

دوسرا معیار جس کے متعلق مرزائی حضرات دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ اس کا جواب غیرممکن ہے، وہ یہ ہے: ''لوتقول علینا بعض الاقاویل لاخذنامنه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین، فمامنکم من احد عنه حاجزین'' ﴿یعنی اگر یہ پیغمبر ہمارے ذمہ کچھ (جھوٹی) باتیں لگا دیتے (یعنی جو کلام ہمارا نہ ہوتا، اس کو ہمارا کلام کہتے اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرتے) تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے تو پھر ہم ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے، تو پھر تم میں کوئی ان کا اس سزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا۔﴾

آیت بالا سے یہ امر ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں کہ جھوٹا مدعی نبوت تئیس برس تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ اس طرح کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس برس کی عمر میں دعویٰ نبوت کیا اور تریسٹھ برس کی عمر میں آپ نے وفات پائی لہٰذا یہ زمانہ نبوت جو تئیس برس بنتے ہیں۔ سچے نبی کے لئے معیار صداقت ہوئے۔ یعنی اگر کوئی شخص دعوے نبوت کرے اور پھر تئیس برس تک اس کی نبوت کا زمانہ رہے، تو وہ سچا نبی ہوگا۔

یہاں پر آیت کے معنی الٹ پلٹ کر کے ایسے من گھڑت مرضی موافق مفہوم نکالا گیا ہے جس کو کوئی ذی عقل، سلیم الفطرت ماننے کے لئے تیار نہیں۔

سب سے قبل ہم یہ کہتے ہیں کہ ''تقول'' کی ضمیر آنحضرت ﷺ کی طرف راجع ہے۔ یہ قضیہ شخصیہ ہے۔ کلیہ نہیں۔ پھر اس سے نبی بالعموم کیوں مراد لیا جاتا ہے؟

ہاں! اگر فرض بالمحال نبی بالعموم مراد لیا بھی جائے تو پھر ضروری ولابدی ہے کہ پہلے سچا نبی ہو تو پھر جھوٹ بولے تو پھر خدا تعالیٰ اس کو جلد ہلاک کر دیتا ہے۔ مرزا قادیانی سچے نبی نہیں تھے لہٰذا ہلاک نہیں ہوئے۔

دوسرے یہ کہ آیت مذکورہ بالا تو آنحضرتﷺ کی صداقت کا بڑے زور سے اظہار کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ یہ غیرممکن ہے کہ نبی جھوٹ بولے۔ کیونکہ لومحال کے لئے آتا۔ یعنی یہ امر محال ہے کہ نبی جھوٹ بولے۔ جیسے ''لوکان فیهما الهة الا الله لفسدتا'' یعنی یہ امر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور خدا بھی ہو۔

نیز یہ معیار بوجوہ ذیل لغو، باطل اور مبنی علی الکذب ثابت ہوتا ہے۔

اول...... جب آیت کا مطلب یہ ہے کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے۔ تو تیئس برس کی مدت معیار صداقت نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ تیئس برس سے کچھ کم مدت مثلاً بائیس برس اور چند مہینے کو کوئی ذی شعور جلدی نہیں کہہ سکتا۔

دوئم...... جن سچے نبیوں کی صداقت کا زمانہ تیئس برس سے کم ہے۔ وہ حضرات بھی سچے ثابت نہیں ہوسکتے۔ (نعوذ باللہ منہ)

سوئم...... جب آیت کے معنی کی صحت آنحضرتﷺ کی وفات پر موقوف ہے تو قبل وفات آیت کے صحیح معنی معلوم نہیں ہوسکتے اور اس سے لازم آتا ہے کہ خود آنحضرتﷺ نے آیت کے صحیح معنی نہیں سمجھے ہوں۔ (نعوذ باللہ! منہ)

چہارم...... جب یہ آیت آنحضرت کی نبوت کی صداقت ثابت کرنے کے لئے استدلالاً پیش کی گئی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ نبوت کی صداقت کا ثبوت نبی کی زندگی میں ہونا چاہئے اور جب اس کے معنی کی صحت آپ کی وفات پر موقوف ہے۔ تو پھر آپ کی زندگی میں یہ صدق نبوت کی دلیل کیونکر ہوسکتی ہے؟ اور آپ نے یہود ونصاریٰ وغیرہ مخالفین کے مقابلے میں اس کو کیونکر پیش کیا؟

اس کے علاوہ ان کے بطلان کا سب سے بڑا ثبوت ہمارے پاس یہ ہے کہ ہم کئی جھوٹے مدعی نبوت دیکھتے ہیں کہ جنہوں نے تیئس برس سے کہیں زیادہ نبوت کی۔ صالح بن طریف کی طرف دیکھ لیجئے کہ سینتالیس برس نبوت اور حکومت کی۔ تاریخ ابن خلدون کے ورق الٹ کر ملاحظہ کر لیجئے کہ اس کو کتنی کامیابی نصیب ہوئی۔ تو کیا وہ مرسل من اللہ تھا؟ کیا وہ سچا رسول تھا؟ اس معیار کے مطابق تو اس کو سچا ماننا پڑے گا ورنہ آپ کا معیار غلط اور لغو ہوگا۔

ہاں! اگر یہ کہا جائے کہ تاریخ پر اعتبار نہیں، تو میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی ہمیشہ تاریخی ثبوت پیش کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ مسیح کی قبر کشمیر میں ثابت کرنے کے لئے ایسی من گھڑت اور غیرمعتبر تواریخ کے حوالے دیتے رہے ہیں کہ الامان! الامان!

میں دعوے سے ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں کہ کوئی مرزائی اس بات کو ہرگز ہرگز ثابت

نہیں کرسکتا۔ اس سے یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہوگئی کہ تئیس برس کی مدت کا معیار صداقت ہونا بالکل غلط ہے اور آنحضرتﷺ کا دعویٰ وحی کے بعد تھوڑی مدت بھی سلامت با کرامت رہنا آپ کی صداقت کے اثبات کے لئے کافی وافی ہے۔ تئیس برس کی مدت کی ہرگز ضرورت نہیں اور یہ آیت عام نہیں ہوسکتی بلکہ آنحضرتﷺ کے ساتھ مخصوص ہے یا سچے رسولوں کے ساتھ۔

باقی رہی یہ بات کہ جس مدعا کے ثابت کرنے، جس مطلب کو برلانے اور جس مقصد کے پورا کرنے کے لئے تئیس برس کی شرط لگا کر اس معیار کو پیش کیا جاتا ہے۔ وہ بھی پورا نہیں ہوتا۔ مرزا قادیانی نے تو ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوت کیا۔ (دیکھئے کتاب حقیقت النبوۃ مرزا محمود صاحب ص۱۲۰،۱۲۱) اور ۱۹۰۸ء میں وفات پائی۔

لیجئے! اب تو آپ کے مقرر کردہ معیار کے مطابق ہی مرزا قادیانی کاذب ہوگئے اور آپ کی یہ کوشش، یہ سعی، یہ چالاکی، یہ فریب دہی ضائع اور رائیگاں ہوگئی۔'' والحمدللّٰہ علی ذالک''

بتلایئے! اب بھی اس کے غلط ماننے سے آپ کو انکار ہے؟ اب تو مجبوراً آپ کو سرِ تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ مگر ہاں:

اس لئے وصل کا انکار ہے، ہم جان گئے
تا نہ سمجھے کوئی، کیا جلد کہا مان گئے

تیسرا معیار اور اس کی تردید

تیسرا معیار جس کو مرزا قادیانی کی صداقت کی زبردست دلیل سمجھتے ہیں، وہ یہ ہے: ''فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللّٰہ'' ﴿یعنی اگر منکر لوگ اس اعجازی کلام کا مقابلہ نہ کرسکیں تو اے طالبان حق جان لو کہ یہ علم الٰہی سے ظاہر ہوا ہے۔﴾

اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں کہ جس طرح آنحضرتﷺ نے قرآن شریف کے مقابلہ اور معارضہ کے لئے دنیا کو چیلنج دیا اور دنیا اس کے مقابلہ سے عاجز آ گئی اور آنحضرتﷺ کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے بھی مقابلہ اور معارضہ کے لئے اپنا قصیدہ اعجازیہ پیش کیا اور لوگوں نے اس کا جواب نہ دیا لہٰذا یہ مرزا قادیانی کی صداقت کی دلیل ہے۔

اوّل تو ہم یہ کہتے ہیں کہ قصیدہ اعجازیہ کو صداقت کی دلیل تصور کرنا ایک زبردست غلطی

ہے۔ کیونکہ یہ قرآن کریم کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ قرآن شریف توبآ واز بلند پکار پکار کر کہتا ہے کہ:''وما علمناه الشعر وماینبغی له'' ﴿نہ ہم نے ان کوشعر سکھایا اور نہ ان کے سزاوار ہے۔﴾ دوسری جگہ:''وماھو بقول شاعر'' ﴿یہ قرآن شریف کسی شاعر کا قول نہیں ہے۔﴾

قرآن شریف تو کئی جگہ اشعار کی مذمت کرتا ہے۔ مگر ادھر اعجازی کلام کو اشعار میں پیش کیا جاتا ہے۔ جو صریح قرآن شریف کی تعلیم کے خلاف ہے لہٰذا مرزا قادیانی کے پیش کردہ اعجاز کا اشعار میں ہونا اس کے بطلان کی سب سے پہلی زبردست دلیل ہے۔

اچھا! اس سے بھی قطع نظر کیجئے۔ اب ذرا غور سے دیکھئے کہ مرزا قادیانی نے اس قصیدہ کے جواب کے لئے کیسی کیسی کڑی اور اہم شرائط پیش کی ہیں۔ جو انسانی اور بشری طاقت سے بالاتر ہیں۔ لکھتے ہیں:

۱...... ''اب ان کی اصلی میعاد ۲۰/نومبر سے شروع ہوگی۔ پس اس طرح پر دس دسمبر ۱۹۰۲ء کو اس میعاد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر اگر بیس دن میں جو دسمبر ۱۹۰۲ء کے دسویں کے دن کی شام تک ختم ہو جائے گی۔'' (ضمیمہ نزول المسیح ص۹۰، خزائن ج۱۸ ص۲۰۵)

۲...... ''یہ شرط ضروری ہے کہ جو شخص بالمقابل لکھے، وہ ساتھ ہی اس کا اردو ترجمہ بھی لکھے۔ جو میری وجوہات کو توڑ سکے۔ جس کی عبارت ہماری عبارت سے کم نہ ہو۔''
(ضمیمہ نزول المسیح ص۸۹، خزائن ج۱۸ ص۲۰۳)

۳...... ''مگر چاہئے کہ میرے قصیدہ کی طرح ہر ایک بیت کے نیچے اردو رد لکھیں اور منجملہ شرائط کے اس کو بھی ایک شرط سمجھ لیں۔'' (ضمیمہ نزول مسیح ص۹۰، خزائن ج۱۸ ص۲۰۴)

پہلی شرط کی رو سے جواب کے لئے صرف بیس دن کی مہلت دی جاتی ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی کو اپنی عجز اور اعجاز کی پوری حقیقت معلوم تھی اور دل میں خائف تھے اور معارضہ کے خیال سے لرزتے تھے، ان کا دل دھڑکتا تھا اور ہمیشہ اس کے جواب کا خوف دامن گیر رہتا تھا لہٰذا ایسی کڑی شرط پیش کی کہ تھوڑے کئے کوئی لکھنے کی جرأت نہ کرے۔ اس پر ہی بس نہیں۔

دوسری شرط میں یہ کہہ دیا کہ عبارت بھی ان سے کم نہ ہو۔ اگر کوئی مختصر عبارت میں ان کے وجوہات کو توڑ دے، تو مرزا قادیانی کے فہم سلیم کے موافق اس کا جواب نہ ہوگا۔

تیسری شرط میں تو غضب ڈھایا، کہا کہ اردو ترجمہ بھی نیچے ہونا چاہئے۔ اگر کوئی شخص بین السطور نہیں، بلکہ حاشیہ پر ترجمہ لکھ دے تو مرزا قادیانی کے شرائط پورے نہ ہوئے۔

اب آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ بیت کے نیچے اردو ترجمہ کا لکھنا بھی کوئی اعجاز کی شان

ہے اس حواس باختگی کا کیا ٹھکانا یہ ہے مرزا قادیانی کا فلسفہ۔

اب ذرا قرآن کریم کا اعجاز بھی ملاحظہ ہو کہ کس زور سے بلاشرط چیلنج دیا جاتا ہے:

’’وان کنتم فی ریب ممانزلنا علی عبدنا فاتوابسورة من مثله وادعوا شهداءکم من دون الله ان کنتم صادقین،فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقواالنار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین‘‘

﴿یعنی جو ہم نے اپنے بندے محمد ﷺ پر قرآن اتارا ہے۔ اگر تم کو اس میں شک ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ یہ کتاب خدائی نہیں بلکہ آدمی کی بنائی ہوئی ہے اور اپنے اس دعوے میں اگر سچے ہو تو اسی طرح کی ایک سورت تم بھی بنالاؤ اور اللہ کے سوا جو تمہاری حمایت کو آموجود ہوں ان کو بھی بلا لو۔ پس اگر اتنی بات بھی نہ کرسکو اور یقیناً ہرگز نہ کرسکو گے۔ تو دوزخ کی آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اور وہ منکرین کے لئے دھکی دھکائی ہے۔﴾

ان آیات سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱...... اس کے مخاطب تمام مخالفین اسلام الی یوم القیام ہیں۔ اسی وجہ سے معارضہ کے لئے آئندہ کا بھی اعلان ہے۔

۲...... جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا (الخ) یعنی قرآن کے اتارنے والے ہم ہیں۔ بندہ پیغامبر امی محض ہے۔ نہ لکھا، نہ پڑھا اور نہ کبھی کسی استاد کے سامنے زانوئے ادب کو سبق کے لئے تہ کیا۔ بخلاف اس کے تم سب پرانے مشاق، لکھے، پڑھے، میدان فصاحت و بلاغت کی اعلیٰ شہسواری کے مدعی ہو اور یہی تمہارا سرمایہ ناز ہے۔

۳...... قرآن کا مثل لانا تو ایک بڑی بات ہے۔ لو ایک سورت ہی بنالاؤ؟

۴...... تم اکیلے نہیں، بلکہ خدا کے سوا اپنے تمام مددگاروں سے اس میں مدد لو۔ دوسری آیت میں ہے کہ جن وانس دونوں مل کر اس کے معارضہ کے لئے اجتماعی قوت سے کام لیں۔

۵...... اگر سچے ہو، تو معارضہ کرو، اور جھوٹے ہو تو گھر بیٹھو۔

۶...... اس کے بعد ان کو معارضہ اور مقابلہ پر ابھارنے اور جوش دلانے کے لئے کہا کہ اگر نہ کرسکو اور ہرگز نہ یقیناً نہ کرسکو گے۔ یہاں زمانہ حال اور مستقبل دونوں میں معارضہ کی نفی بلکہ زمانہ استقبال میں تاکید کے ساتھ قیامت تک کے لئے نفی ہے کہ آئندہ ایسا ہرگز نہ کرسکو گے۔

۷...... اب آخر میں ان کے عرق حمیت کو حرکت میں لانے کے لئے تاکہ وہ ناخنوں تک زور لگا کر دیکھ لیں، کہ یہ قرآن انسانی طاقت سے بالاتر ہے یا نہیں۔ یوں ارشاد ہوا کہ اگر اس پر بھی تم

خدا کے کلام معجز پر ایمان نہ لائے تو اس آگ سے ڈرو جو منکرین کے لئے قبل ہی سے تیار ہے۔

سبحان اللہ! کیسے پرزور الفاظ اور بہترین پیرایہ میں بلاکسی پس وپیش کے ایسا کھلا دعویٰ اعجاز کیا گیا ہے کہ انسان کے تصور میں بھی پہلے نہ تھا اور کیوں نہ ہو۔ یہ کوئی انسانی افتراء اور بشری چالاکی تو نہیں ہے۔

اب ذرا مرزا قادیانی کے عجز اور قرآن پاک کے اعجاز کا مقابلہ سے دکھاتا ہوں۔ ناظرین خود ہی انصاف کریں۔

مرزا قادیانی کا عجز	قران پاک کا اعجاز
۱...... زیادہ سے زیادہ جواب کے لئے بیس دن کی اجازت ہے۔	۱...... قیامت تک مہلت ہے کہ اس کے مثل لاؤ۔
۲...... جواب میں مرزا قادیانی کے قصیدہ کے برابر اشعار ہوں اور اردو مضمون کی عبارت بھی مرزا قادیانی سے کم نہ ہو۔	۲...... ایک سو چودہ سورتوں میں سے ایک ہی سورت اس کے مثل بنالاؤ۔
۳...... قصیدہ نظم ہے۔	۳...... قرآن پاک نثر ہے اور بظاہر نثر کا معارضہ نظم سے سہل ہوتا ہے۔
۴...... مخاطب وہ ہیں جو ہندوستان کے رہنے والے ہیں۔ جن کو نہ عربی نویسی کا دعویٰ ہے، نہ مشغلہ اور نہ ان کی زبان۔	۴...... مخاطب وہ تھے جن کی عربی فصاحت اور بلاغت بے مثل اور دعویٰ اس سے بھی زیادہ اور یہی ان کا مشغلہ اور سرمایہ فخر تھا اور مادری زبان تھی۔
۵...... دعویٰ وہ کرتا ہے، جو لکھا پڑھا اور جس نے ایک زمانہ تک کتب بینی کی۔	۵...... مدعی امی محض ہیں۔ (فداہ ابی وامی)

مزید برآں مرزا قادیانی کا یہ قصیدہ کلام اعجازی ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ قوم کی زبان میں ہونا چاہئے تھا۔ ''وما ارسلنا من رسول الابلسان قومه'' قومی زبان تو اردو یا پنجابی تھی۔ اگر کلام معجز کا دعویٰ اردو یا پنجابی میں کیا جاتا تو خوب حقیقت منکشف ہوجاتی۔

دوسرے یہ کہ کلام معجز اس کو کہتے ہیں۔ جو بلاغت کے انتہائی رتبہ پر پہنچ کر انسانی طاقتوں سے نکل کر لوگوں کو اپنے مقابلہ سے عاجز کردے۔

''امارای البلاغة فی الکلام طرفان اعلیٰ (الیه ینتهی البلاغة) وهو حد الا عجاز (وهو ان یرتقی الکلام فی بلاغته الی ان یخرج عن طوق البشر ویعجز هم عن معارضته)''(دیکھئے مطول)

اب رہا یہ دعویٰ کہ اس کے مقابلہ میں کسی نے نہیں لکھا۔ میں کہتا ہوں کہ ایک چھوڑ کئی قصیدے لکھے گئے اور لطف یہ کہ شرائط بھی پوری کی گئی ہیں۔ایک قصیدہ تو قاضی ظفرالدین صاحب مرحوم پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے قصیدہ رائیہ بجواب مرزائیہ کے نام سے لکھا جو۱۹۰۷ء کے ابتداء میں اہلحدیث کے کالموں میں شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا قصیدہ مولانا شاہ غنیمت حسین صاحب نے مونگیر سے ابطال اعجاز مرزا کے نام سے لکھ کر دو حصوں میں طبع کرایا ہے۔ جو ہمارے ہاں بھی موجود ہے۔اس میں قصیدہ اعجازیہ کی خوب قلعی کھولی گئی ہے اور مرزا قادیانی کی عربی دانی کو خوب اظہر من الشمس کر دیا گیا ہے۔ بین السطور ترجمہ بھی ہے۔اعراب بھی ہیں اور ساتھ ہی اردو کا رد بھی ہے۔ پھر اس پر یہ کہنا کہ جواب نہیں لکھا، صریح کذب نہیں تو اور کیا ہے؟

مرزا قادیانی کی عربی لیاقت

بنایا آڑکیوں جو روکا چرخہ
نکل! دیکھیں تری ہم شعر خوانی

مرزا قادیانی نے جس قصیدہ کو معارضہ کے لئے پیش کیا۔اس کی عربی فصاحت کا نمونہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ جس قصیدہ کی فصاحت و بلاغت کو مرزا قادیانی اعجاز کہتے ہیں۔اس کی لوح کی دو سطریں صحیح نہ لکھ سکے اور جو مضمون لکھنا چاہتے تھے۔وہ عربی عبارت میں ادا نہ ہوسکا۔ایسا شخص معجز نما عربی کیا لکھے گا؟ اعجاز مسیح کے لوح پر مرزا قادیانی نے عربی عبارت لکھی ہے، ملاحظہ کیجئے:''وانی سمیته اعجاز المسیح وقد طبع فی مطبع ضیاء الاسلام فی سبعین یوما وکان من الهجرة ۱۳۱۸ھ ومن شهر نصاریٰ ۲۰/ فروری ۱۹۰۱ء مقام الطبع قادیان (اعجاز المسیح ص ٹائیٹل بار، خزائن ج۱۸ص۱)''اس معجز نما عبارت کے اغلاط ملاحظہ ہوں:

۱...... طبع کی ضمیر قصیدہ کی طرف راجع ہے۔قصیدہ مونث ہے لہٰذا''طبعت''چاہئے تھا۔

۲...... ''قد طبع فی سبعین یوما''کے یہی معنی ہوسکتے ہیں کہ یہ کتاب ستر دن میں چھاپی گئی۔یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ تصنیف اور طبع دونوں ستر دن میں ہوئے حالانکہ مرزا قادیانی کا مطلب یہی ہے۔اس لئے ضرور تھا کہ''صنف''کا لفظ زیادہ کیا جاتا۔

۳...... ’’من شهر الصيام‘‘ بیان تو ستر دن کا ہو اور ذکر صرف ماہ رمضان کا کررہے ہیں۔ کیا رمضان ستر دن کا ہوتا ہے؟ اس سے تو یہی لازم آتا ہے۔

۴...... اگر’’من شهر الصيام‘‘ کے من کو ابتدائیہ کہا جاوے، تو یہ مطلب ہوا کہ رسالہ کی تالیف کی ابتداء ماہ صیام سے ہوئی لہٰذا اسبعین کے لئے تعیین تاریخ ضروری تھا۔ کیونکہ اس بات کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ستر دن میں ہم نے لکھا۔ یہ اس وقت ہوسکتا ہے کہ مہینے کے بیان کے ساتھ تاریخ بھی لکھی جائے۔

۵...... ’’وكان من الهجرة ۱۳۱۸ ومن شهر النصارى ۲۰/فروری ۱۹۰۱ء‘‘ یہاں ہجری کے سن کے ساتھ تاریخ و ماہ نہیں لکھے۔ برخلاف اس کے سن عیسوی کی تاریخ و ماہ لکھے ہیں۔ یہ طرز تحریر بالکل خلاف ہے۔ دعویٰ اعجاز کا اور غلطی ایسی؟

۶...... سب سے بڑی غلطی اور غلطیوں کا ڈبل باوا یہ ہے کہ بیس فروری رسالہ کی ابتداء وانتہاء بن ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ خود فرماتے ہیں کہ ۱۳۱۸ء کے ماہ صیام سے رسالہ کی ابتداء ہوئی (جیسا کہ من کے ابتدائیہ ماننے سے صادر آتا ہے) اور یہ ماہ صیام ۲۴/دسمبر ۱۹۰۰ء روز دوشنبہ سے شروع ہوا اور ۲۱/جنوری ۱۹۰۱ء روز دوشنبہ کو ختم ہوگیا۔ اب بتلائیے کہ آپ کی فروری کدھر گئی؟

معلوم ہوا کہ فروری کی کسی تاریخ سے ابتداء نہیں ہوئی۔ اگر فروری میں ابتداء مانیں تو ماہ صیام جاتا ہے لہٰذا یہ ایک ایسی سخت غلطی کا ارتکاب مرزا قادیانی نے کیا ہے کہ جس کی تلافی غیر ممکن ہے۔

ہاں! اگر تاریخ کا بیان ہے۔ یعنی بیس فروری آخر ہے تو پھر اگر ابتداء رمضان کی پہلی فرض کریں تو اکہتر واں دن فروری کے بعد ۲/مارچ کو ہوگا۔ پھر اگر ابتداء ماہ صیام کی تئیس یا چوبیس فرض کرلیں تو اکہتر واں دن ۲۵ یا ۲۶/مارچ کو ہوگا۔ ۲۰/فروری کو انتہاء کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ یہ ایک ایسی زبردست غلطی ہے۔ جس کا جواب کچھ نہیں ہوسکتا۔

ناظرین! یہ ہے مرزا قادیانی کے کلام معجز جس کو معارضہ کے لئے پیش کرتے ہیں اور جس کو مرزائی صاحبان مرزا قادیانی کی صداقت کا معیار مقرر کرتے ہیں۔ اب آپ خود فیصلہ کرلیں کہ ان کا یہ معیار مقرر کرنا کہاں تک بجا ہے:

میرے دل کو دیکھ کر، میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

چوتھا معیار اور اس کی تردید

چوتھا معیار جو مرزا قادیانی کی صداقت میں مرزائی صاحبان پیش کیا کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے: ''فقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون '' ﴿اس سے قبل بھی تو عمر کے ایک بڑے حصہ تک میں تم میں رہ چکا ہوں۔ تو پھر کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے۔﴾

آیت بالا سے یہ امر ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں کہ جس طرح آنحضرت ﷺ کی پہلی زندگی آپ کی نبوت کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کی نبوت کے قبل کی زندگی بھی ان کی نبوت کے صداقت کا معیار ہے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی تو اپنے قول کے مطابق پہلی زندگی میں مشرک تھے۔ کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ ''حیات مسیح کا عقیدہ مشرکانہ ہے۔'' (دیکھئے کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ ص۱۷ ملخص) اور پہلی زندگی میں آنجناب خود حیات مسیح کے بڑے زور وشور سے قائل تھے۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں تین جگہ بڑے زور سے حیات مسیح کے قائل ہونے کا اقرار کرتے ہیں، لکھتے ہیں:

''جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔'' (حاشیہ براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ''حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔'' (حاشیہ براہین احمدیہ ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱،۶۰۲)

تیسری جگہ لکھتے ہیں، ''حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔'' (براہین ص۳۶۱، خزائن ج۱ ص۴۳۱ حاشیہ در حاشیہ)

لہٰذا مرزا قادیانی اپنے قول کے مطابق پہلی زندگی میں مشرک ٹھہرے اور ان کی وہ زندگی مشرکانہ ہوئی اور جو ایک منٹ، ایک لحہ اور ایک ساعت کے لئے بھی مشرک رہے، وہ ہرگز ہرگز نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ: ''ان الشرك لظلم عظیم '' ﴿شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔﴾

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ''لا ینال عهدی الظالمین '' ﴿میرا عہد ظالموں کو نہیں ملے گا۔﴾

دوسرے ہم یہ کہتے ہیں کہ جب نبوت کے زمانہ میں مرزا قادیانی نے جھوٹ بولے۔ کذب اور دروغ گوئی سے کام لیا۔ جیسا کہ اس کتاب کے آخری حصے میں ظاہر کیا گیا ہے، تو ان کی پہلی زندگی تو اس سے بھی زیادہ بدتر اور خراب ہوگی:

سرفروشی کی تمنا ہے، تو سر پیدا کر
تیر کھانے کی ہوس ہے، تو جگر پیدا کر

پانچواں معیار اور اس کی تردید

پانچواں معیار یہ ہے:''وماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا ''﴿ہم دنیا میں عذاب نہیں بھیجا کرتے، جب تک پہلے کوئی رسول مبعوث نہ کرلیں۔﴾

مرزائی صاحبان! اس معیار کو پیش کر کے یہ کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے زمانے میں طاعون آیا۔ یہ ایک عذاب الٰہی تھا۔ جو مرزا قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے نازل ہوا تھا لہٰذا وہ نبی تھے۔

میں پوچھتا ہوں کہ یہ کہاں کا قاعدہ ہے کہ جہاں کہیں بیماری واقع ہو، وہاں نبی کا ہونا ضروری اور لابدی ہو۔ انفلوئنزا آیا، ہزاروں لاکھوں گھرانے تباہ وبرباد ہوگئے اور طاعون سے بڑھ کر نقصان دہ ثابت ہوا تھا۔ اس وقت کون نبی تھا؟

دوسرے یہ کہ عذاب تو منکرین کے لئے ہوتا ہے، نہ کہ متبعین کے لئے۔

طاعون آیا، سینکڑوں مرزائی اس کا شکار ہوکر ہلاک ہوگئے۔ بلکہ اس نے تو خاص مرزا قادیانی کے گھر پر جا کر حملہ کیا اور ان کے ایک لڑکے کو شکار بنالے گیا اور منکرین کے سرغنہ مولوی ثناء اللہ صاحب، ڈاکٹر عبدالحکیم خان، احمد بیگ، سلطان احمد، محمدی بیگم وغیرہ کسی پر بھی عذاب کا کچھ اثر نہ ہوا۔ یہ دھوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے؟

مے پلاکر ساقیان سامری فن آب میں
کرتے ہیں، جادو سے اپنے آگ روشن آب میں

چھٹا معیار اور اس کی تردید

''کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ''﴿اللہ تعالیٰ نے مقرر کردیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہتے ہیں۔﴾

اوّل تو یہ معیار ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں غلبہ کے لئے رسالت شرط ہے۔ یعنی سچا رسول ہونا لابدی اور ضروری ہے۔ مرزا قادیانی تو سچے رسول نہ تھے۔

دوسرے ہم یہ کہتے ہیں کہ غلبہ سے کیا مراد ہے۔ سیاسی ہے یا مالی۔ دنیوی ہے یا دینی؟

اگر سیاسی لیا جائے تو سیاست تو مرزا قادیانی کے پاس تک بھی نہیں پھٹکی اور مال وغیرہ کی زیادتی کو غلبہ نہیں کہہ سکتے اور دین میں تو مرزا قادیانی کو ایسی ذلت اٹھانی پڑی کہ الامان!

الامان آج تک مسلمانوں کے ساتھ آپ کے جتنے مناظرے اور مباہلے ہوئے۔ سب میں مرزا مغلوب رہے۔

تیسرے یہ کہ جہاں غلبہ ہو وہاں رسالت کا موجود ہونا ضروری ہو۔ یہ سراسر لغو اور بیہودہ خیال ہے۔ مسیلمہ کذاب کو بہت غلبہ ہوا تھا۔ فرعون نے دنیا میں ہر طرح کا غلبہ حاصل کیا تھا۔ بدھ گوتم کو بھی بہت بڑا غلبہ حاصل ہوا تھا۔ ہندو برہمنوں کا اس نے ناک میں دم کر دیا تھا۔ اس وقت تک اس کی بہت سی مشنریں دنیا کے حصص میں پھیلی ہوئی ہیں۔ کیا وہ نبی تھا؟ کیا وہ رسول تھا؟ سوامی دیانند کو بھی بہت بڑا غلبہ حاصل ہوا۔ ہزارہا آریہ موجود ہیں۔ ہر شہر میں ایک نہ ایک آریہ سماج موجود ہے۔ سینکڑوں سناتنی آریہ ہو رہے ہیں۔ اب تو وہ مسلمانوں پر بھی ہاتھ صاف کر رہے ہیں۔ کیا وہ مرسل من اللہ تھا؟ کیا وہ پیغمبر برحق تھا؟ خود ہی انصاف کرو:

آپ ہی اپنے ذرا طرز عمل کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

باب دوئم

مرزا قادیانی کے کذب میں مرزا قادیانی کے پیش کردہ معیار

پہلا معیار

ناظرین کرام! مرزا قادیانی کی صداقت میں مرزائی صاحبان کے پیش کردہ معاییر کی تردید ختم ہو چکی۔ اب ہم مرزا قادیانی کے صدق وکذب جانچنے کے لئے دو قسم کے معیار پیش کریں گے۔ ایک تو وہ جو مرزا قادیانی ہمیں بتلا گئے ہیں اور دوسرے قرآن وحدیث سے۔ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء مرزا قادیانی کے پیش کردہ معیاروں سے کی جائے۔

سب سے پہلا اور بڑا قوی معیار جو مرزا قادیانی ہمیں بتلا گئے ہیں۔ جس میں کسی مرزائی کو چون وچرا کی گنجائش نہیں اور ہمیشہ جب کبھی اس معیار کو پیش کیا جائے تو ان کے چہرے فق اور رنگ زرد ہو جایا کرتے ہیں اور جواب سے عاجز آجاتے ہیں۔ وہ یہ ہے:

سنئے! مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’ہمارے صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۸، خزائن ج۵ ص۲۸۸)

لہٰذا مرزا قادیانی کے فیصلہ شدہ معیار کو ملحوظ خاطر رکھ کر ان کی ایک عظیم الشان پیش گوئی پر بحث کرتے ہوئے ان کے کذب کو اظہر من الشمس کرتے ہیں۔

پہلی اور دوسری پیش گوئی

پیش گوئی سے مراد وہ زبردست اور عظیم الشان پیش گوئی ہے، جس کے متعلق ’’زوجناکھا فی السماء‘‘ کا حکم لگایا گیا ہے اور جس کو منکوحہ آسمانی کے لقب سے ملقب کیا گیا۔

اس پیش گوئی کی جس قدر عظمت انتہائیہ اور اس کا جس قدر تیقن اکمل مرزا قادیانی کے قلب میں تھا، وہ ان کے ذیل کے دوشعروں سے جو کہ ایک اشتہار بعنوان ’’ایک پیش گوئی پیش از وقوع‘‘ میں درج ہیں، ظاہر ہوتا ہے، لکھتے ہیں:

پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا　　　قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
جھوٹ اور حق میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا　　　کوئی پا جائے گا عزت، کوئی رسوا ہوگا

مرزا قادیانی نے پیش گوئی مذکورہ کو پورا کرنے کے لئے دو طریقے اختیار کئے۔ اولاً تو ان کی طبع اس بات کی مقتضی ہوئی کہ اس کو چاپلوسی کے الفاظ کے ساتھ پورا کریں۔ چنانچہ پہلے پہل تو اسی طریق کو اختیار کیا۔ مگر جب وہاں دال گلتی نہ دیکھی تو تہدید، ڈر اور خوف دلانا شروع کردیا۔ لکھتے ہیں: ’’لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا۔ تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی، وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ویسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر میں تفرقہ، تنگی اور مصیبت پڑے گی۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸)

اجی خوب! ایسا دبوچا کہ کوئی پہلو باقی چھوڑا ہی نہیں۔ بتقدیر انکار اس لڑکی کو اس کے والد اور اقربا کو اور جو اس سے نکاح کرے، اس کو زور سے ڈرایا پھر ہر طرح کا جان، مال کا خوف باہم تفرقہ اور تنگی کی مصیبت:

دھمکیاں دے کے احمد بیگ کو　　　اس کی دختر مانگتا ہے، زشت خو

مرزا قادیانی! شاید آپ نے یہ سوچا ہوگا کہ کوئی ضعیف القلب اور ضعیف الایمان ڈر کر آپ کی خواہش پورا کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ مگر وہ صادق مومن ہستی سنکر ہمیشہ منہ پر تھوکتی رہی۔

مرزا قادیانی! اگر آپ کو اپنے الہام پر یقین ہوتا اور آپ مطمئن ہوتے تو اس خوف و تہدید دلانے کی کوئی ضرورت پیش نہ آتی:

مطمئن ہوتا، اگر الہام سے　　　اس قدر تشویش کیوں ہوتی تجھے

دھمکیاں یہ چال بازی ہیں فقط　　بہر مطلب حیلہ سازی ہیں فقط

جب اس پر بھی کوئی چال نہ چلی اور ناکامیابی کا منہ دیکھنا پڑا۔ تو تسلی قلب اور لڑکی والوں پر یہ جتلانے کے لئے کہ مجھے اپنے الہام پر تیقن اکمل ہے، تحریر کرتے ہیں: ’’خدا نے مقدر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی دختر کلاں کو جس کی درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔‘‘

(دیکھئے مرزا قادیانی کا اشتہار مرقومہ ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۵۸)

عبارت مذکورہ سے دو باتیں اظہر من الشمس ہو رہی ہیں۔

۱…… نکاح میں ہر قسم کے مانع جو وقوع پذیر ہوں گے، ان کو دور کرے گا۔

۲…… انجام کار اس لڑکی کو مرزا قادیانی کے نکاح میں لائے گا۔

مگر باوجود اس کوشش، اس سعی اور اس قدر اظہار تیقن و استعمال الفاظ تہدید کے جب لڑکی اور لڑکی والوں پر کچھ بھی اثر نہ پڑا اور لڑکی کے والدین دوسری جگہ شادی کرنے پر آمادہ ہو گئے اور مرزا قادیانی تاڑ گئے کہ مجھ بڈھے کے ساتھ ہرگز شادی نہیں کریں گے۔ بس اسی وقت پیش گوئی میں ایک اور جز بڑھا دی، لکھ دیا کہ: ’’خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار پا چکا ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آ جائے یا خدائے تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لائے۔‘‘ (دیکھئے اشتہار ۱۰؍مئی ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۱۹)

اسی (ازالہ اوہام ص۳۹۶، خزائن ج۳ص۳۰۵) میں بھی مذکورہ بالا چالاکی کا اظہار کیا۔ مگر اظہار الفاظ تیقن کی معیت میں کہ شاید وہ اپنی کنواری کم سن لڑکی اس بوڑھے کو دے دیں۔ لکھتے ہیں کہ: ’’احمد بیگ کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور بہت لوگ عداوت کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھائے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔‘‘

ناظرین! غور سے ملاحظہ کریں کہ کس شد و مد اور کس زور کے الفاظ ہیں۔ گو بیوہ ہونے کی شرط اور لگا دی ہے۔ لیکن الفاظ یہ بتلاتے ہیں کہ لڑکی لابدی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ کسی نے خواب ادا کیا ہے:

اور ہی سے اگر وہ بیاہی گئی　　پھر بہانے اور ہیں باقی کئی
بیوہ ہو کر آئے گی اب میرے پاس　　امر ربی سے نہیں کچھ جائے یاس

مگر افسوس! ایڑی چوٹی کا زور لگایا، مگر بے سود، سعی کی، مگر بے فائدہ، کوشش کی مگر ناکام۔

ہائے غضب! لڑکی کا نکاح والدین نے عمداً دوسری جگہ کر دیا اور یہ میاں بدھڑ منہ تکتے رہ گئے۔ خوب منہ کالا ہوا۔ چاروں طرف سے پھٹکاروں اور لعنتوں کی بوچھاڑ بارش کی طرح برستی رہی۔ شرم کے مارے پانی پانی ہوگئے۔ مگر مکاری وعیاری کی دوسری راہ تو آپ کو پہلے ہی سوجھ چکی تھی اور اس کا انتظام پہلے ہی سے کر چکے تھے۔ جبھی تو شرط بیوہ لگادی تھی۔

خیر اب قطعی ناامید ہوگئے اور دیکھ لیا کہ سخت ذلت ورسوائی ہوئی ہے اور لوگوں نے ناک میں دم کر دیا ہے۔ اسی وقت پہلو بدلا اور اس لڑکی کے خاوند کی طرف سے عنان توجہ منعطف کی اور اس موت کی بابت پیش گوئی کر دی۔ لکھتے ہیں ''یاد رکھو، کہ اگر اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی (یعنی احمد بیگ کا داماد اگر میرے سامنے نہ مرا) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسانی افتراء نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸)

یاد رہے! پہلے مرزا قادیانی کے صدق وکذب کا معیار نکاح وعدم نکاح محمدی بیگم تھا۔ اب اس کے ضمن میں ایک دوسرا معیار احمد بیگ کے داماد کی موت کی پیش گوئی مقرر ہوگئی۔

مرزا قادیانی نے پیش گوئی مذکورہ بالا میں اس زور کے ساتھ یقین دلایا کہ اس سے زیادہ اعتماد ووثوق ظاہر کرنا اور دوسرے کو یقین دلانا ہو نہیں سکتا۔ لکھتے ہیں: ''نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔'' (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص۳۱ حاشیہ)

لیجئے جناب! اب تو معیار ثانی کی خوب زور سے تائید کر دی۔ تقدیر مبرم یعنی جس کا ہونا یقینی طور پر علم الٰہی میں قرار پاچکا ہو۔ اس کیخلاف ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگر کسی وجہ سے اس کے خلاف ظہور میں آئے تو خدا تعالیٰ کا علم ناقص قرار پائے۔ (نعوذ باللہ)

اب غور طلب بات یہ ہے کہ جس امر کو مرزا قادیانی نے تقدیر مبرم کہا تھا۔ اس کا ظہور ہوا یا نہیں؟ یعنی احمد بیگ کا داماد مرزا قادیانی کی زندگی میں مرا یا کہ مرزا قادیانی اس کی زندگی میں داغ مفارقت دے گئے؟ ہائے! کچھ نہ پوچھئے۔ اسی سوچ ہی میں تھے کہ ملک الموت نے گردن سے آن دبوچا۔ دل کی حسرتیں دل ہی میں رہ گئیں اور آنجناب راہی ملک عدم ہوئے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

لکھا تھا ،کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا، پہلے مر گیا

اور یہ جناب داماد احمد بیگ جو چھاتی پر مونگ دلنے کو پیچھے رہ گئے تھے۔اس وقت زبان حال سے یہ شعر کہہ رہے تھے:

خبرمرگ عدو لائے ہیں،آنے والے
مرحبا اے مجھے دلشاد بنانے والے

مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق کذاب، مفتری اور پیش گوئی کے مطابق ہر بد سے بدتر ٹھہرے۔جس میں کسی حیلہ اور کسی تاویل کی گنجائش باقی نہیں:

مفتری صادق کے آگے ہوگیا ،مر کر تباہ
مفتری ہوتا ہے،آخر اس جہاں میں روسیاہ

اب بتلائیے کہ تقدیر مبرم کہاں گئی؟اب مرزا قادیانی کو مفتری کہا جائے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب نہیں؟(نعوذ باللہ)

ہاں!مرزا قادیانی کا مصنوعی خدا تو اس سے بھی بدتر ہے۔

سنئے! اپنے اللہ کی تعریف کا اظہار (براہین احمدیہ ص۵۵۴،خزائن ج۱ص۶۶۲ حاشیہ درحاشیہ)پر ایک عربی الہام کی صورت میں یوں کرتے ہیں:’’رب اغفروارحم من السماء ربنا عاج‘‘یعنی اے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر،رب ہمارا عاج۔‘‘

ترجمہ میں مرزا قادیانی نے (عاج) کی جگہ (عاجی) لکھا ہے۔

عاج کے معنی لغت میں گوبر یا ہاتھی دانت کی ہڈی کے ہیں۔یائے نسبتی لگانے سے اس کے یہ معنی ہوئے کہ مرزا قادیانی کا خدا گوبر کا یا ہاتھی کی ہڈی کا ہے۔جو امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک سؤر کی ہڈی کی طرح نجس ہے۔

لیجئے!اب تو قصہ صاف ہوگیا۔مرزا قادیانی کا کوئی قصور نہیں تھا۔بلکہ ان کے خدا عاجی نے مرزا قادیانی کو دغا دیا۔

اب رہا پہلا معیار یعنی محمدی بیگم والی پیش گوئی جس کے بارے میں لکھا تھا کہ’’انجام کار میرے نکاح میں آئے گی۔باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ ہونے کی حالت میں۔‘‘

حالت باکرہ کا تو فیصلہ ہوچکا تھا۔باقی رہی بیوہ ہونے کی حالت،سو اس پر اتنا ہی کہہ دینا کافی خیال کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے اپنی خواہش نفسانی کو پورا کرنے کے لئے راتیں بستر

پر تڑپ تڑپ کر گزاریں۔ فراق کے گیت گائے۔ دل کو تسلی دی کہ:

یوں ہی ٹل جائیں گے، کتنے ماہ وسال　　آخر اک دن ہو ہی جائے گا، وصال

اور ہر طرح کی جائز وناجائز کوششیں کیں۔ نرمی اور سختی سے کام لیا۔ چاپلوسی بھی کی۔ مال کا لالچ بھی دیا۔ مگر ہائے افسوس! محمدی بیگم نہ ملی، نہ ملی اور ہرگز نہ ملی اور مرزا قادیانی کا عاجی رب انجام کار اس کو مرزا قادیانی کے پاس نہ لایا اور سخت دھوکہ دیا اور مرزا قادیانی کف افسوس ملتے ہوئے اس دنیا سے سدھارے اور زبان حال سے پکار رہے تھے کہ:

بنے کیونکر کہ ہے سب کار الٹا

ہم الٹے، بات الٹی یار الٹا

باقی رہا مرزائی صاحبان کا یہ کہنا کہ نکاح فسخ ہوگیا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول جن کو سب حقیقت معلوم تھی، وہ لکھتے ہیں کہ:’’نکاح فسخ نہیں ہوا۔ بلکہ اس لڑکی کی کوئی لڑکی در لڑکی اور مرزا قادیانی کا کوئی لڑکا در لڑکا آپس میں بیاہے جائیں گے۔ پس پیش گوئی ٹھیک ہے۔‘‘ (رسالہ ریویوج۷ص۲۷۹)

تاویل بالا پر میں اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اس کی لغویت ناظرین خود محسوس کرتے ہوں گے۔ خیر ہمارا مقصود پورا ہوگیا کہ مرزائی صاحبان کا یہ کہنا کہ نکاح فسخ ہوگیا۔ یہ بالکل لغو اور غلط ٹھہرا۔

دوسرے’’ایتها المرأة توبی توبی فان البلاء علی عقبك‘‘ کو پیش کر کے یہ کہنا کہ اس لڑکی کی ماں نے توبہ کر لی تھی، اس لئے ان پر عذاب نہیں آیا۔

میں کہتا ہوں کہ توبہ کے معنی لغت میں نکال کر دیکھئے۔ رجوع کے آتے ہیں۔ لڑکی کی ماں نے لڑکی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اگر اس سے رجوع کرتی۔ یعنی لڑکی دے دیتی تو پھر توبہ ہوتی۔ لڑکی دینا تو کیا وہ تو مرزا قادیانی کے خون کی پیاسی تھی اور تاعمر اسی حالت پر قائم رہی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ توبہ کیسے ہوگئی؟ اس کی لڑکی آج تک زندہ ہے۔ اس نے تو کبھی اپنی ماں کی توبہ یا اپنی توبہ کا اظہار تک بھی نہیں کیا۔ بلکہ جب مرزا قادیانی کا نام سنتی ہے تو اسی وقت ان کو کوسنا شروع کر دیتی ہے۔ معلوم نہیں کہ توبہ کے معنی کیا لئے گئے ہیں۔

عزیزان من! یہ ہے مرزا قادیانی کی صداقت کا معیار کبیر۔ جس پر مرزا قادیانی بیس سال تک زور لگاتے رہے اور جسے قطعی طور پر مرزا قادیانی کی نبوت، مہدویت، مسیحیت مجددیت کی حقیقت کو اظہر من الشمس کر دیا۔

برادران من! اگر اس پر بھی مرزا قادیانی کو کاذب نہ مانیں تو خدائے تعالیٰ و تقدس پر نعوذ باللہ کیسے سخت کذب کا دھبہ آتا ہے۔ اس قدر تاکید واصرار کے بعد اس کے خلاف کرنا کس قدر اس کی شان کے نازیبا اور خلاف ہے۔ افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ کی شان و عظمت کو انسان سے بھی کم سمجھ لیا اور قرآن کریم کی نصوص قطعیہ پر ذرا بھی خیال نہ کیا۔ کیا اس پیش گوئی سے یہ امر پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا کہ:

۱...... خدائے قدوس جھوٹ بولتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

۲...... (نعوذ باللہ) وعدہ خلافی کرتا ہے اور نہایت پختہ وعدہ کر کے بھی پورا نہیں کرتا۔ چنانچہ محمدی بیگم کے نکاح میں آنے کا مرزا قادیانی سے ''انا کنا فاعلین'' کہہ کر نہایت ہی پختہ وعدہ کیا اور تخمیناً بیس برس تک امید دلائی۔ مگر پوری نہ کی۔

خلاصہ یہ کہ مرزا قادیانی کی ہر دو پیش گوئیاں غلط نکلیں اور مرزا قادیانی اپنے قول کے مطابق کاذب اور ہر بد سے بدتر ٹھہرے۔ اب ہم ایک اور پیش گوئی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

تیسری پیش گوئی...... (زلزلہ)

دو پیش گوئیوں کے منی علی الکذب اور غلط ثابت ہو جانے کے بعد گو ضرورت نہ تھی کہ کسی تیسری پیش گوئی پر بحث کی جاتی اور اس کو غلط ثابت کیا جاتا۔ تاہم ناظرین کی دلچسپی کے لئے اور نیز اس لئے اس کو پیش کیا جاتا ہے کہ مرزائی صاحبان اس پیش گوئی کو عوام الناس کے آگے اکثر طور پر پیش کیا کرتے ہیں اور دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی بالکل صحیح نکلی لہٰذا وہ سچے تھے۔

پیش گوئی سے میری مراد وہ زلزلہ والی پیش گوئی ہے جو کہ مرزا قادیانی نے ۴/اپریل ۱۹۰۵ء والے زلزلہ کے بعد اپنی غفلت پر نادم ہو کر اور موقع چھوٹ جانے پر کف افسوس مل کر آناً فاناً بیس اپریل کو ایک اشتہار میں جس کا عنوان ''زلزلہ کی خبر بار دوئم'' تھا، ایک خوفناک اور تباہ کن زلزلہ کی پیش گوئی کر دی اور اس کے شروع میں لکھ دیا کہ ''۹/اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے۔ جو نمونہ قیامت اور ہوش ربا ہوگا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۲۶)

پھر ایک اشتہار دیا جس کا عنوان ''زلزلہ کی خبر بار سوئم'' تھا۔ اس کے شروع میں لکھا کہ ''آج ۲۹/اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے۔ درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اسی ملک پر آنے والا ہے۔ جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گزرا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۲۵)

مندرجہ بالا اقتباسات اس بات کو اظہر من الشمس کر رہے ہیں کہ وہ زلزلہ عظیمہ یہی ہے۔ جس کو اردو زبان والے بھونچال کہتے ہیں اور یہی مرزا قادیانی کی مراد تھی۔ پیش گوئی بالا کو مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۲۰، خزائن ج۲۱ ص۱۵۱،۱۵۲) میں بصورت نظم شائع کیا ہے۔ اس نظم کے چند ابیات درج ذیل ہیں۔ غور سے ملاحظہ فرمائیں:

اک نشان ہے آنے والا، آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات شہر و مرغزار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن وانس
زار بھی ہوگا، تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

شعر اولیٰ کے لفظ آج کے نیچے لکھا ہے۔ تاریخ امروز ۱۵/اپریل ۱۹۰۵ء جس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ یہ وہی پیش گوئی ہے جو ۴/اپریل ۱۹۰۵ء کے اردگرد انہوں نے کی تھی۔

مرزا قادیانی کی عادت تھی کہ اپنی الہامی پیش گوئی کو ادھر ادھر چکر دیا کرتے تھے۔ اس لئے عوام نے اعتراض کیا کہ یہ پیش گوئی گول مول ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے لکھا کہ:

''آپ خود سوچ لیں کہ یہ پیش گوئی گول مول کیسے ہوئی جبکہ اس میں صریح زلزلہ کا نام بھی موجود ہے اور یہ بھی موجود ہے کہ وہ میری زندگی میں آئے گا اور اس کے ساتھ یہ بھی پیش گوئی ہے کہ وہ ان کے لئے نمونہ قیامت ہوگا۔ جن پر یہ زلزلہ آئے گا۔ اگر یہ گول مول ہے تو پھر کھلی کھلی پیش گوئی کس کو کہتے ہیں؟'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰، خزائن ج۲۱ ص۲۵۰)

اقتباس بالا اپنا مضمون صاف بتلا رہا ہے کہ وہ زلزلہ موعود بھونچال ہوگا۔ ہمارے ملک پنجاب میں ہوگا اور مرزا قادیانی کی زندگی میں ہوگا۔

مضمون بالا کی توضیح خود ہی کتاب مذکورہ کے (ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۲۵۸) پر یوں کرتے ہیں: ''اور بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ یہ پیش گوئی میری زندگی میں میرے ہی ملک میں اور میرے فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی۔''

یہاں پر اقتباس اولیٰ کی بڑے زور سے تائید کی گئی ہے۔

اور سنئے! مرزا قادیانی زلزلہ سے کیا مراد لیتے ہیں۔ لکھتے ہیں ''اس میں کچھ شک نہیں کہ اس آئندہ کی پیش گوئی میں پہلی پیش گوئی کی طرح بار بار زلزلہ کا ہی لفظ آیا ہے اور کوئی لفظ نہیں

آیا اور ظاہری معنوں کو بہ نسبت تاویلی معنوں کے زیادہ حق ہے۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۳، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۳)

لیجئے! خود فیصلہ کردیا کہ زلزلہ سے مراد بھونچال ہی ہے۔ باوجود اس بات کے کہ مرزا قادیانی زلزلہ سے مراد بھونچال لیتے ہیں۔ پھر اس پیش گوئی کو جنگ کی نسبت قرار دینا انصاف کا خون کرنا ہے۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ ’’زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار‘‘ میں ’’زار‘‘ کا لفظ کیوں لکھا گیا؟ جن اصحاب کو شعر گوئی کا مذاق ہو۔ وہ جانتے ہیں کہ شاعر کو قافیہ تلاش کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ بالخصوص مرزا قادیانی جیسے شاعر کے لئے جن کی طبع میں آمد ہی نہیں۔ بلکہ آوردی ہے۔ قافیہ پورا کرنے کے لئے غیر متعلق بھی گھسیڑ لیا کرتے ہیں۔ چونکہ حال زار کے قافیہ کے ساتھ زار کا لفظ ابتداء میں ایزاد کرنا ایک تفنن ہے۔ اس لئے استعمال کر لیا۔

لہٰذا فقرہ کے یہ معنی ہوئے کہ اگر زار جیسا بادشاہ اس گھڑی یعنی زلزلہ کی حالت میں ہوگا تو اس کی حالت بھی زار ہوگی۔ کیونکہ زلزلہ اپنا اثر سب لوگوں پر یکساں ڈالتا ہے۔ کیا غریب اور کیا امیر، کیا فقیر اور کیا بادشاہ۔

غور تو کیجئے کہ اگر زار روس اور ایک فقیر ایک جگہ اکٹھے کھڑے ہوئے ہوں اور زلزلہ وارد ہو جائے تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ زلزلہ اس فقیر پر تو اپنا اثر ڈال دے اور زار روس پر اپنا اثر نہ ڈال سکے۔ نہیں۔ دونوں پر یکساں اثر ہوگا اس لئے مرزا قادیانی نے کہا کہ ایسا سخت زلزلہ ہوگا کہ زار بھی ہوگا تو اس گھڑی باحال زار ہوگا۔

میرے دوستو! اب بھی اس میں کوئی تاویل کی گنجائش ہے۔ اب رہا یہ معاملہ کہ آیا بھونچال پنجاب کے ملک میں ویسا ہی مرزا قادیانی کی زندگی میں آیا؟

افسوس! صد افسوس! کوئی بھونچال نہیں آیا اور مرزا قادیانی اس جہاں سے خفا ہو کر اپنی پیش گوئی پوری کرنے کی تحریک کیلئے اصالتاً آسمانی عدالت کی جانب کوچ کر گئے۔ مگر کچھ خبر نہیں کہ وہاں کیا کر رہے ہیں اور کیسی گزر رہی ہے:

کہیے یاران عدم کیا گزری
کچھ تو لب گور سے فرمائے گا

مرزا قادیانی کی چالاکی

اب رہا یہ سوال کہ مرزا قادیانی نے دھڑلے سے ایسی پیش گوئی کیوں کی؟ ہاں لیجئے یہ

رازبھی طشت ازبام کئے دیتاہوں۔ بات دراصل یہ تھی کہ ۴/اپریل ۱۹۰۵ء والے زلزلہ سے مرزا صاحب کچھ فائدہ نہ اٹھاسکے لہٰذا آئندہ کسی موقع کی تلاش میں تھے۔ان دنوں ایک انگریز نے یہ پیش گوئی کردی کہ ۱۱،۱۲/مئی ۱۹۰۵ء کو پھرایک غضبناک زلزلہ آنے والا ہے۔بس پھرتو مرزا قادیانی کی طرف سے اشتہار جاری ہوگئے۔ مقلدین مرزا قادیانی نے اس کو اس قدر اہمیت دی کہ جنگلوں میں نکل بیٹھے۔حتیٰ کہ خود آنجناب مرزا قادیانی اہل وعیال سمیت جنگل کو چلتے بنے۔ایام مذکورہ گزر گئے۔کوئی زلزلہ نہ آیا۔اتنے میں ایک اور انگریز نے پیش گوئی کردی کہ دوسوسال تک ایسا زلزلہ نہ آئے گا۔بس اس کا سننا کہ گروجی اپنے پنتھیوں سمیت جوتیاں چٹخاتے ہوئے اپنا سامنہ لے کر گھروں کو واپس لوٹے۔کسی نے اشعار میں خوب ادا کیا ہے:

مرزا جی گھر کو چھوڑ کے جنگل کو جاتے ہیں
اورزلزلہ سے قوم کو اپنی ڈراتے ہیں
بستے گھروں کو چھوڑ کے سب بھاگنے لگے
جنگل میں جاکے اپنے وہ ڈیرے جماتے ہیں
واپس گھروں میں آ گھسے چپکے سے لوٹ کر
شرمندگی سے چہروں کو اپنے چھپاتے ہیں
اورراتوں رات آگئے مرزا جی شہر میں
سارے حواری جوتیاں چٹخاتے آتے ہیں

باقی رہا یہ امر کہ باوجود اس صراحت اس وضاحت اور اس تشریح کے اب اس سے موجودہ جنگ اور زار روس کی معزولی مراد لینا یہ انصاف کا خون کرنا اور عوام کو دھوکہ میں ڈالنا ہے۔ فرض بالمحال اگر اس سے جنگ ہی مراد لے لیں تو وہ جنگ:

۱...... مرزاقادیانی کی زندگی میں ہونی چاہئے تھی۔
۲...... وہ جنگ مرزاقادیانی کے ملک میں ہونی چاہئے تھی۔
۳...... اس سے مرزاقادیانی کے ملک کا ایک حصہ ان کی زندگی میں نابود ہوجانا چاہئے تھا۔
۴...... مرزاقادیانی کی باربار کی وحی میں کبھی تو جنگ کا نام اور زار روس کی معزولی کا لفظ آتا۔
۵...... مرزاقادیانی ہرگز یہ نہ کہتے، ظاہری معنوں کا بنسبت تاویلی معنوں کے زیادہ حق ہے۔

غرض مرزاقادیانی کی تحریروں سے یہ ثابت ہوگیا کہ وہ ہرگز سچے اور راست باز شخص

نہیں تھے اور وہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھے اور اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق صریح اور صاف کاذب ٹھہرے۔

دوسرا معیار

سب سے بڑا اور زبردست معیار جو مرزا قادیانی اپنے صدق وکذب پرکھنے کے لئے ہمیں بتلا گئے ہیں، وہ یہ ہے۔ لکھتے ہیں: ''ظاہر ہے کہ جب کوئی ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے، تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔''

(چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

اب میں اسی معیار پر مرزا قادیانی کو پرکھتا ہوں۔ گو پیش گوئیوں کے باطل اور جھوٹا ہونے کے بعد کسی مزید جھوٹ کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ تاہم ہر پہلو، ہر سمت، ہر طرف اور ہر جہت سے جھوٹا ثابت کرنے کے لئے مرزا قادیانی کے چند ایسے جھوٹ درج کئے جائیں گے۔ جن کا صحیح جواب مرزائی حضرات تا قیامت نہیں دے سکتے۔

جھوٹ نمبر۱

(شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷) میں لکھتے ہیں کہ: ''اگر حدیث کے بیان پر اعتماد ہے۔ تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی ''ھذا خلیفة اللّٰہ المھدی '' اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو ''اصح الکتب'' بعد کتاب اللہ ہے۔''

اجی مرزا قادیانی! سوچا اور خوب سوچا کہ یہ حدیث اس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ جس پایہ اور مرتبہ کے آپ مجدد، رسول اور محدث ہیں۔ اللہ رے دلیری کہ بخاری جیسی مشہور کتاب، پھر مرزا قادیانی کو ادنیٰ ادنیٰ بات پر وحی کی بارش اور پھر جناب کی وحی دخل شیطانی سے محفوظ، روح اللہ ہر وقت آپ کے ساتھ، الہام جناب کا قطعی مگر اس قدر جھوٹ سے نہ وحی نے روکا، نہ روح القدس نے۔

اس مضمون کو بخاری کی روایت بتانا اس امر کی کافی شہادت ہے کہ مرزا قادیانی کی طبع میں احتیاط اور راستبازی کا نام تک نہ تھا۔ اگر میں غلط کہتا ہوں تو تمام دنیا کے مرزائی مل کر تلاش کر

کے اس روایت کو دکھائیں۔ ورنہ مرزا قادیانی کے کاذب اور مفتری ماننے میں کوئی تامل نہ کریں۔

میں دعویٰ سے ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ تاقیامت کوئی نہیں دکھلاسکتا:

نہ خنجر اٹھے ہے نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

جھوٹ نمبر۲

(اربعین نمبر۳ ص۹، خزائن ج۱۷ ص۳۹۴) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ''مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی اسمٰعیل صاحب علی گڑھی نے لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کے سامنے مرجائے گا۔''

یہ مرزا قادیانی کا صریح کذب ہے۔ ان دونوں حضرات نے ایسا کہیں نہیں لکھا کہ اگر کسی کو دعویٰ ہے تو بتاؤ کہ کہاں اور ان کی کس کتاب میں ہے؟ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی مرزائی اس جھوٹ کے داغ کو قیامت تک نہیں مٹاسکتا:

باندھی سب نے زیر فلک جھوٹ پر کمر
شاید بگڑ گیا ہے کہیں ماٹ نیل کا

جھوٹ نمبر۳

(نور الحق نمبر۲ ص۱۹، خزائن ج۸ ص۲۰۹) میں مرزا قادیانی نے ایک حدیث نقل کی ہے: ''فاخبر رسول اللہ ﷺ خیر الانام ان الشمس تنکسف عند ظهور المهدی فی النصف من هذه الایام یعنی الثامن والعشرین قبل نصف النهار'' یعنی رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ مہدی کے ظہور کے وقت ایام کسوف کے نصف میں ہوگا۔ یعنی اٹھائیسویں تاریخ میں دوپہر سے پہلے۔

یہ مرزا قادیانی کا سفید جھوٹ ہے۔ یہ کوئی حدیث نہیں۔ اگر کسی کو دعویٰ ہے تو کتب احادیث سے عبارت بالا ایسے من وعن نکال دیجئے۔ ورنہ سمجھئے کہ مرزا قادیانی نے سخت جھوٹ بولا ہے:

معجزوں کا مدعی بنتا ہے تو
جھوٹ پر اس قدر کیوں تنتا ہے تو

ناظرین! آپ نے ملاحظہ کرلیا کہ مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق کس طرح کاذب، مفتری، جھوٹے اور دھوکہ باز ثابت ہورہے ہیں۔ جس میں کسی حیلہ اور چون و چرا کی گنجائش نہیں۔ اب ذرا مرزا قادیانی کے پانچ، چھ جھوٹ اور ملاحظہ ہوں۔ جن کا صحیح جواب غیر ممکن اور محال ہے۔

جھوٹ نمبر۴

مرزا قادیانی کی سب سے پہلی الہامی کتاب جس میں دس ہزار روپیہ انعام کا الہامی اشتہار بھی درج ہے۔ اس اشتہار میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ اس کتاب میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ سب سچ ہے۔ لیکن اس کے پہلے ہی دیباچہ میں انہوں نے لکھا ہے کہ ’’اس کتاب میں ایک اشتہار ایک مقدمہ، چار فصلیں اور ایک خاتمہ ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۱۶، خزائن ج۱ ص۲۴)

اب میں مرزائی حضرات سے پوچھتا ہوں کہ براہین احمدیہ سینکڑوں کی تعداد میں طبع شدہ موجود ہے۔ آیئے! اس کے ورق الٹ کر ایک اشتہار، ایک مقدمہ، چار فصلیں اور ایک خاتمہ نکال کر دکھایئے اور مرزا قادیانی کو سچا ثابت کریئے۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی مرزائی تاقیامت ہرگز ہرگز نہیں دکھلا سکتا۔ اب بتلاؤ! کہ مرزا قادیانی کے کاذب ماننے میں آپ کو کیا شبہ باقی ہے؟

جھوٹ نمبر۵

مرزا (حقیقت الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) میں لکھتے ہیں کہ: ’’مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔‘‘

یہ مرزا قادیانی نے عوام کو دھوکہ دینے اور اپنے دام تزویر میں لانے کے لئے صریح اور صاف جھوٹ لکھا ہے۔ مجدد صاحب نے ہرگز نہیں لکھا کہ وہ نبی کہلاتا ہے۔ بلکہ انہوں نے تو یہ لکھا ہے کہ ’’وہ محدث کہلاتا ہے۔‘‘ اگر ہمت ہے تو مکتوبات سے نکال کر دکھاؤ۔

جھوٹ نمبر۶

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (مسیح ہندوستان ص۵۳، خزائن ج۱۵ ص۵۵) میں لکھا ہے کہ: ’’اور احادیث میں معتبر روایتوں سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسیح کی عمر ایک سو پچیس (۱۲۵) سال کی ہوئی ہے اور اس بات کو اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام میں دو ایسی باتیں جمع ہوئی تھیں کہ کسی نبی میں وہ دونوں جمع نہیں ہوئیں۔

۱...... یہ کہ انہوں نے کامل عمر پائی۔ یعنی ایک سو پچیس برس زندہ رہے۔

۲...... یہ کہ انہوں نے دنیا کے اکثر حصوں کی سیاحت کی۔ اس لئے نبی سیاح کہلائے۔‘‘

یہ مرزا قادیانی کا بالکل سفید جھوٹ ہے۔ اسلام کے تمام فرقے اس بات کو ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ اگر کسی کو دعویٰ ہے تو ثابت کرے۔ مگر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی مرزائی تاقیامت ثابت نہیں کر سکے گا۔

نہ خنجر اٹھے ہے، نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

جھوٹ نمبر ۷

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۱، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۸) میں لکھا ہے کہ ''اور بعض احادیث میں بھی آچکا ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ بھی علامت ہوگی کہ وہ ذوالقرنین ہوگا۔''

یہ مرزا قادیانی نے بالکل جھوٹ لکھا ہے۔ کتب احادیث دنیا میں موجود ہیں۔ اٹھ نہیں گئیں۔ اگر ہمت ہے تو آؤ اور مرزا قادیانی کو سچا ثابت کر دکھاؤ ورنہ ایسے مذہب سے توبہ کرو۔

جھوٹ نمبر ۸

(تحفہ گولڑویہ ص ۹، خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۰) پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''اور ان کی (یعنی کشمیر) کی پورانی تاریخوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شہزادہ ہے۔ جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ جس کو قریباً انیس سو برس آئے ہوئے گزر گئے اور ساتھ اس کے بعض شاگرد تھے اور وہ کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا اور اس کی عبادت گاہ پر ایک کتبہ تھا۔ جس کے یہ لفظ تھے کہ یہ ایک شہزادہ نبی ہے۔ جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا اور اس کا نام یوز ہے۔''

مرزا قادیانی نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ صریح جھوٹ لکھا ہے۔ کشمیر کی قدیم و جدید سب تواریخ موجود ہیں۔ کسی تاریخ سے ایسا نکال دو۔ ورنہ خدا سے ڈرو اور ایسے جھوٹے مذہب کو خیر باد کہہ دو۔

تیسرا معیار

اب میں مرزا قادیانی کا ایک قول پیش کرتا ہوں۔ جس سے مرزا قادیانی کی مسیحیت خاک میں مل جاتی ہے اور وہ اپنے پختہ اقرار سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو ہمت ہے تو مرد بنے اور میدان میں نکلے اور سچا کر کے دکھلائے۔

مرزا قادیانی اخبار البدر مطبوعہ ۱۹/ جولائی ۱۹۰۶ء (مکتوبات ج ۱ ص ۴۹۵ جدید) میں لکھتے

ہیں: ’’میرا کام جس کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں۔ یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں اور آنحضرتﷺ کی جلالت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ انجام کو نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں کام کر دکھایا جو مسیح اور مہدی کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔‘‘

مرزا قادیانی نے یہاں تین دعوے کئے ہیں۔

اوّل! عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنا۔

دوم! بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلانا۔

سوئم! آنحضرتﷺ کی جلالت اور شان دنیا پر ظاہر کرنا۔

اس کے بعد بڑے دعویٰ سے یہ لکھتے ہیں کہ اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ باتیں میں پوری نہ کرسکوں اور مر جاؤں تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔

اب میں مرزائی صاحبان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی گواہی کیوں نہیں دیتے۔ اب انہیں کیا عذر ہے۔ مرزائی حضرات ان زوردار دعوؤں کو ملاحظہ کریں اور بتلائیں کہ ان میں کوئی بات بھی ان کی زندگی میں پوری ہوئی یا ان کے خلیفہ اول یا دوم نے سچ کر کے دکھائی؟

کیا عیسائیت دنیا سے نیست ونابود ہوگئی؟ کیا تثلیث کی بجائے توحید دنیا میں پھیل گئی؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ تمام دنیا نے دیکھ لیا اور دیکھ رہی ہے کہ مرزا قادیانی کے آنے کے بعد اسلام کی حالت بدتر ہوگئی اور بالخصوص اب جیسی حالت زار ہے۔ جو نام کے مسلمان ہیں۔ وہ بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں عیسائی وآریہ، دہریہ اور بے دین ہوتے جاتے ہیں۔

اگر انصاف اور حق طلبی سے دیکھا جائے تو مرزا قادیانی کے وجود سے تثلیث کے ماننے والے فنا تو کیا ہوتے، بہت کچھ ان کی ترقی ہوگئی اور توحید کی جگہ ساری دنیا میں تثلیث پھیل گئی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے محض مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب دینے اور اپنے دام میں لانے کے لئے زوردار دعوے کر دیئے۔ ورنہ وہ اور ان کے متبعین تو عیسائیوں کے پورے معین ومددگار ہیں اور اسلام کے پکے دشمن۔

بجائے اس کے مرزا قادیانی اپنی سعی سے لوگوں کو مسلمان بناتے۔ انہوں نے آتے

ہی چالیس کروڑ مسلمانوں کو مرتد اور کافر بنادیا۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز اور حرام قرار دیا۔ ان کے ساتھ رشتہ ناتہ کرنا قطعی طور پر ممنوع ٹھہرادیا اور ان کے لئے دوزخ کا دروازہ کھول دیا۔ برخلاف اس کے اپنی قلیل جماعت کو فرقہ ناجی اور مستحق جنت ٹھہرایا۔

آنحضرتﷺ کی جلالت، افضلیت اور شان یہ ظاہر کی کہ آتے ہی زور سے دعویٰ کر دیا کہ ''ان قدمی هذه علی منارة ختم علیه کل رفعة '' (خطبہ الہامیہ ص۳۵، خزائن ج۱۶ ص۷۰) یعنی میرا پاؤں اس بلندی پر ہے جس پر تمام بلندیاں ختم ہیں۔ یعنی مجھے وہ رتبہ ملا ہے کہ کسی نبی کو آج تک نہیں ملا۔ یہاں پر صریح لفظوں میں آنحضرتﷺ پر افضلیت کا دعویٰ کیا گیا۔

ایک جگہ پر تو صاف طور پر کھلے کھلے الفاظ میں لکھتے ہیں کہ: ''میرے بڑے بڑے نشان تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳)

اور جناب رسولﷺ کی نسبت (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳) میں لکھتے ہیں کہ ''ہمارے نبیﷺ سے تین ہزار معجزے ظہور میں آئے۔''

ان دونوں قولوں کو ملانے سے ظاہر ہوا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میرے معجزات رسول اللہﷺ کے معجزات سے بھی زیادہ ہیں۔ یعنی مجھے آنحضرتﷺ پر سو حصہ زیادہ فضیلت ہے۔ (نعوذ باللہ) اب ناظرین خود انصاف کر لیں کہ اس معیار کی رو سے صادق ٹھہرے یا کاذب؟

باب سوئم

مرزا قادیانی کے کذب میں قرآن کریم اور احادیث شریفہ سے معیار

ناظرین! مرزا قادیانی اپنے پیش کردہ معاییر کی رو سے کاذب، مفتری، جھوٹے اور بے دین ثابت ہوگئے۔ ہم ان کے پیش کردہ اتنے ہی معیاروں پر اکتفا کرتے ہیں اور قرآن شریف اور حدیث نبیﷺ سے معیار پیش کر کے ان کے کذب کی اور بھی تصدیق کرادیتے ہیں۔

پہلا معیار

حدیث شریف میں آیا ہے: ''ماتوفی اللّٰه نبیاقط الادفن حیث قبض (کنز العمال ج۲ ص۱۱۹) '' اس کا ترجمہ میں اپنی طرف سے نہیں کرتا۔ بلکہ مرزا محمود قادیانی کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ وہ اس معیار کو مانتے ہیں، لکھتے ہیں۔ ''نہیں فوت کیا، کسی نبی کو بھی اللہ نے ہرگز کہ وہ دفن کیا گیا، جس جگہ فوت کیا گیا۔'' (دیکھئے تشحیذ الاذہان ج۱۱ نمبر۴ ماہ اپریل ۱۹۱۶ء ص۷)

چنانچہ ایک اور حدیث بڑے زور سے اس کی تائید کرتی ہے: ’’ماقبض اللہ نبیا الافی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ (مشکوٰۃ ج چہارم باب وفاۃ النبی ﷺ) ‘‘ ﴿آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نبی کی روح کو اسی جگہ قبض کرتا ہے جہاں اسے دفن کرنا منظور ہو۔﴾

حدیث بالا کے راوی حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں، حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا جب انتقال ہوا تو آپ ﷺ کی تدفین کے مقام میں لوگوں کا اختلاف ہوگیا۔ تو اسی وقت حضرت ابوبکرؓ نے یہ حدیث پڑھ سنائی۔ صحابہؓ نے سن کر اس پر اتفاق کیا۔

چنانچہ صدر اول کا اس پر بالتمام وکمال اجماع ہوگیا اور اسی پر عملدرآمد کیا گیا۔ یعنی حضور ﷺ کا جس حجرہ شریف میں انتقال ہوا تھا، وہیں آپ ﷺ کو دفن کیا گیا۔

اب آپ خود انصاف کریں کہ کیا مرزا قادیانی اس معیار پر پورے اترے؟ کیا جہاں مرزا قادیانی کا انتقال ہوا تھا۔ وہیں دفن کئے گئے؟ افسوس! انتقال ہوا لاہور میں اور دجال کے گدھے پر آپ کو لاد کر قادیان میں لاکر دفن کیا گیا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

دوسرا معیار

اب ایک اور معیار پیش کرتا ہوں۔ اگر مرزائی حضرات، مرزا قادیانی کی اس پر پرکھ کر کے سچا کر دکھائیں تو فی الحقیقت مرزا قادیانی کی آواز پر ہم لبیک کہنے کو تیار ہیں۔ قادیان کے اسلامی جلسہ میں کئی دفعہ میں نے یہ معیار پیش کیا۔ مگر آج تک مرزائی حضرات نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

حدیث شریف میں آیا ہے: ’’ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الجمعہ) ‘‘ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے اجساد کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور رزق دیا جاتا ہے﴾

یعنی زمین یا مٹی انبیاء علیہم السلام کے اجساد وابدان کو ہرگز ہرگز نہیں کھاتی بلکہ ان کے اجساد تو قبور میں ویسے ہی صحیح وسالم رہتے ہیں۔ جیسے آج دفن کئے گئے۔

چنانچہ اس کا ثبوت تاریخ مدینہ بنام ’’جذب القلوب الی دیار المحبوب‘‘ میں ملتا ہے۔ اس میں لکھا ہے: ’’اور اخبار صحیحہ میں آیا ہے کہ چالیس برس کی مدت کے بعد شہداء کے قبور شریفہ کو

کھولا تو ویسے ہی تروتازہ پھولوں کی کلیاں سی لاشیں مع کفن نکلیں گویا کہ کل ہی دفن ہوئی ہیں اور بعض کو ان میں سے دیکھا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھ کر ویسے ہی رہ گئے ہیں ہاتھ کو جدا کرتے ہیں تو زخم سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ ہاتھ کو اٹھا کر چھوڑ دیتے ہیں تو پھر وہیں زخم پر پہنچ جاتا ہے۔ ان قبور شریفہ کے کھلنے کے جو سبب ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بعضی بعضی لاشوں کے دفن میں خلط ہو گیا تھا۔ قرابتی ایک کا دوسرے کے پاس دفن ہوا تھا۔ تو لوگ آنحضرت ﷺ کی اجازت صریح سے یا دلالت حال سے یا قیاس واجتہاد سے ان لاشوں کو نکال نکال کر جدا جدا دفن کرتے تھے اور بعض قبروں کے کھل جانے کی وجہ سیل ہوئی تھی اور اکثر اس جہت سے قبریں کھلیں کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے زمان امارت میں ایک نہر کھدوا کر اسی مشہد مقدس کی طرف جاری کی تھی۔ تو لاشیں نکال نکال کر الگ جا کر دفن کرتے تھے۔''

امام تاج الدین سبکیؒ ''شفاء الاسقام'' میں لکھتے ہیں: ''جس وقت حضرت معاویہؓ نے نہر نکالی اور نقل شہداء کا اپنے مواضع قبور سے حکم دیا اس وقت ایک کدال حضرت سید الشہداء سیدنا حمزہ بن عبدالمطلبؓ کے پائے مبارک میں لگی۔ اس سے خون جاری ہوا اور نقل کرتے ہیں کہ نہر کھدنے کے وقت ان کے عامل نے منادی کی کہ امیر المومنین کی نہر آتی ہے۔ جس کسی کا مردہ یہاں دفن ہو آئے اور مردہ کو یہاں سے اکھاڑ کر اور جگہ لے جاوے۔''

(مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب ص۱۹۵)

اب میں یہ کہتا ہوں کہ جب انبیاء کے متبعین صدیقین کی یہ حالت ہو، کہ ان کے اجسام زمین نے نہ کھائے ہوں تو کیا ان کے پیشواؤں یعنی انبیاء کی یہ حالت نہ ہوگی؟

اب مرزائی صاحبان کو چاہئے کہ مرزا قادیانی کو اس معیار پر پرکھیں۔ اگر ان کا جسد بالکل صحیح وسالم نکل آئے اور ان کے چہرے پر انوار نبوت موجود ہوں تو ہم ان کو نبی ماننے کو تیار ہیں۔ ورنہ ان کو مرزائیت سے تائب ہونا پڑے گا۔ اگر مرد میدان ہو، تو نکلو:

بس تنگ نہ کر اے ناصح نادان مجھے اتنا
یا چل کے دکھادے، دہن ایسا، کمر ایسی

تیسرا معیار

قرآن شریف میں ہے: ''وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه'' یعنی ہم نے تمام پیغمبروں کو انہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔

مرزا قادیانی دنیا میں آئے اور قصیدہ اعجازیہ لکھ کر انہوں نے بڑے زور سے اعجاز کا

دعویٰ کیا اور لوگوں کو معارضہ اور مقابلہ کے لئے دعوت دی۔ مگر افسوس یہ کہ قصیدہ عربی کا لکھا۔ اگر پیغمبر ہوتے تو ضروری ولابدی اپنی قومی زبان یعنی اردو یا پنجابی میں لکھتے۔

نیز مرزا قادیانی نے فرمایا کہ مجھے مختلف زبانوں میں الہام ہوتے ہیں۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں عبرانی، انگریزی، عربی، فارسی وغیرہ میں الہام موجود ہیں۔ یہ تعلیم قرآنی کے صریح خلاف ہے۔ اس معیار کے مطابق ان کو اردو یا پنجابی میں ہونا چاہئے تھا۔

جلوے میری نگاہ میں کون مکان کے ہیں
مجھ سے کہاں چھپیں گے ایسے وہ کہاں کے ہیں

چوتھا معیار

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ چنانچہ مختلف جگہوں میں انہوں نے اس کا کئی جگہ اعلان بھی کیا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۷۲، خزائن ج۲۲ ص۷۵) میں لکھتے ہیں کہ: ’’الحمدللہ الذی جعلك المسیح ابن مریم ‘‘یعنی اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے ابن مریم بنایا۔

اسی طرح (ازالہ اوہام ص۴۱۳،۴۱۴، خزائن ج۳ ص۳۱۵) میں لکھا ہے: ’’پس واضح ہو کہ وہ مسیح موعود جس کا آنا انجیل اور احادیث صحیح کی رو سے ضروری قرار پاچکا ہے، وہ تو اپنے وقت پر اپنے نشانوں کے ساتھ آ گیا اور آج وہ وعدہ پورا ہو گیا۔ جو خدا تعالیٰ کی مقدس پیش گوئیوں میں پہلے سے کیا گیا تھا۔‘‘

ان عبارتوں سے یہ بات خوب پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ آنے والے مسیح مرزا قادیانی ہی تھے۔ اب ہم حدیث شریف کی طرف رجوع کر کے دیکھتے ہیں۔ حدیث نبوی عیسیٰ علیہ السلام کو پرکھنے کیلئے ہمیں کون سا معیار بتلا گئی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے: ’’عن حنظلة الاسلمی قال سمعت اباهريرة يحدث عن النبی ﷺ والذی نفسی بيده ليهلن ابن مريم بفج الروحاء حاجا اومعتمرا وليثنينهما (صحیح مسلم جلد اوّل مطبوعه مجتبائی پریس دهلی ۱۳۱۹، ص۴۰۸ سطر ۱۴)‘‘ ﴿حنظلہ اسلمی سے مروی ہے کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا۔ وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابن مریم یقیناً اور ضرور مقام فج روحاء میں حج یا عمرہ یا قران (یعنی حج اور عمرہ دونوں) کا احرام باندھیں گے۔﴾

میرے مرزائی دوستو! بتلاؤ کیا مرزا قادیان نے حج کیا تھا۔ کیا انہوں نے حج یا عمرہ یا قران کا احرام فج روحاء سے باندھا تھا؟

حدیث تو بڑی تاکید سے کہتی ہے کہ مسیح ابن مریم جب آئے گا تو ضرور حج کرے گا۔

ہاں! اگر یہ حیلہ تراشا جائے اور اگر یہ بہانہ پیش کیا جائے کہ مرزا قادیانی میں استطاعت نہیں تھی۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ بتلایئے کہ حدیث میں کہاں لکھا ہے کہ مسیح میں استطاعت ہوگی تو وہ حج کرے گا ورنہ نہیں؟

دوسرے میں یہ کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی تو اپنے تئیں مختلف کتابوں پر رئیس اعظم قادیان لکھتے رہے ہیں۔ کیا ان میں استطاعت نہیں تھی۔ چلئے کدھر چلیں گے۔ میاں باطل اور مقابلہ حق کا؟

سامنا اور آہ آتشگیر کا
منہ تو دیکھو آسمان پیر کا

پانچواں معیار

حدیث شریف میں ہے: ’’قال رسول اللہ ﷺ لا نورث ماترکناہ صدقۃ (مشکوٰۃ باب وفات النبی ﷺ) ‘‘ ﴿یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم انبیاء کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں، سب صدقہ ہوتا ہے۔﴾

اسی واسطے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ نے مال فدک وغیرہ کو تقسیم نہیں کیا اور نہ بی بی فاطمہؓ کو کچھ دیا۔

اگر مرزا قادیانی نبی ہوتے تو لابدی اس معیار کے مطابق اپنی تمام جائیداد صدقہ کر جاتے۔ جب مرزا قادیانی نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ان کی اولاد اور دیگر ورثاء ان کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے وارث ہوئے اور مرزا قادیانی نے خود اپنے بیٹے کو بھی اپنی جائیداد سے محروم کر کے اس کو عاق کر دیا۔ تو وہ کاذب اور مفتری ٹھہرے۔

چوں بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است
تو آسنائے نہ، خطا اینجا است

چھٹا معیار

قرآن شریف میں ہے: ’’قل لا اسئلکم علیہ اجرا ‘‘ ﴿آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی (دنیوی) صلہ نہیں مانگتا۔﴾

یہی نہیں۔ بلکہ قرآن کریم میں متعدد جگہ مختلف انبیاء کے بارے میں بھی ایسا ہی آیا ہے۔ چنانچہ سورۂ شعراء نکال کر دیکھ لیجئے کہ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو کہا تھا کہ:''وما اسئلکم علیه من اجران اجری الا علی رب العلمین ''یعنی میں تم سے کوئی دنیوی صلہ نہیں مانگتا۔ بلکہ میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

یہاں سے سچے نبیوں کا مابہ الامتیاز یہ بھی نکلا کہ وہ احکام کی تبلیغ میں اپنے لئے روپیہ اور چندہ نہیں مانگتے۔ جو کچھ کرتے ہیں۔ محض اللہ اور خاص خدا کے واسطے کرتے ہیں۔

اب ہم مرزا قادیانی کو اس معیار پر پرکھتے ہیں کہ آیا وہ اس پر صادق اترتے ہیں یا کاذب؟

مرزا قادیانی نے اپنے لئے چندہ مانگا اور بہت سی رقم جمع کی۔ چنانچہ اپنے مکان کی وسعت کے لئے بڑے زور وشور سے اشتہاروں میں انہوں نے چندہ کی درخواست کی اور لوگوں سے روپیہ وصول کیا۔

مرزا قادیانی کی اپنی جائیداد تو بہت کم تھی۔ اتنی بڑی جائیداد جو انہوں نے مہیا کی۔ وہ سب چندہ کی بدولت تھی۔ لہٰذا مرزا قادیانی کو اس معیار کی رو سے کاذب ماننا پڑے گا۔

راہ پر ان کو تو لے آئے ہیں ہم باتوں میں
اور کھل جاویں گے دو چار ملاقاتوں میں

باب چہارم
مرزا قادیانی کے کذب میں چند عقلی معیار

اب ہم قرآن وحدیث کے بتائے ہوئے اتنے ہی معیاروں پر اکتفاء کرتے ہیں اور چند ایک عقلی معیار پیش کرتے ہیں۔ غور سے ملاحظہ ہو۔

پہلا معیار

ہم دیکھتے ہیں کہ آج تک دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس کی وفات کے بعد اس کے صحابہ میں اس بات پر اختلاف ہوگیا ہو کہ یہ نبی تھا یا نہیں؟

کوئی ایسی نظیر بتلائیے کہ کسی نبی کی جماعت اس کی وفات کے بعد اس طرح دو فریقوں میں منقسم ہوگئے۔ ایک جماعت تو ان کی نبوت کا سرے سے انکار کرتی ہے اور دوسری جماعت ان کو نبی اور مرسل من اللہ مانتی ہے۔

ابتدائے دنیا سے آج تک اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ یہ بھی مرزا قادیانی کے کذب کی بڑی زبردست دلیل ہے۔

سمجھا ہے اورفلک تو مجھے اپنے دل میں کیا
تیرے دھوئیں اڑاؤں گا میں ایک آہ میں

دوسرا معیار

دوسرے یہ کہ سچا نبی جب خدا کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا جاتا ہے۔ اسی وقت وہ رسالت کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ آہستہ آہستہ تدریجاً اظہار نبوت نہیں کرتا۔ یعنی یہ نہیں کرتا کہ پہلے دعویٰ ولایت پھر مجددیت پھر مسیحیت اور پھر آخر میں کہیں جا کر جب دیکھا کہ لوگوں نے مان لیا ہے۔ دعویٰ نبوت کر دے۔

بخلاف مرزا قادیانی کے کہ انہوں نے دیگر انبیاء صادقین کی مثل فوراً دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ بلکہ وہ تو اول ولی، پھر مجدد، پھر مسیح موعود، پھر مہدی معہود، پھر رام چند پھر کرشن وغیرہ وغیرہ بنے پھر کہیں جا کر نبوت کا دعویٰ کیا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر محمد ﷺ تک کسی نبی، کسی رسول، کسی مرسل من اللہ کا یہ طریقہ نہیں دیکھا جو مرزا قادیانی نے کیا۔ تو معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی سچے نبی نہیں تھے۔ بلکہ کاذب تھے۔

سرفروشی کی تمنا ہے تو سر پیدا کر
تیر کھانے کی ہوس ہے تو جگر پیدا کر

تیسرا معیار

تیسرا معیار سچے نبیوں کا یہ ہے کہ ان کے نام ہمیشہ مفرد ہوتے ہیں۔ جیسے آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام، محمد ﷺ۔

قرآن شریف وحدیث شریف میں انبیاء کا ذکر ہے۔ سب کے اسمائے گرامی مفرد ہیں مرکب نہیں۔

بخلاف غلام احمد کے یہ مضاف اور مضاف الیہ سے مرکب ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اس معیار کے مطابق سچے نبی نہیں ورنہ ان کا نام بھی مفرد ہونا چاہئے تھا۔

باب پنجم
عقائد مرزا قادیانی

ناظرین! معیاروں کا سلسلہ ختم کیا جاتا ہے۔اب ہم اس کے بعد مرزا قادیانی کے اس مذہب، ان عقائد اور اس تعلیم کا تھوڑا سا نمونہ پیش کرتے ہیں جو وہ عوام الناس میں چھوڑ گئے ہیں۔ جس سے مرزا قادیانی کا اسلام سے خارج ہونا روز روشن کی طرح ظاہر جائے گا اور نیز اس امر کی بھی توضیح وتشریح ہوجائے گی کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ صرف نبوت کا ہی نہیں، بلکہ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ میں تمام انبیاء سے افضل ہوں۔

مرزا قادیانی کا اپنی وحی پر قرآن شریف کی طرح ایمان لانا

لکھتے ہیں، ''جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے، جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہوسکتی ہے کہ میں ان کی ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرے کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں، جس کی حق الیقین پر بناء ہے۔''

(اربعین نمبر۴ ص۲۰، خزائن ج۱۷ ص۴۵۴)

مذکورہ بالا قول سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں:

اول: یہ کہ مرزا قادیانی اپنی وحی کو ایسا ہی قطعی اور یقینی کلام خدا جانتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید ہے۔اس سے دو امور ثابت ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ مرزا قادیانی کو ویسا ہی نبوت کا دعویٰ ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کو تھا۔ ورنہ مرزا قادیانی کی وحی کا قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہونا اور اس پر ایمان لانا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔دوسرا امر یہ معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اپنی وحی کے منکر کو ویسا ہی کافر سمجھیں گے جیسا کہ قرآن مجید کے منکر کو۔

دوم: یہ کہ مرزا قادیانی اپنی وحی کے مقابلہ میں تمام احادیث نبویہ بیکار بتاتے ہیں کیونکہ وہ اپنی وحی کو من جانب اللہ ہونا قطعی بتاتے ہیں اور احادیث کا ثبوت ظنی کہتے ہیں۔ بلکہ بلا تعیّن انہیں موضوع یعنی جھوٹی بنائی ہوئی باتیں کہتے ہیں۔

مرزا قادیانی کا اپنے الہامات پر قرآن شریف کی طرح ایمان لانا

لکھتے ہیں ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں، جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو

یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔‘‘
(حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۲۲۰)

دیکھا جائے کہ کس صفائی سے اپنے الہامات پر ایمان لانا ویسا ہی فرض بتاتے ہیں جیسا قرآن مجید پر، ان کے کلام خدا ہونے پر انہیں ایسا ہی یقین ہے جیسے قرآن مجید کے کلام خدا ہونے پر۔ اس قول کے بعد کسی ذی علم کو اس بات کے ماننے میں کوئی تامل نہیں ہوسکتا کہ ان کے الہامات کا منکر کافر ہے۔ جب ان کی وحی کا مرتبہ کلام الٰہی ہونے میں ایسا ہی ہو جیسا قرآن مجید ہے، تو کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ مرزا قادیانی کے نزدیک ان کے الہامات کا منکر کافر نہ ہو بلکہ ضرور ہے کہ ان کے الہامات کا منکر ویسا ہی کافر ہوگا۔ جیسا کہ قرآن مجید کا منکر۔

دعویٰ نبوت کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

لکھتے ہیں، ’’خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا، جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس کا نام غلام احمد رکھا۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

اس قول میں نہایت صاف طور سے نبی مستقل اور صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو ہر شان میں حضرت مسیح علیہ السلام سے بہت بڑھ کر بتاتے ہیں اور جب مرزا قادیانی ہر شان میں ان سے بڑھ کر ہوئے تو بالضرور ان کا یہ دعویٰ ہوا کہ میں مستقل نبی ہوں۔ بلکہ بعض مستقل انبیاء سے بہت بڑھ کر ہوں اور صاحب شریعت ہوں۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں، ’’خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے، مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں، وہ ہرگز نہیں کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں، وہ ہرگز نہ دکھلاسکتا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۴۸، خزائن ج۲۲ ص۱۵۲)

ایک اور جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی فضیلت کو اس طرح ظاہر کرتے ہیں: ’’پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخر زمانے کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۵۵، خزائن ج۲۲ ص۱۵۹)

اس قول میں مرزا قادیانی کے کئی جھوٹ ثابت ہوتے ہیں۔

۱…… خدا نے فرمایا ہے کہ آخر زمانے کا مسیح پہلے وقت کے مسیح سے افضل ہوگا۔

۲…… جناب رسول ﷺ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔

۳...... انبیاء کرام کا بھی یہی قول ہے۔
۴...... آخری زمانہ کے مسیح کی فضیلت اس کے عمدہ اور مفید کاموں کی وجہ سے بیان کی ہے۔

یہ چاروں باتیں محض غلط اور جھوٹ ہیں۔ قرآن وحدیث اور کتب سابقہ موجود ہیں۔ کوئی قادیانی دکھلائے کہ آنے والے مسیح کو پہلے مسیح سے افضل کہاں ٹھہرایا ہے؟ اس مسیح نے سوائے اپنی شہرت کے کیا کارنامے دکھائے اور اسلام اور مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچایا بجز اس کے کہ دنیا کے مسلمانوں کو کافر ٹھہرادیا اور کیا کیا؟

واقف رہ جو نہیں قافلہ سالار نہ بن
سرفروشی کی نہیں تاب تو سردار نہ بن

کھلے کھلے لفظوں میں دعویٰ نبوت

۱...... ’’میں نبی ہوں اور اس امت میں نبی کا میرے لئے مخصوص ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

۲...... ’’الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ ہے۔ خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔‘‘

(انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۳...... ’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

۴...... مجھے الہام ہوا ہے: ’’یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا ‘‘یعنی اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول ہو کر آیا ہوں۔‘‘

(معیار الاخیار ص۱۱، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۰)

۵...... ’’بہرحال جب تک طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)

دیگر انبیاء پر فضیلت کا دعویٰ

لکھتے ہیں: ’’بلکہ خدائے تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں۔ جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا

رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی (ﷺ) کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۶، خزائن ج۲۲ص۵۷۴)

قول بالا کی تائید میں مرزا قادیانی کا ایک اور قول پیش کرتا ہوں، وہ یہ ہے: ''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ص۵۰۳)

ہر دو اقوال بالا میں بڑے زور سے دیگر انبیاء پر اپنی فضیلت کو صریح اور صاف الفاظ میں ظاہر کر رہے ہیں۔ جس میں کسی کو چوں وچرا کی گنجائش نہیں۔

حضور سرور کائنات پر فضیلت کا دعویٰ

اس سے قبل تتمہ حقیقت الوحی سے مرزا قادیانی کا دعویٰ نقل کیا گیا ہے کہ میرے بڑے بڑے نشان تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ مگر اسی پر بس نہیں بلکہ اخبار بدر مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء میں تین لاکھ سے زیادہ اپنے معجزات کو بیان کیا ہے اور لکھا ہے:

''جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ نشانوں سے خالی نہیں گزرتا۔''

اور جناب رسول (ﷺ) کی نسبت (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ص۱۵۳) میں لکھتے ہیں کہ: ''ہمارے نبی (ﷺ) کے تین ہزار معجزے ظہور میں آئے۔''

ان ہر دو اقوال کے ملانے سے ظاہر ہوا کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ میرے معجزات آنحضرتﷺ کے معجزات سے سو حصہ زیادہ ہیں۔ یعنی سو حصہ مجھے حضورﷺ پر زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ (نعوذ باللہ)

۲...... اب ایک اور قول سنئے۔ لکھتے ہیں: ''لیکن پھر بھی دو نام دو نبیوں سے کچھ خصوصیت رکھتے ہیں۔ یعنی مہدی کا نام ہمارے نبیﷺ سے خاص ہے اور مسیح یعنی مؤید بروح القدس کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ خصوصیت رکھتا ہے اور نبیوں کی پیش گوئیوں میں یہ بھی تھا کہ امام آخرالزمان میں یہ دونوں صفتیں اکٹھی ہو جائیں گی۔'' (حاشیہ اربعین نمبر۲ص۱۲، خزائن ج۱۸ص۳۵۸)

اس قول سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک مؤید بروح القدس

ہونے کی صفت رسول اللہ ﷺ میں نہ تھی۔ صرف مہدی ہونے کی صفت تھی۔ یعنی ایک عظیم الشان صفت سے جناب رسول اللہ ﷺ محروم تھے۔ (نعوذ باللہ)

مگر مرزا قادیانی دونوں صفت کے جامع ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ سے فضیلت رکھتے ہیں۔

۳...... ایک اور قول ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں: ’’تمام دنیا میں کئی تخت اترے، پر تیرا (یعنی مرزا قادیانی کا) تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ ص۹۲)

اس قول میں مرزا قادیانی صاف طور پر اپنے آپ کو تمام انبیاء پر فوقیت دیتے ہیں کیونکہ تخت اترنے سے مقصود معمولی تخت نہیں۔ بلکہ مثالی طور پر عالی مرتبہ رسالت ونبوت کا تخت مراد ہوسکتا ہے۔ جب مرزا قادیانی کا تخت سب سے بلند بچھایا گیا تو معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

اسی طرح (خطبہ الہامیہ ص۳۵، خزائن ج۱۶ ص۷۰) پر لکھتے ہیں: ’’ان قدمی هذه علی منارة ختم علیه کل رفعة ‘‘یعنی یہ میرا پاؤں اس بلندی پر ہے جس پر تمام بلندیاں ختم ہیں۔ یہاں بھی یہی دعویٰ ہے کہ مجھے وہ بلندی نصیب ہوئی ہے جو کسی نبی کو نہیں ملی۔‘‘ (نعوذ باللہ)

۴...... چوتھا قول یہ ہے: ’’اتانی مالم یؤت احد من العالمین (استفتاء ص۸۷، خزائن ج۲۲ ص۷۱۵) ‘‘اس الہام کا یہی مطلب ہے کہ مرزا قادیانی کو جو مرتبہ دیا گیا ہے۔ وہ سارے جہاں میں کسی ولی اور کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ بھی داخل ہیں۔ یعنی حضور کو بھی وہ مرتبہ نہیں دیا گیا۔ (استغفر اللہ)

۵...... اسی طرح (قصیدہ اعجازیہ ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳) پر اپنی فضیلت یوں بیان کرتے ہیں: ’’له خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر ‘‘یعنی رسول اللہ ﷺ کے لئے تو صرف چاند کا خسوف ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا؟ اس شعر میں پہلے رسول اللہ ﷺ کا نشان صرف چاند گہن بتاتے ہیں اور اپنا نشان چاند اور سورج دونوں کا گہن کہتے ہیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے صداقت کے اظہار کے لئے تو صرف چاند گہن ہوا اور میری صداقت کے لئے چاند اور سورج دونوں کا گہن ہوا۔ یعنی آنحضرت ﷺ پر مجھے فضیلت دی۔ (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی کا خدائی کا دعویٰ

لکھتے ہیں: ’’رأیتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی هو فخلقت

السموات والارض ”یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہو گیا ہوں اور میں نے یقین کرلیا کہ میں اللہ ہی ہوں۔ پھر میں نے زمین وآسمان پیدا کیا۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴،۵۶۵، خزائن ج۵ ص ایضاً)

مرزا قادیانی کا گویا خدا کی بیوی ہونا

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا (یعنی مرزا قادیانی کا) حیض دیکھے تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے اور ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

مرزا قادیانی کا خدا کا بیٹا ہونا

دیکھو، الہام مرزا قادیانی ”انت منی بمنزلة ولدی“ یعنی اے مرزا تو ہمارے بیٹے کی جا بجا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹) اور سنئے: ”انت من ماءنا وهم من فشل یعنی اے مرزا تو ہمارے نطفہ سے ہے اور وہ خشکی سے ہے۔“ (تذکرہ ص۴۰۲ طبع۳)

مرزا قادیانی کا خالق خدا ہونا

دیکھو مرزا قادیانی کا الہام ”انت منی وانا منک“ (دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷) یعنی خدا مرزا قادیانی کو کہتا ہے کہ اے مرزا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ یعنی میں تیرا خالق ہوں اور تو میرا خالق ہے۔

مرزا قادیانی کا اہل بیت پر حملہ

۱...... لکھتے ہیں: ”پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے، اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔“ (ملفوظات ج۲ ص۱۴۲)

۲......

کربلا ئیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۳...... ”وقالوا علیٰ الحسنین فضّل نفسه، اقول نعم والله ربی سیظهر“ (اعجاز احمدی ص۵۲، خزائن ج۱۹ ص۱۶۴) یعنی انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور امام حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں، ہاں میرا خدا عنقریب ظاہر کردے گا۔

’’وانی قتیل تحب لکن حسینکم …… قتیل العدیٰ فالفرق اجلٰی واظھر ‘‘(اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۸ص۲۹۳) یعنی میں محبت کا کشتہ ہوں مگر تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا اور ظاہر ہے۔

بھائیو! انصاف سے کہو، کیا کوئی مسلمان کے قلم وزبان سے یہ کلمات نکل سکتے ہیں؟ کیا کوئی انسان رسول الثقلین پر ایمان لاکر اپنے مقابلہ میں ان کے قرۃ العینین کی اس طرح فضیحت کرسکتا ہے۔ وہ امام حسینؓ جنہوں نے اسلام کے پودے کی پرورش اپنے خون سے کی۔ جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنی جان کو قربان کردیا۔ جو سید المرسلین کے نواسہ ہیں اور جنہیں سید المرسلین نے اہل جنت کا سردار فرمایا ہے اور نجات کے لئے کشتی نوح کے مثل ٹھہرایا ہے۔ ان کی نسبت مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ (حسینکم) تمہارا حسین، یعنی ہمارا نہیں؟

اور پھر لکھتے ہیں کہ میں محبت کا کشتہ ہوں اور امام حسین دشمنوں کے کشتہ تھے۔ یعنی انہیں محبت الٰہی سے واسطہ نہ تھا۔ ان کی شہادت محبت خدا کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ میں کشتہ محبت خدا ہوں۔ کیونکہ میری زندگی امن وآرام اور چین وراحت سے گزرتی ہے۔ قورما پلاؤ کھانے کو اور مشک وزعفران استعمال کرنے کو ملتا ہے۔ افسوس ایسی عقل پر:

فخر کیا کرتا ہے ایسی عقل پر
حشر میں روئے گا ایسے جہل پر

توہین انبیاء کرام

مرزا قادیانی نے انبیاء کرام کی توہین میں جس قدر گستاخی اور بے باکی سے کام لیا ہے۔ لکھتے وقت طبیعت میں ایسا ڈر، ایسا خوف اور ایسی دہشت پیدا ہوتی ہے کہ قلم لکھنے سے رک جاتا ہے۔ مگر مجبوراً آپ حضرات تک ان کے عقائد پہنچانے کے لئے تحریر کیا جاتا ہے۔ ورنہ طبیعت ہرگز ہرگز اس بات کی مقتضی نہیں ہوتی کہ ان الفاظ کو لکھا جائے۔

۱…… مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’بلکہ اکثر پیش گوئیوں میں ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں کہ خود انبیاء کرام کو ہی جن پر وہ وحی نازل ہو، سمجھ میں نہیں آسکتے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۴۰، خزائن ج۳ص۱۷۱)

۲…… ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ ’’ایک پادشاہ کے وقت میں چار نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست ہوئی۔ بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۶۲۹، خزائن ج۳ص۴۳۹)

۳...... ’’جس قدر حضرت مسیح کی پیش گوئیاں غلط نکلیں، اس قدر صحیح نہیں نکلیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۷، خزائن ج ۳ ص ۱۰۶)

۴...... ’’حضرت موسیٰ کی پیش گوئیاں بھی اسی صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھی تھی۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۸، خزائن ج ۳ ص ۱۰۶)

۵...... ’’جناب رسول خدا (ﷺ) کی پیش گوئیوں میں بھی غلطی ہوئی۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۸۸، خزائن ج ۳ ص ۴۷۱ ملخص)

۶...... ’’جناب رسول اللہ (ﷺ) کا سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہئے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

۷...... ’’مریم کا بیٹا کوشلیا کے بیٹے (رامچندر جی) سے کچھ زیادتی نہیں رکھتا۔‘‘

(انجام آتھم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۴۱)

۸...... ’’یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیال جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۳۰۲، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

۹...... ’’اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھایا ہو، کیونکہ حال کے زمانے میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۳۰۴، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین

لکھتے ہیں کہ: ’’عیسائیوں نے بہت سے معجزات آپ کے لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد بنیں۔ ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں

ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اس تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا کہ آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے سوائے مکر وفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بتا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک ومطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں (کسبی عورتوں) سے میلان شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان میں ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ ان کے سر پر ناپاک ہاتھ لگائے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔'' (حاشیہ انجام آتھم ص۵،۶،۷، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹،۲۹۱)

مرزائیوں کے آگے جب یہ عبارت پڑھی جائے تو کہا کرتے ہیں کہ مرزاقادیانی نے یہ سب کچھ یسوع کو کہا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ گالیاں نہیں دیں۔ یہ ان کی محض دھوکہ دہی ہے۔ مرزاقادیانی تو خود لکھ گئے ہیں کہ ''مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔''

(توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲)

اب بتلایئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں نہیں دی گئیں تو اور کس کو دی گئی ہیں۔ کیوں دوسروں کی آنکھوں میں خاک ڈال رہے ہو؟

تیر پر تیر چلاؤ تمہیں ڈر کس کا ہے
سینہ کس کا ہے، میری جان جگر کس کا ہے

آنحضرت ﷺ کے معراج جسمانی سے انکار

''نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کر رہا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس جسم خاکی کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے۔ پس اس جسم کا کرہ ماہتاب وآفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶)

قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں

لکھتے ہیں: ''قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال

کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے۔ لیکن قرآن مجید کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۲۵،۲۶، خزائن ج۳ ص۱۱۵ حاشیہ)

قرآن شریف قادیاں میں نازل ہوا ہے

''کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر با آواز بلند پڑھ رہے ہیں۔ پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا: ''انا انزلناه قریبا من القادیان '' تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر دیکھا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ پر شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی ہے۔''

(حاشیہ ازالہ اوہام ص۷۶،۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰)

قرآن کریم کے معجزات مسمریزم ہیں

لکھتے ہیں: ''قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض مردے زندہ ہوگئے تھے۔ جیسے وہ مردہ جس کا خون بنی اسرائیل نے چھپا لیا تھا۔ جس کا ذکر ''واذاقتلتم'' کی آیت میں ہے کہ اس گائے کے گوشت کی بوٹیوں سے جس کے ہاتھ سے مقتول کے جسم پر لگنے سے زندہ ہوگیا تھا۔ یا ہو جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس قصہ سے واقعی طور پر زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف دھمکی تھی تاکہ چور بے دل ہوکر اپنے تئیں ظاہر کردے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق عمل الترب یعنی مسمریزم کا ایک شعبہ تھا۔''

(ازالہ اوہام ص۷۴۸ تا ۷۵۰، خزائن ج۳ ص۵۰۳،۵۰۴)

حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں آئیں گے

لکھتے ہیں کہ: ''محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں۔''

(ازالہ اوہام ص۴۵۷، خزائن ج۳ ص۳۴۴)

دجال پادری ہیں اور کوئی دجال نہیں آوے گا

''یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ مسیح دجال جس کے آنے کا انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے۔ جو ٹڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۴۹۵،۴۹۶، خزائن ج۳ ص۳۶۶)

لکھتے ہیں: ''وہ گدھا دجال کا اپنا ہی بنایا ہوا ہوگا۔ پھر اگر وہ ریل نہیں تو اور کیا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۶۸۵، خزائن ج۳ ص۴۶۹،۴۷۰)

یاجوج ماجوج کوئی نہیں

لکھتے ہیں: ’’یاجوج ماجوج سے دو قومیں انگریز اور روس مراد ہیں اور کچھ نہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۵۰۲،۵۰۸، خزائن ج۳ ص۳۶۹،۳۷۳)

دابۃ الارض علماء ہوں گے اور کچھ نہیں

لکھتے ہیں: ’’دابۃ الارض علماء اور واعظین ہیں جو آسمانی قوت اپنے میں نہیں رکھتے۔ آخر زمانہ میں ان کی کثرت ہوگی۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۵۱۰، خزائن ج۳ ص۳۷۳)

آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا

لکھتے ہیں: ’’مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ممالک مغربی آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔‘‘

(ص۵۱۵ ازالہ اوہام، خزائن ج۳ ص۳۷۶،۳۷۷)

مرزاقادیانی کا فتویٰ غیراحمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں

لکھتے ہیں: ’’اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے۔ اس لئے وہ اس لائق نہیں کہ میری جماعت سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پس یاد رکھو جیسا کہ خداتعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے اوپر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب اور مردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہئے کہ وہی تمہارا امام ہو جو تم میں سے ہو۔‘‘

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۸، خزائن ج۱۷ ص۶۴ حاشیہ)

مرزاقادیانی کا فتویٰ

غیراحمدیوں سے مناکحت حرام ہے

’’میرے مرید کسی غیرمرید سے لڑکی نہ بیاہا کریں۔‘‘ (دیکھو فتاویٰ احمدیہ ص۷)

مرزاقادیانی کا منکر کافر اور جہنمی ہے

لکھتے ہیں: ’’میرا منکر کافر ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷)

میرے دوستو! مرزاقادیانی کا کذب ہر طریقہ سے اظہر من الشمس ہوگیا اور مرزاقادیانی خود اپنے الہاموں اور پختہ اقراروں سے کاذب، مفتری اور ہر بد سے بدتر ثابت ہوگئے اور ان کا جھوٹ آفتاب نیم ورز کی طرح روشن ہوگیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس توضیح وتشریح کے بعد

مرزا قادیانی کوکاذب ماننے میں کون سی شے مانع ہے؟

اے امت مرزا! اگر تمہارے سینے میں دل اوراس دل میں صداقت ہے۔ اگر تمہارے سر میں دماغ اوراس دماغ میں مادہ فہم وادراک ہے تو خدایا سوچو کہ کس قعر ضلالت میں پڑے ہوئے ہو۔ خدا اور رسول کے لئے اب تو اپنے حال پر رحم کرو اور فوراً ان عقائد سے تائب ہوکر سچے مسلمان بن جاؤ۔ اگر تمہارے قلوب وصدور میں صداقت نہیں رہی۔ اگر تمہارے دماغوں میں مادہ فہم وادراک زائل ہوگیا ہے۔ اگر تمہاری آنکھوں میں مادہ بصیرت نہیں رہا۔ اگر تمہارے دل پتھر ہوگئے ہیں۔ اگر تمہارے ہرامر میں دست کفر اور زبان ریا شامل ہے۔ اگر تم میں حقیقت شناسی کی اک ٹھیس، بصیرت کی ایک تڑپ، احساس صحیح وحق کا ایک اضطراب بھی نہیں اور اگر تمہارے گوش آوازحق اور صدائے اسلام کو نہیں سنتے تو اللہ میاں کا جہنم بہت وسیع ہے:

در فیض محمد وا ہے، آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے

باب ششم

مسئلہ ختم نبوت

تمام علماء اسلام کافۃً سلفاً وخلفاً اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ آنحضرتﷺ کی بعثت کے بعد کوئی نبی پیغمبر، کوئی جدید نبی اور کوئی رسول قیامت تک نہیں آئے گا۔ نبوت ورسالت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہوگئی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

’’ماکان محمد اباحد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین(احزاب:۴۰)‘‘ ﴿یعنی محمد(ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں۔﴾

لفظ ’’النّبیین‘‘ مطلق ہے۔ علاوہ بریں الف لام استغراقی اس پر داخل ہے۔ اس آیت نے بعبارت النص فیصلہ کردیا کہ آپﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی تشریعی ہو یا غیر تشریعی، مستقل ہو یا غیر مستقل، اصلی ہو یا ظلی، ہرگز نہیں آئے گا۔

چنانچہ تفاسیر مسلمہ، تفسیر کبیر، خازن، مدارک، بیضاوی وغیرہ تفاسیر میں خاتم النّبیین کی

جو تفسیر کی گئی ہے۔ وہ بڑے زور سے تصریح بالا کی مؤید ہے۔ ''خاتم النّبیین'' میں دو لفظ ہیں۔ ''خاتم'' اور ''النّبیین'' قرآن میں لفظ ''خاتم'' دو طرح سے آیا ہے۔ یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اکثر پڑھنے والوں نے خاتم کی ت کو زبر سے پڑھتے سنا ہے اور بعض نے زیر سے پڑھتے سنا ہے۔ یعنی بعض نے بفتح پڑھا ہے اور اکثر نے بکسر پڑھا ہے۔

جیسا کہ تفسیر فتح البیان وغیرہ سے ظاہر ہے۔ کلام عرب میں خاتَم، خاتِم کے چند معنے آتے ہیں۔ مہر کو بھی خاتم کہتے ہیں اور انگوٹھی کو بھی اور آخری کو بھی۔ مگر عرب کے بول چال میں جب یہ لفظ کسی جماعت کی طرف سے مضاف ہو۔ تو اس حالت میں اس کے ایک ہی معنے ہوتے ہیں۔ مثلاً خاتم القوم جب کہیں گے تو اس کے یہی معنی ہوں گے کہ ساری قوم کے آخر میں آنے والا اور یہ ظاہر ہے کہ قرآن پاک میں لفظ ''خاتَم النّبیین'' وارد ہے۔ یعنی لفظ خاتم النّبیین کی طرف مضاف واقع ہوا ہے۔ تو اس کے معنے آخرالنّبیین ہی ہوں گے۔ دوسری معنے نہیں ہوسکتے۔

چنانچہ کتاب لسان العرب جو اہل عرب کے نزدیک نہایت معتبر اور مستند لغت ہے۔ اس میں محارہ عرب سے اس کے معنی آخر کے بیان کر کے قرآن مجید کی یہی آیت نقل کی ہے جو زیر بحث ہے۔ اس میں خاتم النّبیین کے معنی اس طرح بیان کئے ہیں ''ای اخرھم'' یعنی تمام انبیاء کے آخر میں آنے والے۔ اس کے سوا کوئی دوسرے معنی نہیں کئے۔ اس کی پوری عبارت ملاحظہ ہو:

''ختام القوم خاتمھم وخاتمھم اخرھم ومحمد ﷺ خاتم الانبیاء علیہ و علیھم الصلوٰۃ والسلام و الخاتم و الخاتم من اسماء النبی ﷺ و فی التنزیل العزیز ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النّبیین ای اخرھم (لسان العرب حصہ ۱۵ مطبوعہ مصر ص۵۵)'' ﴿ختام القوم اور خاتِم القوم (ت کی زیر) اور خاتَم القوم (ت کی زبر) آخر قوم کو کہتے ہیں (یعنی جب لفظ ختام، خاتِم اور خاتَم کو ایک جماعت کی طرف مضاف کریں تو اس کے معنی آخر اور انتہا کے ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور خاتِم اور خاتَم دونوں آپ کے نام ہیں اور قرآن شریف میں جو ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النّبیین'' آیا ہے وہاں خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں۔﴾

اسی طرح قاموس، تاج العروس، مجمع البحار اور منتہی الارب میں بھی خاتم النّبیین کے

معنے آخرالنّبیین کے لکھے ہیں اور جب یہ لفظ قرآن مجید کا ہے اور جن کی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا ہے۔ان کا قطعی فیصلہ ہے کہ اس کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں تو کلام الٰہی کے نص قطعی سے ثابت ہوگیا کہ آنحضرتﷺ آخری نبی ہیں اور آپﷺ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں ملے گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر انسان ہر متنفس اور ہر بشر پر یہ روشن ہو جائے کہ حضور انورﷺ کی نبوت و ہدایت کا ماہتاب قیامت تک روشن رہے گا۔آپ کے خادم علمائے امت اسی روشنی سے مستفید ہوکر ساری امت کو فائدہ پہنچاتے رہیں گے اور یہ علماء ورثۃ الانبیاء کے معزز خطاب سے مشرف رہیں گے۔

یہ وہ عزت اور مرتبہ ہے جو حضور انورﷺ سے پیشتر کسی نبی کو نہیں ملا۔اس آیت سے بالیقین ثابت ہوگیا کہ آپﷺ پر نبوت ختم ہے اور جو آپﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرے وہ کذاب اور مرتد ہے۔اس کی تصدیق و تفصیل جناب رسول خداﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے فرمادی ہے اور ایسے جھوٹے مدعیان نبوت کے متعلق پیش گوئی کی ہے جو آپﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کریں گے۔چنانچہ ارشاد ہے:

’’وانه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النّبیین لانبی بعدی (مسلم، ترمذی ج۲ص۴۵، ابوداؤد ج۲ص۱۲۷)‘‘

﴿جناب رسول اللہﷺ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے اور ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ میں خدا کا رسول ہوں، حالانکہ میں تمام انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔﴾

اس حدیث میں پہلے آنحضرتﷺ اپنی امت کے مدعیان نبوت کو جھوٹا فرما کر ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل میں ’’وانا خاتم النّبیین لانبی بعدی‘‘ فرمایا۔جس کا حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مجھے خاتم النّبیین فرمایا ہے۔جس کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں۔مگر حضورﷺ نے اس کی دوسری تفسیر بیان کرنے کی غرض سے الفاظ بدل دیئے ہیں اور ’’لانبی بعدی‘‘ فرمایا ہے۔یعنی میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا۔

لفظ نبی نکرہ ہے۔جو ہر قسم کے نبی کو شامل ہے۔یعنی جس پر نبی کا لفظ بولا جائے خواہ وہ تشریعی ہو یا غیرتشریعی، ظلی ہو یا بروزی، طفیلی ہو یا غیرطفیلی، پھر اس پر لانفی کا لاکر یہ فرمادیا کہ کسی قسم

کا کوئی نبی میرے بعد نہیں آئے گا۔ یعنی کسی انسان کو کسی قسم کا نبوت کا مرتبہ ہرگز نہیں ملے گا۔

یہ حدیث ترمذی، ابوداؤد وغیرہ وغیرہ صحاح ستہ کی متعدد اور مستند کتب میں متعدد صحابہ کرام سے منقول ہے۔ یہ حدیث کئی وجوہ سے قابل غور ہے۔

اوّل! یہ کہ اس حدیث میں آنحضرتﷺ دو باتوں کی پیش گوئی فرماتے ہیں۔ ایک یہ کہ میرے بعد جھوٹے نبی مدعی نبوت آئیں گے۔

دوسرا! یہ کہ میرے بعد کوئی سچا مبعوث نبی ہونے والا نہیں۔ اس مدعا کو مختلف اوقات میں متعدد طریقوں سے آپﷺ نے فرمایا ہے۔

صحیح بخاری میں قرب قیامت کی علامت ہے: ’’یبعث دجالون کذابون قریب من ثلثین کلهم یزعم انه رسول اللّٰه‘‘ ﴿یعنی قیامت کے قریب تیس جھوٹے دجال اٹھیں گے اور ہر ایک رسالت کا دعویٰ کرے گا۔﴾

ترمذی میں ہے: ’’لاتقوم الساعة حتیٰ یبعث کذابون دجالون قریب من ثلثین کلهم یزعم انه رسول اللّٰه‘‘ ﴿یعنی جب تک دنیا میں تیس کے قریب جھوٹے دجال، جو دعویٰ نبوت کریں، پیدا نہ ہولیں، قیامت قائم نہ ہوگی۔﴾

صحیح مسلم میں جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے: ’’سمعت النبیﷺ ان بین یدی الساعة کذابین فاحذروهم‘‘ ﴿جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خداﷺ سے سنا کہ آپ نے اپنی تمام امت سے فرمایا کہ قیامت کے قریب جھوٹے مدعی نبوت ہونے والے ہیں۔ ان سے بچو۔﴾

دیکھئے! جھوٹوں کے آنے اور ان سے بچنے کی تاکید کس طرح ہو رہی ہے۔ مگر کسی جدید نبی کے آنے اور اس پر ایمان لانے کا ذکر کسی حدیث میں نہیں آیا۔ حالانکہ اس کا ذکر بھی ضروری تھا۔ بلکہ اس کے برخلاف ’’لانبی بعدی‘‘ اکثر جگہ آیا ہے۔

اب مرزائی صاحبان کا احادیث صحیحہ قطعیہ کے مقابلہ میں قول ’’لافتیٰ الا علیؓ لا سیف الاذوالفقار‘‘ کو پیش کر کے یہ کہنا کہ لانفی جنس کے واسطے ہمیشہ نہیں ہوتا۔ جیسے اوپر کی مثال میں لانفی جنس سیف پر نہیں۔ اسی طرح لانفی جنس نبوت پر نہیں۔ یہ سراسر غلط اور کم عقلی وکم فہمی پر مبنی ہے۔

اوّل! تو اس موقعہ پر مثال پیش کرنا غیر محل ہے۔ کیونکہ حدیث ’’لانبی بعدی‘‘ میں الاّ حرف استثناء نہیں۔

دوسرے! یہ کہ: ’’لا نبی بعدی‘‘ کو خاص کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی بت پرست ’’لا الہ الا اللہ‘‘ کو خاص کر کے یہ معنے کرے کہ جو معبود عالی مرتبہ ہے۔ وہ اللہ ہے۔ اس سے چھوٹے معبودوں کی نفی نہیں ہوتی۔ جو کم مرتبہ کے ہیں۔

اب اگر مرزائی صاحبان بت پرستوں کے شریک اور کلمہ طیبہ کے لائے نفی جنس میں خصوصیت کے قائل ہوں اور چھوٹے معبودوں کو مانیں تو ہم آپ سے خطاب چھوڑ دیں گے اور اگر وہ ان کے معبودوں کو تسلیم نہ کریں گے اور کلمہ ’’لا الہ الا اللہ‘‘ سے عام معبودوں کی نفی ثابت کریں گے تو لا نبی بعدی میں بھی آپ کو عام نفی ماننی پڑے گی۔

اچھا! اس کو چھوڑیئے اور سنئے! آپ فرماتے ہیں: ’’فانی اخر الانبیاء (صحیح مسلم)‘‘ یعنی اس میں شبہ نہیں کہ میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں۔ اس جگہ میں تو ’’لا نبی بعدی‘‘ کی طرح لائے نفی جنس نہیں۔ یہاں تو ’’لافتی الاعلی‘‘ کا فریب کچھ چل نہیں سکتا۔

ایک اور جگہ وارد ہے: ’’انا العاقب والعاقب لیس بعدہ نبی (بخاری و مسلم)‘‘

﴿جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔﴾

ایک اور جگہ ہے: ’’لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ (بخاری ومسلم)‘‘ ﴿رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ نبوت کا کوئی شائبہ باقی نہیں رہا۔ مگر مبشرات...... صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ مبشرات کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا سچی خوابیں۔﴾

یعنی نبوت کا کوئی حصہ، کوئی شعبہ اور کوئی جز باقی نہیں رہا۔ صرف عمدہ خوابیں باقی ہیں۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ نبوت کے اجزاء میں سے جن کا ہونا نبی کے لئے ضروری ہے، کوئی جز کسی کو نہ ملے گا۔ صرف ایک حصہ اس کا امت محمدیہ کے نیک لوگوں میں پایا جائے گا۔ یعنی صالحین امت محمدیہ خواب دیکھا کریں گے۔ اس صحیح ترین حدیث نے ظلی، بروزی ہر طرح کی نبوت کی نفی کر دی اور نہایت صاف طور پر ثابت کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو کسی طور کی نبوت کا مرتبہ نہیں ملے گا۔

صحیح ابن ماجہ میں دجال کے بیان میں ایک طویل حدیث مذکور ہے۔ اس میں آنحضرت ﷺ نے نہایت ہی صفائی سے اپنی امت سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے: ’’انا اخر

الانبیاء وانتم اخر الامم (ابن ماجه باب فتنة الدجال) ’’ ﴿یعنی میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں اور تم تمام امتوں کے آخر میں ہو۔﴾

یعنی آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت۔ یعنی امت محمدیہ کے بعد کوئی مرزائی یا غلامی یا غلمدی یا احمدی امت نہ ہوگی۔

یادرہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہاں اپنے آپ کو آخرالانبیاء فرمایا ہے۔ جس کے معنی ہر خاص و عام یہی سمجھتا ہے کہ ہمارے رسول ﷺ سب انبیاء کے آخر میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔

اسی حدیث کا دوسرا جملہ یعنی ’’انتم اخر الامم‘‘ پہلے جملہ کی بڑے زور سے تاکید و تشریح کر رہا ہے۔ کیونکہ جب کوئی نبی آتا ہے تو اس کی امت خاص ہوتی ہے اور جب امت محمدیہ کے بعد کوئی امت ہے ہی نہیں تو کوئی نبی بھی نہیں ہوسکتا۔

چونکہ قادیانی حضرات کو حقانیت، فہم، ادراک اور سمجھ سے کچھ واسطہ نہیں اور زبان درازی میں بہت مشاق ہیں۔ اس لئے وہ اس حدیث کے جواب میں دوسری حدیث اپنی ناسمجھی سے پیش کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ بڑے زور سے ختم نبوت کو ثابت کرتی ہے: ’’قال رسول الله ﷺ فانی اخر الانبیاء وان مسجدی اخر المساجد (صحیح مسلم ج۱ ص۴۴۶)‘‘ ﴿آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں آخرالانبیاء ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔﴾

اس حدیث کو پیش کر کے کہا کرتے ہیں کہ جس طرح اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی مسجد کو آخری مسجد کہا ہے۔ حالانکہ آپ کی مسجد کے بعد ہزاروں مساجد بنیں اور بنتی رہیں گی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اپنے آپ کو آخرالانبیاء کہا ہے۔ جس طرح آپ ﷺ کی مساجد کے بعد اور مساجد بنیں اسی طرح آپ ﷺ کی امت کے بعد اور انبیاء بھی ہوں گے۔

میرے دوستو! یہاں بالکل غلط مطلب نکال کر اور عوام الناس کو دھوکہ دیا گیا ہے۔ لو مجھ سے صحیح مطلب سنو۔ حضور ﷺ نہایت تاکید سے فرماتے ہیں کہ میں آخرالانبیاء ہوں اور چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لہٰذا میری مسجد انبیاء کی مساجد کی آخری مسجد ہے۔ چنانچہ دوسری حدیث اس کی مؤید ہے:

’’انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء (کنزالعمال ج۱۲ ص۲۷۰)‘‘ ﴿یعنی میں تمام انبیاء کے آخر ہوں اور میری مسجد تمام انبیاء کی مساجد کے آخر میں

ہے (یعنی میرے بعد نہ کوئی نبی ہونے والا ہے اور نہ کوئی نبی کی مسجد ہوگی)﴾

چونکہ ایک حدیث دوسری حدیث کی مفسر ہوتی ہے: ’’فان الحدیث یفسر بعضه بعضا‘‘ لہٰذا معلوم ہوا کہ آخر المساجد کے معنی آخر مساجد الانبیاء کے ہیں:

سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدے میں شیخ جی صاحب
یہاں پگڑی اچھلتی ہے، اسے میخانہ کہتے ہیں

ایک اور حدیث میں حضورﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں ملے گا۔ البتہ خلفاء ہوں گے جو امت محمدیہ کی سیاسی خدمات انجام دیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے: ’’کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی وانه لانبی بعدی و سیکون الخلفاء (بخاری ج۱ ص۴۹۱)‘‘ ﴿بنی اسرائیل پر انبیاء حکومت کرتے تھے۔ جب کسی نبی کا انتقال ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور وہ سیاست کریں گے۔﴾

الغرض حضورﷺ نے اس حدیث میں اپنے بعد مطلقاً ہر طرح کے نبی کے آنے کی نفی اس طرح فرمادی کہ کوئی شبہ باقی نہیں رکھا اور صاف طور پر فرمادیا کہ نبی نہیں آئیں گے۔ بلکہ خلفاء ہوں گے۔ اس سے زیادہ اور کیا تصریح وتشریح اور توضیح ہوسکتی ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں: ’’عن ابی هریرةؓ ان رسول اللهﷺ قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنٰی بیتًا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به ویتعجبون له ویقولون هلّا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النّبیین (بخاری ج۱ ص۵۰۱، مسلم ج۲ ص۲۴۸)‘‘

﴿یعنی جناب رسول اللهﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور کل انبیاء سابقین کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص نے ایک نہایت عمدہ مکان بنا کر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس کے مکان کے چاروں طرف گھومتے اور اس کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتے اور کہتے ہیں، اس ایک اینٹ سے اس مکان کی تکمیل کیوں نہیں ہوئی۔ میں وہی ایک اینٹ تعمیر نبوت کا متمم اور مکمل ہوں اور آخر النّبیین ہوں۔﴾

اس تمثیل میں خاتم النّبیین کے معنی اور مسئلہ ختم نبوت کو اس درجہ صاف وشفاف کردیا ہے کہ کسی مومن حق پسند کو ہرگز ہرگز شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔

قرآن کریم اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے مثل روز روشن کے ظاہر ہوگیا کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ کی نبوت، آپ کی رسالت اور آپ کی شریعت کا آفتاب قیامت تک چمکتا رہے گا اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ آپ ﷺ کے بعد امتی وغیر امتی جو نبوت کا مدعی ہو، وہ مفتری اور کذاب ہے۔

ایک اور حدیث میں صاف طور پر آیا ہے: ''ان الرسالة و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی (صحیح مسلم)'' ﴿آپ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی۔ میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔﴾

ایک اور جگہ فرمایا: ''لوکان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب (رواہ الترمذی ج۲ ص۲۰۹)'' ﴿اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا، تو عمرؓ بن خطاب ہوتے۔﴾

اس حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی غیر تشریعی بھی نہیں ہوگا۔ اس واسطے کہ حضرت عمرؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی نیابت میں احکام خداوندی انجام کرنے والے تھے۔ بایں وجہ اگر نبی ہوتے تو نبی غیر تشریعی ہوتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ میں نبوت کی پوری قابلیت تھی۔ ایسے لوگ امم سابقہ میں نبی غیر تشریعی ہوتے تھے۔ باوجود اس کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی غیر تشریعی کیوں نہیں ہوئے؟ اس لئے کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی غیر تشریعی نہیں ہوگا۔

(بخاری ج۲ ص۶۳۳ و مسلم ج۲ ص۲۷۸) میں سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: ''انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الّا انه لانبی بعدی'' ﴿تمہاری نسبت میرے ساتھ ویسی ہے جیسی ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔﴾

اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام نبی غیر تشریعی اور ان کے تابع تھے۔ جناب رسول خدا ﷺ نے حضرت علیؓ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی اور فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یعنی حضرت ہارون علیہ السلام تو نبی غیر تشریعی تھے اور میرے بعد چونکہ کوئی نبی تشریعی ہو یا غیر تشریعی ہونے والا نہیں ہے اور تم باوجود مشابہت حضرت ہارون ولیاقت نبوی کے نبی غیر تشریعی نہیں ہوسکتے۔ مقام غور ہے کہ جب حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ غیر تشریعی نبی نہ ہوئے تو دوسرا شخص عربی ہو یا فارسی، افریقی ہو یا ہندی، پنجابی ہو یا مدراسی، بنگالی ہو یا نیپالی، کس طرح نبی غیر تشریعی ہوسکتا ہے؟

باقی رہا یہ معاملہ کہ باوجود ان نصوص قطعیہ اور ان احادیث صحیحہ کے مرزائی حضرات کا قرآن شریف کی اس آیت کو امکان نبوت کی دلیل سمجھ کر اپنے موافق الٹا مطلب نکال کر پیش کرنا یہ صریح دھوکہ دہی ہے۔

آیت یہ ہے: ''یابنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی فمن اتقی واصلح فلاخوف علیھم ولا ھم یحزنون (اعراف:۳۵)'' ﴿اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کی اولاد! اگر تمہارے پاس رسول آئیں، تمہاری جنس کے، اور میری نشانیاں تم سے بیان کریں، جو انہیں سن کر خدا سے ڈرا اور اپنی اصلاح کی انہیں کسی بات کا خطرہ نہیں۔﴾

اس آیت میں کئی لفظ قابل غور ہیں۔ اول ''یابنی ادم'' یہ خطاب عام بنی آدم سے ہے۔ یا خاص امت محمدیہ سے۔ اس پر غور کرنے کے لئے دیکھا جائے کہ یہ آیت سورہ اعراف کے چوتھے رکوع میں ہے۔ اب اس کے اوپر دیکھا جائے کہ اس کے دوسرے رکوع سے حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ہے اور سارے رکوع میں انہی کا قصہ ہے اور جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اللہ نے قبول کی تو اس وقت فرمایا:

''قال اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین، قال فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون (اعراف:۲۵)'' ﴿تم میاں بی بی اور شیطان تینوں بہشت سے نیچے اتر جاؤ۔ تم میں ایک کا دشمن ایک ہے اور تمہیں زمین پر رہنا ہوگا اور تم کو وہیں زندگی بسر کرنا ہوگی اسی میں مروگے اور اسی میں سے دوبارہ نکال کر کھڑے کئے جاؤگے۔﴾

آگے چل کر اولاد آدم کو مخاطب کر کے فرمایا: ''یابنی اٰدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواتکم (اعراف:۲۶)'' ﴿یعنی اے اولاد آدم! ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہارے پردہ دار بدن کو بھی چھپاتا ہے۔﴾

اب بتلائیے کہ کون عقل کا اندھا کہہ سکتا ہے کہ یہ آیت آدم علیہ السلام کے قصہ سے متعلق نہیں۔ باقی رہا اب یہ حیلہ تراشنا کہ ''یا'' حرف ندا ہے جس کا منادی حاضر الوقت ہوا کرتا ہے۔ اس واسطے قرآن کے نزول کے وقت کی ''بنی ادم'' ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کوئی شے غائب نہیں۔ اس کی قدیم ذات کے آگے ہر ایک زمانہ حاضر

ہی ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں جب کوئی قصہ بیان کرتا ہے تو ایسے طریقے سے فرماتا ہے کہ گویا مخاطب حاضر ہے۔

چنانچہ ذیل کی آیت شاہد ہے: ’’یابنی اسرائیل اذکرو انعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العلمین (بقرہ:۴۷)‘‘ ﴿اے بنی اسرائیل! ہمارے وہ احسانات یاد کرو جو ہم تم پر کر چکے ہیں اور اس بات کو بھی کہ ہم نے تم کو جہان کے لوگوں پر ہر طرح کی فوقیت دی۔﴾

اب بتلایئے کہ ’’کم‘‘ سے جن لوگوں کو اس آیت میں خطاب ہے۔ کیا وہ موجودہ خطاب کے وقت تھے اور ان کی فضیلت ساری دنیا پر ایسی ہی تھی، یا یہ خطاب امت محمدیہ کو ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر ’’امایاتینکم‘‘ کا خطاب کس دلیل سے ہوسکتا ہے۔ اب ذیل میں قرآن شریف کی دوسری آیات جو اس پیش کردہ آیت کی تفسیر کرتی ہیں اور جو اس طرح قریب قریب انہی الفاظ میں قصہ کے طور پر نازل ہوئی ہیں، درج کرتے ہیں۔

۱…… ’’قلنا اھبطوا منھا جمیعا فامّا یا تینّکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم و لاھم یحزنون (بقرہ:۳۸)‘‘ ﴿ہم نے حکم فرمایا کہ نیچے جاؤ اس بہشت سے سب کے سب، پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس کسی قسم کی ہدایت آوے سو جو شخص اس ہدایت کی پیروی کرے گا سو ان پر کچھ اندیشہ نہ ہوگا نہ ایسے لوگ غمگین ہوں گے۔﴾

۲…… ’’قال اھبطا منھا جمیعا بعضکم لبعض عدوا فاما یاتینکم منی ھدی فمن اتبع ھد ای فلا یضل ولا یشقی (طٰہ:۱۲۳)‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونوں کے دونوں جنت سے اترو اور دنیا میں ایسی حالت میں جاؤ کہ ایک کا ایک دشمن ہوگا پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس کسی قسم کی ہدایت آوے سو جو شخص میری ہدایت کی اتباع کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ شقی۔﴾

۳…… ’’الم اعھد الیکم یابنی ادم ان لاتعبد الشیطان (یٰس:۶۰)‘‘ ﴿اے اولاد آدم کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کردی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا۔﴾

یہ خطاب بنی آدم کو تھا اور عہد بھی انہیں بنی آدم سے لیا گیا تھا کہ شیطان کی تابعداری نہ کرنا۔ جب قرآن شریف کی دوسری آیات اس پیش کردہ آیت سے مشابہت وموافقت رکھتی ہیں تو پھر اس آیت کو ہمیشہ رسولوں کے آنے کے نص سمجھ کر قرآن میں تعارض پیدا کرنا کسی مسلمان کلمہ

گو کا کام نہیں۔ کیا یہ کل مذاہب اسلام کا مسلمہ اصول نہیں کہ ایسے معنی کسی آیت کے نہ کئے جائیں جو قرآن شریف کی دوسری آیات کے برخلاف ہو کر تعارض پیدا کریں۔

دوسرے ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ آیت آئندہ آنے والے رسولوں کو آنے کے واسطے نص قطعی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ حضرت خاتم النّبیین اس آیت کے معنی نہ سمجھے تھے۔ کیونکہ حضور ﷺ تو ''لا نبی بعدی'' ہی سناتے رہے۔ نعوذ باللہ کس قدر باطل عقیدہ ہے۔

تیسرے یہ کہ ہر مسلم فرقہ کا مسلمہ اصول ہے کہ وحی الٰہی کا مطلب جو صاحب وحی سمجھتا ہے، وہی درست ہے۔ رسول اللہ ﷺ تو بانگ دہل پکار رہے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ چنانچہ جیسا مختلف احادیث سے جو پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ ظاہر ہو رہا ہے اب اس کے خلاف اس کی تفسیر کرنا جہنم میں اپنا گھر بنانا ہے۔

چوتھے اگر سلسلہ انبیاء ورسل جاری ہے۔ تو جس قدر کذاب مدعیان نبوت ورسالت آنحضرت ﷺ کے بعد گزرے ہیں۔ وہ سب کے سب اس آیت سے تمسک کر کے سچے ہو سکتے ہیں۔ جس سے مرزا قادیانی اوران کی اولاد سب کے سب کافر ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے ان مدعیان نبوت کو نہیں مانا اور نیز اب عبداللطیف گناچوری نے جو رسالت کا دعویٰ کیا ہے۔ اسے بھی ضرور ماننا چاہئے۔ قادیانی جماعت ان کو کیوں نبی نہیں مانتی؟ اس کے انکار سے کیوں کافر ہو رہی ہے۔

پانچویں اگر اس آیت سے آئندہ آنے والے رسول مراد ہیں۔ تو پھر ''یقصون علیکم یاتی'' کے معنی کیا کرو گے؟ کیونکہ تم مرزائی حضرات تو خود تسلیم کرتے ہو کہ مرزا قادیانی کوئی کتاب اور شریعت نہیں لائے تو ثابت ہوا کہ رسول جو آنے والے ہیں، وہ بقول آپ کے کتاب اور شریعت نہیں لائیں گے۔ اس آیت میں ''یقصون علیکم اٰیاتی'' ہے لہٰذا یہ رسول وہی ہیں۔ جو ابتدائے آفرینش سے شروع ہوئے اور حضرت خاتم الرسل پر ختم ہوئے اور آپ کا استدلال اس آیت سے غلط ہے:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب راچہ گناہ

''قدتم الکتاب المستطاب بعون الملك السموات والارضین الذی ارسل آخر النّبیین لهتدی به من له قلب سلیم اللهم اجعله نورا وهدایة لمن اتبع غیر سبیل المسلمین سبیل الطاغین المفسدین الضالین المضلین''

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

کارزار قادیان

حضرت مولانا مفتی محبوب سبحانی واعظ رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گذارش

مرزاغلام احمد قادیانی کے تکبروغرور نے ان کو’’منشی‘‘ سے’’مجدد‘‘اور مجدد سے’’نبی‘‘اور نبی سے’’خاتم النّبیین‘‘ اور خاتم النّبیین سے’’مسیح موعود‘‘ بنادیا، اوراسی پراکتفانہ کی بلکہ فرمایا ’’دیکھاکہ میں بعینہ اللہ ہوں اورمیں نے یقین کیاکہ میں وہی ہوں۔‘‘

اس بےنظیر ترقی کااثر یہ ہواکہ چنداچھے بھلے تعلیم یافتہ قانون پیشہ حضرات بھی ان کے مرید بن گئے،اورسمجھ لیاکہ بس اس سے بزرگ ترہستی نہ ہوئی، نہ ہوگی۔

لیکن خداکی شان دیکھئے! اس بڑے بول کاجلد ہی پول کھل گیااورمرزاجی کے مرید خاص اورشاگردعزیز’’مولوی محمدعلی صاحب ایم۔اے امیر طائفہ احمدیہ لاہور‘‘ہی اپنے آقاکے خلاف صف آراء ہوگئے۔شاگردرشید نے نہ صرف مرزاقادیانی کی نبوت ہی سے انکارکیابلکہ اپنے مرشد کے عقائدکی ہرقدم پرکھلی تردیدکردی۔نبی اورامتی کے اس باہمی مجادلہ کی کیفیت ہمیں دیرسے معلوم تھی۔مگرمصروفیات نے فرصت نہ دی کہ ہم ان اختلافات کومرتب کریں۔آخراتفاق سے’’مفتی محبوب سبحانی صاحب‘‘ واعظ سے ملاقات ہوئی جواحمدیت کی حقیقت درون خانہ سے ذاتی واقفیت رکھتے تھے۔ہم نے آپ سے اس دیرینہ ارادہ کااظہارکیااورآپ نے ہماری تجویزکو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی۔جس میں انہیں کامیابی ہوئی، جواس رسالہ کی شکل میں دنیاکے روبروپیش کی جاتی ہے۔

یہ مضمون بالاقساط کئی ماہ’’المائدہ‘‘ میں شائع ہوتارہااوراس عرصہ میں ہم نے بارہا ’’لاہوری احمدیوں‘‘ سے مطالبہ کیا۔مگران کواس کے جواب میں ایک لفظ کہنے کی بھی جرأت نہ ہوئی اورہمیں یقین ہے کہ نہ کبھی ہوگی اورجب یہ حال ہوکہ شجرمرزائیت کواس کی اپنی ہی جڑیں خشک کرکے بےبرگ وباربنارہی ہوں توہم مسیحیوں کوکیاپڑی ہے کہ اس کے استیصال کی جانب متوجہ ہوں۔ہم امت مرزائیہ کے دونوں (یعنی لاہوری اورقادیانی فرقوں) سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ!اس اختلاف نامہ کے آئینہ میں مرزاغلام احمد متنبّی قادیان کی شکل وصورت کیانظرآتی ہے؟

یکم اپریل ۱۹۳۶ء ...... ایم۔کے۔خان (مدیرالمائدہ)

نبی اور امتی

ناظرین کرام پر پوشیدہ نہ رہے کہ اس لفظ نبی سے مراد جو ہم نے اوپر لکھا ہے۔ حضرت مرزا قادیانی کا وجود باجود ہے اور لفظ امتی سے مراد جناب مسٹر محمد علی صاحب امیر طائفہ مرزائیہ لاہور کا وجود مسعود ہے۔ چونکہ ہم نے اس مسطورہ بالا عنوان کے ماتحت جناب محترم ایڈیٹر المائدہ کے حسب فرمائش مسٹر محمد علی اور مرزا قادیانی کی تحریرات میں باہمی اختلاف دکھانا اور اس امر کو بالکل وضاحت سے بتانا ہے کہ ''حضرت نبی'' یعنی مرزا قادیانی کچھ فرماتے ہیں اور ''حضرت امتی'' یعنی جناب مسٹر محمد علی صاحب کچھ اور کہتے ہیں۔ جو مرزا قادیانی کے قول وارشاد کے بالکل مخالف اور مناقص ہوتا ہے۔ اس لئے ہم نے سر مضمون پر نبی اور امتی کا عنوان قائم کیا۔ تاکہ ہر دیکھنے والا پہلی ہی نظر میں یہ جان لے کہ اس عنوان کے ذیل میں یقیناً امتی صاحب کا نبی صاحب سے اختلافی کارنامہ دکھایا جائے گا۔

اس میں شبہ نہیں کہ یہ ایک عجیب اور دلچسپ بات اور بالکل لامثال، اور بے نظیر قصہ ہے۔ جو امتی صاحب کے ذات ستودہ صفات کی بدولت ہمارے سامنے آیا ہے۔ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ اس سے پہلے جو اتنا بڑا طویل اور ممتد زمانہ گزرا ہے۔ اس میں کوئی ایک بھی ایسی قوم یا جماعت پیدا نہیں ہوئی۔ جس نے ایک شخص کو نبی، رسول، پیشوا، امام حق، حکم وعدل اور خدا کا مقدس پیغمبر ومرسل مانا اور تسلیم کیا ہو اور پھر اس کی ہر ایک بتائی ہوئی اور تعلیم دادہ بات سے کھلے طور پر نڈر اور بے دھڑک ہو کر اپنا اختلاف ظاہر کیا ہو۔

سچ ہے کہ ایسی کوئی جماعت آج سے پہلے پیدا نہیں ہوئی۔ ہاں اگر کسی جماعت کو خداوند کریم نے اس شان اور اس عقل کا پیدا کیا ہے تو وہ مسٹر محمد علی صاحب کی جماعت ہے۔ جو چودھویں صدی کے سر پر مجدد مفروضہ کے ظہور کے ساتھ ساتھ پیدا ہوئی ہے تاکہ لوگ اور دنیا کے دانا بندے اس کو دیکھ کر خدا کی قدرت تامہ اور مشیت عامہ پر یقین لائیں کہ وہ عزاسمہ جس کو جیسا چاہتا ہے، پیدا فرماتا ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

ممکن ہے کہ کسی دوست کے دل میں یہ سوال پیدا ہو کہ مسٹر محمد علی صاحب تو مرزا قادیانی

کی نبوت کے قائل ہی نہیں ہیں۔ وہ تو بارہا اس سے انکار کر چکے اور صاف کہتے ہیں کہ میں مدعیٔ نبوت کو کافر ودائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ اس حال میں مسطورۂ بالا عنوان قائم کرنا کیونکر درست اور جائز ہوسکتا ہے۔؟ نبی اور امتی کا عنوان تو سب صحیح ہوسکتا ہے جب مسٹر محمد علی صاحب جناب مرزا قادیانی کو نبی ورسول تسلیم کرتے۔ سو بجواب اس کے ایسے سائل کو واضح رہے کہ گو مسٹر موصوف بظاہر اس سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔ مگر ان کے اندرونی حالات کا مطالعہ کیا جائے اور یہ بغور دیکھا جائے کہ ان کے زیر پردہ ان کے عقائد کی باطنی کائنات کیسی ہے۔ تو میری طرح بہ نظر عمیق دیکھنے والا ہر شخص اس امر کے یقین کرنے پر مجبور ہوگا کہ واقعی لاہوری جماعت کے حصۂ اکابر اور ان کے امیر صاحب کے اصلی عقائد جن کو وہ جلب زر اور عام مسلمانوں سے چندہ بٹورنے کے لئے چھپائے ہوئے ہیں۔ یہی ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کو خدا کا نبی اور رسول مانتے ہیں اور یہ جو شیعہ حضرات کی طرح تقیہ بازی سے کام لے رہے ہیں۔ یہ صرف مسلمانوں سے پیسے بٹورنے کی خاطر، کیونکہ کوئی مسلمان کسی نئے نبی کی امت کے امیر کو چندہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوسکتا۔ یہاں پہنچ کر اس امر کی بڑی اشد ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ مسٹر موصوف کی ایسی تحریرات دکھائی جائیں جن سے ہر شخص کو صاف اور واضح طور پر معلوم ہو جائے کہ واقعی یہ لوگ اور مسٹر موصوف جناب مرزا قادیانی کو ہندوستان کا مقدس نبی اور پنجاب کا برگزیدہ رسول تسلیم اور یقین کرتے ہیں۔ سو یاد رہے کہ جس طرح مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ:

''میں خدا کی اصطلاح میں (چشمہ معرفت ص۳۲۵، خزائن ج۲۳ ص۳۴۱) تمام نبیوں کے اتفاق سے (الوصیت ص۱۱، خزائن ج۲۰ ص۳۱۰) اسلام کی اصطلاح میں (حجتہ اللہ ص۶) نبی کے حقیقی معنوں (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۸، خزائن ج۲۱ ص۳۰۶) نبی اور رسول ہوں۔ اس واسطے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔'' (تجلیات ص۲۶، خزائن ج۲۰ ص۴۱۲)

ٹھیک اسی طرح بغیر ایک بال کے برابر فرق کے مسٹر موصوف نے مانا اور لکھا کہ:

''حضرت مرزا قادیانی ہندوستان کے مقدس نبی ہیں۔'' (ریویو ج۶ ص۹۶، ایضاً ج۳ ص۴۱۱)

''نبی آخرالزمان ہیں۔'' (ریویو ج۶ ص۹۹)

''مرزا صاحب موعود نبی ہیں۔'' (ریویو ج۶ ص۸۳)

''آخری زمانہ کے نبی ہیں۔'' (ریویوج۶ص۹۶)

''اس زمانہ کے نبی اور نجات دہندہ ہے۔'' (پیغام صلح ۱۶/۱۱/اکتوبر ۱۹۱۳ء)

''برگزیدہ رسول ہے۔'' (ریویوج۶ص۱۴۹)

''اللہ کا سچا رسول'' (پیغام صلح ۷/ستمبر ۱۹۱۶ء)

''انبیاء کے معیار پر ہے۔'' (ریویوج۶ص۲۷۴، ایضاً ج۴ص۲۶۹)

''مرزا مدعی نبوۃ ہیں۔'' (ریویوج۴ص۲۶۴، ج۵ص۴۳۱)

فیصلہ...... ''جب ہم کسی شخص کو مدعی نبوت کہیں گے، تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ وہ...... کامل نبوت کا مدعی ہے۔'' (النبوۃ فی الاسلام ص۲۸۸)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ناظرین کو روز روشن کی طرح معلوم ہوگیا ہوگا کہ مسٹر موصوف کے اصل عقائد کیا ہیں۔ زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ اب ہم خدا سے توفیق مانگ کر ذیل میں نبی اور امتی کا اختلاف دکھاتے ہیں اور یہ بالکل سچ ہے کہ اس سے ہماری مراد عجوبہ نمائی نہیں۔ بلکہ لاہوری جماعت کی اصلاح کرنا ہے۔ ''ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ''

نبی کا ارشاد

۱...... ''خدا قیامت کے دن حضرت عیسیٰ کو کہے گا کہ کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو معبود بنانا اور خدا اٹھہرانا؟ تو وہ جواب دیں گے۔ (سوال وجواب قیامت کو ہوگا)''

(براہین جلد پنجم ص۴۰، خزائن ج۲۱ص۵۱)

۲...... ''مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ تو اس آیت کا مصداق ہے: ''ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق الخ'' (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ص۱۱۳)

''درحقیقت اس کا مصداق مسیح موعود ہے، اور یہی حق ہے۔''

(اشتہار منارۃ المسیح ودیگر کتب آئینہ وغیرہ)

۳...... ''جبکہ وہ ابراہیم ظلم سے آگ میں ڈالا گیا، تو خدا نے آگ کو سرد کردیا۔''

(حقیقت الوحی ص۵۰، خزائن ج۲۲ص۵۲)

۴...... ''خدا کی پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ یونس علیہ السلام خدا کے فضل سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے اور زندہ نکلے۔''

(مسیح ہندوستان میں ص۱۴، خزائن ج۱۵ص۱۶، ایضاً ریویو جنوری ۱۹۰۳ء)

۵...... ''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں''قولو انہ خاتم النّبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ''اگر اسلام میں نبوۃ نہیں تو پھر آپ لوگوں کے پاس ما بہ الامتیاز نہیں۔'' (بدر ۲۵رجون ۱۹۰۸)

۶...... ''جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ اطاعت بھی کرتا ہے۔ ہر حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ جو ایسا نہیں کرتا مجھ سے نہیں ہے۔''

(اربعین نمبر۳ حاشیہ ص۳۴)

۷...... ''یہ بات ہمارے عقائد میں سے ہے اور اس کو ہم قرآن مجید اور انجیل کی شہادت کے مطابق لکھتے ہیں اور قرآن سے ایسا ہی ثابت ہے کہ مسیح بن باپ پیدا ہوا ہے۔ پس تم صداقت کو مت چھوڑو۔'' (مواہب الرحمٰن ص۷۰)

۸...... ''میرا ہر ایک الہام صحیح اور خالص ہے اور شریعت کے مطابق ہے۔ میرے کسی الہام میں نہ کوئی شک ہے، نہ کوئی ملاوٹ، نہ کوئی شبہ ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ترجمہ از عربی)

۹...... ''ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔'' (بدر ۵رمارچ ۱۹۰۸ء)

۱۰...... ''قرآن شریف سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح بن باپ پیدا ہوا ہے۔''

(بدر ۱۹رمئی ۱۹۰۷ء، ایضاً بدر ۲رجون ۱۹۰۳ء)

۱۱...... ''بے باپ پیدا ہونے میں حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت مسیح کی مشابہت دی گئی ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۱۱۴ حاشیہ)

۱۲...... ''یہ خیال کہ مسیح یوسف سے پیدا ہوا، جاہلانہ خیال ہے اور قرآن کے مخالف ہے۔''

(ریویو جلد اوّل ص۴۸)

۱۳...... ''حضرت مسیح کا یوسف کا بیٹا ہونا اس خیال کی انجیل تردید کرتی ہے اور یہ ایک جاہلانہ خیال ہے۔'' (ریویو ج۱ ص۴۸)

۱۴...... ''رہبانیت کا رواج قدیم سے ہے۔'' (ریویو ج اوّل ص۱۴۸)

۱۵...... ''یہ امر''ولادۃ بن باپ''خلاف قانون قدرت نہیں اور عادۃ اللہ سے باہر نہیں۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۱۱۴ حاشیہ)

۱۶...... ''یہ عیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو مہد (پنگھوڑے) میں باتیں کی ہیں۔ مگر اس لڑکے نے پیٹ میں دو دفعہ باتیں کی ہیں۔'' (تریاق القلوب ص۴۱، خزائن ج۱۵ ص۲۱۷)

۱۷...... ’’وہ شخص (خضرعلیہ السلام) جس نے کشتی کوتوڑا جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے، وہ نبی نہیں تھا۔‘‘ (ازالہ حصہ اوّل ص۱۵۳، خزائن ج۳ ص۱۷۸)

۱۸...... ’’میں ایک پہلو سے امتی ہوں اور ایک پہلو سے نبی۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۸،۲۹، خزائن ج۲۲ ص۱۵۴)

۱۹...... ’’آنحضرت کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتے ہیں۔‘‘ (بدر۲۷رفروری۱۹۰۳ء ص۴۲)

۲۰...... ’’جو احادیث میرے الہام کے خلاف ہیں۔ ہم انہیں ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۳۰،۳۱، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

۲۱...... ’’میری وحی قرآن مجید اور انجیل کی طرح ہے اور میرا ایمان اپنی وحی کی بابت انبیاء سے کم نہیں۔ جو اس کے خلاف کہتے ہیں، لعنتی ہیں۔‘‘ (نزول المسیح ترجمہ از اشعار)

۲۲...... ’’مقبرہ بہشتی کے ذریعہ مومن ومنافق کے درمیان امتیاز ہوگا۔ جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہی ہوگا۔‘‘ (رسالہ الوصیت ملخصاً)

۲۳...... ’’آیت ’’واخرین منهم‘‘ سے ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا۔‘‘

(ملخصاً تتمہ حقیقت الوحی ص۶۰،۶۷، خزائن ج۲۲ ص۵۰۲)

۲۴...... ’’خاتم النّبیین کے معنی ہیں صاحب خاتم یعنی صاحب مہر۔‘‘

(چشمہ مسیحی ص۴۶، حقیقت الوحی ص۲۷،۲۸،۹۶)

۲۵...... ’’نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے۔‘‘

(چشمہ معرفت ص۱۸۰)

۲۶...... ’’آپ کا نام خاتم النّبیین اس وجہ سے ٹھہرا کہ آپ کی پیروی کمالات نبوۃ بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش، (نبی بنانے والی) ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی حاشیہ ص۹۶، خزائن ج۲۲ ص۹۶)

۲۷...... ’’آنحضرت کی مہر کے سوا اور آپ کی اجازت کے بغیر اب کوئی نبوت نہیں چل سکتی۔ نبوت کا سلسلہ اب جاری ہے۔ مگر آپ کی تابعداری اور آپ کی مہر سے۔‘‘

(الحکم ۱۷/اپریل ۱۹۰۳ء، ایضاً براہین حصہ پنجم، نیز ایک غلطی کا ازالہ وغیرہ)

۲۸...... ’’خاتم النّبیین کے معنی ہیں صاحب خاتم یعنی نبیوں کی مہر۔ آنحضرت کے سوا کوئی نبی

صاحب خاتم نہیں ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی وبراہین احمدیہ حصہ پنجم وازالہ خورد)

۲۹…… ’’قادیان کے مقام کوخدا نے برکت دی ہے۔‘‘ (الوصیت ص۲۴)

ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

۳۰…… ’’انجمن کا مرکزی مقام قادیان ہوگا۔ یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا قادیان رہے۔‘‘ (الوصیت ص۲۴)

۳۱…… ’’نبی کے لئے صاحب شریعت ہونا شرط نہیں۔‘‘(ایک غلطی کاازالہ)’’بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی)

۳۲…… ’’خدا کی اصطلاح میں (چشمہ معرفت ص۳۲۵،خزائن ج۲۲ص۳۴۱) تمام نبیوں کے اتفاق سے (الوصیت ص۱۲) اسلام کی اصطلاح (شرعی اصطلاح) میں (حجۃ اللہ ص۶ وایضاً لیکچر سیالکوٹ ۱۹۰۴ء) حقیقی معنوں میں (براہین حصہ پنجم ص۱۳۸) ہم نبی اور خدا کے حکم کے موافق (تتمہ حقیقت الوحی) نبی ہیں۔‘‘

۳۳…… ’’نبی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کسی صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔(خلاصہ یہ کہ نبی کا مطاع ہونا ضروری نہیں)‘‘ (براہین حصہ پنجم ص۱۳۸،خزائن ج۲۱ص۳۰۶)

۳۴…… ’’اس سوال کا کہ (کیا مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟) محض انکار کے الفاظ سے جواب دینا صحیح نہیں ہے۔‘‘ (مفہوم،ایک غلطی کاازالہ ص۱،خزائن ج۱۸ص۲۰۶)

۳۵…… ’’قرآن نے صاف فرمادیا کہ نسخ آیت کا آیت سے ہوتا ہے۔نسخ کے بعد ضرور آیت منسوخہ کے بجائے آیت نازل ہوتی ہے۔‘‘ (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص۶)

۳۶…… ’’خدا نے حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔‘‘ (آریہ دھرم حاشیہ ص۳۵)

۳۷…… ’’قرآن میں جو’’لکل قوم ھاداً‘‘ واقع ہے۔اس کے مطابق ہم مانتے ہیں کہ ہر ایک قوم میں کوئی نہ کوئی ہادی گزرا ہے۔‘‘ (ست بچن)

۳۸…… ’’حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا کئی دفعہ سانپ (اژدھا) بنا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۶۸،خزائن ج۵ص ایضاً)

۳۹…… ’’حضرت مسیح علیہ السلام کی چڑیوں کا معجزہ کے طور پر قرآن مجید سے پرواز ثابت ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۶۸،خزائن ج۵ص ایضاً)

۴۰...... ’’میرا انکار میرا انکار نہیں بلکہ خدا اور اس کے رسول کا انکار ہے۔ یہ معمولی بات نہیں بلکہ دوزخ اور جنت کا سوال ہے۔‘‘ (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ج۱ ص۱۵)

۴۱...... ’’میرا نام نبی ہوا۔ دوسرے اس کے اہل نہیں تھے۔

روضۂ آدم کہ تھا وہ نا مکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

’’میں مسیح سے افضل ہوں۔‘‘ (کشتی نوح، خزائن ج۱۹ ص۱۷)

’’یوسف سے بہتر ہوں۔‘‘ (نصرۃ الحق ص۷۶)

’’مجددین سے مجھے امتیاز حاصل ہے۔‘‘ (بدر ص۲۳، مورخہ ۱۱/جون ۱۹۰۸ء)

۴۲...... ’’رسول کا لفظ جو ہے یہ عام ہے۔ مجدد پر بھی بولا جاتا ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص......)

۴۳...... ’’بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں۔ جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی ہے۔‘‘

(بدر ۵/مارچ ۱۹۰۸ء)

۴۴...... ’’میرے دعویٰ وغیرہ کی حدیث بنیاد نہیں، بلکہ قرآن اور وہ وحی جو مجھ پر نازل ہوتی ہے۔ میرے دعویٰ کی بنیاد ہے۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

۴۵...... ’’حکم اسے کہتے ہیں کہ اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو موضوع ٹھہرائے ناطق سمجھا جائے۔ (ضمیمہ نزول المسیح ص۲) ’’وحی کے بعد احادیث کیا چیز ہیں۔‘‘ (عقیدہ اعجاز) ’’جو کچھ میں کہتا ہوں، یہی سچ ہے۔ جو خدا اور رسول کو مانتا ہے۔ اس کے لئے یہی حجت کافی ہے ک میرے منہ سے سن کر خاموش ہو جاوے۔‘‘ (فتاویٰ احمدیہ ج۱ ص۱۸)

۴۶...... ’’مکالمہ کے بعد اور کوئی ایسی بات نہیں رہتی کہ وہ ہو تو اسے نبی کہا جائے۔ نبوت کی علامت مکالمہ الٰہیہ ہے۔‘‘ (بدر ۷۲/فروری ۱۹۰۳ء ص۴۲)

۴۷...... ’’میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔‘‘ (بدر ۱۱/جون ۱۹۰۸ء) ’’میں اس مکالمہ (خدا کے حکم میں) شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور آخرت تباہ ہو جائے۔‘‘ (تجلیات الٰہیہ ص۲۵) ’’میرا دوست وہ جو میری بات مانے۔‘‘ (فتاویٰ احمدیہ ج۱ ص۲۵)

۴۸...... ’’پھر مسیح موعود (مرزا قادیانی) یا آپ کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ ’’دمشق‘‘ کی طرف

سفر کرے گا۔‘‘ (ترجمہ ازعربی حمامۃ البشریٰ ص۳۷، ایضاً الحکم ۱۴؍اپریل ۱۹۰۸ء)

۴۹...... ’’خدا اس کی (مرزا قادیانی) کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا (مرزا قادیانی کا) جانشین ہوگا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۱۲، خزائن ج۲۲ ص۲۲۵)

۵۰...... ’’مرزا قادیانی سلطان ٹرکی کی بابت لکھتے ہیں کہ سلطان کا خلیفہ المومنین ہونا صرف اپنے منہ کا دعویٰ ہے۔ دراصل حقیقی خلافت یہی ہے جو مجھے خدا نے دی ہے۔‘‘

(خلاصہ ازمجموعہ اشتہارات مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب ص۴۰۲)

۵۱...... ’’خضر کا بچے کو قتل کرنا یہ امر دلیل ہے کہ اس کا الہام قطعی تھا (یعنی اس نے اپنے الہام کو حجت قطعی ٹھہرایا) مگر وہ نبی نہیں تھا۔ (یعنی اس سے اس کا نبی ہونا ثابت نہیں ہوتا)

(نزول المسیح ص۸۹)

۵۲...... ’’میرا پہلا لڑکا محمود بشارۃ کے ماتحت پیدا ہوا۔‘‘ (تریاق القلوب) ’’کان اللّٰہ نزل من السماء‘‘ ’’گویا خدا آسمان سے اتر آیا۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۸،۵۷۷) بشارت کے ماتحت جو پیدا ہوں وہ نیک اور صالح ہوتے ہیں۔ (آئینہ خ ص۵۷۸ حاشیہ) ’’محمود اپنے کاموں میں الوالعزم ہوگا، جس کی وجہ سے لوگ ہدایت پائیں گے۔‘‘ (سبز اشتہار حاشیہ خ ص۱۵تا۱۷)

۵۳...... ’’مجھ سے پہلے خلفاء (وغیرہ) کو یہ مرتبہ (نبوت) کسی کو نہیں دیا گیا تا کہ ختم نبوت پر یہ نشان ہو۔‘‘ (خلاصہ تذکرۃ الشہادتین ص۴۳)

۵۴...... ’’اس میں (مسیح کی ولادت بن باپ میں) ایک عجوبہ قدرت (اعجاز) ہے جس کے لئے آدم کی مثال کا ذکر کرنا پڑا۔‘‘ (بدر۱۶؍مئی ۱۹۰۷ء ص۳)

۵۵...... ’’ہمارا عقیدہ ہے کہ مسیح بن باپ پیدا ہوا ہے اور یہی راہ صداقت ہے۔‘‘ (مواہب الرحمٰن ص۷۰) ’’قرآن مجید سے ایسا ہی ثابت ہے اور ہم قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔‘‘ (بدر۱۹۰۷ء و الحکم ۱۹۰۱ء) خلاصہ یہ کہ یہ اسلامی عقیدہ سے ثابت ہے۔ (واعظ)

۵۶...... ’’اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر قائم نہیں رہنے دیتا۔‘‘ (ایام الصلح)

(عقیدۂ ولادت بن باپ پر قائم رہے۔ واعظ!)

۵۷...... ’’اس میں شک نہیں (یعنی یقینی بات ہے کہ) سری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا۔‘‘ (پیغام صلح آخری لیکچر ص۱۱)

۵۸...... ’’ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس امت میں نبوت کا سلسلہ نہیں وہ مردہ امت ہے (یعنی خیرامت کہلانے کی مستحق نہیں ہوسکتی) دوسرے مذاہب کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں کوئی نبی نہیں ہوتا۔‘‘ (بدر۵؍مارچ ۱۹۰۸)

نوٹ...... تحریر بالا میں لفظ دین کی بجائے ہم نے امت کا لفظ لکھا ہے۔ ایک اس لئے کہ دونوں لفظوں کا مآل ومفہوم ایک ہے اور دوسرا اس لئے بھی کہ ناظرین امتی صاحب کے اختلاف کو بآسانی سمجھ سکیں۔ (واعظ)

۵۹...... ’’یورپ، امریکہ اور دیگر تمام ممالک میں جو عذاب نازل ہورہا ہے۔ یہ سب میرے دعویٰ کے بعد ہے اور میری وجہ سے ہے۔ کیونکہ اس کے وقت کوئی دوسرا رسول (میرے سوا) پیدا نہیں ہوا ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۵۲،۵۳،۶۴،۶۵، خزائن ج۲۳ص۴۸۷)

۶۰...... ’’پہلے مسیح کو جو خدا بنالیا گیا تھا۔ یہ کوئی صحیح اور واقعی امر نہ تھا تاکہ دوسرے مسیح (مرزا قادیانی) میں اس کی مشابہت تلاش کی جائے۔‘‘

(اشتہار مطبوعہ قادیان ۴؍نومبر ۱۹۰۰ص ۳حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۶۰)

(مطلب یہ ہے کہ پہلے مسیح کی طرح میرے حق میں کسی جماعت کو غلو پر کہہ کر مماثلت دکھانا درست نہیں ہے)

۶۱...... ’’جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا ورسول کو بھی نہیں مانتا۔ میری تکذیب خدا اور رسول کی تکذیب ہے۔‘‘ (مجموعہ فتاویٰ جلد اول ص۱۵) ’’منکر کو (جو ہم پر ایمان نہیں لایا) ہم کافر ہی قرار دیں گے۔‘‘ ملخصاً (حقیقت الوحی ص۱۷۹،۱۸۰، خزائن ج۲۲ص۱۸۵)

(غرضیکہ مرزا قادیانی نے مذکورہ بالا کتابوں میں غیراحمدیوں کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے اور اپنے منکر کو آنحضرتﷺ کا منکر ٹھہرایا ہے)

۶۲...... ’’ان آیات میں خداتعالیٰ نے حصر (بند) کردیا ہے کہ خدا کے نزدیک مومن وہی لوگ ہیں کہ جو صرف خدا پر ایمان نہیں لاتے بلکہ خدا اور رسول دونوں پر ایمان لاتے ہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۲۹، خزائن ج۲۲ص۱۳۲) ’’خدا پر ایمان لانا رسولوں کے ساتھ ایمان لانے سے وابستہ ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۲۸، خزائن ج۲۲ص۱۳۱)

(خلاصہ یہ کہ رسولوں کے ساتھ ایمان لائے بغیر انسان مومن نہیں ہوسکتا)

۶۳...... ’’اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو، مصدقین (ایمان لانے والے) لوگوں کے سوا یعنی احمدیوں کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔‘‘ (فتاویٰ احمدیہ ج۱ص۱۸،۱۹)

۶۴...... ’’متوفی اگر سلسلہ کا مخالف تھا تو اس کا جنازہ مت پڑھو۔‘‘ (فتاویٰ احمدیہ ص۱۱۸)

’’جو ہمارا مصدّق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں۔ وہ بھی ہمارا مخالف ہے۔‘‘ (البدر مورخہ ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء)

۶۵...... ’’جہاد پہلے روا رکھا گیا تھا۔ اب حرام ہے۔‘‘ (مفہوم گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص۷) ’’ایک حکم لے کر آیا ہوں کہ اب سے جہاد کا خاتمہ ہے۔‘‘ (ص۱۴) ’’میری بعثت سے مقصود منع جہاد ہے۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۳۰ ترجمہ از عربی) ’’اور نہ آئندہ جہاد کا انتظار ہے۔‘‘ (خلاصہ یہ کہ اب جہاد حرام ہے اور اگر پہلے روا رکھا گیا تھا۔ تو اب منسوخ ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ واعظ)

۶۶...... ’’کوئی مومن میرا انکار نہیں کرسکتا۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص۱۴۱، خزائن ج۱۶ ص۷۷) ’’میرے منکر کافر ہیں۔‘‘ (ص۱۲۷) ’’جو مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں، اور نہ ہی اس کا قرآن اور سورۃ فاتحہ پر ایمان ہے۔ مخلصاً (ص۱۳۲) (غرضیکہ جو کلمہ گو مرزا قادیانی کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ واعظ)

۶۷...... ’’یہ فرقہ اصول کے اعتبار سے دوسرے (فرقوں) سے امتیاز رکھتا ہے۔ اس میں تلوار کا جہاد نہیں نہ اس کا انتظار ہے۔‘‘ (اشتہار مطبوعہ قادیان ۱۴/نومبر ۱۹۰۰ء ص۱)

۶۸...... ’’اس کا نام فرقہ احمدیہ ہے۔ جو اصول کے لحاظ سے بالکل ممتاز ہے۔‘‘ (ص۱۴ اشتہار مذکورہ)

۶۹...... ’’یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ جو بصورت ...... اقوال انبیاء سے ظہور میں آتے رہے ہیں۔ جو نادانوں کی نظر میں سخت بیہودہ اور شرمناک تھے۔ جیسا کہ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا جو بظاہر دروغ گوئی میں داخل تھا۔ تو اس کی وجہ سے کوئی بدگمانی پیدا کرے تو وہ خبیث اور پلید ہے۔‘‘ وغیرہ وغیرہ۔ ملخصاً (آئینہ کمالات اسلام ص۵۹۷،۵۹۸، خزائن ج۵ ص۵۹۷) خلاصہ یہ کہ جناب مرزا قادیانی نے ’’لم یکذب ابراھیم‘‘ والی حدیث کو درست اور صحیح سمجھا ہے اور اس پر یا اس کی وجہ سے اعتراض کرنے والے کو خبیث اور پلید ٹھہرایا ہے اور غالباً اسی حدیث کو اپنی کتاب ’’فتح مسیح‘‘ میں قبیل توریہ لکھا اور توریہ کو از روئے حدیث جائز ٹھہرایا ہے۔‘‘ (ملاحظہ ہو ص۱۹ نمبر۲ نور القرآن طبع ۲) اور فرمایا کہ کوئی احمق ہی

اس کو حقیقی کذب سمجھے۔(ص۱۹) خلاصہ مطلب یہ کہ ’’لم یکذب ابراھیم الا ثلاث کذبات‘‘ والی حدیث بالکل صحیح ہے اور جو اس کو حقیقی کذب ٹھہراتا ہے وہ احمق ہے اور پھر اس بناء پر اس حدیث کو غلط قرار دینا اور بھی زیادہ حماقت ہے۔ واعظ)

۷۰...... ’’خدا تعالیٰ دنیا میں عذاب نازل نہیں کرتا جب تک کہ پہلے اس سے کوئی رسول یا نبی نہیں بھیج دیتا۔ وہ خود کہتا ہے ’’ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا‘‘ ظاہر ہے کہ یورپ اور امریکہ میں کوئی رسول پیدا نہیں ہوا۔ پس ان پر جو عذاب نازل ہوا۔ وہ میرے دعویٰ کے بعد ہوا۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۵۲،۵۳، خزائن ج۲۲ص۴۸۷)

۷۱...... ’’اھدنا الصراط المستقیم‘‘ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین کے مرتبہ تک پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ ص۳۲)

’’یہ امت ہر ایک وہ انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پاچکے۔‘‘

(ازالہ خورد ص۳ حاشیہ)

۷۲...... ’’ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا‘‘ سے ثابت ہوتا ہے کہ قوم پر عذاب نہیں آتا۔ جب تک کہ پہلے رسول نہ بھیج دیا جائے۔‘‘ ملخصاً

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۴،۶۵، خزائن ج۲۲ص۴۹۹)

۷۳...... ’’ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہم نبی ہیں۔ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی)

۷۴...... ’’آنحضرت ﷺ پر نجران کے مسیحی علماء کی طرف سے سوال کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ’’ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل ادم‘‘ یعنی جس طرح آدم بلا ماں باپ پیدا ہوا ہے۔ اسی طرح مسیح بھی بن باپ پیدا ہوا ہے۔‘‘ ملخصاً (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۳۹)

۷۵...... ’’نبوت کا دروازہ بالکل بند نہیں۔ بلکہ آنحضرتؐ کی نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔‘‘ (الحکم ۱۷ر اپریل ۱۹۰۳ء) ’’آنحضرتؐ کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتے ہیں۔‘‘ (بدر ۲۷ر فروری ۱۹۰۳ء) ’’نبوت کا دروازہ بند کرنا اس امت کو الہام الٰہی سے محروم رکھنا ہے۔‘‘ (الحکم وحقیقت الوحی وغیرہ صفحہ مذکورہ)

۷۶...... ’’جناۃ کو سلیمان علیہ السلام کے مرنے کا پتہ نہ بتایا مگر گھن کے کیڑے نے جو عصا کو کھاتا تھا۔‘‘ (نزول المسیح ص۴۰)

۷۷...... ’’لوگوں نے خدا کے نشانوں کا جو اس کے فرستادہ کے لئے اس زمانہ میں ظاہر ہوئے ہیں، قدر نہ کیا اور خدا کے نبی (مرزا قادیانی) کو جو اصلاح خلق کے لئے آیا، رد کر دیا۔‘‘

(لیکچر لاہور طبع اول ص ۳۸)

۷۸...... ’’کسی نبی کے متبع کی انبیاء علیہم السلام کی طرح آزمائش کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۳۹)

۷۹...... ’’خدا کے حکم سے ایوب نے اپنی قسم کو اس طرح پورا کیا ہے کہ اپنی بیوی کو سوتن کے کا ایک جھاڑو مارا ہے۔‘‘ (رہنمائے خاتون حصہ اوّل مرتبہ فخرالدین ملتانی ماخوذ از الحکم)

۸۰...... ’’اسلام نے بیاہ شدہ عورت اگر زنا کرے تو اس کے لئے رجم (سنگسار) کرنے کی سزا بتائی ہے۔‘‘

۸۱...... ’’ایک زمانہ میں خدا نے شیطان کو ایوب پر مسلط کر دیا تھا۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۴)

۸۲...... ’’دابتہ الارض سے مراد طاعون ہے۔‘‘ (نزول المسیح ص ۳۸)

نوٹ...... یادرہے کہ جو مرزا کہیں وہیں درست ہوتا ہے جیسا کہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ میری ہر بات سچ ہے۔‘‘ واعظ!

۸۳...... ’’چلہ کرنا صلحاء مسلمانوں کا طریق ہے۔‘‘ (ست بچن ص ۵۰)

۸۴...... ’’دوسرے عالم میں جزا و سزا بھگتنے میں ارواح کے ساتھ یہ اجسام بھی شریک ہوں گے۔‘‘

۸۵...... ’’اگر حضرت مسیح کچھ دن اور زندہ رہتے تو شادی کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔‘‘

امتی کا انکار

۱...... ’’یہ کلام جو (مسیح و خدا کے درمیان ہوا) عالم برزخ کا ہے۔ جو نزول سے پہلے ہو چکا ہے۔‘‘ (بیان القرآن ج۱ ص ۴۵۹، ۶۶۱)

قیامت میں نہیں ہوگا۔

۲...... ’’یہ کہنا یہ آیت ’’ھو الذی ارسل رسولہ ‘‘ مسیح موعود کے حق میں ہے۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ جس رسول کا ہدی و دین الحق لے کر آنے کا ذکر ہے۔ وہ محمد رسول اللہ نہیں بلکہ مسیح موعود ہے۔ کسی معتبر کا قول نہ دکھا سکو تو شرم کا مقام ہے۔‘‘ (احمد مجتبیٰ ص ۳۴)

۳...... ’’کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالا گیا ہو۔‘‘

(بیان القرآن ص۱۲۷۵)

۴...... ’’قرآن مجید میں کسی جگہ مذکور نہیں کہ یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا تھا۔‘‘

(بیان القرآن مصنفہ امتی ص۱۲۸۰)

۵...... ’’(نبوت کے بند نہ ہونے میں) ایک عائشہؓ کا قول پیش کیا جاتا ہے جس کی کوئی سند نہیں ہے۔ یہ غرض پرستی ہے۔ خدا پرستی نہیں۔‘‘ (بیان القرآن ص۱۵۱۶)

۶...... ’’حکم وعدل کے یہ معنی نہیں کہ ہر ایک مسئلہ میں آپ (مرزا قادیانی) حکم وعدل ہیں۔ آپ کی ہر ایک بات واجب التسلیم نہیں ہے۔ ایسا مانا جائے تو پھر امن ہی اٹھ جاتا ہے۔‘‘

(پیغام صلح ۱۲،۱۵/مئی ۱۹۱۸ء)

۷...... ’’مرزا قادیانی کا یہ عقیدہ بیشک تھا، لیکن قرآن مجید کی کسی آیت سے اس کو ثابت نہیں کیا اور نہ کوئی فیصلہ دیا جو حقیقتاً فیصلہ کہا جا سکے۔‘‘ (پیغام۱۲،۱۵/مئی ۱۹۱۸ء)

۸...... ’’خود حضرت نے لکھا ہے کہ میں کسی الہام کو قرآن وحدیث کے مخالف پاؤں تو اسے کھنگار کی طرح پھینک دیتا ہوں۔‘‘ (شناخت مامورین ص۲۰) مرزا قادیانی نے ایسا نہیں لکھا۔ بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ میرا ہر الہام صحیح ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ پس پھینکنے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ غلط بھی ہوتا ہے۔ لاحول......

۹...... ’’حضرت مرزا قادیانی کا دعویٰ مجدد ہونے کا تھا جو آنحضرت کے بعد دعویٰ نبوت کرے وہ کافر ودجال ہے۔‘‘ (پیغام ج۱۴ نمبر۲۵ ص۶ کالم۲)

۱۰...... ’’میرے نزدیک یہ نتیجہ (ولادت بن باپ کا) الفاظ قرآن سے نہیں نکلتا۔‘‘

(بیان القرآن ص۳۱۴)

۱۱...... ’’مشابہت صورت خلق (پیدائش) میں نہیں بلکہ بشریت میں دی گئی ہے۔‘‘

(بیان القرآن ص۳۳۹)

۱۲...... ’’حضرت مسیح علیہ السلام یوسف کے نطفہ سے پیدا ہوئے ہیں۔‘‘

(تفسیر مذکورہ ص۳۱۲،۱۲۰۸)

۱۳...... ’’انجیل سے یوسف کا بیٹا ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ خیال کہ بیٹا نہیں تھا۔ ایک وہم ہے۔‘‘ (کتاب ولادت مسیح مصدقہ محمد علی)

۱۴...... ’’رہبانیت اور ترک دنیا کا طریق عیسائیوں کی ایجاد ہے۔‘‘ (تفسیر ص۲۹۵)

۱۵...... ’’یہ امر ’’ولادۃ بن باپ‘‘ قانون قدرت اور عادۃ اللہ سے باہر ہے۔ بلکہ بالکل خلاف ہے۔‘‘ (کتاب ولادت مسیح)

۱۶...... ’’یہ مسیح کے زمانۂ نبوت کا کلام ہے، نہ اس کی پیدائش کے فوراً بعد کا، یعنی مہد (پنگھوڑے) میں یا گود میں باتیں نہیں کیں۔‘‘ (بیان القرآن ص۱۲۱۳)

۱۷...... ’’حضرت خضر علیہ السلام کا اپنی وحی کو قطعی ٹھہرانے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبی تھے۔‘‘ (بیان القرآن ص۱۱۸۵)

۱۸...... ’’امت میں ہوکر نبوت کا دعویٰ کرنا کذاب کا کام ہے۔‘‘ (النبوت فی الاسلام ص۱۱۵)

۱۹...... ’’نبوت تشریعی اور غیر تشریعی ہر دو بند ہیں۔‘‘ (النبوت فی الاسلام ص۱۱۵)

۲۰...... ’’کیا مرزا قادیانی کو لے کر ہم حدیث کو جواب دے دیں؟‘‘ (پیغام ج۳ص۵)

۲۱...... ’’مرزا قادیانی کے الہامات قرآن کے ہم پلہ نہیں۔ ہم قرآن اور احادیث کو الہامات پر مقدم سمجھتے ہیں۔‘‘ (پیغام ج۵ نمبر۳ ص۹۲،۹۳) ’’حدیث ضعیف ہم مقدم بر الہام است (القول المجد)‘‘

۲۲...... ’’ہم نے قادیان کی خاطر حق کو نہ چھوڑا اور نہ مقبرہ بہشتی میں جانے کے لئے دوزخ کو مول لیا۔‘‘ (تبدیلی عقیدہ کا الزام ص۱۸)

۲۳...... ’’یہاں ’’واخرین منھم‘‘ میں کسی دوسرے نبی کے آنے کی کوئی خبر نہیں ہے، بلکہ یہ نص صریح ہے کہ نبی نہیں آسکتا۔‘‘ (ملخصاً النبوۃ فی الاسلام ص۱۲۶ اور بیان القرآن ص۱۸۴۸)

۲۴...... ’’نبیوں کے خاتم کے معنی مہر نہیں۔ بلکہ آخری نبی ہیں۔‘‘ (بیان القرآن ص۱۵۱۵)

۲۵...... ’’نبی وہ ہوتا ہے جو اپنی بات کو بلا دلیل منوائے۔‘‘ (پیغام صلح ۱۲؍جنوری ۱۹۱۵)

۲۶...... ’’ایک تنکا کا سہارا لے کر جھٹ پٹ بول اٹھے کہ خاتم النّبیین کا معنی ہے اپنی مہر (توجہ روحانی) سے نبیوں کا بنانے والا (نبی تراش) نہ رسول نے نہ کسی مفسر نے یہ معنے کئے۔‘‘

(پیغام آخری نبی نمبر ۲۹؍اگست ۱۹۲۸ء ص۲۱)

۲۷...... ’’یہ کہہ دینا کہ نبوت تو اب بھی (جاری) ہے۔ مگر آنحضرت کے اتباع (تابعداری) سے ملتی ہے۔ یہ لفظی ایچاپیچیاں ہیں۔ جو ختم نبوت کے منکر کو کرنی پڑتی ہیں۔‘‘

(پیغام ۲۹/اگست ۱۹۲۸ء ص ۱۱)

۲۸...... ’’جولوگ خاتم النّبیین کا معنی نبیوں کی مہر لیتے ہیں وہ صریحاً رسول کریم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔‘‘ (پیغام ۲۹/اگست ۱۹۲۸ء)

۲۹...... ’’قادیان کا مقام ہلاکت کا موجب ہوا۔‘‘ (نوٹ برالوصیت ص ۲۴ از محمد علی)

۳۰...... ’’احمدیہ انجمن جو مرزا قادیانی کی مقرر کردہ حقیقی جانشین ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر لاہور (مدینۃ المسیح) پڑا۔‘‘ (حاشیہ الوصیت ص ۲۴ از محمد علی)

۳۱...... ’’ہر نبی صاحب کتاب اور صاحب شریعت ہوتا ہے۔‘‘

(بیان القرآن ص ۵۳۶ ایضاً ص ۳۵۰،۴۳۴)

۳۲...... ’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) شرعی اصطلاح میں نبی اور رسول نہ تھے۔ بلکہ آپ ان معنوں میں نبی تھے، جن معنوں میں اس امت کے دوسرے مجدد بھی نبی اور رسول ہو سکتے ہیں۔‘‘ (ٹریکٹ میرے عقائد ص ۲)

۳۳...... ’’نبی مطاع ہوتا ہے۔ مطیع (متبع) نہیں ہوتا۔‘‘ (بیان القرآن ج ۱ ص ۱۸۶، ایضاً ۵۳۶)

۳۴...... ’’بجواب سوال دربارۂ نبوت مرزا قادیانی گورداسپور کے مقدمہ کے سلسلہ میں فرمایا کہ ’’میرے عقیدہ کے مطابق مرزا غلام احمد نبی نہیں تھے۔‘‘ (پیغام صلح مورخہ ۴/جون ۱۹۳۵ء)

۳۵...... ’’قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں اور نہ آئندہ ہوگی۔‘‘

(پیغام ص ۱، مورخہ ۴/فروری ۱۹۳۲ء)

۳۶...... ’’یہ معنی لینا کہ حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا، صحیح نہیں ہے۔‘‘

(بیان القرآن ج ۳ ص ۱۴۷۲)

۳۷...... ’’بعض نے ’’لکل قوم هادا ‘‘ کے یہ بھی کئے ہیں کہ ہر قوم میں ایک ہادی ہو گزرا ہے۔ مگر یہ معنی موزوں نہیں ہیں۔‘‘ (بیان القرآن ج ۳ ص ۱۰۱۳)

۳۸...... ’’عصاء موسیٰ میں اژدھا (سانپ) بننے کی صفت نہ تھی۔ نہ اس کا قرآن میں کہیں ذکر ہے۔ یہ غلط خیال ہے۔‘‘ (بیان القرآن ج ۲ ص ۷۶۹)

۳۹...... ’’مسیح کے پرندوں (چڑیوں) کو کچھ دیر اڑنے والا قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ اس میں کوئی اعجاز کا رنگ نہیں۔‘‘ (بیان القرآن ج۱ص۳۲۰،۳۲۱)

۴۰...... ’’مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا انکار معمولی مجددوں کے انکار سے ذرا زیادہ سخت ہے۔‘‘ (پیغام صلح ج۳ص۲۳)

۴۱...... ’’مجددین میں سے ایک مجدد مسیح موعود (مرزا قادیانی) بھی ہیں۔‘‘ (اس سے زائد کچھ نہیں ہیں) چودھویں صدی کے ایک مجدد ہیں اور بس! خلاصۂ مطلب۔ (پیغام صلح ج۲ص۲۳)

۴۲...... ’’رسول اور نبی ایک ہے۔‘‘ (مطلب یہ کہ رسول کا لفظ عام نہیں ہے۔)

(بیان القرآن ج۲ص۱۲۱۸)

۴۳...... ’’ہر ایک نبی کے ساتھ کتاب اتاری، بغیر کتاب کے نبی نہیں ہوسکتا۔‘‘

(بیان القرآن ج۱ص۱۸۶)

۴۴...... ’’سلسلۂ احمدیہ کا ثبوت حقیقت (مرزا قادیانی کا دعویٰ وتعلیم) کی دارومدار (بنیاد) احادیث ہیں۔‘‘ (القول المجد سرورق ص۲)

۴۵...... ’’اگر امام (مرزا قادیانی) بھی ہم سے وہ بات منوانی چاہیں جس کی...... احادیث میں سند نہ ہو تو ہم اس کو نہیں مانیں گے...... احادیث کو کہاں جا رکھیں؟ (پیغام ج۳نمبر۵) ’’یہ لوگ غلطی کھا سکتے ہیں۔ پس ان کا قول سنت پر ’’حکم‘‘ نہیں ہوسکتا۔ ان کے تمام اقوال کتاب اور سنت پر ہی پرکھے جائیں گے۔‘‘ (پیغام صلح ج۱۰نمبر۴ص۵)

۴۶...... ’’اللہ تعالیٰ اس امت کے اولیاء سے کلام کرتا ہے۔ یعنی وہ مکالمہ سے مشرف ہوتے ہیں۔ مگر وہ نبی نہیں ہوتے۔‘‘ (مکالمہ نبوت نہیں) (مفہوم ٹریکٹ اسلام کا دور جدید آخری صفحہ)

۴۷...... ’’حضرت مرزا قادیانی کی چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں۔ ان کے اپنے الفاظ میں نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت (مجددیت) کا ہے۔ جو خدا کے حکم سے ہے۔ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ہرگز نہیں مانتے۔‘‘ (ٹریکٹ اسلام کا دور جدید، آخری صفحہ)

۴۸...... ’’آپ کے (مرزا قادیانی) بعد خلافت کا سلسلہ نہیں۔ آپ خود خلیفہ ہیں تو خلافت راچہ معنی؟ (از حاشیہ الوصیت ص۵،۶ مطبوعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

۴۹...... ’’مرزا قادیانی کے بعد کوئی ایک شخص جانشین نہیں ہوگا۔ بلکہ حضرت صاحب نے

ساری انجمن کو اپنا جانشین قرار دیا نہ ایک شخص۔'' (حاشیہ الوصیت مذکور)

۵۰...... ''سلطان ٹرکی خلیفہ ہے اور آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ وہی اس خلافت اسلامی کا صحیح (حقیقی حق دار ہے)'' (پیغام ۲۵/جنوری ۱۹۲۰ء)

۵۱...... ''خضر کو اپنی وحی (الہام) کو قطعی حجت (یقینی) ٹھہرانے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ رسول اور نبی تھے۔'' (قطعیت الہام کو مرزا قادیانی کے خلاف ہوکر خضر کی نبوت کا ثبوت ٹھہرایا گیا ہے۔'' (بیان القرآن ص۱۱۸۵)

۵۲...... ''میاں (محمود) صاحب اور ان کے مریدین آثم، اظلم، شہادت حقہ کی ادائیگی کو موت سے بدتر سمجھنے والے'' (تبدیلی عقیدہ کا الزام ص۲) ''سیاہ باطن، ظالم، خدا انہیں لعنت کا مورد بنائے گا۔'' (النبوت فی الاسلام ص۳۱۲) ''میاں محمود کو گمراہی کی طرف لے جارہے ہیں۔ جماعت کو تباہ کردیا، اور ہدایت کو پس پشت ڈال دیا۔'' (مولوی صاحب کے نزدیک میاں صاحب صالح نہیں ہیں) (پوسٹر اہل پیغام)

۵۳...... ''اس امت میں جس قسم کی نبوت ہوسکتی ہے۔ وہ حضرت علیؓ کو ضرور ملی ہے۔''

(النبوت فی الاسلام ص۱۱۵)

۵۴...... ''اگر معجزانہ پیدائش سے (عجوبۂ قدرت کہنے سے) یہ مراد ہے کہ حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے ہیں تو قرآن کریم میں یہ کہیں نہیں لکھا۔'' (حقیقت المسیح ص۸)

۵۵...... ''حضرت مسیح کی بن باپ پیدائش اسلامی عقائد میں داخل نہیں۔ بلکہ عیسائیت کا اصول ہے۔'' (بیان القرآن ج۱ص۳۳۶،۳۳۷)

گویا مسیح موعود کا سرالصلیب خود تا دم آخر اس عیسائیت کے غلط اصول کے پابند رہے۔

۵۶...... ''ولادت بن باپ کا عقیدہ ایک مضر غلطی ہے اور وہم ہے۔'' (ولادت مسیح)

۵۷...... ''کرشن کے نبی ہونے کا خیال محض اجتہادی ہے۔'' (یعنی یقین سے نہیں کہا جاسکتا بلکہ اجتہاد ہی اجتہاد ہے) (بیان القرآن ج۳ص۱۶۴۴)

۵۸...... ''کسی دوسرے نبی کی آمد سے اس امت کے خیر امت ہونے کی فضیلت (یعنی زندہ امت کہلانے کی فضیلت م) جو اس کو دوسری امم پر ہے، وہ نہیں رہتی ہے۔''

(مفہوم بیان القرآن ج اوّل ص۳۷۳)

نوٹ…… یادرہے کہ زندہ امت اور خیرامت ہونے کا ایک ہی مفہوم ہے۔ کچھ ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہے۔ لٰہذا مسٹرصاحب بھنے چنے کے جلے سڑے چھلکہ کی طرح اپنے منہ مبارک کا ذائقہ نہ بنائیں ورنہ صدمہ ہوگا۔

۵۹…… ’’عذاب انذار کا نتیجہ ہے۔ عذاب جو ہوگا وہ آنحضرتﷺ کے انکار کی وجہ سے ہوگا (یعنی مرزا قادیانی کی وجہ سے نہیں۔م) یہ ختم نبوت کی ایک دلیل ہے۔‘‘

(بیان القرآن جلد دوم ص۱۰۱۳)

۶۰…… ’’اس سے پہلے مسیح کے ساتھ مماثلت (مشابہت) پائی گئی کہ پہلے مسیح کو غلو کر کے خدا بنا لیا گیا اور دوسرے کو غلو کر کے مجدد سے نبی بنالیا گیا۔ جیسے پہلے کو نبی سے خدا بنالیا گیا ہے۔ پس اس سے تو مرزا قادیانی کا سچا ہونا اور مثیل مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے۔‘‘

(مفہوم ٹریکٹ مغرب میں تبلیغ اسلام ص۲۰)

۶۱…… ’’مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے نہ ماننے سے ایک شخص قابل مواخذہ ہے۔ مگر وہ دائرۂ اسلام سے خارج نہیں۔‘‘ (ٹریکٹ کفرواسلام ص۳) ’’کافر کا لفظ اس مخالف پر بولا جاسکتا ہے جس نے کفر کا فتویٰ دیا اور پھر اس پر اصرار کیا اور جو صرف انکار کرتا ہے اس پر مطلق کافر کا لفظ نہیں بولا جا سکتا ہے۔ احمدی اور غیراحمدی میں ناقص اور کامل فرق ہے۔‘‘ (پیغام ۲۴؍مارچ ۱۹۱۴ء)

(آج تو خیر سے دوسرے لوگوں کو غیراحمدی کہنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ خدا جانے کہاں تک ترقی ہوگی)

۶۲…… ’’جو شخص توحید الٰہی کا قائل ہوتا ہے (خدا کو ایک مان لیتا ہے) وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔‘‘ (ٹریکٹ کفرواسلام ص۳) ’’خدا نے آیت میں باوجود مشرک ہونے کے مومن کا لفظ ان پر بولا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جب ایک شخص توحید پر ایمان لاتا ہے تو وہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے۔‘‘ (ص۳) (واہ مسٹر! مشرک اور پھر مومن یعنی توحید پر ایمان لانے والا؟ یہ فہم کی انتہاء ہے)

۶۳…… ’’ہم مکفرین کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ جو شخص عدم تکفیر کا اعلان کرے (خواہ وہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود نہ مانے) ہم اس کے بعد (پیچھے) نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔‘‘

(مفہوم اعلان مندرجہ پیغام واخبار انقلاب)

۶۴...... ’’ہمارے نزدیک غیر احمدی کا جنازہ بشرطیکہ وہ مکفر نہ ہو، پڑھنا جائز ہے اور ہم پڑھتے ہیں۔‘‘ (کراچی کے حادثہ میں جو غیر احمدی شہید ہوئے ہیں۔ ان کا غائبانہ جنازہ لاہوریوں نے پڑھا ہے جس میں راقم الحروف بھی شریک تھا۔م)

۶۵...... ’’جو شخص قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ جہاد کو منسوخ نہیں کہہ سکتا سوائے اس کے کہ قرآن شریف کی ان آیات کو جن میں جہاد کا حکم ہے، منسوخ قرار دے۔‘‘

(ٹریکٹ اسلام کا دور جدید ص۳۴)

نوٹ...... یاد رہے کہ منسوخ کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ ایک حکم کہ جو پہلے جائز تھا، اس کو حرام قرار دینا اور اس کے ارتکاب کو ناجائز ٹھہرانا جیسا کہ مرزا قادیانی نے جہاد کی بابت کیا ہے۔م)

۶۶...... ’’کلمہ گو...... کو کافر کہنا کلمہ کو عملاً منسوخ قرار دینا ہے۔ قرآن شریف تو کہتا ہے کہ جو السلام علیکم کہے اس کو بھی کافر نہ کہو۔‘‘ (ٹریکٹ مذکور ص۱۵)

گویا مرزا قادیانی کا یہ فتویٰ قرآن مجید کے خلاف ہے۔

۶۷...... ’’اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔‘‘ (یعنی اصول سب کے ایک ہیں)

(قول خواجہ کمال الدین)

۶۸...... ’’احمدیت کا دوسروں سے ایک جزوی اختلاف ہے۔ اصول ایک ہی ہیں۔‘‘ (مشہور)

۶۹...... ’’حدیث ’’لم یکذب ابراھیم الاّ ثلاثا‘‘ غلط ہے۔‘‘ (بیان القرآن ج دوم ص۱۲۱۸) ’’آہ یہ کیسا شقی اور خدا کے رسول حضرت مسیح موعود حکم وعدل کا جس کی ہر ایک بات صحیح اور بمنزلہ وحی الٰہی ہے۔ مخالف اور اشد ترین اندرونی دشمن ہے کہ کوئی بات جناب حکم نہیں فرماتے کہ جس کے خلاف یہ کمر بستہ نہ کھڑا ہو گیا ہو۔ افسوس کہ مرزا قادیانی کی کھلی کھلی تحریرات کا رد اور انکار کیا جا رہا ہے اور پھر مع ہذا اپنے آپ کو مرزا غلام احمد قادیانی کے خاص غلاموں میں شمار کرنے کی خوشی کو بھی پورا کیا جاتا ہے:

خویشتن رانیك اندیشیدئه

اے هداك الله چه بد فهمیدئه

(مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی تو اس حدیث کی طرف داری کرتے ہوئے اس پر سے غلط اعتراضات

کادفعیہ اورازالہ کریں مگر میاں مرید سے اگر کچھ ہوسکا تو یہی کہ بہ یک جنبش قلم خدا کا خوف نہ کرتے ہوئے اس کو غلط قرار دے دینا اور مرزا قادیانی کے سب بیانات کو فضول کہہ دیا یہ سب کچھ شان غلامی میں ہورہا ہے۔ اگر بظاہر بھی مخالف ہوتے تو خدا جانے کیا اندھیر نگری مچاتے۔ غالباً مرزا قادیانی یہ فرمارہے ہوں گے:

کئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر
خدا ناخواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا ہوتا

۷۰...... ''اٹلی اور یورپ میں مثلاً جنگ یا زلزلہ وغیرہ کا عذاب آیا۔ اس سے اگر ضرور ہے کہ اس وقت کوئی رسول یورپ یا اٹلی میں آتا۔ ایسے رسول کا ہندوستان میں آنا خالی ازحکمت ہے جو خدا کا فعل نہیں ہوسکتا۔ ایسی باتیں کرنا لوگوں کو بتاتا ہے کہ مذہب کھیل ہے۔''

(بیان القرآن ص۱۱۷،۱۱۸)

۷۱...... ''اگر''اھدنا الصراط المستقیم'' کو حصول نبوت کی دعا مانا جائے تو ماننا پڑے گا کہ ۱۳۰۰سال میں کسی کی دعا قبول نہ ہوئی۔ پس مقام نبوت کے لئے دعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے۔ جو ایسے شخص کے منہ سے نکل سکتا ہے۔ جو اصول دین سے ناواقف ہے۔''

(بیان القرآن ص۱۰)

۷۲...... ''جولوگ ان الفاظ''ما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا'' سے یہ مراد لیتے ہیں کہ دنیا میں کبھی کوئی عذاب نہیں آتا جب تک پہلے رسول نہ مبعوث کیا جائے وہ غلطی کرتے ہیں۔''

(بیان القرآن ص۱۱۷،۱۱۸)

۷۳...... ''آنحضرتؐ کے بعد نبی کا نام لینا اس کو زیبا ہے جو کہ اسلام سے بڑھا ہوا کام کر کے دکھائے۔ ورنہ منہ کی پھونکیں ہیں۔ ناواقف دھوکہ کھا سکتے ہیں۔''

(پیغام آخری نبی نمبر۲۹، اگست ۱۹۲۸ء ص۱۲)

۷۴...... ''عیسائیوں کے جواب میں فرمایا''الستم تعلمون الخ''اگر بلا باپ ہوتا تو کہتے کہ وہ بغیر باپ پیدا ہوا ہے اور یوں فرماتے کہ آدم کی طرح بن باپ ہے۔'' (تفسیر ص۳۱۵) (فرمایا تو یونہی ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے سمجھا ہے۔ مگر مرید صاحب جو نہ سمجھیں تو اس کا کیا علاج ہوسکتا ہے؟)

۷۵...... ’’آنحضرتؐ کے بعد نبوت کو جاری رکھنا قرآن کی تذلیل ہے۔ یہ عقیدہ باعث نقصان اسلام ہے۔‘‘ (پیغام ۲۹؍اگست ۱۹۲۸ء) ’’غیرتشریعی نبی بھی نہیں آسکتا۔‘‘

(المفہوم النبوۃ فی الاسلام ص۱۱۵)

۷۶...... ’’سلیمان علیہ السلام کے عصا کو دیمک کے کھا جانے کا قصہ بے اصل ہے۔ بلکہ اس سے سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کی بربادی مراد ہے، اور جناۃ سے مراد غیراقوام ہیں۔‘‘ ملخصاً

(بیان القرآن ج۳ ص۱۵۳۶)

۷۷...... ’’مرزاقادیانی کو نبی قرار دینا اسلام کی بیخ کنی ہے۔ بلکہ میرے نزدیک مرزاقادیانی پر بھی بہت بڑی زد پڑتی ہے۔‘‘ (پیغام ج۲ پرچہ ۱۶؍اپریل ۱۹۱۵ء)

۷۸...... ’’مرزاقادیانی کو انبیاء کے معیار پر پرکھنا اور آزمانا چاہئے۔‘‘ (ریویو ج۶) (یادرہے کہ لاہوری احمدی مرزاقادیانی کو غیرنبی اور نبی یعنی آنحضرتؐ کا تابعدار یقین کرتے ہیں باوجود اس کے انبیاء کے معیار پر آزمائش کرانا مرزا کے قول کے خلاف ہے)

۷۹...... ’’قسموں کو اس طرح پورا کرنا حیلوں کا دروازہ کھولنا ہے۔ جس سے قسم کی وقعت نہیں رہتی۔ یہ قصہ نہ بائبل، نہ حدیث اور نہ قرآن میں ہے۔‘‘ (بیان القرآن ص۱۶۰۷)

۸۰...... ’’رجم (سنگسار) کرنا اسلام میں زنا کی کوئی سزا نہیں ہے۔ یہ ایک خیال ہے۔‘‘ ملخصاً

(بیان القرآن ص۱۳۳۵)

۸۱...... ’’شیطان ایوب پر مسلط نہیں کیا گیا تھا۔ اس کا کام صرف وسوسہ ڈالنا ہے اور ایوب کی تکلیف کسی سفر سے تھی۔‘‘ (ملخصاً ص۶،۱۶۵)

۸۲...... ’’دابۃ الارض سے مراد انسان لینا صحیح ہے۔ کیونکہ وہ کلام کرے گا اور یہ انسان کا خاصہ ہے۔ قرآن سے اس کی تائید ہوتی ہے۔‘‘ (ملخصاً بیان القرآن ص۱۴۲۶)

۸۳...... ’’چلہ کرنا ایک بدعت ہے۔ قرآن حدیث میں اس کا نام ونشان نہیں۔‘‘

(ملخصاً ص۱۸۲۱)

۸۴...... ’’بعث بعد الموت (یعنی دوسرے عالم میں۔م) یہ جسم نہ ہوں گے۔‘‘

(بیان القرآن ج۳ ص۱۸۰۹)

۸۵...... ’’حضرت مسیح نے جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے، ضرور شادی کی ہے اور اولاد بھی ضرور ہوئی ہوگی۔‘‘ (خلاصہ مطلب کتاب ولادت مسیح)

۱...... دیکھئے صاحبان! یہ اختلافات ہیں جو ناظرین کرام کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کئے

گئے ہیں۔ یوں تو اور بھی تلاش کرنے سے حاصل کئے جاسکتے تھے۔ مگر ہمیں مولوی محمد علی کے حال ناقابل پرسش پر رحم اور ترس آ گیا۔ اگر ایسا شخص جو ہر بات میں اپنے منہ بولے پیرومرشد سے اختلاف رکھتا ہے، اس کا جانشین، خلیفہ اور نائب ہوسکتا ہے۔ تو پھر بخدا کل اگر دہریہ خلیفہ اللہ ہونے کا دعویٰ کردے تو ہم اس کے اس دعویٰ کی تردید اس بناء پر کہ ''وہ خدا کے ہر عمل میں مخالف ہے'' ہرگز نہ کرسکیں گے۔ پس چاہئے کہ لاہوری احمدی غور کریں۔

(۲)مرزاقادیانی کا فیصلہ

مرزاقادیانی کا یہ صاف صاف فیصلہ ہے جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ''جو شخص ہماری ہر بات کو نہیں مانتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے اور نہ وہ ہماری جماعت سے شمار ہوگا۔''

پس مرزاقادیانی کے اس صاف اور واضح ارشاد سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب جنہوں نے مرزاقادیانی کے صدہا اقوال کو انتہاء درجہ کی بے رحمی اور ناخدا ترسی سے نامقبول اور رد کردیا ہے۔ وہ کسی طرح بھی جانشین ہونا تو قطعاً ایک معمولی احمدی بھی نہیں کہلا سکتے۔

خلاصہ یہ کہ مولوی صاحب موصوف دائرہ احمدیت سے بحکم بانیٔ احمدیت خارج اور بہمہ وجوہ باہر ہوگئے ہیں۔ اچھا یہ تو ہوا سہی کہ احمدیت سے نکلے۔ مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ مسلمان بھی رہے ہیں یا کہ نہیں؟

اس کے متعلق مرزاقادیانی کا یہ ارشاد ہے کہ ''جو لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کا باپ سے پیدا ہونا مانتے ہیں، وہ دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر ہیں۔'' (الحکم ۲۴رجون ۱۹۰۱ء)

پس مرزاقادیانی کے اس ارشاد کے مطابق مولوی محمد علی بلاشبہ دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر قرار پائے۔ آہ!...... یہ کیسا ظلم ہوا کہ ایک طرف تو احمدیت سے نکلے اور دوسری طرف بہ یک طفرہ اسلام کے احاطہ سے بھی باہر جا پڑے۔ ظاہر ہے کہ یہ ظلم کسی اور کے ہاتھ سے ان پر نہیں ہوا۔ بلکہ جیسا کہ امر واقعہ ہے۔ ان صاحبان ذوالاحترام نے خود اپنے ہاتھوں سے لاعلمی کے جوش میں آکر اپنی جان باشان پر کیا ہے۔ سچ پوچھو تو یہ حقیقت ہے کہ مرزاقادیانی کو ان کی ذات ستودہ صفات سے بڑی بڑی توقعات تھیں۔ مگر افسوس کہ یہ کسی مرض کا بھی علاج ثابت نہ ہوئے۔

بجائے اس کے کہ حضرت مرزاقادیانی کی شان کو بڑھاتے اور ان کی قدرومنزلت کو دوبالا کرتے، انہوں نے الٹا ہر مسئلہ اور ہر بات میں ان سے اختلاف ظاہر کر کے ان کو گھٹانے اور نیچے گرانے کی سعی نامشکور فرمائی ہے۔ خدا ان کو جزائے واجب دے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

کلمہ حق

حضرت مولانا محمد حسین سرحدی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللّٰہ تبارك وتعالیٰ

''تعاونوا علی البرّ والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان''

﴿آپس میں مدد کرو، نیکی اور پرہیزگاری میں اور مدد نہ کرو گناہ اور ظلم میں۔﴾

پاکستان بن جانے کے بعد یہ خیال تھا کہ اور کچھ ہو یا نہ ہو۔ کم ازکم اتنا ضرور ہوگا کہ یہ فتنہ مرزائیت ختم ہو جائے گا۔ جس کا ناپاک پودا شوکت اسلامی کی تخریب کے لئے انگریز کے ناپاک ہاتھوں سے لگایا گیا تھا۔ لیکن دیکھنے میں آیا کہ پہلے کی نسبت اس وقت یہ فتنہ زیادہ پھیلتا جارہا ہے اور کمی نہیں بلکہ زیادتی ہورہی ہے۔ غضب یہ کہ مرزائی اسلام سے نکل کر رسول کریم ﷺ کی عزت وناموس اور مسلمانوں کے ایمان کے ڈاکو ہوتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہے ہیں اور یہ بھی اس لئے کہ مسلمانوں کے خلاف اپنی ناپاک کوششوں اور دجالی فریب کاریوں میں پورے طور پر کامیاب ہوسکیں اور اسی واسطے ارتداد سے توے کی طرح سیاہ اور دجالیت سے بھرے چہرہ پر اسلامی نقاب ڈالنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔

بنابریں اہل اسلام نے ضروری سمجھا کہ فی الحال موجودہ ماحول میں حضور ﷺ کی عزت وناموس اور اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر، نیز مسلمانان پاکستان کے دنیاوی اور ملکی حقوق کے بچاؤ کے لئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا جائے کہ:

۱...... مرزائیوں کو قانوناً مسلمانوں سے الگ اقلیت قرار دیا جائے۔

۲...... سرظفر اللہ خان مرزائی کو فوراً وزارت سے ہٹا دیا جائے اور یہ مقدس امانت کسی مسلمان کے سپرد کی جائے۔

۳...... مرزائیوں کی اس کافرانہ تبلیغ کو فی الفور بند کر دیا جائے۔ جس سے کہ مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا جارہا ہے۔

مسلمانوں کا یہ مطالبہ ایسا صاف اور واضح ہے کہ کوئی بھی انصاف اور عقل رکھنے والا انسان اس کے جائز نہیں بلکہ واجب القبول ہونے میں شک نہیں کر سکتا۔ مگر نامعلوم حکومت پاکستان کے حکام کو کیا سوجھی اور کس غلط فہمی میں مبتلا ہوئے۔ بجائے اس کے کہ مسلمانوں کا یہ جائز اور حکومت پاکستان کے لئے انسانی اور اسلامی قانون کے ماتحت واجب القبول مطالبہ فوراً مان کر عمل میں لے آتے۔ الٹے بگڑ بیٹھے اور ان کی اسلامی اور مذہبی تبلیغ پر ہی پابندی لگادی۔ جس سے

کہ اہل اسلام کے دلوں میں رنج وغم کی لہر دوڑ گئی اور مجبوراً قدرتی طور پر حکومت پاکستان کے موجودہ ارباب اختیار کے متعلق قسم قسم کے خیالات وشبہات پیدا ہونے لگے۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ’’الدین النصیحة لله ورسوله ولائمة المسلمین وعا متهم ‘‘یعنی دین اس چیز کا نام ہے کہ خیر خواہی کی جائے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور مسلم حاکموں کی اور عام مسلمانوں کی۔ (بخاری ج۱ ص۱۳ تعلیقاً)

اس ارشاد نبوی کی رو سے ضروری معلوم ہوا کہ حکومت پاکستان کے مسلم حکام کی خدمت میں حقیقت حال کو واضح کر دیا جائے اور اگر وہ کسی وجہ سے کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوں تو وہ دور ہو جائے۔ سو گزارش ہے کہ اہل اسلام کا تو یہ قطعی فیصلہ ہے کہ جو لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کو مان لیں۔ وہ مسلمانوں میں شامل نہیں رہ سکتے بلکہ فوراً اسلام اور اہل اسلام سے کٹ جاتے ہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی اپنے ماننے والوں کے متعلق یہی فیصلہ ہے کہ اس کی جماعت مسلمانوں سے کلی طور پر علیحدہ اور الگ ہے اور اس غرض کے لئے اس نے حکومت میں درخواست بھی دی تھی کہ اس کی جماعت کی خانہ پری سرکاری کاغذات میں الگ کی جائے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے: ’’چونکہ اب مردم شماری کی تقریب پر سرکاری طور پر اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ ہر ایک فرقہ جو دوسرے فرقوں سے اپنے اصولوں کے لحاظ سے امتیاز رکھتا ہے۔ علیحدہ خانہ میں اس کی خانہ پری کی جائے اور جس نام کو اس فرقہ نے اپنے لئے پسند اور تجویز کیا ہے۔ وہی نام سرکاری کاغذات میں اس کا لکھا جائے۔ اس لئے ایسے وقت میں قرین مصلحت سمجھا گیا ہے کہ اپنے فرقہ کی نسبت ان دونوں باتوں کو گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں یاد دلایا جائے اور نیز اپنی جماعت کو ہدایت کی جائے کہ وہ مندرجہ ذیل تعلیم کے موافق استفسار کے وقت لکھوائیں۔‘‘ (اشتہار واجب الاظہار ص املحقہ، خزائن ج۱۵ ص۵۱۷)

پھر نام کے بارے میں لکھتا ہے کہ: ’’مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام احمدیہ رکھا جائے۔‘‘ (تریاق القلوب اشتہار واجب الاظہار ص۴ ملحقہ، خزائن ج۱۵ ص۵۲۷)

اور پھر اسی کے مطابق اپنے ماننے والوں کو تلقین بھی کی کہ تمام اہل اسلام سے الگ تھلگ رہیں اور کلی طور پر مسلمانوں کو ترک کر دیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ: ’’تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوے اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔‘‘ (اربعین نمبر۳ ص۲۸ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۱۷)

ایک اور مقام پر اپنے آپ کو ذوالقرنین بتلاکر مسلمانوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اپنی جماعت کو علیحدہ قوم قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ: ’’غرض ذوالقرنین کے معنی ہیں دوصدیاں پانے والا۔ اب خداتعالیٰ نے اس کے لئے تین قوموں کا ذکر کیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پہلی قوم جو مغرب میں ہے اور آفتاب وہاں غروب ہوتا ہے اور وہ تاریکی کا چشمہ ہے۔ یہ عیسائیوں کی قوم ہے۔ جس کا آفتاب صداقت غروب ہوگیا اور آسمانی حق اور نوران کے پاس نہیں رہا۔ دوسری قوم اس کے مقابل میں وہ ہے جو آفتاب کے پاس ہے۔ مگر آفتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ یہ مسلمانوں کی قوم ہے۔ جن کے پاس آفتاب صداقت قرآن شریف اس وقت موجود ہے مگر دابۃ الارض (اسلامی علماء) نے ان کو بے خبر بنا دیا ہے اور وہ اس سے ان فوائد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ بجز جلنے اور دکھ اٹھانے کے اب ایک تیسری قوم ہے جس نے ذوالقرنین سے التماس کی کہ یاجوج ماجوج کے درے بند کردے تاکہ وہ ان کے حملوں سے محفوظ ہو جاویں۔ وہ ہماری قوم ہے۔ جس نے اخلاص اور صدق دل سے مجھے قبول کیا۔ خداتعالیٰ کی تائیدات سے میں ان حملوں سے اپنی قوم کو محفوظ کر رہا ہوں جو یاجوج ماجوج کر رہے ہیں۔‘‘ (ملفوظات ج۳ ص۱۹۰،۱۹۱)

اسی کے مطابق ایک اور مقام پر لکھتا ہے کہ: ’’دھوپ میں جلنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں میں سے، مجھے قبول نہیں کیا اور کیچڑ کے چشمے اور تاریکی میں بیٹھنے والے عیسائی ہیں۔ جنہوں نے آفتاب کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور وہ قوم جن کے لئے دیوار بنائی گئی وہ میری جماعت ہے۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۶، خزائن ج۲۱ ص۳۱۴)

اور پھر اس بات کی تائید میں کہ وہ خود اور اس کے ماننے والے ہر لحاظ سے مسلمانوں سے الگ تھلگ ہیں۔ لکھتا ہے: ’’اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے۔ بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لئے لڑائیاں کی جائیں۔‘‘

(تریاق القلوب اشتہار واجب الاظہار ص ا، خزائن ج۱۵ ص۵۱۸)

’’ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ قرآن شریف ہرگز جہاد کی تعلیم نہیں دیتا۔‘‘

(ضمیمہ رسالہ جہاد ص۱۰، خزائن ج۱۷ ص۳۱)

نیز لکھتا ہے کہ: ’’یاد رکھو کہ موجودہ اسلام میں جو جہاد کا مسئلہ ہے۔ میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا کوئی اور مسئلہ نہیں۔‘‘ (تبلیغ رسالت ج دہم ص۱۲۴، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۸۴)

پھر یہ بھی لکھا ہے کہ: ’’میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام

کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔'' (اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص۳ مندرج شہادۃ القرآن، خزائن ج۶ ص۳۸۰)

نیز یہ بھی لکھا ہے کہ: ''میرے نزدیک واجب التعظیم اور واجب الاطاعت اور شکر گزاری کے لائق گورنمنٹ انگریزی ہے۔ جس کے زیر سایہ امن کے ساتھ یہ آسمانی کاروائی میں کر رہا ہوں۔'' (تبلیغ رسالت ج ششم ص۱۱۴، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۱۵)

پھر یہ ارشاد بھی ملاحظہ ہو کہ: ''ہم لندن کے بازاروں میں دین اسلام کی تائید کے لئے وہ وعظ کر سکتے ہیں۔ جس کا خاص مکہ معظّمہ میں میسر آنا ہمارے لئے غیر ممکن ہے۔''

(ست بچن ص۱۵۳، خزائن ج۱۰ ص۲۷۷)

اور یہ بات اس نے درست کہی ہے کیونکہ جس کا مذہب یہ ہو کہ اسلام انگریز کی اطاعت کا نام ہے۔ اس کے اسلام کی تبلیغ مکہ معظّمہ میں کب ہو سکتی ہے؟ ایسے اسلام کی تبلیغ تو ملکہ وکٹوریہ کی گلیوں میں ہی ہو سکتی ہے۔ جس کی محبت نے انگریز کی اطاعت کو فرض اور اسلام کا حصہ قرار دے دیا تھا۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ: ''چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ (ملکہ وکٹوریہ) سے دلی محبت رکھتا ہوں اور میرے دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لئے آب رواں کی طرح جاری ہیں۔'' (ستارہ قیصرہ ص۷، خزائن ج۱۵ ص۱۱۹)

''یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔'' (ستارہ قیصرہ ص۶، خزائن ج۱۵ ص۱۱۸)

اور پھر واجب الاطاعت اور واجب التعظیم انگریزی گورنمنٹ کی توجہ عنایت اپنی طرف مبذول کرانے کی خاطر یہ بھی لکھتا ہے کہ: ''اس جگہ بارہا بے اختیار دل میں یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت گزاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے۔ اسی گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔'' (تبلیغ رسالت ج دہم ص۲۸، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۴۵)

اپنی جماعت کے متعلق بھی لکھتا ہے کہ: ''یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں۔''

(تبلیغ رسالت ج ہفتم ص۱۸، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۰)

اور صریحاً تعلیم قرآن کے خلاف اور اہل اسلام کے اعتقاد کے بالمقابل حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں لکھتا ہے کہ: ’’اس کو جھوٹ بولنے اور بدزبانی کرنے اور گالیاں نکالنے کی عادت تھی اور اس کے ہاتھ میں سوائے مکر وفریب کے اور کچھ نہ تھا اور تین پشتوں تک اس کی دادیاں، نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے اس کا وجود ظہور پذیر ہوا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵،۷، خزائن ج۱۱ص۲۸۹،۲۹۱)

ان تمام دل خراش اور گستاخانہ خرافات وکفریات کے علاوہ جو سب سے بڑی چیز ہے اور ان تمام کفریات کے لئے بنیاد ہے جس کے ساتھ خدا اور اس کے رسول کی تکذیب لازم آتی ہے اور جس کے ساتھ انسان فوراً ہی اسلام اور اہل اسلام سے کٹ جاتا ہے وہ حضورﷺ کے بعد دعویٰ نبوت ہے اور یا آپؐ کے بعد کسی مدعی نبوت کو مان لینا ہے۔

چنانچہ اس بارے میں مرزاغلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ: ’’میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔‘‘ (تبلیغ رسالت ج دہم ص۱۳۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۹۷)

اور یہ بھی لکھتا ہے کہ: ’’اس امت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ص۴۰۶)

اور پھر لکھتا ہے کہ: ’’جو مسلمان مجھے نہیں مانتے اور میرے دعویٰ کی تصدیق نہیں کرتے۔ وہ کنجریوں، زناکار عورتوں کی اولاد ہیں۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۸، خزائن ج۵ص ایضاً)

اور اس کا لڑکا بشیرالدین محمود جو اس وقت اس کا جانشین ہے، وہ کہتا ہے کہ: ’’یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمدﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۱۷رجولائی ۱۹۲۲ء)

ان کھلے واقعات اور حقائق کو پیش کر کے حکومت پاکستان کے ارباب اختیار کی خدمت میں یہ التماس کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ ﷲ آپ ان حقائق کی روشنی میں حقیقت حال معلوم کرنے کی کوشش کیجئے اور حاکم ہونے کے لحاظ سے جس طرح بے گناہ لوگوں کی مالی اور جانی حفاظت آپ کے ذمہ ہے۔ اس سے کہیں بڑھ کر ان کے ایمان کی حفاظت کرنا آپ کے لئے ضروری ہے۔ تو اس بناء ’’تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان‘‘

ارشاد خداوندی کو سامنے رکھ کر سوچیئے کہ اس وقت ایماندارانہ طور پر آپ کا فرض کیا ہے اور کیا اسے انجام دیا جارہا ہے اور اگر وہ فرض ادا نہیں ہوتا تو اس کا انجام کیا ہوگا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں کسی وجہ سے خدا اور رسول کے دشمنوں کا ناجائز طور پر ساتھ دیں اور قیامت کے دن ہمیں

ندامت اٹھانی پڑے اور ’’وکذالك نولّی بعض الظالمین بعضا بما کانوا یکسبون‘‘ کے زیر ہدایت جب کہ مختلف قسم کے مجرموں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملایا جائے گا۔ کہیں اس دن ایسا نہ ہو کہ فرشتے ہمیں ساقی کوثر ﷺ کے کنار عاطفت سے کھینچ کر دجالین کی صف میں کھڑا کر دیں کہ تم نے دنیا میں ان کا ساتھ دیا۔ اب ان کے ساتھ ہی رہنا ہوگا۔ ’’نعوذ باللہ من ذالك‘‘ اللہ ہمیں اس ذلت وخواری سے محفوظ رکھے۔ آمین!

حکومت پاکستان کے مسلم حکام کو دینی بھائی سمجھ کر نصیحت اور ہمدردی کے طور پر میں نے یہ ’’کلمہ حق‘‘ کہہ دیا ہے اور امید واثق رکھتا ہوں کہ اس ناچیز کا یہ کلمہ حق بے اثر نہیں رہے گا۔

وماعلینا الا البلاغ

احقر العباد محمد حسین عفا اللہ عنہ وعن والدیہ (فاضل دیوبند)

تقریظ بسیط

حضرت مولانا مولوی خالد محمود صاحب، فاضل دیوبند

اتحاد وائتلاف کی غلط فہمی میں حد غلو تک پہنچنے والے حضرات کے لئے جو نصوص کتاب و سنت سے بے اعتنائی برتتے ہوئے کفر واسلام کے بنیادی اور حقیقی امتیازات کو فراموش کر کے دنیا کو ایمان کی روحانی شعاعوں سے محروم کر دینا چاہتے ہیں۔ مقام عبرت ونصیحت ہے کہ قرآن پاک جس نے وحدت واتحاد کا ساری دنیا کو سبق دیا۔ ایمان وکفر جیسے نازک معاملہ میں خود ہی فارق و فاصل ہو کر مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے علیحدہ قرار دیتا ہے۔

’’ھوالذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مؤمن‘‘ اگر ایک طرف ’’لا تفرقوا‘‘ ارشاد فرمایا اور اپنا نام قرآن رکھا۔ یعنی ملانے والا تو دوسری طرف اپنا نام فرقان بھی رکھا۔ یعنی تفریق کرنے والا، دعوت اتحاد کا مقصد یہ ہے کہ جملہ نسلی، ملکی اور ذاتی امتیازات ختم ہونے چاہئیں تاکہ دین واحد ہو جائے۔ ’’لیکون الدین کله لله‘‘ اور دعوت فرقان کا مقصد یہ ہے کہ ایک امتیاز ضرور باقی رہنا چاہئے اور وہ حق وباطل اور کفر واسلام کا امتیاز ہے۔ ’’انه لقول فصل و ماھو بالھزل‘‘

قرآن پاک ایسے فساد پرور اتحاد کا شدید مخالف اور اپنی شان فرقانیت میں نہایت سخت ہے۔ وہ اس بات کو برداشت نہیں کرتا کہ برائی اپنی صورت پر قائم رہتے ہوئے نیکی کے ساتھ مل جائے اور تاریکی اپنی سیاہی کے باوجود نور میں مل جائے اور اس طرح نہ نیکی نیکی رہے اور نہ بدی

بدی، ظلمت ظلمت رہے اور نہ روشنی روشنی۔

یاد رکھئے! التباس ہی وہ تاریکی ہے۔ جس میں ہر شے کا اصلی وجود پہلے مشتبہ اور آخر کار معدوم وباطل ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کی پچھلی سات صدیوں کی تاریخ قومی تنزل کا سبب اول اسی حقیقت کو شمار کرتی ہے۔ امت مرزائیہ اور امت مسلمہ کی موجودہ کشمکش میں یہی عمل ہمارے ارباب حل وبسط کا ہے کہ مسلمان باوجودیکہ آنحضرت ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو دجال وکذاب اور مرتد سمجھتے ہیں اور مرزائی باوجودیکہ مرزاغلام احمد قادیانی کو خدا کا نبی مانتے ہیں۔

مسلمان باوجودیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک اولوالعزم معصوم پیغمبر اور ان کے خاندان کو از روئے قرآن پاک طاہر ومطہر مانتے ہیں اور مرزائی باوجودیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شرابی، زانیہ عورتوں سے اختلاط رکھنے والا اور ان کے خاندان کو از روئے کتب مرزا قادیانی زنا کار عورتیں اور کنجریاں سمجھتے ہیں۔ ہمارے ارباب اقتدار برطانوی مکتب فکر کے ماتحت دونوں کو ایک قوم شمار کر رہے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ استقلال ملت اول مشتبہ ہو جائے اور آخر کار معدوم ہو جائے۔

مرزاغلام احمد قادیانی کا کفر وارتداد بینات میں سے ہے اور اس کے ساتھ نسبت عقیدت رکھنے والے تمام لوگ باتفاق جمیع اہل اسلام مرتد اور خارج عن الاسلام ہیں اور یہ امران کے خارج عن الملت اور خارج عن القوم ہونے کو مستلزم ہے۔ چنانچہ قرآن پاک نے مرتدین کو ایک علیحدہ قوم شمار کیا ہے۔ ’’کیف یهدی الله قوما کفروا بعد ایمانهم وشهد ان الرسول حق وجاء هم البیّنٰت، والله لایهدی القوم الظالمین ‘‘ ﴿ کیونکر ہدایت کرے اللہ اس قوم کو جو اپنے ایمان لانے کے بعد اپنے اس اقرار کے بعد کہ رسول سچے ہیں، کافر ہوگئے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتے۔ ﴾

تاجدار ختم نبوت بھی دین چھوڑنے والے کو جماعت یعنی قوم کا چھوڑنے والا قرار دیتے ہیں۔ فقیہ الامت سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود نقل کرتے ہیں: ’’لایحل دم امرء مسلم یشهد ان لااله الله وانی رسول الله الا باحدیٰ النفس بالنفس والثّیب الزانی المفارق لدینه التارك الجماعة (صحیح بخاری ج۲ ص۱۰۱۶) ‘‘ ﴿ جو مسلمان شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں اس کا خون حلال نہیں سوائے ان تین باتوں میں سے کسی ایک کے ساتھ، قاتل ہو‘ یا شادی شدہ ہو کر زانی ہو‘ اور یا دین چھوڑ کر جماعت (قوم) چھوڑنے والا ہو۔ ﴾

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ’’المفارق لدینہ‘‘ کا سب سے پہلا مصداق مرتد

کوشمار کیا ہے۔اس ارشاد نبوی نے آفتاب کی طرح واضح کردیا کہ اگر کوئی دین سے علیحدہ ہوجائے تواس کا جمایت یاقوم سے علیحدہ ہوجانا لازمی ہے۔

یادرکھئے!مسلمان ایک مستقل قوم ہے۔جوکافریامرتد ہوں،وہ اس قوم میں شمار نہیں رہ سکتے۔

''ابن عباس ان النبی ﷺ رکبا بالروحاء فقال من القوم قالوا المسلمون (الحدیث صحیح مسلم ج۱ ص۴۳۱)'' ﴿حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضور ﷺ مقام''روحا'' پر کچھ سواروں سے ملے اور پوچھا تم کونسی قوم ہو،انہوں نے کہا''مسلمان''﴾

اسلامی تصریحات سے جو قطع ویقین کا درجہ رکھتی ہیں۔متاثر ہوکر نقاش پاکستان علامہ اقبالؒ نے حکومت سے مطالبہ کیا تھا۔

''میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک علیحدہ جماعت تسلیم کرلے۔'' (حرف اقبال ص۱۲۸)

پھر لطف یہ ہے کہ امت مرزائیہ کی بھی سماجی اور ثقافتی پالیسی یہی رہی ہے کہ وہ غیروں سے الگ ہے۔(اخبار الفضل قادیان ج۵ نمبر۶۹،۷۰ مورخہ ۲۶رفروری،۲رمارچ ۱۹۱۸ء) لکھا:''کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروؤں کو یہود بے بہود سے الگ نہیں کیا۔کیا وہ انبیاء جن کی سوانح کا علم ہم تک پہنچا ہے اور ہمیں ان کے ساتھ جماعتیں بھی نظر آتی ہیں۔انہوں نے اپنی ان جماعتوں کو غیروں سے الگ نہیں کیا۔ہر ایک شخص کو ماننا پڑے گا کہ بیشک کیا ہے پس اگر مرزا قادیانی نے بھی جو کہ نبی اور رسول ہیں،اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق غیروں سے الگ کردیا تو نئی اور انوکھی بات کون سی کی؟''

۲...... ''یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے۔اول تو یہ خداتعالیٰ کے حکم سے تھا،نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریاپرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں بڑھ گئے ہیں اور ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا،ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہو اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔اسی وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔'' (ارشاد مرزاغلام احمد قادیانی رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ج۶ ص۸ ص۱۱،مورخہ ۳راگست ۱۹۱۱ء)

۳...... ''غیراحمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ان کولڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کرسکتے ہیں۔دوقسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ایک دینی دوسرے دنیاوی۔دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے۔سو یہ دونوں ہمارے لئے

حرام قرار دیئے گئے۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص۱۶۹ مصنف مرزابشیر احمد)

پس جبکہ مرزائیہ بھی اپنے آپ کو مسلمانوں سے کلی طور پر الگ سمجھتی ہے۔(دیکھو اربعین نمبر۳ ص۲۸ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۱۷) اور مسلمان بھی اسے مرتد اور خارج عن الملت قرار دیتے ہیں۔ تو مقام تعجب ہے کہ ہماری حکومت کو اسے مسلمانوں سے علیحدہ قرار دینے میں کون سی چیز مانع ہے؟ پھر جبکہ پاکستان کا سنگ بنیاد بھی اسلامی قومیت کی ہی امتیازی حدود تھیں تو مقام حیرت ہے کہ اسی تصور حیات کے داعی صرف اس لئے زیر عتاب سمجھے جارہے ہیں کہ اب اس کی زد براہ راست فرنگی کے خود کاشتہ پودے پر پڑ رہی ہے۔

حکومت پاکستان کا اولین فرض ہے کہ نزاکت وقت کا صحیح جائزہ لیتے ہوئے تدبر اور بصیرت سے کام لے اور تانفاذ دستور اسلامی امت مرزائیہ کو مسلمانوں سے الگ مرتد اقلیت قرار دے۔ نیز مملکت پاکستان کی کلیدی آسامیوں سے ان تمام مرزائیوں کو برطرف کر دے جن کے ناپاک ارادے یہ ہیں۔ ’’حکومت ہمارے پاس نہیں کہ ہم جبر کے ساتھ ان لوگوں کی اصلاح کریں اور ہٹلر یا مسولینی کی طرح جو شخص ہمارے حکموں کی تعمیل نہ کرے۔ اسے ملک سے نکال دیں اور جو ہماری باتیں سنے اور ان پر عمل کرنے پر تیار نہ ہو، اسے عبرت ناک سزائیں دیں۔ اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر اندر کام کر لیتے۔‘‘

(تقریر مرزامحمود ص۶ مورخہ ۲رجون ۱۹۳۶ء، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۲۷۹)

یہ چند ضروری باتیں تھیں جو اجمالاً عرض کی گئیں۔ پوری تفصیل آپ کو کلمہ حق میں اپنے مالہ وماعلیہ کے ساتھ ملے گی۔ میں نے اس رسالے کو شروع سے لے کر آخر تک دیکھا اور محققانہ اور مناظرانہ ہر اعتبار سے درست اور جامع پایا۔ استدلال میں ہر باریک سے باریک مقام پر بھی حوالہ پیش کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حبی المکرّم مولانا محمد حسین صاحب کو ہر مستفید ومسترشد کی طرف سے جزائے خیر دے کہ اس دور پرفتن میں شبانہ روز محبت کے ساتھ تاج وتخت ختم نبوت میں اپنی عقیدت کے پھول پیش کر رہے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کے ادائیگی میں سرگرم ہیں۔ حضرت امام العصر المحدث الکبیر شاہ صاحبؒ کا ارشاد ہے:

دعوا کل امر واستقیموا المادھی

وقد صار فرض العین عند عیان

اللہ تعالیٰ امت مرحومہ پر فضل فرمائے اور اس دور ابتلاء میں اسے قادیانی شقی ازلی کے فتنہ سے نجات دلائے۔ آمین! العباد الفقیر: خالد محمود امرتسری عفا اللہ عنہ، حال مقیم سیالکوٹ

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

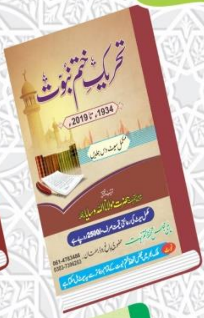

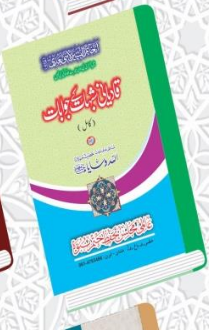

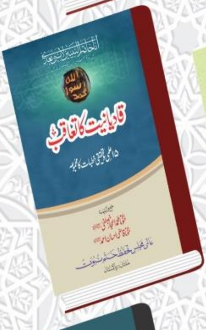

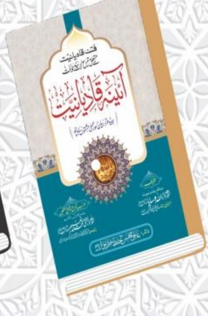

www.amtkn.com, www.laulak.info, www.khatm-e-nubuwwat.info,
www.khatm-e-nubuwwat.com, ameer@khatm-e-nubuwwat.com